

DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. D168,1:9w2.L9 N33

Ac. No. 45039 Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of 5 Paise will be collected for each day the book is kept overtime.

سلسلۂ نشریات کلیۂ پنجاب

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اردو

از

حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مرتبہ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی لاہور

۱۹۲۳ء

سلسلۂ نشریات کلّیۂ پنجاب

مجموعۂ نغز

یعنی

تذکرۂ شعرائے اُردو

در دو جلد

از

حکیم ابُوالقاسم میر قدرت اللہ المتخلص بہ قاسم

مُرتبہ

محمود شیرانی لیکچرر پنجاب یونیورسٹی

لاہور

سنہ ۱۹۳۳ء

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد اوّل

مضمون	صفحہ
دیباچہ مرتب	یہ
مصنف کے حالات	کز
آغاز کتاب	۱
مقدمۂ کتاب	۷
حرف الف	
آفتاب	۱۷
آبرو	۲۰
آرزو	۲۴
آدم (اوّل)	۲۷
〃 (دوم)	۲۸
〃 (سوم)	۲۸
آزاد	۲۹
آشنا	۳۰
آشفتہ (اوّل)	۳۱
〃 (دوم)	۳۴
آصف	۳۵
آفاق	۳۷
آفرین	۴۰
آگاہ	۴۱
اٹل	۴۲
اثر	۴۳
احمد (اوّل)	۴۹
〃 (دوم)	۵۰
〃 (سوم)	۵۰
〃 (چہارم)	۵۱
احسن (اوّل)	۵۲
〃 (دوم)	۵۳
〃 (سوم)	۵۴
احسان	۵۴
احقر	۵۶
اختر	۵۷
ارمان (اوّل)	۵۸
〃 (دوم)	۵۸
اسعد	۵۹
اسد	۵۹
اسیر	۶۱
اشرف	۶۲
اشتیاق	۶۳
اصغر (اوّل)	۶۳-۶۴
〃 (دوم)	۶۴
اظہر	۶۴
اعظم	۶۵
افسوس (اوّل)	۶۵
〃 (دوم)	۶۶
افسر	۶۷
اکبر (اوّل)	۶۷
〃 (دوم)	۶۸
الم	۶۹
الہام	۷۰
امید	۷۱
امیر (اوّل)	۷۱
〃 (دوم)	۷۳
امجد	۷۴
امین (اوّل)	۷۵
〃 (دوم)	۷۶
〃 (سوم)	۷۷

مضمون	صفحہ
انسان	۷۷
انیس	۷۸
انجام	۸۰
انشا	۸۰
انور	۹۰
اویسی	۹۲
اوباش	۹۴
ایمان	۹۴
ایما	۹۶
حرف الموحدہ۔	
باقر	۹۷
پاکباز	۹۷
ببر علی	۹۸
بخشی	۹۹
برق	۱۰۰
برشتہ	۱۰۰
برکت	۱۰۰
پروانہ (اوّل)	۱۰۲
" (دوم)	۱۰۳
بسمل (اوّل)	۱۰۳-۱۰۴
" (دوم)	۱۰۵
بشیر	۱۰۶
بقا	۱۰۷
پنچھا	۱۱۲
بہجت	۱۱۲
بھید	۱۱۳
بہادر (اول)	۱۱۳-۱۱۴
" (دوم)	۱۱۴
بہار	۱۱۴
بیدل	۱۱۵
بیدار	۱۱۷
بیان	۱۲۳
بیخود	۱۲۶
بیہوش	۱۲۶
بیقرار	۱۲۷
بیباک	۱۲۷
بیتاب (اوّل)	۱۲۸
" (دوم)	۱۲۸
بیکس (اوّل)	۱۲۹
" (دوم)	۱۲۹
بیجان	۱۳۰
پیام	۱۳۰
" " "	
حرف الفوقانی	
تاباں	۱۳۱
تائب	۱۳۴
تجلی (اول)	۱۳۴
" (دوم)	۱۳۷
تجمل	۱۳۷
تحیر	۱۳۷
ترقی	۱۳۸
تسکین (اول)	۱۳۹
" (دوم)	۱۴۰
تسلی۔	۱۴۰
تصور	۱۴۱
تعشق	۱۴۲
تقی	۱۴۴
تمنا (اوّل)	۱۴۴-۱۴۵
" (دوم)	۱۴۵
تمکین (اوّل)	۱۴۶
" (دوم)	۱۴۷
تنہا (اوّل)	۱۴۷
" (دوم)	۱۴۸
" (سوم)	۱۴۸

مضمون	صفحہ
حرف المثلثہ	
ثابت (اوّل)	۱۴۹
" (دوم)	۱۵۱
" (سوم)	۱۵۱
ثاقب (اوّل)	۱۵۱-۱۵۲
" (دوم)	۱۵۲
ثروت	۱۵۲
ثنا	۱۵۲
حرف الجیم	
جان	۱۵۳
جذب	۱۵۴
جراح	۱۵۴
جرأت (اوّل)	۱۵۵
" (دوم)	۱۶۶
جعفر (اوّل)	۱۶۷
" (دوم)	۱۶۷
جعفری	۱۶۸
جلال	۱۶۹
جنون (اوّل)	۱۶۹
" (دوم)	۱۷۰
جنون (سوم)	۱۷۰
چندا	۱۷۱
جولان (اوّل)	۱۷۱
" (دوم)	۱۷۲
جوش	۱۷۳
جوہری	۱۷۳
جوان (اوّل)	۱۷۴
" (دوم)	۱۷۸
جہاندار	۱۷۵
جھمن لال	۱۷۶
جھجھنا	۱۷۸
جینا بیگم صاحبہ	۱۷۸
حرف الحاء المہملہ	
حاتم	۱۷۹
حالی	۱۹۴
حب	۱۹۵
حجام	۱۹۷
حزین (اوّل)	۲۰۰
" (دوم)	۲۰۰
حسن (اوّل)	۲۰۲
" (دوم)	۲۰۵
حسن (سوم)	۲۰۶
حسینی	۲۰۶
حسرت (اوّل)	۲۰۷
" (دوم)	۲۱۰
حشمت (اوّل)	۲۱۱
" (دوم)	۲۱۲
حضور	۲۱۲
حفیظ	۲۱۳
حقیر	۲۱۶
حقیقت	۲۱۹
حکیم (اوّل)	۲۲۰
" (دوم)	۲۲۲
حمزہ	۲۲۳
حیران (اوّل)	۲۲۳
" (دوم)	۲۲۴
حیدر (اوّل)	۲۲۵
" (دوم)	۲۲۵
حیا	۲۲۷
حیرت	۲۲۸
حیف	۲۲۹
حرف الخاء المعجمہ	
خاکسار	۲۳۰

مضمون	صفحہ
خاکی	۲۳۰
خان	۲۳۱
خادم	۲۳۱
خسرو	۲۳۳
خستہ (اوّل)	۲۳۵
" (دوم)	۲۳۵
خلق	۲۳۶
خلیق	۲۳۶
خوش رس	۲۳۷
خیال	۲۳۸
حرف الدال المہملہ	
دانا	۲۳۹
درد (اوّل)	۲۴۰
" (دوم)	۲۵۲
دردمند	۲۵۳
درویش	۲۵۴
دل (اوّل)	۲۵۴
" (دوم)	۲۵۵
دلبر	۲۵۵
دلسوز	۲۵۶
دلہن بیگم	۲۵۷
دیوانہ	۲۵۸
حرف الذال المعجمہ	
ذرہ (اوّل)	۲۵۸-۲۵۹
" (دوم)	۲۵۹
ذکا	۲۵۹
ذکی (اوّل)	۲۶۲
" (دوم)	۲۶۳
ذوقی	۲۶۳
حرف الراء المہملہ	
راقم (اوّل)	۲۶۴
" (دوم)	۲۶۵
رافت	۲۶۶
راغب	۲۶۶
راز	۲۶۷
راجہ	۲۶۷
رجب	۲۶۷
رسوا	۲۶۸
رضی	۲۶۹
رضا (اوّل)	۲۷۰
" (دوم)	۲۷۱
رضا (سوم)	۲۷۲
" (چہارم)	۲۷۲
" (پنجم)	۲۷۳
رغبت	۲۷۳
رفاقت	۲۷۳
رفیق	۲۷۴
رقت	۲۷۵
رند	۲۷۶
رنج	۲۷۷
رنگین (اوّل)	۲۷۷
" (دوم)	۲۷۸
" (سوم)	۲۷۸
رونق	۲۸۳
حرف الزاء المعجمہ	
زار (اوّل)	۲۸۳
" (دوم)	۲۸۴
" (سوم)	۲۸۵
زمان	۲۸۵
زور	۲۸۶
حرف السین المہملہ	
سامی	۲۸۶

مضمون	صفحہ
سائل	۲۸۷
سبقت	۲۸۸
سپاہی (اوّل)	۲۸۹
" (دوم)	۲۹۰
سجاد	۲۹۰
سحر	۲۹۱
سخن	۲۹۱
سخنور	۲۹۱
سرسبز	۲۹۲
سراج	۲۹۳
سرشار	۲۹۳
سرور	۲۹۴
سزور	۲۹۴
سعدی	۲۹۸
سعادت	۲۹۸
سکندر	۲۹۹
سلیمان	۳۰۰
سلطان (اوّل)	۳۰۳
" (دوم)	۳۰۳
سلام	۳۰۴
سودا	۳۰۴
سوز	۳۲۰
سوزان (اوّل)	۳۲۷
سوزان (دوم)	۳۲۷
سید (اوّل)	۳۲۸
" (دوم)	۳۳۳
" (سوم)	۳۳۴
سیادت	۳۳۴
سیف	۳۳۴

حرف الشین المعجمہ

مضمون	صفحہ
شاعر	۳۳۵
شاکر (اوّل)	۳۳۶
" (دوم)	۳۳۶
شاہ	۳۳۷
شاد	۳۳۷
شاداں (اوّل)	۳۳۷
" (دوم)	۳۳۸
شائق (اوّل)	۳۳۸
" (دوم)	۳۳۸
" (سوم)	۳۳۹
شرف (اوّل)	۳۴۰
" (دوم)	۳۴۱
شرر (اوّل)	۳۴۱
" (دوم)	۳۴۲
شرافت	۳۴۲
شریف (اوّل)	۳۴۲
" (دوم)	۳۴۳
شعور	۳۴۳
شعاع	۳۴۳
شفیع	۳۴۴
شفیق	۳۴۴
شکوہ	۳۴۶
شکیبا	۳۴۶
شگفتہ (اوّل)	۳۴۸
" (دوم)	۳۴۹
" (سوم)	۳۴۹
شمس	۳۴۹
شوکت	۳۵۰
شوق (اوّل)	۳۵۰
" (دوم)	۳۵۱
" (سوم)	۳۵۱
" (چہارم)	۳۵۱
" (پنجم)	۳۵۱
" (ششم)	۳۵۲
شور	۳۵۲
شورش	۳۵۳

مضمون	صفحہ
شہرت	۳۵۳
شہوت	۳۵۴
شیدا (اوّل)	۳۵۵
" (دوم)	۳۵۶
شیفتہ	۳۵۶
حرف الصاد المہملہ	
صانع	۳۵۷
صادق (اوّل)	۳۵۷
" (دوم)	۳۵۸
" (سوم)	۳۵۸
" (چہارم)	۳۵۸
" (پنجم)	۳۶۰
صاحب	۳۶۰
صاحبقران	۳۶۱
صبا (اوّل)	۳۶۱
" (دوم)	۳۶۲
صغدر	۳۶۲
صفدری	۳۶۳

مضمون	صفحہ
حرف الضاد المعجمہ	
ضبط	۳۶۳
ضمیر (اوّل)	۳۶۴
" (دوم)	۳۶۴
ضیا (اوّل)	۳۶۴
" (دوم)	۳۶۵
حرف الطاء المہملہ	
طالب (اول)	۳۶۶
" (دوم)	۳۶۶
" (سوم)	۳۶۷
طپش	۳۶۷
طفل	۳۶۹
حرف الظاء المہملہ	
ظاہر	۳۷۱
ظریف	۳۷۱
ظفر	۳۷۲
حرف العین المہملہ	
عاصم	۳۷۶

مضمون	صفحہ
عاصمی	۳۷۷
عارف	۳۷۸
عاشق (اوّل)	۳۷۸-۳۷۹
" (دوم)	۳۸۰
" (سوم)	۳۸۰
" (چہارم)	۳۸۱
عاقل	۳۸۱
عاجز (اوّل)	۳۸۱
" (دوم)	۳۸۲
عزیز (اوّل)	۳۸۲
" (دوم)	۳۸۲
" (سوم)	۳۸۳
عزلت	۳۸۳
عسکری	۳۸۴
عشق (اوّل)	۳۸۴
" (دوم)	۳۸۵
" (سوم)	۳۸۵
عشرت	۳۹۸
عطا	۳۹۸

فہرست مطالب مجموعۂ نغز

جلد دوم

مضمون	صفحہ
عظیم (اوّل)	۱
" (دوم)	۱۴
" (سوم)	۱۴
عظمت	۱۶
علی (اوّل)	۱۶—۱۷
" (دوم)	۱۸
عمدہ	۱۹
عنایت	۱۹
عیاں	۲۰
عیش	۲۱
عیاش (اوّل)	۲۲
" (دوم)	۲۳
حرف الغین المعجمہ	
غالب	۲۳
غافل	۲۶
غریب (اوّل)	۲۶
غریب (دوم)	۲۷
" (سوم)	۲۷
غضنفر	۲۸
غلام	۲۸
غلامی	۲۹
غمگین	۳۰
غمخوار	۳۱
حرف الفاء	
فارغ	۳۲
فدا (اوّل)	۳۳-۳۴
" (دوم)	۳۵
" (سوم)	۳۶
" (چہارم)	۳۷
فدوی (اوّل)	۳۷
" (دوم)	۳۸
" (سوم)	۳۹
فدوی (چہارم)	۳۹
" (پنجم)	۴۱
فراغ	۴۳
فروغ (اوّل)	۴۴
" (دوم)	۴۴
فرحت	۴۵
فرقت	۴۷
فراقی	۴۸
فراق (اوّل)	۴۹
" (دوم)	۴۹
فغان	۵۲
فقیر (اول)	۵۶
" (دوم)	۵۷
" (سوم)	۵۷
فگار	۵۸
فیض	۵۹
فیاض	۶۰

مضمون	صفحہ
حرف القاف	
قائم (اوّل)	۸۱
" (دوم)	۸۲
قاضی	۸۹
قاصر	۹۰
قاسم	۹۲
قدرت (اوّل)	۱۲۳
" (دوم)	۱۲۵
" (سوم)	۱۲۵
قرار	۱۲۶
قربان (اوّل)	۱۲۶
" (دوم)	۱۲۷
قسمت	۱۳۰
قلندر	۱۳۱
قیس	۱۳۱
حرف الکاف	
کافر	۱۳۴
کاظم	۱۳۴
کبیر	۱۳۴
کرامت	۱۳۵
گرم	۱۳۵
گریان (اوّل)	۱۳۷
" (دوم)	۱۳۷
" (سوم)	۱۳۷
گرفتار	۱۳۸
کلیم	۱۴۰
کمال	۱۴۲
کمترین	۱۴۳
گنا بیگم	۱۴۵
کوچک	۱۴۷
کیفی	۱۴۷
حرف اللام	
لطف	۱۴۸
لطیف (اوّل)	۱۴۹
" (دوم)	۱۴۹
حرف المیم	
مائل (اوّل)	۱۵۱
" (دوم)	۱۵۲
ماہر	۱۵۲
متبحّر	۱۵۳
متقی	۱۵۴
مجذوب	۱۵۴
مجنون	۱۵۵
مجرم (اوّل)	۱۵۶
" (دوم)	۱۵۷
مجبور	۱۵۸
محبت (اوّل)	۱۶۰
" (دوم)	۱۶۱
محب	۱۶۴
محنت	۱۷۲
محمود	۱۷۳
محسن	۱۷۴
محزوں	۱۷۵
محشر	۱۷۵
محترم	۱۷۵
مخلص (اوّل)	۱۷۶
" (دوم)	۱۷۶
مختار	۱۷۷
مرید	۱۷۷
مرہون	۱۷۸
مرزا (اوّل)	۱۷۸
" (دوم)	۱۷۹

مضمون	صفحہ
مرزا (سوم)	۱۷۹
مروت	۱۸۰
مزمل	۱۸۱
مسافر	۱۸۱
مسرت (اوّل)	۱۸۱
" (دوم)	۱۸۳
مستمند	۱۸۳
مسیح (اوّل)	۱۸۴
" (دوم)	۱۸۵
" (سوم)	۱۸۶
مسکین	۱۸۶
مشتاق (اوّل)	۱۸۷
" (دوم)	۱۸۸
مصدر	۱۸۸
مصحفی	۱۸۸
مضطر (اوّل)	۱۹۵
" (دوم)	۱۹۵
مضطرب (اوّل)	۱۹۶
" (دوم)	۱۹۶
مضمون	۱۹۷
مظہر	۱۹۸
مظفر	۲۰۰
معین	۲۰۱
معروف	۲۰۱

مضمون	صفحہ
مغل	۲۰۵
مفتون (اوّل)	۲۰۵
" (دوم)	۲۰۵
مقبول	۲۰۵
مقتول	۲۰۸
مقصود	۲۰۹
مکھو	۲۰۹
ملول	۲۰۹
ممتاز	۲۱۰
ممنون (اوّل)	۲۱۲
" (دوم)	۲۱۲
منت	۲۱۵
منتظر	۲۱۶
منصف	۲۱۷
منیر (اوّل)	۲۱۸
" (دوم)	۲۲۰
" (سوم)	۲۲۰
منجھونخان	۲۲۰
منور	۲۲۱
منشی (اوّل)	۲۲۱
" (دوم)	۲۲۲
منعم (اوّل)	۲۲۴

مضمون	صفحہ
منعم (دوم)	۲۲۶
موزون (اوّل)	۲۲۶
" (دوم)	۲۲۷
" (سوم)	۲۲۷
مجبور	۲۲۸
مہلت	۲۲۸
مہاراج	۲۲۹
میر	۲۲۹
میرن (اوّل)	۲۵۴-۲۵۵
" (دوم)	۲۵۵

حرف النون

مضمون	صفحہ
ناجی	۲۵۶
نامی (اوّل)	۲۵۸-۲۵۹
" (دوم)	۲۵۹
" (سوم)	۲۶۳
نالاں	۲۶۳
نادر (اوّل)	۲۶۴-۲۶۵
" (دوم)	۲۶۵
نثار (اوّل)	۲۶۵
" (دوم)	۲۶۶
نجابت	۲۶۸

مضمون	صفحہ
ندیم (اوّل)	۲۶۹
" (دوم)	۲۶۹
ندرت	۲۶۹
نزہت	۲۷۰
نسیم	۲۷۰
نشاط	۲۷۱
نصیر (اوّل)	۲۷۲
" (دوم)	۲۷۵
نصرت	۲۷۵
نظام	۲۷۷
نظامی	۲۸۰
نظیر (اوّل)	۲۸۱
" (دوم)	۲۸۴
نعیم	۲۸۴
نگران	۲۸۵
نوا	۲۸۶
نیاز (اوّل)	۲۸۶
" (دوم)	۲۸۷
" (سوم)	۲۸۸
حرف الواو	
واقف	۲۸۹
وارث	۲۹۱
والہ (اوّل)	۲۹۱
" (دوم)	۲۹۲
واصل	۲۹۳
وجیہہ	۲۹۴
وحشت	۲۹۵
وصال	۲۹۵
وفا	۲۹۶
ولی	۲۹۶
ولا	۳۱۲
ولایت	۳۱۳
وہم	۳۱۳
حرف الہا	
ہادی	۳۱۴
ہاشمی (اوّل)	۳۱۶
" (دوم)	۳۱۶
ہاتف	۳۱۷
ہدایت	۳۱۷
ہرچند	۳۵۰
ہمت	۳۵۰
ہمرنگ	۳۵۱
ہنر	۳۵۲
ہوش	۳۵۲
حرف الیائی	
یاد	۳۵۳
یحییٰ	۳۵۴
یعقوب	۳۵۴
یقین	۳۵۵
یکرنگ (اوّل)	۳۶۷
" (دوم)	۳۶۸
یکدل	۳۶۸
یوسف	۳۶۹
تکملہ	
آزاد	۳۷۱
آشنا (اوّل)	۳۷۱
" (دوم)	۳۷۲
" (سوم)	۳۷۲
" (چہارم)	۳۷۲
آگاہ	۳۷۳
احمد (اوّل)	۳۷۳
" (دوم)	۳۷۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
احمد (سوم)	۳۷۳	جلال	۳۸۰	روشن	۳۸۷
احسن	۳۷۴	جوشش (اوّل)	۳۸۰	زمان	۳۸۸
احسان	۳۷۴	" (دوم)	۳۸۰	سبحان	۳۸۸
اخگر	۳۷۴	جوہر	۳۸۰	سپاہی	۳۸۸
اسد	۳۷۵	جہانگیر	۳۸۱	سخن	۳۸۸
اشرف	۳۷۵	حامد باری	۳۸۱	سرور	۳۸۹
اطہر	۳۷۵	حمائت	۳۸۲	سلمان	۳۹۰
امید	۳۷۵	حیدر	۳۸۲	شوق	۳۹۰
امین	۳۷۵	حیرۃ	۳۸۲	شہید	۳۹۰
امیر	۳۷۶	خاص	۳۸۳	شہدا	۳۹۰
انوار	۳۷۶	خیال	۳۸۳	شہرۃ (اوّل)	۳۹۱
بیر	۳۷۷	دارا	۳۸۳	" (دوم)	۳۹۱
برق	۳۷۷	دل (اوّل)	۳۸۴	صبا	۳۹۱
بیجان	۳۷۷	" (دوم)	۳۸۴	صبر	۳۹۲
بینوا	۳۷۷	ذوق	۳۸۵	صدق	۳۹۲
بیتاب (اوّل)	۳۷۸	رجا	۳۸۵	صفا	۳۹۳
" (دوم)	۳۷۸	رحمان	۳۸۵	صفدری	۳۹۳
" (سوم)	۳۷۸	رحیم	۳۸۶	ظہور	۳۹۳
تاثیر	۳۷۸	رسوا	۳۸۶	عابد	۳۹۳
تمنّا	۳۷۹	رسا	۳۸۷	عاشق	۳۹۴
تھانیسری	۳۷۹	رضا (اوّل)	۳۸۷	عاکف	۳۹۴
جعفری	۳۷۹	" (دوم)	۳۸۷	عاصی	۳۹۴

مضمون	صفحہ
عباس	۳۹۴
عزۃ	۳۹۵
عسس	۳۹۵
عشقی (اوّل)	۳۹۵
" (دوم)	۳۹۶
عشاق	۳۹۶
عظیم	۳۹۶
عقیدہ	۳۹۶
غازی	۳۹۷
غیرۃ (اوّل)	۳۹۷
" (دوم)	۳۹۷
" (سوم)	۳۹۷
فدا	۳۹۷
فرصت	۳۹۸
فراقی	۳۹۸
فیضی	۳۹۹
قبول	۳۹۹
قدر	۳۹۹

مضمون	صفحہ
قرین	۳۹۹
کم گو	۳۹۹
کمتر	۳۹۹
کمال	۴۰۰
کمال الدین	۴۰۰
گوہری	۴۰۰
ماہ	۴۰۱
مبتلا	۴۰۱
مجنون	۴۰۱
محشر	۴۰۱
مدہوش	۴۰۲
مدحت	۴۰۲
مسرور	۴۰۲
مشہور	۴۰۳
مشتاق	۴۰۳
مغموم	۴۰۳
مفتون	۴۰۴
ممتاز	۴۰۴

مضمون	صفحہ
منور	۴۰۵
منعم (اوّل)	۴۰۵
" (دوم)	۴۰۵
نامی	۴۰۵
نالاں (اوّل)	۴۰۶
" (دوم)	۴۰۶
نجف	۴۰۷
ندا	۴۰۷
نصیر	۴۰۸
نظیر	۴۰۸
نوید	۴۰۸
نوا	۴۰۹
نیاز (اوّل)	۴۰۹
" (دوم)	۴۰۹
" (سوم)	۴۰۹
ہادی	۴۱۰
ہمت	۴۱۰
ہوش	۴۱۰
یکرو	۴۱۱
فہرست اسمائے اشخاص	۴۱۳
فہرست کتب و مقامات و دیگر امور	۴۲۷
عرض ضروری	۴۵۲
غلط نامہ	۴۵۳

دیباچۂ مرتّب

مجموعۂ نغز کو علمی دنیا سے روشناس کرنے میں ہمیں کسی قسم کی معذرت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس بلند پایہ تالیف کو بدقسمتی سے اب تک منظرِ عام پر آنے کا موقعہ نہیں ملا ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں اردو شعرا و مصنفین کے حالات کے متعلق تحقیق و تلاش کی جو مبارک تحریک ہمارے ملک میں جاری ہوئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ جلد از جلد اسکی اشاعت کی جائے۔

جس مخطوطہ پر مطبوعہ متن مبنی ہے۔ وہ مجموعۂ کتب مولینا محمد حسین آزاد سے تعلق رکھتا ہے۔ جو اب پنجاب یونیورسٹی کے کتب خانہ کی ملک ہے۔ متعدد مقامات پر مولینا آزاد نے اس پر مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ اس کا نمبر APFI 18 ہے اور تقطیع $8\frac{1}{4} \times 6\frac{1}{4} \times 3\frac{3}{4}$ تعداد اوراق ۳۹۷ اور فی صفحہ ۱۷ سطریں ہیں۔ سیاہ اور سُرخ سیاہی استعمال ہوئی ہے اور خط نستعلیق رواں شکستہ مائل ہے۔

نسخۂ ہذا مصنف کا اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کی تائید میں اگرچہ کوئی تحریری ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ کیونکہ خاتمہ جس سے تاریخ کتابت و نام کاتب و مصنف پر روشنی پڑتی ہے درج نہیں ہے۔ مگر ایسے آثار اور علامات کافی موجود ہیں۔ جو اسکی کتابت کو مستقلاً مصنف کے ساتھ وابستہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسودوں کا عام دستور ہے یہ مخطوطہ بھی جگہ جگہ سے قلمزدہ ہے۔ جملے اور فقرے مختلف مقامات سے کاٹے گئے ہیں۔ اور ان کی بجائے نئے جملے اصلاح شدہ شکل میں لکھے گئے ہیں۔ مصنف نے نظرثانی کرتے وقت بیشمار موقعوں پر حاشیہ میں نئے اضافے داخل کئے ہیں۔ الفاظ میں حک و ترمیم سینکڑوں موقعوں پر نظر آتی ہے۔ کئی مقام پر عین متن میں جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔ ایک صفحہ ختم ہو چکا ہے۔ اور بجائے دوسرے صفحہ پر لکھنے کے پہلے صفحہ کے حاشیہ پر سلسلۂ کتابت جاری رکھا گیا ہے درج متن کلام شعرا سے نظرثانی کے وقت موقعہ بموقعہ بہت سے شعر غالباً بنظر اختصار کاٹ دیئے ہیں

متعدد مثالیں ایسی بھی ملتی ہیں۔ جن میں بعض شعرا کا ذکر بالخصوص ایسوں کا جنکے نام و حالات سے مصنف واقف نہیں ہے۔ اصل کتاب سے خارج کرکے تکملہ میں داخل کیا ہے۔ یہ ترمیم و تبدیلی اسی شخص کے قلم سے ہوئی ہے جو اس نسخہ کی کتابت کا ذمہ دار ہے۔ راقم نے ان شواہد کی بنا پر یہ رائے قائم کرلی ہے کہ یہ نسخہ مصنفِ کتاب کا اصل مسودہ ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ اس شہادت کا کسی قدر تفصیلی جائزہ لیا جائے ؛

لف[۱] :- میاں غلام مصطفےٰ تحیر کے کل تین شعر مصنف نے نمونۂ کلام میں دیے تھے۔ جن میں پہلے دو یہ ہیں ؎

(۱) ریختہ سن کے ہمارا وہ رقیب موذی مثل بچھو کے چھپا رخنۂ دیوار میں جا
(۲) دل کو لے بوسہ نہ دے ہے وہ پری دیکھو تو اوس نے سیکھی ہے عجب مفت بری دیکھو تو"

بعد میں ان دونوں شعروں پر قلم پھیر دیا اور ان کی جگہ ذیل کے دو شعر حاشیہ پر لکھ دیے ؎

(۱) "جدا مجھے جب وہ دلآرام ہوگا اجل کا اسی وقت پیغام ہوگا
(۲) فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی آمد آمد ہوئی شائد ترے دیوانے کی"

ایسا تصرف صرف مصنف کرسکتا ہے ؛

لف[۱۰۳] پر حسن سوم کے ذکر میں مصنف نے اولاً لکھا تھا۔

"گاہ گاہ از طبع لطیفش شعر ریختہ این دو بیت از وست"

اس فقرہ کو کاٹ کر حاشیہ میں یوں ترمیم کی ہے :

"گاہ گاہ از طبعش شعر ریختہ می تراود۔ دو بیت ازان این ہیچ مدان در اینجا می نگارد"

لف[۱۳۷] پر یہ عبارت ملتی ہے

"رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی غیر از رنگین معاصر شاعرشان جلی التخلص بہ ولی کہ وے مصرعہ اش بدین طریق تضمین نمودہ ؎

ولی یو مصرع رنگیں ہوا ہے وردِ جان و دل فدا ہے عشق میں دلبر کے جان و مال عاشق کا

اگرچہ لفظ رنگیں احتمال ضعیف صفت در مصرع دارد اما اسلوب کلام علیٰ طور لایخفی

---

[۱] لف = الف یعنی ورق کا صفحۂ اول ۔ اور ب سے مراد صفحۂ دوم ہے ۔

علیٰ ذوی الافہام مقتضی قوی تضمین است و ایں ہیچ مدان سراپا نقصان غیر ازیں مصرع
بر شعرے از اشعارش دست نیافتہ و از نام و نشانش ہم آگاہ نگشتہ' صاحب اشعار
رنگین"

لیکن مسودہ پر نظر ثانی کے وقت والی کے شعر میں لفظ رنگیں کی بنا پر جو اس کو ایک چوتھے شاعر کے وجود کا احتمال ہوا تھا اسکو بے بنیاد سمجھ کر اور تمام فقرے کو کاٹ کر اصل عبارت یوں بنا دی:

" رنگین تخلص سہ کس میدانم اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دویمی صاحب اشعار
رنگین"

ب۱۵۲ کے آخر میں سلطان کے بعد ایک شاعر سلمان تخلص کا تذکرہ ان الفاظ میں ہوا ہے:

"سلمان تخلص شخصے است کہ از نام و نشانش اطلاعے دست نداد' این مطلع ازوست

تجھے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا بل بے جگرداری دل

مصنف نے چونکہ یہ التزام رکھا ہے کہ جن شعرا کے نام و حالات معلوم نہ ہوں انہیں تکملہ میں کتاب کے خاتمہ پر درج کیا جائے۔ اس بنا پر سلمان کا تذکرہ یہاں سے کاٹ کر تکملہ میں بہ تغیر الفاظ یوں درج کیا +

ل۳۸۷ " سلمان تخلص شخصے است کہ این مطلع اوراست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل کچھ بھی دھڑکا نکیا بل بے جگرداری دل

ل۱۸۰ ظفر کے حال میں ایک فقرہ یوں تھا:

" اگرچہ در ہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش بہ بعضے از جوہریان می نمائند"

کسی قدر اصلاح کے بعد اس جملہ نے ذیل کی صورت اختیار کرلی:

" اگرچہ در ہای ریختۂ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمائند"

ل۲۱۳ - عیاش کے بیان میں ایک فقرہ حسب ذیل ہے:

" بلند فطرۃ عالی ہمۃ صید دلہا باخلاق حسن میکند"

اسکو بدل کر یوں لکھا:

" عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقہ شاگرد قلندر بخش جرأۃ صید دلہا باخلاق حسن می نمائد"

لف ۲۱۶ ۔ غضنفر کے تذکرہ میں یہ عبارت ملتی ہے ۔

"گوئند کہ از مال بہرۂ وافی وارد نوجوان خلیق خوش وضع و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ۔ این سہ بیت از گفتہای اوست"

حاشیہ پر اضافوں کے بعد اس عبارت کی یہ صورت ہو گئی

"گوئند کہ از مال دنیا بہرۂ وافی وارد و از اسباب این جہان نصیبۂ کافی ۔ جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع وسعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ' این سہ بیت از گفتہای اوست و کشیدن این سہ نالۂ موزون منسوب بدو"

لف ۲۲۰ ۔ فدا کے ذکر میں یہ جملہ آیا ہے ۔

"گوئند کہ در فنون شاعری ہم اندکے مہارۃ دارد"

اس فقرہ کو کاٹ کر مصنف نے یوں بنا دیا

"گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ"

لف ۲۳۹ ۔ فیاض کے تذکرہ کی عبارت

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد است ۔ در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

اضافہ کے بعد یوں بن گئی

"از سکنۂ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغایت پاکیزہ بنیاد یار باش و خوش اختلاط نہایت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است ' در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ"

ایسی اصلاحیں اور تصرفات مصنف کے سوا کوئی شخص نہیں کر سکتا

لف ۲۶۳ پر قبول کا لف ۲۶۴ پر قدر کا اور لف ۲۶۵ پر قرین خاکروب کا تذکرہ اولاً ان الفاظ میں کیا گیا تھا ۔

(۱) "قبول تخلص شخصے است کہ از حال و مآل و نام و نشانش اطلاعے دست نداد بعضے گویند کہ از دیار مشرق است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔ بہر حال این شعر از گفتہای

است ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے"

(۲) "قدر تخلص عزیزے است کہ برنام و نشانش ظفر نیافتہ ام - گوئند کہ از قید مذاہب وارستگی تمام داشت ' این مطلع وے بغائت شہرۃ دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص خاکروبے است از شاگردان جعفر علی حسرۃ کہ از حال و مآلش اطلاعے ندارم - این مطلع از وے است ؎

پیارے بیوفا یا با وفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

اصولاً یہ تینوں اسما تکملہ میں داخل ہونے چاہیے تھے چنانچہ مسودہ پر دوبارہ نظر کرتے وقت ان اوراق سے کاٹ کر تکملہ میں لف ۳۹۱ پر بہ تغیر الفاظ یوں درج کئے

(۱) " قبول تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ این شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

(۲) "قدر تخلص مردے است قدیمی کہ قید مذاہب مطلق ندارد ' اما این مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو رہ جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات"

(۳) "قرین تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیان جعفر علی حسرۃ دارد و این مطلع وے کہ باین احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بے وفا یا با وفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو"

ف ۲۶۷ - کافر شاعر کے ذکر میں عبارت ذیل

" خدا داند چہ پیش آمد کہ این تخلص نمود - شعر خود را کافر پٹکہ میگفت"

اس طرح بدل دی گئی ہے :

" خدا داند کہ از چہ رو این تخلص وے را خوش افتاد و شعر خود را کافر کٹہ نام نہاد"

لف ۳۵۲ پر وہم شاعر کا ذکر ولا اور ولائت کے درمیان درج ہو گیا تھا ۔

"وہم تخلص میکند میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و ملازمان نواب وزیر الممالک است - این مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے پر وہم شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے"

چونکہ وہم کا ذکر اس موقعہ پر ترتیب تہجی کے خلاف تھا - اس لئے کاٹ کر ولایت کے بعد باختلاف بعض الفاظ اس طرح لکھا -

وہم - میر محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو' تخلص میکند - وے از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولتمدار وزیر الممالک است" الخ

لف ۳۵۴ پر ہادی نمبر دوم کا تذکرہ آیا ہے - وہو ہذا

"عزیزے از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است

؎ ذات عالی ہے تری واسطۂ رونق دہر فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے ترا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر:- بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر تھے جو وہ کیسۂ مفلس ہوے سب معدن و بحر
خرم و شاد رہیں دوست ترے تا دم زیست جو کہ اعدا ہوں ترے اون پہ خدا کا ہو قہر"

چونکہ مصنف کو ہادی کے نام اور دیگر حالات سے اطلاع نہیں تھی اس لئے اپنے التزام کے مطابق اس تذکرہ کو یہاں سے خارج کر کے تکملہ میں لف ۳۹۶ پر درج کیا - چنانچہ:-

"ہادی تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ - این چار بیت کہ در مدح کسے است از وے است" الیٰ آخرہ

مصنف کا قاعدہ ہے کہ مشترک تخلص رکھنے والے شعرا کی تعداد ہر ردیف کی ابتدا میں بیان کر دیتا ہے اور بتا دیتا ہے کہ کتنے اصل ردیف کے ذیل میں درج ہیں اور کتنے تکملہ ہیں - اب جب ہادی کو تکملہ میں منتقل کر دیا گیا تو اسے ابتدای ردیف میں بھی ترمیم کرنی پڑی - اولاً اسنے لکھا تھا

"ہادی تخلص دو کس بمن رسیدہ اول میر جواد علیخان سلمہ الرحمن است" وغیرہ

بعد میں اس طرح ترمیم کر دی

"ہادی تخلص دوکس بمن رسیدہ۔ تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ وآن دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است"

لف ۳۷۶ پر یکرو کا تذکرہ حسب ذیل ہے

"یکرو تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہٗ۔ شعرش بروئے آن وقت است۔ این دو بیت او گفتہ قطعہ

لے گئے بے رحم بے کس کر گئے ایک تھا عاشق کے غمخواروں میں دل
اب تو یکرو جیتا رہنے کا نہیں جا پڑا ہے شوخ خونخواروں میں دل

اس نام کو ردیف یا سے کاٹ کر حسب معمول تکملہ میں داخل کر دیا ہے۔ جہاں عبارت اسطرح ہے:

لف ۳۹۷ "یکرو تخلص شاعرے است از شعرای عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ۔ شعرش بروئے آن وقت است و این دو بیت از زادہای [طبع] آن مرحوم نیک بخت" الخ

شعرا کے درج شدہ کلام سے نظر ثانی کے وقت جرأت کے تیرہ شعر۔ میر درد کے گیارہ۔ سودا کے دس۔ میر سوز کے چار۔ فراق کے چار۔ فغاں کے دو۔ منیر اول کے تین اور یقین کے سات شعر قلم زد کر دیے ہیں۔ لیکن مصنف کے اپنے کلام میں سب سے زیادہ قطع و برید کی گئی ہے۔ لف ۲۴۶ و ۲۶۳ پر یہ کلام درج ہے اور پورے بانوے اشعار اس سے خارج کئے ہیں۔ اسی ایک امر سے ظاہر ہے کہ یہ کام مصنف کتاب کا ہے ورنہ غیر شخص یہ دردِ سر کیوں گوارا کرتا کہ چھانٹ چھانٹ کر اور ڈھونڈھ ڈھونڈ کر اشعار کی ایک بڑی تعداد پر جگہ جگہ قلم پھیر کر کتاب کو مجروح کرتا۔

یہاں ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ مصنف نے نسخۂ ہذا کی تسوید کے وقت آیندہ اضافوں کے خیال سے متعدد مقامات پر جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ میں صرف بعض کا ذکر کرتا ہوں۔

لف ۱۳۴ پر نصف سطر کی۔ لف ۲۹۰ پر چھ سطروں کی۔ لف ۲۹۹ پر تین سطروں کی۔ لف ۳۰۰ پر سولھا سطروں کی۔ لف ۳۳۴ پر نو سطروں کی۔ لف ۳۳۷ پر تین سطروں کی اور لف ۳۹۴ پر دو

سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے - لیکن انڈیا آفس کے نسخہ سے معلوم ہوتا ہے - کہ سوای چند مقامات کے جن کی تشریح مطبوعہ متن میں اپنے اپنے مقام پر کر دی گئی ہے - باقی کی بیاض بدستور قائم رہی +

مصنف کا دستور ہے کہ ہر ردیف کی ابتدا میں اس ردیف کے شعرا کی تعداد گنا کر مشترک تخلص والے شعرا کا شمار الگ دے دیتا ہے - جدید شعرا کے ادخال کی بنا پر اس تعداد میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے اور مصنف حسب ضرورت اس تعداد کو درست کرتا رہتا ہے - ردیف شین صاد غین - قا - کاف - میم اور نون اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں - جن میں ایک سے زیادہ مرتبہ قلم پھیرا گیا ہے - مصنف نے ردیف کاف میں چودہ ردیف میم میں تراسی اور ردیف نون میں تیس شاعر گنائے ہیں - حالانکہ ان شاعروں کی صحیح تعداد بالترتیب پندرہ ' بیاسی اور انتیس ہے +

مَیں انہی مثالوں پر قناعت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ حک و اصلاح - قطع و برید - حذف اور اضافے ناقابل تردید شہادت ہیں - اس امر کی کہ یہ نسخہ مصنف کے قلم کا نوشتہ ہے +

نسخۂ ہذا مجکو نہایت خستہ اور تباہ حالت میں ملا ہے - اوّل تو مصنف کی تحریر میں نقاط کا بہت کم التزام ہے اور اس لئے اس کی نقل لینا آسان کام نہیں تھا - متن کی تصحیح میں ہر ممکن ذریعہ سے کام لیا گیا ہے - تاہم کئی مقام اب بھی صاف نہیں ہوئے - دوسرے کثرت سے کرم خوردہ ہونے کے علاوہ جس کا اثر عبارت متن پر بھی عامل ہے - متعدد اوراق کا کچھ کچھ حصہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو انچ کے دور میں ضایع ہو چکا ہے - چنانچہ صرف اس واحد نسخہ پر میری نقل کا دار و مدار ناممکن تھا - اس لئے اور نسخوں کی تلاش ہوئی - مولوی محفوظ الحق پروفیسر پریزیڈنسی کالج کلکتہ نے ایک نسخہ جو اُن کے کسی دوست کی ملک تھا بھیجنے کا وعدہ کیا لیکن ان کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی - ناچار انڈیا آفس کے کتاب خانہ سے ایک نسخہ ۳۱۲۳/۲ فہرست فارسی کے مستعار منگوانے کا انتظام کیا گیا - کتاب دار نے نہایت مہربانی سے اس کو بھیجدیا - مگر کسقدر افسوس ہوا - جب میں نے یہ معلوم کیا کہ یہ نسخہ جسے آیندہ بنا بر اختصار ا۔ کہا جائیگا کثرت سے غلط اور سقیم ہے وہ کسی کم سواد کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور فاحش غلطیاں کثرت سے نمودار ہیں - تاہم اب گویا میرے پاس دو نسخے ہو گئے - ان کا مقابلہ کرنا اور عبارت کا فرق حاشیہ میں دکھانا محض بیسود

تھا - کیونکہ سوا ی اس کے کہ ا.ا.ی اغلاط میں اپنے نسخہ میں دکھاتا چلا جاؤں اور کوئی حاصل نہیں تھا - البتہ اختلافات کو میں نے لے لیا ہے - یا تو انہیں متن میں داخل کر لیا ہے یا حاشیہ میں دکھا دیا ہے ' ا.ا.ی' اگرچہ یونیورسٹی کے نسخہ کے مقابلہ میں جدید ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی ایسے نسخہ سے منقول ہے جس میں بعض اضافے یونیورسٹی کے نسخہ سے زیادہ ہیں - میں نے ان اضافوں کو اپنے متن میں شامل کر لیا ہے - اس کے علاوہ جہاں جہاں اصل نسخہ کی عبارت ضایع ہو گئی ہے وہ حصہ میں نے ا.ا.ی سے نقل کر لیا ہے اور ایسی عبارت یا الفاظ کو قلابین میں بدیں صورت [ ] محدود کر دیا ہے - بعض میرے اپنے اضافے ہیں جو اگرچہ محدود ہیں انہیں قوسین ( ) میں رکھ دیا گیا ہے - دو جگہ سے کچھ اشعار جو عہد حاضرہ کے مذاق کے منافی تھے خارج کر دیے ہیں - اس کے سوا اصل نسخہ کو بالکل نہیں چھیڑا گیا ہے - البتہ ضخامت کے خیال سے اسے دو جلدوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے +

جب مجھے ا.ا.ی اور اسکی اغلاط کا کافی تجربہ ہو گیا - اس وقت مجھ پر یہ عقدہ کھلا - کہ یونیورسٹی کا نسخہ کسی فاضل اہل قلم کا لکھا ہوا ہے - کیونکہ اس میں سوا ی املا کی بعض خصوصیات کے مجکو کوئی غلطی نظر نہیں آتی تھی - اس کا متن ہمیشہ نہایت صحیح اور درست ثابت ہوا - رفتہ رفتہ یہ گمان پیدا ہوتا گیا کہ خود یہ نسخہ مصنف کے ہاتھ کا نوشتہ ہے اور قدم قدم پر اس کے ثبوت ملتے گئے - اس سے مجکو بیحد مسرت ہوئی اور اسی قیاس و احتمال کے زیر اثر میں نے مصنف کی مخصوص املا کو بھی محفوظ رکھنا ضروری سمجھا - تاکہ گذشتہ صدی کے ایک عالم اہل قلم کی خصائص املا و انشا معلوم رہیں اور اردو الفاظ کا مخصوص تلفظ جس طرح سے وہ بولے جا رہے تھے - ہم پر روشن ہو جائے - اردو زبان کے مختلف العہد تلفظ پر ابھی تک ہم نے غور نہیں کی ہے - اس التزام نے جو بظاہر نہایت خفیف معلوم ہوتا ہے - مرتب اور کاتب کے کام کو بیحد دشوار کر دیا باوجود احتیاط بلیغ قدم قدم پر لغزش ہوتی تھی اور قدیم و جدید املا خلط ملط ہو جاتے تھے - اگرچہ یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ نسخۂ مطبوعہ بلحاظ رسم الخط اپنے اصل کا صحیح قائم مقام ہے - مگر اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی حد تک اس کی خصوصیات پر قائم ہے - یای مجہول و معروف اور کاف فارسی و عربی کا فرق مجھے اپنے ناظرین کے خیال سے رکھنا پڑا ہے - علیٰ ہذا الف

ممدودہ اور ہمزہ بھی اپنی طرف سے بہت سے موقعوں پر اضافہ کی ہے جو اصل نسخہ میں مرقوم نہیں ہے

اس نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں بہت سے الفاظ مختلف طریق پر لکھے جاتے تھے۔ میں بعض کی فہرست یہاں درج کرتا ہوں

(۱) نون غنہ

(۲) کئی الفاظ میں مصنف کے ہاں متروک ہے مثلاً

جھونپڑا = جھوپڑا ص۱/۴۲

پھینکے (فعل) = پھیکے ص۱/۳۱۶

چکاچوندہ = چکاچودھا ص۱/۴۳

ہنسنا = ہسنا ص۱/۵۱، ص۱/۶۶، ص۱/۳۲۲، ص۱/۳۲۶، ص۱/۳۱۹، ص۱/۲۴۵،

کھینچنا = کھیچنا ص۱/۱۰۶، ص۱/۲۴۱، ص۱/۲۵۰، ص۱/۳۰۵، ص۱/۳۲۸، ص۱/۳۲۳،

ہونٹوں = ہوٹوں ص۱/۳۱۱

چھینٹا = چھیٹا ص۲/۲۰۲

کانوں (جمع کان) = کانو ص۱/۳۳۶

جھمکوں = جھمکو ص۱/۳۶۳

دونوں = دونو ص—

منگانا = مگانا ص۱/۳۱۹

مہنگا = مہگا ص۲/۲۵۸

پہنچا = پہچا ص۱/۳۰۶

پائینتی = پایتی ص۲/۲۱۶

نیند = نید ص۲/۶۵

اوندھی = اودھی ص۲/۹

سینکڑوں = سیکڑوں ص—

آنگن = آگن ص—
پھیلنا = پھیلنا ص۹۴، ص۲۸۱
سیکنا = سیکنا ص۱۳۶
دھواں = دھوا ص۱۵۰

نمانینگے = نمانے گے ص۴۹
جانیں = جانے ص۳۷۰
جانینگے = جانے گے ص۳۳۱
ٹھونک = ٹھوک ص۸۷

(ب) کئی الفاظ میں موجود ہے

پیچھے = پینچھے ص۸۹
جڑے ہوں = جڑیں ہوں ص۳۳۸
صدمے = صدمیں ص۴۱
نے (فاعلی) = نیں ص۲۴۶، ص۳۳۵

چومونگے (خطابیہ) = چومونگے ص۱۹۰
جاگینگے = جاگیں گیں ص۳۰۷
چلینگے = چلیں گیں ص—

(ج) تقدیم و تاخیر غنہ

یوں ہی = یوہیں ص۲۴۵، ص۲۴۸، ص۳۲۹، ص۲۸۰
جوں ہی = جوہیں ص۳۳۹،

(۲) ہا ہی مخلوط

(ا) جہاں ہم ترک کر رہے ہیں مصنف کے ہاں موجود ہے

سکنا = سکھنا ص۲۲، ص۴۸، ص۶۶، ص۵۴، ص۱۲۰، ص۲۴۳، ص۲۴۸، ص۲۴۹، ص۳۱۳، ص۳۲۵، ص۳۲۸،

تڑپنا = تڑھپنا ص۱۲۸، ص۲۴۹، ص۳۰۷، ص۱۱۰، ص۱۲۴، ص۲۵۰، ص۳۱۰،

سچ = سچھ ص۲۲، ص۳۲۱، ص۳۲۶، ص۳۳۹

سچ مچ = سچھ مچھ ص۱۱۸،

(ب) جہاں ہم لاتے ہیں مصنف ترک کر رہا ہے

مجھکو = مجکو ص۳۲۰، ص۳۳۵، ص۳۳۵

تجھکو = تجکو ص۲۲، ص۳۲۱، ص۳۲۲،

مجھے = مجے ص۲۲، ص۳۳، ص۳۱۳، ص۳۱۵، ص۳۱۶، ص۳۱۹، ص۳۲۶

تجھے = تجے ص۳۱۳ ، ص۳۱۶ ، ص۳۳۲ ،
اونگھ = اونگ ص۸۶ ،
سونگھ = سونگ ص۸۶ ،
پگھلانا = پگلانا ص۲۴۸ ،
ہاتھوں = ہاتوں ص۳۱۸ ،

(ج) تقدیم و تاخیر

ڈاڑھی = ڈھاڑی ص۴۲ ، ص۵ کھاری = کھاری ص۱۴۸ ،

(۳) واو کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے

الٹا = اولٹا ص۳۶ ، ص۵۳ ،
اڑنا = اوڑنا ص۵۳ ،
اُدھر = اُودھر ص۱۲۲ ، ص۱۲۳ ، ص۳۳۵ ،
اُٹھنا = اوٹھنا ص۲۱ ،
بہت = بہوت
اُن = اون ص۳۴ ، ص۵۲ ، ص۵۳ ، ص۵۷ ،
الجھنا = اولجھنا ص۷۶ ،
مڑگئی = موڑگئی ص۸۹ ،
اُسے = اوسے ص۳۶ ، ص۵۸ ، ص۳۱۶ ،
چکنا (مصدر) = چوکنا ص۱۲۷ ، ص۳۳۳ ،
منہ = مونہہ ص۲۲ ، ص۱۰۸ ، ص۱۲۵ ،

(۴) ی کا استعمال

(ا) اضافہ کی شکلیں

اِدھر = ایدھر ص۵۰ ، ص۵۳ ، ص۶۳ ، ص۶۴ ، ص۲۴۲ ، ص۳۱۱ ، ص۳۱۲ ، ص۳۱۶ ، ص۳۲۲ ، ص۳۲۵ ،

جدھر = جیدھر ص۱۳۱ ترا = تیرا ص۷۴
اک = ایک ص۶۰ مرا = میرا
کِدھر = کیدھر ص۲۴۵

(ب) حذف کی شکلیں

دیوانہ = دوانا ص۶۸، ص۲۳، ص۳۰،
بیچارہ = بچارا ص۳۲۲،

(۵) الف کا استعمال

(ا) ہمزہ کے ساتھ تبادلہ

ستانے = ستانے ص۶۹،

(ب) اضافہ کی شکل

بلگرامی = بالگرامی ص۴۲ وگرنہ = واگرنہ ص۱۶۲

(ج) حذف کی شکل

ہاتا پائی = ہتا پائی ص۱۸۹
سرانجام = سرنجام ص۲، ص۳۱، ص۵۹، ص۸۴

(د) ہ کے ساتھ تبادلہ

بندہ = بندا ص۴۶ پردہ = پردا ص۲۴۲
قہقہہ = قہقہا ص۳۰۷ سینہ = سینا ص۳۳۱
پیش خانہ = پیش خانا ص۲۴۴ دیوانہ = دوانا ص۲۸
بیچارہ = بچارا ص۳۲۲

(۶) سین

(ا) مشدد بولنا اور غیر مشدد لکھنا

اس سے = اسے ص۳۱۹، ص۳۳۲، ص۳۳۵
اُس سے = اوسے ص۷۸، ص۳۶، ص۳۱۶، ص۳۳۹،

جس سے جسے ص۵۵ ، ص۳۳۰ ،
کس سے کسے ص۳۱ ، ص۳۳۵ ،

(۷) فارسی و عربی الفاظ کی املا میں بھی بعض خصوصیات قابل ذکر ہیں

(ا) لفظ کے آخر کی تای مثناۃ کو جب کہ علٰحدہ ہو بقاعدۂ عربی گول لکھا ہے مثلاً
اشارۃ بایشارۃ ص۳ ، خبرۃ - فتوۃ ص۵ ، مبادرۃ ص۹ ، سعادۃ ص۱۸ ، بصارۃ ص۳۵
صورۃ ص۳۹ ، معاودۃ ص۵۶ ، حسرۃ ص۵۸ وغیرہ

(ب) ی جبکہ درمیان میں ہو - اسپر ہمزہ لگادی جاتی ہے اور نقطے نہیں دیے جاتے امثال :-
نہائت ص۳ ، گرائید ص۶ ، غائت ص۹ ، پوئند - بلند پائگی ص۱۱ ، آئد ص۲۱ ،
بائد ، آئد ص۱۳۸ شائد ص۵۷ ، عنائت ص۶۹
یہی حالت پائو ، کی ہے - جس پر نون کے نقطہ کی جگہ ہمزہ لگائی گئی ہے یعنے پائو
ص۲۰ ، ص۵۵ ، ص۷۶ ،

(ج) مرکب عاطفہ میں سے بعض موقعوں پر واو عاطفہ حذف کر دیا ہے :-
صنائع بدائع ص۸۶ ، شوخ شنگ ص۳ ، افراط تفریط ص۲۷ ، کلیلہ دمنہ ص۱۶ ،
نان حلوا ص۸۱ ،

(د) کا پر اضافت کی صورت میں ہمزہ نہیں دی ہے :-
بصعقہ ولا - درجہ اعتبار ص۱ برشتہ نظم ص۱۰ رشتہ الفت ص۲۰ بخانہ خود ص ،
آراستہ کلک خود ص۳۱ شیشہ دل ص۳۲ قطرہ اشک ص۷۵ وغیرہ وغیرہ

(ہ) مد کا بہت کم استعمال ہے

(و) ذیل کے تصرفات قابل اعتراض ہیں :-

نسخ (نام خط مشہور) = نسق ص۶۶	طپیگان = طپیدہ گان ص۲۴۴	محابا = مہابا ص۸۳ حاشیہ	
بذلہ گو = بزلہ گو ص۸۱	اطعمہ = الطعمہ ص۸۱	گلزار = گلذار ص۱۹۸ حاشیہ	
زیبا ذیبا ص۱۳۱ ، ص۲۳۵	ذخیرہ = زخیرہ ص۱۴	رسیدگان = رسیدہ گان ص۲۴۴	
محاورہ مہاورہ ص۱۱۶ حاشیہ	زیب = ذیب ص۱۶۹ ، ص۲۳۴		

مُصنّف کے حالات

انکی کنیت ابوالقاسم عرف میر قدرت اللہ قادری اور قاسم تخلص ہے۔ اکثر تذکرہ نگار 'خان' کا لفظ انکے نام کے ساتھ اضافہ کرتے ہیں۔ حضرت امام رضا کی اولاد سے ہیں۔ ان کے سربرآوردہ بزرگوں میں ایک تو سید اسمٰعیل غوربندی ہیں دوسرے سید فاضل گجراتی ہیں جو قصبۂ گجرات شاہ دولہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکا مکان گجرات میں لوہاروں کے محلّے میں تھا اور قبر بھی وہیں ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ مصنّف کا بیان ہے کہ "بیزار و بیتبرک بہ" (ص ۹۳۔ جلد ۲۔ مجموعۂ نغز)، سیّد فاضل کے متعلق نجتاور خاں اپنی تالیف مرآت العالم میں یوں لکھتے ہیں: "سید فاضل گجراتی بورع و تقویٰ موصوفست و بہ نہی منکر و امر معروف مقید مکرر بدرگاہ خلافت پناہ رسیدہ بصنوف عنایات خلیفۃ الرحمانی ممتاز گردید و الحال در گجرات خورد سکونت دارد و تخم نصیحت در قلوب اہل ارادت میکارد"۔ ہرگوبند عرف عبدالباری منافق و مرتد قانون گوی گجرات اپنی تصنیف صدق نامہ میں انہیں سید میران فاضل محتسب کے نام سے یاد کرتا ہے۔ سید فاضل کا زمانہ عہد عالمگیری ہے۔

حکیم صاحب نے اپنے خاندانی حالات کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ اب صرف فتح علیخاں حسینی جو ایک شیخ کامل ہیں اور جنکا ذکر اس تصنیف کے علاوہ کرامات پیران پیر میں بھی آتا ہے۔ انکے بزرگوں کے جاننے والوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

بزرگوں سے واقف مرے اے اجل — نہیں کوئی اس کے سوا آج کل
نہیں کوئی باقی رہا دوسرا — شناسا بڑوں کا اب اس کے سوا
حسب اور نسب کا مری دوستاں — وہی آج آگاہ ہے بے گماں

اس اشارے سے ہم اس قدر اخذ کرتے ہیں کہ وہ ایک شریف اور ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ تذکرہ نگار انکے نام کیساتھ 'خان' کا لفظ بھی رقم کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ سرکار شاہی سے یہ خطاب انکے بزرگوں کو عطا ہوا ہے اور وراثتاً ان تک پہنچا ہے۔ یہ امر بھی انکی شرافت خاندانی کی دلیل ہے۔ انکا آبائی پیشہ درس و تدریس و تعلیم و تعلم کے علاوہ درویشی اور پیری مریدی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سے انکے خاندان کو خاص ارادت تھی اور انکے والد کی بھی انہیں یہی نصیحت تھی کہ وہ ہمیشہ قادری ہیں

چنانچہ حکیم صاحب اپنی مثنوی کرامات پیران پیر میں فرماتے ہیں:

ہمیشہ اسے والد نامدار — کہ بادا برو رحمتِ کردگار
یہ کرتا نصیحت بدل دوستو — جو بعد ائمہ تو اے نیک خو
دل و جان سے جان جان پدر — شہنشاہ بغداد کو راہ بر
سدا بوجھ سب کا انہیں پیشوا — کہ ہیں تیرھویں وہ امام ہدیٰ

حکیم صاحب اس نصیحت پر مدۃ العمر عامل رہے اور ہر بارھویں تاریخ کو بڑے پیر کی فاتحہ دلواتے رہے۔ مصنف نے اپنے والد کے ذکر کے متعلق بھی خاموشی سے کام لیا ہے۔ صرف اسی قدر کہا ہے کہ میری عمر کے آٹھویں سال میں ان کا انتقال ہوتا ہے۔ چنانچہ

گیا جب جہاں سے وہ ناصح کریم — ہوا اور برس آٹھویں یہ یتیم

والد کی رحلت سے تین سال بعد میر فتح علی خان حسینی ان کو لے جاکر مولانا فخر الدین کے مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔ چنانچہ کرامات پیران پیر

مجھے لے گیا وہ جوانمرد پیر — جہاں تھے وہ صدر فخر قطب کبیر
جب اس مدرسہ میں بصد انکسار — مری آمد و شد ہوئی گرم یار

حکیم صاحب چونکہ ابھی کم سن تھے۔ ان کی عمر مشکل سے گیارہ سال ہوگی۔ اس لئے مولانا فخر الدین نے انہیں سید احمد اباحسن کے حوالے کر دیا تھا جو اسی مدرسہ میں ایک مدرس اور مولانا کے مرید و جانشین تھے۔ کرامات پیران پیر

وہ استاد جن کے کیا تھا سپرد — مجھے حضرت شیخ نے جان خورد
وہ تھا سید پاک و عالی تبار — نہایت بزرگ و بزرگی شعار
وہ رکھتے تھے از بسکہ خلق حسن — بکنیت تھے کہتے انہیں باحسن
فنا شیخ میں تھے ہوئے مو بمو — گویا حضرت فخر تھے ہو بہو
پس از رحلت شیخ قربت دثار — خلافت ہوئی ان کو صدیق وار
باجماع یاران وہ پاکیزہ دین — محب نبی کے ہوئے جانشین

اس عہد کے طلبا کی سادہ زندگی کا ہم اس ایک امر سے اندازہ لگا سکتے ہیں جو مصنف نے اپنی اسی

نظم میں اتفاقیہ ذکر کر دیا ہے - وہ کہتا ہے کہ میں صبح سے لے کر شام تک ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب کو اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا - علی الصباح اٹھا - آٹا گوندھا - اس کا ایک پیڑا بنایا اور جا کر تنور میں لگوا لیا - اور کھا پی کر دن بھر پڑھنے میں مصروف رہا -

نہ چھٹتی تھی مجھ سے کتاب ایک پل — کہ کرنا تھا مشکل مسائل کو حل
غرض شام سے صبح تک میں بکد — مطالعہ کناں تھا اے اہل خرد
لے ایک ساتھ آٹے کا پیڑا میں خام — علی الصبح پڑھنے کو جاتا مدام
پکا اوس کو تنور سے اور کھا — میں تا شام پڑھتا پڑھاتا سدا
مجھے بس کہ مقصود میاں علم تھا — میں تھا پیچھے باندہ اسکے آٹا پڑا
کبھو ہی میں ناغہ نہ کرتا سبق — بلا ناغہ پڑھتا ورق دو ورق

ان ایام میں حکیم صاحب اپنا اکثر وقت اپنے استاد اور مولانا فخرالدین کی معیت میں گذارتے جب یہ بزرگ زیارات کے لئے جاتے - یہ اپنے سبقوں میں ناغہ ہو جانے کے ڈر سے ساتھ ساتھ رہتے زیارتیں بھی کرتے اور موقعہ پا کر سبق بھی پڑھ لیتے -

تو جوں سایہ ہمراہ شیخ اے جواں — زیارت کو پیروں کی پھرتے دواں
سمجھ اپنی تحصیل میں یہ فتور — سدا ساتھ رہتا میں با صد سرور
جہاں وقت فرصت کا ملتا مجھے — میں لیتا سبق پڑھ وہیں لطف سے
زیارات تھے مجکو مفت اے پسر — میسر بہم تھے یہ شیر و شکر

اسی زمانہ میں حکیم صاحب کے نانا کو امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر کی سرکار سے توسل تھا - نانا کی کوئی جاگیر تو تھی نہیں - مگر امیر الامرا ان کے ساتھ مروت سے پیش آتے اور سلوک کرتے رہتے تھے اور ایام طالب علمی میں یہی نانا ہمارے مصنف کے کفیل معاش تھے -

نجیب زماں تھا وہ خان زماں — کہ تھی دولت و جاہ کی اسکے شاں
وہ تھا دیندار اس قدر اے عزیز — کہ عہد اس کے میں با ہزاراں تمیز
ہوے لاکہا حافظ با وقار — ہزاروں ہی فاضل ہوئے نامدار
یہ قاسم بھی میاں اسکے ہی جود سے — ہوا ہے کچھ آگاہ شد بود سے

کہ نانا سے اسکے وہ صاحب کرم　　مروت سے کرتا تھا کچھ بیش و کم
عوض اس کی جاگیر کے یہ امیر　　کرے تھا تواضع قلیل و کثیر
یہ تھا حال پر اس کے حد مہرباں　　وہ تھا اس کے الطاف سے کامراں
میں سد رمق کھاکے نانا کے ہاتھ　　شب و روز مشغول تھا علم ساتھ

نجیب الدولہ کے متعلق ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ علی محمد خاں کے زمانہ میں رہیلکھنڈ پہنچے۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے قطع تعلق کرکے وزیر غازی الدین کی وساطت سے دہلی آگئے۔ جب نواب صفدر جنگ نے دربار دہلی سے مخالفت کی۔ ۱۱۶۷ھ میں نجیب الدولہ نے صفدر جنگ پر حملہ کرکے اسکو دریائے گنگا عبور کرنے پر مجبور کیا۔ اس معرکے میں نجیب الدولہ خود بھی زخمی ہوئے تھے احمد شاہ بہادر نے اس حسن خدمت کے صلہ میں ان کو نجیب الدولہ کا خطاب دیا۔ عالمگیر ثانی کے دور میں احمد شاہ ابدالی نے انہیں بادشاہ دہلی کا امیر الامرا مقرر کیا۔ لیکن شاہ موصوف کی واپسی قندھار پر جو ۱۱۷۰ھ میں ہوئی۔ غازی الدین خاں وزیر نے یہ منصب ان سے لے کر احمد خاں بنگش والی فرخ آباد کو تفویض کر دیا۔ نجیب الدولہ ۱۱۷۴ھ کی جنگ پانی پت میں بھی شریک تھے۔ اس جنگ کے اختتام پر احمد شاہ ابدالی نے بوقت واپسی دوبارہ ان کو امیر الامرا بنا دیا اور شہر دہلی اور شاہی خاندان کی حفاظت ان کے سپرد کر دی۔ نجیب الدولہ نے اپنے زمانۂ امیر الامرائی میں دہلی اور ان بقیہ اضلاع کا جو اسوقت شاہان دہلی کے قبضے میں تھے بوجہ احسن انتظام کیا اور رجب ۱۱۸۴ھ میں اس دار فانی سے رحلت کی +

اس بیان سے ظاہر ہے کہ نجیب الدولہ ۱۱۷۴ھ سے دہلی میں رہنے لگے ہیں اور اپنی وفات کے سال ۱۱۸۴ھ تک یہیں رہے۔ یہی زمانہ ہے جب ہمارا مصنف شہر دہلی میں اپنی طالب علمی کا زمانہ مولانا محمد فخر الدین کے مدرسہ میں گذار رہا ہے۔ جب ان ایام میں وہ طالب علم ہے۔ اور ۱۲۴۶ھ میں انتقال کرتا ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک بڑی عمر کا جو تقریباً اسی سال ہوگی مالک تھا +

معقول و منقول میں حکیم صاحب مولانا فخر الدین اور خواجہ احمد خاں کے شاگرد ہیں۔ مولوی محمدی منقب بہ میاں صاحب بسمل تخلص سے مختصر وقایہ۔ مختصر معانی۔ مطول و شرح عقائد نسفی پڑھی ہیں۔

(مجموعۂ نغز ص۱۰۴) - فن طب میں رئیس الحکما و شریف الاطبا حکیم محمد شریف خاں کے اور فن شعر میں ہدایت اللہ خاں ہدایتؔ کے تلمیذ ہیں +

حکیم صاحب کسی کے ملازم نہیں تھے اور طبابت ذریعۂ معاش تھی - مولوی کریم الدین "تاریخ شعرائے اُردو" میں لکھتے ہیں " علمِ طب خوب ان کو آتا تھا - علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے (ص ۳۱۹) صاحب گلستان سخن انکو "حکیم کامل اور طبیب فاضل" کے معزز الفاظ سے یاد کرتے ہیں (ص ۴۰۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت اچھے طبیب تھے +

ان کی زندگی ایک بے انقلاب زندگی معلوم ہوتی ہے جو طبابت اور شعر کی خدمت میں خاموشی کے ساتھ بسر ہوگئی - ابتدائے شعور سے انہیں شعر گوئی کا شوق تھا - مشاعروں میں ضرور حاضر رہتے - امیر الامرا نجیب الدولہ کے عہد میں میر محمدی شرف کے ہاں محفل مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی حکیم صاحب ان ایام میں محض مبتدی فن تھے - لیکن مشاعروں میں ضرور شامل ہوا کرتے فرماتے ہیں :-

" در ایام دولت نواب معلےٰ القاب نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانۂ خود می انداخت - قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی این فن بود بمجلس وے حاضر می شد " (ص ۳۴۰) '

اسی زمانہ میں میاں مصحفی دہلی میں مقیم تھے اور اپنے گھر مشاعرے کراتے تھے - حکیم صاحب ان مشاعروں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے - چنانچہ کہتے ہیں :

" در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانۂ خود انداختہ یا قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار باہلیت و آدمیت پیش می آمد" (ص ۱۸۹)

معلوم ہوتا ہے کہ اسی عہد میں استاد ہدایت کی شاگردی اختیار کی ہے - ہدایت کے ذکر میں کہتے ہیں:

" قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ از وے کسی رنجیدہ " (ص ۳۱۷)

اس میں چالیس سال کے زمانہ کی طرف جو اشارہ ہے وہ تذکرۂ ہذا کی تحریر کے وقت یعنے ۱۲۲۱ھ میں کیا ہے - اب ظاہر ہے کہ (۱۱۸۱ = ۴۰ - ۱۲۲۱) ۱۱۸۱ھ میں حکیم صاحب استاد ہدایت سے تعلق میں آئے ہیں اور غالباً اسی زمانہ میں وہ ان کے شاگرد بنتے ہیں +

نوعمری سے جو زلف سخن کے سنوارنے کا لپکا پڑا ہے مرتے دم تک نہیں چھوٹا۔ مشاعروں میں ان کی حاضر باشی ضروری تھی۔ کثرت مشق سے استادوں میں شمار ہونے لگا اور فن شعر کے ماہر تسلیم کر لئے گئے۔ انہی مشاعروں کی بدولت میر انشاء اللہ خاں انشا سے ان کا اور عظیم بیگ عظیم کا بگاڑ ہو جاتا ہے۔ حکیم صاحب کی سلیم الطبعی اور سلاست مزاج سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ خود کسی معاملہ میں پہل کرتے البتہ انشا کی شوخ اور ہنگامہ زا طبیعت ادھر مرزا کی خود بینی اور بد دماغی زیادہ تر اس ادبی معرکہ کی ذمہ دار ہے۔ حکیم صاحب براہ راست کوئی فریق نہیں تھے۔ لیکن مرزا عظیم کی رفاقت کی بنا پر انہیں اس جنگ میں حصہ لینا پڑا۔ یہ شعری رزم جس میں انشا کی طرف سے بعض ناجائز امور کی حد تک اقدام ہوا ہے۔ مرزا میڈھو کے مشاعرہ میں قطعات و غزلیات فخریہ سے گذر کر باقاعدہ میدان جنگ کی صورت اختیار کرنے والی تھی۔ جب حکیم صاحب کے سامنے شمع لائی گئی۔ انہوں نے انشا سے خطاب کر کے کہا۔ عمزاد! آپ کی سرکار سے ہمیں مسیلمۂ کذاب کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ بہت اچھا! اب ذرا ہمارے الفیل ما الفیل پر بھی کان دھریے۔ صاحب مشاعرہ کو گمان گذرا کہ اب کوئی رکیک ہجو پڑھی جانے والی ہے۔ ادھر سے یہ اور ادھر سے محب علی محب اٹھے اور کوشش کر کے فریقین میں صلح کرا دی۔ دونوں طرف شرفا تھے مان گئے۔ معاملہ بخیر و خوبی گذر گیا اور کشت و خون تک نوبت نہیں آنے پائی۔ اس پرخاش شاعرانہ کی یادگار مرزا عظیم بیگ کا وہ مشہور مخمس ہے۔ جس کے شعر ذیل نے ہماری زبان میں ضرب المثل کی عزت حاصل کر لی ہے

شہزور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تذکرۂ انشا ص ۸۲، ۸۶)

تذکرۂ ہذا میں بعض اشاروں سے پایا جاتا ہے کہ حکیم صاحب نے بعض اوقات اِدھر اُدھر سفر بھی کئے ہیں۔ کنور پریم کشور فراقی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ میں نے اس کے باپ کو بندرابن میں فقیرانہ لباس میں دیکھا ہے (ص ۴۸ ب) اس سے ان کا بندرابن پہنچنا ثابت ہے۔

منت کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ میں اور منت ایک ہی گاڑی میں لکھنؤ پہنچے۔ میں واپس چلا آیا اور وہ وہیں رہ گئے

"اتفاقاً قاسم ہیچمدان سراپا نقصان ہم سفر آن فصاحت زبان دریک گردوں

تا بلدۂ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین دیرا در اندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آن میر میدان سخنوری در ہمان (نواح) توطن گزید" (ص ۲۱۵/۲)

حکیم صاحب کی شادی مولوی نور احمد صاحب ممتاز کی دختر بلند اختر سے ہوئی تھی۔ نور احمد مولوی عبدالوہاب کے فرزند ہیں جو اپنے عہد کے بڑے عالم مانے جاتے تھے۔ خود مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے ایام شہزادگی میں استاد تھے۔ جب شہزادۂ والا گوہر (شاہ عالم کی شہزادگی کا نام ہے) دیار شرقیہ کو چلے گئے۔ مولوی نور احمد کا سلسلہ سلطان ہدایت بخش اور نواب عماد الملک کی سرکاروں میں ہوگیا۔ آخر میں خانہ نشین ہوگئے اور باقی عمر بڑی عزت کے ساتھ گذار دی۔ اہل شہر و محلہ مولوی صاحب کی بیحد عزت کرتے تھے۔ یہ اس سے ظاہر ہے کہ جس دن مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ اہل بازار نے ان کے احترام میں اپنی دکانیں بند کر دیں اور شریک جنازہ ہوگئے اور جبتک مولوی صاحب کو دفن نہیں کر دیا گیا۔ اسوقت تک واپس نہیں آئے (ص ۲۱۰/۲)

اولاد میں حکیم صاحب نے صرف ایک فرزند کا ذکر کیا ہے اور بمصداق اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ وہ بھی شاعر ہیں۔ ان کا نام عزت اللہ عشق ہے۔ حافظ و قاری ہونے کے علاوہ فن طبابت میں صاحب کمال ہیں اور میرزا ولی عہد بہادر (اکبر شاہ ثانی) کے فرزند اکبر مرزا ابوالظفر بہادر ظفر (ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ) کے کلام کی اصلاح دیتے ہیں۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب کے فقرہ سے مترشح ہوتا ہے کہ شاید خود حکیم صاحب بھی شاہی خاندان کی اصلاح دیتے رہے ہیں۔ ان کے الفاظ ہیں:

"اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہٗ و زاد قدرہ کہ ارشاً سررشتۂ استادی این دودمان عالیشان دارد استشارہ می فرمایند" (ص ۳۷۳/۱)

ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عزت اللہ عشق کے نانا مولوی نور احمد شاہ عالم ثانی کے استاد ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ اشارہ اس طرف ہو۔ بہرحال استاد ذوق سے پیشتر عشق ظفر کی غزلیات کی اصلاح دیا کرتے تھے۔

حکیم صاحب کے بزرگوں کا پیشہ درس و تدریس اور پیری مریدی تھا۔ آخر الذکر کو ترک کر کے حکیم صاحب نے اس کی جگہ طبابت کا مفید پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ مگر اول الذکر تعلیم و تعلم کو معلوم ہوتا

ہے کہ برابر جاری رکھا - فن شعر میں ان کے شاگردوں کی فہرست جہانتک کہ تذکرۂ ہذا کا تعلق ہے - نہایت مختصر ہے - لیکن میں ایسے شاگردوں کے نام جن کا ذکر اتفاقیہ اس تذکرہ میں آگیا ہے - خواہ وہ مکتبی شاگرد ہوں یا فن شعر کے یا محض کتابی تکرار کرنے والے یہاں درج کئے دیتا ہوں:

(۱) آفاق - میر فرید الدین - اصل میں حکیم ثناء اللہ خاں فراق کے شاگرد ہیں - لیکن استاد کے کہنے سے حکیم صاحب کو بھی اپنا کلام دکھا دیا کرتے ہیں (ص ۳۷)

(۲) احسن - احسن اللہ - حکیم صاحب ہی کے شاگرد ہیں (ص ۵۴)

(۳) اشرف - غلام اشرف - منجملہ دیگر کمالات علم موسیقی میں پوری دستگاہ رکھتے ہیں - ساز سندر بین انکی ایجاد ہے - بعض علوم عربیہ کے علاوہ ریختہ میں بھی حکیم صاحب سے اصلاح لیتے ہیں - انکی لاابالیانہ افتاد طبیعت کے حکیم صاحب شکوہ سنج ہیں - کہتے ہیں کہ اب تو وہ اپنا کلام مجھے دکھائے بغیر غیر ذمہ دارانہ طریق پر لوگوں کے سامنے پڑھ دیتے ہیں (ص ۶۲)

(۴) افسوس - غفور بیگ - اصل میں استاد ہدایت کے تلمیذ ہیں - لیکن استاد کی غیبت میں اپنا کلام فراق اور حکیم صاحب کو دکھا لیا کرتے ہیں (ص ۶۶)

(۵) بیان - خواجہ احسن اللہ خاں - مصنف کے ساتھ بلا ناغہ سبق کی تکرار کرتے رہے ہیں (ص ۱۲۳)

(۶) تنہا - ایک افغان زادہ تھا - عین عالم شباب میں انتقال کیا - اپنا کلام کبھی حکیم صاحب کو اور کبھی فراق کو دکھاتا رہا ہے (ص ۱۴۸)

(۷) حفیظ - حافظ محمد حفیظ - کشمیری الاصل اور دہلوی المولد ہے - اپنا کلام کبھی فراق کو کبھی حکیم صاحب کو دکھاتا رہا - بعد میں عشق سے مشورہ کرنے لگا (ص ۲۱۳)

(۸) راقم - غلام محمد ہفت قلم - مصنف مشہور تذکرۂ خوشنویساں - مجموعۂ نغز کی تالیف ہے بارہ تیرہ سال پیشتر جب راقم لکھنؤ نہیں گیا تھا - حکیم صاحب سے شرح شمسیہ اور حاشیۂ میر پڑھتا رہا ہے - اور شعر میں بھی اصلاح لی ہے (ص ۲۶۴)

(۹) شفیق - مظہر علیخاں - مشق سخن فراق سے کرتا رہا ہے - لیکن حکیم صاحب اور اُن کے فرزند عشق سے بھی استفادہ کیا ہے (ص ۳۴۴)

(۱۰) نیاز - میاں نیاز احمد شاعر مشہور - حکیم صاحب کے ساتھ بعض کتابوں کی تکرار کی ہے (ص ۳۸۸)

(۱۱) سرور - میر فیض علی - سید ابراہیم کی اولاد سے ہے جو سید شمس الدین کے بھائی ہیں - ان کا مزار دہلی سے دو منزل پر قصبۂ اجڑاڑہ میں واقع ہے - سادات کبرویہ میں سے ہیں - اور طریق شطاریہ پر عامل ہیں - ان کے مزار پر ذیقعدہ کی سترھویں تاریخ سے بیسویں تک سالانہ عرس ہوتا ہے - جس میں قرب و جوار کے لوگ شامل ہوتے ہیں - یہ سرور علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے لئے اپنے وطن سے آکر حکیم صاحب کے ہاں مستقلاً مقیم ہوگیا ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ اپنی تعلیم میں مصروف ہے (ص ۳۸۹ تکملہ)

حکیم صاحب کا شمار چوٹی کے شعرا میں نہیں کیا جا سکتا - ان کے کلام کا جوہر مشافی اور روزمرہ کی صفائی ہے - کثرتِ مشق نے کلام کو پختگی کی حد تک پہنچا دیا ہے - مگر ہمیں کہنا پڑتا ہے کہ شاعری اس میں بہت کم پائی جاتی ہے - ان کے پُرگو ہونے میں کوئی شبہ نہیں - جیسا کہ ان کی تصنیفات سے ظاہر ہے - اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ایک ضخیم دیوان ختم ہو چکا ہے - جس میں سات ہزار اشعار ہیں - اس کے علاوہ بحر رمل مسدس محذوف میں ایک معراجنامہ لکھا جا چکا ہے - جس کے ابیات کی تعداد تین ہزار پانسو ہے (ص ۹۳ - جلد دوم)

۱۲۱۷ھ میں ایک مثنوی بوزن شاہنامہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حالات و کرامات میں موسوم بہ کراماتِ پیرانِ پیر ختم کر چکے ہیں - جس میں پانچہزار دو سو اشعار ہیں اور بشرط زندگی ارادہ کر رہے ہیں کہ غزوۂ بدر کو نظم کے قالب میں ڈھالیں *

کراماتِ پیران پیر کے سوا باقی تالیفات راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں - یہ مثنوی نواب صدیار جنگ بہادر کے کتب خانہ واقع حبیب گنج میں محفوظ ہے اور وہیں راقم کو حکیم صاحب کی اس متبرک تالیف کی زیارت کا موقعہ پہلی مرتبہ ملا - گذشتہ سطور میں حکیم صاحب کی زندگی پر روشنی ڈالنے والے بعض اشعار اسی مثنوی سے ماخوذ ہیں - یہ مثنوی گویا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب میں مصنف کی انتہائی عقیدت مندی کی ایک یادگار ہے *

لیکن حکیم صاحب کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جس کی بنا پر انہیں ہمارے ادبیات کی تاریخ میں ایک ممتاز جگہ مل گئی ہے - ان کی موجودہ تالیف مجموعۂ نغز ہے - اس قابل قدر تالیف کی اہمیت اور اس کا صحیح رتبہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں اس شاخ ادب کی ان مصنفات کا ذکر کرنا

ہوگا - جو اس تذکرہ سے پیشتر عالم وجود میں آچکی ہیں اور جن کے متعلق ہمیں کچھ علم ہے ؛
۱۱۶۵ھ میں نکات الشعرا اور تذکرۂ علی حسینی گردیزی - ۱۱۶۸ھ میں مخزن نکات - ۱۱۷۵ھ
میں چمنستان شعرا - ۱۱۸۸ھ و ۱۱۹۲ھ کے مابین میر حسن کا تذکرہ ۱۱۹۳ھ میں تذکرۂ شورش -
۱۱۹۶-۵ھ میں گلزار ابراہیم - ۱۲۰۸ھ میں تذکرۂ مصحفی - گلشن ہند ۱۲۱۵ھ میں اور تذکرۂ عشقی
اس سن کے عنقریب بعد مرتب ہو چکے ہیں - مجموعۂ نغز ان تالیفات کے مقابلہ میں یقیناً ایک مبسوط
اور ضخیم تالیف ہے - لیکن دو اور تذکرے ہیں جو ضخامت اور حجم کے اعتبار سے اس پر فضیلت
رکھتے ہیں - چونکہ ہمارے تذکرہ کا ان کے ساتھ قریبی تعلق بتایا جاتا ہے - اس لئے ان کا ذکر کسی
قدر تفصیل سے کیا جاتا ہے ؛

ان میں ایک تو عیار الشعرا از خوب چند ذکا ہے جو ۱۲۰۸ھ یا ۱۲۱۳ھ میں شروع ہوا -
اور مولف برابر تیس سال تک اس میں اضافے کرتا رہا - آخری تاریخ ۱۲۴۷ھ بتائی جاتی ہے -
اس تصنیف میں پندرہ سو شاعروں کا ذکر ہے اور ایک ہزار صفحات ہیں ؛

دوسرا تذکرہ عمدۂ منتخبہ از اعظم الدولہ سرور ۱۲۱۶ھ کی تالیف ہے اور بارہ سو شعرا کے
حالات پر مشتمل ہے ؛

اب مجموعۂ نغز کی باری آتی ہے - یہ تالیف چھ سو ترانوے ریختہ نگاروں کے حالات اور
آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے - ۱۲۲۱ھ اسکی تاریخ اختتام ہے - اگرچہ اس تاریخ سے بہت عرصہ
پہلے اس کی داغ بیل پڑ چکی ہے ؛

اشپرنگر جس کے سامنے یہ تذکرے موجود ہیں کہتا ہے کہ قاسم کا تذکرہ سرور کے تذکرے پر
مبنی معلوم ہوتا ہے - ساتھ ہی سرور کی تالیف کو عیار الشعرا کا ایک اصلاح یافتہ مرتبہ کہتا ہے -
مگر خود عیار الشعرا کی نسبت اس کی رائے بہت بُری ہے - کہتا ہے کہ اس میں تکرار کے علاوہ ہر قسم
کا رطب و یابس اور غیر تنقیدی مواد جمع کر دیا ہے - حتیٰ کہ غیر شاعروں کو بھی شاعر لکھ مارا ہے - ہم
ان دونوں تذکروں سے ناواقفیت کی بنا پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ مجموعۂ نغز پر ان تذکروں
کا پرتو کس قدر ہے - اور مصنف کی اپنی کوشش کا حصہ کس حد تک ہے - حکیم صاحب ذکا اور
سرور کے حالات کے ضمن میں ان کے تذکروں کا تو ذکر کرتے ہیں - مگر ان سے استفادہ کی بابت

کچھ نہیں کہتے - البتہ ایک امر سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ ہذا میں خود مصنف کی تحقیقات اور تلاش کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے - اشپرنگر جس کے پاس شفیق اورنگ جس کی مؤلفات کے سوا فہرست بالا کے تمام تذکرے موجود ہیں - ریختہ گویوں کی جدید فہرست طیار کرتے وقت جس میں التزاماً یہ اصول مدّنظر رکھا ہے کہ ہر شاعر کا ذکر اصل ماخذ سے نقل ہو نہ اس کے کسی ناقل سے - مجموعۂ نغز کو تین سو بیس شعرائے اُردو کے سلسلہ میں استعمال کر رہا ہے - جس سے صریحاً ظاہر ہے کہ ماخذی اطلاعات کی ایک بڑی مقدار اس میں جمع ہے - ادھر دتاسی نے اپنی تاریخ شعرای اُردو میں کثرت کے ساتھ اس سے کام لیا ہے - لیکن اس تالیف کی حقیقی وقعت کا اس وقت اندازہ ہوتا ہے جب مولانا محمد حسین آزاد کی مشہور عالم تصنیف آبحیات کی ورق گردانی کی جاتی ہے - مولانا نے اگرچہ ہر موقعہ پر اس تالیف سے استفادہ کا اظہار نہیں کیا ہے - تاہم وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آب حیات کا ایک بڑا حصّہ اس تذکرہ سے ماخوذ ہے ٭

یہ تذکرہ جیسا کہ اس عہد کی تالیفات کا دستور ہے - فارسی زبان میں مرقوم ہے جس میں نثر سادہ و عامی کو موقعہ بموقعہ مرجز و مقفیٰ کے ساتھ آمیز کر دیا گیا ہے - لیکن یہ بدعت آٹے میں نمک کے برابر ہے - محمد شاہ کے زمانہ سے لے کر شاہ عالم ثانی کے اختتام عہد تک کے شعرا کے حالات و کلام پر یہ تصنیف روشنی ڈالتی ہے - مصنف دور سوم و چہارم کے شعرا سے ذاتی واقفیت رکھتا ہے - چالیس سال تک اس نے باغ سخن کی آبیاری کی ہے - شاعروں اور مشاعروں سے واسطہ رکھا ہے اور شعر و غزل کے چرچوں میں اوقات گذاری ہے - اس لئے اس کو اپنے عہد کے شعرا ان کے محاسن و اخلاق - قابلیت و استعداد اور جوہر کلام کے دیکھنے اور رائے قائم کرنے کا نہایت نادر موقعہ ملا ہے ٭

اساتذہ کے اسما کے ساتھ مصنف نے یہ التزام کیا ہے کہ ہر استاد کے تخلص کا ہم قافیہ جملہ اس کے نام سے پہلے لایا ہے اور پھر یہ فقرہ گاہ گاہ بادنیٰ تغیر ہر جگہ اس نام کے ساتھ دوہرایا گیا ہے - گویا سرکار قاسمی سے خطابات عطا ہوئے ہیں - شیخ ظہور الدین حاتم کا نام یوں لکھا ہے :

"استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم" صہ ۶۸ ، صہ ۱۱۴ ، صہ ۲۸۷

میرزا مظہر کے لئے : "سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جان مظہر" صہ ۱۲۳ ، صہ ۲۰۰ ، صہ ۲۵۳

سودا کو : " سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا " ص ۳۰ ، ص ۵۹ ، ص ۱۰۶ ، ص ۲۵۶ ، ص ۳۵۷
میر صاحب کو : سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر " ص ۱۰۷ ، ص ۱۹۵-۴ ، ص ۳۴۶ ، ص ۳۶۱ ، ص ۳۶۶
میر درد - مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد " ص ۲۴ ، ص ۱۲۶ ، ص ۱۷۷ ، ص ۳۶۷ اور
سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر " ص ۲۷۷ ، ص ۲۸۶ ، ص ۲۴۰ ،
ص ۳۴۵ سے بھی خواجہ میر درد مراد ہیں ۔
میر سوز - شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز ص ۳۴ ، ص ۸۰ ، ص ۲۰۳ ، ص ۲۷۶ وغیرہ
ہدایت - " استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان ہدایت " ص ۱۹ ، ص ۲۴ ، ص ۸۲ وغیرہ
فراق - " دوستدار (محب) سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق " ص ۱۲۶ ، ص ۲۷۴ ، ص ۳۵۴ ، ص ۳۶۶

مشہور اور پایہ کے شعرا کے نمونۂ کلام میں کثرت کے ساتھ اشعار نقل کئے ہیں - ان کے حالات کے سلسلہ میں اگرچہ چنداں اہتمام نہیں کیا گیا ہے تاہم اور تذکروں کے مقابلہ میں ہمارے مؤلف کی مساعی بار ور مانی جاسکتی ہے - شعرا کی تاریخ وفات و حیات اگرچہ درج نہیں ہے تاہم ایسے امور موجود ہیں جن سے ان کے زمانوں کے متعلق غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا ۔

تذکرہ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ اگرچہ مشغلۂ شعر کے خلاف تھا اور سیاسیات کے مطلع پر فتنہ و آشوب کی گھنگھور گھٹائیں ہر وقت چھائی ہوئی تھیں - احمد شاہ ابدالی کی آمد اور بعد کے سیاسی واقعات نے مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا ہے - دہلی ویران ہو رہی ہے اور اس کے فرزند تلاش معاش میں دربدر اور خاک بسر پریشان حال پھرتے ہیں لیکن راجاسے پرجا تک جسکو دیکھو شوق شعر میں ڈوبا ہوا ہے - ذکور و اناث اور عامی و عالم اس کی چیٹک سے خالی نہیں - مسلمان اور ہندو بلکہ فرنگی زادوں تک میں یہ ذوق سرایت کر گیا ہے سلاطین و عمال - امرا و علما - سپاہ و اہل دیوان کے علاوہ ہر طبقہ کے پیشہ وروں پر شاعری کا رنگ چڑھا ہوا ہے - مثلاً منیر صیقل گر ہے - اگرچہ اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے - محمد امان نثار معمار ہیں - جامع مسجد دہلی انہی کے بزرگوں کی بنائی ہوئی ہے اور یہ خود بھی اسی پیشہ سے بسر اوقات کرتے ہیں - یہ وہی نثار ہیں جنہوں نے میر تقی میر کے اثر در نامہ کے جواب میں بدیہہ نظم پڑھ کر اہل مشاعرہ سے خراج تحسین وصول کیا تھا - اسی طرح حسین بخش بخشی پارچہ فروش ہے

مدسنگھ شگفتہ آہنگر ہے۔ خواجہ ہینگا شیدا علاقہ بند ہے۔ میر صادق علی صادق فیلبان ہے۔ شنبھو ناتھ عزیز مہاجن ہے۔ میر لطیف علی لطیف جواہرات کا دلال ہے اور مغل علی مغل علاقہ بند و سوداگر۔ بدرالدین مفتون بزاز اور یکرنگ سنار ہے۔ محمد ہاشم شائق خیاط ہے۔ اس کے ساتھ مرثیہ خوانی کی خدمت کو بھی ضم کر لیا ہے اور کافی شہرت رکھتا ہے۔ محمد عارف رفوگر ہے۔ عنایت اللہ عرف کلو حجام ہے اور حضرت مولانا محمد فخرالدین کی سرتراشی کرتا ہے۔ شعر میں میاں کلو کو مرزا سودا کے تلمذ پر فخر ہے۔ مذاق سخن اسقدر بلند ہے کہ سودا کے سوا کسی کو شاعر بھی تسلیم نہیں کرتے۔ غلام ناصر جراح ہے مقصود ایک سقہ ہے۔ جوفن شعر میں بازار کے لونڈوں کا استاد ہے۔ قرین ایک خاکروب ہے۔ اگرچہ تکملہ میں درج کرتے وقت مصنف نے اس کے اصل پیشے کا ذکر ترک کر دیا ہے ٭

اسی طرح ہر وضع و قماش کے شعر گو موجود ہیں۔ ثقہ و سنجیدہ نگار سے لے کر رند و اوباش۔ ہزال و لپاج اور فحش گو تک اپنی اپنی بولی بول رہے ہیں مثلاً جعفر زٹلی آتل (میر عبدالجلیل بلگرامی)۔ محمد عطا بانکہ۔ صاحبقران۔ شہوت وغیرہ۔ مؤخرالذکر کو شاہ عالم ثانی نے مسخرۃ الدولہ قرمساق خان بہادر پھکڑ جنگ کا مناسب خطاب عنایت کیا تھا۔ بعض نے عجیب عجیب تخلص اختیار کئے ہیں۔ کوئی اوباش ہے۔ کوئی عیاش۔ ایک عشاق ہے اور ایک کافر ہے۔ یہ بزرگ اپنے اشعار کو کافر کٹہ کے خطاب سے یاد کرتے ہیں۔ پنچھا۔ جھبنا۔ مکھو وغیرہ بھی اسی قسم کے نام ہیں ٭

احمد نگر فرخ آباد۔ رامپور۔ لکھنؤ۔ عظیم آباد۔ مرشد آباد اور حیدر آباد وغیرہ شاعری کے مرکز ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ طاقتور مرکز دہلی ہے۔ مشاعرے کثرت سے ہوتے ہیں اور ہر فرقہ و خیال کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ مثلاً نواب محمد یار خاں بہادر فرزند علی محمد خاں کے ہاں مجلس مشاعرہ منعقد ہوتی تھی۔ نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈھو صاحب فرزند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے ہاں بھی بزم مشاعرہ قائم تھی۔ جس میں اس عہد کے مشاہیر شعرا شریک ہوتے تھے۔ رمضان کے دنوں میں اس نواب کے مشاعروں میں مسلمان شاعروں کے لئے جہاں امیرانہ کھانے مہیا ہوتے تھے۔ وہاں ہندو شاعروں کے لئے بھی اعلےٰ قسم کی مٹھائیاں پیش کی جاتی تھیں مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے دولت خانہ (لکھنؤ) پر مدت تک مشاعرے ہوتے رہے ہیں۔ متعدد مشہور شعرا اس شہزادے کی سلک ملازمت میں منسلک تھے مثلاً انشا۔ جرأت۔ مصحفی۔ رنگین اور محب وغیرہ

مرزا اسد بیگ رفیق شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراق اور میر سجاد اکبر آبادی کے مکان دہلی، پر بھی مشاعرہ ہوتا تھا ۔

مرزا محمد تقی ترقی کے مکان پر فیض آباد میں اور مرزا رضا قلی بیگ آشفتہ کے ہاں لکھنؤ میں مجلس مشاعرہ رہا کرتی تھی ۔

مہدی علی خان عاشق کے ہاں بلاناغہ جمعہ کے روز مشاعرہ ہوتا تھا ۔ یہانتک کہ بقول مؤلف صبح کو اپنے فرزند کی "فاتحہ سیوم" پڑھی اور ظہر کو حسب معمول مشاعرہ کیا گیا ۔

اسی طرح ہندو شعرا میں مرزا راجہ شنکر ناتھ حیا کے ہاں مشاعرہ ہوا کرتا تھا ۔

والا جناب بہادر بیگ خاں غالب تخلص کے ہاں بھی بزم مراختہ ایک عرصہ تک ہوتی رہی ہے۔ حاضرین کے لئے ہر قسم کے کھانوں ۔ شربتوں اور مٹھائیوں کا انتظام کیا جاتا تھا ۔

حمید الرحمٰن عرف میاں جان انیس ۔ عظیم الدین خاں عرف بھوریخاں آشفتہ ۔ میر سجاد سجاد میر محمدی شرف ۔ مولوی قدرت اللہ قدرت ۔ غلام ہمدانی مصحفی کے ہاں بھی مشاعرے انعقاد پاتے رہے ہیں ۔

حکیم صاحب دشت سخن کے پرانے سیاح ہیں ۔ ان کی تمام عمر شعرا اور شاعروں کی صحبتوں میں گذری ہے ۔ اس لئے ان کی رائیں شعرا کے کلام اور مقام کے متعلق قابل احترام ہیں۔ باوجودیکہ اس تذکرہ میں سینکڑوں شعرا کا ذکر ہے ۔ ان میں ایسے بھی ہونگے ۔ جن کے ساتھ بمقتضائے بشریت معاصرانہ چشمک اختلاف و عداوت بھی ہوگی ۔ لیکن ہر ایک کے ذکر میں واقعہ نگاری کے فرائض کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا ہے اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے تجاوز نہیں کیا ہے ۔ تقریباً ہر شخص کو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہے ۔ یہ امر ان کی نیک دلی اور سلیم الطبعی کی روشن دلیل ہے ۔ کہیں کہیں البتہ تنقیدی نقطۂ نظر کا آزادی سے استعمال کیا ہے ۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اظہار رائے کا اختصار مدنظر رکھا گیا ہے ، ہم یہاں چند مثالیں پیش کرتے ہیں :

جرأت کے تذکرہ میں میر و جرأت کا مشہور واقعہ درج کرتے ہوئے میر کے غرور کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے " و این الفاظ ہندی بر زبان نخوت توامان دے گذشت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

میر محب علی حالی کی بد دماغی کے لئے لکھا ہے " مرزا محمد رفیع سودا و ۔ ۔ ۔ ۔ محمد تقی میر

را موزون الطبع میگفت و شاعر نمی دانست تا بہ دیگران خود چہ رسد ع

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد"

آگے چلکر اُس کے ایک شعر پر اعتراض کرکے طنزیہ فرماتے ہیں کہ" زہے شعور و شمنی کہ شاعری این و دعوی آن . . . . . "

میر حیدر علی شاہجہان آبادی شاگرد سرب سکھ دیوانہ کے لئے کہتے ہیں" خوش میگوید اما دعوی شاعری خیلے دروماغش جاگیر گردیدہ"

سعادت یار خاں رنگین کی نثری تالیف 'مجالس رنگین' کے تذکرہ میں لکھا ہے" بر اکثرے از اہل سخن تا بہ شیخ شیراز . . . . . بزعم خود دران دخل پر بجا کردہ . . . . با این ہمہ غیر ازین کہ مناسبتے بریختہ دارد بسیار کم پایہ و سپاہانہ خواندہ است . . . . . "

مرزا عظیم بیگ عظیم کے بارے میں رائے ظاہر کی ہے" شاعرے بود بسیار خوب، اما نہایت بر خود غلط . . . . . "

انشاء اللہ خان انشا کے ساتھ اگرچہ ان کے جھگڑے رہے۔ شعروں میں نوک جھونک ہوتی رہی۔ فحزیے اور ہجویں لکھی گئیں۔ آخر معاملہ تیغ زبان سے گذر کر زبان شمشیر تک پہنچا۔ ان امور کے جاننے کے بعد خیال گذرتا ہے کہ حکیم صاحب نے اپنی تالیف میں انشا کے باب میں آفت توڑی ہوگی۔ ان کی سیرت و اخلاق اور زندگی کی تصویر نہایت بھونڈی اور بھیانک اتاری ہوگی۔ لیکن دیکھا جاتا ہے کہ ان کے قلم نے اپنی فرض شناسی سے مطلق تزلزل نہیں کیا ہے۔ بلکہ انشا کی سیرت کے کمزور پہلوؤں کو بھی اچھی طرح سے واضح نہیں کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ انشا ٹھٹول۔ شوخ اور ہنگامہ آرا تھے۔ لیکن ان کی ستیزہ کاری کے قصوں کی تحریر کے وقت بھی ہمارے مصنف کا رویہ تعجب کی حد تک اغماض اور چشم پوشی کو کارفرما ہے۔ انشا اور مصحفی کے معرکہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

" اما از انکہ بے عیب ذات خداست تعالی شانہ اعظم برہانہ۔ ماہ تمام باین رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ بر جگر دارد و قاسم ناتمام باین مسکنت مالا کلام و وارستہ معاشی واقعہ نویسی را حیلہ ساختہ بعیب چینی آن بدر منیر سپہر شرافت می پردازد، بنا بر مقتضای بشری اندکی شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع شدہ در بلدۂ لکھنؤ بمشاعرۂ مرشد

معظم الیہم بہ میان غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است مسکین نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوی رکیک کہ شایان شان ہنرمندان نبود واگذاشتہ بہجو گوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد احاد الناس است و بمجلس عامیان نسزد تا بمحفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چہ رسد چہ برطرازد کہ حیا بہ تحریرش رخصت نمی دہد و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود، اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطاے رفت رفت۔ کلام بشر کلام اللہ نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست در ید بیضا ہمہ انگشتہا یک دست نیست" ص۸۱

ان الفاظ پر یہ بیان ختم ہوتا ہے۔ اب خود ان کے ساتھ جو بیتی ہے اسکی رام کہانی یوں شروع کی ہے:۔

" اگرچہ گلہ گذاری خاصہ بعد صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چون کار بواقعہ نگاری افتاد بر سبیل حکایت ماجرائے کہ بشاعرۂ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا میڈو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد نبذے ازان شرح دادن مضائقہ ندارد"

اس تمہید کے بعد اصل سرگزشت بیان کی گئی ہے۔ جس میں انشا کی زیادتیاں بھی درج ہیں۔ اپنی بے قصوری اور بے بسی کا بھی ذکر ہے۔ مگر اس روداد کے خاتمہ پر مصنف کے جذبات کا ترجمان یہ مصرع ہے

ع درمیان جان و جانان ماجرائے رفت رفت (ص۲-۸۶)

اور اسی مصرع پر یہ قصہ ختم کر دیا جاتا ہے +

شاہ نصیر کی کج خلقی اور رعونت کے حکیم صاحب البتہ شکوہ سنج ہیں اور وجہ بھی معقول ہے۔ قطع نظر ان دیرینہ مراسم کے جو شاہ صاحب کے والد شاہ غریب اور حکیم صاحب کے درمیان تھیں اور شاہ صاحب حکیم صاحب کے سامنے پیدا ہوئے۔ انکی گود میں کھیلے اور بڑے ہوئے۔ جوان ہو کر حکیم صاحب کے ساتھ نخوت اور بے اعتنائی سے پیش آئے لکھتے ہیں:

"باوصفے کہ والد جدش بر قاسم ہمچدان خیلے مہربان و زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان بر این سراپا نقصان نہایت عنایت فرما بودند و معہذا جلوہ اش از کتم غیب بمنصۂ ظہور بحضور این عین قصور و دیگر امور مستدعیہ مودت و تعیش باسرور کہ ذکر آنہا باوصف عدم ملایمت باطناب محل می کشد از ہمہ اغماض العین فرمودہ بر خلاف چشمداشت پیش نے آید۔ ہے ہے غلط کردم و خطا کردم۔ جاے شکوہ نیست، در اظہار اوصاف جبلی و ابراز اخلاق خلقی انسان مجبور و معذور است ع کل اناء یترشح بما فیہ" (ص۲-۲۷۳)

مولانا آزاد نے اس گتھی کو یوں سلجھایا ہے: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے ایک خاص معاملہ یہ درمیان آیا کہ ایک دفعہ مشاعرہ میں طرح ہوئی۔ یار شتاب اور تلوار شتاب۔ شاہ نصیر نے جو غزل کہہ کر پڑھی تو اس میں قطعہ تھا کہ

رخ انور کا ترے وصف لکھا جب ہم نے — انوری نے دیا دیواں الٹ اے یار شتاب
پھر پڑھا ہم نے جو مضمون بیاض گردن — سن اسے ہو گیا چپ قاسم انوار شتاب

حکیم صاحب مرحوم خاص و عام میں واجب التعظیم تھے۔ اس کے علاوہ فضیلت علمی کے ساتھ فن شعر کے مشاق تھے اور فقط موزونی طبع اور زور کلام کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چونکہ خود قاسم تخلص کرتے تھے۔ اس لئے قاسم انوار کا لفظ ناگوار ہوا چنانچہ دوسرے مشاعرہ کی غزل میں قطعہ لکھا:

واسطے انساں کے انسانیت اوّل شرط ہے — میر ہو یا میرزا ہو خاں ہو یا نواب ہو
آدمی تو کیا خدا کو بھی نہ ہم سجدہ کریں — گر نہ خم تعظیم کو پہلے سر محراب ہو

(آبحیات ص ۴۰۷-۸)

لیکن مصنف کے بیان کی روشنی میں یہ توجیہ ناقابل قبول ٹھہرتی ہے۔

شاہ نصیر کے علاوہ حکیم صاحب میر صاحب (میر تقی میرؔ) سے بھی خفا ہیں۔ خفگی کے اسباب سے ہم تاریکی میں ہیں۔ الزام وہی ہے جو شاہ نصیر کے خلاف تھا یعنے نخوت اور بد دماغی۔ یہ کمزوری شاعروں میں کم و بیش پائی بھی ضرور جاتی ہے۔ آبحیات میں میر صاحب کی سیرت کی جو بدنما تصویر اتاری گئی ہے اس کے بعض رنگ حکیم صاحب ہی کے طیار کردہ ہیں۔ ہم ان الزامات کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے ناظرین ان کے متعلق بعض اشارے عنوان ذیل میں ملاحظہ فرمالیں +

آبحیات اور مجموعۂ نغز

اس سے قبل اشارہ کیا جا چکا ہے کہ حکیم صاحب کا یہ تذکرہ مولینا محمد حسین آزاد کی مشہور تالیف آبحیات کا ایک اہم ماخذ ہے۔ یہاں اس مسئلہ پر کسی قدر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے اور مختصراً اس اطلاع کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جو اس تذکرہ سے لی گئی ہے:

ولی اور ناصر علی کے درمیان شاعرانہ تعلّی، کا قصہ ص۹۳ آبحیات، شاہ مبارک آبرو کے حالات اور

اشعار متفرق ۔ مکھن پاکباز کا ذکر ص۹۷ ، شیخ شرف الدین مضمون کا حال اور اشعار ص۱۰۲ ، آرزو کا ذکر اور اشعار ص۱۲۱-۱۲۲ ، آرزو کی بدیہہ شعرخوانی ص۱۲۳ ، سودا کے شعر کو حدیث قدسی کہنا ص۱۷۲ ، محمد شاکر ناجی کے حالات اور نادرشاہ سے جنگ کے متعلق ان کے خمسہ کے دو بند اور متفرق اشعار ص۱۰۵ ، شاہ حاتم کے بیشتر اور اشرف علیخاں فغاں و بیرنگ کے کمتر حالات و اشعار ص۱۰۷ ، اسی تذکرہ سے منقول ہیں +

میرزا جان جان مظہر کے واقعۂ شہادت کے ذکر میں تو خود آبحیات میں اس تذکرہ کا حوالہ دیا گیا ہے مولانا آزاد فرماتے ہیں : " لیکن حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے کلام میں اکثر اشعار حضرت علی کی مدح میں کہا کرتے تھے ۔ اس پر بگڑ کر کسی سنی نے یہ حرکت کی " +

حاشیہ میں اضافہ کیا ہے : " عجب مشکل ہے حکیم صاحب بھی ایک خوش اعتقاد سنت جماعت تھے وہ کہتے ہیں کہ سنی نے مارا ۔ لوگ کہتے ہیں شیعہ نے مارا " (ص۱۴۴)

لیکن حکیم صاحب کا منشا بالکل برعکس ہے ۔ ان کی عبارت ہے : " ازانجا کہ مشرب صافی و مذہب اہل حق بوے ارزانی داشتہ بود ظالمے ناحق شناس در ایام متبرکۂ عاشور بہ تعصب مذہب پے بہ حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولایت مآب و حریق عشق حضرت امامت انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ و کرم اللہ وجہہ چنانچہ بعضے اشعار آبدارش خاصہ این بیت ؎

نگر مظہر ما طاعتے و رفت بخاک نجات خود بتولای بوتراب گذاشت

بر بے گناہیش گواہی دہد بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدای کربلاے معلے علیہم السلام والرضوان رسانید " (ص۱۹۹)

سودا کے بیان میں میر و میرزا کی افضلیت کے سلسلہ میں مجموعۂ نغز کی اصل عبارت بھی منقول ہے چنانچہ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم بھی اپنے تذکرہ میں فرماتے ہیں : " زعم بعضے آنکہ سرآمد شعرای فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی بوے نرسیدہ ، اما حق آنست کہ ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است مرزا در یائیست بیکران و میر نہریست عظیم الشان ۔ در معلومات قواعد میرزا بر مرزا برتریست و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری " (ص۱۶۴)

سودا کا لطیفہ قائم علی امیدوار کے ساتھ ص۱۷۰ ، بقاء اللہ خاں بقا کے حالات ص۱۵۴ حاشیہ اور اشعار

میر صاحب کی ہجو میں ص۲۷۲، میر خاں کمترین کا حال حاشیہ ص۲۱۱ و ص۲۱۲ اسی ماخذ سے ہیں،

میر تقی میر کے متعلق ہمارے ہاں عام جذبات یہ ہیں کہ مولانا آزاد نے میر صاحب کی بد دماغی اور تنک مزاجی کے افسانہ کو غیر ضروری فروغ دیا ہے۔ جس کی اصل غالباً کچھ بھی نہیں۔ مصنفِ گلِ رعنا کا بیان ہے :۔

"آزاد کہتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ انکو (میر صاحب کو) اوروں کے کمال بھی دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ میر سے شخص کے دامن پر بدنما دھبہ ہے" ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے۔ کسی اور کی کیا حقیقت ہے" مگر جب اسکی جانچ ہم انکی کتاب نکات الشعرا سے کرتے ہیں تو حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی کہ یہ بیان کس قدر واقعہ کے خلاف ہے" (گل رعنا ص۱۵۶)

مولانا آزاد کی اصل عبارت یہ ہے" سب تذکرے نالاں ہیں کہ اگر یہ غرور اور بے دماغی فقط امرا کے ساتھ ہوتی تو معیوب نہ تھی۔ افسوس یہ ہے کہ اوروں کے کمال بھی انہیں دکھائی نہ دیتے تھے اور یہ امر ایسے شخص کے دامن پر نہایت بدنما دھبہ ہے جو کمال کے ساتھ صلاحیت اور نیکوکاری کا خلعت پہنے ہو۔ بزرگوں کی تحریری روایتیں ثابت کرتی ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی اور شیخ سعدی کی غزل پڑھی جائے تو وہ سر ہلانا گناہ سمجھتے تھے کسی اور کی کیا حقیقت ہے" (آبحیات ص۱۶۱-۲۱۷) اس موقعہ پر مولانا آزاد نے تخیل سے کام نہیں لیا ہے۔ انکی عبارت کا اصل ماخذ حکیم صاحب کا یہ فقرہ ہے: "از نخوت و خود سریش چہ بزنگارم کہ سینۂ قلم حقایق رقم می فگارد بر شعر کسے گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز سرہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن اصلے اگرچہ معجز طرازی بود و گفتۂ اہلی شیرازی گوش ہم فرانمی دارد امکان چیست کہ حرف آفرین بر زبانش رود (ص۲۳۰/۲)

ولی کے متعلق آزاد کا یہ بیان بے اصل مانا گیا ہے" ولی کہ بنی نوع شعرا کا آدم ہے۔ اسکے حق میں فرماتے ہیں: "ولی شاعریست از شیطان مشہور تر" میر خان کمترین اسی زمانہ میں ایک قدیمی شاعر ولی کے تھے انہیں اس فقرہ پر بڑا غصہ آیا۔ ایک نظم میں اول بہت کچھ کہا آخر میں آکر کہتے ہیں ع

ولی پر جو سخن لائے اسے شیطان کہتے ہیں" (ص۲۱۲-۲۱۳)

نکات الشعرا چھپ گیا ہے۔ بیشک اس میں شیطان والا فقرہ موجود نہیں ہے۔ لیکن آزاد کا بیان حکیم صاحب کے ان بیانات پر مبنی ہے: "در تذکرۂ خود ہمہ کس را بہ بدی یاد کردہ در حق شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر و سزای این گفتار ناہنجار از کمترین شاعر بواجبی یافتہ کہ وے ہجوہائے متعددۂ او کردہ کہ بعضے ازان بغایت رکیک و پردہ در افتادہ" (ص۲۳۰/۲)

"بنابر نوشتن میر در تذکرۂ خود شاعر شان جلی التخلص بہ ولی را کہ وے شاعر لیست از شیطان مشہور تر ہجو ہائے رکیکہ بواجبی نمود (ص ۱۴۳/۲)

"حق بر جملہ سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منشی و شیطنت۔ پیر خان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں (ص ۲۹۷/۲)

محمد امان نثار کے حالات اژدر نامہ کا ذکر اور نثار کی ہجو نگاری ص ۲۱۸، اسی تذکرہ سے منقول ہے اور جرأت کے حال میں ایک حوالہ بھی ملتا ہے چنانچہ: "حکیم قدرت اللہ خاں قاسم فرماتے ہیں کہ ان کے بزرگ دربار شاہی میں دربانی کی خدمت رکھتے تھے (ص ۲۳۶) جرأت کے بعض ابتدائی حالات ص ۲۳۷ مرزا محمد تقی خاں ترقی کے مشاعرہ میں جرأت کا دھوم دھامی غزل پڑھنا اور میر صاحب سے داد طلب کرنا ان کا ٹال ٹال جانا اور بعد میں جھنجلا کر یہ کہنا "کیفیت اس کی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوا چاٹی کہہ لیا کرو (ص ۲۴۱) اسی تالیف کا فیضان ہے البتہ ایک فرق ہے کہ مجموعۂ نغز میں 'چوا چاٹی' کی جگہ 'چوا چاٹا' لکھا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص ۱۵۵/۲)، میر حسن کے حالات ص ۲۵۳ میر ماشاء اللہ خاں کے پورے حالات ص ۲۵۹، انشا اور عظیم بیگ کا معرکہ (ص ۲۶۲ - ص ۲۶۵) اور نواب امین الدولہ یمین الملک ناصر جنگ عرف مرزا میڈھو کے ذکر کے لئے بھی یہی تذکرہ سند مانا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی موقعے ہیں جہاں آبحیات میں اس تالیف کا پرتو نمایاں ہے +

آخر میں ان اصحاب کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن سے اس تذکرے کی ترتیب کے سلسلے میں کسی نہ کسی طرح کی امداد ملی ہے۔ ان میں سب سے پہلا نام پروفیسر محمد شفیع ایم۔ اے وائس پرنسپل اورینٹل کالج و یونیورسٹی پروفیسر کا ہے، جو نہ صرف اس تذکرے سے میرے تعارف کا اولیں باعث ہوئے ہیں بلکہ مشتبہ الفاظ کے قرأت کے دوران میں اکثر موقعوں پر آپ نے ضروری معاونت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر محمد اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی یونیورسٹی پروفیسر کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے +

عزیزی سید محمد جعفری ایم۔ اے۔ بی ایس سی، اور عزیزی محمد باقر سلمانی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی نے کتاب کے مقابلے اور بعض اوقات پروف وغیرہ پڑھنے میں کافی حصہ لیا ہے +

برخورداری اختر شیرانی کتاب کی نقل کا ذمہ دار ہے +

محمود شیرانی

مجموعۂ نغز

جلد اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان فصاحت نشان کہ نظام جواہر الفاظش فرحت افزای قلوب جانفرسودگان بیدای ناپیدای عظمت وجلال و تبیان بلاغت انتظامش کہ انتظام لآلی کلماتش راحت پیرای خواطر دل باختگان گلذار ہمیشہ بہار حسن وجمال باشد حمد وثنائے گویائے است جل جلالہ وعز جمالہ کہ بے وساطت کام وزبان ہزاران ہزار ناطقہ را بامر کن گویا ساخت و بے یاوری لہاۃ و دندان سخن سنجان بے شمار را بفرمان یک سخن بہ تشریف نکتہ پردازی بنواخت متکلمے کہ بخطاب لَنْ تَرَانِیْ دیدار جویان ارنی گو را کلیم کردار بصعقہ دلا داد سخن گوئے کہ بالقاء کلمہ حق حق گویان معرفت جو را مسیحا وار بطارم چارم برآورد فصاحت کلمات عزت آیاتش فصحاے عرب را با وجود حرص بر معارضہ عاجز ساخت[۵۱] بلاغت کلام عظمت التیامش بلغاے بطحا و یثرب را با وصف کمال جد و کوشش بمقابلہ اقصر سور از درجہ اعتبار انداختہ نکتہ سنجان جادو طراز را چہ یارا کہ در جنبش دم بسخن سرائی زنند کہ ماھو بقول شاعر قلیلاً ما تومنون سحر پردازان مختلط بیان را چہ روے سخن پیرا کہ در برابرش نفس از نکتہ پیرائی برآرند کہ ولا بقول کاھن قلیلاً ما تذکرون و جواہر زواہر صلوات ذاکیات و درر غرر تحیات وافیات نثار ناطقے کہ چون زبان صداقت[۵۲] بیان بدعوت خاص و عام برکشاد قفل قلوب قاسیہ اکثرے از اہل عالم بہ مفتاح ہمت در کشاد کامے

---

۵۱ ا. ا. توامان ' ۵۲ ا. ا. انداختہ ' ۵۳ درفشان ا. ا '

کہ بہ لسان صداقت ترجمان انس و جان را بخوان ایمان صلا در داد۔ غشاء عیون پوشیدہ بیشترے از ارباب دنیا بدست قدرۃ بباد فنا در[1] داد۔ سخنش از سخن آرائی سخن آرا یان امتیاز دارد بصدرہ کہ ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ۔ معاندان را بہ طنون فاسدہ در تبلیغ ابلغ کلام معجز نظام کار بس نبود کہ ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون مخالفان را بنا بر عدم سر انجام نبذے از محاسن آن داغ کذب و افترا برجبین کہ فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین و لآلی با آب و بہاے دریاے مدح و ثنا آرائی و درداری با صفوۃ و صفاے فلک منقبت و صفت پیرائی فداے متکلمان کلمہ حق مظاہر اسرار ناطق مطلق اراکین بارگاہ عرش اشتباہ نبوت اساطین ایوان گردوں نشان فتوۃ معماران بناء دین متین مشیدان قوائم قصر حق الیقین اعنی آل اطہار خیر الناطقین کہ شکوہ یکسر ستوہ کتابیان بدیدۂ حضور سراپا سرور ایشاں ناپیدا و گم کہ ندع ابناءنا و ابناءکم و ذات ستودہ صفات ہریکے ازینہا مطرحے است مر انوار طہارت و پاکی را کہ انما یرید اللہ یذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا و اصحاب کبار سید المتکلمین کہ آن یکے افضل نوع بشر بعد انبیا و مشرف بشرف ثانویۂ حضرت خیر الورا قالہ اللہ الملک الجبار ثانی اثنین اذ ہما فی الغار و آن دیگرے مستعد نبوت اسود و احمر کہ لو کان بعدی نبیاً لکان عمر کافی بالکفایۃ دین[2] ختم النبیین کہ حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین عزیزے از ایشاں سرو فتر اصحاب بیعۃ الرضوان قلب خدا (آ)گاہش[3] بتعلق قلع و قمع کفرۂ فجرہ کہ اذ یبایعونک تحت الشجرۃ وافر تمیزے از آل اہل ہنر ہارون حضرت خیر البشر مختار کار سرکار جناب مصطفےٰ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی جوانمردان دریا دل را ہادی و رہنموں کہ یؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون موالی اہالی منزلتش را دوست ذو المنن بحکم وال من والاہ اعادی ایادی کوتہش را حق دشمن بفحواے عاد من عاداہ مصابیح مسالک قویم دین و شموع طریق مستقیم یقین[4] غیرہم کلہم کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔

اما بعد میگوید بندۂ ضعیف نحیف دریوزہ گر طلاب جہان خوشہ چین خرمن سخنوران مصطفوی

---

[1] بر داد ۱۰ ۱ [2] دین متین ۱۰ ۱ [3] خدا گاہش در ہر دو نسخہ [4] تعین ۱۰ ۱

نسب مرتضوی حسب حنفی مذہب قادری مشرب خاکپاے اہل اللہ عالم المکنی بہ سید ابو القاسم امیدوار مغفرت حضرت باری المشتہر[1] بہ میر قدرت اللہ قادری عفی اللہ عنہ و عن والدیہ و احسن الیہما و الیہ کہ این بزہ کار نامہ سیاہ تبہ کار سراپا گناہ ہرزہ دراے شوخ شنگ آشفتہ راے بے ریو و رنگ ہوس قرین تمنا رہین یکسر بدی سربسر خودی خیرہ سر پر بے خبر پریشاں برون خراب اندرون عاصی پر معاصی کمتر از ہروانی و قاصی از بدو تکون شعور و ابتداے تیسر دریافت امور[2] با وصف ولہ اکتساب علوم عقلیہ و شغف استحصال فنون نقلیہ شوق سخن سازی و ذوق نظم آرائی در سرداشت و گاہ گاہ ہمت بہ سحر طرازی و نکتہ سرائی می گماشت و در اکثرے از احیان و بیشترے از اوان تحریر طرفے از احوال خجستہ مآل[3] سخن طرازان ہندی زبان و تسطیر شطرے از اشعار آبدار ریختہ گویان جادو بیان بخاطر فاتر خطور می نمود اما بنا بر رفیق ناشدن توفیق و دست بہم ندادن اسباب مایلیق اقدام بر ایں امر خطیر نمی فرمود تا آنکہ روزے میمنت افروزے باشارۃ با بشارۃ ملہم غیبی کہ بروش ابر نیسان و سحاب مطیر بہاران قطرہ زنان رسیدہ بگوش ہوشم رسانید کہ بحکم السعی منی والاتمام من اللہ در ہر کارے کہ شروع میرود باختتام میرسد با وصف تشتت بال و تفرقہ حال کمر ہمت بہ سرانجام مکنون خاطر[4] قدیم و انصرام مافی الضمیر دیرینہ بربست و بدستیاری قلم جواہر رقم و پامردی کلک لآلی سلک بہ آبیاری این گلشن ہمیشہ بہار و سیرابی ایں گلستان بے خس و خار شروع رفت اما بناء علی ما مضی اتفاق تسوید این حدقہ دانش و حدیقہ بینش بسیار کم می شد و مدت کمش[5] ایں جریدۂ فریدہ و دفتر گزیدہ در صندوق غفلت و جامہ دان عطلت نہائت بطول کشید گاہے حسب الفرصت و حضور طبیعت از طاق نسیان بزیر آوردہ عروسان معانیش را بایوان تدوین بخجلہ ملبس بلباس فاخرہ تحریر و رداپوش کسوت تسطیر می نمودم و احیاناً از جزو دان فراموشی بیروں کشیدہ شاہدان مضامینش را بخلوت خانۂ تزئین اندک اندک محلے بحلی ترتیب و حلی بند زیور تہذیب می فرمودم تا رفتہ رفتہ در سنہ یکہزار و دو صد و بیست و یک بر یک مقدمہ و بیست و ہشت حرف بہ ترتیب حروف ہجا و یک تکملہ مشتمل گشتہ بہ اتمام رسید و شدہ شدہ بروز سعید عید الفطر بذکر[6]

---

[1] المشہر ا۔ و، [2] آمور ا۔ و، [3] مآل و۔ ا [4] خاطر و انصرام و۔ ا، [5] بحث و۔ ا،
[6] دونوں نسخوں میں یہاں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

متضمن گردیده به اختتام گرائید و هرگاه از نظر عنایت اثر بعضی از راست طبعان نصفت شعار و خردمندان دانش کردار که راستی طبع و انصاف آن اخوان الصفا فطری است و خردمندی و دانش پژوهی آن معادن ذکا جبلی، گذشت و پسند خاطر دریا مقاطر و مرغوب طبیعت اشفاق طویت ایشان گشت ازانجمله سخن آرای فصاحت نشان نکته پیرای بلاغت توامان سحربیان جادو طراز شیرین زبان معانی پرداز دوستی دوست محبت نهاد دشمنی دشمن مودت بنیاد والا منزلت عالی تبار ذی تمکنت صاحب وقار آگاه سرائر سلطانی رموز دان مزاج خاقانی برگزیدهٔ صاحب دلان محسود اهل حسد الملقب به میر علیخان المتخلص به سید میر میدان هنروری و سخن آرائی المخاطب به خطاب مستطاب سید الشعرائی به دو تاریخ گزیده که یکے را ازان که سالم است و مادهٔ وے مجموعهٔ نغز در رباعی فارسی و دیگرے را که بحسن تعمیه که لفظ بو را از بوستان سخن بآئین بهبهی و روش گزین تخرجه فرموده در قطعهٔ فارسی که ازعنایات بے غایات خود ایں هیچمدان سراپا نقصان را بحکم آنکه عیب را حبیب هنر دارد و نقصان را دوست کمال پندارد از هرچه تمامتر ستوده برشته نظم کشیده درخورده

رُباعی

سید قاسم کلام نغزش همه مغز — شخص سخنش را نه گزند پا لغز
چون تذکرهٔ ریخته فرمود رقم — سید تاریخ گفت مجموعهٔ نغز
۱ ۲ ۲ ۱

قطعه

صفیر سنج ریاض سخن ابوالقاسم — خدیو کشور نظم و خدایگان سخن
فروغ بخش شبستان صوت و معنی — چراغ بزم هنر شمع دودمان سخن
نوشت تذکرهٔ شاعران ریخته گو — که شهد معنی شیرینش ریخت شان سخن
ز بوستان و گلستان حکایتے باقیست — حضور رونق ایں باغ بیخزان سخن
به سید آں گل باغ قسیم نار و جنان — که هست قاسم هر نعمتے ز خوان سخن
خطاب کرد که آیا کدام سال است این — که یافت است[۵] در و نظم ایں جهان سخن

جواب داد کہ گل میکند براو سالش　　سخنورے کہ برد بو ز بوستان سخن

و دوست یکرنگ سراپا ہوش و فرہنگ سخن سنج عالی نطرۃ نکتہ طراز صاحب خبرۃ فصاحت بیان معانی آفرین بلاغت نشان مضامین آگین خلاق طرز لطیف آفرینندۂ انداز شریف خوش فکر پارسا بہ اندیش طبع رسا حذاقت مآب فطانت انتساب دریا دل فتوۃ توامان المسمیٰ بہ ثنا اللہ خان سراپا اتحاد و وفاق المتخلص بہ **فراق** بہ دو قطعۂ تاریخ کہ یکے ازان فارسی و بہ تعمیہ سرجان **مجموعۂ انتخاب** مادہ تاریخ است و دیگرے ہندی کہ بہ تخرجہ سربد **باغ گل** معنی ظفر یافتہ

قطعہ فارسی

چو فارغ شد از نظم ایں تذکرہ　　ابوالقاسم استاد عالی جناب

فراق از سر جاں بتاریخ آں　　خرد گفت **مجموعۂ انتخاب**

۱ ۲ ۲ ۱

قطعہ ریختہ

جب حضرت قاسم نے کیا تذکرہ مرقوم　　روشن کیا یعنے کہ چراغ گل معنے

ہو غنچہ نمط سر بگریباں تفکر　　ہاتف سے کیا تب میں سراغ گل معنے

دی اونے ندا یہ کہ سر بد کو قلم کر　　تاریخ میں پھر دیکھ تو باغ گل معنی

و برخوردار سعادت منش ستودہ اطوار پاکیزہ روش در دریاے سخنورلی[۲] دری[۲] فلک ہنر گستری آشنای بحر ورع و تقویٰ سیاح بیداے زہد و اتقا نظر کردۂ صاحب دلان خدا دوست برگزیدۂ کاشفان سر ہمہ اوست حافظ کلام ربانی واقف رموز بے زبانی صاحب درد درد رس اہل دل مسیحا نفس محبت قران عزت نشان فرزند دل بند جگر گوشۂ راحت پیوند [معنے] شوق گرم راہ متخلص بہ **عشق** مسمیٰ بہ میر عزت اللہ مد عمرہ و زاد قدرہ قطعہ ریختہ کہ مادۂ تاریخ دراں بہ تعمیۂ روی دیدہ وری باغ و بہار است انشاد نمودہ وہوذا

قطعہ

جناب والد ماجد کی کیا کروں تعریف　　فقیہ عالم و فاضل حکیم ذی مقدار

خدیو ملک فصاحت سر آمد شعرا　　خدایگان بلاغت طبیب حلم شعار

امیر نطق و بیاں خسرو سخن سازی — عزیز مصر ملاحت فصیح شیریں کار
صفا منش ہیں صفا خو ہیں صاف طینت ہیں — وہ خوش مزاج نہایت نپٹ ہیں خوش کردار
یہ طبع عالی ہیں انکی بہری ہے رنگینی — کہ عندلیب زرگل کرے ہے جس پہ نثار
بچشم غور جو دیکھا تو فن شعر میں آج — خدا نے اپنی عنایت سے یہ دیا ہے وقار
کہ منصفی ہے جنہیں اونکی اوستادی کا — زبان حال[1] سے کرتے ہیں یاں سبھی اقرار
کمال اونکے رقم مجھسے ہوسکیں کیونکر — زمور وصف سلیماں نمی شود زنہار
ہزار بار اگر یہ قلم بھی سر پٹکے — تو لکھ سکے نہ کبھی وصف اونکے زہزار
غرض کہ جس گھڑی اوس عندلیب دانش نے — اوٹھا کے دست مبارک میں کلک گوہر بار
لکھا وہ تذکرۂ ریختہ برنگینی — کہ لطف باغ بھی آگے ہے جسکے حد بیکار
ہوا تمام وہ بستان بے خزاں جسدم — تو مستفید ہوے اوسے سب صغار و کبار
پھر اونے اوسگھڑی مجکو یہ آپ فرمایا — بصد عنایت و لطف و کرم کہ برخوردار
تو اس حدیقۂ معنی کی لکھ کوئی تاریخ — یہ سنتے ہی میں کیا دل میں اپنے سوچ بچار
کہ اس میں ہاتف غیبی شگفتہ ہو بولا — زروی دیدہ وری ہے یہ مشق باغ و بہار

۱۲ ۲۱

تنبیہ

دریں نامۂ عنبریں شمامہ از قاسم ہیچ مدان سراپا نقصان گرفتہ تا روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو ہر گونہ ریختہ گو ہرزہ درا باشد یا شیریں مقال سر بسر نقصان بود یا سراپا کمال مذکور گردیدہ و بآئینے کہ شمار جملہ شعرا و تعداد ہمگی شعرہا دریں عنوان ثبت افتادہ در شروع ہر حرف و ابتدائے تکملہ کمیت شاعران و در طی ذکر ہر یکے از ایشاں چند کے اشعار ایناں بہ تحریر رسیدہ و اشعار ہر کس کہ فراواں بہم رسید حسب فکر فاتر و دریافت قاصر خود بانتخاب گرائید و ہر آنکس کہ یک دو شعرش بدست افتاد[2] ناچار ہماں رطب یا یابس بزبان قلم داد و ذکر شعرا بترتیب حروف ہجا بہ رعایت حرف ثانی تخلص

---

[1] ملال و. ا، [2] افتادہ و. ا،

بے لحاظ شاہ گدا و صاحب دل و اہل دنیا[۱] بیک سلک کشیدن اناث و ذکور و بہ یک جا فراہم آوردن ہم تخلصان صاحب شعور انسب دیدہ ازاں کمتر تخلف گزیدہ اما نام نامی شاہ عالم پناہ جم جاہ و اسم سامی آں گردوں کلاہ انجم سپاہ سرد فتر جملہ و پیشروے ہمہ گردانید والآن نستعین بالمعبود و نشرع فی المقصود واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

مقدمہ

در بیان بدو ظہور شعرای ذوفنون و ابتدائے بروز کلام موزوں و تبیان برخے [از بزرگی و] سخن آرائی و بلند پایگی [نکتہ] پیرائی و ذکر نبذے از احترام اہل سخن و بزرگ داشت اصحاب این فن۔

پوشیدہ نماند کہ حوادث آباد ایں خاکدان جائے است کہ راہ و رسم جہانیاں بمرور دہور و مضی سنین و شہور منقلب گردد از حالے بحالے و مقامے[۲] است کہ بہ انقضاء اندک زمان و در گذشتن قلیلے از اوان متغیر گردد السنۂ اہل دوران از قالے بہ مقالے و معہذا ہر بقعۂ از بقعات غبرا زبانے[۳] دارد و ہر قطعۂ از قطعات زمین بیانے پس بہتر زبانے کہ کلامے موزوں بر قواعد شعریہ یا بند شعر نامند مگر آنکہ بارادۂ متکلم نباشد و گوینده بداں شعر مراد ندارد و از ینجاست کہ کلام اللہ تعالے شانہ مانند لن تنالوا البر حتی تنفقوا و کل حزب بما لدیھم فرحون و ثانی اثنین اذ ھما فی الغار و ما یلیھا و سخن صاحب الشرع علیہ الصلوات الزاکیات مثل انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب و لا خیر الا خیر الآخرہ فاغفر للانصار والمھاجرہ و مانیا سبہا را شعر نگویند۔

و گویند اول شعرے کہ از کتم عدم بقرطاس وجود رقم پذیر گشتہ آنست کہ ابو البشر

---

[۱] ۱۰۱ میں یہ عاطفہ نہیں ہے [۲] معانی [۳] زبانے ۱۰۱ [۴] ہر ۱۰۱

علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بزبان اعجاز نشان بزبانے کہ داشت مرثیہ پسر خود ہابیل کہ ویرا برادرش قابیل کہ اوّل من سن القتل درشان اوست بتحریک عرق حسد و ترغیب نفس امارۂ بد بنا بر ازدواج اقلیما بہ ہابیل کہ دخترے بسیار حسین وبس صاحب جمال و قوام قابیل و بروے حرام بود بقتل رسانیدہ انشاد فرمود

پس برای ہر طبقہ از طبقات امم ماضیہ بلغت آنوقت بصفحۂ روزگار سخن موزون سخنورے صاحب الطبع ثبت نمودہ پیش از ظہور نور اسلام اکثرے از انواع کلام فصاحت التیام خاصہ قصائد عربی در دیار عرب شیوع تام و رواج تمام داشت و در زمان سعادت قوا مان حضرت خیر البریہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیت حسان ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وارضاہ کہ از اعاظم شعرائے اسلام است [و موید بتائید دعائے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اللھم ایدہ بروح القدس] بفرمان واجب الاذعان بساط بوسان جناب نبوت و حاشیہ نشینان بارگاہ رسالت بجواب ہجاء شعرای کفار فجار ہمت می گماشت و از لسان صداقت نشان آں مقتدای مرسلان و پیش خرام انبیاء سعادت بنیان گلبانگ شاباش شنودہ بصفحۂ دل حقیقت منزل خود می نگاشت و نیز آنحضرت علیہ من الصلوٰۃ افضلہا من التحیات اکملہا بوے رضی اللہ عنہ و ارضاہ ارشاد میفرمود بخواں شعر تو از تیر گزندہ تر است در دلہائے ایشاں

حاصل کہ حصول شعر در عالم امکان بزبان عربی قبل از اعلائے اعلام اسلام و بعد آں یقینی است و بالسنۂ دیگر غیر از فارسی مظنون بظن غالب واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

امّا شعر فارسی پیش از ظہور ملت بیضا علی ما حققہ العلما بہ ثبوت نہ پیوستہ لاکن در افواہ افتادہ اول کسے کہ شعر بزبان فارسی گفت بہرام گور است و گویند[۵۲] کہ وے محبوبۂ داشت شیریں شمائل نیکو خصائل ظریفہ نکتہ دان راست طبع فصیح زبان نیک خطاب حاضر جواب گل اندام دلارام نام در حضر و سفر مصاحب و ہمدم او می بود و در محاورہ و مکالمہ

---

[۵۱] مذکورہ ا۔ ۱۲ [۵۲] گویند ے ا۔ ۱۲

بحسن مخاطب برو جواب مبادیہ می نمود روزے بہرام شیرے را در بیشۂ بہرد و گوش گرفتہ پیش کشیدہ برہم بست و از غائت مفاخرت و نہائت فخر بداں تہور بر زبانش رفت ع

منم آں پیل دماں و منم آں شیر یلہ

ازانکہ ہر سخن بہرام را دلآرام جواب میگفت و برابر ہر لفظش در معنی می سفت بہرام گفت جواب ایں سخن چہ داری و در مقابل ایں در بے بہا چہ نقد سرہ می آری دلآرام بدیہہ [بر زبان گوہر] فشان گذرانید ع

نام بہرام ترا و پدرت بوجبلہ

بہرام را مذاق سخنش پسند افتاد و بحکما غرض داد تا در قانون نظم بند کردند اما زیادہ از یک بیت نمیگفتند و در زمان سعادت توامان استیلاے اسلام و اسلامیان بر دیار فارس یحتمل کہ بنا بر قلت شیوع و منع مرسومات عجم ممتنع گشتہ مندرس شدہ باشد و در ایام دولت بنی امیہ و خلفاے عباسیہ شعر عربی خاصہ قصائد بدرجۂ اعلیٰ مروج و شائع گشت اما شعر فارسی کسے نمی گفت در زمانیکہ یعقوب لیث صفار [حقوق] دیرینۂ عباسیاں فراموش نمود و بر ایشاں خروج فرمود روز میمنت افروز [عید سعید] کہیں پورش کہ جوزمی باخت ہفت جوز بگو انداخت یکے ازاں بیروں جست و امیرزادہ ناامید بنشست بعد لحۂ بحرکت قہقری جوز غلطاں غلطاں بگو در رفت و از غائت سرور و ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطاں غلطاں ہمی رود تا لب گو

از اتفاقات حسنہ امیر بر سرش ایستادہ تماشا میکرد خوبی نظم ایں کلام بگوش وے خورد چوں بمذاقش خوش نمود با وزرا فرمود کہ ایں از جنس شعری نماید کہ دل میرباید ابو دلف[1] و بنت الکعب ہرگاہ بہ تقطیعش پرداختند نوعے از ہزج ویرا دریافتند مصرع دیگر موافق تقطیعش ہم برسانیدہ بیتے قرار دادہ بیتے دیگر گفتہ گفتند کہ ایں چار مصرع را رباعی میتواں

---

[1] دولتشاہ کے ہاں "ابو دلف عجلی و ابن الکعب" ہے۔ صفحہ تذکرۃ الشعرا مرتبۂ پروفیسر براؤن

گفت ازاں پس علما و فضلاے دوراں مدتے بگفتن رباعی مشغول بودند و رفتہ رفتہ بدیگر انواع سخن [اشتغال] نمودند تا بروزگار فرحت آثار ساسانیاں[۵۱] شعر فارسی رونق تازہ و بہار بے اندازہ پذیرفت و استاد رودکی عفی اللہ تعالےٰ عنہ سرآمد شعراے عجم گشت اما غزل کسے نمیگفت و ایں در بے بہا بر شتہ نظم ہیچ یکے نمی سفت تا در اوان خجستہ نشان آنانکان پیش خرام دل پاکان اعنی عندلیب خوش نواے گلشن اسرار ازلی بلبل دستان سراے گلزار ہمیشہ بہار سرائر لم یزلی زبدۂ سالکان راہ خلاصۂ [رہ نوردان] مسلک اللہ [صورت زہد] و تجرد معنی ترک و تفرد مرشد عشاقان صاحب درد مرید خاص مقتداے حضرات سہروردیہ گیہان خدیو نکتہ سنجی و سخن سازی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ در غزل گفتن ابداع نمود و روش ایں نوع در سفتن اختراع فرمود و از اینجا است کہ وے را روح اللہ روحہ قدوۂ متغزلاں نامند و سرگروہ غزل گویاں خوانند اما شعر ریختہ اگرچہ یک دو مصرع گاہے از طبع در ریز طیب[۵۲] آویز خسرو مملکت عشق و محبت بادشاہ کشور عرفان و معرفت نازل منازل عز و تمکین سالک مسالک حق و یقین شہسوار گردوں اقتدار مضمار خدا آگاہی شاہ باز بلند پرواز آسمان فیوضات نامتناہی امیر صاحب توقیر قلمرو ہنروری و سخن سازی دبیر مستحکم تدبیر اقلیم نکتہ پروری و سحر پردازی طوطی شیرین مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان طاؤس خوش خرام ایں بوستان جنت نشان صاحب دل خدا آگاہ الملقب بہ ترک اللہ مظہر نام عشق حضرت اویس المخاطب بہ خطاب مستطاب محمد کاسہ لیس قدس اللہ تعالےٰ اسرار ہم ہم ریختہ [و] اشعار [متعددہ] علی اختلاف الروایتین از قدوہ متغزلان علیہ الرحمتہ والغفران یا از سعدی جنوبی علیہ رحمتہ ستار العیوبی بظہور پیوستہ اما گفتن سخن انر ہر در و تدوین دیوان مروف یکسر از شاعر شان جلے التخلص بہ ولی صورت بستہ بالجملہ در عہد آں مغفور و بعد زمان آں مبرور دکھنیاں میگفتند آنچہ میگفتند و در حضرت دہلی [ہم شاہ مبارک] آبرو و غیر آں نیکخو بزبانے کہ داشتند بیشترے بطریق ایہام میرفتند تا رفتہ رفتہ نوبت

---

[۵۱] ساسانیاں چاہیے لیکن دونوں نسخوں میں ساسانیاں درج ہے ۔ [۵۲] محبت ،

به نکته پیرائے ہنرگستر مرزا جان جان مظہر رسید ولی علیہ الرحمۃ این زبان را بخراط کشید اما
[سرآمد سخن سنجان] فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و مضمار سخن سازی را یکه تاز مرد خواجه
میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر علیہم الرحمۃ من اللہ السمیع البصیر انچه گفتند ع

چه بگویم نمی توان گفتن

طرز و انداز سخن از سعی ایشاں صورت بست و نقش [سخن پرور و فصاحت طراز از تگ و
دو ایشاں درست نشست و] طریقے که بزمان ما بظہور رسیده و بمعامله موسوم گردیده [بانکه]
بعضے [بزبان] فسواں سخن گویند و دریں سرزمیں رخش ہمت می پوئند انچه ہست ہست'
ومخفی نماند که منجملهٔ بزرگیهاے سخن طرازی و بلند پایگیهاے نکته پردازی [قطع
نظر ازاں که ان من الشعر لحکمة درشان سخن خوب وارد شده] آنست که قبل از ظہور
نور دین متین و پیش از بروز رموز کلام رب العالمین ارتفاع بمدارج فصاحت وارتقا
بمعارج بلاغت از اعاظم فخرهاے عرب و اعالی افتخارهاے بطحا و یثرب بود چنانچه
قصهٔ تعلیق سبعهٔ معلقه بر در بیت الحرام زاده اللہ شرفاً و تعظیماً و برداشتن آں [بعد
افشاے] خیر الکلام و عاجز آمدن [فصحا] از معارضهٔ اقصر سور کلام ربانی و فرو ماندن بلغا
از مقابله کوته ترین آیات آسمانی اظہر من الشمس الظہیرة و اشہر من قصص شہیرة است و بر
راے دانش آراے ارباب خبرة و دیدهٔ بینش گزیده اصحاب بصیرة ظاہر و ہویدا است که
زیاده ازیں بزرگی سخن آرائی [و برتر ازیں بلند پائگی] نکته پیرائی چه خواهد بود که شکننده
وے کلام خدا و قدر شکن آن سخن رب[1] الورا است جل جلاله و عم نواله و معهذا اراکین
قصر ملت بیضا و اساطین ایوان دین حضرت مصطفےٰ علیه من الصلوٰة ازکاها و من التحیات
اوفاها مرتکب شعر و سخن و مشتغل ایں بزرگ فن گشته و بیشترے از اشعار درہای معرفت
بار از زبان کرامت بیان قبلهٔ [اہل] یقین یعسوب الموحدین ملک الاصفیا سلطان
الاولیا حیدر صف شکن صفدر صاحب فن ابن عم خیر الانبیا زوج بتول زهرا

---

[1] رسیالورا ا. و.

امیر المومنین امام المسلمین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ وکرم اللہ بمنصۂ ظہور رسیدہ بلکہ دیوانے مملو معارف الٰہی ومشحون اسرار فیض ہاے نامتناہی بداں حضرت منسوب گردیدہ وسیدۂ نساء عالم وعالمیاں بلکہ خواتین جہان وجہانیاں ذریعۂ فجرمان امت شفیعۂ عاصیان قاصر ہمت بتول پارسا دخت خیر الانبیا سلام اللہ علیہا و رضی اللہ عنہا بیتے چند در مرثیۂ جناب [نبوۃ] انتساب انشاد فرمودہ واکثرے از علماے دین وعرفاے صاحب یقین مانند امام ہمام قبلۂ انام [علما ورئیس] شافعی [بن ادریس] رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ ومثل صاحب دوزبان پیشواے انس وجان امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم بہ نکتہ سنجی وسخن آرائی اشتغال نمودہ

دانا دآگاہ باشید کہ [عزت] واحترام شعرا وعنایت جائزہ وصلہ بانہا از اکابر دین ودنیا وسرکردگان این جہان ومقبلے بسرحد تحقیق پیوستہ صاحب قصیدۂ بردہ در منام کہ بہزار ہزار مرتبہ از بیداری مافائق وبہتر بود بصلۂ انشاد قصیدۂ مزبورہ از جناب رسالت ایاب [صلوۃ اللہ علیہ وسلامہ] بعطاے چادر سرافتخار بعرش پروردگار سودہ زیب جسم خود نمودہ فی القور از عارضۂ جسمانی کہ بسرحد ہلاکت رسانیدہ بود یا عجاز نبوی نجات یافتہ وصاحب قصیدۂ یائیت سعاد بسعادۃ اصلاح آنحضرت کہ بجاے سیف الہند سیف اللہ ارشاد فرمودند مستعد گردیدہ وچادر مبارک در جائزۂ یافتہ بمآرب دنیوی واخروی رسیدہ و روز میمنت افروز قدوم فرحت لزوم آنسرور بمدینہ سکینہ جواری انصار نصرت شعار دف زناں باشعار تہنیت زمزمہ کناں استقبال نمودہ آن جناب بعد فرود آمدن بسراے ابو ایوب[1] انصاری رضی اللہ عنہ و ارضاہ بعنائت حصۂ از زرہ آورد عزیزان آں کنیزان انصار را بخشیدہ بانعام قراضۂ زد از جیب خاص ہریک را سرفراز فرمودہ و در اوان میمنت اقتران شیر بیشۂ تہور وشجاعت نہنگ دریاے پر دلی وشہامت رکن رکین دین متین اصل اصول شرع مبین صورۃ [بطش]

---

[1] ابو الغرب ۱۰ و ۱۲

جبار بمعنے اشد اء علی الکفار فاروق اعظم [اعدل] منظم قاطع خاذلین اہل نفاق قالع
قلاع فارس[1] و عراق فاتح روم وشام پشت پناہ اسلامیان و اسلام امیر المومنین ثانی
المرتاب امام المسلمین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ و ارضاہ غازی گروون عمامہ مجاہد کذاب
شامہ غازیان ہشام ر ا سرسپاہ المخاطب بہ سیف اللہ بصف شکنی کفرۂ فجرہ یکتا و وحید
خالدبن ولید رضی اللہ تعالے عنہ شاعرے را بصلۂ فراوان وجائزۂ شایگان خوشدل
و شادان گردانید اگرچہ از حضور پرنور خلافت و پیشگاہ عالی جاہ امارۃ بدیں اسراف و
کشادہ دستی مخاطب و معاتب گردیدہ و در زبان شقاوۃ بنیان ہشام بن عبدالملک بن مروان
علیہ ما استحقہ فرزدق علیہ رحمت اللہ وبرکاتہ از فیض رحمت طرازی و برکت منقبت
سازی جناب امامت انتساب شاہ ملائک خدم و شاہزادۂ کروبیاں حشم مقتدای
ملجاے کرام پیشواے اولیاے ذوی الاحترام والی ولایت علیہ صاحب مقامات
سنیہ [دین و دنیا پناہ] ابن رسول اللہ قبلۂ امت خیر الانام الامام ابن الامام ابن الامام عالی
نسب بیجاد ملقب مودد رنج و عنا مطرح کرب و بلا ملجاے مستمندان ماواے بیچارگان شفیع
الحرمین زین العابدین امام الحرمین ابو محمد علی ابن الحسین سلام اللہ علیہما و رضی اللہ عنہما
وکرم اللہ وجوہہما با آنکہ [ذخیرہ اخروی اندوختہ] بحصول گلگونۂ جائزہ [نما] یاں چہرۂ
مقاصد دنیوی ہم افروختہ و تفصیلش آنکہ در بعضے از مواسم حج چوں ہشام بدسر انجام
با ازدحام اہل اسلام بہ تقبیل حجر اسود نتوانست رسید و ازاں [روغائب وخاسر]
گردید [جاے بنشست] کہ خاص و عام از پیش روے وے میگذشت بیک ناگاہ بعزم
تقبیل حجر [پیشوائے بر] اسود و احمر مقتداے اہل طارم اعنی امام چہارم سلام اللہ علیہ
و رضی اللہ عنہ آں سرور دین را بفرق دوم کرامت لزوم خود رشک باغ جنان و محسود روضہ
رضوان بینکند و بجرد استماع طرقوا گوئی [موالی] آں دیں پناہ و بہ محض مستعد گشتن بدیدار
فرحت آثار آں والا دستگاہ خلق اللہ تعالے بجرمت لائق و پسندیدہ راہ میدہند و بعزت

---

[1] ۱۲ میں فارس و عراق مرقوم نہیں ۔ [2] تمام ۔

ہرچہ تمامتر پیش می آمد تا شاہزادہ خود را آسودہ و فارغ البال بمقصدی رساند و بہ تقبیل حجر فائز میگردد و بشاہدۂ ایں حال و بمعائنہ ایں جاہ و جلال سرے از سران بے سر و پایان شام کہ گرداگرد ہشام حلقہ زدہ نطاق بندگی آں جبار نابکار بر میان جان بستہ نشستہ بودند متغص حال خیریت مآل شاہ عالی مقام غلماں غلام میگردد ہشام بدانجام بہ تحریک عرق حسد قدیم و تکلیف کینۂ دیرینہ بحکم ختم اللہ علے قلوبہم و علے سمعہم و علے ابصارہم غشاوۃ دیدہ را نادیدہ انگاشتہ و شنیدہ را ناشنیدہ پنداشتہ دیدۂ و دانستہ برجوابش ملتفت نمیگردد از اتفاقات حسنہ فرزدق عالی تبارع

کہ بادا برو رحمت کردگار

بدانوقت حاضر می شود در ضمن قصیدۂ کہ بمدح امام صاحب فتوۃ و منقبت اہل بیت نبوۃ [بدیہہ] میگوید بجواب آں شوم شامی سرمایۂ بدنامی مبادرۃ میجوید و مورد تحسین حاضراں و موقع آفریں ہاے خویش و بیگانگاں میشود و بامر نفس امارہ ہشام زشتی فرجام بزندان خانۂ وے محبوس میگردد و در اندک فرصت باعانت عنائت اہل ملت رسالت نجات یافتہ بخدمت سراپا برکت سجاد والا نژاد میرسد و بعد قال و مقال و پرسش احوال دوازدہ ہزار درم بصلہ مدح طرازی و جائزہ منقبت سازی بوے میرسد و وے معروض میدارد کہ ایں ہمہ مدح سرائی و جملہ منقبت پیرائی برائے ذخیرۂ[1] اندوزی اخروی است حطام دنیوی منظور نظر دور بین ایں کمینۂ غلام اہل بیت نبی السلام نیست فرمان واجب الاذعان آں والا نژاد عالی نہاد بانی مبانی مرسومات آباے کرام محی سنن اجداد ذوی الاحترام عز صدور می یابد کہ ما اہل بیت نبوت ہرچہ بہر کس انعام میکنیم باز پس نمی گیریم فرزدق با وصف درک سعادۂ اخروی بہ قبض زر تسلیم نمودہ بہ نعمت دنیوی ہم میرسد بالجملہ در ایام سالف عظمت ایں فن و تعظیم اہل سخن بدرجۂ اعلے بود

[1] ذخیرہ در ہر دو نسخہ

وہر یکے از ملوک و سلاطین و اغنیا صاحب تمکین انعام و تکریم ایں طائفہ را فرض عین پنداشتہ بلکہ عین فرض انگاشتہ دلدار یہاے شعرا و کام روائیہاے ایشاں بمرتبہ [قصوی می نمود] روزے اصمعی بقبیلہ بنی اسد گذشت دبخانہاے اولاد طلحہ کہ بطنے است از ایشان وارد گشت ایشاں قدومش را غنیمت شمردہ ماحضرے لائق پیش کشیدند[۵۱] و شرط اعزاز و اکرام بجا آوردہ بپرداخت حال وے بواجبی رسیدند مشار الیہ دلخوش شدہ بمدح شاں بیتے چند انشاد نمود رئیس آں قوم سہ ہزار گوسفند [گزیدہ باسہ] غلام چوپان کاردیدہ فراہم آوردہ بطریق جائزہ بوے رسانیدہ عذر خواہی فرمود اصمعی چوں بمجلس ہارون رشید رسید بذکر نیک خصالی ایشان رطب اللسان گردید خلیفہ گفت حیف باشد کہ ایں چنیں [کریماں از بارگاہ امارۃ] دور باشند و از بساط خلافت مجور فی الحال مثال فرستادہ بطلب ایشاں پرداخت وبمناصب مناسب سرافراز ساخت بعد ازیں گاہے کہ [اسدیاں[۵۲]] با اصمعی در میخوردند میگفتند کہ [ما] بزرگے را از تو بگوسفند خریدہ ایم کہ بانعام انعام بدیں مرتبہ رسیدہ ایم

در ایام خجستہ فرجام سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہ [شبلی] الدولہ نیشاپوری کہ یکے از فضلا و شعراے آں عہد است آوازہ سماحت سعید مکرم بن علاء کرمانی کہ یکے از صنادید کرمان و وزیر بالاستقلال بود شنیدہ از نیشاپور بکرمان رسیدہ قصیدۂ در مدحش آمادہ نمود چوں مطلع برخواند وزیر بدرۂ زر بصلۂ آں بوے رساند و ارشاد فرمود کہ اشعار دیگر نباید انشاد نمود کہ ہر بیت را بدرۂ جائزہ می یابد و خزانہ من بداں وفا نمی نمائد ایں خود بود آنچہ بود

اما علو ہمت رئیسان ہندوستان و [آزاد منشی] عندلیبان ایں بوستاں باید دید کہ بجائزۂ یک مطلع ناصر علی مغفور ذوالفقار خاں مبرور یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل انعام فرمود باقی را عذر خواہی نمود و شاعر آزاد نہاد ہمہ مبلغ در راہ برباد داد و باستدعاے

---

۵۱ برکشیدند و، ۵۲ اصل نسخہ میں "سعدیاں" ہے۔ ا۔ ا۔ ا۔ میں اسدیاں بنایا گیا ہے +

فیلبان فیل بوے بخشیدہ باد بمشت بہ کلبۂ خود رسید

و دور شعراے عجم استاد رودکی را امیر نصر الدین سامانی صد[۱] کتاب مستطاب خلیلہ دمنہ ہشتاد ہزار درم نقرہ بخشیدہ - امیر عنصری را ہمہ نصفت عہد سلطان محمود سبکتگین انار اللہ برہانہ بمرتبۂ امارت رسیدہ - سلطان جلال الدین سلجوقی امیر معزی را منصب ندیمی عطا فرمود[۲] - حضرت عرش آشیانی جلال الدین اکبر بادشاہ غفران پناہ ثراہ فیضی فیاضی را پایۂ امارت عنایت فرمود[۳]

اما از آنکہ این فن شریف بنا بر کثرت انعام و احسان بزرگان خاصہ میرزا حسین و میر علی شیر نوائی علیہم الرحمت والغفران بدست جاہلان افتاد و ہجوم عامیان مرتبۂ این فرقہ را شکست فاحش داد ع

ہر چیز کہ بسیار شود خوار شود

بہر حال در آنوقت خود گذشت آنچہ گذشت کہ الماضی لا یذکر الحال ع

[حدیث] زندہ گویم مردہ در گور

از حال این زمان چہ بر طرازم و از قال و مقال این دوران چہ بر نگارم کہ درین ماتم خامہ سینہ چاک نمودہ جامہ سیاہ میکند و کاغذ جگر پارہ فرمودہ[۴] شکن بر پیشانی می افگند بہر سو کہ می نگرم شاعرے می بینم و بہر [طرف] کہ گوش فرا میکنم زمزمۂ شعر می شنوم و طرفہ اینست کہ با ہمہ نا اہلیت[۵] ہر یک دم از ملک الشعرائی می زند و خود را ہمسر بلکہ برتر از دانایان این فن می شمرد بیت

زہرۂ مردی نہ و با شیر مردان در مصاف

رتبۂ کاہے نہ و در جلوہ با عنقا و سہی

و معہذا قدر دانی ہم بدرجۂ رسیدہ کہ اگر استاد رودکی ہشتاد ہزار خلیلہ دمنہ بر

---

[۱] دار ۲۰۰ و [۲] نصیر الدین ۲۰۰ و . نصر بن احمد بن اسمٰعیل سامانی متوفی ۳۰۱ھ و ۳۳۱ھ سے مراد ہے +
[۳] نمودہ ۲۰۰ و [۴] فرمودہ ۲۰۰ و . [۵] نا اہلیان ہر یک ۲۰۰ و .

روے کار آرد پشیزے در جائزہ نیابد و خاقانی [شروانی اگر] ہزاراں ہزار قصائد حکیمانہ بگوناگوں صنائع بدائع در مدح کسے سرنجام دہد دانے[۱] در صلہ آں بدو نرسد بلکہ مورد تحسین و موقع آفرین ہم نگردد بہر کیف اللہ بس و باقی ہوس +

حرف الالف

در طی ایں حرف ذکر شصت سخن گو کہ سہ کس از ایشاں **آرام** تخلص میکنند و دو کس **آشفتہ** و چار عزیز بہ احمد متخلص اند و سہ بہ احسن و دو کس را **ارمان** تخلص است و [دو] را **اصغر** و دو شخص را **افسوس** تخلص اختیار افتادہ و دو را **اکبر** و دو بزرگ **امیر** تخلص گزیدہ اند و سہ **امین** اندراج یافتہ و مجموع اشعار شعرائے شصت گانہ کہ در تحت اسامیہا طاں بالذات و استقلال مندرج گشتہ

یک بند مخمس و دو بند ترجیع بند و یازدہ رباعی و پنج صد و ہفتاد و چار شعر متفرقہ معہ مقطعات است[۲] و یک مصرع اشرف قدیمی بہ تضمین شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و یک مطلع میر انشا اللہ خان انشا و یک بند مخمس مرزا عظیم[۳] بیگ و یک قطعہ دو بیتی شیخ ولی اللہ محب بالعرض و تقریباً اندراج یافتہ

آفتاب

تخلص حضرت بادشاہ عالم پناہ فریدون فر دارا نشان سکندر مکنت سلیمان مکان طراز ندہ سریر گورگانی فرازندہ ویہیم صاحبقرانی شہنشاہ زمان خلیفتہ

---

[۱] درے ۱۰۱۰ [۲] است ۱۰۱۰ میں درج نہیں [۳] ۱۰۱۰ میں عظیم مرقوم نہیں ،

الرحمن ابو المظفر جلال الدین محمد شاه عالم بادشاه غازی است خلد الله ملکه وسلطانه و افاض علی العالمین بره و احسانه از انجا که حسب و نسب آن خاقان گیتی ستان اظهر من شمس الضحیٰ و روشن تر از آفتاب نصف النهار است شبدیز قلم حقایق رقم را از ان جولانگاه منعطف ساخته بمضمار تسطیر شمهٔ از اوصاف نفس نفیسش و بمیدان تحریر نبذی از اخلاق ذات شریفش اگرچه اقدام بر ایں امر خطیر خالی از بلاهت و عاری از نادانی نیست ع

که وصف سلیماں نه آید ز مور

اما نظر بر استحصال تیمن و استکساب سعادة مطلقاً ازاں پہلوتہی کردن شومی و بے سعادتی است ۔ مسترخی می سازد ذات قدسی صفاتش باعث امن و امان زمان و زمانیان وجود مسعود سراپا بہبودش موجب صلاح و فلاح جہان و جہانیان خاطر ملکوت ماثرش پیوستہ مصروف احوال رعایا ضمیر ہدایت تنویرش ہمیشہ مشغول پرداخت برایا زبدهٔ احیان ہمایونش برضا جوئی حضرت احدیت موصوف خلاصهٔ اوقات مبارکش بہ پرستاری جناب صمدیت مصروف برخے ازاوان شبا روزی آنحضرت تفریحاً للطبع اللطیف بدیں شغل شریف کہ عبارت از ابتکار شعر و شاعری است فارسی باشد یا ریختہ سنسکرة بود خواہ بھاکا صرف می شود دریں ہنگام عشرة آغاز فرحت انجام شطرے از نکتہ سنجان شیرین زبان و برخے از سخن آرایان سحر بیان بشرف حضور فیض گنجور مشرف میگردند[1] و بحکم ارفع اعلےٰ اقدس بعضے ازاں جادو طرازان ذوی الاختصاص در دیوان خاص بہ وقت معینہ سعادت اندوز خدمت گشتہ [بہ][2] در غرر ہر گونہ اشعار آبدار سامعہ افروز آں خدیو ہفت کشور می شوند و از کلک جواہر سلک آں شہوار عرصہ شاہنشہی دیوان فارسی و ریختہ مکمل و مروف مشتمل بر قصائد و

---

[1] میگردد و. ا. ' [2] نسخهٔ اصل میں ' نه ' ہے '

غزلیات و دیگر انواع سخن و قصۂ شاہ شجاع الشمس در نثر ریختہ ریختہ بالجملہ بحکم آنکہ کلام الملوک ملک الکلم بیت و یک عدد ازاں جواہر نفیسہ کہ ہر یکے ازاں لوء لوء ایست لألا و گوہرے است بے بہا دریں سلک آراستہ کلک خود تیمنا و تبرکا منظم می سازد والسلام لجنا بہ دام ملکہ ؎

آوے جو خواب میں بھی وہ یوسف [لقا تو پھر]
اے آفتاب دولت بیدار سمجھیے

اچھا تم اوس کے ہاتھ سے اب کھاؤ پان پر[1]
ہوتا ہے مُنہ رقیب کا کیا لال دیکھئے

منہ کرے کس وجہ[2] دریا مارے ڈر کے سامنے
ابر جب پانی بھرے اس چشم تر کے سامنے

بید مجنوں خاک میں ملجاے ای لیلےٰ منش
باغ میں لچکے اگر تیری کمر کے سامنے

تب تو اپنا سوختہ جاں شعلہ رو سمجھے گا آہ
جب لگا بیٹھینگے دھونی تیرے در کے سامنے

ہے آفتاب تری گفتگو سراپا درد
چھپا غرض نہیں رہتا کلام عاشق کا

کام تا صبح رہا دل کو مرے نالے سے
شب خدا جانے کہاں وہ بت خود کام رہا

بعد مجنوں کیوں نہ ہوں میں کارفرماے جنوں
عشق کی سرکار سے ملبوس رسوائی ملا

خوب سا سیدھا بنے گا دیکھ[3] اے سرو چمن
اوس[4] کی رعنائی سے مت تو اپنی زیبائی ملا

---

[1] پھر ۱۰۱۰ [2] طرح ۱۰۱۰ [3] اوس ۱۰۱۰

جلگیا پروانہ جسدم رشتہ الفت کے ساتھ
خاک میں سب شمع نے دی محفل آرائی ملا

طالع بیدار کی منت اوٹھانے بھی نہ دی
اوسے شب [ہمکو] تمنا خواب میں لائی ملا

اپنی قسمت میں ازل سے تھی لکھی سرگشتگی
گرد باد آسا جو کار دشت پیمائی ملا

واہ وا رحمت ہے مجکو اور لوسکو آفریں
راہ میں بن کر عصا جو خار صحرائی ملا

دستگیری بھی نہ کی تونے کہ جوں نقش قدم
خاک میں مَیں تیری خاطر اے توانائی ملا

سرکشی اے چرخ مت کر دیکھ پیش آفتاب
خاک میں ساری یہ دیگا تیری خودرائی ملا

تصور ترا جسکو اے یار ہوگا
اوسے [غیر سے] کب سروکار ہوگا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات میں ہم سے خفا ہو گئے لو اور سنو

آفتاب آہ نہ کہتے تھے گنوا بیٹھوگے دل
اس فریبندہ کی باتیں نہ سنو اور سنو

صنم کے نازنیں پاؤں میں کیا ہی خوب [توڑے] ہیں
گویا اللہ نے اپنے ید قدرت سے جوڑے ہیں

جب ماہرو کے سامنے آتی ہے چاندنی
مکھڑے پہ اوسکے صدقے ہی جاتی ہے چاندنی[1]

آبرو

تخلص شیخ نجم الدین عرف شاہ مبارک است وے از اولاد امجاد شاہ محمد غوث گوالیاری قدس سرہ و از شاگردان [روشن زبان بدیہہ گو] سراج الدین علیخان آرزو

---

[1] نسخہ ل ۰ میں اشعار بالا بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں ۔

و ازمشاهیر شعرائے اعہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہٗ
واز معاصران میر شاکر ناجی و شیخ شرف الدین مضمون بود و در طرز گفتار حسب
رواج آں وقت بیشتر باہیام گوئی صرف [ہمت] می نمود - وجود الفاظ منکرہ
وعدم مبالات تنگی الفاظ و جواز قافیۂ سین و صاد و امثال آں در کلاش و
وکذالک در اشعار معاصرانش زیادہ براں است کہ بہ تحریر در آید - اما در
شاعری ایں بزرگان علی تفاوت المراتب ہیچ شک شبہ نیست - رواج یافتن
امرے در عہدے کہ مرغوب الطبع اہل عہد دیگر نباشد امرے دیگر است

ع فللناس فیما یعشقون[1] مذاھب

بامیر ممدوح پاکباز فرزند ارجمند سید شاہ کمال بخاری سرخوش داشتہ چنانچہ
در بعضے از اشعار خود باظہار آں ہمت گماشتہ بالجملہ اشعار یکہ آنمرحوم بیاد
زمانہ در داد بست و دو شعر ازاں درینجا ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

آیا ہے صبح نیند سے اوٹھ رسما ہوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے بھرتا ہے پتلا خاک کا

بوسہ لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر گیا پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

کنجی اوسکی زبان شیریں ہے دل مرا قفل ہے بتاسے[2] کا

کیوں چھپا ظلمت میں گر اوس لب سے شرمندہ نہ تھا
جاں کچھ پاتی[3] مرے ہے چشمۂ حیواں سے کے بیچ

---

[1] یعقون ا. ا. [2] تباہی ا. ا. [3] باقی میری،

مجلس رنداں میں مت لیجا دل بے سوز کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

کون چاہیگا [گھر بسے] تجکو مجسے خانہ خراب کی سی طرح

آبرو کے قتل کو حاضر ہوے کس کر کمر
خون کرنے کو چلے عاشق پہ تہمت باندہ کر

کمن میاں غضب ہیں فقیراں کے حال پر
آتا ہے ان کو جوش جمالی کمال پر

اس ناتواں کی حالت واں جا کہے[1] ہے اڑ کر
میرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کبوتر

یا رو خدمتگار خاں خوجونکے بیچ ہے تو مشتثنا ولیکن منقطع

سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں یاں تک تو فن عشق میں کامل ہوا ہوں میں

عبث کیوں روبرو ہونے کی کھاتے ہو قسم جھوٹی
بن آئینے کے تم اکدم بھی رہ سکتے [ہو] مونھ دیکھو

---

[1] کہیں ا. ا.

کیوں ملامت اسقدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اسکا دل ہے یہ

تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے کہاں ہے کسطرح کی ہے کدھر ہے

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

اب دین ہوا زمانہ سازی آفاق[۱] تمام دہریا ہے

جہاں اوس خو کی گرمی تھی نہ تھی واں آگ کو عزت
مقابل اوسکے ہو جاتی تو آتش لکڑیاں کھاتی

شور ہے اوسکی اشکباری کا آبروئے چشم تر قیامت ہیں[۲]

سجا ہے نرگسی بوٹیکا جامہ کرے کیونکر نہ مجھسے چشم پوشی

نالہ ہمارے دلکے غم کا گواہ بس ہے دینے کے تئیں شہادت انگشت آہ بس ہے

تخلص آبرو برجا ہے میرا ہمیشہ اشک غم سے چشم تر ہے

---

[۱] آقا ہی ۱۰۰۰ [۲] ہے ۱۰۰۰

آرزو

تخلص سراج الدین علی خان مرحوم است وے از جادو طرازان سحر بیان و استادان
نکتہ دان خاک[۱] پاک ہندوستان و صاحب تصانیف بسیار مالک اشعار بے شمار واقف
فروع و اصول ماہر منقول و معقول مجمع کمالات منبع حسنات بحلیۂ علم و حلم آراستہ بزیور
دانش و بینش پیراستہ - با وصاف حمیدہ موصوف بہ اخلاق پسندیدہ معروف نکتہ سنج
شیریں زبان ظریف الطبع عذب البیان بود - بر کتب متداولۂ علوم رسمیہ بدرجۂ عبور
داشت کہ درس شرح [مطالع] و شرح حکمت العین و مانند آں کہ زاں اوان مروج بود میداد
اما چوں طبع نقادش بیشتر میل بہ شعر داشت بہ شاعری نام برآورد - دیوانے در جواب
بابا فغانی و دیوان دیگر در جواب کمال خجندہ بحر خفی و دیوان ضخیمے مشتمل بر انواع سخن دارد
و تصانیف دیگر چوں سراج اللغہ و چراغ ہدایت و تنبیہ الغافلین و رسالہ در علم بیان و
شروح بعضے کتب فارسی ہم ازو یادگار است اگرچہ زبان دانان ایران از ممر حسد بالنفس
الامر ازو حسابے نمیگیرند اما حق آنست کہ وجود ایں چنیں کس در خاک پاک ہندوستان
کم اکسیر اعظم دارد جوہر قابلیت و کتاب دانی وے از تصانیفش بر منصفان اہل شعور
ظاہر است و ہویدا - پیداست کہ انصاف و تامل امر دیگر است و تقلید بے تحقیق امر
دیگر نسخہ پرداز[۲] الہام گوئی میاں آبرو و سرآمد سخن سنجان خوش نوا میرزا محمد رفیع سودا
و مملکت سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد و شاعر بے نظیر محمد تقی میر منجملہ فیض اندوزان
آں گیہان خدیو سخن پردازی اند بمثابۂ کہ علماء اہل حق راد امت برکاتہم عیال امام ہمام
قبلہ انام ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ میگوئند اگر شعرائے ہندی زبان را عیال خان آرزو
گوئند می سزد مرتبہ والایش از ریختہ گوئی بالاتر است اما گاہ گاہ بہ تقریبے بنا بر تفنن

---

[۱] و. ا. و. میں خاک پاک' درج نہیں + [۲] سخن پرداز و. ا. و +

یکدو بیت از طبع عالیش سرمی زد بہرکیف ہفت شعرو یک بند خمسہ از زادہ ہا ے طبعش درآنجا ثبت افتاد ؎

کھول کر بند قبا کو ملک دل غارۃ کیا　　کیا حصار قلب دلبر نے کھلے بندوں لیا

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو　　کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

تجھ زلف میں لٹک نہ رہے دل تو کیا کرے
بیکار ہے اٹک نہ رہے دل تو کیا کرے

رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے　　در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مرزا محمد رفیع سودا ایں بیت را در تذکرۂ خود باین طور ثبت فرمودہ ؎

اوس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے　　آئنہ کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ فی الحقیقۃ ہمیں طور بود یا مرزا تصرف نمود

حکائت

روزے در مجلس مشاعرہ کہ در خانۂ خان موصوف انعقاد می یافت میرزا محمد رفیع

سودا غزل حاجی محمد جان قدسی را بطور خود مترجم ساختہ برخواندن آں [بہ شدّ و مد تمام ہمت گماشت] اتفاقا احدے از حضار مجلس [بران نرسیدیا] از خوف مترجم کہ [بہ ادنے] سبب بے محابا بہجو ہر کس میپرداخت سکوت [ورزید] خان تحسین بلیغ فرمود و در اثناء توصیف [بدیہۂ] بر زبان روشن بیان [جاری نمود کہ] ؎

شعر سودا حدیث قدسی ہے لکھ رکھیں چاہئے فلک پہ ملک

مرزا بے اختیار برخواستہ[1] بر سینۂ خان چسپید و سخن بمزاح وطیبت کشید -

دیگر

روزے جوانے سر [اپا] جانے کہ خان را بدو نظرے بود لا ابالیانہ از پیش او در گذشت و باستدعاء شان متوقف نہ گشت ایشاں فی الفور ایں شعر بزبان [سحر بیان] آوردند ؎

یہ شان یہ غرور لڑکپن میں کچھ نہ تھا
کیا تم جوان ہوکے بڑے آدمی ہوے

عزیزے صاف گو زبانی مرزا محمد رفیع سودا نقل میکند مولوی ہدایت اللہ نذرۃ قصیدہ کہ در ہجو من گفتہ و من آں قصیدہ را [خمسہ] نمودہ [ہجوش] کردہ ام مطلع آں را خان آرزو تضمین فرمودہ و آں [اینست] ؎

شعر ناموزوں سے تو بہتر ہے کہنا ریختہ کب کہا میں قتل کر مضموں کسی کا ریختہ
بیحیائی ہے یہ کہنا سن کے میرا ریختہ خون معنی تا رفیع باد پیما ریختہ
آبروے ریختہ از جوش سودا ریختہ

---

[1] ا.ا. میں 'چارہ' ہے + [2] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے +

آرام

تخلص سہ کس [بمن] رسیدہ

اوّل - رائے پریم ناتھ کھتری پیشکارتن وے مردے بود ہوشیار و صاحب [اقتدار] دبیر اندازی مہارت تمام و در خوش نویسی دسترس تام داشت خط نستعلیق و تعلیق و شکستہ برویہ کفایت خان بسیار درست می نوشت [ہیچکس] در عہدش بزرگی و خوبی قلمش [نمی رسید] و عالمے ازو استفادہ میکرد مبلغے بسیار آں مرد پختہ کار دریں ہر دو کار عالی مقدار صرف کردہ قلم ہاے واسطی و وصیلہاے خطا و دیگر لوازم خوش نویسی و کمانہاے لاہوری و لیسہاے گجراتی و سوائے آں آنچہ ضروریات تیر اندازی است باکثر تلامذہ تکلیف می کرد در انشا پردازی ہم وسعتے داشت در آخر ہاے عمر بنا بر افراط تفریطے کہ بدار الخلافہ شاہ جہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد رو داد در [مومن] آباد برندابن کہ از معابد مقررہ ہنود است سکونت ورزید و ہمانجا بساط ہستی در نوردید شعر فارسی و ریختہ ہر دو از طبعش [سرمیزد] اشعار فارسی متفرقہ موزوں نمودہ و دیوان ریختہ دو ہزار بیت [تخمیناً] تدوین فرمود و ایں دو[1] بیت ازاں کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر برکشیدہ ؎

خون آنکھوں سے نکلتا ہی رہا — دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا
کون غمخواری کرے آرام کی — ایک مجنوں تھا سو چلتا ہی رہا[2]

---

[1] ا۔ ا۔ ا۔ میں لفظ "دو" پر قلم کھینچ دیا گیا ہے +

[2] ا۔ ا۔ ا۔ میں یہ شعر داخل نہیں ہے +

دوم

خیراللہ وے جوانے بود در قصبہ سردھنہ رعنا از تیرگرانِ آنجا با پسر شمر و فرنگی المخاطب بہ ظفریاب خاں و المتخلص بہ صاحب بخوبی ایام بسر میبرد و تازہ مشق ریختہ میکرد در عین ریعان جوانی رخت زندگانی بباد فنا [برواد] حذاش رحمت کناد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

یار نے پڑھتے ہی مرا کاغذ تا وکھا ٹکڑے کر دیا کاغذ

جی میں رکھنا تو غبار اے رشکِ گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق سے جھٹکنا کیوں ہے دامن چھوڑ دے
ایک دم آرام کر [اس چشم] کے بنگلے میں تو
کیا ہوائے سرد ہے مژگاں کی چلمن چھوڑ دے

سوم

کمین لعل کائت وے جوانے است متصدی پیشہ از [قرابتیاں][1] پیشکاران خالصہ شریفہ بسیار خلیق و مؤدب و خیلے کشادہ رو و مہذب مشق سخن از میر انشا اللہ خان انشا نمودہ و اشعار متفرقہ دارد [ایں] عاصی با نواع المعاصی چار شعر ازاں درینجا می نگارد ؎

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر میں کیا زیست کرتے ہیں
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

---

[1] ہد قرابتیان ۱۰۱

ٹھہر جاتے ہیں یوں مژگان چشم تر پہ لخت دل
لب دریا مسافر جس روش تر کر ٹھہرتے ہیں
ترے سلک در دنداں کی ایسی آبداری ہے
کہ جس کے روبرو پانی در خوش آب بھرتے ہیں

[بن ساقی] اب[1] ابر بہاری سخت ہمیں ترساتا ہے
مینائے مے گلگوں کی طرح اب خونی اشک [رولاتا ہے]

آزاد

تخلص جوانے است اعمٰی بہ رام سکھ مسمٰی کہ آزادانہ بتوکل اوقات بسر میکرد و با وصف عد [یم البصری ملکہ] سخن گوئی بہم رسانیدہ بود و شوق ایں فن بغایتے در نہادش جا داشت کہ [در] مشاعرہ مہدی علیخاں مرحوم عاشق تخلص بدستگیری قائدے باشتیاق تمام مدام میرسید و غزل طرحی سرانجام مے داد و شعر فارسی [ہم موزوں] میکرد از چندے آنجہانی شد [ہ ایں] مطلع از وے است ؎

اندنوں پیارے تیرا طرز تکلم اور ہے
طور چشمک اور ہے طرح تبسم اور ہے

---

[1] ا۔ ا۔ اب یہ، وزن بھی اسی کا متقاضی ہے،

[آشنا]

تخلص سہ کس از شعرا سوائے میر غالب علیخاں سدید کہ پیش [ازیں] چندے بدیں تخلص متخلص بودند می شناسم و دو کس از ایشان کہ از حال و [مآل آنہا] اطلاعے دست بہم ندادہ انشا اللہ تعالےٰ در سلک شعرا [کہ در تکملہ مذکور خواہد شد] ——— برشتۂ تحریر خواہم کشید و یکے ازیناں [میر زین العابدین المعروف] بہ میر نواب خلف الصدق حکیم اصلح الدین خان مرحوم است۔

گویند کہ وے از سادات گجرات [ونہائت] نیک ذات بود و پدرش بسیار مرد قابل وحاضر جواب [حکائت روزے] در مجلسے کہ خان آرزو ہم حاضر بود [عزیزے ستایش خان بدرجہ] اعلےٰ رسانید[1] اصلح الدین خان تبسم کنان [بر زباں راندکہ] ع

[آرزو خوبست امّا ایں قدرہا] خوب نیست

دیباچۂ دیوان سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [ہمیں] اصلح الدین خان پدر والا قدر میر زین [العابدین] آشنا نوشتہ [و میر موسوم مرحوم ہم مرد سنجیدہ و شخص پسندیدہ بود بہر کس] مردمی می نمود اشعار متفرقہ یادگار [خود] بروزگار دارد[2] [وایں سہ بیت] از آں اینجا ثبت افتادہ ؎

[گر] ہمسے دوانوں کو تم آزاد [کروگے]
ویرانے میاں کتنے ہی آباد کروگے

ہمسے بندوں پہ ظلم [کرتے ہیں] ان بتوں کا کوئی خدا بھی ہے

---

[1] رساند [2] دادہ ۱۰۱۰

بات کہنے میں [ذبح کرتے] ہیں ظلم ایسا کہیں روا بھی ہے

آشفتہ

تخلص دوکس [میدانم]

اوّل

عظیم الدین خان عرف بھوریخاں وے جوانے است خوش فکر شیریں زبان عالی طبیعت فصاحت بیان غزل طرحے ازو خوب سرنجام می یافت و بفصاحت می نگاشت و طرح مراخستہ بخانہ خود چندے انداختہ بود و دلجوئیہاے اہل سخن بدرجۂ اعلیٰ می نمود بعدیک چند کہ [بصحبت اہل دل دہ پیوست] و از بندِ حرص و آز دنیا وا رست بجذبۂ[1] [محبت و اشارۃ با بشارۃ] جناب کرامت [مآب] حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ [دست بیعت بدست یکے از مجاوران] بقعہ شریف آں سلطان الاولیاء الکرام میاں [مجیب الدین نام کہ از خلفاء] برہان العاشقین مولانا [محمد فخر الدین روح اللہ روحہ وبحلیہ صلاح و تقوی] آراستہ و [بزیور] صبر و استقامت پیراستہ بود [داد] و دل بطلب مطلب اعلےٰ و مقصد قصوی نہادہ ترک شاعری [نمود و تو] جہ موجہ بزہد و ورع فرمود اللہم ارزقنا [ایضا گاہ گاہ شعر صوفیانہ موزوں میکند و از وجہ تجارت] ایام بسر می برد در مقطع ہر [غزل رعائتہ] للتخلص [مضمون لف بستن] لازم [گزیدہ] و شعرش باصلاح [شاہ محمدی مآل رسیدہ بالجملہ] بیست و شش شعر از اشعار آبدار وے در سلک آراستہ کلک [خود منسلک میسازم] منہ سلمہ ربہ ؎

---

[1] خدیہ ۱۰۱۰

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھرا لایا
قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا

ہائے رے نازکی شیشۂ دل — سانس لینا ہوا محال ہمیں
شکل آئینہ چشم بھر آئی — یاد آیا جو وہ جمال [ہمیں]
کاہش ماہ و سال ہجراں نے — رفتہ رفتہ کیا ہلال ہمیں
ملک دل غم کی ہو گیا جاگیر — دم شماری ہوئی محال ہمیں
دام زلف بتاں میں آشفتہ — زندگی ہو گئی وبال ہمیں

جام گدائی ہاتھ میں لے نت [سانجھ سویرے] پھرتے ہیں
شمس و قمر یہ دونوں بھکاری حسن کے تیرے پھرتے ہیں
[جوگ لیا آشفتہ ہم نے] دیکھ لٹک اون زلفوں کی
گلیوں گلیوں حال پریشاں [بال] بکھیرے پھرتے ہیں

سر رشتہ نہ ہاتھ [آیا تسبیح] کے رشتے سے
اب عشق میں اس بت کے [زنار] ہے اور میں ہوں

[اسلام حقیقی] میں ہے [شرک مری ہستی]
زنار نہ ٹوٹے [گا تا یار] ہے اور میں ہوں

آشفتہ لڑیں جب سے یہ خانہ خراب آنکھیں
[دل گھر میں نہیں لگتا بازار] ہے اور میں ہوں

آفت [ہے قیامت ہے بھوکا ہے پری ہے]
[عالم سے نرالی یہ تری] جلوہ گری ہے

[کلی جو وہ دامن اٹھا ایک آن سے آنے لگے
کتنے ہی کشتے ادا کے جان سے جانے لگے]

[پاؤں] کو توڑ جو بیٹھے [ترے در] کے آگے
[سر دیا یار پر اک گام نہ سرکے آگے]

برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہیں کم کسی نے
جب [ہم] ہوئے مقابل وہ [منہ کو پھیر بیٹھے]

نت خون عاشقوں سے سردار گرم ہے [جبتک جہاں ہے] عشق کا بازار گرم ہے
اللہ رے [حرارۃ] مقتول تیغ [عشق] جی سرد ہو چکا پہ تن زار گرم ہے

کل بعد عصر بزم میں کراوس کی پینے راہ
[فن سے] کہیں سے داؤ سے حیلے سے گھات سے
پوچھا مزاج آپ کا کس چیز سے ہے خوش
قصے سے داستاں سے حکایت سے بات سے
کہنے لگے بتائیے ہیں آپ کس سے خوش
دشنام سے طپانچے سے گھونسے سے لات سے
میں نے کہا [ادب سے] جو کچھ کیجیے عطا
اپنے کرم سے مہر سے اور التفات سے

پھر تو [وہیں وہ چین بجبیں] ہو کے بول اٹھے
اس موجہ سے اس شعور سے اس واہیات سے

تمام [رات] رہی ٹکٹکی ستاروں سے خلاف وعدہ [تعجب ہے] دوستداروں سے
نبی کو خاطر اصحاب کیوں نہو منظور کہ زیب و زینت مجلس ہے چاریاروں سے

[اس] دار سلام کے [تصدق جاؤں] محبوب مقا [م کے] تصدق جاؤں
بنیاد چہل [ولی ہے یہ ہشت] دری اس کے در و بام کے تصدق جاؤں

دوم

[مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق] حکیم محمد شفیع گویند کہ [در فن طبابت دستے دارد فکر ریختہ گاہے بزروے] کار آرد [آشفتہ است] اما سراپا [آراستہ مزاج دیوانہ است لکن یکسر فرزانہ] با [ابتہاج] شعرش کیفیتے دارد و [سخنش حلاوتے چندے در بلدہ لکھنؤ] طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ و بمجالست [اہل سخن پرداختہ از تلامذہ شاعر] فصاحت [افروز محمد میر سوز است و ایں ہفت شعر از طبع زاد او]

غصے میں اون سے رات کو [لڑتے تو لڑ لیا
پر اوٹھ کے جب چلا] تو کلیجا پکڑ لیا

چہرہ کچھ [ان دنوں] غم پنہاں سے زرد ہے
ظاہر میں کچھ مرض نہیں پر دل میں درد ہے

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے | آہی موت دے گر ہمیں ایسے جینے سے

عزیزے دیگر ہم ایں معنیٰ دریں ردیف و قافیہ خوب بستہ میگوید ؎

نہ درد دل سے [تھمنے] ہے نہ آہ سینے سے
قسم ہے عشق کی گذرے ہم ایسے جینے سے

پوشیدہ نیست کہ ایں [از ہر جانب کہ باشد] از جنس سرقہ است یا از عالم توارد ؎

نہ جانے کیوں کے بصارۃ وہ چاند سا [مکھڑا]
نظر پڑا نہیں مجکو کئی مہینے سے

وہ رشک مہر جو عالم میں بے نقاب [پھرے]
[پھر اس چمک سے] گردوں پہ آفتاب پھرے
چلا ہے کعبہ کو آشفتہ [پارسا بن کر]
[خدا] جو بیٹھے بٹھائے اسے خراب کرے

جسوقت کہ میاں [میری تری آنکھہ لڑی تھی]
کیا جانیئے وہ کونسی [کمبخت] گھڑی تھی

آصف

[تخلص نواب معلے القاب وزیر الممالک یحییٰ خان آصف الدولہ بہادر ہزبر جنگ ست حسب و نسبش بنا بر غائت ظہور و نہایت شیوع مستغنی البیان و بے نیاز

ا تبیان ہمت سکال جودش برتبہ بود کہ اگر حاتم طائی را دیدہ چین خوان نوالش تھوا فتد
کجا است و ملوک ہفت جزیرہ دولت کہ اگر قارون سیطی را گدائے تنگ چشم و نہادش
نامند سزا۔ گاہ گاہ طبع فیاض بخنش میل سخن می کرد و با مردمی گفت این بست و یک بیت
از کلام حشمت انتظام اوست عفی اللہ عنہ ؎

یار مجھے تیرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا — یا حوصلہ میرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہمراہ رقیبوں کے تجھے باغ میں سنکر — دل دینے کا ثمرا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے — ظاہر میں یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
کہتا ہے تو کچھ یا نہیں آصف سے یہ تو جان — یاں کسکو سناتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ساقیا مے سے چھکا دے جو بہکتے جاویں
برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

شکل نوس کی کسی صورت سے جو دکھلائے ہمیں
دوست ایسا نہیں ملتا ہے کوئی ہائے ہمیں
بن بلائے جو سدا آپ چلا آتا تھا
[اب یہ نفرت] اوسے آئی کہ نہ بلوائے ہمیں
فائدہ کیا ہے نصیحت [سے پیر سے ہو ناصح]
ہم سمجھنے کے نہیں لاکھ تو سمجھائے ہمیں

[جس گھڑی تیرے آستاں سے] گئے — ہم نے جانا [کہ دو جہاں سے] گئے
تیرے کوچے میں نقش پا کی طرح — ایسے] بیٹھے کہ پھر [نہ واں سے گئے]
[شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم — ایسے گزرے کہ جسم و جاں سے گئے
ایک دن میں نے یار سے یہ کہا — اب تو ہم طاقت و تواں سے گئے

سُن کے بولا کہ سُن لے اے آصف یہی کہہ کہہ کے لاکھ یہاں سے گئے

یوں دل کے ساتھ فکر تیری سو لگی رہے آصف پہ شرط یہ ہے کہ وہ لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے پر ہم کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

قطعہ

کسو کی شب وصل سوتے کٹے ہے کسو کی شب ہجر روتے کٹے ہے
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے [کٹے ہے]

[یہ] اشک [چشموں] میں ہمدم رہے رہے نہ رہے
حباب وار کوئی [دم رہے رہے نہ رہے]
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا [دم رہے رہے نہ رہے]
[پھبا ہے رُخ پہ ترے خوشنما صنم لیکن]
ہمیشہ [گل پہ یہ شبنم] رہے رہے نہ رہے

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے عمارت بناتے چلے جائیے

آفاق

تخلص میر فرید الدین است وے یکے از بزرگ زادہاے نیک نہاد و از [اقرباے]

شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبۂ جلال آباد است و ایں بزرگ مردے بود درویش صورت فرشتہ سیرت دنیا دشمن دین پناہ خدا دوست دل آگاہ ہادی [سالکان راہ ہدی] مرشد طالبان ذات خدا اصلش خطہ [کشمیر] مولدش [نیز آن جنت نظیر] است و ایں میر فرید الدین جوانے است بس متین نہایت رنگین [سراپا] محبت سربسر [مودت] جسم فتوۃ جان [مروۃ] دوستدار بے [ریو] و رنگ ظاہرش با باطن یکرنگ از چندے در ممالک [جنوبیہ] ملازم مشیر الملک شدہ [قصائد چند] در مدح او گفتہ جائزہ ہائے نمایاں یافتہ بسیار خوش فکر و پاکیزہ گوست غزل طرحی چنانکہ باید انصرام میداد شاگرد رشید [محبت سراپا] وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق است بایں عاصی بانواع [المعاصی خیلے] باخلاص [پیش می] آمد و اکثر باشارۂ آں محبت کیش اشعار [خویش از] نظر [م می گزراند دل مودت منزل بسیار از بسیار جویائے دیدار فرحت] آثار وے است جامع المتفرقین جل ثناہ [حسب دلخواہ دوستاں میسر سازد] بیست و یک شعر از زادہ ہائے طبع آں عالی [فطرۃ رقمزدۂ] کاک محبت سلک می سازد منہ سلمہ ربہ ؎

میں ہاتھ [جو زلفوں] کو بھولے سے لگا بیٹھا — بل کھا کے وہیں ظالم دشنام سنا بیٹھا
تسکین ہوئی دل کو آرام ہوا جی کو — وہ راحت جاں میرے پہلو میں جو آ بیٹھا
صبر و دل و دیں طاقت سب نذر کیے ہم نے — اس پر بھی بھلا [جانی] تو کیوں ہے خفا بیٹھا

رخ نہیں صبح سے کم زلف نہیں رات سے کم — اوس پری کا نہیں عالم بھی طلسمات سے کم

اوس گل سے مل کے [پیویںگے] جام شراب ہم — [لالہ] کا دل جلا کے کریں گے کباب ہم

؎ پس ۱۰۰

اخگر پہ لوٹتے ہیں [پڑے] گلبدن بغیر　　پھولوں کی سیج پر بھی نہیں کرتے خواب ہم

[بے ساختہ] چھاتی سے لپٹ جاے ہے میری　　ہوتا ہے وہ جب شوخ طرحدار نشے [میں]
میخانۂ دنیا میں ہر ایک مست ہے غافل　　ہے مرد وہی جو رہے ہشیار نشے میں
آفاق ذرا شیشۂ دل رکھیو [سنبھالے]　　آتا ہے [ادھر پھر وہی میخوا] ر نشے میں

ساقیا ساغر مے [جلد پلانا ہم] کو　　دور مجلس میں کہیں [چھوڑ نہ جانا ہم کو]

اشک تر چشم سے جسدم کہ ہمارے نکلے
مرد ماں [کہنے لگے دن کو] یہ تارے نکلے

ہاتھ کا اوس کے خط لکھا لایا　　تیرے [قاصد میں] بات کے صدقے
[دمبدم گالیاں ہیں شیریں لب]　　واچھڑ [ے اس] نیات کے صدقے

ایسا نہو نظروں میں دل کو وہ اوڑا [جاوے]
[جی] اپنا لرزتا ہے دلدار کی آنکھوں سے
مجرا نہ لیا گا ہے نظروں [میں] بھی اے پیارے
تسلیم تمہیں ہم نے سو بار کی آنکھوں سے
جب تک [نہیں ہوتی ہے بے دید] تجھے تسکیں
جب تک نہ لڑیں آنکھیں دو چار کی آنکھوں سے
آفاق یہی جی میں آتا ہے بہر صورۃ
تصویر لگا رکھوں اوس یار کی آنکھوں سے

خون دل بلبل[1] ہے تو شبنم اسے دو صومت ۔ چھوٹے ہے کوئی گل کے یہ واماں کی لالی
کیوں کر نہ پڑیں جان مجھے جان کے لالے ۔ دیکھی ہے [ترے] اس لب خنداں کی لالی
وہ شوخ[2] تماشا [ترے] رخسار ہیں گلرو ۔ [لالے کی بھی] ان پر سے تو قربان کی لالی
ہر شاخ مژہ اشک سے پھولوں کی چھڑی ہے ۔ آفاق کہیں دیکھی ہے اس شان کی لالی

آفرین

تخلص چوانے است صاحب شعور از بزر [گزادہاے] سہارنپور محبت القیام میاں قلندر بخش نام کہ بسیار سنجیدہ اطوار و پسندیدہ کردار واقع شدہ [در خوبی اخلاق وحسن] معاشر [ۃ دراں ضلعہ] انباز خود ندارد و بقدر ضرور در عروض و قافیہ [دستے دارد] شعر از گفتہاے وے در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[ہنسی ہنسی ہی میں دل لے گیا وہ] غنچہ دہن ۔ ہوا ہوں مفت میں یارو شکار خندۂ گل
نجا [چمن میں] تو اے [آفریں کہ جوں] غنچہ ۔ لبوں پر اوسکے [یہاں] ہے بہار خندۂ گل

اوسکی آنکھیں جب پھریں اس دل کو واشد پھر کہاں
[با] ت ہے کچھ [گردش ایام و] بیسیار دچسپ

پڑیں ہیں لاکھ گر [ہ] اپنے دلمیں غیر سے تم ۔ [کہو ہو جب] گرہ زلف باز کرنے [کو]

کل تم جو ہم سے آنکھ چرائے چلے گئے ۔ حسرۃ رہی یہ آہ کہ آئے چلے گئے

---

[1] دونوں نسخوں میں 'خون دل میل ہے شبنم اسے تو دو صومت' [2] شوخ تماشا ۱۰۱۰ +

شب تجھہ بغیر بزم میں تک تک کے راہ ہم چوں شمع جل کے[1] اشک بہائے چلے گئے

ہم اس سرائے دہر میں آئے چلے گئے فرقت کے چند صدمیں اٹھائے چلے گئے
اہل نظر کی آنکھ میں یہ قصہ ہائے دہر سب اک خیال و خواب ہیں آئے چلے گئے
جوں شیشہ تیری بزم میں ہم کو نہیں قرار ہم ساغر شراب ہیں آ[ئے] چلے گئے

بس میں کر اپنے بتاں باتیں بناتے ہیں مجھے[2] نظروں [میں دل کو] چھینکر آنکھیں دکھاتے ہیں مجھے
ایں شعر در سہ بحر خواندہ میشود [د فلیتاں]

آگاہ

تخلص [دو] ریختہ گو بدریافت رسیدہ [یک] کس از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ مذکور خواہد شد و یکے ازانہا مردے است [ہریابی] مسمی بہ حسن علی کہ بالفعل در سلک [افسانہ] خوانان حضور فیض گنجور [انسلاک دارد بسیار] صاحب شعور و پختہ کار است گاہے بنابر [موزونی] طبع بریختہ[3] میل میکند [ایں] دو شعر از دست ؎

ہاں تیغ کھینچ [اے بت] آتش مزاج تو
مرنے پہ آپ یہاں یہ گنہ گار گرم ہے

[لے پشت] لب سے تا [رخ] گردوں [لگائی] آگ
[آگاہ کیا یہ آہ شرر بار گر] م ہے

---

[1] جل کر ۱۰۱۰۔ [2] بس میں کر اپنے ہی بتاں باتی بناتے ہیں مجھے ۱۰۱۰۔ [3] بہ ۱۰۱۰۔ [4] میں بریختہ میکند ۱۰۱۰

اٹل

تخلص میر عبد الجلیل مرحوم است وے از سادات [زیدیہ] بالگرامی الاصل [از] اولاد امجاد سید ابو الفرح [واسطی] بود در شعر فارسی و عربی کہ بسبب رتبہ فضیلت بسیار بامتانت و شستگی میگفت و بیشتر قصائد دریں ہر دو لسان[1] از و یادگار است [وا]سطی تخلص میکرد و از [ہمہ] علوم رسمیہ ماہر و باخبر بود و با ایں ہمہ طبعش مائل بشورش و ہنگامہ آرائی بود و وضعش بوضع بانکہائے حضرت دہلی و بیشتر با محمد عطا بانکہ ویرانقالے می ماند و ریختہ ہم بطور مشار الیہ میگفت در ایامے کہ محمد عطا گوشہ نشین عزلت گشتہ وے بطریق طنز گفتہ ؎

جب سنا دھوم دھام یاروں کا ۔۔۔ جھوپڑے میں دبک[2] [رہا] بڑ چود

بالجملہ دو بیت دیگر و دو بند ترجیع بند بنا بر تفنن از زٹلہائے وے رقمزدۂ کلک سوانح [سلک] می شود [ممنہ] عفی عنہ ؎

ڈاڑی نبود لایق آں [بانکہ کہ چھوا است] ۔۔۔ ایں جالۂ [مکڑ ہمہ ہیچ است و تھڑوا است]

[بر] چہرۂ من [یہ خم نکالے] مونچھیں ۔۔۔ در دیدۂ بانکہا چو [ڈانک] بچھو است

دو بند ترجیع بند

اوّل

منم آں بانکہ ولیم اچل ۔۔۔ کز من افتاد در جہاں کھل بل

کرد موجود بہر من تقدیر ۔۔۔ کتی از برق و دگلہ از بادل

بہر ورزش بگیرم [ا] سعنہ ۔۔۔ خشک گردد چو [ریت] گنگا [جل]

---

[1] زبان ۱۲ [2] رہا دبک

با من از[صدق دل نکت پہوناں]	عرض کردند کاے ادھوت انل
[در ہمہ] بانکہا [امام توئی]	لشکر آراے دھوم دہام توئی

دوم

نعرۂ من چو رعد[گر] کڑکد	سینۂ شیر تا جگر[۵۱] تڑکد
بر فلک شب نمی طپد انجم	دل [گردوں] ز سہم من دہڑکد
کنکر و نکو گئے [چکا چودھا]	بندہ [کرکتی از کمر سڑکد]
[سج] مارا اگر [بہ بیند بھیم]	در ایں بیت از لبش پھڑکد
در ہمہ [بانکہا امام توئی]	لشکر آرای دہوم دھام توئی

اثر

تخلص میاں محمد میر صاحب ایشاں برادر حقیقی سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر علیہ الرحمتہ والغفران انداز بزرگی ایشاں چہ تقریر نماید کہ زبان با [وصف] عذب البیانی از [عہدۂ] آں بر نمی آید و از نیکذاتی شاں چہ [بر طراز د] کہ خامہ باوجود دو زبانی از تحریر آں عاجز آئد خیلے خلیق [و متواضع] و رقیق القلب و صاحب درد بزیور علم آراستہ و بحلیۂ علم پیراستہ بودند [استفادۂ] علوم ضروریہ ایشاں را از جناب افادۃ انتساب [حبر] محقق [فحل] مدقق جامع فروع و اصول [حاوی منقول و معقول] مرجع [طلاب] جہاں مولوی خواجہ احمد خان علیہ الرحمتہ والرضوان است[۵۲] اگرچہ [دست بیعت بدست] حق پرست پدر بزرگوار خود [دادہ اما در] محبت برادر مہین آنچناں مستغرق و ہالک بودند کہ زیادہ از آں متصور نیست بے رضاے جناب ایشاں دم ہم نمی توانستند زد تا [بگفتار] و کردار دیگر چہ رسد و بعد از انتقال آں ستودہ خصال ممکن [نبود] کہ درعین ذکر خیر

---

[۵۱] باجگر ۱۰۰۱ [۵۲] × ۱۰۰۱

وے [رحمۃ اللہ] از چشم گوہر فشان شاں اشک در و آلود حسرۃ [اند و د] دریا دریا [بارد] بریں عاصی بانواع المعاصی [زیا] دہ تر از انکہ در حوصلۂ تقریر و [تحریر] گنجد لطف و عنائت [مبذول] می داشتند

حکائت

روزے در آفتاب [قوس قریب دو ساعۃ نجومی] روز بر آمدہ بحمامے کہ ساختۂ جناب ایشاں و مانند دل پر درد شاں ہمیشہ گرم می بود میروم اتفاقاً میاں نو [رنگ] کلاوۃ کہ سر آمد سرو ذ سرایاں عہد خود است و دست بیعت بدست حق پرست شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر دادہ و منجملۂ خاصان این دودمان عالیشان است با خویشان خود غسل میکنند بمجرد استماع خبر ورود احقر از مند ارشاد برخواستہ (کذا) قدم رنجہ میفرمایند و بانواع تفقدات و دلجوئیہا پیش می آیند و برو بروے خود داخل خانۂ حمام فرمودہ [معاودۃ] می نمایند ع

زہے حسن اخلاق مردان دیں

بہر حال شعر ایشاں نہایت با اثر و بدرجۂ اعلاء فصاحت است [نسخہ] درست از دیوان برادر بزرگوار برداشتہ [اند] بآئینے کہ [خود فنا در ذات] ستودہ صفات [برادر] کریم بودند شعر ایشان ہم فنا در شعر اوشان است دیوانے [مختصر] در نہائت جودۃ و پاکیزگی و مثنوئ خوردک در غائت متانت و شستگی یادگار ایں بزرگوار است پنجاہ و [سہ] از ریختہاے طبع وقاد شاں دریں نامہ اندراج یافتہ [لجنابہ] رحمہ اللہ تعالے ؎

دل دیوانہ میں کچھ آتا ہے آپ پر کچھ [نہ ہی میں] لائیے گا

ہو جائینگے جو راو سکے معلوم داغوں کو مرے شمار کرنا

رحمت کے حضور بیگناہی مت شیخ کو روسیاہ کرنا

[بے طرح کچھ گھلا ہی] جاتا ہے شمع کی طرح دل کو چور لگا

دل [سینے] سے یوں نکال لینا بہتر نہیں [یہ] وبال لینا

بھلا شکر کرنے لگے پھر شکائت کرم مہربانی توجہ عنائت

بالفرض ایک دو دن لیت ولعل میں کاٹے انصاف کیجے آخر گذریگی یوں کہاں تک

واے غفلت کہ ایک ہی دم میں میں کہیں اور کارواں کہیں

کر دیا کچھ سے کچھ ترے غم نے اب جو دیکھا تو وہ [اثر ہی] نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے پر اثر کی ہمیں تو [آس نہیں]

یہ حال بھی اثر کا غنیمت ہی جانیے جیتا رہا ہے اب تئیں اتنا یہ بس [نہیں]

بات کہتا ہوں کسی کا کچھ [گلہ] کرتا نہیں پر برا کرتا ہے وہ مجسے ملا کرتا نہیں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں [میں]

تو کہاں میں کہاں یہ کہتے [ہیں] [کہ یہ] آپس میں دونو رہتے ہیں

سخت ناچار ہے تقدیر کے ہاتھوں بندا ورنہ [یوں] باز رہوں تیری ملاقات سے میں

آزمانا کہیں نہ [سختی] سے دیکھیو میرے ناتواں دل کو

ہم بے دلوں کو شکر فراغت [ہوئی] تمام یہ جان رہ گئی تھی سو وہ بھی نثار کی

دل نے [مجھے] اثر کیا سو کیا کیا کہوں مہربان اپنا ہے

اثر کا حال بھلا تک تو کچھ [سُنا] ہوتا ابھی تو اوسکی بہت داستان باقی ہے

نہ رہا انتظار بھی اسے [یاس] [ہم] امید وصال رکھتے ہیں

ناخن زن ہے بدل یہ انگشت کچھ خوب[1] نہیں حنا کی لالی

یار غصہ تری بلا کھاوے کام نکلے جو مسکرانے سے

حال دل مثل شمع روشن ہے گو مجھے بات کر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن رات کٹتی نظر نہیں آتی

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے دل تجھے [اعتبار] آتا ہے

---

[1] صرف ۱۰۱۰

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا　　دشمنی پر تو پیار آتا ہے

یہ کیا ہو گیا دیکھتے دیکھتے　　اثر میں تو میں وہ بھی حیران ہیں

افسوس کہ ان بتوں کے ہاتھوں　　اب آن بنی [اثر] خدا سے

نالاں نہیں [ہے] آہ عبث یوں دل جرس　　گم گشتگاں سنو [کہ] یہ کہتا ہے راہ کی

کچھ شرم بھی ہے تجھے فلک واہ[1]　　زور [آ] وری مجھسے ناتواں سے

صرف غم [ہم نے] نوجوانی کی　　واہ کیا خوب زندگانی کی

کن نے توڑا ہے اسطرح دل　　ٹکڑا ٹکڑا جدا جدا ہے

حقیقت جب کھلی دل پر ہوا معلوم تب ہم کو
کدھر کا عشق و ے باتیں تر [نگیں] تھیں جوانی کی

تا ہاتھ لگے نہ کھوج دل کا　　عیار نے زلف ہی اوٹھا دی

پایا نہ کہیں نشان اپنا　　ہمنے ہر چند جستجو کی

---

[1] آہ ۱۰۰

گر ہم ہی ہم ہیں آہ تو ھم ہم کبھو نہوں ور تو ہی [تو] ہے سب کہیں تو ہم کہاں رہے

بیدرد تو کیوں کے رہ سکھے گا یہ [حضر] ت درد کا اثر ہے

زیست میری جو دیکھے وہ نہ کہے کہ وجود محال مشکل ہے

تیرے کوچے میں دوبارہ خوب ہم ہو کر چلے
ڈھونڈھنے کو دل کے آئے جان بھی کھو کر چلے

مر گیا پر بتوں سے کچھ نہ بنی اب اثر کی خدا سے خوب بنی

تارے تو نبڑ گئے شب ہجر داغ اپنے مگر شمار کیجے

حالت مت پوچھ اب اثر کی کچھ بات رہی نہیں خبر کی

کام تجھ سے ابھی تو [ساقی] ہے کہ ذرا ہم کو ہوش باقی ہے

رباعی

بن حال دکھائے کوئی بنتی ہے اثر بے بات سنائے کوئی بنتی ہے اثر
اب حال دل اوس سے کہہ گزرنا مجھ کو بن جو [کہوں] اوٹھائے کوئی بنتی ہے اثر

اس بن دن رات جس طرح بیتے ہیں کیا اوسے کہیں یہ اوسکے ہی چیتے ہیں
مونہ بھی تو اثر نہیں ہے کچھ کہنے کو کیا خاک کہیں مرنہ گئے جیتے ہیں

دیگر

[وعدے] کی تمام رات روتے گزری — ہر دم جل جل کے جا[ن] کھو[تے] گزری
بس اور تو کیا کہوں کہ جوں شمع سحر] — روشن ہے جو کچھ کہ صبح ہوتے گزری

دیگر

احوال تباہ کو دکھاؤں میں کسے — افسانۂ درد] دل سناؤں میں کسے
تو دیکھ نہ دیکھ سُن نہ سُن جان نہ جان — رکھتا ہوں تجھی کو اور لاؤں میں کسے

احمد

احمد تخلص پنج کس از ریختہ گو بمن رسیدہ کہ ذکر یک کس ازاں[۱] در تکملہ انسب[۲] دیدہ و چار تن را در اینجا برشتہ تحریر کشیدہ

اوّل

جوانے است رعنا مغل زا سپاہی پیشہ بہ اندیشہ خجستہ فرجام احمد بیگ نام پیشتر [طبعش بیشتر بایں] کار استوار مائل بود اما از چندے ترکش نمودہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دل [نہیں] وہ شے ہے کافر جو[۳] بنے اور ٹوٹ جائے
ہم نہ مانیں گے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

---

[۱] را از ایشان ۱۰ ۱۰ [۲] مناسب ۱۰ ۱۰
[۳] قافیہ کے لئے 'جو' کو 'کافر' سے پہلے پڑھنا ہوگا۔ چونکہ دونوں نسخوں میں 'کافر جو' تھا اسلئے اسی طرح نقل ہوا۔

غضب سے ہاتھ میں تو نے جو تیغ کیں [پکڑی] [نہ اٹھ سکا تیرے بسمل نے جو] زمیں پکڑی

عاشق دختر رز جتنے ہیں [اے پیر مغاں] باغ جنت [میں بھی] ہو نگے شجر تاک تلے

دوم

شیخ احمد یار سلمہ [اللہ] الغفار وے جوانے [است طالب] علم و حافظ قران [صاحب حلم] فصاحت بیا] ن بغائت مہذب و [نہائت] مودب خوش خلق و با مروۃ صاحب حیا [و پرفتوۃ] اصلش پنجاب ممالک انتخاب و مولدش خاک پاک دارالخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد است نسبت تلمذ بیکے از شعرائے ایران دارد و بہر دو زبان [سخن سازی] بر روے کار آرد ایں چار بیت از ریختہائے طبع اوست ؎

آہ و الم و اشک رواں نالۂ جانکاہ رکھتا ہوں ترے غم میں یہ سامان ادھر دیکھ

نے مجلو رسائی ہے نہ خواہش [ہے] تمہیں کچھ پھر کون سی صورۃ جو ملا [قات] کی ٹھہرے

بیوفا بس بیوفائی ہو چکی آ گلے [لگ جا] جدائی ہو چکی
ہے یہی اپنا جو دست نا رسا پانو تک تیرے رسائی ہو چکی

سیوم

میاں صمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین وے جوانے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ بہ چرا گہری ایام بسر میبرد و در ضلعہ مشرق جاں بجاں بخش سپرد ایں دوازدہ شعر از زادہاے طبع آنمرحوم است ؎

ترا بوسہ تو ہمنے لے لیا زور اوری گلرو
دیا کر ذوق سے ہمکو تو اب دشنام کیا ہوگا

آمد کو سُن بہار کی صیاد کسطرح　　جاتی رہی قفس کے تئیں چیر عندلیب

باد [صبا قسم] ہے تجھے روی گل کی [آج]　　کچھ کہہ تو میرے روبرو اوس گلستاں کی بات

[تیغ کیوں کھینچتے ہو] ہر دم آج　　کہیے صاحب کدھر گیا ہے مزاج

حواس کیوں نہ اوڑیں [اس جگہ] فرشتوں کے
زیادہ حور سے ہے اوس پری کی پیکر خوش

تن کو [جلاے یا کہ تو آنسو بہاے] شمع　　[بنتی] یہاں نہیں [تجھے بن سر کٹاے] شمع
دل [بہ گیا تو کیا ہے کہ تیرے نیاز کو　　کچھ ہے ایک اشک ہم نے چھپائے ہیں چشم میں]
فراق گلرخاں [میں کھا کے] داغ آہستہ آہستہ　　کیا سینے کو میں نے اپنے باغ آہستہ آہستہ
مرے جاتے ہیں خلجیازوں] سے یہ محمود اے ساقی　　خدا کے واسطے مت دے ایاغ آہستہ آہستہ

آٹھوں پہر جسے تھا انکار بوسہ [ہم سے]　　وہ آج کر گیا ہے اقرار ہستے ہستے

یہ [صید] دل کہ تجھ سے ہیں پیارے ڈرے ہوے　　جاتے ہیں [تیرے کوچے سے کوسوں پرے ہوے]

[ہم ہیں شکستہ حال سر انجام راہ سے　　یارب یہ قافلہ نہ شتابی کہیں چلے]

چہارم

نوجوانے است سعادۃ التیام میر احمد علی نام مدعمرہ کہ شو [ق حفظ کلام ربانی] در سر دارد

ودریں شغل شریف ایام بسری آرد ازاولاد بعضے از [متوسلان] شاہ حسین [واعظ] است مشق سخن از [برخوردار کامگار میر] عزت اللہ عشق میکند طال عمرہ وزاد قدرہ وبنابر توغل کہ در [حفظ قرآن] شریف وارد کم کم سخن میگوید ایں ہفت شعر از گفتہائے اوست ؎

آ کے ناحق ہمیں ستایا کیوں — پھر نئے سر سے دل جلایا کیوں
ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے — وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیوں
کیا غضب [ہے] کہ تو نے احمد کو — اسقدر دل سے ہے بھلایا کیوں

جب سے وہ بت نہیں دیتا ہے دکھائی مجکو — ہے سیہ آنکھوں میں یہ ساری خدائی مجکو
آہ کچھ پہلے ہی دن اونے دکھا کر آنکھیں — [دل] مرا چھین لیا کچھ نہ بن آئی مجکو
دل خراشی سے نہیں چین مجھے اے احمد — ایسی الفت سے [خدا دیوے رہائی] مجکو

دوستی تم سے ہم سدا کرتے — جو ذرا تم بھی کچھ وفا کرتے

احسن

تخلص چار کس از ریختہ گو میدانم۔ نوشتن یک کس از انہا بہ تکملہ النسب انگاشتہ [سہ کس را دریں اینجا می نگارم

اوّل

عزیزے سخن گو از معاصران شاہ مبارک آبرو مبارک آغاز [فرخندہ فرجام محمد احسن اللہ] نام گویند کہ [مردے بود نرم دل [وبرویہ] آنوقت [بما] بہام گوئی مائل ایں [از ولیت] ؎

یہی مضمون خط [ہے] احسن اللہ — کہ حسن خوبرویاں عارضی ہے

لام تعلیق کا ہے اوس بت خوشخط کی زلف — ہمتو کافر ہوں اگر بندے نہوں اسلام کے

دوم

مرزا حسن قلی نامی مغل [زا] از شاگردان سرآمد شعرا [ے فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا در بدو شوق شعر گوئی اشعار خود از نظر میر ضیاء الدین ضیا میگذرانید در آخر ہا تلمذ مرزا مذکور برگزید و قوے درین فن بہم رسانیدہ و در [جرگہ] شعراے ملازم سرکار دولت مدار نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر گردید و [ہیژ] دہ شعر از طبع زادش در ینجا بہ تحریر رسید منہ عفی اللہ[1] عنہ ؎

اولٹا سحر [صبا سے جو] گوشہ نقاب کا — دیکھ اوس کو [رنگ زرد] ہوا آفتاب کا

کہا جو میں نے کہ رخ کو ترے قمر نہ لگا — بگڑ کے بولے کہ چل پے ادھر نظر نہ لگا

شب جو دھڑکا مرے دل کا خلل انداز رہا — کام دل لینے میں اوس شوخ سے میں باز رہا
شام سے[2] صبح ہوئی بند قبا کھلنے میں — سیکڑوں جان سے جائینگے [جو یہ ناز رہا]
لے کے دل ہاتھ میں کی خانہ خرابی اوس کی — جسکے گھر جاکے تو اے خانہ بر انداز رہا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینے میں جگر کے احسن — تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا

خاک چمن میں کس کی ملی آرزوی دل — جو[3] غنچہ یہاں کھلے ہے سو آتی ہے بوی دل

[کل جو] اوس شوخ نے سنکھ ہو لڑائیں آنکھیں — برق نے ابر کی چادر میں چھپائیں آنکھیں
[شوخ] چشمی [پہ] گھمنڈا اپنی نکیجو نرگس — آنکھیں کھل جائینگی جب اوسنے دکھائیں آنکھیں
کل عجب طرح سے تڑپے تھا ترے کوچے میں — دیکھ کر حال کو احسن کے [بھر آئیں آنکھیں]

جہاں تک [تھے] اغیار [سب] یار ٹھہرے — مگر [ایک ہم ہی] گنہگار ٹھہرے

---

[1] عفی عنہ ا.ا. [2] کی ا.ا. [3] جوں ا.ا +

[نہ خلوۃ نہ جلوۃ کے ہم] یار ٹھہرے [فقط دیکھنے کے] گنہگار ٹھہرے

جز آہ و [نالہ ایکدم بھی دل اپنا رہ نہیں سکتا] جدائی نے یہ کسکی زندگی دشوار ایسی کی
[نہ ملتا] اور سے میں تو اگر ملتا نہ غیروں سے جو تونے یار ویسی کی تو میں ناچار ایسی کی
[جو] تونے کی ہے دلکو مجھسے لیکر [تو ہی منصف ہو] [کسی نے] دل کسیکا لیکے اے دلدار ایسی کی
نہ دونگا دل کسی دلبر کو پھر بھر عمر اے احسنؔ طبیعت عشق سے اوس یار نے بیزار ایسی کی

پہنچی جس وقت مجھے اوسکے خبر آنے کی سدہ رہی مجکو نہ اپنے کی نہ [بیگانے] کی
تم تو دل مانگو ہو یہاں جان تلک حاضر ہے بات بھی ٹھہری کوئی [آپکے] فرمانے کی

سیوم

[جو] اندے رعنا [محبت آما] شیریں کلام احسن اللہ نام وے درویش زادہ ایست [نیکو سیر] پاکیزہ [مخبر] کہ دست بیعت بدست میاں محمد امان مرحوم کہ یکے از خلفاء برہان العاشقین مولانا محمد فخرالدین [قدس سرہ بودند، داوہ مشق سخن از خوشہ چیں سخن سنجان فصاحت بیان اعنی قاسم ہیچ مدان سراپا نقصان میکرد و شعر گرم میگفت اما شوقش سرد شد بار قاصہ زنے سر خوش داشت بد] حالتے پیدا کردہ بود اما پائداری نہ کرد ایں یک شعر از وے بخاطر ماندہ ؎

اسکی گلی میں احسنؔ نت چوری چوری جانا یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احسان

تخلص دو کس از اہل سخن معلوم من است تحریر یکے از انہا بہ تکملہ [انسب] انگاشتم و دیگرے را در ایں جا نگاشتم و آں حافظ [عبد الرحمن سلمہ اللہ المنان است در ابتدا] رحمنؔ تخلص می کرد [و شعر فارسی] ہم میگوئد وے جوانے است متین با تمکین خوش اختلاط کشادہ پیشانی سراپا محبت سر بسر مہربانی بزرگانش [اکثر حافظ قرآن و بیشترے از نیاکانش] فقہ دان پدرش بہ پیش امامی حضور والا عز امتیاز داشت و بورع و تقوی بقدر وسع ہمت می گماشت خودش در سلک

شعرائے پائے تخت منسلک است شیریں زبان وخوش فکر واقع شدہ کلامش خلاوت وارد بیست و[ہفت]
شعر از گفتہائش مرقوم قلم حقائق رقم گشت منہ سلمہ ربہ ؎

ہو کے شاگرد لکھا خط میں ہے بھائی مجکو — قیس گستاخ کی یہ بات نہ بھائی مجکو
کھول دو کان جرس کے کہ رکھے چونچ کو بند — خوش نہیں آتی ہے یہ ہرزہ درائی مجکو
کیا کروں سلطنت جم کو کہ جم جم ہو نصیب — آستان شہ جیلاں کی گدائی مجکو
صورت و صوت و رہ خانہ کعبہ تو نے صنم — نہ دکھائی [نہ سنائی نہ بتائی] مجکو
اس خرابات میں اے بادہ کشاں ہوئے نصیب — خوشہ تاک تمہیں آبلہ پائی [مجکو]

یہاں مجھے تو نصیحت کو [ہیں] سبھی موجود — وہاں تو ہوش [کسو] کا بجا نہیں رہتا
لگا [ئی تاک] ہی کیوں محتسب نے تجھ سے ولا — اگر تو دختر رز سے [بھلا] نہیں رہتا
جو دل لیا ہے تو بوسہ بھی دو سمجھ رکھو — کہ بد معاملگی میں مزا نہیں رہتا
کوچہ یار کی احسان ہے نشانی مجھ پاس — میں ترے پاؤں پڑوں پاؤں سے تو خار نہ [کھینچ]
تعمیر عمارۃ ہو [ذرا] عمر کی [جتنے] — اس عمر میں ایسا کہیں [معمار نہ] پایا

نہ ہند میں دل بیتاب نے تتار [میں] جا — تو تار باندھے ہوئے زلف تابدار میں جا
سیاہ بختوں کے رتبے کو اہل دید سے پوچھ — کہ مثل سرمہ رکھے ہیں وہ چشم یار میں جا
ان آنسوؤں کو میرے ڈبونے کا فکر ہے — دشمن ہو جسکی فوج وہ سردار جی چکا
چہرے پر آپ کے بیوجہ نہیں داد ہوا — داد دو میری کہ یہ باعث بیداد ہوا
سن رکھ او خاک میں عاشق کے ملانیوالے — عرش اعظم کے یہ نالے ہیں [بلا] نیوالے
سر چڑھے ہیں مرے پاؤں کے پھپولے ہیہات — یہ مجھے کون تھے آنکھوں کے دکھانیوالے
خواب میں بھی مجھے اس دو [لت] بیدار کیساتھ — بخت کم بخت نہیں آہ سلانے والے
کہدے عیسیٰ سے کوئی [ذلی] و [ہ جا ہے حضرات] — [چھو کرے یاں] کے ہیں مردوں کے جلانیوالے
آشنا کس کے ہیں بے دید ہیں یہ دیدۂ و دل — ہیں یہی دیدہ و دانستہ ڈبانے والے

لہ ای ۱۰۰ ۰

انکی [رونے] پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان [پانی] لے دوڑے ہیں کیا آگ لگانے والے

جو کوئی جان بچا کر تمہارے در سے پھرا یہ جانتا ہوں مری جاں خدا کے گھر سے پھرا

میں تجھ بغیر جام ہلاہل کو پی گیا جم جم تو جی کہ ہاں ترے باعث سے جی گیا

ہوگی [یکدست] تیری اور ہی اے یار [نمود] جب تجھے ہم سے کسو بے سرو پا نے چاہا
نام عنقا سے مجھے ننگ ہے آتا احسان شہرۂ نام کو کیوں اہل فنا نے چاہا

یاد وہ لب آئے مجھکو سنتے ہی نام شراب جاں بلب اس غم سے ہوں میں ساقیا جام شراب
ہچکیاں لے لے کے شیشے کا یہ رونا ہے بجا اُوسے ہوتا ہے جدا معشوق گلفام شراب
خوں بہا ہے مسئلہ شرعی تو پھر تکرار کیا محتسب خم کے دیت میں دے مجھے جام شراب

احقر

تخلص میرزا جواد علی نامی قزلباش است گویند وے در لکھنؤ تولد شدہ در ابتدائے [مراہقہ] بزیارۃ نجف اشرف و کربلاء معلےٰ زادہما اللہ شرفا و تعظیما وغیرہما از عتبات عالیات فائض گشتہ بمولد خود معاودۃ نمود شاگرد میر حسن مرحوم صاحب مثنوی بدر منیر و بے نظیر است ایں دو بیت از و است ؎

برہم میں اس کی جو شب [چاہ کا مذکور چلا] اوٹھ کے مجلس سے وہیں وہ بت مغرور چلا
کبھو دیدار [بھی دکھائیے گا] یا یونہی در بدر [پھرائیے گا]

لہ آیا ۱۰۰۹ ۔

اختر

تخلص سید زادہ ایست [خوبی] التیام میر اکبر علی نام دے از سکنہ سہرند و تلامذۂ میاں قلندر بخش جرأۃ است [آتش بازی] خوب میسازد و شعر ہم بسیار گرم از طبعش می تراود ایں ہشت بیت از گفتہائے اوست ؎

تماشے کی ہے جا [مژگاں] پہ جو لخت جگر نکلا
عجب یہ شاخ گل ہے جسمیں [شکل] گل ثمر نکلا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم
نہ لگے گرد کو بھی جس کے پری کا عالم

کیا کہوں کل تری رفتار کی اٹھکیلی دیکھ
کچھ عجب حال سے [تھا کبک دری] کا عالم

لیکے دل جان سے مارا مجھے اختر اونے
کیا کہوں اوسکی میں بیداد گری کا عالم

کوئی جتاوے یہ اوس شوخ بیوفا کے تئیں
کہ [آشنا نہیں دکھ دیتے] آشنا کے تئیں

صاف دل سے بھی جو اوسکو اپنے ہم گھر لیگئے
تو بھی [سب] دلمیں گماں کچھ اور ہم پر لیگئے

کچھ ستارا شائد اختر کا پھرا ہے اندنوں
تم جو پاس اپنے اوسے پھر پھر کے بلوانے لگے

ہمارا [لیکے خط] تجھے اگر وہ نامہ بر کھولے
تو کہدینا اوسے ملک دائیں بائیں دیکھکر کھولے

---

[1] کچھ دینا ۱۰۱ +

[ارمان]

تخلص دو کس میدانم

اوّل

شاہ علی خلف الصدق میاں جعفر علی حسرۃ گویند کہ وے جوان ہوشمند و بسیار ارجمند است ایں سہ شعر از وے است ؎

ولا تو بستر غم پر جو یوں کراہے ہے — بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

تا سر بالیں او سے آنا قیامت شاق ہے — یہ [دل] بیمار جسکا نزع میں مشتاق ہے

فرصت ہو کچھ [جنوں سے تو سودا] خرید لے — کوچے میں اوسکے عشق [کا بازار گرم ہے]

دوم

[امیرے از] امرائے نظام الملکیہ المخاطب بہ مجاہد جنگ کہ نسبت تلمذ بہ امیر [اسد علیخان] تمنا دارد گویند کہ بسیار مرد پسندیدہ اطوار ستودہ کردار و محبت اساس و [آدم] شناس است ایں شش بیت از گفتہائے اوست ؎

نہ بہلا تو مجھے مینا میں آب ارغوانی بھر — شتابی جام میں ساقی شراب ارغوانی بھر
لگی ہے ٹکٹکی کس شوخ رنگیں [پوش سے] میری — کہ یوں آنکھوں میں آئے اشک ناب ارغوانی بھر
خجالت سے چمن میں گل ہوئے غرقاب شبنم میں — عرق سے جب گیا اسکا نقاب ارغوانی بھر
کہاں سا ما [ن ہے یہ رنگ پاشی کا کہ پھرتا ہے] — فلک کاندھے پہ رکھ مشک سحاب ارغوانی بھر
[مجھے بیدار بخت اپنے] کہ [رنگ خواب مستی] سے — رہی ہے اوسکی چشم نیمخواب ارغوانی بھر
لہو کے گھونٹ پیتا ہوں میں اوس بزم میں ارماں — رکھوں ساغر میں جب یاقوت ناب ارغوانی بھر

اسعد

تخلص دۃ التاج سلطنت لولو لالا ے دیہیم خلافت مرزا اسعد بخت خلف الصدق مرزا احسن[1] بخت بہادر است گاہ گاہ از طبع در بارش شعر ریختہ تراوش میکند ایں شعر [جناب[2] ایشان] است ؎

تو ہیگا وہ اسعد کہ ہاتھوں سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہرے نہ زنار ٹھہرے

اسد

تخلص دوکس بمن رسید ذکر یکے از ایشاں بہ تکملہ اوفق پنداشت و یکے را در اینجا نوشتن مناسب انگاشت و آں میر امانی مرحوم است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان بذلہ سنج طیب[3] بیان خلیق و یار باش خوش فکر پاکیزہ تلاش چندے در سرکار دولت مدار نواب افضل خاں مغفور کہ یکے از بنی اعمام [نواب معلی القاب امیر الامرا] نجیب الدولہ مبرور بود تعلق داشت بعد انقضاء ایام دولت [ایشاں برائے تحصیل اسباب معاش رخت] سفر بجانب بلدہ لکھنؤ کشید و از ہمانجا سفر آخرۃ گزید شاگرد رشید [شاعر فصاحت آما] مرزا محمد رفیع[4] سودا بود سی و نہ بیت از [ارادہائے طبعش در اینجا] ثبت افتاد منہ رحمہ اللہ تعالے ؎

پی کر شراب دُردتہ جام دے گیا — وہ شوخ ہم کو بوسہ بہ پیغام دے گیا
آیا جو میکشی کو چمن میں وہ بادہ نوش — ہر ایک گل کے ہاتھ میں اک جام دے گیا
کھانے کو غم ہے پینے کو خوں دیکھنے کو داغ — سب عشق کا وہ ہم کو سرانجام دے گیا

[1] حسن بخت ۱۰۱۰۔ [2] از جناب ۱۰۱۰۔ [3] طیبت ۱۰۱۰۔ [4] رفیع السودا ۱۰۱۰۔

کل لڑ گیا کہ اور پہ عاشق ہے تو اسد — آیا ہے [جب وہ یاں تو] ایک الزام دے گیا

تھا بے خبر تو ہم سے ملے تھا وہ شوخ چشم — [آئینہ دیکھتے ہی] کچھ آنکھیں بدل گیا

جوں توں اسد کو لائے تھے اسکی گلی سے ہم — [خانہ خراب راہ میں] آکر مچل گیا

کس رات تجھے ڈھونڈ[ھنے] مہتاب نہ نکلا — کس روز تیرے در کو نہ خورشید نے جھانکا

عذاب ہجر سے مرنا بھی تھا بعید ولے — یہ شکر ہے کہ وصال [اپنا] عنقریب ہوا

فرحت کہاں ہے یارب اس دور میں جو دیکھا — جام شراب تک بھی چشم پر آب نکلا

ہے آج عید کا دن میخانے کو اسد چل — گھر سے نماز پڑھنے ہر شیخ و شاب نکلا

یہ کہہ سکتے ہیں کب عاشق کہ غیروں پر نگہ مت کر — تجھے چاروں طرف تکنا ہمیں ناچار ہو جانا

دیکھ اوس زلفوں کے حلقے دل دھڑک کر رہ گیا — دام میں جو صید آیا سو پھڑک کر رہ گیا

تھا کسو بد عہد سے وعدہ گلے ملنے کا آج — رات آپ ہی آپ کچھ بازو پھڑک کر رہ گیا

رقیب مونہہ [لگے] اور میں نہ کر [سکوں] پابوس — یہ کیا غضب ہے بس ایسا ہوں میں گیا گزرا

[یہ دوں لگی کہ نیستاں جلے ہے] سرتاسر — مگر اسد کوئی صحرا میں دل جلا گزرا

ملک تو نے [ہی گرم کی بغل رات] — ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات

دم گنتے گنتے شام سے ہم کو ہوئی ہے صبح — دل پر کھلے ہیں معنی یوم الحساب رات

[آدم تو کیا] کہ جن و [ملک] ہیں ترے اسیر — مارا ہے دام زلف نے تیری جہان پر

اوس مہ وش کے چہرے پہ چیچک کے داغ سے — دن کو ستارے رہنے لگے آسمان پر

مت دیکھ اپنے مصحف رخسار کی قسم — [رکھ جاویگا ابھی کوئی ہاتھ] اس قران پر

شعر خوب است اما خالی از چیزے نیست

ظالم کبھو تو آ کے اسد کی بھی لے خبر — مرتا ہے [تیرے واسطے] کیا نوجوان دریغ

[نے خشت میکدہ نہ سبو اور نہ خم ہوا — برباد ہی گیا یہ ہمارا غبار حیف]

آنکھ تک آ ٹھٹک رہا ہے دل — کسو کی راہ تک رہا ہے دل

لہ اپنے ۱۰۱۰

[جوں شمع کل] نشاں بھی ہمارا نہ پاؤ گے — مہماں ہیں آج شب کی شب اس انجمن میں ہم

چھاتی پہ [میری] سانپ پھرے ہیں تمام رات — دن کو خیال زلف کا تیری اگر کروں

بزم بتاں ہو جام ہو خلوۃ ہو پھر تو میں — کافر ہوں وہاں اگر جو خدا کا بھی ڈر کروں

جاتا ہے کل شکار کو وہ نیستاں کی طرف — میں اپنے آج یار اسدؔ کو خبر کروں

کبھو تو پھر نظر آ جا کہ تیرے وعدے پر — رکھا ہے جان کو میں تھام تھام آنکھوں میں

مت چاندنی میں بیٹھ کے پی تو شراب جان — گھٹتا ہے نور ماہ تجھے آفتاب جان

اپنی جفائیں میری وفائیں حساب کر — اس میں جو غیر بولے اسے بیحساب جان

لے سلطنت بھی روتے ہی رہتے ہیں دلجلے — گریاں ہے شمع صاحب تاج و سریر ہو

تیری جو اسدؔ چھت سے لگی رہتی ہیں آنکھیں — [دیکھا ہے] مگر تو نے لب بام کسی کو

زلفیں ہی دیکھ کر یہ خجل رات ہو گئی — مکھڑا جو [کھل] گیا تو سحر مات ہو گئی

اسدؔ اس جفا پرستوں کی وفا کی — مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

[ناگنی زلف کی رہتی نہیں بن] جان لئے — کیا ہی پھرے ہے [بلاف] ترا کاٹا نہ جیے

پھنس قید میں گر چاہ میں ہو گرگ کا طعمہ — جو چاہے [اسدؔ کر یہ نہ کر] چاہ کسو کی

[ہوں میں] قربان ہر بہانے کے — خوب ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے]

کیا ہی رہتا ہے زلف سے سر بر — ہاتھ اب چوم لیجے شانے کے

بر نہ آوے ترے [سکوں] سے اسدؔ — اتفاقات ہیں زمانے کے

اسیر

تخلص فرنگی زادہ ایست بیترام نام از رفقائے پسر شمر و فرنگی مشق سخن از [محمد نصیر الدین] نصیر میکرد گویند کہ [بغایتے] پر زور بود کہ دم [جادہ] را گرفتہ استادہ میداشت ہر چند فیلبان نہیب میکرد فیل بچہ از جا نتوانست رفت واللہ اعلم بحقیقتہ الحال ایں شعر او راست ؎

شمع فانوس میں [در پردہ جلے ہے دیکھو] شعلہ آہ نکالے ہے جگر سے باہر

اشرف

تخلص دو کس معلوم [من گشتہ و بیروں ازیں ہر دو یکے] اشرف قدیمی از معاصران شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی است کہ شعر [ش بمن نرسیدہ مگر یک مصرع کہ ولی تضمینش کردہ گفتہ

اشرف کا یہ مصراع ولی دل کو ہے دلچسپ [دیکھا ہے وہ دریا کو] اپس دیدہ تر میں

بہر حال یکے ازیں ہر دو حافظ غلام اشرف است سلمہ ربہ و مدعمرہ کہ در غزلیات حافظ ہم تخلص میکند و دیگرے محمد اشرف لکھنوی کہ در تکملہ انشا اللہ تعالے مذکور خواہد شد و ایں حافظ غلام اشرف جوانے است صالح آزاد وضع دنیا بزار حافظ قرآن نیکو کردار چند سی پارہ بہ تہجد میخواند بیشتر اوقات مشغول بیاد حق میماند بنا بر مناسبت طبع [دستگاہے عظیم] بعلم موسیقی ہم رسانیدہ ہما نا کہ ایں از عالم وہب است کہ دریں فن کمتر یکے تعلم گزیدہ خط نسخ طبعی بسیار شیریں می نویسد از علوم شرعیہ ہم یک گونہ بہرہ دارد اندک مایہ علوم عربیہ از ایں بے بضاعت تعلم کردہ شعر فارسی بطور خود صوفیانہ [موزوں] میکند خیال نہ ٹپہ و ترانہ بسیار گفتہ تصرفے در [یں] نمودہ سازے ایجاد کردہ وبہ [سندر بیں موسوم ساختہ] اشعار ریختہ طبع زاد خود از نظم میگذرانید اما چوں لاابالی مزاج افتادہ اکثرے از طبع زاد خود بے آنکہ بسمع من رساند پسند میکند و پیش ہر کس میخواند و ہیچ [مبالات] نمی کند والد ماجد حافظ عدیم المثال بود و برادر حقیقی مولوی نور احمد مختار علیہما الرحمۃ ایں [نہ] شعر از گفتہائے اوست کہ بگفتن وے ثبت افتاد ؎

ابر میں مہ کی [طرح زلف کے پردے] میں آہ تو نے گو منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ [2] تعلیم ۱۰ و [3] ہم موزوں [4] کر ۱۰ و ۱۰

[دمبدم یہ آنکھ اشک تر سے اب] خالی نہیں — چشم ہے یارب یہ بھرنے کی کوئی جالی نہیں
زلف جاناں ہے خدا اے دل تو اس سے بچکے چل — جسکا مارا دم لے ایسی ناگنی کالی نہیں
[گرمی الفت زبس ہے بیشتر میرے تئیں — چاہیئے تبرید کو خار شتر میرے تئیں]

جفا کا شکوہ ایدہر سے پیارے وفا کا وعدہ اودہر سے بارے
کبھو نہ گذرا دلوں کے اوپر ایدہر ہمارے اودہر تمہارے

انند کرتے ہیں عشاق عشق جاناں میں — نہ اون کو غم ہے کبھو ہرزماں ہے خوشحالی
اشرف اب رونے سے [رویت] کی نہیں مجکو امید — خالی دل کرنیکو تک آنکھہ یہ بھر آتی ہے
ایک تجلی نے تو روشنی عالم کو دی — آگے اب اندھیرے ہے جلوہ گری اور بھی
مطلب ہے لامکاں سے نہ کچھ کائنات سے — ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشتیاق

تخلص مردے [است] سعادۃ التیام [شاہ] ولی اللہ نام گویند کہ وے از پیرزادہاے سہرند واز معاصران شیخ ظہور الدین حاتم وبسیار متوکل ومشغول بحق بود ازاں کہ طبع موزوں داشت گاہ گاہ فکر ریختہ میکرد ایں دو شعر طبع [زاد] وے است خداش رحمت کناد ؎

لڑکوں کے پتھروں سے لگے کیونکر[1] اوس کے چوٹ — ہر ایک گرد باد ہے مجنوں کو دہول [کوٹ]
بتاں جو غیر[2] کی باتیں ہمیں سناتے ہیں — کچھہ اس کا [دوس] نہیں یہ خدا کی باتیں ہیں

اصغر

تخلص دوکس میدانم

---

[1] کیونکر ۱۰۱ [2] ہیر ۱۰۱

اوّل

[بزرگے] از پیرزادہاے [مشہورہ مستقر الخلافہ اکبرآباد و از معروف ترین دانشمندان آنجا کہ میر امجد علی نام دارد و خرقہ خلافت از سید عبد [اللہ قادر] ی رحمہ اللہ [کہ از] اولاد امجاد حضرت ذوالسانین [امام] الفریقین محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم بودند یافتہ گاہے از طبعش شعر ریختہ ہم ریختہ ایں بیت از وے است ؎

تیغ کو [کھینچ کیا ڈراتے] ہو کام عاشق کا کیا ہے مرجانا

دوم

مردے از دودمان شان [جلی المسمّٰی بہ میرا] صغر علی وے از سادات قصبہ مارہرہ و مرد کامل [فارسی دان] شیریں [زبان است] شعر فارسی ہم میگوید و دیوان [مروف دارد] دعوے شاعری ندکاخ دماغش [خیلے] جاگرفتہ و بمعلی ایام بسر میبرد ایں دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

ہوا ہے مانگ میں دل [گم] کہو میں ڈھونڈھوں کدہر کہ آدھی رات او دہر ہے اور آدھی رات ادہر

تری اس مانگ سے گیا معنی دلخواہ پیدا ہے شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اظہر

بظاہے معجمہ تخلص جوانے است صاحب تمکین مسمی بہ غلام محی الدین و وے خلف صدق میاں غلام حسین سروری و شاگرد میر فرزند علی موزوں و مرد معلی پیشہ [بہ] اندیشہ است خلیق وخوشگو و نیک اختلاط و پاکیزہ خواست از چندے ویرا زمانہ بنواح کالپی افگندہ خداش خوش دارد پدر والا قدرش کہ فارسی گو و از تلامذہ [نظام خاں] بینجر و مرد بزرگ و بزرگی منش است ہم بدیار مشرق افتادہ اوقات گرامی بمعلی بسر میکند مختصر کلام ایں مطلع از وے [بخاطر ماندہ] ؎

۱ونیک ۱۰۱۰، ورق ب ۳، ۲زمانہ ویرا ۱۰۱۰، ورق ایضاً،
۳دارد ۱۰۱۰، ورق ایضاً، ۴معجز ۱۰۱۰، ورق ایضاً،

رکھتی ہے میری جان جو [مضطر] تپش دل دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

اعظم

تخلص اعظم خان [افغان] است وے جوانے است رعنا ظریف الطبع کہ از [محمد] نصیر الدین نصیر مشق سخن میکرد از چندے ترک ایں سودا کردہ [بہ] تحصیل علوم متعارفہ [و] خدمت میاں محمد کاظم کہ یکے از تلامذۂ اوستاد والا نژاد [حبر] محقق فحل مدقق جامع فروع و اصول حاوی منقول و معقول معلم دوران مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ [و بجلیہ] صلاح و تقوی آراستہ و بزیور تجرید و توکل پیراستہ [است] اشتغال دارد ایں پنج شعر از وے است ؎

بے حجابانہ لب بام پر آ رشک قمر! روبرو چادر مہتاب تیرے پانی ہے

اسی مضمون سے معلوم اوسکے سرد [مہری ہے] جب اسنے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پہ لکھا

سوز دل از بس طبیبوں سے نہاں رکھتے ہیں ہم شمع آسا نبض زیر استخواں رکھتے ہیں ہم

تن برشتہ پہ کیونکر نہوے گلکاری کہ آج بر میں ہے اوسکے لباس [پہلکاری]

کیا یہ عکس دام کم ہے جوشن فولاد سے [ہے] اسیری میں لڑائی صید کو صیاد سے

افسوس

تخلص دوکس معلوم من است

اوّل - مردے از خاندان واجب الاحترام میر شیر علی نام پدرش داروغہ توپخانہ عالیجاہ بہادر میر علی نام المخاطب بہ مظفر خاں بود اصلش از قصبہ نارنول است دریں فن نسبتہ تلمذ بہ میر حیدر علی حیران دارد اشعارش دلکش است یازدہ شعر از گفتہاے وے بقلم در آمدہ اوراست ؎

سمندناز جو یہاں اوس سوار کا پہنچا غبار تا فلک اس خاکسار کا پہنچا

یہاں تلک ہے نزاکت گلوں کے گجرے سے لچکنے لاگے ہے اوس گلعذار کا پہنچا

لہ نسخۂ ا. و. ورق ۴۷ ا. لہ دونوں نسخوں میں 'از' ہے +

اشک گرم اپنے سے اب دیدۂ تر جلتے ہیں — دیکھ لو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہیں
پوچھے ہے کیا گاے اگر سر میں درد ہے — اوس خا[ک] پا کے آگے تو صندل بھی گرد ہے
کوچہ یار میں رہتے تو نہیں اب لیکن — بھولے بھٹکے کبھی اس راہ سے ہو جاتے ہیں
بزم میں اس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں — چپکے بیٹھے ہوے ایک ایک کا منہ تکتے ہیں
ہمکر کسی سے میں نے نہ کی بات تجھ بغیر — روتے ہی آہ کٹ گئی یہ رات تجھ بغیر
کیا لکھوں اوسکو میں احوال یہ کہنا قاصد — بے حواسی کے سبب طاقت تحریر نہیں
کیا تو نے لکھا تھا کہ ترے خط کے تئیں دیکھ — آنسو لگے افسوس کی آنکھوں سے ٹپکنے
مونہہ تو [دکھلاے ذرا] گو نہ ملاقات کرے — ہمکو سو وصل ہیں جو ہمکے وہ [اک بات] کرے
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوے مرجانے کو — [وہی] اشخاص جو یہاں آئے تھے سمجھانے کو

دوم

[مثل] زاے سعادۃ لزوم [اعنی] مرزا غفور بیگ مرحوم [خویش وتبارش درقوم] مغول توران بہ ماہیگیر اشتہار دارند امانہ ماہی گیر اند جملہ مرد لشکری سپاہی [پیشہ کہ] ہمیشہ بہ سپاہگری روزگار بسر می برند آں مرحوم با وصف لشکر گردی [بمرتبہ] اعلیٰ [مولہ سخن گوئی] بود مشق سخن از اوستاد صاحب درا [ئت] ہدائت اللہ خان ہدائت میکرد و درین غیبوبۃ آں اوستاد والا نژاد اشعار خود از نظر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثنار اللہ خان فراق وایں ہیچمدان سراپا نقصان میگذرانید از چندے برحمت حق پیوستہ خدائش مغفرت کند کہ غفور بود ایں دو شعر از طبع زاد اوست منہ عفی عنہ ؎

مونہہ دکھا کر بت عیار چھپانا کیا تھا — تھا یونہی تجھکو چھپانا تو دکھانا کیا تھا
گر چکا تھا یہ مرا دل تو نظر سے اوسکی — زلف گر تھام نہ لیتی تو ٹھکانا کیا تھا
یار در بر ہے خدا خیر کرے — خانہ بے در ہے خدا خیر کرے
کیوں نہ فردوس سے بہتر وہ گلستاں ہوگا — زیب جس باغ کا یہ سرو خراماں ہوگا
دشت وشور جنوں نالۂ شب آہ سحر — دشمن جان یہ نکلے ہیں کدھر سے میرے

۱؎ مغل ۱۰۱ - ورق ۱۰۶ ۱ + ۲؎ گو ۱۰۱ - ورق ۱۰۶ ۱ +

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے — کسی کا خون ہے یہ کیا حنا ہے
پڑی اس چاند سے مکھڑے پہ پیلے — نہیں زلف سیہ کالی گھٹا ہے

[مونہہ سے بھڑا دے میرے شیشہ کو ساقی اسدم] — پٹکوں گا ورنہ تیرا ساغر اٹھا زمیں پر
شاید بہار آئی زنداں میں جو دوانے — جھنکار [تے] ہیں اپنی زنجیر پا زمیں پر

گل رخسار سے جسکے چمن میں گل ہوں شرمندہ — مقابل چشم کے افسوس کیا نرگس بچاری ہو

افسر

تخلص غلام اشرف است نیا کانش چودھری] گاوخانہ سرکار والا بودند شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است اکثر سلام و مرثیہ میگوئد ایں [سہ] شعر از گفتہاے اوست ؎

جب دیکھے ہے مہ داغ سیہ اپنی جبیں پر — آتا ہے اسے رشک ترے روے حسیں پر
معلوم نہیں کیا ہے تہ خاک تماشا — نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمیں پر
چہرے پہ ماہ کے نہ کیا کر خیال تو — آئینہ لے کے دیکھ ٹک اپنا جمال تو

اکبر

تخلص دوکس میدانم

اوّل

مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ برادر حقیقی عصمت قباب نواب تاج محل صاحبہ والدہ ماجدۂ مرشد زادہ جہان و جہانیاں جواں بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر انار اللہ برہانہ وے جوانے بود نیکو محضر پاکیزہ سیر خوش اختلاط با تمکین نیک معاش طبع رنگین ذی شوکت صاحب جاہ با ثروۃ حشمت پناہ در علم موسیقی دستے داشت گاہے بفکر ریختہ ہمت می گماشت از چندے بجوار رحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد ایں [ہشت بیت]

از زادہاے طبع آں مغفور است ؎

کب میں کہتا ہوں تجھے آ کے مسیحائی کر ایک دم تو کبھو آ اس دل بیمار کے پاس

کیا کیا جفا و جور سہے یار کے لئے ہے گرم قتل پر مرے اغیار کے لئے

کچھ اپنی زندگی نظر آتی نہیں خدا ہوں نیم جاں میں اس بت عیار کے لئے

اوّل تو آ کے میرے کیا دل میں جا کرے ہے من بعد وہ ستمگر کیا کیا جفا کرے ہے

اے مرغ دل قفس میں ناحق ہے آہ و نالہ صیاد فصل گل میں کب در کو وا کرے ہے

خواہش نہیں ہے مجھکو اب زندگی کی اوس [بن] تو اے طبیب ناحق میری دوا کرے ہے

طوفاں سے کم نہیں ہے اکبر کا دیدۂ تر دیکھہ اسکو ابر بھی یہاں پانی بھرا کرے ہے

کیا دوانا ہوں جو تیرے عشق کا سودا کروں سلسلہ زنجیر کا [اب پھر] کے میں برپا کروں

دوم

شخصے از عوام بہجو نام وے در سلک نقبیان حضور پرنور منسلک بود شاگرد اوستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است شوخی طبعش بدرجہ ایست کہ در خواندن اشعار اساتذہ مشہورہ بنام خود ہیچ مبالات ندارد از چاشنی کلامش احوالش ہویداست گویند کہ ایں وہ شعر از وے است ؎

دلمیں جو آج درد ہے اکبر کے دوستاں کس کی نگہ کے تیر کا پیکان رہ گیا

ہے برمیں مرے یار کے کیا جامہ پھبن کا جو پاٹ ہے جامے کا سو تختہ ہے چمن کا

جوں پردۂ فانوس میں ہو شمع درخشاں یوں جھمکے ہے جامے میں ترے رنگ بدن کا

ہمارے دلمیں خنجر ناز کے کیا کیا نگڑتے ہیں یہ کافر خوبرو جسوقت تن تن کر اکڑتے ہیں

یہ جتنے خوبرو سرکش ہیں انکو خوب دیکھا میں گئے پر حسن کے ایک ایک کے یہ پاؤں پڑتے ہیں

خدا چاہے سو ہووے اب ہمارے حق میں اے اکبر صنم سے اپنے پھر ہم آج اک بوسے پہ اڑتے ہیں

چھیڑا جو تک [وسے] تو بگڑ کر کہا کہ [واہ] تم کون ہو جو ہاتھ لگاتے ہو ہات کو

نقد جاں پر کیجئے بوسے کا سودا اس گھڑی آپ کا اے مہرباں چاہے اگر سو بار جی

؎ 'ہے' ا. و. ورق ۷۹ ب'

سینے میں دل کہا[ں] ہے تو اسکو[ا] مت ٹٹولے پیارے بجائے دل ہیں یہاں سینکڑوں پھپھولے
وہ ایکدن نہ سویا میرے گلے سے لگ کر آتے ہیں اپنے دل میں رہ رہ کے یہ ملولے

الم

تخلص میاں صاحب [میر صاحب] خلف الصدق سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ [میر] است خوش طبعی وحسن خلق جناب ایشاں نہ بدرجہ ایست کہ بحیطۂ تقریر در آید و بزرگ منشی ونیک ذاتی حضرت شاں نہ بمرتبہ ایست کہ [قلم دوزبان] از عہدۂ تحریر آں برائد درحین حیات والد بزرگوار وعم والاتبار بسیار آزادانہ و صاحبزادانہ اوقات بسر میکردند وبہ تعیش وتنعم میگذرانیدند بعد رحلت ایں بزرگاں بدار الجناں چناں برجادہ اجداد امجاد راست ومستقیم رفتہ اند کہ یاد ازاں رہ روان طریق طریقت میدہند با وصفے کہ در زمان سالف تا بسر حد چین سفر گزیدہ حالا بدرجۂ پا بدامن کشیدہ نشستہ اند کہ کوہ تمکین والبرز استقامت تواں گفت روز رحلت عم والا نژاد بعد فراغ دفن آں عالی نہاد بر زبان کرامت نشان شاں رفتہ کہ حالا مارا پاشکستہ ومردہ تصور نمائند الحق کہ موتوا قبل ان تموتوا راکار بستہ پاشکستہ منتظر موت الفقراء راحتہ نشستہ اند با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان عنائے کہ دارند از تسطیر مشر عشیر آں خامہ دو زبان عاجز وقاصر است مختصر کلام کلام صحت نظام ایشاں حلاوتے دارد کہ ذائقۂ سخن داں داند و کیفیتے دارد کہ وجدان بادہ نوشان جام وحدت شناسد یازدہ بیت از زادہاے طبع وقادشاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ ؎

میں پھروں کیوں نہ بیقرار ہوا تجھسے بدقول سے [قرار ہوا]
[مثل آئینہ محو حیرت ہوں] آہ کس مکھڑے سے دوچار ہوا
چھوڑتا کب ہوں اب میں یہ دامن تیری خاطر یہ گو غبار ہوا
چل الم مجھکو مت ستا اے تو لگ چلا بہت یار غار ہوا

اب تو اس بت کو ہمنے رام کیا بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

رُباعی

دیر و حرم اور کفر [و دین ہم میں] ہیں　　یار و اغیار و مہر و کیں ہم میں ہیں
جنکو ہم آلم پوچھتے ہیں غم تم ہو　　وہ بھی کہتے ہیں تم نہیں ہم میں ہیں

دیگر

کیا کہیے آلم ایک [گھڑی چین] نہیں　　آیا نظر اب کہ جیتے جی چین نہیں
میں تو بے چین ہوں ہی پر تحقیقی یہ　　[بن میرے سنا] ہے اوسکو بھی چین نہیں

دیگر

سودا کب تھا سے یہ کب تھی وحشت　　بس دیکھ تجھے ہوا پریشاں حالت
زلفوں کے دام میں آلم سا آزاد　　آکر پھنس جاے یوں خدا کی قدرت

الہام

تخلص درویشے است نیک سرنجام شیخ شرف الدین نام کہ در بلدہ لکھنؤ بہ [شاہ] ملول اشتہار دارد و سخن بعضے از نومشقاں باصلاح میرساند مردمان آنجا بنا بر دلق پوشی ویرا بغائت محترم دارند و صاحب باطن می انگارند بیشتر شعر فارسی میگوید گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم رخش ہمت می پوید ایں دو بیت از ریختہاے طبع اوست ؎

قدر تو نے کچھ نہ جانی گو برے یا نیک تھے　　ناز برداروں میں ظالم ہم بھی تیرے ایک تھے

مژہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے
نگہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے

امید

تخلص دوکس بمن رسیدہ یکے در تکملہ خواہد شد ذکر آں و دیگرے قزلباش خاں وے مردے بود از ایران زمیں محبت آگیں نیک خو معاصر خان آرزو دیوان فارسی وے شہرۂ تمام دارد بسیار خوش میگفت و نہائت خوش طبع و خلیق و یارباش و عمدہ معاش بود با ہر کس بخوبی پیش می آمد و بغائت نیک زندگانی میکرد [احیاناً] تفنناً بزبان اردوے معلیٰ سخن از وے سرمیزد دو بیت از وے کہ بمن رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

یار گھر جاتا ہے یار و کیا کروں ہائے گھر جاتا ہے یار و کیا کروں
یار بن گھر میں عجب صحبت ہے در و دیوار سے اب صحبت ہے

[امیر]

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

نواب امین الدولہ معین الملک [ناصر] جنگ بہادر [عرف] مرزا میڈھو صاحب فرزند ارجمند نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ [بہادر] حسب و نسب ایشاں بنا بر شہرۂ تامہ محتاج عبارۃ آرائی و سخن [پیر] ائی ما و شما نیست از اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ اش چہ بر طرازم کہ [باں] جاہ و حشمت باحاد الناس چہ سلوک جوانمردانہ می نمودند و باں شوکت و مکنت بہر کس چہ درد خورد بزرگانہ می فرمودند در ایام عقد مجلس مشاعرہ بدولت خانۂ ایشاں مرزا عظیم [بیگ] مرحوم عظیم تخلص کہ مردے بود آزاد وضع بے باک از رفتن مشاعرہ [ابا] آوردہ گفت کہ چوں من وارستہ

؎ زندگی ۱۰ ۱۰ ورق ۸۲ ۱۰

را چہ ضرور کہ تعظیم عظیم امیرے بجا آوردہ زیر مسند نشینم و مثل ما بے سروپا را چہ احتیاج کہ بے ہیچ تکریم فخیم این وزیرے سرانجام دادہ پائیں نشینی گزینم گاہے کہ ایں سخن باآں نیکوکردار والاتبار رسید [گستردن] مسند موقوف نمودہ فرمود کہ تشریف شریف ارزانی دارند کہ من ہم باشما بر فرش چاندنی خواہم نشست قاسم ہیچمدان سراپا نقصان درحین حضور ایں محفل سرور مرزا مذکور را ہرچہ تمامتر پیش کشید تا مشار الیہ شرط خدمت بجا آوردہ خود چار بالش شوکت پیش کشید بمبالغۂ بسیار و قال و مقال بیشمار [ہما نروز] بر مسند اجلاس فرمود ازاں پس بالمرہ در مجلس مشاعرہ بمسند جلوس نفرمودند میر انشاء اللہ خان انشا [و] برکت اللہ خاں برکت و مشتاق علی خاں مشتاق[1] بہ شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و دوستدار [سراپا] وفاق حکیم [ثناء اللہ خاں فراق] و ایں خوشہ چین ارباب سخن یعنی قاسم بے سروبن [بمقتضاے بشریت بخلاف] عنوان بزرگی بزرگاں [بے ہیچ] خوش نبودند و [مانند] میوہ [بیش] رس پیش رسیدہ مانند گل سرسبد داں بزم رنگیں بصدر مجلس می نشستند ما ہا جائیکہ می یافتیم می نشستیم و ہر جا کہ نشستیم ہرچہ بودیم بودیم نواب معلے القاب ہر اختلاطے کہ می نمود بہ پائیں نشینان مینمود و ہر توجہے کہ میفرمود با اینہا می فرمود در ایام متبرکہ صیام کہ برائے سخن سنجان اسلام [سفرہ] امیرانہ می کشید و نظر بر کرم کریمانہ [اش بمذاق] شعراے ہند و نژاد شیریں قسم اعلےٰ می رسید برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ کہ دراں روزہا محض جہت استفادہ سخن مدام بمجلس شعرا حاضر می شد اما شعر نمی گفت چوں در ایں ایام نجستہ آغاز فرخندہ انجام بنا بر خواندن خیر الکلام در تراویح [نمیرفت] بمبالغہ تمام ہنگام افطار یاد فرمودہ گونہ گونہ عنایت دربارۂ او مبذول داشتہ نوع نوع اطعمہ و اشربہ و فواکہ خشک و تر بدست حق پرست خود لطف می فرمودند و آنچہ بزرگی و سرداری را کار بستہ در اصلاح آں سخن سنجان پختہ مضمون ایں بے بضاعتان طبع موزون و اطفاء نائرہ [فساد] بوقلمون باسخاء گوناگون کوشیدند شمہ ازاں بطریق اجمال در جائگاہ خود سمت گذارش خواہد یافت انشاء اللہ تعالےٰ [مختصر کلام اگر پاے عنایت] و روے توجہ جناب ایشاں درمیان نمی بود و ایں سخن [پردازان] عالی نژاد

---

[1] کاف بیانیہ ا۔ ا میں نہیں۔ ورق ۸۲ ب ، [2] ا۔ ا میں 'بہ' قلمزد کر دیگئی ہے ،

تا آخر کار عقل درست رہ نمونی نمی فرمود ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ کار[بدشواری] میکشید و[نوبتہ] از جنگ سخن درگذشتہ [بہ ناورد] تیر و تفنگ میرسید بالجملہ طرز سخن جناب ایشاں [پسندیدہ] منصفان ایں فن بلاقیل وقال وشعر فہمی[آں فصاحت بیان] بے شائبہ تکلف عدیم المثال است [دوازدہ] بیت از زادہاے طبع وقاد ایشاں برشتہ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ ؎

کل جو[ہمنے منجھے] کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑا[یا تھا ہی] پالیکن[خدا نے]خیر کی

یاس وغم وآرزو واسمیں[بھی سب چیز ہے] — بل بے سمائی تری دل بھی عجب چیز ہے

داغ جگر ہے کیا کہوں اون کی جہاں میں یاد — آتے ہیں دوست اپنے زبس رفتگاں میں یاد

دوری کی اختیار فراموش کار نے — نزدیک چھوڑا اپنے دل ناتواں میں یاد

ہیں تری دید کیلئے یہ چشم سب براہ — [یہاں] تک تو لگ رہی[ہے] تری مژداں میں یاد

دے بوسہ دل لیا ہے[فراموش] کر کے آج — مدت سے میرے اوس کے تو ہے لبوں میں یاد

اس درد دل میں ہچکی جو آنے لگی امیر — شاید ہوئی[تمہاری عذم] رفتگاں[میں یاد

پرخوں برنگ لالہ ہے اپنا ایاغ دل — بوے کباب سوختہ دیتا ہے داغ دل

حاجت نہیں ہے شمع کی میرے مزار پر — ہر شب ہے سوز آہ سے روشن چراغ دل

شائد کہ[سیل اشک] نے اوسکو بہا دیا — سینے میں ابتو خاک نہ پایا سراغ دل

دو ہمدم ایک جا ہوں تو پست و بلند چرخ — دے خاک شکل شیشہ ساعت فراغ دل

اس عشق خانہ سوز کے ہاتھوں سے اے امیر — خالی کبھو نہ آگ سے دیکھا اجاغ دل

دوم[۵۲]

نواب محمد یار خاں بہادر فرزند دلبند علی محمد خان روہیلہ - گویند کہ اصلش از قوم جٹ است داؤد خان افغان فوجدار مراد آباد کہ لاولد بود بحلیہ اسلام محلی ساختہ بہ پسر خواندگی

---

[۵۱] قلمی ۱۰۱۰ ورق ۸۴ ب ✦ [۵۲] دویم ۱۰۱۰ ✦

برداشت و بعضے گوئند کہ وے از غلامان پدر حافظ الملک حافظ رحمت خاں شہید مرحوم مغفور بود بہرکیف چوں مشیت ازلی براں رفتہ بود کہ ویرا بمرتبہ علیاے امارۃ رساند جائید بخت بلند و مدد طالع ارجمند کارش روز بروز بالا گرفت و رفتہ رفتہ بجاے رسید کہ حضرت فردوس آرا] مگاہ طاب اللہ ثراہ باں شوکت خاقانی خود بنفس نفیس بردے لشکر کشیدند و باں حشمت سلطانی بلدات ستودہ صفات خود بر خروج گاہ وے جلو ریز رسیدند مختصر کلام نواب محمد یار خاں امیر شاگرد قیام الدین علی قائم بودند و بیشترے از شعراے آنوقت بملازمی سرکار حشمت مدار ایں نواب کامگار نعمتہا ربودند و مجلس مشاعرہ بدولت سراے خود [منعقد می] ساخت و بہ[1] خیلے نیکذاتی و ستودہ صفاتی نزد محبت بہرکس می باخت بہرحال در عہد خود [دادمردمی] و بزرگ منشی دادہ و ازیں عاصی پرمعاصی پنج بیت از گفتہایش در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی عنہ ؎

تھرتھراتا ہے اب تلک [خورشید] سامنے تیرے آگیا ہوگا!

اس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ [کیوں نہو] سوے قفا منہ وقت رم نخچیر کا

جس طاعت سے تو کچھ پاس نہیں اپنے امیر مگر احمد کا ہوں میں اور ہے احمد میرا

تیرے گھر جانے سے [یاں] اپنا تو گھر جاتا ہے اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

واہ رے سرخی تیرے چہرے کی ہنگام عتاب جتنا بگڑے ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے

امجد

تخلص مولوی محمد امجد مرحوم است وے تحصیل علوم متعارفہ از خدمت مولوی عبدالرسول سہارنپوری کہ از تلامذہ قاضی مبارک مرحوم مغفور بود نمودہ و نسبت ارادۃ بجناب کرامت انتساب حضرت برہان العاشقین مولینا محمد فخرالدین قدس اللہ سرہ درست فرمودہ و در فن شاعری شاگرد نظام خاں معجز بود بشعر[2] خوش چہ فارسی و چہ ریختہ

[1] بہ، و۔ و۔ بیں نہیں، [2] کیف و۔ و۔ ورق ۸۶ ب، [3] شعرش و۔ و۔ ورق ۸۶ ب +

در آخرها فصاحت و پختگی بسیار افزود غرض که مردے بود وارستہ مزاج سربسر ابتہاج بیشتر بہ تعلیم طالبان علم اشتغال می داشت و اکثر بتذکار و تکرار علوم رسمیہ ہمت می گماشت بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ خاکپاے طلباے جہان است خیلے مہربان بود این شش بیت از آن آں مغفور ایں سراپا قصور در اینجا ثبت [نمود] ؎

بسمل مجھے نچھوڑ [یواے یار] دیکھنا ایسا ستم نہ کیجیو زنہار دیکھنا

پھرتے ہیں [جسے ڈھونڈھتے سب شیخ] و برہمن امجد نے اسے حضرت انسان میں دیکھا

جاں بلب تشنہ جگر یہاں سے چلا جاتا ہوں ساقیا جلد خبر لے کہ جلا جاتا ہوں!

مت ہم آغوشی کو آ نا میری اے سیل سرشک اپنی ہی موج میں میں آپ بہا جاتا ہوں

ایک عالم نے تری تیغ سے [پائی] ہے نجات ان گنہ گاروں میں اک میں ہی رہا جاتا ہوں

جس گھڑی [آپ کو] دیکھوں ہوں میں جوں قطرہ اشک
اپنی نظروں سے بھی امجد میں گرا جاتا ہوں

امین

تخلص چارکس این کس می شناسد یکے از انہا بہ تکملہ خواہد نگاشت و نوشتن سہ کس در اینجا مناسب پنداشت

اوّل

امین الدین خاں پسر قاضی وحید الدین خاں مرحوم قاضی القضاۃ ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ مغفور مبرور اصلش خطۂ جنت نظیر کشمیر است مرد خوش خلق و شگفتہ رو نیک [طینت] پاکیزہ خواست در جرگۂ خواصان مہین پور خلافت مرزا جہاندار شاہ طاب اللہ ثواہ عز امتیاز داشت شعرش خالی

ازکیفیت نیست ایں بیت از وے است ؎

کون آتا ہے یہ کسکے پاؤں کی آواز ہے — جو صدائے پا میں اوسکی سو طرح کا ناز ہے

دوم

مرزا محمد اسمعیل کہ [در ابتدا] وحشی تخلص میکرد وے شریف زادہ ایست بغائت خوش فکر نیک اختلاط و نہائت پاکیزہ رائے مستحکم ارتباط سیزدہ شعر[1] از زادہائے طبعش کہ بمن رسیدہ ہمان برشتۂ تحریر کشیدہ ؎

گلشن میں جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا — [کیا] جانیئے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہوگا

خدا جانے [کہ قاصد را] ہ میں ہے یا کہ جا پہنچا — کہیں خط کھو دیا یا اوسکو لیجاکر دیا پہنچا

نزاکت پر تک اوس [دست نگاریں] کی نظر کر [نا] — [کہ گجرے] سے گلوں کے ہاے جسکا مڑ گیا پہنچا

میر شیر علی افسوس ہم ایں معنی را در بحر دیگر بہمیں ردیف و قافیہ بستہ خدا داند کہ دست درازی بسرقہ از جانب کیست [اما ایں با با رنگے افزودہ]

تصدق پختن کا ہے یہی اب آرزو دل کی — یہ مشت خاک [انہیں کی بھی] نجف تک ایدا [پہنچا]

وہاں اپنی ہی خوبی پہ تو نازاں ہے شب و روز — یہاں [اوسکی] بلا سے جو ہوا کام [کسی کا]

[اپنی] تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم — کھڑا نظر آجائے لب بام کسی کا

لپٹ باد صبا کب طرۂ سنبل نے یہ پائی — خدا جانے کہ بوئے زلف تو کسکی اوڑا لائی

گلابی انکھڑیوں سے تیری نرگس کیوں نہ شرماوے — کہاں پائی میاں اوس زرد رو نے ایسی بینائی

تجھہ پہ عاشق ہوے ہیں ہم جب سے — جان سے ہاتھ دھو چکے تب سے

دن تو کٹتا ہے ہر طرح لیکن — جی دھڑکتا ہے ہجر کی شب سے

زاہد ادیکھ ہے ایں بے باک — کیوں اولجھتا ہے رند مشرب سے

کیا غضب تیری آن ہے پیارے — میری اوس میں ہی جان ہے پیارے

سروکد تیری دھج کو پہنچے ہے — تو بڑا نوجوان ہے پیارے

---

[1] بیت و. و. ورق ۸۸ ب ؎

سوم

میر محمد امین شاگرد میر غلام علی آزاد بالگرامی فارسی گو گویند وے سید زادہ بود در محمد آباد بنارس طبعش بریختہ گوئی میل کلی داشت در آخر ہا بممالک جنوبیہ رخت سفر کشیدہ ہما نجا رحل اقامت انداخت الغیب عند اللہ تعالے شانہ این دو بیت از وست ؎

کیوں شعلہ رخو مجکو جلاتے ہو کہ سینہ — رکھتا ہوں میں [گل خوردہ] بر نگ پر طاؤس
ظالم یہ ہوا خواہ ترا صلح طلب ہے — تھا جب سے کہ تو مایل جنگ پر طاؤس

انسان[1]

تخلص اسد یار خاں مرحوم است وے مردے بود سپاہی منش نیکی روش [در عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسر میفرمود و شعر بدویہ آں وقت موزوں می نمود این پنج شعر از وے است ؎

عرب کو دیکھتا ہے ہند میں جو [مت] کا لپکا ہے — مدینہ ہے محمد آباد الہ آباد مکا ہے
نہ دیکھے ٹمک جھلک بھی آپکے [تن بیچ اندھوں نے] — اگرچہ [ہر بن موسے بدن] سارا شبکا ہے
نہ کر واعظ کے کہنے پر نظر اے بوالہوس ہرگز — بہشت آخر مکاں ہے دوزخ ایک شرعی ڈر کا ہے
جو چاروں [بید] ہیں تو پانچواں ہے بہید یہ احمق — [قرآں] میں [فاقتلوا تفسیر قول ہل خنکا] ہے
زمین و آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں — نظر کر دیکھ مشت خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

---

[1] انسان ۱۰۰ : ورق ۹۰ ۱ +

انیس

تخلص شفیق سراپا جان المسمی بہ حمید الرحمٰن المعروف بہ میاں جان سلمہ الرحمٰن المخاطب بامیر الدولہ نوازش خان ابقاہ اللہ المنان است وے جوانے است صالح حلیم باحیا کریم خوش طبع با وقار خلیق ستودہ کردار صاحب سلیقہ جوہر شناس بلند حوصلہ مروۃ اساس بزیور[1] دانش حق امداد آراستہ بحلیہ عقل خداداد پیراستہ جوانگاہ فتوۃ و جوانمردی را شہسوار تیز آہنگ فرزند ارجمند امین الدولہ محسن الملک شاہ نواز خان بہادر مستقیم جنگ یک چند بسرا ے فرحت آماے خود مجلس مشاعرہ منعقد می ساخت و ہمگی شعراے دار الخلافہ بجدے کہ اگر کسے مصرعے موزوں توانست کرد بشوق محفل آں وسیع الخلق خود را می [باخت] مختصر کلام ایں بست و شش بیت از کلام خوبی انتظام وے در ایں جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ[2]

ساتھ خیل حسرت و درد و الم اے جان تھا — جب اٹھا لاشہ ترے کشتے کا یہ سامان تھا

درد دل سوز جگر کاہش تن کاوش جان — حضرت عشق نے کیا کیا مجھے انعام کیا

ایک یہ دل تھا رفیق اپنا [سو اوسکو] دیکھہ کر — وائے رے حسرت گئے کیا دست و پا سب اسکے پھول

[بلبل] بنا تو پاس [مرے] آشیاں نہیں — کم برق سے [مرا دم] آتش فشاں نہیں

کیوں لب پہ دود آہ ہے او شعلہ خو بھلا — گر دل میں میرے آگ بھڑکتی نہاں نہیں

حیرت ہمیں ہے حائل نظارہ ورنہ یار — جلوہ طراز حسن یہ تیرا کہاں نہیں

چپ رہوں تو چٹکیاں [بولوں تو کب گالی نہیں] — جو ادا ہے آپ کی شوخی سے وہ خالی نہیں

خریدار اب دل کوئی ایسا گہر ہووے تو میں جانو — یہ سودا [لے جو اس میں] کچھ ضرر ہووے تو [میں] جانو

جب تک نہ دم سرد بھروں دل کو نہ ہو چین — کیا نیند بھلا آئے جو ٹھنڈی نہ ہوا ہو

ٹھہرا ہے انیس آنے کا کل اوسے تو وعدہ — اندیشہ یہی آج ہے کل دیکھئے کیا ہو

---

[1] بزیور عقل خداداد اراستہ بزیور دانش حق امداد پیراستہ ۱۲ ورق ۹۰ ب ۔ [2] حسرۃ ۱۲ ورق ۹۲ ب ۔

ہوگیا[اپنا] دل صد چاک ہمدست بلا — بار بار اے زلف خوباں مت لپٹ شانے کیساتھ

پر[وانہ] چاہیئے عوض مرغ نامہ بر — جوں شعلہ میرے شوق کا طومار گرم ہے
سینا جو ہے تو بخیہ گراں سی چکو کہیں — اب تک تو زخم سینہ افگار گرم ہے
رکھنا سمجھ کے ہاتھ مری چشم پر کہ یہاں — ہر قطرہ سرشک شرر بار گرم ہے
آمان رحم اپنی جوانی پہ کر انیس — مت جا وہاں کہ تجھ پہ وہ خونخوار گرم ہے

ضبط سوز دل سے یہاں سینے میں سب چھالے پڑے — آہ جو کھینچی تھی سو ہونٹوں پہ تبخالے پڑے
ایک تو قید قفس ہے دوسرے کترے ہیں پر — آہ کس صیاد بے پروا کے ہم پالے پڑے
بل بے تاثیر نگاہ چشم مست اسکی انیس — اوس گلی میں رہتے ہیں دو چار متوالے پڑے

ہے شفیق اپنا نہ کوئی نے رفیق و یار ہے — درد دل کہنا ہے مشکل ضبط بھی دشوار ہے
وار پر ہے وار دل پر اسکے ترک چشم سے — غمزہ ناوک ہے مژہ خنجر نگہ تلوار ہے

آہ یہ کس کی یادگاری ہے — آج جو دل کو بے قراری ہے
رنجشیں ہر آن ہیں ظاہر یہاں ہر آن سے — تم رُکے جاتے ہو[ا] تک جا چکے ہم جان سے
قہر ہے[سج دھج] ستم اس چال کا انداز ہے — [قد] قیامت ٹھوکر آفت ہر قدم پر ناز ہے

عشق ہے کہ آفت ہے یا بلاء جانی ہے — آہ ہر تپش دل کی آتش نہانی ہے
عشق میں نہ کھونا جان دیکھہ بس نہ بن انجان — آ انیس کہنا مان عالم جوانی ہے

آنکھ بھی میری طرف مجلس میں اب ہوتی نہیں — دل چرا کر آپ بھی بیٹھے ہیں کیا انجان سے

انجام

آنچہ مشہور است تخلص امیر خاں بہادر [پسر] نواب بقاء اللہ خاں برادر زادہ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر المخاطب بہ عالم خان است امّا از معتمدان بدریافت رسیدہ کہ ایں تخلص نواب عمدۃ الملک امیر خاں مرحوم میکرد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال [بہر کیف ایں] یک شعر از صاحب ایں تخلص بمن رسیدہ ؎

[اب یہی] احسان [ہے] ہرگز نہوں آزاد ہم
پھر چمن میں جائیں کیا منہ لیکے اے صیاد ہم

انشا

تخلص حکیم انشاء اللہ خاں فرزند ارجمند حکیم ماشاء اللہ خاں مرحوم است سلمہ ربہ آباؤ اجداد ایشاں از [شریف زادہ ہائی] نجف اشرف اند اباعن جد عمدہ معاش وبسیار معزز ومحترم ماندہ درعہد دولت امیر الامرا نواب ذوالفقار الدولہ [بہادر عفی] اللہ عنہ میر ماشاء اللہ خاں جادو زنجیر فیل از ممالک شرقیہ وارد حضرت دہلی شدہ خیلے مرد جوانمرد و جواد و بامروۃ وفتوۃ بود گوئند در ایام حکومت سراج الدولہ وغیرہ حکام بنگالہ [ہیزدہ] زنجیر فیل بہ فیل خانہ میر مشار الیہ بود تولد میر انشاء اللہ خاں سلمہ الرحمن درہماں اوان بمرشد آباد اتفاق افتادہ [مجملاً] وے بقدر کفائت از علوم متعارفہ بہرہ اندوز است ودر فن شریف طبابت ہم مہارتے دارد طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز [محمد میر سوز ماناست] و ایں طرز اگرچہ مرغوب الطبع وے افتادہ امّا بہر گونہ سخن طرازی دستے دارد از قصائد و مثنویات وے خاصہ قصیدۂ کہ در تہنیت سالگرہ مرشد زادہ شوکت

پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در ایام ملازمی سرکار دولت مدار آں والا تبار در بلدہ لکھنؤ گفتہ
و مطلعش این است ؎

صبحدم میں نے جو لی بستر گل پر کروٹ جنبش باد بہاری سے گئی نیند اچٹ

زور طبعش معلوم می شود بنابر بعضا عنے کہ از علوم شریفہ دارد کلامش صحت نظام
است شعر فارسی ہم میگوئد و الفاظ عربی فراہم آوردہ موزوں [میتواند] کرد مثنوی شیر
برنج [در جوا] ب نان [حلواء] بہاء الدین آملی (کذا) بسیار شیریں و با مزہ گفتہ ذائقہ [روح
ابو اسحق اطعمہ (کذا)] را حلاوۃ بے اندازہ بخشیدہ مختصر کلام وے مرد یست ظریف الطبع بزلہ
گو لطیفہ سنج کشادہ رو ہوشیار یار باش [صحبت] دار خوش معاش باکثرے از صفات
حمیدہ آراستہ و با بیشترے از اخلاق پسندیدہ پیراستہ اما از انکہ بے عیب ذات خداست
تعالے شانہ اعظم برھانہ ماہ تمام بایں رفعت تام و نور پاشی داغ سیاہ بر جگر دارد و قاسم
ناتمام بایں مسکنت مالا کلام و و آرستہ معاشی واقعہ نویسی را حیلہ ساختہ [بعیب] چینی آن بدر
منیر سپہر شرافت می پردازد و بنابر مقتضاے بشری اندکے شوخ طبع و ہنگامہ آرا و خود بین واقع
شدہ در بلدہ لکھنؤ بمشاعرہ مرشد زادہ معظم الیہم بہ میاں غلام ہمدانی مصحفی کہ شاعرے است
سکیں نہاد بے ہیچ بحدے طرف شدہ کہ کار از گفتگوے رکیک کہ شایانِ شان ہنرمندان
نبود و اگذشتہ بہجو گوئی کشید بلکہ آنچہ زبان زد اہل الناس است و مجلس عامیاں نسزد تا بہ
محفل بہشت آئین ملوک و سلاطین چہ رسد چہ بر طرازند کہ [حیا بہ تحریر] ش رخصت نمی دہد
و قلم حقائق رقم غرق عرق انفعال می شود اگر از انسان کہ سراپا سہو و نسیان است خطائے
رفت رفت کلام بشر کلام اللہ [تعالے] نیست کہ بے خطا باشد شعر است ؎

شعر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست
در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

گرچہ گلہ گذاری خاصہ [بعد] صلح شعاری شعار اہل صلاح نیست اما چوں کار بواقعہ نگاری
فتاد بر سبیل حکائت ماجرائے کہ بمشاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر
صرف مرزا میدو صاحب امیر تخلص بحضرت دہلی رو داد [نبذی] ازاں شرح داون مضائقہ

مدارد

حکائت

ازانجاکه رویه سرداری و داب اخلاق پروری بزرگان است مرزا صاحب موصوف درمشاعره خود با هرکس بسلوک و مدارا پیش می آمدند و از طبع هر متنفسے که شعر ترمی تراوید به تقاضاے انصاف مورد تحسین بلیغ میشد و [به] دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء الله خان فراق و شاعر طبع قویم مرزا عظیم بیگ عظیم و خوشه چین خرمن شعراے بلاغت نشان اعنی قاسم بیچیدان سراپا نقصان هرچه تمامتر عنایات و اشفاق مبذول می داشتند سخن سنج فصاحت آما میر انشاء الله خان انشا و سخن گوے سراپا خیر و برکت برکت الله خان برکت و نیک سخن بالاتفاق مشتاق علیخان مشتاق را حسب اقتضاء ترکیب عنصری خوش نمی آمد که [غیر] ایں بزرگان احدے مورد تحسین و آفرین گردد و الحق که استادگان پاے تخت سلطانی را تفوق حاشیه نشینان بساط غربت و مسکنت کے خوش می آید [و] ایں بزرگان خاصه میر انشاء الله خان سلمه الرحمن خصوصاً از مرزا عظیم بیگ مرحوم که فی الواقع شاعرے بود بسیار خوب اما نهائت بر خود غلط چنانچه درجائگاه خود رقم زده کلک واقعه سلک خواهد شد انشاء الله تعالے سخت بے مزه و ناخوش می بودند و براے تهجین و تذلیل بهریکے[1] از ما قابو می جستند تا روزے مرزا مذکور غزلے طرح انداخت و بنابر غروره که درسر داشت [لا ابالیانه] بفکر مضمون و معانی افتاده درمین شناوری بحر رجز غوطه خورده به بحر رمل افتاد و بعد انصرام غزل بے آنکه روبروے محبان و دوستان بخواند بے تحاشا بحضور میر ماشاء الله خان مرحوم که دوست و محسن مرزاے مغفور بود برخواند قضارا میر موصوف مجلس نشین پدر بزرگوار خود بود [حریفانه] تحسین بلیغ نموده مکرر بگوش هوش شنوده یاد گرفته باقواه یاران انداخت و درمین مجمع شعرا تکلیف تقطیع نموده مرزا را

---

[1] هریکے و، و، ورق ۹۶ ب +

لزم ساخت و دراں وقت بوے رسید آنچہ رسید و شنید آنچہ شنید اگرچہ من بعد ایں ماجرا [مخمسے] در ہجو ملیح میر مشار الیہ و در جواب ایں لغوش گفتہ اما مشتے کہ بعد جنگ یاد آمد بر کلہ خویش باید زد چند بند ازاں مخمس [درجانگاہش] انشاء اللہ تعالےٰ ثبت خواہند افتاد قصہ مختصر ازاں پس مرزا چناں متنبہ شدہ بود کہ اگر مصرعے موزوں میکرد بے آنکہ بگوش ایں ہیچمدان نرساند بر زبان نمی آورد تا بخواندن بحضور کس چہ رسد و می گفت کہ [با با] دیوار ہم گوش دارد بالجملہ رفتہ رفتہ ناخوشی صاحبان بمرتبہ رسید کہ در ہر غزل فخر خود و اہانت ما ہا برمز و کنایہ میکردند گاہے چند لفظ تازی را التیام دادہ موزوں می نمودند گاہے غزلیات صنائعی انشاد می فرمودند ناچار چوں کار پیش نمی رفت و نقش بدست نمی نشست حرکتے از ایشاں سرزد کہ مشائستہ ہیچ عامی صاحب عرض[1] نبود تا بہ [خاصان] خود چہ امکان دارد روزے بعرض اعلے اقدس حضرت سلیمان مکانی ظل سبحانی دام ملکہ رسانیدند کہ فلاں فلاں یعنی ایں بیچارگاں در مجمع عام شعرا وغیرہا بر اشعار آبدار حضور پر نور بے [محابا][2] بہ قاہ قاہ می خندند اگر مزاج عدالت امتزاج آں طرازندہ سریر گورگانی و فرازندہ افسر خاقانی بحلیہ [حلم] و تمکین آراستہ و پیراستہ نمی بود پیداست کہ ازیں افترا بستن ہیچ دقیقہ در سعی ہتک بروے ہمزباناں از ایشاں فروگذاشت نہ شدہ بود حضرت قدر قدرۃ کہ آفتاب عالمتاب ذرہ نوازند از ممر دیدہ وری و ذرہ پروری بر عرض گوئی ایشاں پے بردہ فرمودند کہ اشعار حضور والا ازیں باز بمجلس سخنوراں نخوانند للہ در قائل ؎

تواضع کند ہوشمند گزیں نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

ایشاں باز معروض داشتند کہ ما ہجو ایں بے ادبان خواہیم کرد حکم ارفع اعلےٰ عز صدور یافت کہ زنہار ازیں خیال محال در گزرند ایں آواز گنبد است ہر چہ خواہند گفت خواہند شنود قضارا دستار بندے از دستار بندان دربار کہ خدایش رحمت کناد بہ پایۂ خود استادہ [بود]

---

[1] عرض ۱۰۱۰ ورق ۹۸ ب +

[2] اصل نسخہ میں 'مہابا' ہے +

ندا بایں اعترافات کردہ خندان و کشادہ پیشانی گفت کہ امروز ذکر شما بحضور سراپا سرور بود پرسیدیم کہ خیر بود یا شر گفت شر بود تا بانصاف پادشاہ عالم پناہ بخیر مبدل گشت ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

و آنچہ گذشتہ بود بر زبانش گذشت ما بحکم اذا اضطر وانی الامور فاستعینوا باصحاب القبور از ارواح متبرکہ حضرات عالی درجات خاصہ از روح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین قطب الحرمین غوث الثقلین قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح ارواحہم استعانت جستہ باہم استشارہ بمیان آوردہ آنچہ در جواب صاحبان اشعار عربی و غیرہ رطب و یابس سرانجام یافتہ مہیا ساختہ نظر بہ پاس آبرو چندے را از یاران یکدل فراہم آوردہ بعضے در کمین گاہ نشاندہ و برخے ہمراہ گرفتہ بعزم بالجزم رزم زبان و بیان و تیغ و سنان بہ بزم سخن طرازاں حاضر شدیم اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کہ خداش بیامرزد و ثالث [بالخیر] بود بسبب قرب و جوار برایں گفتار و کردار اطلاع یافتہ در اطفاء نائرہ ایں فتنہ کہ سر بہ بالا کشیدہ بود بدرجہ اعلے کوشید و قبل از وقوع واقعہ[1] بنواب معلے القاب رسانید و ایں بزرگاں بغرور خود سری بمجلس رسیدہ برویہ کہ داشتند انشاد غزلیات فخریہ آغاز نہادند میر معز الیہ غزلے بشد و مدتمام [برخواند] کہ در وے خود را بحر بیکراں و دیگراں را سیل بیاباں قرار دادہ و اشعار عربی خود را الم تر کیف تنزیل حضرت وہاب و گفتہ حریفاں را الفیل ما الفیل مسیمہ کذاب مقرر نمودہ بود نواب والا جناب و شیخ ولی اللہ محب الاحباب برمز و کنایہ ہر چند مانع می آمدند ایشاں از خواندن منع نمی شدند لاجرم بنا بر [فرو] نشاندن شعلہ کیں بر [ہر بیت] شاں بمایاں[2] مخاطب شدہ بکشادہ روئی می گفتند معلوم صاحبان است کہ ایں فخر شاعرانہ است ہر کس کہ گوئد گوئد معنائقہ ندارد [فلانے] چنیں گفتہ و فلاں چناں و بدل سوختگی تنزل آتش غضب

---

[1] اصل نسخہ میں ' واقع ' درج ہے ۔ [2] نمایاں ؟۔

دوبالا می شد و زبانہ می زد و بایں آب پاشیہا فرو نمی نشست خاموش نمی شد چیخ و تاب میخوردم تا دورہ سخن بمن رسید۔ میر صاحب تدبیر غافل از تقدیر قدیر خطاب نمودہ معروض داشتم اند کے گوش دارند ایں سید بیچارہ کہ از بنی اعمام خود مسیلمہ خطاب یافتہ الفیل ما الفیل خود میخواند سا عیان اطفاء نائرہ فساد چون در حین خواندن شعراء دیگر بگوش ہوش ایں سخن سنجاں [صراحۃ] صورۃ حال رسانیدہ بودند بمجرد خطاب ایں احقر یقین خاطر عاطر ایشاں و نواب عالی بیان شد کہ ہجوے رکیک میخواند و حاش للہ کہ ایں ہیچمدان سراپا نقصان ہجو کسے خاصہ سیدے اہل علم و ہنر پرداز و بے اختیار نواب کامیاب بزرگی را کار بستہ با [ایں] صاحبان و محب مہربان از جاے خود [جستہ] بجاے ما ہا رسیدہ و بجوئیہا [فرمود] ایں بزرگاں خصوصاً میر معز الیہ کار بست بزرگی گشتہ بیزرگی بزرگاں پیش آمدہ ببینۂ ہر یک چسپیدہ داد بزرگ منشی و [خوش] خلقی دادہ ع

مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست

و قسمہاے مغلظہ [یاد] فرمود کہ ما را بریں بے روشیہا بے پروائیہاے مرزا آورد و بس کہ بر اشعار ما سر ہم نمی جنباند و خود را از ہمہ بالا دست می پندارد الفقہ قصۂ دور و دراز است اجمال ہم بقول بکنید [تشنہ] ایں ست کہ مرزا در اثناء قال و مقال [بدیہہ] بزبان آورد کہ با ما من [در عرض] احوال خود شعراستاد خود را ہمیں زماں تضمین کردہ ام و بدیہہ برخواند ؎

عظیم اب گو ہمیشہ سے ہے یہ شعر کہنہ شعار اپنا
طرف ہر ایک سے ہو بحث کرنا نہیں ہے کچھ افتخار اپنا
کئی سکھن باز کھنڈ گویوں میں ہو نہو اعتبار اپنا
جنہوں کی نظروں میں ہم سبک تھے دیا[۱] اونہیں کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ ڈالے سے بار اپنا

---

[۱] نمایاں ۱۰۱ ورق ۱۰۰ ب ۔ [۲] اونہوں ۱۰۱ و ۱۰۲ ب ۔

وشیخ حسن ملقب بہ [حین ذکر] بادشاہ مجباہ کہ درمیان آمدہ بود بسیار بموقع ایں قطعہ انشاد کردہ

قطعہ

مجلس میں چکے چاہیئے جھگڑا شعرا کا — اس فن کے کسو صاحب توقیر کے آگے
یہ بھی کوئی دانش ہے کہ پہنچے یہ قضایا — اکبر تئیں[1] یا شاہ جہانگیر کے آگے

بہرکیف ع

درمیان ما و جاناں ماجرائے رفت رفت

اما از راستی نباید گذشت و حق نتواند پوشید ۔ میر موصوف شاعرے است زبردست سخن سنجے است قوی بازو دیوانے ضخیم مشتمل انواع سخن دارد و اقسام صنائع بدائع درآں [بکار] بردہ و بعضے اشعار [بے نقط] و برخے نقطہ دار و نیذے بصنعت قلب و مانیا سہا در دیوان وے ثبت افتادہ ہمگی پنجاہ و ہفت بیت از کلام صحت نظام او دریں جائگاہ تحریر یافت منہ سلمہ ربہ ؎

شمیم کاکل مشکیں سے میں جو اونگ گیا — تو آپ کہنے لگے اس کو سانپ سونگ گیا

جگر کی آگ بجھے جستے جلد وہ شے لا — لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا

نظر آیا تھا ہمکو آج ایک اٹھکھیلیوں والا — بہو کا برق شعلہ نور کا آتش کا پرکالا

برق کو چھیڑ قدم معدن سیماب پہ رکھ — ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ

خلد بریں کی جنتی ہیں حوریں ان سے کہدو پرے ہو — نالہ چڑھے ہے اپنا فلک پر پرے کے لوگو پرے ہو

---

[1] اکبر کے حضور اور جہانگیر کے آگے ۱۰۲ ب ۱۰۲ ب ۔

محل [کھانے کو کل] میں نے [جو چھلے کو] کیا گرم بولے کہ چہ خوش واچہڑے ہیں آپ [بھی] کیا گرم

پٹن [ہے] بادلوں کی [طنبور] رعد باجا جب وہ بت فرنگی [اکثر][1] بہل میں بیٹھا!

ان کے دو مجھے کبوتر کے جو جوڑے اڑ گئے تو یہ بولے کیا کیا ہے ہے نگوڑے اڑ گئے
[نیلے] ڈوری پانو میں کیوں باندھتے ہو جان من کیا کڑے سونے کے اور روپے کے توڑے اڑ گئے

مجھسے وہ کہنے لگے اب قدر جانی آپ کی بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اے جنوں استاد جی آجائیے خم ٹھوک کر ہاں خلیفہ ہم بھی دیکھیں پہلوانی آپ کی

رہتے ہیں برنگ بو کوچے میں رگ گل کے لوٹے ہیں بہاریں ہم یوں سامنے بلبل کے

جی سے میں اپنی جان کے صدقے یعنی اس نوجوان کے صدقے

کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں جب کھل کھلا کے ہنس دو [وہیں] صفائیاں ہوں
کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھوں میں اسکے اٹھے وے گوری گوری رانیں جنے دبائیاں [ہوں]
جنسے کہ چپکے چپکے [لاگیں] لگائیاں ہوں لازم ہے یہ کہ منہ پر اون سے رکھائیاں ہوں
کیا سیر اوس گھڑی ہو پھرتا ہو وہ مشوش اور اس کی ہم نے کچھ کچھ چیزیں چرائیاں ہوں
ابر تنک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے نظروں میں جس کی اوسکے مکھڑے کی جھائیاں ہوں
فتنے کی عطر کی بو کیونکر نہ اُن سے آوے جن انگلیوں نے بغلیں وے گدگدائیاں ہوں

---

[1] اصل نسخہ میں 'اکثر' مرقوم ہے ۔

گر آپس [میں] ہم سے باتوں میں ٹک کڑے ہوں
سو گڑے جھگڑے تھے قسم جھٹ ٹکڑے ہوں

نرگس کے پھول نکلیں وہاں سے پھر آنکھ ملتے
کیفی نگہ کے مارے جس جا کہیں گڑے ہوں

ٹپکا پڑے ہے جوبن اُس روسے آتشیں پر
قطرے عرق کے [یوں] ہیں جسطرح نگ جڑے ہوں

ہے [خلقؔ] اس پری پر ہم غش نہ ویں جس کے
یہ جھمکے بُندے بالے توڑے کڑے چھڑے ہوں

جاڑے میں کیا مزہ ہووے تو سمٹ رہے ہوں
اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہے ہوں

تب سیر دیکھے کوئی اوس دم لڑائیوں کی
کھنچے ہوں دے تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہے ہوں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں
سب کو ہوا بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں

[او ترے شراب تجھ بن کیونکر] گلے سے اوس کے
جس ناتواں کے حق میں پانی کے گھونٹ سم ہوں

آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا
ایسے بھی لوگ شائد دنیا کے بیچ کم ہوں

ٹک اسطرف تو دیکھو آنکھیں ملا کے صاحب
ہم سے قدیمی بندے شائستہ ستم ہوں

کیا خط لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اسکو خط میں
مصرع رقم کروں تو جھٹ انگلیاں قلم ہوں

[اور] ہی لوگوں کے یہ قصے نبیڑا کیجئے
بس خدا کے واسطے مجکو نہ چھیڑا کیجئے

کل کھلا جب [اور ہی] تب کہتی یوں بلبل گئی
دیکھیئے اب آگے کیا [ہو] بندھی مٹھی کھل گئی

اثر کچھ نہ باقی رہا آہ کا
مثل ہے رہے نام اللہ کا

گر نازنیں کہے سے بُرا مانتے ہو تم
میری طرف تو دیکھیئے میں نازنیں سہی

جب ابر تھم گیا تو شرارے نکل پڑے
[اکبار] آسماں کے ستارے نکل پڑے

ہے اور کوئی ایسا جس میں یہ پھبن نکلے
سچ وچ اوسے کہتے ہیں بے ساختہ پن نکلے
انشاں کا وہ عالم ہے اوں چاند سے مکھڑے پر
جوں وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

فقیروں ساتھ یہ تعظیم یعنی [خرچ] کم کیجے
نہ اٹھیے مرشد اللہ بیٹھئے داتا کرم کیجے

دیوار عاشقی کی جو پھاندوں تو نام ہے
اور دھم سے آگھوں مرے صاحب سلام ہے

ہے شب وصل کھلے کاش نہ دروازۂ صبح
کم نہیں شور قیامت سے یہ آوازۂ صبح

مانگا جو اوس سے بوسہ میں نے چمن کے اندر
بولا کہ یہاں نہیں چل مچھی بھون کے اندر

دل کو رکھ کر پنجہ مژگان تر پر [بینچئے]
یعنی اپنا مال ہے اسکو چھڑک کر [بینچئے]

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا
غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم تو صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولیں گے مولے کی قسم اچھا

ق

شب کو میں ان سے راہ میں لپٹا
بیم حاکم رہا نہ خوف عسس
ہتا پائی ہوئی یہاں تک تو
ان کی انگلی کی موڑ گئی جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو
نہیں ابتک کیا کسو نے مس
مفت جل جائے گا پرے بھی سرک
ارے میں آگ اور تو ہے خس

جب یہ دیکھا کہ چھوڑتا ہی نہیں — تب یہ ٹھہری کہ بوسے دینگے دس
لیکے دس بوسے (بارہ) ہاں نہ سہی — ہم کو سینے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھ سات — آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس

رباعی

لی چپکے سے جب کہ میں نے اوسکے چٹکی — بولا کہ پڑے جان پہ تیرے پٹکی
پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا — بس چل بے میں تجھسے آشنائی کٹ کی

دیگر

میخانے میں کیا پھرے ہے مٹکی مٹکی — نت شیخ و برہمن سے یہ پھٹکی پھٹکی
قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر — یہ دخترِ رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

انور

تخلص جولانے است نیک فرجام ولی محمد خاں نام وے از بزرگ زادہ ہاے شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مردے خوش اختلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع خندہ رو کشادہ پیشانی نیک خوست نیا کانش بدار و نگی عدالت العالیہ حرامتیاز داشتند خودش نیز موافق زمانہ بہ تعین و تشخص ایام بسر می برد میگوئند کہ شاگردی ایران زائے نمودہ ام و بہر دو زبان اشعار بے شمار موزوں نمودہ ام از سخنانش کہ بمن رسیدہ ایں بیست و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ منہ سلمہ ربہ ؎

یا [تے] نہیں ہیں وقت ہم اتنا فراغ کا — کرتے علاج جسمیں کلیجے کے داغ کا

ہمکو معلوم ہوئی آپ کی چاہ آخر کار　　نہوا تم سے میاں جان نباہ آخر کار

چلے بس ابھی سے بھلا ٹک تو بیٹھو　　تم آئے تھے کیا منہ دکھانے کی خاطر

اوسکی صورت کے سوا کچھ نہیں منظور نظر　　[بت][1] پرستی میں کھلا دلپہ یہ عرفان کہ بس

نہیں لخت جگر سرمژگاں　　ثمر نخل انتظار ہے یہ !

اشک اس جا ہے آہ گردوں پر　　اس نشیب و فراز کو دیکھو

حالت نہیں ہے آہ کی دل کے دماغ میں　　جوں شمع آہ دود نہیں اس چراغ میں

انتظاری میں یہ دل چشم ہوا گوش ہوا　　مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا

پوچھا نہ تو نے درد جدائی کو ایک بار　　اے ماہرو [مہینے] میں کیا چند سال میں

پاس بیٹھا بلبل تصویر سا بے حال ہوں　　اوسکو استغنا ہے اور حیرت سے میں بھی لال ہوں

ساقی سرخم مغبچۂ سیم بدن سے ہے　　جوں جام [تن] بادہ کشاں جملہ دہن ہے
دل لوٹ گیا[2] دیکھتے ہی پیر و جواں کا　　ظالم ترے بکھڑے پہ یہ بے ساختہ پن ہے

---

[1] اصل نسخہ میں مبد،　　[2] لیا ۱۲۔

روبرو آئینہ رکھکے کیوں نہ میں دلگیر ہوں — حیرت نظارہ سے جوں غنچۂ تصویر ہوں

پاٹ پاٹ دامن کا تختۂ گلستاں ہے — چشم خونفشاں نے [آج] کی ہے گلفشانی یہاں
ایک دم ہمیں جینا جوں حباب بھاری ہے — خضر ہی کو ارزانی عمر جاودانی یہاں

ایسی جاں بخش ہوا موسم گل میں آئی — تصد پرواز میں ہیں بلبل تصویر کے پر

دل لیگیا تو سینے سے انکو[1] خبر نہیں — شاباش آفریں تجھے عیار کیوں نہ ہو

مرچلے [ضعف] ناتوانی سے — کام پیری سے نے جوانی سے

کیا ہی آنکھوں نے کیا مجھ پہ یہ احسان کہ بس — ایک شب ایسی دکھائی ہے تری آن کہ بس

ہوجاے کچھ تو تشنگی دل مری فرو — ساقی اگر بٹھاے خم مے کے متصل

شب تصور اوس رخ گلگوں کا باندھا تھا سحر — پردہ آنکھوں کا مری دامان گلچیں ہوگیا

اویسی

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر غلام محی الدین [نام]. وے بزرگے بود از اولاد امجاد حضرت ذو لسانین غوث الثقلین قدس اللہ سرہ و بعضے گویند

---

[1] ہمکو ۱۰۰۱.

کہ ایں بزرگ از پروردہاے بعضے از سادات قادریہ بود اما نجیب زادہ قریشی الاصل واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مختصر مقال ایں مرد ظاہر و باطن بصلاح و فلاح آراستہ و پیراستہ داشت و بقدر کفا[یۃ] از علوم متعارفہ بہرہ اندوز بود - شعر فارسی بسیار بمتانت میگفت و گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نقادش سرمیزد و علی اختلاف الروایتین سہرندی الاصل یا دہلوی المولد بود - در آخر ہا [بضلعہ] بریلی رخت اقامت افگندہ [در] ہماں نوا [ح] برحمت حق پیوست بہرکیف نہ بیت از طبع زادش بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ

باغ میں گلعذار ہے[1] فصل بہار ہو نہ ہو — میں ہوں غزل سرا کوئی بلبل زار ہو نہ ہو
کشتۂ عشق ہوں مجھے گور و کفن سے کام کیا — آتش دل ہے شعلہ زن شمع مزار ہو نہ ہو

رکھتی ہے گلستاں کو [جوں] باد سحر تازہ — ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ
رونے سے مرے خوباں ہوتے ہیں نپٹ خنداں — اے درد ترا ہمنے دیکھا یہ اثر تازہ

قطعہ

آیا جو مرا قاصد کل یار کے کوچے سے — بیتاب ہو[2] میں پوچھا کچھ کہہ تو خبر تازہ
تب اونے کہی مجھسے وہ بات کہ سنتے ہی — خرمن میں پڑا دل کے یکبار شرر تازہ
یعنے کہ جلایا خط اوس شعلہ طبیعت نے — مضمون کی تھی جسکے ہر ایک سطر تازہ
ہے رمز جو کچھ اس میں لیکن وہ کوئی سمجھے — جو داغ محبت سے رکھتا ہو جگر تازہ

یعنے کہ اوسے جو ہو سوختہ سر تا پا
جب یار کے جلوہ سے ہو نور نظر تازہ

---

[1] ہو و ۱۰
[2] ہوں

اوباش

تخلص شیخ امیر الزمان بجنوری است وے مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ بامزہ میگوید ایں چار بیت از وے است ؎

چمکے ہے چشم تر میں رخ اس بے حجاب کا　　پانی میں جیسے عکس پڑے آفتاب کا

یار مجھے وہ مہ جبیں نہ ہوا　　میری خواہش پر آسماں نہ پھرا
ہو گئے پیر انتظار میں ہم　　تو بھی اوباش وہ جواں نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں پھسا گئے
ہمیں جن سے چشم امید تھی وہ ہمیں سے آنکھ چرا گئے

ایمان

تخلص شیر محمد خاں حیدر آبادی است گویند کہ وے از عمدہ ہائے ممالک جنوبیہ و مرد سلیم الطبع سیر مشق خوش اختلاط پسندیدہ صفات است بیت و سہ بیت از زادہ ہائے طبعش بعرض تحریر درآمد او راست ؎

شب ہجراں میں اشک گرم آنکھوں سے بہیں جس دم
ہر اک موے مژہ روشن برنگ شمع واژوں ہو
روا ہے کون سے مذہب میں کہہ[ا] [اے] چرخ نامنصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزوں ہو

چار آنکھیں مجھسے کچھ ہوتے ہی شرماتا ہے وہ
ہاتھ تک لگتے ہی میرا پاؤں پھیلاتا ہے وہ

ہاتھ میں چوٹی کا آنا تو بڑا جنجال ہے
نام زلفوں کا اگر لیتا ہوں بل کھاتا ہے وہ

واہ رے رفتار جوں موج گہر
دیکھہ کر حیرت سے دریا تھم گئے

تنگی ہوتی ہے گم جیسے کہ وضع گل میں
چھپ گیا رنگ تبسم گل خنداں کے تلے

گلابی لے[1] کے اے ساقی شراب ارغوانی بھر
پیا [لے] ہیں دم صبح آفتاب ارغوانی بھر

تیرا در پردہ [ہ ہسنا] بھی گل خنداں سے کیا کم ہے
انھی [پھولوں سے] دامان نقاب ارغوانی بھر

[تک] ایک مژگاں جھلک دوں تو جہاں گلزار ہو جاوے
مرے آگے نہ اتنا دم سحاب ارغوانی بھر

غبار کربلا کر زندگی میں چشم کا سرمہ
یہی اپنی کفن میں بھی تراب ارغوانی بھر

ستاروں کی یہ چشمک ہے شب مہتاب میں ساقی
پیالہ ماہ کا لے آفتاب ارغوانی بھر

عجب ایمان ہیں شیرازہ بند اوراق گل یکجا
تو اپنی نظم سے اب یہ کتاب ارغوانی [بھر]

جو داغ ہے دل کا سو برنگ پر طاؤس
ہو کیوں نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس

ہر نوک پہ آتا ہے نظر اک دل پر داغ
مژگاں ہیں[2] ترے یا ہے خدنگ پر طاؤس

تک کاغذ آتش زدہ کو غور سے دیکھو
گلزار فنا میں [ہے] برنگ پر طاؤس

ہے مرہم [زنگار] کا دشمن دل پر داغ
یہاں شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس

گلدوزی بنت کی وہ قبا بر میں ہے اوسکے
اڑ جائے جسے دیکھہ کے رنگ پر طاؤس

نیرنگی گلشن کو میں ایمان جو دیکھا
آنکھوں سے گرا نقش فرنگ پر طاؤس

---

[1] بسکہ [2] ہے تری

بحمداللہ کہ مجھ تک صبحدم بیک صبا پہنچا　　نوید دولت دیدار کو لیتا ہوا پہنچا

در قصیدۂ نواب وزیر الممالک گوید ؎

اے ابر عنایات خدا آیۂ رحمت　　سرسبز ہوا تجھ سے گلستان وزارت
گلشن میں زمانے کے [کبھو] پیر فلک نے　　دیکھا نہیں تجھ سا گل خندان وزارت
ایمان کی یہ حق میں دعا ہے ترے دنرات　　اے موجب شادابی بستان وزارت
[طوبےٰ] کی طرح سایہ فگن سر پہ جہاں کے
تا حشر ہو یارب ترا دامان وزارت

[ایما]

تخلص مردے است از دودمان [مصطفوی] علیہ الصلوٰۃ والسلام میر حسین علی خان نا [م] وے نیز از ممالک جنوبیہ واز عمدہ زادہ [ہائے] آں دیار وسید والانبار است کلامش خالی از کیفیت نیست بآئین شیر محمد خاں ایمان وے نیز قصیدہ در مد [ح نواب وزیر] گفتہ ایں شش شعر ازاں کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

پھبتی ہے تجھے نام خدا شان وزارت　　ہے ذات مقدس تری شایان وزارت
رونق ہے تری ذات سے بازار شہی کو　　وابستہ ترے دم سے ہے سامان وزارت
چاکر کے ترے قیصر و فغفور ہیں [نوکر]　　اسکندر و دارا ہیں غلامان وزارت
للکار سے لرزے ہے تری گنبد گردوں　　لاریب ہے تو رستم دستان وزارت
روتے رہیں اعدا ترے گلزار جہاں میں　　شبنم کی طرح اے گل خندان وزارت
صدقے سے سدا پنجتن پاک کے ایما
ہو چار جہت تابع فرمان وزارت

حرف الموحده

درتحت ایں حرف ذکر سی و دو سخن گو کہ دو کس ازاں پروانہ تخلص میکنند و دو بزرگ بسمل و دو شخص را بہا در تخلص مختار گشتہ و دو مرد را بیتاب و دو کس را بیکس تخلص است مندرج گشتہ و اشعارے کہ در ایں حرف بالذات و الاستقلال بہ تحریر در آمدہ یک شعر شاعر شان [جلی] المتخلص بہ ولی تقریباً و بالعرض اندراج یافتہ

باقر

تخلص برادر کہین میر فرزند علی موزون سامانوی است کہ میر باقر علی نام دارد وے مرد متواضع کشادہ پیشانی خوش خلق نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش دوست نواز محبت طراز با نہایت غربت آراستہ و بغایت مسکنت پیراستہ است طبعش بہ مرثیہ و سلام گفتن بیشتر میل دارد گاہ گاہ غزل ہم میگوئد شاگرد برادر مہیں خود است ایں مطلع از وے است سلمہ [دیہ] ؎

جو رتباں سے سینے میں کیا کیا خراش ہے
دل [ٹکڑے ٹکڑے] سب ہے جگر پاش پاش ہے

پاکباز

تخلص میر صلاح الدین معروف بہ مکھن میاں خلف الصدق سید شاہ کمال مرحوم است پدر والا قدرش از اجلہ سادات بخاری و کبار مشائخ عہد آسودہ عہد حضرت

فردوس آرامگاہ انار اللہ [برہانہ] و مانند اسم [سامی] خود مرد صاحب کمال و شیفتۂ وجد و حال بود جنبش در سماع باصول ایقاعات و مقامات غناء [غیر] از سلسلہ ایشان کمتر بسماع رسیدہ بجے غفیر از اہالی و موالی بشہر نسبت ارادۃ بوے داشتند و ایں کمتن میاں نیز مردے بود ستودہ اطوار نیکی کردار خلیق و خوشخو نیک خلق پاکیزہ رو [تیز ذہن] صاحب شعور ذکی الطبع دائم السرور شاہ مبارک آبرو را با وے سرخوش بود ورطے [ذکر] نام نامیش ایماے بداں رفتہ فتذکر مختصر کلام و یرا دیوانے بود مملو انواع سخن سہ ہزار بیت تخمیناً اما بنابر مرور دہور و مضی سنین شہور [اندراس] پذیرفتہ از صفحۂ روزگار محک گردیدہ در ایں زمان بعضے اشعارش از پیران قدیم باستماع رسیدہ منجملہ آنہا شعرے کہ بخاطر ماندہ ثبت افتاد منہ عفی عنہ ؎

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

ببر علی

تخلص ببر علی شاہ امت دے درویشے است کہ سیز دہم و بست و نہم ہر ما [ہ] مجلس سماع بخانۂ خود منعقد می سازد و ہر گونہ مردم در آنجا فراہم می آرد و [نخود بریاں] بطریق تبرک بخش میکند و بہ دلجوئی ہر کس میر [سد] اگرچہ مرید و شاگرد شاہ محمدی مائل است اما در طریق ریختہ [گوئی] بخواہش [طبیعت خود مائل است] در ہیچ غزل تخلص موزوں نمی شود ہر چہ بر زبانش میرسد بیروں می جہد از اشعار بسیارش کہ من رسیدہ ام شعر چیدہ برشتہ تحریر کشیدہ اوراست ؎

خاک کے بیچ دیکھ تو کیا ہے ذرہ کو آفتاب سے [نسبت]

سمجھ [لے ہے خدا کا] نام بہتر نہیں ہے اور اس سے کام بہتر
اب اس دُنیا کے تو آغاز پر دل نہ جا اس کا نہیں انجام بہتر

خاک کے بیچ دیکھ ذرے کو نور ہے اس کو آفتاب سے فیض

کس قدر ہے مزاج عالی واہ اللہ اللہ رے شیخ تیرا دماغ
سیر گلشن کی کر لے اب بلبل پھر کہاں آشیاں کہاں یہ باغ

شیخ کو کچھ خبر نہیں اب تک کفر و اسلام سے نہیں واقف

موجود ہے ہر آن وہ ہرگز نہیں جدا برتر ہے گرچہ وہم و گمان و قیاس سے

اس کماں ابرو کے ہم تیر نگہ کے آگے بے دھڑک اپنے کراس دل کو ہدف بیٹھ گئے

بخشی

تخلص حسین بخش اکبرآبادی است کہ از تجارۃ پارچہ اوقات بسر میکند ایں دو بیت از گفتہائے اوست ؎

تیرا در چھوڑ کر صاحب نجا دینگے نہ جا دینگے اسی [ولیز] کے بندے کہا دینگے کہا دینگے

کہوں ہوں جس سے میں اُن کو بلا لا وہ یہ کہتا ہے
مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آویں گے نہ آویں گے

برق

تخلص دو ریختہ گو معلوم گشتہ تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را در اینجا برشتہ تسطیر کشیدہ وے جوانے است رعنا ظریف الطبع [پختہ] کام میاں شاہ جی نام کہ استفادہ سخن دانی از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ مربوط معلوم میشود [ایں چار شعر از وے] است ؎

یوں لاکھ ہوں دنیا میں تو کچھ کام نہیں ہے — واللہ کہ تجھ بن مجھے آرام نہیں ہے
ہووے دل پژمردہ مرا کیوں کہ شگفتہ — ہیں[1] باغ میں گل پر وہ گل اندام نہیں ہے
کیا دھوم سے اُمڈی ہے [گھٹا] ایسی ہوا میں[2] — افسوس کہ ساقی [وہی وجا] م نہیں ہے
[اے برق] دل اپنا نہ جلا یاد میں اوس کی — کچھ خوب تو اس کام کا انجام نہیں ہے

برشتہ

تخلص جوانے است سعادۃ التیام میاں شرف الدین نام وے مردوارستہ[1] شاگرد بھورے خاں آشفتہ جدید[2] الشوق جدید المشق است ایں شعر او گفتہ و خوب گفتہ ؎

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا — دیکھ اُونے شکستہ حال ہمیں

برکت

تخلص میر برکت علی خاں سلمہ الرحمن است وے جوانے است خوش طبع شیریں

---

[1] ہی ۱۰۰ — [2] "واہیں" — [3] از شاگرد ۱۰۰.
[4] جدید المشق جدید الشوق ۱۰۰

زبان [پا] کیزہ طبیعت عذب البیان خندہ رو کشادہ پیشانی شگفتہ جبین نیک زندگانی متخلق باخلاق حمیدہ متصف [بہ اوصاف] پسندیدہ سخن فہم نکتہ یاب زکی الطبع ورانت انتساب مالک طرز لطیف صاحب اشعار شریف شعرش بیشتر عاشقانہ [وکلامش] اکثر جوانانہ [بہرہ] وافی از علوم متعارفہ دارد تا مقدور ہمت بہ تعظیم [و] توقیر اہل علم و ہنر می گمارد مو[طنش] خیر بنیاد خیر آباد و علاقہ روزگارش بہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است در سرکار یک از سران فرنگ با فرہنگ کہ بہ نظامت حضرت دہلی بالفعل سرافراز است بعلاقہ منشی گری [بعز تما] م و امتیاز تام متعلق است و باہل شہر بخوبی ہر چہ تمامتر پیش می آید و جوہر علم و سیادت خود [ظاہر می] نماید بہر کیف [ہفدہ بیت] از زادہ ہاے طبع او در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

ہر[گل ز] خم میں نکلے ہے اب انداز چمن　　سیر[کو] تو بھی نکل خانہ بر انداز چمن

شر[یک] جلسے کے [جب] آ کے تم ہمارے ہوے
جو مدعی [تھے] ہمارے [و] ہ سب تمہارے ہوے

حریف [چھیڑے] ہے زلفوں کو اوسکی ہم دن رات
یہ [پیچ و تاب] اٹھاتے ہیں من کو مارے ہوے

میں یو[نہی] جان دی اپنی تو بس لب سوفار
خموش رہ گئے اپنا سا مُنہ پسارے ہوے

ہمارے آتے ہی مجلس میں اہل محفل سے
خدا ہی جانے کہ آنکھوں میں کیا اشارے ہوے

بگڑ گئے تھے جو شب اضطراب سے دم صبح
یکایک آ گئے بالوں کی [تیں] سنوارے ہوے

لپٹ کے روے یہ بولے کہ دیکھیو ہاں[1] جی
نہ تم ہمارے ہوے اور نہ ہم تمہارے ہوے

نہ بار دیتے تھے بزم طرب میں برکت کو
یہ آج کل سے تو کچھ مہربان بارے ہوئے

دل بیتاب کسی طور سے ٹھہرائے کوئی
مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جائے
ایک ہی دم [کیلئے] پاس جو بٹھلائے کوئی

بام پر اپنے جو ہوتا ہے کبھو جلوہ نما
[بس] یہ دل چاہے ہے آجی میں سما جائے کوئی

گرم جوشی تری [لوگوں] کو خوش آتی ہی نہیں
[دل میں د] ھڑکا یہی رہتا ہے [نہ] ہڑکائے کوئی

پیرے اور اُس کے کنایہ یہی رہتا ہے سدا
ہم نہیں چاہتے ہیں کس لئے شرائے [کوئی]

سُن کے چاہت کو مری [یوں] وہ [کہے] ہے ناداں
چاہ کہتے ہیں کسے یہ مجھے بتلائے کوئی

واں کے جانے سے مجھے منع کریں ہیں سب لوگ
کیا تماشا ہو جو اسوقت میں آجائے کوئی

[پاکے] برکت کی خبر آکے یہ [بولے] لب بام
میری دیوار کے نیچے کہو مت آ [ے] کوئی

[میں نے] اسواسطے دل اپنا لگایا تھا نہیں
[تیں گھر والوں کی] اپنے مجھے سنوائے کوئی

پروانہ

تخلص دوکس بوضوح پیوستہ

اوّل

[علی] شاہ مراد آبادی کہ جوانے [است] قلندر مشرب وارستہ مزاج بینوا یانہ [یام] بسری برد و از خوردن مسکرات مبالات نہ دارد گویند کہ بر سرائر ضمائر اطلاعے دارد الغیب عند اللہ تعالےٰ شانہ شاگرد قیام الدین علی قائم است ایں دو بیت او گفتہ ؎

آج ثابت نہ رہے دل نہ کوئی جان درست
اوسکی مژگاں نے کیئے پھر پر و پیکان درست

ہمت حضرت قائم سے اگر ہو امداد
چند ایام میں کر [لیجئے] دیوان درست

دوم

راجہ جسونت سنگھ پسر راجہ بینی بہادر گوئند۔ وے مردیست خلیق نیکو شمائل کشادہ رو فرخندہ خصائل خوش گفتار نیک کردار در فارسی گوئی شاگرد سرپ[1] سنگھ دیوانہ است در فن ریختہ گوئی اول [تلمذ] بسخن سنج [بے نظیر] محمد تقی میر نمود و ازاں پس بمیر حسن مرحوم صاحب مثنوی [بدر] منیر استفادہ فرمود و در آخر ہا از ہمہ وارستہ بسیان غلام ہمدانی مصحفی توسل جستہ ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

کھا [تیغ] نگہ جھٹ ترے گھائل کو غش آیا — گویا کہ دم نزع میں بسمل کو غش آیا
کیا کہئے ہمدم کہ اُسے دیکھ کے ہم تو — ہر چند سنبھالے رہے پر [دل کو غش] آیا

دیکھتے ہی اسکو چہرے پر بحالی آگئی — زعفرانی رنگ جو تھا اس پہ لالی آگئی

نسیم آنے شاید کسی کی کی تاثیر — شگفتگی سے ترا غنچہ دہان نہ رہا

[ایک دن دیکھا نہ تو عاشق کی غم خواری کرے]
بیوفا [تجھ سے کوئی کب تک] وفاداری [کرے]

بسمل

تخلص دو کس از اہل سخن بمن رسیدہ

---

[1] سرپ،

اوّل

مولوی محمدی صاحب ملقب بہ میاں [صاحب] عفی [اللہ] عنہ[1] [حضرت ایشاں حبرے] بودند محقق و محلے بودند مدقق از علوم عربیہ بہرۂ وافی داشتند و از فنون شرعیہ [نصیبے] کافی در منقولات بسیار متبحر و از معقولات ہم بقدر ضرور بہرہ در ہمیشہ درس شرح وقایہ و ہدایہ و مشکوۃ شریف و صحیح [بخاری] وغیرہ صحاح [ج می و] ادند و شروح سلم العلوم و زاہدین از جناب افادۃ انتساب شاں طلبہ متعدہ استفادہ میکردند و از یاران خاص حضرت قدوۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ العزیز [اند] و ہمگی بزرگان ذوی الاحترام از باشندگان مدرسۂ آں زبدۂ اولیاء الکرام نسبت تلمذ بآں استاد کل دارند و خاکپاے طلاب جہاں اعنی قاسم ہیچمداں مختصر وقایہ الروایہ و مختصر معانی و مطول و شرح عقائد نسفی کہ منسوب بہ سعد الملتہ و الدین تفتازانی است رحمتہ اللہ علیہ از خدمت سراپا برکت ایشاں گزرانیدہ و چند کتاب مستطاب چوں ترجمہ مشارق الانوار و [حبل المتین] کہ متنے است بس[2] متین در اخبار حضرت سید المرسلین علیہ و الہ عن الصلوات [اکملہا] و من [التحیات] [افضلہا] و در وے احادیث [مستمسکہ] حنفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سمت تالیف یافتہ و معارج التصریف در علم صرف کہ در وے جداول [ابواب اقسام سبعہ بر] وش جداولے] کہ علامہ شیرازی علیہ الرحمہ و الغفران در شرح شمسیہ و شرح مطالع [بر] اے قضایاے مختلطہ ثبت فرمودہ ارتسام پذیرفتہ و الحق کہ ایں کتاب با روح و راح بدرجہ اعلی برتر از مراح الارواح است کہ در وے مطالب شافیہ [شیخ ابن حاجب] مرحوم [بے اغلاق لفظ و معنی] بوجہ کافی [و] شافی مندرج گشتہ و بیروں ازیں رسائل چند جہت تعلیم میا [ں] الٰہی بخش سلمہ اللہ تعالے کہ باوے سرخوش [داشتند] تالیف و تصنیف فرمودہ اند مومی الیہ اگرچہ در ابتدا بے پروا [ئی ہا کرد] اما در آ [خر ہا بحکم]

کشتے کہ عشق دارد گذاردت بد [یں ساں]

---

[1] عنہم ۱۰۰۰ [2] بسیار ۱۰۰۰

ترک سودا کردہ بخدمت سراپا رحمت ایشاں پیوست و بہ یمن صحبت با برکت و انفاس متبرکہ بزرگاں خاصہ [جناب] ایشاں [بہرہ از] علوم متعارفہ اندوختہ بر اقران و امثال خویش تفوق جست مختصر کلام شعر و شاعری کہین مرتبہ ایں مہین پور مادر روزگار است گاہ گاہ[1] طبع وقاد ایشاں میل شعر فارسی و ریختہ میکرد رفتہ رفتہ دیوان فارسی و ریختہ کہ ہر دو از اقسام شعر پر و مالا مال است صورۃ اجتماع یافت و مثنوی چند خورد خورد بزبان ریختہ [در] بیان مسائل علوم شرعیہ ہم یادگار جناب ایں [والا] تبار بود اما افسوس ہزار افسوس کہ فرزندان آں عالی قدر قدر ایں دولت عظمی نشناختہ از میراث حقیقی پدر والا قدر محروم ماندہ [مجلد] چند را میراث پنداشتہ برباد دادند بہرکیف ہفت عدد از دہاے آبدار آں دریاے بے کراں علم و فضل بطریق تبرک و تیمن سمت ارقا [م پزیرفتہ بجناب] نور اللہ مرقدہ ؎

تری گالیاں میں بہت کھا چکا — مزا عشق کا خوب میں پا چکا
ذرا اب تو کھل کر مل اے مہرباں — بہت مدتوں تک تو شر[ما] چکا
پھر اب پاؤنکو [کیوں لگائی] حنا — قیامت تو سر پر مرے لا چکا
ہوا سبز اب تک نہ تخم [امید] — بہت مینہ آنسو کے [برسا] چکا
عبث [کہنے کا فائدہ] کچھ نہیں — یہ دل ہاتھ سے نیمل اب جا چکا

ہوتے ہی [وہ سلسلہ] مو بمو — بندہ گیا جوں شانۂ سر[2] [مو بمو]

اس لب کی سدا یاد میں پنجے ہیں مژہ کے — نہیں اشک یہ تسبیح عقیق جگری ہے

دوم

مرزا ہجو بیگ وے جوانے بود ہندوستان زا از تلامذہ سرآمد شعراے فصاحت

---

[1] اصل نسخہ میں 'گاہ گاہ' کے بعد 'کہ' ہے جسکو ا. و. میں قلمزد کر دیا گیا ہے [2] اندر ا. و. [3] ایں جناب والا ا. و.

آقا مرزا محمد رفیع سودا سپاہی پیشہ [بہ] اندیشہ نیک ذات حمیدہ صفات سخنش مطبوع و دلچسپ و کلامش مرغوب و الفت انگیز است چہار بیت از وے کہ بمن دست داد در اینجا ثبت افتاد و راست ؎

نہوتا گر کسو سے آشنا [دل] تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خوباں کیوں نہ چاہیں رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل
خدا جانے ہوا کیا اسکو بسمل ابھی تو تھا بھلا چنگا مرا دل

اکثرے ایں غزل را بہ عبدالحی تاباں نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقت الحال[1] ؎

طرز سخن کو میرے کہتا ہے سُن وفا سے آتی ہے بوے الفت بسمل ترے سخن سے

بشیر

تخلص میر بشارۃ [علی] شاہجہان آبادی است کہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ سکونت داشت [بحکم تقدیر] تعالے شانہ و [یرا بمرشد آباد] انداخت در اثناء مراجعت بوطن مالوف [بہ ہیضہ] راہی ملک بقا گشت خداش مغفرۃ کناد کہ جوان نیک نہاد [شرافت بنیاد] بود نسبت تلمذ بہ میر نظام الدین ممنون داشت ایں دو [بیت] از وے است ؎

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں دیکھتے ہیں تجھے حسرۃ سے پرے بیٹھے ہیں!

شائد دل بیتاب کو تسکین ہو اپنے کچھوا کے رکھوں سینے پہ تصویر کسو کی

---

[1] و. ا. میں عبارت ہذا شعر "طرز سخن کو میرے" الخ کے بعد درج ہے

بقا

[تخلص] محمد بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ لطف اللہ خوش نویس اکبرآبادی است شعر فارسی بہ اصلاح مرزا محمد فاخر مکین رسانیدہ واشعار ریختہ از نظر استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم گزرانیدہ بہر[۱] دو زبان اگرچہ گرم گفتار است امامیلش بریختہ گوئی بسیار است رخش شوخ طبعی و ظریف نہادی می پوئد بہجو ہرکس بے مہابا (کذا) بیادرۃ می جوئد با سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر طرف شدہ [تخطیہ نمودہ] بہجو ایشاں پرداختہ سزائے کردار ناہنجار [ایں] عزیزان بولعجبی در[کنار] نہادہ زبان زد خاص و عام ساختہ کہ مرزا بہجو ہرکس بے ہیچ خیلے دلیر بودہ و از دست میر با ایں ہمہ قابلیت عناں جوہر[قابل ستنا] سی [کبرو] خود سریش در ربودہ قصہ مختصر محمد بقاء اللہ اگرچہ گرد مضامین قدما میگردد اما بغائت درست فکر خوشگو شیریں گفتار معانی جو است پنجاہ و یک بیت از نتائج فکر درستش مرقوم کلک لالی [سلک] گشتہ او راست ؎

ان آنکھوں کا نت گریہ دستور تھا　　دو آبہ جہاں میں یہ مشہور تھا

لاؤں جو شکوہ شب ہجراں سخن کے [بیچ]　　جوں شمع پھر زباں نہ سماوے دہن کے بیچ
اب جنوں میں قدم سے ترے اک آن کے بیچ　　[پڑ گئی لاگ] مرے دست و گریبان کے بیچ

کھب گئی چشم میں جب سے کمر یار کی طرح　　رگ گل دل میں کھٹکتی ہے مرے خار کی طرح
تو وہ یوسف ہے کہ دکانات خریداروں کی　　آمد و رفت ترے گھر میں ہے بازار کی طرح

---

[۱] اگرچہ بہر دو زبان ۱۰۰۔

گردوں پہ گیا دور میں اوس لب کے [مسیحا] یعنی کہ اب اوس کا نہ رہا کام زمیں پر

مجھکو تو بہر سخن اب خامہ وار [سار] ہے بدن میں یہ زباں ہے عزیز

آئینہ دیکھہ کے کہتا ہے کہ اللہ رے میں اس پریزاد پہ میں غش ہوں بقا واہ رے میں

سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں خرابے میں ٹکڑے جو مرے دل کے بستے ہیں دو آبے میں

ساقی [کو] دو نوید بہار آئی باغ میں سودے نے پھر کیا ہے خلل سا دماغ میں

مجھ سے کیتک بس دل صد چاک کا [پیوند] ہو اب یہ [دیوانہ الٰہی] خاک کا پیوند ہو

نہ دے زا [خم] دل نازک پہ حکم بخیہ مژگاں کو کرے کب سوزن عیسیٰ رفو [گل کے] گریباں کو
نہ دے خلق [تر] بیمار کا تیرے دم آخر چرا دے خضر بھی گر مونہہ میں اسکے آب حیواں کو

پیوند ہوا رخ سے ایسا خط جانانہ تھا بار چمن گویا یہ سبزۂ بیگانہ
اوس زلف میں ہر لحظہ چھیڑا دل خونین کو کرتا [ہے حنا] بندی انگشت میں [اب شانہ]
دیوے جو بقا [بوسہ] وہ شوخ دم آخر تو آب بقا سے ہو پر عمر کا پیمانہ

رشک گلشن ہے ترے عکس سے یار آئینہ تو یہ سمجھے ہے کہ ہے باغ و بہار آئینہ
حیرت حسن نے اس شوخ کے مارا ہے جسے اوسکا لازم ہے کریں [لوح مزار آئینہ]
تجھکو کرتا ہے ترا عکس دکھا کر بے تاب ابتو پردے ہی میں کھیلے ہے شکار آئینہ

یہ گل اندام جو صرفے سے تلک اک ناز کریں　　کام لیں زلف سے کاکل کو پس انداز کریں

قسم معصوم دشت کربلا کی یہ وہ دورا ہے　　بقا [گر مانگیئے] پانی تو گذرے [تیر] گردن سے

کیا کریں سینہ جو ناصح سے چھپاتے نہ پھریں　　داغ سے داغ ہیں کچھ اپنے گریباں کے تلے

جلوہ تک باغ میں قمری جو وہ شمشاد کرے　　مول لے کر ترے اس سرو کو آزاد کرے

عشق میں بو ہے[1] کبریائی ہے　　عاشقی جس نے کی خدائی کی
ہمسری مت صبا سے کر اے [آہ]　　تو نے بھی کچھ گرہ کشائی [کی]

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اسکی گفتگو سے　　یارب یہ پند ناصح [یا سنگ محتسب ہے]

دل سے وہ نگا [ہ] پیر[2] گزری　　پر شکر [کہ][3] جی کی خیر گزری

دل سے [نکلے کہیں] پا بوسی قاتل کی ہوس　　کاش وہ خوں کو مرے رنگ حنا [ہی جانے]

[پوچھ] اس دل سے [جو ہے] کاٹ تری ابرو کا　　جوہر برش شمشیر سپاہی جانے

آہیں افلاک میں مل جاتی ہیں　　محنتیں خاک میں مل جاتی ہیں

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ یہ مطلع ہے ۔ عشق میں بو ہے کبریائی کی
[2] تیر ۱۰۰۱ ۔　　[3] اصل نسخہ میں "کے" ۔

یاد میں تڑپے ہے [یہ کس] ابروے خمدار کی　　آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس [بیمار] کی

گریہ سے بعد مرگ یہ طوفان آب ہے　　گنبد مرے مزار کا مثل حباب ہے

رُخ اوس کا صفائی ترے تلوے کی نہ پاوے　　خورشید ہزار اپنے تئیں چرخ چڑھاوے

ماہ نو انجم کے عقدے کسطرح سے وا کرے　　ہوں جہاں لاکھوں گرہ واں ایک ناخن کیا کرے

اس [کف] میں دیکھ ساغر نازک شراب کا　　دریا میں سرنگوں ہے پیالہ حباب کا

عشق نے منصب لکھی جسدن مری تقدیر میں　　داغ کی نقدی ملی صحرا ملا جاگیر میں

قطعہ

شب فرقت میں یار کی ہرچند　　در پے نالہ و فغاں ہیں ہم
نالۂ بے اثر یہ کہتا ہے　　مرغ گم کردہ آشیاں ہیں ہم

دیگر

گو قتل کیا بقا کو خوباں　　تم منہ سے بات مت نکالو
پنہاں ہی بھلا ہے راز عاشق　　[جا] سے دو [اب] اسپہ خاک ڈالو

دیگر

در ہجو محمد تقی میر

میر نے تو ترا مضمون دو آبے کا لیا　　پر بقا تو یہ دعا دے جو دعا دینی ہو

یا خدا میر کی آنکھوں [کو دوآپہ] کردے [اور] بینی یہ بہا اوسکے کہ تر بینی ہو

دیگر

میر صاحب پھر اس سے کیا [بہتر] اسمیں ہووے جو نام شاعر کا
لے کے دیواں پکارتے پھریے ہر گلی کوچے کام شاعر کا

دیگر

در ہجو [میر و مرزا] باہم گفتہ

مرزا و میر [دونوں باہم تھے] نیم ملا فن سخن میں یعنی ہر ایک تھا ادھورا
اس واسطے بقاب ہجووں کی ریسماں سے دونوں کو باندہ باہم میں نے کیا ہے پورا

مثنوی در ہجو میر خوب گفتہ چوں تحریرش بتماہا[1] بطول می کشید بر تسطیر یک بیت اکتفا در آمد[2]، زبانی میر میگوید ؎

واہ وا بے [کمینگے] تم زود ہو پھر ادھر آوے سو کاندو چو رہو

رباعی

آوارۂ وادی [طلب] کو افلاک ہر گاہ کریں جور و تعدی سے ہلاک
[پیوند] زمیں کر کے بھی آرام نہ دیں پھر شیشۂ ساعت میں بھریں اوسکی خاک

دیگر

آتا ہے [یہ] دلمیں عشقبازی کیجے اس دل کو کسی بت [کا] نمازی کیجے
چشم اسکی بقرار نہووے تو نہ ہو اپنے سے غرض زمانہ سازی کیجے

---

[1] بجملہ بہ تطول کشید، [2] در زید ا.ا.

پنچہا

تخلص [شیخے است کہ در عہد آسودہ] مہد حضرت فردوس آرامگاہ طا[ب] اللہ ثراہ بحضرت دہلی بشاعری نام برآوردہ بودگاہے پنچھی تخلص میکرد گاہے پنچھا بعضے گویند کہ مرد [ہندو] نژاد خوش نہاد مطیع الاسلام پاکیزہ اعتقاد بود و بعضے بر آنند کہ مسلمان بود ولے [معتنث] وضع [بے بہبود مانا بہ] شکل ہنود الغیب عند اللہ تعالے شانہ بہر کیف شعرش باکیفیت است و بسیار با [مزا]ہ و خوب میگوئد ایں سہ بیت از وے است

ے زلف کو کہنا پریشاں عقل کی [د]وری ہے یہ
ہر گرہ میں اسکی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

نسبت کردن] ایں شعر بہ گنا بیگم یا شاعرے دیگر از دوری عقل وقلت تفحص است ایں ہیچمدان سر[اپا نقصاں] در بیاضے قدیم [محررہ سنون] سابقہ از [تولد گنا بیگم] مطالعہ فرمودہ و برائے العین مشاہدہ نمودہ ے

[ہر چند کہا] دل کو اونے نہ [کہا] مانا پھر دیکھا تو بیجا ہے دیوانے کا سمجھانا

چمن میں نکتہ کہا جب صبا نے تجھ لب کا دہن [جو] گل کا کھلا پھر موندا نہیں تب کا

بہجت

[تخلص] طالب علمے [است شیریں] کلام عبد المجید نام وے از ظرافت سراپا برکت [حبر] صاحب دل مولوی محمدی بسمل عفی اللہ عنہ استفادہ علوم رسمیہ می کرد

ودر ایام سالف بہ تعلیم فرزند ارجمند سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی سید نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ متعین [بود] مرد شگفتہ پیشانی خوش اختلاط است اما گونہ از خط اسود[1] در سر دارد و خیال خام ہمہ دانی بکاخ دماغش جا گرفتہ گوئد کہ در عنفوان شباب شعر میگفتم [والد ماجدم بجد] بسیار و [کد بیشمار[2] مانع آمدہ] ترکش گرفتم ایں پنج شعر حسب اظہارش کہ گفتہ خود میگوئد ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

خورشید ہے شرمندہ ترے مونہہ سے قمر بھی — ہے [مشک] تری بو سے[3] خجل سنبل تر بھی
[تنہا] نہ دہن نقطۂ موہوم ہے تیرا — جوں خط خیالی ہے [میاں تیری کمر بھی]
[اس] آب وہوا سے نہ کھلی [میری] طبیعت — ضائع ہوا سب گریۂ شب آہ سحر بھی
کھولا ہے گل اندام نے اب بند قبا کو — اے باد صبا بلبل [بیدل] پہ گزر بھی
بہجت نہ جفا کھینچ تو سن مصرعہ سودا — آئی ہے [سحر ہونے] کو اب تو کہیں مر بھی

بھید

بہ ہائے خفی کہ [بہندی بمعنی] راز است تخلص [میر میراں] مخاطب بہ سید نوازش خاں خلف الصدق سید مرتضی خاں سفیر [والی] ایران برادر نواب [معتمد خان] مرحوم است خوش میگوئد و ایں دو بیت از وے است ؎

آہ گر باغ سے وہ سرو خراماں گزرے — [اشک تری سے] گلستان میں طوفاں گزرے
بسکہ ہے آتش غم تیری مرے سینے میں — تا ٹوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں گزرے

بہادر

تخلص د [وکس میدانم]

---

[1] 'سودا' و. ا [2] 'وکوشش مانع آمدہ' نسخۂ اصل ' [3] مو و. ا '

اوّل

بہادر سنگھ نام کائیتے از باشندگان حضرت دہلی کہ بالفعل [بہ قصبہ بہلی] محل اقامت افگندہ ہما نجا تولد گزیدہ نسبت شاگردی باستاد اکثرے از سخن [سنجان] عالم شیخ ظہورالدین حاتم دارد ایں دو بیت از وے است ؎

[خاد لا نظر آتا] ہے کچھ گل رخسار — رہا ہے [کس کے] گلہ کا تو ہار ساری رات
ادھر تو مسکی ہے چولی ادھر کھلے ہیں بند — نہ جانے کس نے یہ لوٹی بہار ساری رات

دوم

راجہ رام پنڈت برادر راجہ دیارام[1] وے مردے [عیاش] وارستہ معاش خوش طبع نیک اختلاط کشادہ جبین پاکیزہ ارتباط شنیدہ [می] شود ریختی ہا بزبان نسواں ہم می گوئد بہر [کیف] ایں [چار] بیت از وے است ؎

یاد میں تیری یہاں تلک [رویا] — ہوگئی خشک چشم نم کی تری
وا دریغا ھزار واویلا — حال سے میرے ایسی بیخبری

ایں دو شعر از [ر] یختی ہاے وے است ؎

جن دنوں [تمنے] محبت کا دیا تھا پیغام — مجکو معلوم جو ہوتا یہ ستانا صاحب
[تو تو میں] بخت جلی [آتی نہ تم پاس] کبھو — خیر اللہ کو [تھا یہ] بھی دکھانا صاحب

بہار

تخلص لالہ ٹیک چند است وے با وصفے کہ ہندو نژاد بود آں چناں بر مصطلحات

---

[1] دیا رام پنڈت ۱۲

ایرانیان و [موارد استعمال الفاظ] فارسی اطلاع داشت [که] کم کسے را خاصه از ہندیان دست دہد باشد چنانچه از کتاب مستطاب [بہار عجم] که تصنیف آں جوہر قابل است والحق که کتابے است بس بلند مرتبه [بر اہل انصاف] ہویداست و [ازانکه] بدستش افتے رسیده بود خان آرزو ویرا برستم یکدست خطاب میفرمود بہرکیف [ا] ز قوم سناره بود و سناره[ع] قبیله ایست از قبائل کھتریان و ازاینجاست که [بعضے] از قلت تفحص ویرا زرگر پسر دانند که سناره بلغة ہندی زرگر [است] [و بر تقدیر] صدق [این مقال] عجب [چیست] که عنایت [الهی] وابسته [حسب ونسب] نیست [ذلک فضل الله یوتیه من یشاء در اشعار] فارسی بخان [آرزو] استشاره می نمود وگاه گاه ریخته ہم موزون [میکرد] این مطلع ازوے است ؎

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
[کہیں] تسبیح کا رشته کہیں زنار کہتے ہیں

بیدل

تخلص مرزا عبد القادر مغفور نمبور است وے بزرگے بود تورانی الاصل بخارائی المو [لد که ور] صفرسن بخاک پاک ہندوستان حفظه الله تعالے عن نوائب آخر الزمان افتاده شعر فارسی بمتانت و استواری و نزاکت و پختہ کاری میگوئد [قادر] ہرگونه سخن است اگرچه بسے از [زباندانان] ایران زمین وشطرے از ہندی نژادان معانی آفر [ین پایه انصاف از دائره] منصفی بیروں کشیده [در پوستینش] می افتند اگر شاعران ایران [را] کسے گوید که شیخ بیت غزل بلکه چا [ر مصرع] رباعی بزبان اردوے معلی

[ا] از قوم سناره بود ۱۲ [ع] سناره ۱۲

بگوئید باوصف عمر بسر بردن در ہندوستان جنت نشان [درست] سرانجام نتوانستند
داد [تا بتدوین] دواوین متعدده [ضخیمه] ازاں قادر سخن باں [آهنگی و] متانت بزبان
ایشاں انصرام یافته [چه رسد] زہے انصاف دشمنی بر مردے کہ از وے قریب صد ہزار
بیت رباعی و غزل و مخمس و مثنوی و غیرہا انواع سخن [بسنجیدگی] تمام بر صفحہ روزگار
یادگار] است بخطاے [محاورہ] کہ جاے چند اتفاق افتاد خوردہ گیر [ند مختصر کلام]
از دواوین وے یکے دوازدہ ہزاری خطاب دارد و دیگرے [ہفت] ہزاری [و
دیگرے پنج ہزاری و] علی ہذا القیاس وچند دیوان رباعیات مردف دارد گویند [کہ]
در [ہجو ریش زاہداں] مراثی چند [صد] رباعی گفتہ و بیروں ازیں ہمہ [در بحور دراز] دیوانے
بزرگ از وے بتد [وین] رسیدہ [وصحائف] دیگر چوں چار عنصر و رقعات بیدل وغیرہما
در نثر برشتہ تحریر کشیدہ القصہ شاعری [دوں مرتبہ [بیدل است کہ] صاحب دل بود
وارستہ نہاد بہ نہائت وارستگی و بے پرو [ائی] ایام بسری برد و خلقے کثیر از انفاس
شریفہ اش بہرہ وافی [می] اندوخت کہ پشت بدنیا و عقبی [رو] برسول و خدا نشستہ بود
در ابتداے حال بسلک سپاہیان عمدہ معاش و طازمان امارۃ تلاش شاہزادہ [معظم محمد]
اعظم شاہ بہادر طاب ثراہ منسلک بود

حکائت

بعد ترک و تجرید روزے بحسب اتفاق در اثناء راہ بنواب معلے القاب [قطب]
الملک امیر الامرا سید حسین علیخاں بہادر کہ با ایشاں تعارف قدیمی داشت [در] خورد
نواب معز [الیہ] بنابر تغیر وضع کہ قلندرانہ ریش و بروت و ابرو تراشیدہ میداشت و
جاے دستار گاہے پرکالہ سوسی بر سر می بست نشناخت و مرزا ہم بسبب وارستگی [بہ]
سلام علیک سبقت نہ جست پس ازانکہ [بنواب] مغفور بودن مرزاے مبرور ثبوت
پیوست بزرگی را کار بستہ بکلبہ اش تشریف شریف ارزانی داشتہ و گلہ [بواجبی] بنیاد نہادہ
آخرکار در پاکی خود جا دادہ بدولت سراے خود آوردہ دو سہ روز صحبت [مستوفی]
داشتہ درعین رخصت موازی سہ لک دوپیہ را نقد و جنس [تو] اضع نمود مرزا بلحاظ اخلاق

کریمانہ [نواب بالفعل] قبول کرد[؎۱] اما بہ پاس آبروے فقر بحقیقت روساخت و دانشمندانہ [گفت] کہ کلبۂ فقیر را گنجائش ایں ہمہ نعمت کجا و [ازجناب] نواب کدام کس امانت وار ترکہ بوے سپارم و بیروں ازانکہ مردم [فقیر انگاشتہ مایحتاج] الیہ میرسانند خوردہ زری کہ از میراث پدر بمن رسیدہ بہ تحویل فلاں مالک با خود دارم ایں ہمہ بہ دولت خانہ امانت باشد اگر خواستہ خداست عند الحاجت گرفتہ بخرج ضرور خود خواہم آورد ۔

دیگر

امیرے از امیران توران کہ بہ بے باکی و [سفا] کی مشہور بود و بہ بدخوئی و ستیزہ روئی معروف رو [زے] احتسابانہ بمرزا گفت کہ شمار ریش می تراشید مرزا جواب داد کہ بلے ریش خود می تراشم [دل کسے نمی خراشم]

مختصر کلام مرزا مرد خوب و از مغتنمات زمانہ بود گاہے [ریختہ ہم] از طبع وقادش ریختہ ایں دو بیت از نتائج فکر صائب اوست ؎

مت پوچھ دل کی باتیں اب دل کہاں ہے ہم میں
اوس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
بیدل کے آستاں پر جب عشق آ [پکارا]
پردے سے [یار بولا] بیدل کہاں ہے ہم میں

بیدار

تخلص شاہ محمد [ہی] مرحوم است وے از سادات مستقر الخلافہ اکبرآباد بود اگرچہ بہر دو زبان سخن میگفت اما بیشتر میل بریختہ گوئی [داشت] در فارسی نسبت [تلمذ] بمردے

؎۱ یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے ۔ جو نسخہ ا ، ب میں بھی موجود نہیں ،

[ایران] زا خوبی القیام مرتضی قلیخان نام المتصف بخلت [وفاق] المتخلص بہ [قرا] تی دارد واشعار ریختہ از نظر تربیت اثر [مضمار سخن سازی را] یکہ تاز مرد خواجہ میر درد گذرانیدہ و باصلاح استاد اکثرے از سخن پردازان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ہم رسیدہ و نسبت ارادۃ بشاہ عبدالستار مرحوم کہ یکے از برگزیدگان حضرت ستار العیوب علام الغیوب بود جل جلالہ وعم نوالہ داشت در آخرہا اکتساب قواعد سعادۃ و نیکوئی و استحصال قوانین عبادۃ و خدا جوئی از جناب کرامت انتساب زبدۃ الواصلین مولائی ومولاء جمیع المومنین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ [نمودہ] مثال خلافت حاصل فرمودہ مختصر کلام مردے بود ظاہرش بلباس فقراو درویشاں آراستہ و باطنش بصلاح و تقوی پیراستہ خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ خو فرشتہ کردار مدتے در سراے عرباں رخت اقامت افگندہ بوطن اصلی مراجعت نمودہ خلقے را ہدایت راہ مولے فرمودہ از ہمانجا برحمت حق در پیوست غفر اللہ لہ و لسائر المومنین شعرش بسیار با کیفیت و پختگی و بہ نہائت حلاوۃ و دلبستگی است بندش الفاظ و استخوان بندی آں بدرجۂ اعلے دارد و با ایں ہمہ نزاکت معانی بوجدان نازک خیالاں خیلے می سازد بر قاسم ہیچمدان سراپا نقصان لطف و عنائت از ہرچہ تمامتر مبذول میفرمود از فرمودہاے آں عالی فطرت ہشتاد و دو بیت در اینجا ثبت افتاد منہ عفی عنہ

ے ہم خاک بھی ہو گئے پر ابتک جی سے نہ ترے غبار نکلا

[صبح] ہوتے ہی ہوا تجھ سے جدا وہ مہرو [روز گویا مرا] ے [حق] میں شب دیجور ہوا

اُونے یاں تک کبھو گزر نہ کیا تونے اے آہ کچھ اثر نہ کیا
رات تو ہو چکی پہ تونے دل قصۂ زلف مختصر نہ کیا

جلوہ دکھا کے گزرا وہ نور دیدہ گاں کا تاریک کر گیا گھر حسرت [کشیدہ] گاں کا

ترے [رخسا] رو قد و چشم کے ہیں عاشق زار　　گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

صبح کو بے نور تجھ بن ہر چراغ لالہ تھا　　جاے بانگ گل چمن لبریز آہ و نالہ تھا
مل گئی تھی اس میں کل کسکے دل سوزاں کی خاک　　گرد باد دشت فرسا شعلۂ جوالہ تھا
لعل پر منصوب جیسے ہو گہر اس لطف سے　　اس لب رنگیں پہ جوش حسن سے تبخالہ تھا

مرے قدم سے ہے سرسبز بوستان جنوں　　ہر ایک آبلہ گل ہے برہنہ پائی کا

چمن میں ایسی ہی نغمہ سرائی کی کہ بلبل کو　　سریر آراے گلشن نے دیا منصب ہزاری [کا]

چاہتا ہوں میں تمہیں اسپہ جو چاہو سو کرو　　ہوں مقر آپ میں اس اپنی گنہ گاری کا

حیف اے نور نظر تجھکو نہ آئی غیرت　　اشک آ [تیری جگہ] دیدۂ گریاں میں رہا

کیا کیا بیدار تو نے ہے غضب　　ایسے ظالم کے مقا[بل] ہو گیا

اس گل کا چمن میں کل مذکور سخن آیا　　غنچے کا ہوا دل خوں پستی پہ سخن[1] آیا

آئینے کو تو مونہہ دکھاتے ہو　　کیا ہوا ہم نے بھی اگر دیکھا

آہ، قاصد تو اب تلک نہ پھرا　　دل دھڑکتا ہے کیا ہوا ہوگا

---

[1] سخن ۱۰۱۰.

قبول تھا کہ فلک مجھ پہ سو جفا کرتا　　پر ایک یہ نہ کہ تجھ سے مجھے جدا کرتا

فصل گل ہو چکی ایام جنو[ں کے گز] رے　　چھوڑتا اب بھی نہیں دست، گریباں میرا

بہار آئی ترڑانے پھر لگے زنجیر دیوانے　　ہوا شور جنوں [برپا] اہا ہا ہا، اہا ہا ہا

عمر و عدوں ہی میں گنوائیے گا　　آئیے گا بھی یا نہ آئیے گا

آپ میں دیکھا اوسے میں رہ نہ سکھا　　ایک بھی بات آہ کہہ نہ سکھا

لے چکے دل تو جنگ کیا ہے اب　　آملو پھر درنگ کیا ہے اب

دل سلامت اگر اپنا ہے تو دلدار بہت　　ہے یہ وہ جنس کہ اسکے ہیں خریدار بہت

نے شفا نے موت نے طاقت شکیبائی کی آہ　　کیا کروں بیدار اس [بیمار] ی دل کا علاج

کیوں عبث بھٹکا پھرے ہے جوں زلیخا شہر شہر　　جلوۂ یوسف ہے غافل تیرے پیراہن کے بیچ

حکمت العین ہے وہ چشم معانی ایجاد　　حرف [ہے] اسکے سخن پر تو کہیں صاد کی طرح

دل کو ہے سخت انتظار جواب　　کہہ شتابی کہ کیا کہا قاصد

حال سن سن کے رو دیا میرا　　کچھ تو آیا ہے مہربانی پر

طوبیٰ کی شاخ کاٹیے لے کر قلمتراش — تا لکھیے وصف قامت جاناں قلم تراش
جز اپنے کسی خس کی بھی سوزش نہو ہم سے — جوں شعلۂ مے گرچہ سراپا ہیں ہم آتش

بھڑکا ہے آہ سرد سے جوں شعلہ داغ دل — روشن دم صبا سے ہوا یہ چراغ [دل]
گلریز جلوہ تا کہ ہو وہ نو بہار حسن — خار تعلقات سے کر صاف باغ دل

قتل تو کرتا ہے آخر کھول دے آنکھیں ٹک اب — دیکھ لیویں تیری صورت پھر کرائے جلاد ہم
دامن کو نہ پہنچے تیرے اب تک — [ہر چند] غبار ہو گئے ہم
کہیے مجھے بھی بھلا اتنا کہ یہ میں بھی سنو (کذا) — بندہ پرور کس کے ہاں تشریف فرماتے ہو تم

نے فقط تجھ حسن کی ہے ہند کے خوباں میں دھوم — ہے تری زلف چلیپا [کی] فرنگستاں [میں] دھوم
کیا کریں وابستۂ کوے بتاں ہیں ورنہ ہم — کرتے جوں فرہاد و مجنوں دشت و کوہستاں میں دھوم

وبال جان کا ہوتا ہے سیم و زر بیدار — دلیل اسکی ہے روشن میاں[1] محفل شمع
رخصت پرواز اگر اتنی ہمیں صیاد دے — ایک نظر بھر دیکھ لیویں دور سے دیدار باغ
سرمہ عزیز تجھ کو ہو اے چشم یار حیف — برباد و پامال ہو میرا غبار حیف
آج ساقی دیکھہ تو کیا ہے عجب[2] رنگیں ہوا — سرخ، کالی گھٹا، اور سبز ہے مینا کا رنگ
سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس میں نہیں ہوتی ہے نثار دامن
فقط قصہ ہی ہے فن طبیعی اور [الٰہی] میں — جو علم[3] معرفت چاہے تو رہ یاد الٰہی میں
جگا کر خواب آسائش سے اے بیدار ہستی نے — عدم آسودہ گاں کو لا کے ڈالا کس خرابے میں
عبث ہے آرزوے خوشدلی بیدار گردوں سے — مے راحت جو چاہے سو کہاں مینائے [خالی] میں

---

[1] بیان ۱۰۰۱۰ [2] غضب ۱۰۰۱۰ [3] حکم ۱۰۰۱۰

خرقہ رہن شراب کرتا ہوں　　دل زاہد کباب کرتا ہوں

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہیں　　ورنہ یہ نالے تو پتھر میں اثر کرتے ہیں
ہم تو ہر شکل میں یاں آینہ خانے کی طرح　　آپ ہی آتے ہیں نظر سیر جدھر کرتے ہیں

دیا ہے ہاتھ میں ان نوخطوں کے نسخۂ [دل]　　[سفید] خواہ رکھیں خواہ یہ سیاہ کریں
راہ پاتے ہیں وہی انجمن [وحدۃ] میں　　شمع کی طرح سے جو سر سے گزر جاتے ہیں
تو جو بیدار یوں ہوا تارک　　ایسی کیا بات آگئی جی میں
جانیں مشتاقوں کی لب پر آئیاں　　بل بے ظالم تیری بے پروائیاں
کہاں گنجائش حرف اس دہن میں　　نہیں جائے سخن کچھہ اس سخن میں
نے دل نہ دلربا نہ میرے [جی] کو ہے قرار　　حیراں ہوں اس میں اے مرے اللہ کیا کروں
دل ہمارے کو لیا تم نے چرا کہتے ہیں　　سچہہ (سچ) ہے یا جھوٹ ہے کیا جانے سنا کہتے ہیں
سینۂ داغدار رکھتا ہوں　　دیکھئے لالہ زار رکھتا ہوں
کچھہ خبر میری بھی تم رکھتے ہو اے بندہ نواز　　جان جاتی ہے ادھر آپ ادھر جاتے ہیں
شہید دست رنگین بتاں ہوں　　رکھو برگ حنا میرے کفن میں
رشک سے [سینۂ] طاؤس کے اوڑ جاوے رنگ　　نوبہار دل پہ داغ اگر دکھلاؤں
دل بے بیتاب چشم ہے بیخواب　　جان بیدار کیا کروں تجھ بن
کہاں ہے طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو　　جو سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی　　کون سینے سے لے گیا دل کو
کیا بات کہوں کہ دیکھہ اوس کو　　رہتے ہی نہیں حواس مجھکو
کرتے تو ہو [تم و] فا کی باتیں　　پر ہم سے ٹک آنکھ چار کیجو
بوسۂ شمع کو جلنے کے بھا [نے] آیا　　دیکھو اے بزم نشینان ہنر پروانہ
دیکھو اوس گیسوے مشکیں کی ادائیں شانہ　　دونوں ہاتوں سے [یہ] لیتا ہے بلائیں شانہ

شکوہ کم نگہی آنکھوں سے اوسکی نہ کرو　　گفتگو خوب نہیں مردم بیمار کے ساتھ

زلف اُس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جاے　　سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جاے

نذر میں اُس شہ خوباں کے کروں کیا بیدار　　دل ہے سو داغ ہے جاں ہے سو غم اندوختہ ہے

سیا تو ہے پہ[۵۱] کوئی دم میں پھر گریباں کا　　جدا جدا نظر آتا ہے تار تار مجھے

جل گیا تنہا نہ کوہ طور ہی پروانہ وار　　آگ تیرے عشق کی شمع دل ہر سنگ ہے

میر مجلس رنداں آج وہ شرابی ہے　　خون و دل مرا جسکو بادہ و گلابی ہے

بیدار کھینچے زلف اودھر اور چشم یار ادھر　　حیراں ہے دل [کہاں] نہ رہے کس کے ہاں رہے

یہ پیچ و تاب تو کچھہ بے سبب نہیں بیدار　　[دکھا گیا] ہے کوئی زلف تابدار مجھے

گر بڑے مرد ہو تو غیر کو یاں جا دیجے

اوسے کہہ دیکھئے بیٹھے ہمیں اٹھوا دیجے

چڑھا [ؤں] دستہ نرگس [مز] ار مجنوں پر　　جو دیکھوں آج میں روے نگار آنکھو [نسے]

صبا تیری گلی میں اسلیئے ہر صبح آتی ہے　　کہ تیری بو سے جا [گلشن میں] پھولونکو بساتی ہے

ٹک ایک سامنے آتو بھی باغ میں گل کے　　کہ ہے غرور[۵۲] نزاکت دما [غ میں] گل کے

ہم پہ سو ظلم و ستم کیجئے گا　　ایک ملنے کو نہ کم کیجئے گا

جی میں ہے آج بجائے مکتوب　　یہی بیت اوسکو رقم کیجئے گا

مہربانی سے پھر اے بندہ نواز　　کہیئے[۵۳] کس روز کرم کیجئے گا

بیان

تخلص خواجہ احسن اللہ خانؒ سلمہ الرحمٰن است و [ے] دراصل از خطہ [دلپذیر] کشمیر و شاگرد رشید سخن سنج ہنر گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمتہ والغفران و مرید [سعید]

---

[۵۱] یہ ۱۰۰۔　[۵۲] غرور و نزاکت ۱۰۰　[۵۳] کہی ۱۰۰۔

قدوۃ العارفین مولانا محمد فخر الدین اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان است در آخر ہا قدرے تحصیل علم صرف و نحو ہم نمودہ و بہ خاکپاے طلباے جہاں اعنی قاسم ہیچمداں سراپا نقصان تکرار سبق خود بیشتر بلکہ بلا ناغہ میفرمود ملخص سخن خواجہ احسن الدین خاں بیان شاعر فصیح اللسان سخن سنج بلیغ البیان است در مثنوی خود مسمی بہ چنگ[۵۲] نامہ داد شاعری دادہ [ہمیشہ بعمد]گی وخوبی ایام بسر کردہ از چندے بہ حیدر آباد در سرکار نا[۵۳]ظم آں بلاد ملازم[۵۴] بود مدتے است [کہ از] احوال خیر مآلش اطلاعے نیست بہر جا کہ باشد خدایش خوش دارد[۵۵] و ایں[۵۶] بیست و دو بیت از نتایج طبع اوست ؎

ہمدم نہ فکر کر کہ مرا کام ہو چکا — جو دل یہی ہے تو مجھے آرام ہو چکا

قفس میں [میں] رہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا — تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

[بیا]ں تیرے کونچے[۵۷] سے [چلتا] رہیگا — مری جان تو ہاتھ ملتا رہے گا

بیوفا سخت خطا کی کہ ترا یار ہوا — آہ میں دیدہ [و دا]نستہ گرفتار ہوا

کیا بیاں کیجئے اُس تیر [نگہ کی] جلدی — بس ادھر چشم سے چھوٹا کہ ادھر پار ہوا

جب دیکھتا ہے طائر آزاد کی طرف — مرغ اسیر دیکھے ہے صیاد کی طرف

میں بھی کوئی[۵۸] آدمی ہوں جس سے شرماتے ہو تم — دیکھ کر مجھکو عبث مجلس سے اٹھ [جاتے ہو تم]

یہاں تک تو ہوں بیمار کہ کہتے ہیں طبیباں — مت کھا کے دوا کیجیو بدنام کسی کو

کچھ بے ادبی کی ہے بیاں تو نے بھی اوس سے — ناحق نہیں دیتا کوئی دشنام کسی کو

---

۵۲ احسن الدین خان ۱۰۱۰ لیکن آگے جاکر نسخۂ اصل میں بھی احسن الدین خان مرقوم ہے۔ ۵۲ چپک نامہ ۱۰۱۰
۵۳ نازم ۱۰۱۰ ۵۴ ظالم ۱۰۱۰ ۵۵ دارد ۱۰۱۰ ۵۶ بہر کیف ایں بیست ۱۰۱۰
۵۷ کونچے ۱۰۱۰ ۵۸ بھی میاں کوئی ۱۰۱۰

ہم رکھنا تیرے ہی زلفوں کا اے جان یہ خم در خم سمجھے
تصریح و بیاں اب خوب نہیں کچھ تم سمجھے [کچھ] ہم سمجھے

رخصت ہے عقل و ہوش کو چلے ہے جہاں رہے — اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے
کیا دیکھتے ہو دل کو مرے تم الٹ پلٹ — آ [یا] ہے گر پسند تو اے مہرباں رہے

خدا کرے کہ خفا ہو کے جی نکل جاوے — کہیں شتاب یہ قصہ چکے [خلل] جاوے
جو سوز دل سے کوئی حرف منہ پہ آیا ہو — خدا کرے کہ بیاں کی زبان جل[1] جاوے

چشم کرم کسو ہی سے اپنے نہیں رہی — رسم مروۃ اٹھ گئی [مہر کہیں] نہیں رہی
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھ سے ہمنشیں — شام سے لے کے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی — ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی
شب فراق کی دہشت سے جان جاتی ہے — یہی ہے صبح سے دھڑکا کہ رات آتی ہے

ایں شعر را بعضے بجواب عماد الملک نسبتہ کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ عفی عنہ

جا کہو کوے یار میں کوئی — مر گیا انتظار میں کوئی

جاتا ہے یار کچھ تو بیاں مونہہ سے بول لے — اے بے نصیب مانع گفتار کون ہے

مت آئیو اے وعدہ فراموش تو اب بھی — جسطرح کٹا روز گزر جاوے گی شب بھی
میں جانتا تھا وصل کی شب بھی دراز ہے — آنکھیں جو کھل گئیں تو در صبح باز ہے

---

[1] نکل جاوے ۱۲ ا۔

بیخود

تخلص لا] له نرائن واس است وے مردے است متصدی پیشہ نیک اندیشہ از جہانجنان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و از شاگردان استاد صاحب ورائت ہدائت اللہ خان ہدائت و از نظر دستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق ہم اشعار خود اکثر گذرانیدہ و گاہ گاہ بخدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمت ہم طبع زاد خود بیخود میخواند و استفادہ میکرد حاصل کہ ایں جوان صاحب زبان سخندان خندان شیریں زبان عذب البیان سیر مشق و مربوط است ایں شش بیت از وے [است] ؎

سرشک گرم سے میرے بہا سیلاب آتش کا — بنا ہے یا الٰہی کیا دل بے تاب آتش کا
چمن میں آگ موج رنگ گل نے [جب سے دی] تجہ بن — نظر آتا ہے ہر ایک گل ہمیں گرداب آتش کا
[مے گلگوں کو چشم کم] سے تو مت دیکھ اے بلبل — بنایا ہے یہ اعجاز [مغاں] نے آب آتش کا
مری [آنکھوں سے دیکھے سیل اشک گرم کو آکر — نہ دیکھا ہو کسو نے جو کبھو تالاب آتش کا

دہک جاتے ہیں اکدم میں ہی دم کی آمد و شد سے — مرے اس منتقل دل میں دبے ہیں [کیا غضب] انگر
گلے میں اور لبی اب لعل کے ٹکڑوں کے مت پہنو — بدخشاں میں کہیں صاحب نہ برسیں اس سبب انگر

بیہوش

تخلص طالب علمے است سعید مسمی بہ عبد الرشید وے در قصبہ شکار پور بمعلمی ایام بسر می برد و بطور آں نواح گاہ گاہ [زمزمہ طراز] می شود مرد نیک بخت و صالح شنیدہ

شده ایں سه شعر او[1] راست ؎

وہ بھی دن تھے کہ گلے میرے لگا رہتا تھا — اب تو صورت سے بھی میری ہے [وہ] بیزار ہوا

خورشید ہو مکھڑے سے ترے کیونکہ مقابل — تو زلف [ابھی] کھولے تو ہو شام زمیں پر

مدت سے آشنا ہوں تم بولو یا نہ بولو — دل تم کو دے چکا ہوں تم بولو یا نہ بولو

بیقرار

تخلص مرزا کاظم حسن المعروف بہ میر قمر و ہمشیرہ زادہ سید[2] رضی خاں بہادر صلابت جنگ است وے جوان خوشخو نیک رو نہائت با ادب بسیار مہذب است مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں پنج شعر از وے است ؎

میں وہ دیوانہ ہوں پابوسی کے جسکے شوق میں — مردماں وا حلقہ چشم سلاسل رہ گیا

جس طرف پھرتا رہا یار وہ رشکِ آفتاب — جوں گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا

رخ سے گر زلفیں اٹھیں تو چھوڑدی اسنے نقاب — ایک نہ ایک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہ گیا

[کیوں] نہ پکالہ آتش کہوں تجھ کو اے شوخ — سرخ جوڑے نے ترے آگ لگائی مجھکو

اوس کے ہیں دست نگاریں سے ہوا ہوں کشتہ — ہمدمو دیجو کفن کر کے حنائی مجھکو

بیباک

تخلص جوانے است از دودمان واجب الاحترام میر نجف علی نام، وے از سادات

---

[1] از وے است ۱۰۰۰ [2] نواب سید ۱۰۰۰

و از تلامذہ میاں غلام ہمدانی مصحفی است در طبابت ہم دستے دارد و در نواح قصبہ [illegible] ولیست علم شاعری برافراختہ کوس طبابت می نوازد ایں چار بیت از خوش گفتہائے اوست ؎

ہمکو لیل و نہار نے مارا　　گردش روزگار نے مارا
دادخواہوں سے گھر گئے رستے　　اُس کا [جس] کو [چے] سے گزارہوا

صیاد یہ ہوس ہے دل دادگار میں　　گلپوش کر قفس کو مرے نوبہار میں
بیباک کوئی کھول کے دیکھے تو اب تلک　　آتش بھری ہوئی ہے ہمارے مزار میں

بیتاب

تخلص پنج کس از ریختہ گو غیر از خدایر دی خاں ظریف کہ پیشتر بہمیں تخلص متخلص بودی شناسم سہ کس را از ایشاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ بسلک تحریر خواہم کشید و

اوّل

ازاں دو کس کہ در اینجا احوال آنہا بہ تسطیر رسید مردے است درویش نہاد خوش اعتقاد سالک مسلک ملک العلام شاہ محمد اسمعیل نام از شاگردان مصطفے خاں یکرنگ اما بنابر وارستگی بے رنگ و در ہمہ رنگ است ایں دو بیت او راست ؎

تڑپہہ کر مرگئی بلبل قفس میں　　پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں
خدا کسو کو گرفتار زلف کا نہ کرے　　نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

دوم

عزیزے شیریں کلام محمد علیم الدین نام کہ وطنش الہ آباد و رویہ شعر گوئیش بسیار

ؔ شعر ۱۰۰.

متانت بنیاد است [این] مطلع اوراست ؎

جی کیوں کہ بچے جب کہ جلا وے جگر آتش سب [بستی] کو ڈر ہے جو لگے ایک گھر آتش

بیکس

تخلص و دکس معلوم ایں کس است

اوّل

مرزا محمد [عظیم آبادی کہ نیاکا] نش از ایران زمین بود ند شعر فارسی بسیار میگوئد و در زمین ریختہ ہم گاہے رخش ہمت می پوئد ایں رباعی در ہجو بزرگے گفتہ واللہ اعلم چرا ازاں رنجہ گشتہ

رُباعی

ظاہر میں تو ایسے ہیں کہ ماشاء اللہ سب کہتے ہیں زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن میں جو دیکھا انہیں اتنے ہیں پوچ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

دوم

میاں امام بخش مر[حو]م وے مردے بود متواضع مسکیں نہاد بسیار خلیق نہاد نیک اعتقاد خدمت مسجدے کہ متصل لال کنوہ بر شاہ راہ واقع است بدو تعلق داشت ہرچہ بر زبانش می آمد میگفت غرضے بصحت قافیہ و ردیف و [موزونی] بحر نداشت نقل مجلس شعرا بود بعد انقضاے [صحبت] بنا [بر تفر] یح طبائع تکلیف سخن بوے می کردند بے تحاشا میخواند و مردم میخندیدند و [او] سکوت [ورزیدہ] نشستہ می بود از چندے برحمت [حق] پیوستہ خدایش بیامرزد بہرکیف ایں دو بیت از آنہ آں مرحوم مغفور است ؎

ہو چکے دو ہی مولوی نامی مولوی روم و مولوی جامی

---

۵۱ اندہ ست ۱۲۔ ۵۲ بیشتر ۵۳ دنایت ۱۲۔ ۵۴ بے تحاشی ۱۲۔ ۵۵ ازاں مرحوم ۱۲۔

[illegible] سخن است کہ گاہ گاہ بروے طاری میشد اما اصل رویہ وے ایں است ؎

شو پیڑے ہوں نہوں یا نان خطائیاں خریدہوں
جب چہارے دود سویاں ہم کو کھلا دو عید ہو

بیجان

تخلص دو شخص ایں شخص می شناسد تحریر یکے [ازانہا] در مکملہ انسب پنداشت ویکے را در اینجا بگذاشت و آں شیو سنگھ کھتری است کہ در رمل و قرعہ اندازی اندکے دست داشت مردے بود وارستہ طبیعت مسکین نہاد بہ نہائت غربت و مسکنت ایام بسر می برد [در دریبہ شیرینی] سکونت داشت گاہ گاہ کام جاں را بشیرینی سخن شیریں می ساخت دو سال است تخمیناً کہ از بام افتادہ مصداق مصدوقہ [تخلص خود گشت از] قبیل ایں دو بیت شعر می گفت ؎

آسماں گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر جب کبھی آہ ہماری میں اثر ہووے گا

بیجان میں جان تک بھی د[ی] پر میرا نہوا وہ شوخ دلبر

پیام

تخلص شرف الدین علیخاں اکبرآبادی است وے از [ممتازان] زمان خود بود دیوان فارسی در نہائت فصاحت و غائت بلاغت بر صفحۂ روزگار از و یادگار است خان آرزو و علی قلی خاں والہ احوالش در تذکرہ ہاے خود بشرح و بسط رقمزدہ کلک حقائق سلک نمودہ

اند احیانا تفننا للطبع اللطیف ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں چار بیت از نتائج طبع عالی [وست] ؎

لام نستعلیق کا ہے اُس بتِ خوشخط کی زلف ہم تو کافر ہوں اگر بندے [نہوں] اسلام کے

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

ولی کے کج کلاہ لڑکوں نے کام عشاق کا تمام کیا

کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

مصرع دوم از شعر اول ازاں شاعر شان علی التخلص بہ ولی است شائد کہ توارد شدہ باشد او گوئد ؎

غمزۂ شوخ نے بہ نیم [نگاہ] کام عشاق کا تمام کیا

حرف الفوقانی

در ذیل ایں حرف ذکر بیست شاعر مندرج گشتہ و ازاں جملہ دو کس بہ تجلی و دو شخص بہ تسکین و دو عزیز بہ تمنا و سہ مرد بہ تنہا متخلص شدہ اند و اشعارے کہ دریں حرف [مرا] قوم گشتہ بتمامہ [یک صد و چہل و دو] شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ۔

تاباں

تخلص [جوانے است زیبا[1] نازک] اندام عبد الحی نام وے از شعرائے طبقہ ثالثہ و عاشق پیشہ معشوق مزاج بود گویند [کہ خوبا] ن جہاں طریق دلبری و شیوہ ستمگری و آئین خوبی و رسم محبوبی از وے می آموختند بزرگے کہ از دلش کذب معرا و از آلودگی افترا [مبرا]

[1] "ذیبا" در ہر دو نسخہ

بود [ ] که آخر ہائے روز امروان شیرین ادا و سادہ رویان ملاحت [ ] در خانہ ہائے بزرگ و [ ] پور آراستہ و پیراستہ می شدند و حسب الطلب امرائے قزلباش در محافل نشستہ بشب بہمان می رفتند از شومی ایں چنیں کردار ہائے ناہنجار بحضرت دہلی رسید آنچہ رسید نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا القصہ وے جوانے بود صبیح و رعنا از جوئبار خوبی آب خوردہ بہ بوستان محبوبی سر بر آوردہ افسوس کہ در عین عنفوان شباب و ریعان [جوانی] نہال زندگانی وے سیراب امانی و آمال دست خوش صرصر فنا گشت خداش [رحمت] کناد حسن عالم سوزش شہرہ آفاق بود و خوبی چشم و ابرویش یکتاء و طاق شیخ ظہور الدین حاتم علیہ الرحمہ ویرا در دیباچۂ دیوان خود کہ اسامی تلامذہ خویش ثبت فرمودہ در رشتہ سلک شاگردان خود کشیدہ اما در اصل شاگرد محمد علی حشمت است کہ بادے سرخوش داشت و یمکن کہ از نظر ہر دو صاحبان عروسان اشعار خود گذرانیدہ باشد بالجملہ اشعار آبدارش بیشتر بر زبان خاص و عام جاری است و خالی از کیفیت رعنائی و عاری از چاشنی دلربائی نیست سی بیت از طبع زاد آں سرو آزاد دریں گلزار جاوید بہار ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

بجا سے اپنے پشیماں نہو ہوا سو ہوا ۔۔۔ تری بلا سے مر[ے سر پہ] جو ہوا سو ہوا

زبس تیر مژگاں سے ہے [دلکو الفت] ۔۔۔ جہاں دیکھنا خار وہاں لوٹ جانا

دنیا کے [نیک و بد سے کچھ تاباں] نہیں ہے غم مجھے

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور وں ہوا تو کیا ہوا

رہتا ہے خاک و خوں میں سدا لوٹتا ہوا ۔۔۔ میرے غریب[1] دل کو الٰہی یہ کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم ۔۔۔ کھودی بہار حسن کی خط نے بھلا ہوا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجھکو یوں لگا کہنے ۔۔۔ کہ کچھ حاصل نہیں ہوتے کا ساری عمر رو بیٹھا

ایسا ہی مرے اشک کا گر جوش رہے گا ۔۔۔ تو شمع صفت جسم بھی [پانی ہو بہے گا]

غنچے [لبو] میں سب نظر آتے ہیں سر[2] بسر ۔۔۔ اُس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

اوس جامہ زیب غنچہ دہن کو چمن میں دیکھ ۔۔۔ حیراں ہوں میں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

---

[1] عزیز ۔۔۔ [2] تر بتر ۔ ۔

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا — اس سبب خانۂ دل آج ہے [تاباں] میرا
سرو تعظیم کریں پھول کریں جھک کے سلام — جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا
[غیر] کے ساتھ جو دیکھا ہے اوسے بال کھلے — اس سبب دل ہے بہت آج پریشاں میرا
گرم [ہے] عشق کا بازار اسی سے ابتو — حق تعالے کرے جیتا رہے تاباں میرا

بچتا نہیں ہووے جسے آزار محبت — یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت
کہتے ہیں مری نبض پہ رکھ ہاتھ طبیباں — جینے کا نہیں ہاے یہ بیمار محبت
آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جنوں کی — اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ہاتھ میں اوسکے ہاتھ [تھا] ہیہات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتوں ہاتھ
تاباں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے — اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بیطرح

پاس تو ہوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں — منتیں کرتے ہی ساری را[ت ہو] جاتی ہے صبح
[لے د] لکی خبر چشم مرے یار کی کیونکر — بیمار [عیادۃ کرے بیمار کی] کیونکر

کہتے ہیں اثر ہے میاں گریے میں [یہ ہیں] باتیں — ایکدن بھی نہ یار آیا روتے ہی [کٹیں راتیں]
سینہ شق غم سے ترے کون بشر ہے کہ نہیں — ٹکڑے ہاتھوں سے ترے [کسکا] جگر ہے کہ نہیں
کیوں تو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم — بیکسی پر بھی مری تجھکو نظر ہے کہ نہیں

سرخ جوڑے پہ نہیں تیرے کناری کی جھلک — برق اس ابر میں ہوتی ہے نثار دامن
ہوتا تمہارے عشق میں کیوں درد سر مجھے — یہ رنگ [صندلی نہ] خوش آتا اگر مجھے
کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے
قیامت مجھ پہ کل کی رات اوسکے ہجر میں لائی — نہ آیا یار میرے آج بھی وہ رات پھر آئی
ہمارے اُس [بسنتی] پوش کے آنیسے مجلس میں — پڑی ہے دھوم تاباں اسطرح گویا بسنت آئی

رباعی

مدت میں حقیقت [اس جہا]ں کی جانی — یہاں دل [کا] لگانا ہے بہت نادانی
دانا ہے اگرچہ تو سمجھ اے تاباں — باقی باللہ اور سب کچھ فانی

ملہ این شعر در دیوان شاہ محمدی بیدار دیدہ شد و زبان زد عالمست کہ از آن عبد الحی تاباں است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (منہ)

تائب

تخلص عزیزے است نیک فرجام عبداللہ نام وے مرد[1] نیک ذات حمیدہ صفات حافظ قرآن شاگرد حافظ عبدالرحمٰن احسان است ایں شعر وے گفتہ ؎

تشنہ دیدار ہے آ دیکھ لے وہ بے زباں ہے زباں اپنی نکالی بام سے خیر اب (کذا) نے

تجلی

تخلص دو ریختہ گو میدانم

اوّل

میر محمد محسن مرحوم فرزند دلبند میر محمد حسین کلیم و ہمشیرہ زادۂ سخن سنج بینظیر محمد تقی میر کہ بہ میاں حاجی وہم بہ تخلص خود اعنی میر تجلی اشتہار داشت وے سید زادہ بود خوش تقریر و در [بار تاشے بے] نظیر بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در آخر ہا بعرب [سرلے] سکونت [ورز] یدہ بہر طور زندگانی می کرد تقدیرش بدیار شرقیہ رہ نمونی نمودہ ہمانجا لبیک گویاں داعی حق را اجابت فرمودہ ہر گونہ سخن یادگار گذاشت مثنوی لیلیٰ مجنوں بطور خود خوش گفتہ ایں سی و ہفت بیت از شیریں کلامیہائے اوست ؎

شب خیال اوس چشم کا دل سے زبس ہمخانہ تھا
اشک کو میرے خرام لغزش مستانہ تھا

زخمی ہوا ہوں جب سے میں تیری نگاہ کا اک[2] تار بندہ گیا ہے مرے دل سے آہ کا

نشے میں آنکھوں سے اوس بت نے جب سلام لیا گر اہی ہوتا میں زاہد خدا نے تھام لیا

---

[1] مردے است ۰،۰ [2] یکبار ۰،۰

ہمیں سرمۂ چشم نے اشکے مارا　　کفن سرمہ گوں کیجو یارو ہمارا

کاہیکو ورد دل اول تو میاں ہوتا ہے　　اور جو ہوتا ہے تو ایک دشمن جاں ہوتا ہے
وار اک خالی گیا جانے دو پھر تیغ لگاؤ　　میں تو حاضر ہوں کٹو کیوں ہو میاں جی ہوتا ہے

طرب کا رنگ رخِ گل پہ آشکار آیا　　کلی سی کھل گئی جو ہیں وہ گلعذار آیا
یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی [تجلی] نے[1]　　کفن میں کھول دیں آنکھیں سُنا جو یار آیا

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی　　ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
عشق میں کرتے ہیں بدنام تجلی کو عبث　　وہ[2] بچارا کبھو اس کوچے میں آیا نہ گیا

بوریا کی بوریائے فقر سے میرے گئی　　آب مے سے پیر دیر اک عمر جب دھویا کیا
کاش جوں منقار طوطی لال ہوتی یہ زباں　　بند اس پنجرے میں جنکو جان کر گویا کیا
ہائے عشق اچھا [بنا] یا تو نے اوسکا قصر وصل　　کوہکن پتھر ہی مرتے مرتے تک ڈھویا کیا
کیا کہوں اوس [تن] کی خوشبو داغ چھاتے کا مری　　تک گلے لگ کر تجلی گل نمط بویا کیا

ہائے اوس طفل نے مٹی کے کھلونے کیطرح　　لاکھ باری مرے دل کے تئیں پھوڑا جوڑا
آنکھ دکھتی [ہے][3] تو عاشق کے لگا گاں سے خوب
زرد سو وجہ ہے ظالم ترے رومال سے خوب

گل کھلے کیا کیا کہ جنکو سر چڑھایا خلق نے　　ہو گئے پامال، مرجھائے، گرے گلشن کے بیچ
جب چلا میں اشک مکھڑے پر بہا کہنے لگے　　چاند ہے برسات کا ظالم نہ جا سانون کے بیچ
ہیں سمیٹے ٹکڑے اپنے دل کے کوچے سے ترے　　لعل میں یہاں سے نہیں بھر لیچلا دامن کے بیچ
صبح آسوز و گداز عشق کی خلوت میں دیکھ　　شمع ہو فانوس میں یوں میں ہوں پیراہن کے بیچ

روئیے اتنا فلک تک پہنچے اوج موج اشک　　ماہ بھی تر[4] تا پھرے پانی میں ماہی کی طرح

---

[1] ہی ا۰ا۰　[2] وے ا۰ا۰　[3] ہیں ا۰ا۰　[4] تر پا

دل خفا ہے سے ہے میں جان سے اپنی ہوں خفا ایک تیری خفگی میں ہے خفا ایک سے ایک
دل جگر دونوں وہ گھر بستے جو تھے پاس ہی پاس آگ اس ڈھب سے لگی آہ جلا ایک [سے] ایک

افسوس مژہ بال پریدن نہیں ورنہ جوں مرغ نگہ اڑ کے ملیں یار سے آنکھیں
وہ گل مری آنکھوں میں ہے جن آنکھوں میں گل ہو مسرور ہوں وے کیا گل گلزار سے آنکھیں
سوجھی ہمیں کیفیت اسرار دو عالم دو جام ملے خانہ خمار سے آنکھیں
[یہ مو] سم سرما ہے نہ شرما کہ رکھوں گرم اس تیرہی گل آتش رخسار سے آنکھیں
[بے مہر] ابن ہر مژہ میں لگ رہی ہے آگ سینکا کروں تا چند خس و خار سے آنکھیں
اتمام عبارۃ کی جگہ کرتے ہیں جوں بیض عاشق کے [ترے لگ چلیں] طوار سے آنکھیں
وادی میں لگی آگ جلا طور تجلی ہر سر نہوئیں جلوۂ دیدار سے آنکھیں

تر دامن آگیا جو میں روز حساب میں کہنے لگے بٹھا دو اسے آفتاب میں

بڑے افسوس میں ہو کھو کے تم ہاتھوں کی نوگریاں
نہ حیف آیا جب ان ہاتھوں نے کھوئی[1] دل سے سو کریاں

چمکتے ہیں در دنداں مرے رونے پہ ہنستا ہے ادھر بجلی چمکتی ہے ادھر مینہ برستا ہے

جنوں میں میں نے کس کی [توڑی] خاطر جو مری خاطر
الٰہی [چوب گل اور] بید مجنوں کی چھڑی ٹوٹی
یہ تلوار اور قتل خلق خجلت کھینچو گے میاں تم
بڑی بے آب، زنگ آلود، بل کھائی، اجھڑی ٹوٹی

---

[1] سینکا ۱۰۰۰ [2] کھوکے ۱۰۰۰

مے پیو ہی گے تجلی ورنہ یارشی ہو چکی　　دل شرابی کو دیا پرہیزگاری ہو چکی
ہم طرز جنوں جب کبھی ایجاد کرینگے　　پھر قیس کی محنت کو بھی برباد کرینگے

دوم

شاہ تجلی علی وے مردے بود درویش نہاد در حیدرآباد [بسیار نیک خصلت] خوش [منش نہایت] پاک طینت پاکیزہ روش ایں دو شعر از وے است ؎

دامن کا کس کے عکس پڑا ہے کہ آجتک　　پھیلا رہے ہیں سرو لب جوئبار ہاتھ
غنچے کی طرح خون جگر پیویں غم میں ہم　　پو ہنچا [وے] یوں حنا ترے پانک نگار [ہاتھ]

تجمل

تخلص عزیزے است شیریں کلام محمد عظیم نام مقیم بلدہ لکھنؤ از مدت شاگرد میاں قلندر بخش جرأت گوئند مرد ظریف الطبع نیک نہاد خوش طبع [خوبی] نژاد است ؎

ایں سہ بیت او راست ؎

مزے کہاں سے اٹھیں عیش زندگانی کے　　وہ ولولے نہ رہے عہد نوجوانی کے
کتاب قصۂ فرہاد و قصۂ مجنوں　　یہ دو ورق ہیں مرے عشق کی [کہانی] کے
سمجھنا سخت مشکل ہے مری شیریں مقالی کا　　کوئی خسرو سے پوچھے لطف اس مضمون عالی کا

تحیر

تخلص میاں غلام مصطفےٰ سلمہ اللہ تعالے خلف الصدق مولوی رفیع الدین ابقاہ اللہ رب العالمین است وے بزرگ زادہ ایست کہ احوال خیریت مآل پدر والا قدر وے کہ عالے

---

[1] بازی ۱۰۰۔　[2] "دیں" اصل نسخہ میں ،　[3] می گویند ۱۰۰۔　[4] اٹھے ۱۰۰۔

است شیخ نور الدین شمس التصفی سنت و حکایات توغل جد بزرگوارش در علوم عقلیہ و نقلیہ خاصہ حدیث و تاریخ و اسماء الرجال تروشن تر از آفتاب نصف النہار و عم والا تبارش کہ خدایش[1] سلامت باکرامت دارد [حبرے] است محقق و فحلے است مدقق کریم ابن الکریم بر جادہ شریعت مستقیم طراز چار بالش افادۃ و ارشاد مربع نشین مسند رشد و رشاد عالمے از انفاس شریفہ اش مستفید خلقے از اخلاق کریمۂ وے سعادۃ یاب و سعید مختصر کلام کلام در توصیف ایں ارکان دین متین فضولی است لہذا ازاں وادی عناں شدیز خامہ واقع نگار را انعطاف میدہم و خلاصہ احوال میاں غلام مصطفے [می] نویسم بزرگی ایشاں اضافی است اگرچہ خود ہم خالی از اخلاق و گرم جوشی نہ اند اما از میراث آباء و اجداد محروم اند گاہ گاہ ریختہ می گویند و باصلاح محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسانند بہر کیف ایں سہ بیت از گفتہائے ایشان است ؎

عید کے دن مجھے کہنے یہ ہر اک یار لگا ہو مبارک [تری] چھاتی سے وہ دلدار لگا

جدا مجھ سے جب وہ دلارام ہوگا اجل کا اسی وقت [پیغا] م ہوگا

فکر اطفال کو ہے سنگ اٹھا لانے کی آمد [آ] مد ہوئی شائد ترے دیوانے کی

ترقی

تخلص بزرگے است در فیض آباد خوش باش صاحب تمکین و عمدہ معاش با جاہ و ثروت تمام مرزا محمد تقی نام سخنش درد آلود و رنگین فکرش بغائت خوب و دلنشین گویند کہ در فیض آباد طرح مراختہ بخانہ می انداخت و بہر کس بزرگانہ می ساخت ایں [شانزدہ] بیت باز زادہ ہائے طبع رسائے اوست ؎

اس عشق کے داغوں سے بہت پھولے پھلے ہم اک ٹٹی بنفشے کی تھی جس وقت [جلے] ہم

---

[1] خدایش ۱۰ ۹۰

تو نے عاشق کی بھی کچھ اپنے خبر پائی ہے — جان دیتا ہے وہ اور خلق تماشائی ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوۂ دوست — آئینہ خانہ میرا گوشۂ تنہائی ہے

اے ترقی بات جی کی جی میں رکھ — منہ سے نکلی اور پرائی ہو چکی

کون سا گل اس باغ میں آیا رنگ اور روپ جو لوٹ گیا
کس نے آنکھ لڑائی تھی جو دیدۂ نرگس پھوٹ گیا

کیا شعاع حسن اس خورشید رو کے تن [پہ ہے] — پرتو اسا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے
قتل کی لذت کا کس منہ سے ادا شکر ہو — حشر تک احسان قاتل کا مری گردن پہ ہے
جھاڑ کر چلتا ہے اٹھ کر بیٹھتی ہے پھر وہیں — خاک کس حسرت بھرے کی یہ ترے دامن پہ ہے
یاد آتے ہیں نکیلے وہ مژہ ٹانکے کے وقت — اسلیئے میری نظر جراح کی سوزن پہ ہے
جرم کچھ ٹھہرا لے قاتل پھر مجھے تو قتل کر — بیگناہی میری ثابت دوست اور دشمن پہ ہے
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا ان دنوں جوبن پہ ہے
جھانکتے میں چشم بیمار اس کی جب دکھلائی دی — میں نے جانا پھول نرگس کا دھرا روزن پہ ہے
دیکھیئے اب کس [س] مسلماں کو کریگا قتل تو — آج غصہ بے طرح کافر تری چتون پہ ہے
دست گلچیں عندلیبو کیجیئے کیونکر قلم — آفت نو جسکے ہاتھوں سے [سدا] گلشن پہ ہے
تو نے ایک دن بھی نہ دیکھا [چڑ] ھکر اپنے بام پر — روز اوں کوچے میں ہنگامہ میرے شیون پہ ہے
ہے ترقی میرے اس سینے میں وہ آتش نہاں — طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلۂ گلخن پہ ہے

تسکین

تخلص دوکس میدانم

اول

جوانے است باحیا و مروت مشاگرد میر قمرالدین منت کہ بمیدان مشق سخن سازی می

شنافت و [سعادۃ] علی نام داشت ایں دو بیت از وست ؎

حال اگر کہیئے [تو ہم سے] وہ صنم رکتا ہے　　اور جو چپ رہیئے تو مشکل ہے کہ دم رکتا ہے
کس کا کوچہ ہے یہ یارب نہیں معلوم ہمیں　　خود بخود یہاں کے پہنچتے ہی قدم رکتا ہے

دوم

گنگا داس پنڈت دے جوانے است نیک عقیدہ کشادہ رو مہذب خوشخو گاہ گاہ رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی می پوئد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

ناصح یہ نصیحت اب تم کرتے ہو کیا بیٹھے　　جو ہووے سو ہو [بہتر] دل اوس سے لگا بیٹھے
عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی　　جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے
کیا غم ہے ہمیں تسکیں آفات زمانے سے　　اب ہم شہ مرداں کے داماں تلے آ بیٹھے

تسلی

تخلص شخصے است خوش کلام ٹیکا رام نام اصلش از قصبہ اٹاوہ و مولدش بلدۂ لکھنؤ پدرش کہ گوپال رائے نام دارد بہ بخشی گری فوج نواب وزیر عز امتیاز داشت گویند کہ ایں ٹیکا رام نہائت خوش اختلاط و گرم ارتباط است بہرہ و زبان سخن میگوئد در فارسی از خدمت مرزا محمد فاخر مکین استفادہ نمود و در ریختہ از میاں غلام ہمدانی مصحفی فیض [سخن] ربودہ مرد خوش فکر صاحب شعور معلوم میشود ایں شش بیت از وے است ؎

دیکھے سما جو اس مژہ اشکبار کا　　ہو جائے شق جگر رگ ابر بہار کا
آنکھیں سحر تلک مری در سے لگی رہیں　　کیا پوچھتے ہو حال مرے انتظار کا

جب ہمیں دیکھتے ہو دیتے ہو گالی کیا خوب　　بارے اب آپ نے یہ وضع نکالی کیا خوب

میرا ہی جگر ہے یہ کہ میں سینہ سپر ہوں　　رستم تو چڑھے اوس بت بے پیر کے مونہہ پر

اب بھی [اس نیم جان میں] کچھ ہے　　فا[ئدہ] امتحان میں کچھ ہے

میاں جو کچھ تری [سج] دھج میں مرزائی [نکلتی] ہے
کہاں مرزا [مزاجوں میں یہ رعنائی نکلتی] ہے

تصور

تخلص عزیزے است از خاندان واجب الاحترام سید حیدر علی نام از اولاد کرام حضرت زید شہید علیہ السلام وے شاگرد میاں قلندر بخش جرأت و باشندہ قصبہ نیکوؤ است خوش فکر معلوم میشود ایں شش بیت او راست ؎

صدمۂ غم متصل جب تیرے مائل پر رہے　　ہاتھ اوس مضطر کا ہر دم کیوں نہ پھر دل پر رہے

رونا کوئی موقوف کریں ہیں مری آنکھیں　　جب تک نہ تسلی کو دل آوے جگر آوے
لگ جاے تصور کے گلے آکے وہ بت آج　　اللہ کرے اسکی یہ امید بر آوے

تصور گرم جوشی یار کی مجھ کو رُلا دے گی　　بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

لے گئے یوں ترے کوچے سے تصور کو لوگ　　جوں اٹھاویں کسی بدمست کو [میخا] نے سے

یہ کہتے ہیں طبیب اکثر سر بیمار پر تیرے　　ہمیں آ[تا ہے] رونا ابتو[حال] زار پر [تیرے]

تعشق

تخلص نونہالے است کہ از جوئبار شرافت آبخوردہ در [بوستان] نجابت سر برآوردہ اعنی برخوردار کامگار سعادۃ نشان اقبال توامان مظہر لطف اللہ الصمد میر سید محمد مدعمرہ وزاد قدرہ وے نوجوانے است نیکو محضر بلکہ جانے است پاکیزہ سیر از اولاد امجاد حضرت ذوالسنین امام الفریقین غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحا [نی] سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالے اسرار [ہم کہ ولہ] استکساب علوم عقلیہ [و] شغف استحصال فنون نقلیہ در سر دارد شب و روز دامن برزدہ لبعی ہرچہ تمامتر در تحصیل پیش نہاد خود از خدمت سراپا برکت برخوردار ستودہ کردار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزاد قدرہ کہ نسبت خویشی بوے دارد میگذارد او سبحانہ جل شانہ ویرا بمراد دل و عمر طبعی رسانادبحق النبی و آلہ الامجاد بیت

دعا از من آمین ز کروبیاں　　اجابت ز خلاق کون و مکاں

بالجملہ بیست و یک شعر از زادہاے طبع آں خوش نہاد در اینجا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ و مدعمرہ ؎

یہاں کام ہی آخر تھا تاخیر اگر ہوتی　　صد [آفریں] اے قاصد کیا زود [شتا] ب آیا

خواب راحت میں [رہے حیف] تو اے لیلے وش　　خاک اڑاتا پھرے جنگل میں یہ [مجنوں] تیرا

سا [منے] دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون　　بارے کہہ ا [تو] ہوا خوش دل [محزوں تیرا

[کہیئے] تو مری جان یہی شرط وفا ہے　　بیکل رہوں میں آپ کریں [غیر کے جا] خواب

اس درد جدائی نے دو [لایا] مجھے یا [رو]　　تھا وصل میں [ہنسنا] مجھے یا چین سے تھا خواب

بعد مدت لائے ہیں تشریف ایکی [با] ر آپ　　جانے دیتا ہوں کوئی میں [کیجے سو] بار آپ

واہ جی کیا ہی [نشے] میں آج ہیں سرشار آپ
بے نقط لاکھوں سناتے ہیں جو [سوسو] بار آپ

حضرت دل اوسکے کوچے میں نہ جایا کیجیے
کہہ چکے [۱] اپنی طرف سے آگے ہیں مختار آپ

[مت] ستا اور شک گل جا بیٹھ اپنے کام لگ
ہو رہا ہوں نرگس [بیمار کا بیما] ر آپ

ہمارے دیدۂ و دل دونو اوس کے خاص مسکن ہیں
ایدھر آوے تو آنے دو اودھر جاوے تو جانے دو

حیف صد حیف کہ دل چاہ ذقن میں ڈوبا
[خیر] مٹتا نہیں [قسمت کا] لکھا کیا کیجے

مجکو لے جائیے وہاں یا اٹسے [لے] آئیے یاں
ہیں تو حیراں ہوں دلا تو ہی بتا کیا کیجے

تیری کچھ چال ڈھا[ل سراور واں
جی کو بے اختیار بھاتی ہے

خواب میں تجکو دیکھئے کیونکر
تیرے بن نیند کس کو آتی ہے

آتش ہجر کا ہو منہ کالا
مجھ کو آٹھوں پہر جلاتی ہے

جان پر کھیلے آپ بیٹھے ہیں
ہمارے فرقت تو کیا دہراتی ہے

عشق سے دو بدو ہو میرے سوا
کس کا جگرا ہے کس کی چھاتی ہے

روز و شب آہ و نالہ زاری ہے
تیرے بن] سخت بیقراری ہے

ناصحو جاؤ مغز مت کھا [ؤ]
عشق کیا امرا [ختیار ی] ہے

چشم [بد دور] میرے اشکوں میں
موتیوں کی سی [آبداری] ہے

ہجر کا دن [جو یاد آتا ہے
عقل اڑتی ہے ہوش جاتا ہے]

تقی

تخلص میاں محمد تقی است وے [مرد طالب علم درویش] نہاد از مستفیدان[1] برگزیدہ جناب رب الکریم حضرت میر محمد [عظیم] سلمہ ربہ و مد ظلہ است بدر [جہ] اعلےٰ مانند [نام نا] می خود تقی و بمرتبہ قصوی بمعنی اسم [سامی] خویش متقی واقع شدہ اوقات گذاری باجرۃ کتابت و معلم گری میکند خیال [شعر] گوئی چہ فارسی و چہ ریختہ درسر دارد ایں چار بیت[2] از وے است ؎

[عا]شق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے — تب سے جہاں [میں] مو[ت] کا بازار گرم ہے
کا[م و زبان ولب] پہ پھپھولے [ہی] پڑ گئے — کیا اے تقی فغان دل زار گرم ہے

ہماری طرف بھی ہو وے اشارہ جان من گا ہے
یہی ہم چشم رکھتے ہیں تمہاری چشم و ابرو سے
جفائیں سی جفائیں اوس کی میں دنرات سہتا ہوں
جفا سے کچھ بھی حاصل ہے کوئی پوچھے جفا جو سے

تمنا

تخلص سہ کس از ریختہ گو[3] میدانم یکے را ازانہا انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم و دو کس را در اینجا بحیطہ تحریر می آرم

---

[1] مریدان ۱۲۔ [2] شعر ۱۲ [3] گوی ۱۲۔

اول

عباس ملیخا [ن] وے جوانے است مغل زا از سکنۂ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد کہ بہ سپاہگری ایام بسر می برد و از راہ خوش اختلاطی و گرم جوشی میرود ایں مطلع از ویست ؎

کیا بات کہوں ہمدم اوس رند شرابی کی
اک چشم کی گردش نے جس کی یہ خرابی کی

دوم

محمد [ا] سحق خاں مرحوم وے جوانے بود کشمیری الاصل [شاہجہاں] آبادی [المولد] پسر ہمزلف ا [حسن اللہ] خان [بیان] در سرکار [گردوں اقتدار] شاہزادہ نامدار [کامگار مرزا جہاں] دار شاہ [انار اللہ برہانہ ثروتے بہم رسانیدہ بود بعد شنقار شدن آں شاہ [بلند] پرواز اوج [حشمت وجاہ بہاوری بخت بلند و مدد طالع ا [ر] جمند مختار [کارسرکار دولت مدار] خلف الصدق آں عالی نسب والاحسب [اعنی] مرزا شگفتہ [بخت] بہادر المعروف بہ مرزا [حاجی صا] حب شد اما افسوس ہزار [افسوس] کہ در عین شباب چنداں [از عمر] بہرہ ور ناگشتہ برحمت حق پیوست گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سیزدہ [بیت] او [راست] ؎

کل بلبلیں چمن میں غزلخواں [جو] آئیاں ہمنے بھی [انکو ایک] کی سو سو سنا [ئیاں]

گرم نظارہ تھا اوس چہرہ گلگوں پہ رقیب [ایسے کم بخت کی د] کھنے [بھی] نہ آ [ئیں] آنکھیں
دست قدرت [کو بھی] تھا عالم حیرۃ پیدا تیری تصویر سی جب مونہہ پہ بنائیں آنکھیں
سچہہ تو کہہ تجکو بھی آرام کچہہ آیا کہ نہیں جب کف پا سے ترے میں نے لگائیں آنکھیں

شب فراق کی سختی تمام کٹ جاوے جو صبح کو تو مرے آ گلے لپٹ جاوے

[قضا] وعشق و قدر روتے کل بہم نکلے ترے شہید کے جب لے کے ہم علم نکلے

ا صبح تو مرے آ کر گلے ۱۰ ۱۰

تڑپ[پھہ رہا] ہے[کوئی] خستہ جاں زمیں کے تلے — اٹھے ہے زلزلہ جو ہر زماں زمیں کے تلے
رہیں[کرایہ کی جاگہ میں] کب تلک اے دل — ہمیشہ رہنے کو لیں اب مکاں زمیں کے تلے

تم[اگر]اوٹھ کر اب یہاں سے گئے — یونہی سننا کہ ہم جہاں سے گئے
آہ کے نالے یوں بلند [ہوے] — کہ گزر ہفتم آسماں سے گئے
ہوے کروبیوں کے بہرے کان — چرخ پر نالے اس [فغا]ں سے گئے
جس سے[اب] پوچھتا ہوں کہتا ہے — وہ جہاں رہتے تھے وہاں سے گئے

اب اپنی یہ[صورت] ہے کہ[جوں] بلبل تصویر — طاقت نہیں [پرواز کی اور پاس] چمن ہے

[ایں شعر در مرض] موت دو[سہ روز] قبل از انتقال گفتہ رحمہ اللہ تعالے

تمکین

[تخلص دو کس می شناسم]

او[ل]

مردے است از طالبان ذات ملک العلام محمد صلا[ح] الد[ین نام گویند] کہ ہمیشہ با[صلاح] دین [مسرور] واز علایق دنیا نفور بود[گاہ] گاہ بطور خود شعر ریختہ موزوں میکر[د] ایں مطلع ازو[یست] خداش بیامرزد ؎

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا — مجکو دیوانہ کیا تجکو پریزاد کیا

لہ رہے ۱۰۱۰

دوم

بخت مل [پنڈت] خلف الصدق لچھے رام پنڈت [المتخلص بہ فدا] کہ جوان مؤدب و مہذب بدریا [فت] رسیدہ مسقط الراس وے [خا] ک پاک شاہجہاں آبا [د] صانہا اللہ عن الشر والفساد است و ا [شعا] رخود [از نظر بدپر والاقدر] خود گز [رانید] ہ ایں سہ بیت او راست ؎

مشتاق قدمبوس ہے ہر خار بیاباں — لائی ہے دلا تیری یہ شوریدہ سری رنگ

جب سے کافروہ کٹیلی نظر آئیں آنکھیں — ہم نے ہرگز نہ کسی بت سے ملائیں آنکھیں

نہو [لخت] جگر گر سد راہ اشک آنکھو نہیں — تو ڈوبیں طائران سدرہ تا منقار پانی [ہیں]

[تنہا]

تخلص سہ [تن] بمن رسیدہ

اول

محمد عیسےٰ وے مردے است کہ نیاکانش از [خاک پاک] حضرت دہلی بودند و خودش در بلدۂ لکھنؤ تولد یافتہ مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی میکند ایں پنج شعر ازوے است ؎

میں بھی کیا برگشتہ طالع ہوں [کہ تنہا] رات کو — [پھر گئی] در تک مرے اُن کی سواری آن کر

تھم کے بیوجہ تڑپتے نہیں [بسمل] تیرے — آ [ب خنجر] کا یہ رہ رہ [کے] مزا لیتے ہیں
خاک میں دلکو ملا کہتے ہو [قیمت] کیا دوں — چیز اگر [لیتے ہیں] تو [پہلے] چکا لیتے ہیں

غیر[سے شکوہ مرا] بس [دیکھی دانائی تری] میں [ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوا] ئی تری

آئے تو [ہی] آن کے [اک آن نہ ٹھہرے] کتنا ہی کہا وہ[1] کسی عنوان نہ ٹھہرے

دوم

شیخ [عوض] علی مے شخصے [است سپاہی منش وا] لانزاد خوش نویس ظریف نہاد ایں سہ بیت او [راست] ؎

کیا بلا پھونکے[2] ہے سوز عشق سینے [میں مرے] آہ کا شعلہ جو نکلے ہے سو آتش بار ہے
ان بتوں کو کیا ادا تو [نے عنایت] کی خدا جو نگہ ترچھی پڑی برچھی سی دل کے پار ہے
تھا یہی پیغام وقت نزع تنہا [یار سے] اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

سیوم

افغان [پسرے بود] نورسیدہ وسبز [ہ] گل عذارش تازہ دمیدہ ہمسایۂ ایں مسکین صاحب گفتار د [لنشین نہائت حلیم] وبغائت [سلیم] سعادۃ [ا] للہ خاں نام بنابر تاثیر صحبت شوق سخن گوئی بہم رسانیدہ وشعر خودگاہے از نظر ایں بے بضاعت گزرانیدہ وگاہے بسمع دوستدار سرایا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق رسانیدہ افسوس ہزار افسوس کہ در بدو [عنفو] ان جوانی میوہ از باغ زندگانی برنچیدہ بساط ہستی برچید انا للہ وانا [الیہ راجعون] او سبحانہ [جل شانہ] بروے رحمت کناد ایں چار[3] شعر از وے است ؎

گدھا [سا بن رہا] ہے شیخ [فکر] آدمیت کر ارے جا کر مرید حضرت خواجہ کہا[4] تی ہو

دم بدم پیارے ترے عاشق کا عالم اور ہے دیکھ لے دیکھے تو اسکو[5] وہ کوئی دم اور [ہے]

---

[1] رہ ۱۰۰ [2] پھوکے ۱۰۰ [3] 'سہ شعر' ۱۰۰ اصل نسخہ میں چار شعر ہیں سے آخری شعر حاشیہ پر اسی قلم میں درج ہے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں مرقوم نہیں۔ اصل میں پہلے سہ ہی لکھا گیا تھا۔ اسکو کاٹ کر 'چار' بنایا گیا [4] کہدی ۱۰۰ [5] اصل نسخہ میں کٹ گیا ہے۔ ۱۰۰ میں 'اسکے' رقم ہوا ہے لیکن سیاق عبارت 'اسکو' چاہتا ہے +

مت کوئی ہوئے گریباں گیر قاتل کا مرے　　قتل کا اپنے نہیں [ہے غم] مجھے غم [اور ہے]
دل کی تنہائی کا تنہا کچھ نہیں ہے مجھ کو غم　　یار جاتا ہے سفر کو یہ مجھے غم اور ہے

حرف المثلثہ

[در اثنائے] ذکر ایں حرف اسامی [ہفت] کس کہ [خیال شاعری در] سر دارد [اندراج] یافتہ منجملہ آنہا سہ شخص ثابت تخلص میکنند و دو ثاقب مجموع اشعار سی و سہ شعر است

ثابت

تخلص سہ کس بمن [رسیدہ]

اول

مرشد [زادۂ زمان و زمانیاں] اعنی عمان شاہی رابے [بہادر] مرزا معز الدین بہادر [دوم] فرزند ارجمند زینت بخش تاج و تخت مرزا حسن بخت بہادر کہ بصفات حمیدہ موصوف و باخلا [ق] پسندیدہ معروف اند و ریختہ بامزہ میگوئند ایں بیست و یک بیت از ریختہائے طبع عالی جناب ایشان است ؎

[ہا] تھ میں [پہنچی] عجب بازو پہ بھج بند غضب　　سر پہ تعویذ [پری] پا [ؤں] میں تصویر کڑا

دل کو تو لے کے مرے مفت [ہوا ہے بدنام]　　اب میں] کس طرح مروں تجھ پہ بھرم جائیگا

کیا چال میں [اچل بل ہے] غضب آہ مرا دل　　تلووں تلے ملتا ہی دل آزار کو دیکھا
دھڑکا یہ شب وصل میں دل صبح کے ہوتے　　ٹھنڈا جو ترے موتیوں کے ہار کو دیکھا

قاتل ترا ہی ننگا ہیں ہمنے بھی تاڑیاں ہیں — پھر قتل پر ہمارے تو نے کٹار [باندھا]
[اس رشک سے یہ میرا] [د]اں خوں میں لوٹتا ہے — فتراک سے جو ظالم تو نے [شکا]ر [باندھا]
رنگ حنا [نہیں ہے بے] شک ہے خون ثابت — بہتان کیا [یہ تجھ پر میں اے نگار باندھا]

[د]ست جنوں [کے ہاتھ] سے جاؤں کدھر نکل — [دامن] سیا تو [چاک] گریبان ہو گیا

جگر میں درد ہے آنکھ [تو]اں سے [ا] شک آتے ہیں — [تڑپنے سے] پھوٹ گیا شائد آبلہ دل کا

شب وعدے پر اپنے جو وہ [خود] کام نہ آیا — [بے تابی دل] سے مجھے آرام نہ آیا
کسطرح گھٹا غم کی مرے [دل پہ] نہ چھاوے — اس ابر میں وہ ساقی گلفام نہ آیا
جاں آئی لبوں پر مری [اس] غم سے پر افسوس — وہ ماہ دل افروز لب بام [نہ آیا]

[خوبر] و تیری نہیں ہے کچھ فقط گفتار خوب — [رخ پری[1] کا کل] دہوا با[لا] بلا [قرار خو[ب]
[بوسہ] جب چپکے سے میں مانگا تو یوں ہٹ کر کہا — واجبی ہم کیوں نہ دینگے واہ چہڑے بسیار خوب

چھٹا ہاتھوں سے اپنے جب سے دامن وصل کا تب سے — قسم قدموں کی تیرے ہم کف افسوس ملتے [ہیں]
نہ پہنچا[2] [ہاتھ گر] دامان تک اوسکے تو پھر ہم بھی — گریباں پھاڑ کر گھر سے کو[ئی دم میں نکلتے ہیں]

دست گل خوردہ مرا کل دیکھہ یوں کہنے لگے — خوب [چھلکاری کی ہے] جامے کے اندر آستیں
واہ رے دست جنوں، اللہ رے تیری دستبرد — نے گریباں ہے نہ دامن ہے نہ یکسر آستیں
اب تلک [تیرا] لڑکپن [اشک] جاتا ہی نہیں — مت [بھگو] پانی سے [میرا ہی طفل ابتر آستیں]

---

[1] پ و ۔ و [2] نسخہ اصل میں اس موقعہ پر عبارت میں گنجلک ہے اور 'رخ پری' کے بجائے 'بے سخت' کے رقوم ہے [3] یہ و ۔ و ۔

قیامت قد دہوا آنکھیں پری [ز] خ [بچانا تجھ سے دل مشکل ہوا ہے]

سمٹ کر سینکڑوں آنسو [مری آنکھوں] سے [نکلے] ہیں
[کدھر] کو دیکھیے یہ قافلہ اشکوں کا چلتا ہے

دوم

[ا] صالت [خا] ن افغان [وے از] شاگردان مرزا بیجو بیگ عظیم آبادی [فد] وی تخلص است کہ در عہد خود دراں ضلع علم استادی [می ا] فر [اشت] شعرا [یں] ہر دو یک کیفیت دارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

وقت [مرنیکے] مرے پاس وہ موجود [ہوا] [اپنے] جینے کا یہی میرے تئیں سود ہوا
مجمر سینہ میں دن رات پڑا جلتا ہے آہ ثابت یہ ترا دل نہ ہوا [عود] ہوا

[مصرع] کبھو جو آنکھ کا موزوں [کر] وں ہوں میں
سکان نہ سپہر کا دل [خون] کروں [ہوں میں]

سیوم

[مرد] ے [سعادت نشان المسمی بہ] شجاعت اللہ [خان وے] از سکنۂ [بلدۂ لکھنؤ واز تلامذۂ] میاں [جعفر] علی [حسرۃ بود گویند کہ مرد خوشخو نیک دل [کشادہ روبخدا] مشتغل بود ایں مطلع اوراست ؎

آتے ہو تم تو دن میں کئی بار اس طرف پر [دیکھتے نہیں کبھو اے یار اس طرف]

ثاقب

تخلص دو کس می شناسم

اول

درویشے بود خجستہ فرجام سید شمس الدین نام بسیار نیک طینت و پاکیزہ خو از شاگردان شاہ مبارک آبروؔ ایں [دو] شعر از ان آں مرحوم است ؎

ترے [عتاب] سے کس دن یہ رنگ رو نہ اوڑا　　کہ مرغ روح مرا اوس کے دو بدو [نہ اوڑا
مرے] ادب نے رکھا مجھکو یاں تلک محروم　　کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو [نہ اوڑا]

دوم

بزرگے بود مشہور بہ صاحب دلی از معاصران محمد ولی شیریں کلام میر [شہاب الدین] نام ایں سہ شعر از ان آں مغفور است ؎

ثاقب کی نعش اوپر قاتل [نے آکے] پوچھا　　یہ کو [ن مر] گیا ہے کس کا ہے یہ جنازہ

مجھ سے بیدل کی اگر [تصویر] کھینچا چاہئے　　اے [مصور] اوسکے [تئیں] دلگیر کھینچا چاہئے
اک نگہ ترچھی سی تی (سیتی) ہوتا [ہے بس عالم دوئیم]　　تجکو کا [ہیکو میاں] شمشیر کھینچا چاہئے

ثروۃ

تخلص مرزا محمد [صادق است] کہ [بہ آغا] ثروۃ اشتہار داشت و بہ اتالیقی پسر راجہ ٹکیت [رائے] در لکھنؤ متعلق بود کلا [مش] درد آلودی نمائد ایں دو شعر از واست ؎

اب نہ وہ وصل نہ وہ عیش نہ وہ عشرت ہے　　ہجر ہے [درد ہے اور ہم ہیں عجب صحبت] ہے
نہ وہ آرام نہ وہ چین [نہ وہ راحت] ہے　　بستر درد پہ تڑپھے [ہیں] عجب حالت ہے

ثنا

تخلص سید زادہ ایست کہ اصلش از خطۂ کشمیر [جنت نظیر] و مولدش مبارک بنیاد

عظیم آباد است گاه گاه فکر ریختہ میکرد [اصلاح] سخن از شاہ مشتاق طلب کہ دراں دیار مشہور و [معروف] است [می گر]فت خوش فکر و صاحب [طبیعت معلو][م] میشود ایں شعر از [و] است ؎

چمن ہے خندۂ گل ہے می و میناہے اور تو ہے
فغاں ہے نالہ ہے فریاد ہے زاری ہے اور میں ہوں

حرف الجیم

درضمن ایں حرف ذکر بیست و سہ شاعر مندرج گشتہ کہ من جملہ آنہا دو شخص جرأۃ تخلص میکنند و] دو کس جعفر و سہ مرد جنوں تخلص ورزیدہ اند و دو عزیز جولاں و مجموع [اشعار] . . . . . .

. . . . . کہ من جملۂ آنہا . . . . ربامی واقع شدہ

[جان]

[تخلص جانعالم[1]] خان اسمش[2] وے خلف الصدق نواب متورخاں مغفور برادر کوچک نواب روشن الدولہ ظفرخاں مبرور است در فرخ آباد شعر خود باصلاح شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز [مرحوم] میرسانید نثر خوب می فہمید و خط نستعلیق و شکستہ درست می نگارد فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز است [بہر] کیف ایں [چہار] شعر از [زاد ہا] ے طبع اوست ؎

---

[1] نسخۂ اصل میں عبارت کٹ گئی ہے و . و . میں 'جانعالم' ہے لیکن خمخانۂ جاوید میں (صفحہ ۲۰۲ جلد دوم) جان عالم ہے '

چھوڑ عارض پہ[ل نے گھیرا] زلف مشکیں[نام کو] [صبح کا] بھولا غنیمت ہے جو سمجھے شام کو
لگا خوبان نو[خط سے یہ جلنے] گھسیٹا] پھر مجھے [کانٹوں میں] دل[ا]نے
[اس سنگدل کے دل میں ذرا بھی نہ[آہ] کی دور از اثر سدا رہی [ہٹ[1]] تیری آہ کی]

بیٹھا ہوں یار آنکھوں[میں آنسو بھرے ہوئے] جوں تابداں میں شیشۂ رنگیں دھرے ہوئے

جذب

تخلص سید زادہ [ایست] صاحب شان جلی ساکن قصبہ بریلی طالب علم شیریں زبان با حلم و عذب البیان خیلے ذی ہوش و بسیار [عیب] پوش نہایت [مہذب و] بغائت مودب گاہ گاہ فکر ریختہ می کند و بطور خود پاکیزہ [میگوئد] ایں پنج بیت از و است ؎

وہاں صفائی ہے خود نمائی ہے یہاں مری جان[کی صفائی ہے
اے فلک مجھ سے اتنی بے مہری یہ ترے دل میں کیا سمائی ہے
چشم تر تو نے [ہی] ڈبویا ہے آہ یہ کیسی آشنائی ہے
یہاں ہوے ہم تو جاں بحق تسلیم وہاں ابھی عشق آزمائی ہے
جذب چل دیکھ آستانۂ یار ہم ہیں اور اوسکی جبہ سائی ہے

جراح

تخلص غلام [نا] صرپسر حافظ ر [مضا] نی جراح است کہ با وصف حفظ کلام الٰہی

---

[1] از خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۰۰ و ۰ میں 'آہ' [2] از خمخانۂ جاوید اور و ۰ میں 'تپ'

تعالے [شانہ بہ تلمذ مرز] جمع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان روح اللہ روحہ بہرہ از علوم [متعارفہ دارد و] درکار خود بسیار پختہ کار و چابک دست و دلیر است و از فن شریف طبابت ہم نصیبے اندو [ختہ] و ایں غلام ناصر ہم گونہ از علم فائدہ یا ب گشتہ بطور خود گاہے ریختہ می گوئد ایں شعر وے گفتہ ؎

اکدم نہیں ہے اوس بت خورشید [رو] کو چین پھرنے میں [جیسے] کوکب سیار گرم ہے

جرأت

تخلص دو کس می شنا [سم]

اول

عزیزے است [شیریں] کلام قلندر بخش نام لطف طبعش از اشعار آبدارش پیدا است و مہارت دے دریں فن [از کثرۃ] مشقش [ہویدا در] نجوم و موسیقی اندکے دست دارد و ستار خوب می [نو] ازد نیا کانش بدربانی دربار و دربار سرافتخار [باسمان] می سود نداصلش از حضرت دہلی است اگرچہ از چندے بہ لکھنؤ رخت [اقامت] افگندہ افسوس کہ در عین عنفوان شباب [چشم] جہاں بینش از نور بینائی بے آب گشتہ مشق سخن [در] ابتدا از میاں جعفر علی حسرت نمودہ و بنا بر کثرت توغل و مناسبت طبع رفتہ رفتہ [گو] ے سبقت از شعرائے دیار مشرق ربودہ و بسبب سیر مشقی حسب رواج آں دیار آنچناں اشعار آبدار از طبع گوہر بارش تراوش میکند کہ مقدور فصحائے آنجانیست و نجے غفیر از سکنہ لکھنؤ نسبت تلمذ بوے دارند و گروہے کثیر و یرا در ایں فن شریف بے مثل و عدیل پندارند

حکائت

گوئند کہ روزے در مجلس شعرا کہ بخانہ مرزا محمد تقی خاں ترقی انعقاد می یافت با بسیا [ر] ے از تلامذہ خود رسیدہ غزلہا بر خواند و بحدے مورد تحسین و آفرین [خاص و عام

گشت گ شیدن] شعر مشکل شد تا بفہمیدن خود چہ رسد اتفاقاً سخن سنج بے نظیر [محمد تقی میر ہم] دراں مجلس حاضر بود قلندر بخش جرأت جرأت نمودہ خود را بہ پہلوے میر رسانیدہ داد خواہ اشعار خود شد میر بعد ازاں کہ دو سہ بار مواسا کرد چوں ابرامش دراں امر از حد در گذشت گفت کہ ہرگاہ ایشاں [بدیں] جد و کد می پرسند ناچار می گویم و ایں الفاظ ہندی بر زبان [نخہ] ۃ توان وے گذشت "کیفیت اسکی یہ ہے کہ تم شعر تو کہہ نہیں جانتے ہو اپنی چوما چاٹا کہہ لیا کرو"! بہر کیف ایں یک صد و پنجاہ شعر از اشعار آبدار آں سرآمد شعر [اے] بلدۂ لکھنؤ رقمزدہ کلک واقعہ سلک میگردد ؎

محمد ہے نبی ممدوح ذات [کبر] یائی کا　　کرے بندہ گر اسکی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

رتبہ گل بازی کا دلا کاش تو پاتا　　ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اٹھاتا

ناتوانی سے گرے ایسے کہ پھر اٹھ نہ سکے　　ہو گیا جزو بدن ضعف سے بستر اپنا

مت یہ گھبرا کر کہو اب یہاں سے بندہ جائیگا　　کوئی مر جائیگا صاحب آپ کا کیا جائیگا
گرم صحبت جب تلک ہوگا نہ ہم سے ہائے وہ　　ہمدموں کیونکر یہ ٹھنڈے سانس بھرنا جائیگا
مجھسے وقت جنگ کہتا ہے یہی وہ جنگجو　　جب کہیں تو مر مٹے گا تب یہ جھگڑا جائیگا
مت بلاؤ بزم میں جرأۃ کو ہے آتش زباں　　آگ سی سینے میں سب کے آکے بھڑکا جائیگا

دل پر لگا الٹ کے وہیں تیر آہ کا　　جب [یا] د آگیا وہ پلٹنا نگاہ کا

تماشے کو نکل آیا ہے وہ رشک پری گھر سے　　مزا دکھلا رہا ہے ان دنوں دیوان پن اپنا

ابر دریا بار کے رونے پہ مت بھولو کہ یہ　　کمتریں شاگرد ہے اس دیدۂ نمناک کا

بعد مرنیکے بھی ہم مستوں کی ہے یہ آرزو — قبر پر سایہ جو ہو تو ہو نہال تاک کا

[از رہ] طعن یہ کہتا ہے وہ ناداں ہم کو — دل کسو شخص کو دیتے نہیں دانا اپنا

کیا اوس گھر میں چرچا جنے میری آہ و زاری کا — الٰہی صبر اوس کی جان پر اس بیقراری کا

یاد آتا ہے [تو] کیا پھرتا ہوں گھبرایا ہوا — چنپئی رنگ اور بدن اوسکا وہ گدرا [یا] ہوا

غنچۂ دل کو تو یوں نالۂ شبگیر کھلا — کہ خزاں میں بھی رہے جوں گل تصویر کھلا

کچھہ مونہہ سے دینے کہہ وہ بہانے سے اُٹھ گیا — حرف سخاوۃ آہ زمانے سے اُٹھ گیا

داغ بر دل جو ترا چاہنے والا نکلا — شب چراغان دوالی کا دوالا نکلا

روتے جو تصور مژۂ یار کا گزرا — کیا تیر سا اک دیدۂ نمناک نے کھایا

یاران گزشتہ کی کہانی رہی جرأت — ساتھ اپنے جو کھلتے تھے انہیں خاک نے کھایا

تھی کل [اوس] بن یہ مری شکل گلستان کے بیچ — جیسے بیٹھے خفقانی کوئی زندان کے بیچ

غم کے کھونے کو چلے تھے کسی غمخوار کے پاس — بیقراری یہی کہتی ہے کہ چل یار کے پاس

جب چہرے پہ میرے نہ رہی نام کو سرخی — تب ہس کے کہا اون نے کہ لو اب تو کھلا رنگ

دن ہجر کا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت — کیا کیا دل نالاں کی سنا کرتے ہیں سارنگ

عید قرباں کو بھی دے گھر سے ہمیں یار نکال — جی میں آتا ہے گلا کاٹیے تلوار نکال

لوں بلائیں اگر اوس کی تو یہ جھنجلا کے کہے — واروں ہاتھوں کو ترے آج ہی سب پیار نکال

وہ سوختہ عشق ہوں جرأت کہ جگر پر — ہر داغ ہے خورشید قیامت سے سوا گرم

حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے — ہے آج تو جرأت پہ بھی تصویر کا عالم

دل کی تپش کے صدمے جوں برق جان پر ہیں
گاہے زمین پر ہیں گہ آسمان پر ہیں
گو بوسہ وہ نہ دیوے لیکن اسس آرزو میں
کس کس مزے کی باتیں اپنی زبان پر ہیں

قدم میں ناتواں جب اسکے کوچے سے اُٹھاتا ہوں
تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہوں

جو تم ہنسنے ہسانے کیلئے اب قہر چنچل ہو
تو پھر رونے رولانیکو سناجی میں بھی طوفاں ہوں

تپش سے دل کی اب اعضا تمام جلتے ہیں
جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہیں
ترے مریض کے ملتے تھے جو کہ تلوے آہ
وہ بیٹھے اب کف افسوس اپنے ملتے ہیں
یہ دل میں کس کی سمائی ہے اچپلاہٹ آہ
کہ وقت مرگ بھی اعضا تمام ہلتے ہیں
زبسکہ مرتے ہیں اک سبز رنگ پر جرأت
یہ شعر کہتے نہیں زخم ہم اگلتے ہیں

ملاپ کیونکہ ہو دونوں کے دل [قفس میں] ہیں
جنہوں کے بس میں ہوں میں [وہ پر] اے بس میں ہیں
لختِ دل سمجھو نہ میرے آنسوؤں کے تار میں
پٹڑیاں یاقوت کی ہیں موتیوں کے ہار میں
لختِ دل کی بھی [ہے] آمد دیدۂ خونبار میں
دیکھیئے کیا پھولتا ہے گل گھڑی دو چار میں

زبس وہ آپکو بے مثل سمجھا ہے زمانے میں
ہوا سو شکل سے حیران کل آئینہ خانے میں
جو دیکھا تو سوائے اشک جو شاں شکل فوارہ
نظر آتی نہیں ہے خاک بھی دل کے خزانے میں

کیوں ہجر کی رات آئی بستر پہ لٹانے کو
پہلوے تہی کم تھا کچھ یاد دلانے کو

اب نشاں [ر] ہنے کا دیتے نہیں جانی ہمکو
ہائے وہ دن کہ جو آتی تھی نشانی ہم کو

وہ ہی سمجھے گا قلق سے مرے گھبرانے کو
جسکا دل لے کے کوئی منع کرے آنے کو

یاد آتے ہیں جسے ہجر میں ایام وصال
بہتر از زیست سمجھتا ہے وہ مر جانے کو

سینۂ چاک او بتِ بیداد گر اللہ نے آہ
کیا کیا تھا تجھے پیدا مرے ترسانے کو

ہے لگا لینے کو وہ فتنۂ دوراں تو بلا
پر طبیعت بھی غضب ہے مری لگ جانے کو

وصل میں جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجکو

بلا جوڑے کی بندش اور قیامت قد و بالا ہے
غضب چتون، ستم کھڑا بدن سانچے میں ڈھالا ہے

[وہ رنگ] جو کندن سا ہے اوس کا ہوں دوانا
پہناؤ مرے پاؤں میں زنجیر طلا کی

پہنے ہوے آئے ہیں وہ جوڑا جو [سنہرا]
گویا کہ ہے منہ بولتی تصویر طلا کی

بجلی ہے تلے ابر کے یا جھمکے ہے جرأت
اوس سوسنی کرتی میں سے زنجیر طلا کی

بسکہ گلچیں تھے سدا عشق کے ہم بستاں کے
ہوے نوکر بھی تو نواب محبت خاں کے

دیکھ زخمی مجھے اوس کوچۂ قاتل والے
ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے

ابتو بازار محبت میں یہ ہے ہم پہ پکار
بیچتا ہے تو ادھر آ ارے او دل والے

بیکلی ایسی گیا ہے سونپ وہ گلرو مجھے
کل نہیں پڑتی کسو کروٹ، کسو پہلو مجھے

نہیں ہلتے ہیں پہروں دست و پا یہ ناتوانی ہے
سنا جو مرگ کا عالم سو اپنی زندگانی ہے

اٹھا برسے جوں قصد آنے کا کیا اوسنے
کروں کیا فکر اس کا یہ بلاے آسمانی ہے

خموشی کی ہماری جا بجا اب قصہ خوانی ہے
برابر سو زبانوں کے اک اپنی بے زبانی ہے
نہیں اٹھتے گلی سے اوسکی گو ٹکڑے جاتے ہیں
غرض بہتر توانائی سے اپنی نا توانی ہے

دل جو اب مجھ سے دور بھاگے ہے
اوس سے مل کر اسے بھی بھاگ لگے

جگر پہ تیغ وسناں کا لگے تو گھاؤ لگے
نہ دل کا پر کسی بیدرد سے لگاؤ لگے
گر آئے رونے پہ ٹک اپنی چشم دریا بار
تو کیا عجب ہے کہ کوچہ بکوچہ ناؤ لگے

کل جو بیٹھا پاس میں یکجا ترے ہمنام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی دل اپنا تھام کے
وائے قسمت اوس کا وعدہ شب کے آنیکا ہے اور
ڈھل چلا یاں زیست کا دن آتے آتے شام کے

کہنہ مشاق ہے اور تازہ گرفتاری ہے
اس لیئے سوجھے ہے جرأت کے تئیں بات نئی

دیکھ مجکو اپنے در پر یوں کہا منہ پھیر کے
یہ دوانا کس لیئے بیٹھا ہے رستہ گھیر کے

یہ حالت ہے مری جب تک نہ در سے تو نکل آئے
ادھر اک آہ کھینچی اور ادھر آنسو نکل آئے
بہانہ کر کے دل کے ڈھونڈھنے کا سامنے در کے
میں بیٹھا ہوں کہ شاید وہ مہ دلجو نکل آئے

دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو تو کیا جینے کا لطف
کیوں اجل کیا پاؤں میں تیرے پھپھولے پڑ گئے

[جو] جنس دل تھی اپنی گرہ میں سو کھول دی
ان مول چیز تھی تجھے بن مول تول دی
موجہ دیکھو چاند کا کہ وہ [نقشہ] ترا سالائے
صورت خدا نے [اسکو] [بھی] اک گول گول دی

قلق یہ اوس بت کافر کی ہے جدائی سے — کہ آ[ہ بیٹھے] ہیں بیزار ہم خدائی سے

یوں وہ آنکھوں نہیں [کہے] ہے جبکہ روتا ہے کوئی — پھوٹ پھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی
گرد ہالہ اختروں کو دیکھ روتا ہوں کہ یوں — موتیا کے پھول بالی میں پروتا ہے کوئی
جاں بلب کوے بتاں میں کیوں پڑا ہے تو دلا — مفت یوں بندے خدا کے جان کھوتا ہے کوئی
جرأۃ گریہ کناں کا ان دنوں یہ رنگ ہے — پونچھے ہے آنسو کوئی دامن کو دھوتا ہے کوئی

پامال صد جفا ہوں اوسی شہسوار کا — وہ جو سمند ناز کو چمکائے جائے ہے
جرأۃ بجز فنا نہیں اسے نجات آہ — جوں شمع سوز عشق مجھے کھائے جائے ہے

دولنے اوس پہ ناداں اور دانشمند ہوتے ہیں — یہ عالم اوس کا دیکھا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں

قاتل نہ مجھے موڑیو مونہہ وقت قتل تو — ٹک شرم کیجیو مری گردن جھکائی کی

جو گئے تھے ترے بیمار کے لانے کیلئے — سو وہ سب بیٹھے ہیں اب اوس کے اٹھانے کیلئے
ہائے کہتا ہے وہ اب جسکے لیئے ہوں بدحال — حال یہ اسنے بنایا ہے دکھانے کے لئے

سخت تجھ بن قلق اس دل کا ستاتا ہے [مجھے] — گہہ اٹھاتا ہے تو پھر گاہ بٹھاتا ہے [مجھے]
یہ تو میں کیونکہ کہوں کچھ نہیں بھاتا مجکو — کچھ تو بھایا ہے کہ اب کچھ نہیں بھاتا ہے مجھے
صحبت اب یار میں اور مجھ میں [ہے جوں] شعلہ و خس — جوں جوں میں اوسکو بڑھاتا ہوں گھٹاتا ہے مجھے
آہ میں کیا کہوں [کیا] جنس ہوں [جوں] ہیزم خشک — جو خریدار [خ] ہے سو جلاتا ہے مجھے
ہارے کچھ جذبۂ الفت نے کیا اوسکو اثر — اب جو آتا ہے سو یہ مژدہ سناتا ہے مجھے
مونہہ مرے گھر کی طرف کر کے یہ کہتا ہے [وہ] شوخ — کوئی اس طرف کو کھینچے لئے جاتا ہے مجھے

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن اے جرأۃ — تک ہساتا ہے تو پھر خوب رولاتا ہے مجھے

جو خواب میں بھی آوے تو منہ ڈھانپ کر آوے — اوس پردہ نشیں سے کوئی کس شکل بر آوے
ہو جائیں ابھی مجھ سے جو وہ مفت بر آوے — جو مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ کیوں مفت دو [یا دل]

داغ سے زخم ہوے زخم سے ناسور ہوے — دل جگر دونوں مرے خانۂ زنبور ہوے
اب تو لو حضرتِ دل وقت کے منصور ہوے — منہ چڑھیں کیوں نہ مرے دار مڑہ پر چڑھ کر
شکر یارب کہ طبیبوں کے نہ مشکور ہوے — ورد دل اوٹھتے ہی دنیا سے اوٹھے ہم یکبار
یاں تلک روے کہ ہم آنکھوں سے معذور ہوے — اوٹھنے خدمت سے جو معاف [ر] رکھا اے جرأۃ

کہ میاں مفت ہے مرتا کوئی — [خبر] دسکو نہیں کرتا کوئی
اتنی حامی نہیں بھرتا کوئی — آہیں مت بھر اوے [تم] لوگ لگتے ہیں
خواب میں آوے نظر تا کوئی — اسلیئے ہے مجھے سونے سے خیال [ل]

موت بھی آوے تو آوے اسی بیماری میں — رکھیو یارب تو [پھنسا] دل [کی] گرفتاری میں

ہے یہ دل بیمارِ چشمِ نیم خوابِ نرگسی — اے طبیب اسکو غذا فرما کباب نرگسی
بہہ چلے میرا تو پھر جاری ہو آبِ نرگسی — یاد میں ان نرگسی آنکھوں کے گر [تا] سور [چشم]

نہ آندھی میں کہیں اوڑ جائیں یہ خیمے پرانے سے — تو افلاک کیا آہ و فغاں کیجے یہ خطرہ ہے
وگرنہ دل ملے پر ملتے ہیں سو سو بہانے سے — بکا کرتے ہیں آپ ہی آپ ہم بھی کچھ دوانے سے
محبت ہی نہیں جو رہ گئے تم یہاں کے آ [نے] سے — یکایک آگئی ایسی خرابی کسکے جانے سے

---

[1] دونوں نسخوں میں ' دگرد ' ہے ۔

جو دیکھے ہے گردن کا ڈھلک جاے ہے منکا
گردن کی غضب ہے بتِ بے باک کی ڈوری

[جو ر] ہ ملاقات کی تھی جان گئے ہم — اے خضر تصور ترے قربان گئے ہم

قطعہ

کل واقف کار اپنے سے کہتے تھے [وہ] یہ بات — جرأۃ کے جو [گھر] رات کو مہمان گئے ہم
کیا جا [نیے] کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر — جو با [ت] نہ تھی مان ہی وہ مان گئے ہم!

ناطاقت اب ہو [اے] یہ [تیر] امرضِ عشق — بستر سے ٹک ہلے ہے تو لگتا ہے کانپنے

جبکہ [ہمسا] یہ میں سنتے ہیں تمہیں آے ہوے — کیا در و بام پہ ہم پھرتے ہیں گھبرائے ہوے
پیرہن چاک ترے [در] پہ جو کل کرتا تھا — آج لو [گ] اُسکو لئے جاتے ہیں کفنائے ہوے

جوں انار آتشیں آتش [زد] ہوں میں وہ نخل — اٹھتے ہیں شعلے پہ شعلے جسکے برگ و بار [سے]

مہ رخسار [کا] وسکے جہاں [ہو ذ] کر تو جیسے — لگے ہے چاندنی چوک اسطرح بازار لگ جاوے
[کرے خون جگر] سے [چشم گوہر بار] گر سازش — تو موتی باغ سے بہتر کوئی گلزار لگ جاوے

جوش سودا جبکہ تیرے وحشیوں کے سر چڑھا — شہر اجڑے ہو گئے آباد ویرانے کئی
رو کے دن خالی کیا بس ہمنے جوں مینا ے مے — بھر کے غیرا [ں] کو دیے جب تمنے پیمانے کئی

بوقت ذبح اوسکا پاؤں لغزش کھاے تو عاشق — کٹے [حلقو] م سے سو بار بسم اللہ [بوال] اٹھے

دل وحشی کو [خواہش ہے تمہارے] در پہ آنیکی | دوانا [ہے ولیکن] بات کہتا ہے ٹھکانے کی

قتل سے کب قاتلانِ [فتنہ گر] خالی ہوے | بھرا [گیا شہرِ خموشاں گھر] کے گھر خالی ہوے
یاد [میں] سا [قی] کی جرأۃ ساغرِ مے کی طرح | [گر ہوے لبریز گا ہے] چشم تر خالی ہوے

عشاق [کریں گر طلب] مے [تو] کہے وہ | [کم بخت یہ ہیں حلق] کے دربان [ہما] رے

تم نے تو [دل] لیکے کی مجھسے خموشی اختیار | جا بساؤں میں بھی [اب] شہرِ [خموشاں] تو سہی

[کچھہ] لگاوٹ کا [سبب اور] نہیں [پر] جرأۃ | یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگا ئے رکھیے

بتانِ سنگدل کی چاہ کا وہ نا [مرا دے] حق ہے | کہ پہلے [جو کوئی چھاتی بنالے اپنی پتھر کی]

جب اوس کافر کی پچھلی [آ] شنائی یاد آتی ہے | [فلک کو دیکھتے ہیں ہم خدائی یاد آتی ہے]

کیا نیش غمِ عشق کو [تو] ل سکے [عوض آہ | کیوں رکھ نہ دیا سینے میں زنبور کسی نے]
[عیاری] تو دیکھو نہ ملانے کے لئے آنکھ | دیوانہ کیا ہے ہمیں مشہور کسی نے

جلدی سے کرے چرخ سحر ورنہ کہونگا | کالک ترے مونہہ کو شبِ ہجراں نے لگائی
پنہاں [نہوں] کیوں لعل و گہر سنگ صدف میں | چٹ دونو کو تیرے در و [دا] ں نے [لگا] ئی

[کہتا] ہے دم صبح وہ گھر جاؤنگا[1] یا رب | اب دفتر ایا [مرے سے یہ] لفظ سحر جاے

---

[1] جاویگا ۱۰۰۰

[گرچہ وصل] یار ہے پر عجی کو اپنے کل کہاں ہے یہی دھڑکا [کہ جو کچھ آج ہے سو کل کہاں]

[کیجو] زمردی مرے مرقد کے سنگ کو میں مرگیا ہوں دیکھ [کے اوس سبزہ رنگ کو]

دن رات ہرزہ گرد نہو طو [رکیا] ہے یہ سودا اگر نہیں تو دلا اور کیا ہے یہ

پیار کی چتوں [مرہی آنکھ اوسکی [شرما] ئی ہوئی کھل گئی محفل میں سب پر سخت [ر] سوائی ہوئی

شب نہ آئی [نیند اس بن دل جو] دکھ دیتا رہا [بیکلی سے صبح تک میں] کروٹیں لیتا رہا

ہوے ہم بت کے بندے [برہمن سے راہ کرتے ہیں حرم کے رہنے] والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

ق

ہے عشق خدا نبی [سے ظاہر] یہ چاہ نہ سمجھیو نہانی
دیکھو تو ذرا [ا] بچشم تحقیق [کیا مد نظر ہے پاسبانی
تھا سایۂ مصطفےٰ جو معدوم دشوار تھی اسکی رمز پانی
گزرا جو خیال یہ نبی کو تو آئی صدا یہی کہ جانی

با سایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بدگمانی]

دیگر

آئی نظر] جو ایک مرقع میں نا [تو] اں [مجنو] ں سے [بھی] فزوں کسی بیما [رکی شبیہ
تو ہں کے مجھسے کہنے لگے چتونوں] میں وہ لو [تم] بھی دیکھ لو یہ ہے سرکار کی [شبیہ]

---

[1] دل و. و.

[ایسے بیدردوں کے مجھکو دام میں] لایا ہے چرخ
کو[ئی تو کہتا ہے] اسکے توڑ کر پر چھوڑ دو
[اور کوئی بیدردیوں کہتا ہے بیدردی سے آہ]
جو تماشا دیکھنا ہے ذبح کر کر چھوڑ دو

دیگر

کہا جو میں نے یہ اوس شوخ سے سنا ہے آج — کہ مول آپ نے خنجر کئی دو دھارے لئے
تو کیا کہوں کہ وہ مونہہ سے تو [کچھہ نہ بولے پر] — نگاہیں [بولیں] کہ کہتے ہو کیا تمہارے لئے

رباعی

مختاری پہ آپ [اتنا] کیجے نہ گھمنڈ — کہتے ہیں جسے نوکری سو ہے بیخ ارنڈ
سرمائی دلائی ہے سو دیجے ورنہ — [تم کھاؤگے گالیاں] جو ہم [کھا] دینگے ٹھنڈ

دیگر

بیوجہ نہ سمجھیو یہ پڑنے اولے — [انگریز بڑا بول جو ناحق بولے]
تو فوج ملائک نے فلک سے جو تاکے — مارے گوروں کو گورے گورے گولے

دوم

مرزا [منغل فرزند ارجمند عبد الباقی خان ابن حمید الدین خان نبیچہ وے مردے بود بسیار قابل و نیک کردار نہائت خوشدل و شیریں گفتار از حضور پر نور بخطاب [مستطاب] والد ماجد خود مخاطب گشتہ در بلدہ بریلی [بجوار] رحمت [حق پیوستہ] نسبت تلمذ بہ سرآمد شعرا [اے فصاحت آما] میرزا محمد رفیع [سودا دارد ایں] شش بیت از گفتہاے [اوست] ؎
بھلا تو مجھے [تو کہہ کیا ہوا تجھے اے دل] — جو اسطرح سے تو رہتا ہے [میرے لال] پڑا

نپٹ ہی آج] پر[یشاں ہے] حال سنبل کا　　چمن پہ آہ یہ کس زلف [کا وبال پڑا]

[کیوں نہ ہو ویں جا] ن و دل سے ہم شار] آئینہ　　عکس ہے مکھڑے کا تیرے [ہمکنار آئینہ
رو برو] وہوتے ہی مفتوں کرلیا او[س شوخ] کو　　دیکھیو تک غور سے جرأۃ [تو کار آئینہ]

جوں [برگ گل] جھڑیں ہیں [گلشن میں زیر گلبن　　لخت جگر] پڑے [ہیں یوں آس پاس] میرے
غیر ز[ل کا گر] ہیں شکوہ یارو [کروں عبث ہے　　سو دشمنوں کا دشمن دل ہے یہ پاس میرے]

جعفر

[تخلص دوکس مید[انم]

[اول]

[میر جعفر] مرحوم المعرو[ف بہ جعفر] زٹلی وے مردے بود از سادہ[ات نارنول طبع رسا واشت] اما بغیر از زٹل گو[ئی] اصلا میل نمی کرد و میگفت کہ ہر چند سعی خواہم کرد سعدی شیرازی و فر[دو] سی طوسی نخواہم شد زٹل میگوئم تا ممتاز عالم باشم [یک چند] در سرکار دولت مدار[شا] ہزادۂ معظم محمد[اعظم] شاہ بہادر بجرگہ خواصان خاص عز امتیاز داشت زٹلیا] تش تا الیوم] بر صفحۂ روزگار یادگار بر زبان خاص و عام جاری است ایں[دو بیت کہ پسند خاطر] فاتر افتاد ثبت یافت ؎

کھڑ[1] لگا دیوار کو [کہہ جعفر اب کیا کیجیے　　خطرا پڑا] آثار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے
گھوڑا تو تیرا لنگ [ہے کوئی نہ تیرے سنگ ہے]　　چلنا بڑے[1] بازار کو کہہ جعفر اب کیا کیجیے

دوم

جعفر علیخاں مغفور وے مردے بود عمدہ معاش [سر بسر انتعاشش در] عہد آسودہ

---

[1] کاکھڑ ز. [1] بھڑے ز.

[جھکتے دانت دیکھے] یار کے مسی لگانے میں جڑ[یں ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے] میں

جعفریؔ[1]

تخلص دو ریختہ گو بایں احقر رسیدہ [تحریر] یکے [از] ان ہر دو بہ تکملہ مناسب دیدہ] و دیگرے ر[ا درینجا بہ تسطیر رسانیدہ] وے میر [باقر] علی [پسر دو] م میر قمر الد[ین منت برادر کوچک میر نظا] م الدین ممنون [جوانے] بحلیہ [حلم] و ادب آراستہ و بز[یور خلق و صلاح پیراستہ است] مشق سخن از برادر بزرگ خود میکند ایں پانزدہ [بیت او بہ تحریر میرسد ؎

جو ہمراہ دل غم سرانجام ہوگا تو مر کر بھی [کاہے کو آرام [ہوگا]
کہیں جمع گر ہوگیا [درد دل کا] تو ایک روز چرخ [سیہ فام ہوگا]
[جو] وہ روے تاباں [پہ کھولیگا زلفیں [تو خورشید پنہاں] تہ شام ہوگا

[سینے میں] زخم جوں جوں ہو [تے] ہیں روز افزوں ڈورے سے تیغ کے کم تار رفو نہ آیا
اس نالہ رسا کی دیکھو دراز دستی کب دامن مسیحا یہ جا کے چھو نہ آیا
یہ آہ برق افشاں گر نکلے دل سے اپنے تو آتش سقر کا گویا نمو نہ آیا
آئے [جو یاد ہم کو یا] ران بادہ پیما ایک جرعہ مے کا لب سے بس [تا گلو نہ] آیا

[جب نگہ] سے وہ نگہ کر [کے] مقابل رہ گیا کچھ نہ بن آیا مگر میں تھام کر دل رہ گیا
اس گلے تک [(جا) پہنچنے کی ہوس پر داغ دل] پھول بن کر تجھ میں اے گل کی حمائل رہ گیا

---

[1] جعفر ۱۰ ل۔

سب مٹے [نقش خیالاتِ جہاں بعد فنا] داغ الفت ایک زیب[1] صفحۂ دل رہ گیا
دیکھ جذبِ اشتیاقِ قیسِ صحرا گرد کو محمل کرناقہ کیدھر لیلیٰ کی محمل رہ گیا
کوہکن کہتا تھا وقت [نزع] لے خسرو کا نام میرے چھاتی کیلئے ہے [ایک یہ سل رہ] گیا
یہ حجاب آنکھوں سے گر اوٹھے [توہم] وہ [ایک] ہیں جعفری تک [پر] وہ ہستی ہی حائل رہ گیا

تیغ یوں دل میں خیال [نگہ یار نہ کھینچ] نا خدا ترس تو کعبے میں تو تلوار نہ [کھینچ]
تو ہے گر عرش پہ نالا [بھی نہیں] تجھے [کم] آہ کو دور بس اے آہ شرر [بار نہ کھینچ]

جلال

تخلص دو کس می شناسم یکے را ازاں انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و دیگرے [جما[ل] الدین حسین است برادر خورد [کمال[2] الدین حسین کمال ایں] مطلع از و است ؎

جی میں آتا ہے گریباں پھاڑ کر دشت کو اوٹھ چلیئے [دامن جھاڑ] کر

جنون

تخلص سہ کس می [شناسم]

اول

محمد [قمر الاسلام کہ از بزرگ زادہ ہائے مشا] ہمچناں آباد صانہا [اللہ عن الشر والفساد]
او ار شاگرد ا [ن میر] نظام ا [لدین ممنون است شوق] تا بہ [بدیں] فن شریف ہم رسا [نیدہ]

---

[1] 'زیب' اصل نسخہ میں [2] مرگ ۱۰۰ ... [3] شاہ کمال الدین ۱۰۰

اما [ہم] میگوئند ایں مطلع از [واست ؎]

گو مٹی جو شرم تو دونو ہی دل سے نکلے بجز حجاب [میا]ں کچھ نہ فاصلے نکلے

دوم

شاہ غلام مرتضےٰ الہ آبادی گوئند کہ وے درویشے است فرخندہ خصال و [بسیار صاحب] کمال مردمان آں دیار از صحبت ایں بزرگوار فیض اندوز و وے بنابر میل طبیعت گاہ گاہ بریختہ گوئی فیروز [است دو] شعر کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [م] ؎

مرا یار میرے ہی [دل میں] تھا ولے مجکو بے خبری رہی
پھرا کوہ و دشت میں ڈھونڈھتا مرے شیشے [ہی] میں پری رہی

تری [چشم مست] سے ساقیا جنوں ایسا مست تو ہو گیا
کہ مے دو آتشہ طا [ق پر] جو دھر [ی تھی وو ہیں دھری] رہی

سیوم

جوانے است حضرت دہلی مقام میر [فضل علی نام کہ در ابتدا مست تخلص می کرد] در کتاب خوانی ایام محرم الحرام سلیقہ دارد بہ سپاہگری [ایام بسر می برد] حالا [زمانہ اش] بسیار شکستہ خداش صلا [ح] و [فلا ح] بخشد مشق سخن از میرا مانی استدعی کرد بعد رحلت آں مرحوم بہ شیخ ولی اللہ محب کہ خداش رحمت کناد [توسل جست] ایں چار شعر از ان است ؎

[اں خط کے ہے خیال] میں آنسو کا رنگ سرخ [ہے ضابطہ جو کرتی ہے آنکھوں کو رنگ سرخ]

باندھ کر تلوار جب آیا نظر میرے تئیں ہو گئی معلوم [قاتل کی] کمر میرے [تئیں]

ہوں میں وہ [شہباز] جسکی [سیر] گہ تھا لامکاں عشق نے تیرے [کیا بے بال] و پر میرے تئیں

یارے کہیو قاصد کہ [جو] آتا ہے تو آ ہم نہ جائیں [چلے] دنیا سے یہ ارمان رہے

[چندا]

تخلص [رقاصہ زنے است روشن] اندام مہ لقا نام [گو] ئند کہ وے در حیدر آباد بہ نہائت [ترفہ و] تنعم ایام [بسر می آرد قریب] پنج صد کس از [سپاہی و شا] گرد [پیشہ غیرہ] ملازم دارد [بعشوہ و ناز دلہا می ربا] ئد [اما سرشں] بہر کس [فرو نمی] آید شعرائے دوں [مزاج حریص ا] لطبع کہ در مدحتش چیزے میگو [ئند بجائزا] ت نمایاں بہرہ [اندوز می شو] ند بطور مردان ورزش می کند و اسپ می [تازد] و از ناوک بازی و سناں کاری مژگاں در گذشتہ بہ تیر اندازی و نیزہ بازی میداں می پردازد غرض کہ نہائت ہوشمند است و بغائت پختہ کار و نادرہ عصر است و محبوبۂ [روز] گارد [یوا] نے مرد [ف] مشتمل بیشترے از انواع سخن دارد [و] عروسانِ فکر خود را از نظر [بشیر] محمد خان [ایمان میگذارد] ایں دو بیت از وے [کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

اخلاق سے تو [اپنے واقف جہان ہیگا] پر آپ کو [غلط کچھہ اب تک[1] گمان ہیگا
یک لخت پارہ پارہ کر ڈالوں آئینہ کو [پر کیا کروں کہ تیرا رو درمیان] ہیگا

جولان

تخلص دوکس میدانم

اول

شخصے از دودمان واجب الاحترام میر حسن علی خان نام وے در ممالک جنوبیہ بعمدگی

[1] یہ، دونوں نسخوں میں متروک ہے اس لئے مخزنۂ جاویدسے درج ۲۱۳ جلد دوم ہاتھ ہوا [2] ایک، در نسخۂ اصل

یام بسر بلی [تا مد] و با [ہر] کس با دمیت و حسن سلوک پیش می آمد ایں چار [وہ] بیت آورد
است ؎

مری پلکوں سے [اشک سرخ کی بوندیں] ٹپکتی [ہیں] — رنگھا کیا چشم] میں مردم نے آب ارغوانی بھر
لبوں کے وصف میں تیرے کہے جو [مطبع رنگیں] — دہن میں] اوسکے تو لعل خوش آب ارغوانی بھر
ترے بسمل کی اے ظالم نگہ کر تشنہ کامی کو — [نہ آوے کیو] نکہ اب چشم سحاب ارغوانی بھر

اب [ا] یسی جام میں [ساقی شراب ارغوانی بھر] — کہ جسکو دیکھ کر زاہد کے آوے منہ میں پا [نی بھر]
[تر] ے کھڑے [سوا صورت کسی محبوب کی پیارے] — یہی ٹھا [نی ہے] اب دلمیں نہ دیکھوں زندگانی بھر
تری صورت سے کیا کھینچے [جو تو اوس شوخ کی صورت] — ہمارے [روبرو] ہر [گز] تو [ایسا دم نہ ما] نی بھر
نیام مخملی درکار کیا ہے [اے میاں] تجھ کو — مرے لو [ہو سے تیغ آبدا] ر اصفہانی بھر
ہوا ہے ابر [سے] [ہر سو] گل و [گلزار] خنداں ہے — صبا [حی میں تو اب ساقی] شراب ارغوانی بھر

جلوہ گر داغ جگر دیکھ برنگ پر طاؤس — [آ] تش غم [سے جلا] نقش فرنگ پر طاؤس
گل ہی کھا کھا کے بنا سینہ مرا رشک چمن زار — روبرو اسکے ہو کیا جلوہ رنگ پر طاؤس

در تمہید قصیدہ گفتہ

صبحدم گزرا مری خاطر میں ناگہ یہ خیا [ل] — سیر گلشن کیجیے تا دور ہو دل سے ملال
جاکے میں صحن چمن میں یک بیک دیکھوں تو کیا — [غا] رض گل [پہ ہیں بکھرے زلف سے] سنبل کے بال
نرگس شہلا تھی پی چشم مخمور [ی پہ] مست — [لالہ حمرا دکھاتا تھا] اوسے اپنا جمال
اور لباس زعفرانی بر میں تھا [صد برگ کے] — اودے جوڑے پر تھا] نافرمان کے حسن کمال

دوم

[بہادر علی شاہ شاہ جہاں آ] بادی کہ در علم تیر [اندا] زی در ایام خود علم بود ایں مطلع

۱؎ نسخہ ا، ب، ج، د بی ر، ا، ۲؎ بہادر علی شاہ ا، ب، ج، د، و خمخانۂ جاوید ص۲۹۵ جلد دوم

ازواست ؎

کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے　　اے ہم صفیر چھوڑ گئے ہو[۱] کدھر مجھے

جوش

تخلص رحموا ست وے شخصے بود عامی از شاگرد[ان] مرزا فدوی بعد رحلتش میگفت که] ازمیان [غلام ہمدا] فی مصحفی توسن جستہ ام و در شعر خواندن و ریختہ [گفتن وگپ زدن ہرچہ تما] متراز[حسب] و نسب خود خبر میداد در ایام ہولی مقلدانہ آزا[دہ]شدہ بکو[چہ]و بازار غزل خواں میگشت [مدتے است] کہ بہ نظر نمی آمد خدا داند زمانہ اش[بہ کجا] انداخت بہرکیف ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

در[یا مری آنکھوں سے] نت جاری لہو[کا] ہے　　بے درد تو کیا جانے کیا رنگ کسو کا ہے

ظرف پر[اپنے نظر کرتو] ابھی لڑکا ہے　　مونہہ صراحی سے ہٹا دلبر میخوا[ر لگا]

میں نے جو کہا تجھہ بن کیا کیا [نہ ا] لم گزرا　　بولا کہ ابے تیرا [روتے ہی] جنم [گزرا]

جوہری

تخلص [جوہری] بچہ ایست از جوہریان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ تا[ہ] شوق شعر گوئی بہم رسانیدہ جوان خلیق و با ادب حسن الخلق والخلق است ایں سہ

---

[۱] تم ۱۰۱۰

بیت او راست ؎

ہو مائل کاکل دل ناداں سمجھ کر — کافر کو ذرا دیجیو ایماں سمجھ کر !
اے دیدۂ پرخوں سر دامن ہو گل افشاں — تا دیکھے ادھر یار گلستاں سمجھ کر !
اے جوہری اس چشم سے گرتا ہے جو آنسو — دامن میں رکھوں ہوں دُر غلطاں سمجھ کر

جوان

تخلص دوکس [میشنا سم]

اول

مرزا نعیم بیگ شاہجہاں آبادی کہ از چندے رخت اقامت بہ لکھنؤ کشیدہ در سرکار دولت مدار مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر در جرگہ خواصان عز امتیاز یافت و ہمت مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی [گماشت] ایں شش بیت از اوست ؎

سیہ خال اس طرح سے دیکھے اوسکی نا [ف کے] اوپر
[رشید] دانے دیے [ہوں] جیسے نقطے قاف کے اوپر

ساتھ ہر یک کے اوسے شوق ہے اب کشتی کا — اے جواں تو بھی تو اوس [فاختہ دوراں] سے لپٹ

یہ اندنوں جو [ہمسے اتنی] رکھائیاں ہیں — شاید کسی نے باتیں کچھ کچھ سجھائیاں ہیں !

[نقا] ب الٹ کے جو شب کو وہ مہ لقا نکلے — تو [چا] ند شرم سے بدلی میں مونہہ چھپا نکلے
جو دیکھ کر دُر گوش اُن کا جان دے ہمدم — بجا ہے خاک سے اوسکی جو موتیا نکلے

چین نہیں ہے جی کو ملک آہ جگر خراش سے ہوک اٹھے ہے دمبدم دل میں عجب قماش سے

دوم

جوانے است نیک نہاد خدا یاد شیریں کلام شیخ محب اللہ نام آزاد منش بلا قال و قیل از اولاد امجاد حضرت اسرائیل بقدر ضرور از رشد و بود اندکے بہرہ ور و از مسائل دینیہ لا بدیہ گونہ باخبر خیال طبابت ہم در سر دارد و گاہ گاہ استفادہ ایں فن شریف از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ می سازد و شعر ہم گاہے کہ موزوں می نماید از نظرش میگزراند موطن وے حضرت دہلی است و پیشہ اش معلم گری ایں چار بیت از طبع زادہاے اوست سلمہ ربہ و مدعمرہ

وہ بت کہتا ہے [گر] تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر
[بر] ب کعبہ پھر وہیں جڑوں گا لات چھاتی پر

تو بہت ہوگا پشیماں ہاتھ او سکے گر لگا [فکر] میں تیری دلا پھرتا ہے بازی گر لگا

حامی ہیں بدعتوں کے امیر و فقیر [سب یا] رو یہ رہ گئے [ہیں] مسلمان آج کل

چشم و ابرو کا گرفتار نہ رکھا صد شکر عشق نے اپنی طرف راہ بتائی [مجکو]

جہاندار

تخلص مہین پور خلافت شاہزا [د] ہ ولی عہد مرزا جہاندار شاہ مرحوم المعروف مرزا جواں بخت[1] است از انجا کہ تعریف اخلاق حمیدہ آں برگزیدہ النفس و آفاق و توصیف اوصاف پسندیدہ آں منظور نظر خلاق علی الاطلاق بحیطۂ تقریر و احاطۂ تحریر نمی گنجد عنانِ کمیت قلم حقائق [رقم] را ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان تحریر نبذے از اشعار آبدار

---

[1] جواں بخت بہادر ۱۲.

کہ از طبع وقاد آں خلاصہ دودمان گورگانی و زبدۂ خاندان صاحبقرانی سرزدہ جولاں مید ہم از شیریں گفتاری ہائے جناب ایشاں ایں نہ شعر کہ بمن رسیدہ بسلک ترقیم کشیدہ لجنابہ انار اللہ برھانہ ؎

ویت کا نام اس عاشق ستم کے آگے کیا لیجے — غرض چپ رہیئے اور آنکھوں سے اپنے خوں بہا لیجے

مرکس کے انتظار میں یہ بے اجل گیا — آنکھیں جو یوں کھلی رہیں اور دم نکل گیا

چھوڑا طلاپ یار کا اغیار کے لیئے — ترک شمیم گل میں کیا خار کے لئے

ترے عشق کے جب سے پالے پڑے ہیں — ہمیں اپنے جینے کے لالے پڑے ہیں

کون سی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی — پر جفا جو یہ تری نت کی لڑائی نہ گئی
قصد ہر چند کیا سیکھنے کا بلبل نے — وضع نالے کی مرے اوسے اڑائی [نہ] گئی
دل سوزاں کی جہاندار مرے تا بہ فلک — کون سی آہ تھی جو مثل ہوائی نہ گئی

کل جہاندار ہم اور یار تھے ٹک مل بیٹھے — بخت ناساز نے پھر آج بھٹایا تنہا

ٹھان لیتے ہیں وہ پہلے ہی سر اپنا دینا — تیرے کوچے میں جو اے شوخ قدم رکھتے ہیں

جھمن لال

کاشت وے از قدیم الایام از سکنہ حضرت دہلی است نیا کانش ہمیشہ عمدہ معاش

ماندہ برادر بزرگ وے بہ منشی گری نواب معظے القا[ب] امیر الامر[ا] ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ شرف امتیاز داشت طبعش خیلے بدیں فن شریف موافق افتادہ در اشعار فارسی و ریختہ صنعتہاے بکار می بر[د] بیشتر غزلیات و مقطعات در مدح امرا ذو بحرین گفتہ و قدح بعضے بملا[حتے] کردہ کہ حسب ظاہر مدح می نما[ئد] و در مدح برخے چناں سعی نمودہ کہ از گرفتن حرف سر ہر مصرع نام ممدوح بر آئد و ہر مصرع تاریخ سال باشد و شطرے از غزلیات بے نقط و نبذے نقطہ دار سرانجام دادہ و صنائع دیگر مانند قلب و ترصیع و امثال اینہا در شعرش بسیار است و کتاب مستطاب بہار دانش را بہ کیفیتے در رشتہ [نظم] کشیدہ کہ بدیدن تعلق دارد با ایں ہمہ از کینہ توزی دور دوار ناہنجار نا اہل پرور اہل آزار بہ نان شبینہ محتاج است راجہ ہنر پرو [ررا] جہ اجیت سنگھ بہادر ہر چند آزردہ دل میخواستند کہ افلاسش بفلاح مبدل گردد میسر نہ شد ماشاء اللہ کان مالم یشاء لم یکن بسیار وارستہ مزاج و سادہ لوح واقع شدہ و نہائت مسکین نہاد و غربت آما افتادہ گاہ گاہ شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید بہر کیف ایں نہ بیت از گفتہاے اوست ؎

دل جوں سپند عشق کی آتش سے جل [گیا] — اک آہ کھینچتے ہی مرا جی نکل گیا

اشک ہوتے ہی [تولد اسقدر رسو] ا ہوا — یہ تو [لڑ] کا حضرت مجنوں کا بھی بابا ہوا

ق

یہاں مختار جو با جاہ آیا — برائے قتل خلق اللہ آیا
نہ تھے کچھ شاہ جی نے شاہ حاجی — وہ نادر شاہ تھے یہ شاہ آیا

ہے مفتخر بہ مسند والا گلاب رائے — یہ گاؤ تکیہ رکھے ہے لالا گلاب رائے
سب چیز بست دے جو جوڑیں لوگ اوسکے گھر — بھروا[۲] دے کف میں لوٹوی لالا گلاب رائے

---

[۱] ترجمہ ۱۰۱۰ [۲] بھردیوے ۱۰۱۰

بلبل لڑیں ہیں گل سرا[و] سکے میں مدام کیا لال بیٹا مائے یہ پالا گلا[ب] رائے
مانگے جو ایک موتی کا دانہ تو اوسکو پھر دیتے ہیں اپنے سونیکی مالا گلاب رائے
شاباش اوسکی ماکو جو ایسا [جنا ہے پوت]
جیوے وہ [ا] وسکا کھیلنے والا گلاب رائے

جھبنا

تخلص شخصے است از پیش خدمتانِ نواب حسام الدولہ مرحوم کہ نامش از صفحہ خاطر حک شدہ بطور میاں امام بخش بیگس عفی اللہ عنہ شعر میگفت اما ازان جا کہ فیض سخن است گاہے شعر موزون و خوب ازو سرزند ایں دو شعر از وے است ؎

بھلے کام سے جس کی گردن موڑی تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی ہے تھوڑی
پتنگ اپنا تو جلد جھبنا چڑھا وہ دیکھہ اوسکی تکلی اوڑی ہے اوڑی

جینا بیگم صاحبہ

ایشاں دختر نیک اختر مرزا بابر مغفور محل خاص شاہزادہ والاتبار مرزا جہاندار شاہ بہادر اندرگاہ گاہ بنابر موزونی طبع فکر شعر میکنند ایں سہ بیت از ایشان است ؎

روٹھنے کا عبث بہانا تھا مدعا تم کو یہاں نہ آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے کاسۂ نرگس میں جوں [شبنم] رہے

نہ دل کو چین نہ جی کو قرار رہتا ہے تمہارے [ملنے کا نت انتظار] رہتا ہے

[ا] کوئی ۱۰ ۱۰

حرف الحاء المهملة

در ذیل این حرف ذکر بیست و هشت سخن سنج که دو کس ازان جمله حزین تخلص میکنند و سه حسن و دو مرد به حسرة متخلص اند و دو[1] به حشمت و دو عزیز را حکیم تخلص اختیار افتاده و دو را حیران و تخلص دو بزرگ حیدر است اندراج یا [فته] و مجموع اشعار که بالذات و بالاستقلال مندرج گشته [. . . . .] شعر است که من جمله آن [. . .] رباعی واقع شده و یک [شعر سخن] سنج فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بالعرض و تقریباً مرقوم گشته

حاتم

تخلص بزرگے است به شیخ ظهور الدین موسوم و بزرگیش بهر کس معلوم [به] شاعری مشهور عالم المعروف به شاه حاتم وے از سکنهٔ شاهجهان آباد صانها الله عن الشر والفساد بود در اوایل حال به سپاهگری ایام بسر می برد و در آخرها بهدایت سعادة ازلی وره نمونی مشیت لم یزلی تعلقات دنیوی را خیرباد گفته [مثلث خاک خود بدامان اهل دل بر بست و بریاضات درویشانه در پیوست در ایامے که بسرکار دولت مدار نواب معلے القاب عمدة الملک امیر خان بهادر عفی الله عنه ملازم بود و ارتکاب منهیات بدرجه اعلیٰ می نمود گاه گاه به تکیهٔ میر بادل علی مرحوم بجوار فایض الانوار نقش قدم رسول علیه الصلواة مبداء النفوس والعقول میرفت و میر مغفور که فقیر آزاد متشرع و درویش خدایاد متورع و از مریدان خاص حضرت شاه محمد امین سهروردی که عقب دیوار پائین قا [ضی حمید] الدین ناگوری قدس الله تعالے اسرارهما مجردانه خفته است بود در میخورد تا رفته [ر] فته اراده بدلش جا گرفت و بعد اظهار ما فی الضمیر عزقبول پذیرفت اما حسب ظاهر مامور معروفات و ممنوع از منهیات نگشت در عرض پنج شش ماه به عطاے

[1] "دو عزیز را حشمت تخلص اختیار افتاده و دو را حکیم و تخلص دو بزرگ حیران است اندراج یافته" ا. ا. حاشیه

مسجد و مصلے و کلام اللہ و خرقہ و (مانا سبہا) بے آنکہ مکلف بعمل شرائع گردد بمرور و تدریج سرفراز
گشت در آخر ہمہ وقتے کہ [بر] ان استغفارے کہ از او راد خاصہ حضرات سہروردیہ بود ر[و] ح
اللہ تعالے ارواحہم باو رسید و بخواندن آں مامور گرد[ید] بمجرد خواندن حالتے بو[ے دست]
داد کہ در [عین میل مباشرۃ زنا] حرکتے از قوئ شہوانی در خود نمی یافت و ہنگام ارادہ شرب
مدام بمجرد رسیدن بوے ام الخبائث [بمشا] م تہوع وقے دست میداد تا بالمرہ حرف عمل
منہیات از صفحہ خاطر عاطرش حک گردید و بہ صلاح و فلاح دنیوی و اخروی وارسید بہرحال بسیار
آزادانہ زندگی می نمود و خیلے خوش مزاج و خلیق بود در آخرہاے روز مدام بہ تکیہ شاہ تسلیم کہ بر
شاہ راہ راج گھاٹ زیر دیوار قلعہ مبارک واقع است تشریف شریف ارزانی میداشت و بخلاف
و[ضع] آزا[د] ان نیمہ می پوشید و بسیار با [نظافت] و طہارۃ [می] زیست و گرد مسکرات نمی
گشت و بصوم و صلو[ۃ وسا] ئر شئیات سخت مقید بود اما دستار چہ آزادانہ بر کلاہ می بست و
وچو[بک] باریک و رومال کہ شعار آزادان است [باخویش] میداشت بالجملہ درویشے بود
نیک دین صاحب یقین و شاعرے بود با تمکین از طبقۂ دوئمین دیوانے ضخیم بگفتار قدیم
مشتمل انواع سخن دارد و دیوانکے خورد کہ دیوان زادہ اش نام کردہ و آں ہم پنج ہزار بیت
تخمیناً خواہد بود [بطر] ز طبقۂ سیوئمیں ازو یادگار است و شعر فارسی ہم میگفت تلامذہ بسیار داشت
در دیباچہ دیوان نام [چہل] و پنج کس از [شاگردا] ن خود برشتہ تحریر کشیدہ سرآمد شعرائے فصاحت
آما مرزا محمد رفیع سودا ہم دراں [سلک منسلک است از انصاف گستریش چہ برطرازم
[استاد] سراپا درائت ہدائت اللہ خاں ہدا [ئت] عفی اللہ عنہ می فرمودند کہ بارہا از زبان
فصفت بیان آں استاد دوراں شنیدہ ام کہ ایں مصرعہ میخواند ع

رتبہ شاگردی من نیست استاد مرا

و میگفت حقا کہ ایں در حق استادی من و شاگردی مرزا است مختصر کلام یک صد نود و چار
شعر[۱] از زادہاے طبع آں والا نژاد رقمزدہ کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی اللہ عنہ ؎

کعبہ و دیر میں حاتم بخدا غیر خدا کوئی کافر نہ کوئی ہم نے مسلماں دیکھا

---

[۱] اصلاحی ۱۰۰۱ [۲] بیت ۱۰۰۱

ہجر کی زندگی سے مرگ[1] بھلی　　کہ [یہ] کہوے جہاں وصال [ہوا]

نہ مے نہ ابر نہ ساقی نہ ہم نہ دل [نہ] دماغ　　کسے خوش آوے یہاں سیر گلستاں تنہا

حاتم اب اوسکے سبھی مونہہ کیطرف دیکھیں ہیں　　شیشہ مجلس میں یہاں پیر مغاں ہے گویا

فقیروں سے سنا ہے ہم نے حاتم　　مزاجی نے کا [مر] جانے میں دیکھا

[نے] حسرت گلگشت نہ پرواز کی طاقت　　صدقے میں ترے کیا مجھے آزاد کرے گا

خبر آنے کی قاصد کے سنے سے جی دھڑکتا ہے　　خدا جانے کہ اوس ظالم کا اب پیغام کیا ہوگا

دورا ہے جب سے بزم میں تیری شراب کا　　بازار گرم ہے مرے دل کے کباب کا

بڑا احساں کیا جو دل کو میرے کھینچ کر کاڑھا　　کہ مدت سے مرے سینے میں جوں کانٹا کھٹکتا تھا

مستوں میں [جو شیخ آپھسا] تھا　　میخانہ میں طرفہ ماجرا تھا

وہی ہوتا ہے نامی[2] سب [میں] حاتم بعد مرنیکے　　جو [جیتے جی] اوڑاوے آپنے نام ونشاں [اپنا]

جسکو دیکھا [سو یہاں دشمن] جاں ہے اپنا　　دل [کو] جانے [تھے] ہم اپنا سو کہاں [ہے اپنا]

---

[1] موت ا۔ ا۔　　[2] حاتم سب میں نامی ا۔ ا۔

[پوچھا] بھی نہ حاتم کو کسو[د] کیھ کر آوے[۱] نے ہے کون کہاں کا ہے کہاں [تھا] کدھر آیا

حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے کون ہووے جو نہووے تو مرا

نہ جانا کس طرف گم ہوگیا ایسے رہے غافل کہ آواز جرس سنتے ہی سنتے کارواں گزرا

قاصد کی زباں سے اوس کے آگے پیغام و سلام کچھ نہ نکلا

عصیاں کے سوا کام نہیں اوس کو کسو سے حاتم سا گنہ گار نہ دیکھا تھا سو دیکھا

کنارِ آب ہے اور میکشاں شب مہتاب چلے تو کشتی مے پھر کہاں شبِ مہتاب

دیکھے اگر تو باغ میں سوے گل گلاب ہوجاے سرخ پھول کے رشے گل گلاب

یہی ہوتی ہے عا[شق] پروری کی شرط ہے ظالم کہ ہم مرتے ہیں تم جاتے ہو مونہہ پھیرے میاں صاحب

شوق اوسکا آن کر یکبارگی سب لے گیا جان سے آرام سر سے ہوش اور چشموں سے خواب

ہم منہ بختوں سے اتنا کیا ہے [نا]حق پیچ و تاب نام لیں ہم زلف کا سن سنکے بل کھاتے [ہیں] آپ

آ [گئی مرگ وہ نہ] آیا حیف رہ گئی دل میں یار کی حسرت

---

[۱] کے اوے ۱۰۰۰

ہو گئے اس کا [قد] و رخسار دیکھ سرو قمری بلبل و گلزار مست

کئی دیوان کہہ چکا حاتم اب تلک پر زباں نہیں ہے درست

صاحبان قصر کو ملتی نہیں ہے بعد مرگ گور میں سر کے تلے تکیے کی [جا] گر ایک خشت

موسے باریکتر ہوا ہوں ضعیف تیری زلفوں کی دیکھ کر لٹ [لٹ]

دل کہا [ں] ہے کہ ہو [وے د] یوانہ کیوں ادھر آئی ہے بہار [بث]

حاتم [اوس کے قد سے گر] دعوی کرے [گا] سرو چیڑ ڈالے [فا] ختہ ارہ بنا شہپر [سے آج]
[خال وا] نہ زلف وام ابر [وکما] ں مژگاں ہے تیر دل [ہمارا] سہم اب کھاتا ہے ان چار [وں سے] آج

زلف و چشم و خال و خط چاروں ہیں دشمن دین کے حق رکھے ایماں سلامت ایسے کفرستاں کے بیچ
رات دن جاری ہے عالم میں مرا فیض سخن گو کہ ہوں محتاج پر حاتم ہوں ہندوستاں [کے بیچ]

غنچے کہیں ہیں [سر] کو نوا کر چمن کے بیچ یعنی نہیں ہے جائے سخن اوس دہن کے بیچ

توڑ [ے] کر کعبہ [دل] تو نے بنائی مسجد کیا کہوں شیخ تیرے خاک اس اوقات کے بیچ
دام سے منصب و جاگیر کے باز آ حاتم یہ دم لقد نہ کھو [فکر محالات کے بیچ]

ہاتھ مت کھینچ جنوں تجکو مرے سر کی قسم ایک جب تک بھی رہے تار گریبان کے بیچ

---

[۱] دونوں نسخوں میں 'ذال' سے [۲] چھوڑ کر ا. ا. [۳] پڑے ا. ا.

لب تمہے کان لاحت ہیں سخن آب حیواۃ　　یہ تعجب ہے کہ مصری ہے نمکدان کے بیچ

میں نے پایا ہے خیالِ زلف کی شب میں وصال　　حشر تک ہونے نہ دونگا اپنے تا مقدور صبح

یار نکلا ہے آفتاب کی طرح　　کون سی اب رہی ہے خواب کی طرح
چشمِ مست سیہ کی یاد مدام　　شیشۂ دل میں ہے شراب کی طرح

سالار قافلہ ہوں میں اہل جنوں کا آج　　جاتے [ہیں اشک چشم مرے] کارواں کی [طرح]

تمنا میں تری یوں دیدہ وا ہوں　　کبھو دیکھے تو ہونگے چشم مذبوح

مستوں سے پوچھیے تری دشنام کا مزا　　دونا نشہ کرے ہے جو ہوئے[1] شراب تلخ

مارا ہے سنگدل [نے] دکھا مجکو رنگ سرخ　　تعویذ میری گور کا لازم ہے سنگ سرخ

کوئی دیتا نہیں ہے داد [بید] اد　　کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

اے فلک اسقدر [تغافل] کیا　　ہوگئی چشم انتظار سفید

حلقہ حلقہ یہ نہیں زلفیں [پڑیں] رخسار پر　　[حسن] کی آتش سے اب یہ پیچ کھا [نکلا ہے دود]

چاہوں کہ درد دل میں کہوں اوس کے روبرو　　ہو جاوے ہے زباں مری [بے] اختیار بند

---

[1] ہوئے ۱۰۱۰ لیکن دیوان زادہ میں بھی 'ہوے' مرقوم ہے '

سب طرف [ہے] شور کچھ طوفاں سا لاتی ہے بہار [چیتے] جاؤ آج دیوانو کہ آتی ہے بہار

آج نرگس کو قلم کر کے صنم لکھتا ہوں وصف چشموں کا تری کاغذ بادامی پر

بس ہے اوس سنگدل کا نقش قدم میری [لو]ح مزار کی خاطر

سب طرح حکم کے ہم تابع ہیں جو [تم] ارشاد کرو بندہ نواز

کثرۃ آہ و فغاں سے تو گلا بیٹھ گیا تو بھی ہوتا ہے مرا نالہ گلوگیر ہنوز

حاتم جہاں کو جان کے [فا]نی خدا کو چاہ اللہ بس ہے اور یہ باقی ہے سب ہوس

میکدے کے در پہ حاتم گر پڑا ہے [کسو] کو بھی اٹھا لانے کا ہوش

دور میں چشم گلابی کے تری اے بادہ نوش بزم میں کرتا ہے مستوں کی طرح پیمانہ رقص

یہی ہوتی ہے دوستی کی شرط وہ چہ خوش واہ وا بھلا اخلاص

حاتم تمام عمر تو رونے سے مونہہ نہ موڑ ماتم ہے دوستوں کو شہ کربلا کا فرض

ابھی آغاز ہے اے دلربا خط خدا کے واسطے تو مت منڈا خط

چن چن نکالے ہے کوئی ایسا بھی دردمند مد[ت] سے ہو رہے ہیں [پھپھولوں میں خار جمع]

چلو اب سیر کو اے گل رخاں باغ — کہ پھر ہم تم کہاں اور پھر کہاں باغ

حاتم اوس ظالم کی ابرو کو نہ چھیڑ — ہاتھ کٹ جاویگا اے ناداں ہے تیغ

دا [غوں] سے ہو رہا ہے مرا سینہ آج باغ [غ] — کس کو رہا ہے سیر چمن کا دل و دماغ

مت [لگا] دل کو عبث [بیہودہ] عالم کیطرف — [عمر] غفلت میں [نکھو] آنکھ جھانک لے دم کیطرف

بلبلو [چہچہے] مبارک ہوں — وہ گل [آیا ہے][1] گلستاں کیطرف

کسو کو آپ سے گر آشنا [کرے] معشوق — تو [پہلے] اوسکو سبھوں سے جدا کرے معشوق
قسم [ہے] اوس کی مجھے اوس گھڑی کوئی نہ جیے — جو پردہ مونہہ سے او [ٹھاکر] ادا کرے معشوق

قیامت پر قیامت ہوے گی روز جزا ظالم — اوٹھیں گے داد تجھسے مانگتے جب [صف بصف عاشق]

چاند سے تارے کا ہوتا ہے کبھو جو اتفاق — اس طرح مونہہ پر ترے پیارے جھمکتا ہے بلاق

پہنچا زمیں سے نالہ مرا آسماں تلک — یہ کیا جو کچھہ خبر نہیں اوس داستاں تلک

[تھا پاس ا] بھی کدھر گیا دل — یہ خانہ خراب گھر[2] گیا دل

اس درجہ ہوے خراب [الفت] — جی سے اپنے اتر گئے ہم

---

[1] آتا ہے (دیوان زادہ) [2] اصل نسخہ اور دیوان زادہ میں کہر ہے - ۱۰۱۰ میں کر'

کس کنے لیجائیں تیرے ظلم کی فر[یاد ہم] تجھ سے[1] ہی تیرے ستم [کی چاہتے ہیں داد] ہم

نہیں ہے گل سو اگر غیر سے تجھکو نظر بازی تو کیوں خورشید کے دیکھے سے تو بیتاب ہے شبنم

کیا بادخزاں نے گل چراغ دودماں گل چمن کی ان دنوں بھی کچھہ نور رکھتی ہے خبر شبنم

تمہاری چشم کے طالب کو جام سے [کیا کام نگہ] کے مست کو شرب مدام سے کیا کام

میں کفر و دین سے گزرا ہوا [ہوں لا] مذہب خدا [پرست] سے مطلب نہ [بت] پرست سے کام

کنج قفس میں پھینک کے صیاد ہے ستم [کرنیکو] ذبح بھی نہ کیا یاد ہے ستم

میں نے پوچھا کوئی حاتم بھی ترا بندہ ہے [کہا] ہووے گا کوئی ابتو ہمیں یاد نہیں

ہے کبھو دل میں کبھو جی میں کبھو آنکھوں کے بیچ کون کہتا ہے اوسے یارو کہ ہرجائی نہیں

ہزار زندگی بخشے ہے آب چشمۂ خضر ترے لبوں کے تو آگے وہ خوشگوار نہیں

تو صبحدم نہ نہا بے حجاب دریا میں پڑے گا شور کہ ہے آفتاب در [یا میں]

عکس سے ہے خون عاشق کے فلک اوپر شفق [یہ تماشا نہیں ہے کہ رنگیں دامن قاتل نہیں

---

[1] تجھی سے (دیوان زادہ) [2] دیوان زادہ

خیال [جو] [کیا] ہے آنکھوں میں شراب کا [سا] ہمارے نشا ہے آنکھوں میں

نہ دیکھیں چین سے ہرگز [خواب آ] نکھوں میں پھرے [ہے] جب سے وہ خانہ خراب آنکھوں میں

تکلف برطرف [سو] سدرہ و طوبیٰ سے بہتر ہے مرے سر پر یہ تیرا سایۂ دیوار دنیا میں

نہ آفریں نہ دلاسا نہ دل دہی نہ نگاہ غرض ہوں میں ہی جو تجھسے نباہ کرتا ہوں

میکدے میں صاحب جام و شراب و شیشہ ہوں محتسب دونو جہاں کے غم سے [بے] اندیشہ ہوں

افسوس کہ آپ کو میں اب تک معلوم نہیں کیا کہ کیا ہوں

[کو] خندہ کو تبسم و کو فرصت سخن اس انجمن میں اب لب حسرت گزیدہ ہوں

قیامت تک جدا [ہوئے] نہ یارب جنوں کے ہاتھ سے میرا گریباں

دل تو تیر نگہ [نے چھان] دیا اب نشانہ جگر کہے تو کروں

دامن تلک بھی اسکے نہ پہنچا میرا غبار مشہور ہے زمین کہاں آسماں کہاں
جوش مستی پھر کہاں مستو جوانی [پھر] کہاں میکدے میں جلکے یہ دھوئیں [چھانی] پھر کہاں
کیا کہوں تجھکو تو اب جینے سے اوکتا [یا] ہے [کیوں] دم [غنیمت جان حاتم] [زندگانی پھر] کہاں

ہم بھی اس پیری میں ایک راحت جاں رکھتے ہیں شغل اوس کے [سے] دل اپنے کو جواں رکھتے ہیں

رفیق اس دور میں ہم ایک دلِ ناشاد رکھتے ہیں — سو اوس کے ہاتھ سے بھی رات دن فریاد رکھتے ہیں
چڑھایا آسماں پر ہم کو آخر خاکساری نے — بگھولے کی طرح گو خا[نما]ں برباد رکھتے ہیں
بجز یک مشت پر کچھ ہاتھ آنے [کا] نہیں ان کے — عبث مجھ صید لاغر پر نظر صیاد رکھتے ہیں

یہاں تک شوق نے میرے اثر پایا کہ آخر [کو] — ہوا معشوق عاشق [عشقبازی] اسکو کہتے ہیں
د[ے] کے د[ل] ہاتھ ترے اپنے ہاتھ — ہاتھ [پر] ہاتھ دیئے بیٹھے ہیں

ہم وہ جب ہم شراب ہوتے ہیں — کئی مرغے کباب ہوتے ہیں

بحرِ غم سے نکا [ل] اے ساقی — ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

میں پیمایش کیا [مجنو]ں صفت یکسر بیاباں [کو] — نہ پہچا دامنِ صحرا مرے چاکِ گریباں کو
میں غم سے لٹ گیا مانند موسو اسے جل جل کر — نہ چھوڑا تو بھی زلفوں نے تری مجھے پریشاں کو
غلامِ عشق سے دیر و حرم کی راہ مت پوچھو — جو ہو دیوانہ کیا جانے طریق کفر و ایماں کو

حاتم کو کیا کہوں کہ سکندر گیا ہے بھول — [تیرے] لبوں کی چاہ میں آبِ حیات کو

جہاں میں عشق کی برعکس دیکھا رسم و آئیں کو — کرے ہے [صید اوسکے] دشت کی کنجشک شاہیں کو
شگفتن وا رہی فرصت نہ دی غنچے کو ہے ظالم — کبھو احوال بلبل [پر] نہ آیا رحم گلچیں کو

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو — اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
[نزع کے وقت] بھی نگاہ نہ کی — کیا سیہ چشم بے مروت ہو
دل تو چاہ ذقن میں ڈوب گیا — آشنا تھا غریق رحمت ہو

---

۱ ایک ہم دل ناشاد ۱۰۰۰ ۲ پہ ۱۰۰۰ ۳ مرغ ۱۰۰۰ ۴ پر ۱۰۰۰

کیوں کاٹ کے گریباں کو تار تار جو پھر کسو طرح سے [کسو سے رفو] نہ ہو
تیری گلی میں جو گڑ رہنے کو مجھے جا ہو جہنمی ہوں جو جنت کی [پھر تمنا ہو]

ہم کو کب انتظار ہے فصل بہار ہو نہ ہو داغِ جگر شگفتہ باد [گل] بکنار [ہو] نہ ہو
تیر نگہ لگا کے تم کہتے ہو پھر لگا نہ خوب میرا تو کام ہو گیا سینے کے پار ہو نہ ہو

باعثِ تیرہ بختی عالم اوس کی زلف سیاہ سے پوچھو
اوسکے مکھڑے کی روشنی کی صفت مجھ سے کیا مہر و ماہ سے پوچھو
گریہ و نالہ و فغاں کیوں ہے یہ مرے دل کی چاہ سے پوچھو

ہاں جی جانا بڑے [سپا] ہی ہو ابتو [شمشیر] کو غلاف کرو
چلو بیٹھے رہو بندھی مٹھی سینہ حاتم [کامت] شگاف کر [و]

اکدم آسائش نہ کی اور اوڑ گیا رنگ بہار حیف گل، افسوس بلبل، ٹے [قمری] د [ا] ے سرو
جو رقیبوں سے مصلحت کی ہے ہم کو [سب ہے خبر] کہو نہ کہو

شائد اپنے حسن پر آپ ہی ہوا ہے مبتلا اندنوں کچھہ دیکھتا ہے یار اکثر آئینہ

تو جو کہتا ہے بغل بیچ نہاں [ہے شیشہ] محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ
جتنا کہتا ہے نہیں اتنا تو کہتا ہے کہ ہے لو جی کیا چو مونگے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

مل [نکلے] ہے کبھو اشک کبھو در دانہ ہے [نہاں][1] چشم کے پردے میں جواہر خانہ
ہاتھ تیرے سے نہ عاشق کو [نہ] معشوق کو چین دونو جلتے ہیں ادھر شمع ادھر پروانہ

گر زاہدوں کو وعدۂ جنت ہوا تو ہو مستوں کو کوے [میکدہ] ہی یہاں بہشت ہے

---

[1] اصل نسخہ میں 'یہاں' ۱۰۱۰ میں 'کہاں' لیکن دیوانزادہ میں 'نہاں' مرقوم ہے ۔

نہیں جز قرص مہر و ماہ کچھ گردوں کے مطبخ میں — سو وہ بھی ایک نا[ن] سوختہ اور ایک آبی ہے

گو کہ شمیم گل سے آج عطر فروش [باغ ہے — دل ہی نہ ہو تو اے] نسیم کس کو یہاں دماغ ہے

کسو کے زلف کے سو[دے] میں آج آنکھوں سے — [جگر سر] شک [کے] خونِ سیاہ نکلے ہے

کھیل سب چھوڑ کھیل اپنا کھیل — آپ قدرۃ کا تو کھلونا ہے
رو تو حاتم حسین کے غم میں — اور رونا تو رانڈ رونا ہے

ہجوم انتظار اس درجہ ہے یار — کہ ہر یک داغ چشم دور بیں ہے
پسند آوے تو بہتیرے مرا دل — کہ تیرے نام کے قابل نگیں ہے

جان اس وقت روبرو تو ہے — آئینے کو یہاں [کہاں رو ہے]

تھا ابھی ہم پاس ابھی جاتا رہا یاروں کے پاس — آشنائی میں وہ لڑکا [گنجفے کا میر ہے]

ہر صبح اوٹھ بتوں سے مجھے رام رام ہے — زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
ہم اور تری شکایتیں ظالم خدا سے ڈر — بہتان [ہے] غلط ہے یہ محض [اتہام ہے]
ساز درویشی و سامانِ فقیری حاتم — میری [فہمید] میں تنہائی و خاموشی ہے

پیری میں آج یار مرے ہمکنار ہے — [ساقی] بیا بیا کہ خزاں میں بہار ہے
اے فصل گل پے ہو نہیں اب ہمیں دماغ — آنکھوں میں آج ہر رگ گل نوک [خار ہے]
مدت سے خواب میں بھی نہیں نید کا خیال — حیرت [میں ہوں یہ] کس کا مجھے [انتظار ہے]

تیری تو جان میرے مذہب میں — دل پرستی خدا پرستی ہے
[بیخود اس دور میں [ہیں سب] حاتم — ان دنوں کیا شراب سستی ہے

اے بے مہر مجھ کو روتا چھوڑ کہاں جاتا ہے مینہ برستا ہے

جن کو تیرا خیال ہوتا ہے اوس کو جینا محال ہوتا ہے

خون مے اشراب [جانے] ہے لخت دل کو کباب جانے ہے

وہ ستم پیشہ اپنے مذہب میں ذبح [کرنا] ثواب جانے ہے

دعا دیتا ہوں اور سنتا ہوں دشنام کوئی [انصاف] کیجو کیا غضب ہے

توبہ زاہد کی توبہ تلی[1] ہے چلے [پیلے] تو سیخ چلی ہے

پگڑی اپنی سنبھالے چلنا شیخ اور بستی نہو یہ دلی ہے

[سگِ[2] شیرِ خدا] ہے تو حاتم [خارجی تیرے[3]] آگے [بلی[4]] ہے

کریں ہیں قمریاں تعریف سرو اور ہم ترے قد کی جو تو آوے چمن میں تو ہمارا بول بالا ہے

نظر میں اوس کی جو چڑھتا ہے سو[5] جیتا نہیں رہتا ہمارا سانورا اس شہر کے [گوروں میں] کالا ہے

طریقت میں اگر زاہد مجھے گمراہ جانے ہے مرے [دل] کی حقیقت [کو مرا] اللہ جانے ہے

اوسے جو دیکھتا ہے دنکو سو خورشید کہتا ہے [جو گھر] سے [راتکو نکلے تو عالم ماہ جانے ہے

جلتا ہے مرا زخم دل اب شمع کی مانند شائد [پر پروا] نہ پر تیر ہوا ہے

خاک کر دیوے جلا کر پہلے پھر ٹسوے بہاے شمع مجلس بھی بڑی دلسوز پر دلنے کی ہے

شیخ اوسکی چشم کے گوشے سے گوشے ہو کہیں کس طرف جاتا ہے احمق [راہ میخانے کی ہے]

جی [میں] آتا ہے کہ حاتم آج اوس کو چھیڑیئے مدتوں سے جی میں حسرت [گالیاں] کھانیکی ہے

کدھر جاتا ہے میرے ہاتھ تیری اب تو چوٹی ہے بتا تو [زلف] تیری کس نے یہ نوچی کھسوٹی ہے

ترے بخیہ و قد نے دھوم ڈالی ہے گلستاں میں [ادھر بلبل سسکتی ہے ادھر] قمری بلکتی ہے

---

[1] یہ ۱۰۱۰ [2] ۱۰۱۰ زدیوان زادہ [3] ۱۰۱۰ [4] ۱۰۱۰ ازدیوان زادہ [5] ۱۰۱۰ ہ

دل سے ہوے کباب آوے ہے　　کون مست شراب آوے ہے
[خود بخود] دل خوشی [ہے] شائد آج　　میرے خط کا جواب آوے ہے
جتنے ویراں کیا ہے [کعبۂ] دل　　[پھوہ] خانہ خراب آوے ہے

دل [میرا] لے کے پھر مکر جاؤ　　تم تو ایسے نہیں خدا نہ کرے

جھانکتے تھے ہم تمہیں تم ہمکو کس کس گھات سے　　ہاتھ سے طرفین کے صدر [خنے] دیواروں میں تھے

طالع کی گر مدد ہو تو جا اپنی بود و باش　　خوباں [کے زیر] سایۂ دیوار کیجئے

اس جھمکے سے تو آیا رات کو اے رشک ماہ　　روشنائی شمع کی [جلوے] نے تیرے مات کی
وعدہ کر ہم سے نہ آیا جھوٹے　　ایسے پیمان کے ترے صدقے
[صبح] اوس کی [جبین] کے صدقے　　شام کاکل کی چین کے صدقے
اے خردمند و [مبارک] ہو تمہیں فرزانگی　　ہم ہوں اور صحرا ہو اور حسرت ہو اور دیوانگی

کل تو اوٹھا دیا تھا جھڑک کر دل لیکن آج　　بیٹھا امیدوار ہوں دشنام کے لئے
رات میری فغان و نالے سے　　ساری بستی نہ نیند بھر سوئی
نرگس آنکھوں کو تری دیکھے [تھی] چوری چوری　　[لاے یکدست] قلم کر اوسے دستے دستے
اے مرے لعل تو کیا جانے دلوں کی قیمت　　لگ گئے ہاتھ ترے مفت میں سستے سستے
بڑا غضب ہے کہ حاتم کو تم نہ پہچانو　　وہی قد [یم] تمہارا غلام بھول گئے
ہمیں مضمون و معنی سے نہیں کچھ ربط اے حاتم　　نشے کی لہر میں جو دل میں آیا ہم بھی بک بیٹھے

[سب صیاد ہے] مجھے دولت صیاد سے آج　　بے پر و بالی و کنج قفس و تنہائی

تیرے تین کو [لازم تھا] توبہ کا سبب پوچھے　　میکشی سے اے ساقی تجھ کو میں قسم کھائی

کلیجا مو [نہہ کو] آیا اور [نفس کرنے] لگا تنگی　　ہوا کیا جان کو میری ابھی تو تھی بھلی چنگی

[تیرے کوچے میں سر شہیدوں] کے　　ہیں پڑے جیسے باٹ کے روڑے

قتل کرتا ہے تو ہے حاتم [کو]　　کون اوٹھاویگا تیرا اے نکتو [ٹیا]

ہوا ہوں اسقدر کاہیدہ تیرے عشق میں جانی　　کہ میں نے آپ [صو] رت دیکھکر اپنی نہ پہچانی

کہا حاتم نے تیرے دیکھ مونہہ پر خال ہندو کو　　چو کفر از کعبہ برخیزد [کجا] ماند مسلمانی

ہشیار کروں حاتم مستوں کو نگاہوں میں　　قطرہ مئے وحدۃ سے جو ساقی [کو ژدے]

تو جو کہتا ہے بغل میں نہاں ہے شیشہ　　محتسب یہ تو مرا دل ہے کہاں ہے شیشہ

جتنا کہتا ہوں نہیں اوتنا تو کہتا ہے کہ ہے　　لو جی کیا چوموں گے ہم پاس تو ہاں ہے شیشہ

اس جہاں کے قمار خانے میں　　جب سے ہم آکے یار بیٹھے ہیں

عمر ہفتاد و ہفت[1] سال کو مفت ہار　　کیا دم نقد ہار بیٹھے ہیں

[زندگی ہو چکی مسیاں] حاتم　　وقت کے انتظار بیٹھے ہیں

رباعی

ان سیمبروں کے ساتھ سونا معلوم　　قسمت میں لکھی ہے خاک سونا معلوم

حاتم افسوس دے امروز گذشت　　فردا کی رہی امید سونا معلوم

حالی

[تخلص میر محب علی است] وے در سلک ملازمان مرزا محمد تقی خاں کہ یکے از پسرزادہ ہائے مرشد آباد بود انسلاک داشت گویند کہ سودائے خام شاعری در دماغ خود چندان می پخت [کہ سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا [محمد ر] فیع سو [دا] او سخن سنج بے نظیر

---

[1] یہ دونوں شعر پہلے بھی آچکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۹۰ ۔ ۲ ہشت ۔ ز ۔

محمد تقی میر را موزون الطبع می گفت و شاعر نمی دانست تا به دیگران خود چه رسد ع

ہر کس بخیال خویش خبطے [دارد]

[بہر کیف مطلعے] کہ از و بدست افتادہ رقم پذیر گشت ؎

عوض [میں بوسے کے دی ہے گالی سوا] ل دیگر جواب دیگر

یہ طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

پوشیدہ نیست از قطع نظر از لغویت لفظ مین، متبادر از مصرعہ اول اعطاء [بوسہ] معشوق و یافتن عاشق عوض آں دشنام از وے است اگرچہ بدلالت [لفظ] سوال المعنی الذی فی بطن الشاعر بتکلف ظاہری شوند ولا [یخفی مافیہ] زہے شعور دشمنی کہ شاعری ایں و دعوی آں گوئیا مرزاے مرحوم در حق [او] ایں چنیں ہا قبل از وقوع واقعہ گفتہ ؎

اتنی کچھہ شاعری پہ کرتے ہیں - میخ در کونِ آسما[ن و زمین]

بگمان قاسم ہیچمدان سراپا نقصان اگر ایں چنیں میگفت بہر حال خوب می شد ؎

میں چاہوں بوسہ وہ دین ہیں گالی سوال دیگر جواب دیگر

[یہ طرز انہوں نے نئی نکالی] سوال دیگر جواب دیگر

حب

تخلص محب خفی و جلی برخوردار میر احمد علی است مدعمرہ وے نوجوانے است سعادتمند بنیاد از سادات قصبہ فرید آ[باد] کہ منصب قضاء آنجا ابا عن جد بوے تعلق دارد بحسب قضاء و قدر جد و پدرش در عرض شش ماہ و را یتیم سیزدہ سالہ گذاشتہ بجوار رحمت حق رحل اقامت افگندند راجہ نامدار کامگار فیض بخش کرم گستر راجہ بہادر سنگھ بہادر دام اقبالہ متکفل پرورش و متعہد تربیت وے گشتہ [با] نواع تفقدات پیش می آئند و حق جدش کہ نسبت تلمذ بوے دارند بواجبی [ادا] مے فرمائند مختصر کلام ایں میر احمد علی محب [بہ تحصیل علوم متداولہ] فارسی و عربی

ف بطن ۱۰ ۱۲

از برخورداری سعادت شعار میر عزت [اللہ] عشق طال عمرہ و [زادہ] قدرہ کہ [شعر خوبی] ہم از نظرش میگزراند اشتغال دارد خد [مش] بمراد دل و عمر طبعی رساند در [مقطع] غزل بیشتر تمام خود ہم بہ طریق لطیف می آرد ایں [بیست و یک بیت از گفتہا] ے او ثبت افتادہ منہ مدعمرہ ے

تو اوٹ دے جوابی رو [ے] حسیں کا پردہ [اوٹھ] گیا خلق کہے خلد بریں کا پردہ

بیٹھا رہا میں راہ میں کل منتظر پہ آہ کہتے ہیں میرے [گھر وہ] ستمگار ہوگیا

کیوں خفا ہوتے ہو اتنا [خیر] صاحب خوش رہو لو خدا حافظ [چلا یہ بندہ] درگاہ اب

ٹالے [بالے] کس لئے [کیوں] ہمکو بلاتے ہیں آپ بالے [لٹکا کان میں] بارے کدھر جاتے ہیں آپ
یا تو پڑتی ہی نہ تھی کل آپ کو میرے سوا ایک دم یاں بیٹھتے یا آج [گھبراتے ہیں آپ]

حب احمد مختار کی دے مجکو الٰہی زاہد کو مبارک ہو یہ سب کشف و کرا [ما] ت

شیشۂ دل کو اچھالو دم بدم مت ہاتھ میں کیوں پڑے ہو اسکے پیچھے یہ کہیں جاویگا ٹوٹ
رات جاگے ہو کہیں کہتی ہیں آنکھیں آپ کی کس لئے کس واسطے کیوں بولتے ہو مجسے جھوٹ

کشتۂ ناز و ادا ہم تو ہیں اک [مدت] سے ہم سے [بل] کھاتی ہے کیوں کاکل بلد ارعبث

یارو ہماری عقل بجا کچھ نہیں ہے آج ہوش اب کہیں، حواس کہیں، دل کہیں ہے آج

دیکھا ہے کون سا بت ہرجائی [ان نے آہ کہنے میں دل نہیں ہے کہیں کا کہیں ہے آج]

آنکھوں سے [اشک گرتے ہیں یاقوت وار سرخ] دیکھے ہیں جب سے میں نے لب لعل یار سرخ

اغیار سے لڑاؤ نہ بیٹھے تم آنکھ اچھا جاتا ہوں خیر دیکھوں میں یہ عذاب کیونکر
[عاشق [کی] دیکھ تربت [آک درد سے وہ] بولا [حیرت] ہے یہاں یہ مجھ بن کرتا ہے خواب کیونکر

[دل ہوا تن] سے جدا جان ہوئی دل سے [ہوا] یار جس وقت ہوئی تجھ سے جدائی مجکو
چھا گیا رات [اندھیرا سا نظر کے] آگے [یاد وہ] زلف سیہ فام جو آئی مجکو
جی تے جی یار [خدا یار ہے بیماری عشق تا] دم مرگ نہ ہوا سے رہائی مجکو
اشک گلگوں سے ہوا تختہ [دامن رنگیں یاد آئی] جو تری سرخ رزائی مجکو
اک خرابہ سا نظر آئے ہے واللہ یہاں [حب احمد] کے سوا ساری خدائی مجکو

لہو رونے لگے دل کے لگاتے ہی ابھی کیا ہے [مزہ تو] آگے آگے دیدۂ خونبار دیکھیں گے

حشر سے میں[1] کیوں ڈروں دی ہے مجھے اپنی حب احمد مختار نے حیدر کرار نے

حجام

تخلص عنائت اللہ مرحوم عرف کلو است وے حجام پسرے بود از قصبہ سہارنپور [اما درویش] نہاد صاحب شعور بیشتر اوقات مشغول بحق می ماند و مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ میخواند [و مولہ] سماع بود و وجد می فرمود بہ برکت انفاس متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ دست بیعت بدست حق پرست جناب کرامت مآب حضرت ایشاں [داده] بود خیلے باوصاف صوفیان صافی اضاف و بر سر تراشی آں سرآمد اولیاء عہد

---

[1] کیوں میں ۱۰۰

[illegible] داشت از انجا کہ بسیار [معتقد] تا منش [و] نہایت خوش گپ بود درین خدمت
آن گل گلزار توحید عندلیب آسا [غزل خواں] می شد و بحکایات شیرین دلفریب دل حقیقت
منزل آن فخر الاولیا خوش میکرد و فیضہا [می] اندوخت شعرش بسیار با کیفیت است در مقطع
ہر [غزل] پرورش تخلص می کند شاگرد رشید [سرآمد شعرائے فصاحت آباد مرزا] محمد رفیع سودا
است بنا بر آنکہ سنگ [یک] پہلو بود غیر از مرزا [را] شاعر [ے نمی] دانست تا بخوشگوے خود
چہ رسد از چندے ایں جہان را خیرباد گفتہ [خدایش] [بیامرزد] ایں سی و یک بیت از گفتہائے
آن شیریں زبان [است ؎

بوسۂ زخسار کے لیتا ہے مزے خوباں کے — بہتر اسے کوئی حجام ہنر کیا ہوگا

[قید میں اپنے] سلیماں نے کیے سب جن و دیو — ہائے واعظ کو لگا اک بھوت بڑ کارہ گیا
[اسقدر بھاگے] جو ہے حمام کے تو نام سے — کیا بلا ابتک بھی اے ظالم تو لڑکا رہ گیا

[جینا نظر] اپنا تو ستمگر [نہیں آتا] — بن وصل ترے سو یہ میسر نہیں آتا

کہتا نہ تھا میں تجھے [جسدن نقاب] اوٹھا — چہرے کی تاب تیرے کب آفتاب لایا
[حجام تیرے دل کی تو آرزو بر آئے — چہرے پہ اوس کے خالق گر خط شباب لایا]

اوسکو عالم سے ربط و پیار رہا — ایک مجھے ہی ننگ و عار رہا

بھول اوس کی گلی میں جا رہا [تھا] — کل مرنے میں میرے کیا رہا [تھا]

اب کیا ہی وہ مکان لگے ہے اوداس سا — تھی جس جگہ کبھو [ترے بیمار] کی نشست
[وہ کانمار ہو گئی حجام سارے خلق — پکڑی ہے اوتنے جب سے کہ بازار کی نشست]

شیخ کی ریش شوخ تھا حجام — کر گیا ہاتھ مار پست و بلند
بال دھونے کے مصالح کی ہو چڑیا اوسکی — یونہی حجام کہیں پونچھے مرا وہان کا غذ
یہ چرخ پڑھائے ہوئے کیا جانیے حجام — مریخ کو [کنے] دسیے [ہتیار] فلک پر

---

[1] گلزار صہبا دنمہ [2] کر گیا ا.ب. [3] ہے جو ا.ب. [4] اب ا.ب. [5] کبھو ا.ب.

قسمت کہ نہو وعدہ اغیار فراموش ملنے کا مرے ہو تجھے اقرار فراموش

آج کل کے خوبرو دیکھا تو ہیں یہ سکھ بچے ان تلک [حجام] ہی پہنچے نہ یہ حجام [تک]

دیکھ عاشق کی ترے رسوائیاں عشق کی یاروں نے قسمیں کھائیاں

[اوہم نے چھوڑا یارو] یہہ تخت دل کے ہاتوں میں بھی ہوا ہوں عاجز کم بخت دل کے [ہاتوں]

دل [پہ] ہے [نقش] اپنے اے حجام یاد کب اوس کا خط و خال نہیں

[رقیبوں پر میاں] پڑتا ہے [تب] سو سو گھڑے پانی بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو

[ہے ہم کو یہی سوچ کہ] اوس بزم میں آکر جا اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

مثال [ناقۂ لیلیٰ کے] یک دو گام غلط خدا کرے کہ ادھر کو ترا سمند کرے

[زخمہائے کشتہ] نیرنگ سے خون بھی ٹپکے ہے کتنے رنگ سے

سرمیاں حجام [بہتوں] کا پھریں تہیں مونڈتے آج اوس کوچے میں اونکی [بھی حجامت ہو] گئی

حجام ترے اس رونے سے وہ شوخ کوئی رو دیتا ہے

ہو آئینے سے بیزار [ابھی] جو اوسکی آنکھیں نم سمجھے

ہر دم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے ہم جی چکے گر ہیں یہی اطوار تمہارے

[ہے جی میں تمنا] کہ اون آنکھوں سے یہ پوچھوں بچتے نہیں کس واسطے بیمار تمہارے

اک روز [نصیبوں سے کہیں ہاں تئیں پہوں] پھر سر ہے مرا اور در و دیوار تمہارے

اوس کاوش مژگان [کا گلہ ہم سے عبث ہے] اے آنکھو! یہ بوئے ہوے ہیں خار تمہارے

اوس شوخ کے کوچے میں نہ جایا کرو حجام چھن جائینگے اکدن کہیں ہتیار تمہارے

حجام پڑا سخت چھپا ناک سے پالا [کچھ] اور تو کیا بات [جو] وہ مونہہ سے نکالے

لگ چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں تو اے دل جھنجلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور نکالے

حزین

تخلص دوکس می شناسم

اول

صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ [جہان و جہانیاں] زیبندہ تاج و تخت مرزا خجستہ بخت بہادر دام اجلالہ گویند کہ جناب ایشاں بسیار نرم [دل] و شیریں گفتار و نہائت پاکیزہ دین و ستودہ اطوار واقع شدہ [اند] گاہ گاہ میل بریختہ گوئی می فرمائند [اشعار] متفرقہ دارند ایں پنج بیت از ریختہائے طبع دربا [رجناب ایشان] است ؎

کروں کیا وصف میں اوس شعلہ رو کے قد [و قامت] کا
بھبوکا ہے دھواں ہے اور [وہ] ٹکڑا ہے قیامت کا

[چھپا] کھڑے [کو میرے شوق کی] آتش کو بھڑکایا
کروں میں کیا بیاں اوس شوخ کی اپنی شرارۃ کا

ہر اک بال [اوسکی زلفوں کا] ترا دشمن ہوا ہے اب
سزا ہے اے دل محزوں مزہ [ہے یہ محبت کا]

[کسی کی چشم کی گردش سے ہوں گردش میں ہر دم]
یہ باعث ہے سنو بادہ کشاں میری کلالت کا

[حزیں کو] فرخ [کر تو شوق سے قاتل] یہ راضی ہے
نہ لے پر اپنے مونہہ سے ہر گھڑی تو نام رخصت کا

[دوم]

میر محمد باقر [مرحوم] وے جوانے بود [از دودمان شرافت متصف بمہربانی و رافت کہ در کف [کفائت و کنف حمائت سخن سنج ہنر گستر مرزا جان جاناں مظہر علیہ الرحمۃ فرزندانہ] زندگی میکرد و شعر خود از نظر [فیض اثر آں مظہر فیوضات] الٰہی [می گزرانید صاحب دیوان [و

شیریں زبان] است در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ انار اللہ برہانہ ہمیں یک حزیں بود و بس اشعارے کہ خان رفعت نشان اعظم الدولہ محمد [میر خاں] بہادر در تذکرہ خود بنام محمد علی حزیں تخلص نوشتہ اند از آن میر باقر حزیں است ملخص کلام ایں ہست و یک بیت از آن آں سید مرحوم است ؎

اے حزیں شکر کہ ہے مصحف ارباب [جنوں] ال　　فیض ہے حضرت مظہر کے یہ دیواں میرا

اس کی جدا خبر لے، اوسکی جدا خبر لے　　یہ ایک دل دوانا کس کس کی جا خبر لے

وہ کہ ہے ملک مسلم او سے یکتائی کا　　خوب لیتا ہے مزہ عالم تنہائی کا
میں تو بندہ ہوں [تر]ے جور و جفا کا لیکن　　سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل سودائی کا
دلبروں میں سے لیا ڈھونڈھ [میا]ں تجھ سے کو　　میں دوانا ہوں ان آنکھوں کی شناسائی کا

اوس کو کچھ لذت شراب نہیں　　جس کا دل عشق سے کباب نہیں
ان بتوں کے دیکھنے کا جو کوئی مائل نہیں　　زندگانی کا اوسے [واللہ کچھ] حاصل نہیں

نہیں آتا ہے ہرگز مجھ پہ رحم اوس بے مروۃ کو　　مٹاؤں کس طرح میں ہائے اپنی دل کی حسرۃ کو
یہ کہہ کر جی دیا [فرہاد نے اپنا] کہ یا قسمت　　لکھا تھا یوں کہ شیریں سے [ملینگے ہم قیامت] کو

کریں کیونکر نہ ہم مجنوں کا ماتم　　[کہاں ملتے ہیں اپنے فن کے استاد

شیریں نے دی تھی دل میں [کچھ اک کو] لیکن کیا　　اوسنے بھی جی کو دے کے حق اوس کا ادا کیا
[نالاں نہیں ہے جو رو] جفا سے ترے حزیں　　جو تو نے اوس کے حق میں کیا سو بجا کیا

---

[1] بقیہ حال حزیں ۱۰۱

کچھ کٹی ہجر میں کچھ وصل میں گریاں گزری　　کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

وفا میری اگر جور و جفا تجھ کو سکھلاتی　　تو کیا آرام سے یہ زندگانی ہائے کٹ جاتی

اوس بیوفا کے عشق سے کچھ ہمکو جس نہیں　　پاؤں تلک بھی لوسکے ہمیں دست رس نہیں
ویراں ہوا خزاں سے چمن یاں تلک کہ ہم　　چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
اس فصل گل میں کیوں نہ گریباں کیجے چاک　　جاتی ہے یوں بہار حزیں آہ بس نہیں

رباعی

کہتی تھی چمن میں ہو کے بلبل بیتاب　　کس طرح نہ ہوتی زندگانی یہ عذاب
جیتے تھے جنہوں کو دیکھ گلشن میں ہم　　سو یو[ں] ہ[وے] خزاں سے ویران و خراب

دیگر

کن کن طرحوں سے جان ہم سے لے دل　　کرتا ہے اب اسطرح تو ہمکو بے دل
جلنے کی قدر ہمارے اس دل کی تجھے　　ظاہر جب ہو کہ تب کسو کو دے دل

[حسن]

تخلص سہ کس بن رسیدہ

اول

میر غلام حسن خلف الصدق [میر غلام حسین ضاحک الصلش] از ایران و مولدش ہندوستان جنت نشان [است در سید واڑہ] دہلی کہنہ تولدش واقع شدہ گردش دور دوار ویرا بدایہ [مشرق انداختہ] در فیض آباد ملازم سرکار سردار جنگ خلف رشید نواب [سالار جنگ]

گفتہ شاگرد رشید میر ضیاء الدین ضیاء است و از خدمت سراد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ہم استفادہ نمودہ طرز گفتارش بہ شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز مرحوم ماناست مختصر کلام شاعر فصیح زبان عذب البیان است دیوانے مماو اقسام سخن دارد مثنوی بے نظیر و بدر منیر بے نظیر گفتہ و داد سخنوری کہ مروج ایں وقت است دادہ و بیرون ازیں مثنوی د[ر] ہجو بلدۂ لکھنؤ و مدح شہر فیض بہر فیض آباد بنگلہ و سرگذشت راہ کہ ہمراہ نیر ہائے شاہ مدار قدس سرہ راہی آں دیار شدہ بسیار خوب و پاکیزہ گفتہ بالجملہ سخن سنج عالے طبع بود از چندے برحمت حق پیوستہ خداش بیامرزد ایں بیت و پنج بیت از طبع زاد ہائے آں مرحوم است ؎

کسے آرزو تھی جو اس طرح لیے ساتھ غیروں[1] کو آ گئے
بھلے جنگے دل کو جلا گئے نئے سر سے آگ لگا گئے

چھوٹا نہ وہاں تغافل اوس اپنے مہرباں کا — اور کام کر چکا ہے یہاں اضطراب جا[ں] کا

خوبی چمن میں دیکھ نسیم بہار کی — کس طرح سے [ہے آ]ئے ہوسل دلیں یار کی

کہا میں نے کہ [گھر میرا] کبھی د[و] چار دن رہیے — لگا کہنے ہے جلدی کیا ابھی دو چار دن رہیے

عشق کبتک آگ سینے میں مرے بھڑکائے گا — راکھ تو میں ہو چکا کیا خاک اب سلگا [ئیگا]

چنپا کلی کو دیکھ گئے ہاتھ پاؤں پھول — بالے کی جھونک سب مرے اوسان لے گئی

ترے بن باغ میں جسوقت غنچے گل کے کھلتے ہیں — خراش ناخن غم سے جگر [کے] زخم چھلتے ہیں
جان و دل ہیں اوداس سے میرے — اوٹھ گیا کون پاس سے میرے

---

[1] اصل نسخہ اور ۱۰۰ میں "لئے غیروں کو ساتھ آ گئے" ہے ۔ یہ بحر وزن کے خیال سے تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہے ۔

تجھ پہ [یہاں] ستم و جور و کہے نہیں — لیکن ہر ایک سے یہ ترا طور کچھ نہیں

کیا ہے اب کوئی اور کیا رو سکے — دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

شب وصل ختم ہے آج اے ہمدم کسی ڈھب سے — گریبان سحر کو ٹانک دینا دامن شب سے!

کہا میں نے بھرتا ہوں دم آپ کا — لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

ہوے ہیں عشق کے بیمار دیکھیے کیا ہو — بہت برا ہے یہ آزار دیکھیے کیا ہو

شمع ساں اپنی ہی [ہستی] سے ستم ہم نے سہے — اپنی آہوں سے جلے اپنے ہی اشکوں سے [بہے]

خوش ہے وہ مست کہ تا پوست کے اگ جھکے — آب پاشی] کے عوض مے کو چھڑکتے جاویں

[وقت] اب [وہ ہے] کہ ایک ایک حسن مجھ کو ہے بتنگ — صبر و تاب و خرد و ہوش کھسکتے جاویں

دل کو اوس شوخ کے کوچے میں دھرے آتے ہیں — سینہ خالی کیے اور اشک بھرے آتے ہیں

تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہیں — جھکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں

وصل بھی ہوگا حسن تو ٹک تو استقلال کر — حال اپنا ہم سے کہہ کہہ ہمکو مت بے حال کر

مارا جو جوش غصے میں دریاے حسن نے — جلوے نزاکتوں کے پسینے یہ آ رہے

بے چیز تو نہیں یہ [حسن] اوس گلی میں روز — جا جا کے بات کرنی ہر ایک سے پکار کر

میں حشر کو کیا روؤں کہ اوٹھ جاتے ہی تیرے — برپا ہوئی اک مجھ پہ قیامت تو یہیں اور

دامن صحرا سے اٹھنے کو حسن کا جی نہیں　　پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیاباں دیکھ کر

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی　　اجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہ ہووے

اشکوں سے نہو کیونکہ حسن راز دل افشا　　پانی کے چھڑکنے ہی سے بو ہوتی ہے خس میں

دوم

خواجہ حسن خلیفۃ الصدق خواجہ [ابر] اہیم صاحب نبیرہ حضرت خواجہ کہاری علیہ الرحمت والغفران [ایشا] ن از پیرزادہ ہائے مودودیہ و بہ حلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور فضل و کمال پیراستہ صوفی مشرب فقیر نہاد پاکیزہ مذہب خدا یاد درویش باطن توانگر ظاہر در علم موسیقی بسیار ماہر اند چندگا[ہ] است کہ از حضرت دہلی با[ر] بر بستہ تشریف شریف بہ[بلد] ۂ لکھنؤ ارزانی داشتہ رخت اقامت در انجا افگندہ وضع و شریف آں دیار را دلالت راہ خدامی کند و مردم آں نواح مقتدا و پیشوائے خود انگاشتہ سعادۃ دنیوی و اخروی پنداشتہ نذور وافیہ میرسانند از حسن خلق جناب ایشاں چہ برطرازم کہ با ایں ہمہ شکوہ و [شرو] ۃ کہ دارند نہائت متواضع و بغائت خوش اختلاط و افتادہ افتادہ اند شعر ایشاں بسیار بامزہ و پر کیفیت است منجملہ طبع زاد آں والا نژاد [یازدہ] بیت در ایں جا ثبت افتادہ منہ مدظلہ و سلمہ ربہ ؎

کب یہ کہتا ہوں کہ میری جان جانے سے رہے　　پر کچھ ایسا ہو کہ ٹک جی تلملانے سے رہے

کونسا نقصان اس میں آپ کا ہو جائے گا　　اسطرف ٹک مڑ کے دیکھو گے تو کیا ہو جائیگا

کہتے ہیں جسے ہجر کی شب سخت بلا ہے　　یارب نہ دکھانا مجھے اوس رات کی صورت

نہ روویں رات دن جوں شیشۂ مے کس طرح ساقی　　[کہ] تیرے [ہا] تھ سے ہم غمزدوں کے دل میں چھالا ہے

جھٹکے ہاتھ سے دامن خفا جو یار ہوا　　تو وہیں پیرہن صبر تار تار ہوا

تھا ارادہ وہ ایدھر دیکھیں تو ہم بھی دیکھیں　　دیکھنا بھول گئے ایسی دکھائیں آنکھیں
جان بخشی کو نہ آیا وہ دمِ نزع حسنؔ　　اوس نے اوس وقت میں بھی مجھ سے چرائیں آنکھیں

بھولے سے بھی کیا نہ کبھو یاد اونے آہ　　کیا ہم کو یاد سے ایسا بھلا دیا
محفل میں رات غیر کو احوال پر مرے　　اتنا ہنسایا تو نے کہ مجکو[ر] ولا دیا
وقت وداع یار دل بیقرار نے　　یہ آہ کی کہ عرش معلے ہلا دیا
جوں نقش پا گلی میں ہوں اب اوسکے پائمال　　میری ہوا نے خاک میں مجھ کو ملا دیا

سیوم

میرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر وے جوانے است حسن الخلق خوش قماش زیبا منظر یار باش گاہ گاہ از طبعش شعر یختہ می تراود دو بیت ازاں ایں ہیچمداں در ایں جا [می نگارد] ؎

ہے بھبو کا یاد ہوا یا ہے وہ آفت کیا کہوں　　شعلہ رو کش گرمیاں شوخی شرارت کیا کہوں
دل کو دے اوس زلف کے پھندے میں ہنسنے اے حسنؔ　　جسقدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہوں

حسینی

تخلص حکیم میر حسین مرحوم است وے در عالم جوانی بہ ترفہ تام بکام دل ایام زندگانی بسر می برد مقاصہ زنے خوش اندام بہجو نام کہ دراں اوان در ہم پیشگان خود بسیار ممتاز و بس سرفراز بود بمیر موسوم سرخوش داشت بسے زیاد از مایحتاج او بہزاراں ہزار منت وسماجت بوے میرسانید و باز جفائے معشوقانہ اش از ہرچہ تمامتر بر سر خود می کشید ازاں جاکہ بہ جناب

کرامت انتساب زبدۃ السالکین مولانا محمد فخرالدین قدس سرہ ارشاد[1] درست داشت حضرت ایشاں عنایت بے غایت در حقش مبذول میداشتند باوجود اطباء جلیل القدر اصلا دوائے تجویز کسے میل نمی فرمودند و یاراں را نیز دلالت بر استعلاج از دے می فرمودند ملخص کلام میر حسین مغفور خیلے خلیق و یار باش بود و خط نسق و نستعلیق و شفیعائی و شکستہ بسیار درست و شیریں می نوشت در موسیقی ہم بہ تلمذ میاں نور رنگ کلاوۃ [مہارتے] داشت و گونہ از علوم عربیہ ہم بہرہ اندوز بود در آخر ہائے عمر بسیار مشغول بحق گشتہ و از دیں پروری و استغنائے وے چہ بر طرازم کہ باوصف احتیاج بلیغ کہ در ایام پیری بوے رو دادہ بود رفاقت پہیلر فرنگی کہ صد روپیہ در ماہہ بیروں از سواری و خوراک میکرد بپاس آبروے سیادۃ و اسلام قبول نہ کرد و عسرۃ کشاں از فانی جہان بجوار رحمان در پیوست عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین شعر فارسی خوب میگفت گاہ گاہ ریختہ ہم از طبع نفیش ریختہ ایں چار مصرعہ رباعی ازاں مرحوم است ؎

بدنامی عشق جان تلک پھچ گئی	چوں کار دگر استخواں تلک پھچ گئی
یہ بات تو کچھ بات نہیں ہے ایسی	پر کہیئے کیا کہاں تلک پھچ گئی

حسرۃ

تخلص دو کس میدانم

اول

میاں جعفر علی نیاکانش بحضرت دہلی بعطاری اوقات بسر می کردند وے در ممالک شرقیہ علم استادی دریں فن بر افراشتہ[2] تلامذۂ بسیار بہم رسانیدہ بود قلندر بخش جرأت رشید ترین شاگردان وے است نسبت تلمذ بہ سرپ سنگھ دیوانہ دارد[3] دیوانے مروف ازو

---

[1] ارادہ داشت ۱۰۔۱۔ [2] می افراشت ۱۰۔۱۔ [3] داشت ۱۰۔۱۔

[illegible] دولت مدار شاہزادہ نامدار کامگار جہاندار شاہ اختار اللہ برہانہ در سلک ملازمان خاص بر اختصاص داشت در آخر ہا بہدائت سعادۃ ازل و رہ نمونی فیض لم یزل از تعلقات دنیوی وارستہ سالک مسالک خدا جوئی گشت اللہم ارزقنا ایضاً بہرکیف ایں [سی و سہ] بیت[1] از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا تجھے کٹھرا ترا کیا ماہ تاباں سا　　جو تو آئینہ رکھ زانو پہ یوں بیٹھا ہے حیراں سا

بیاں کیا کیجے اس سرو رواں کے قد قامت کا　　بلا ہے آفت جاں ہے نمونہ ہے قیامت کا

کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا　　تڑپھے ہے دل مرا اسے اللہ کیا ہوا

نبض نہ دیکھ اے طبیب، ہاتھ لگا [اور] موا　　میری تو یہ شکل ہے آہ چھوا اور موا

زخم تیر نگہ و خنجر مژگان اوٹھا　　پر دل زار تو مرہم کا نہ احسان اوٹھا
آشیاں چھوڑ چلے اے چمن آرا ہم تو　　تو ہی لیجائیو سر پر یہ گلستان اوٹھا

جگر کر چاک قاتل دیکھتا تھا　　جو میں پوچھا کہا دل دیکھتا تھا

بلا سے گر وہ ہرجائی بت قاتل نہیں ملتا　　کہ جو اس وضع کا ہو اوسے اپنا دل نہیں ملتا

رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا　　عزیزو کیا کہوں قاصد تو میرا کام کھو آیا

آئینہ دیکھ اوس کو مانند اشک شبنم　　حیرت سے ہو گیا ہے یک چشم نم سراپا

---

[1] شعر ۱۰۰.

کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو　　جیسی تجھ بن کٹے ہماری رات

کل جو پہنچی تری آواز مرے کان کے بیچ　　آگئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

ماہ کرے جو لاف حسن چہرہ دکھا کہ اس طرح　　مہر کرے اگر طلوع بام پر آکہ اس طرح
سرو کرے جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا　　گل جو دکھائے پیرہن کھول قبا کہ اس طرح

اس دل کو نہ ہرگز تری بیداد سے لگے تلخ　　اور اوسکی میاں تجکو یہ فریاد لگے تلخ

کل کب تھے ہم سے خوش کہ نہیں ہو تم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

تری فرقت میں ہے شام و سحر مجکو عجب مشکل
[جو شب] کاٹی تو دن مشکل جو دن کاٹا تو شب مشکل

زار و حسرۃ کش و دلریش ستم یعنی ہم　　بیوفا سنگدل و سخت زباں یعنی تم

دوستوں کا دیکھنا اس دور میں ہر دم کہاں　　دم غنیمت ہے عزیزو تم کہاں اور ہم کہاں

ہوا سے بال اون زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں
دل بیمار تک اوٹھ بیٹھ دونو [وقت] ملتے ہیں

کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو　　ولے کیا کیجئے حسرۃ بلاء ناگہانی کو

جگر سوزاں ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے　　الٰہی دن ہے میری موت کا یا شام ہجراں ہے

برنگ آبلے والے یہ کیا زندگانی ہے　　کہ جسکے پاؤں پڑتا ہوں اوسی کو سرگرانی ہے

چھنے تیرنگہ سے دل اگر یوں ہو تو بہتر ہے　　بنے غربال کی صورت جگر یوں ہو تو بہتر ہے

کس کا [ہے وہ] جی جس پہ یہ بیداد کروگے　　لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے
بیتابی[1] و حیرانی و طغیانی گریہ　　سب آنکھوں پہ ہم لیں گے ولیکن جو امداد کروگے
تاراج[2] کیا جان و دل و صبر پہر آگے　　کیا خاک ہے مجھ میں جسے برباد کروگے

ترے سامنے ہو [یہ] دل جان کیا ہے　　غضب ہے بلا ہے تری آن کیا ہے
کہا کرتے ہیں پھر نہ ملنے کا اوسے　　پر اوسے نہ ملنے کا امکان کیا ہے

ق

کل روتے ہوئے جو اتفاقاً　　حسرت کے مزار پر گئے ہم
پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک　　بس سنتے ہی جسکے مر گئے ہم
واماندوں پہ دیکھئے کہ کیا ہو　　اپنا تو نباہ کر گئے ہم

دیگر

تم جو کہتے تھے کہ دو حسرت کو　　آہ و فریاد یہاں کیا نہ کرے
[آپ] کا اس میں کیا بگڑتا ہے　　درد دل کی کوئی دوا نہ کرے

دوم

از ذوقی رام وے [از] مہاجنان شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود شعر فارسی بسیار

---

[1] بیتابی ۱۰۰۰ [2] تاراج کیا صبر و دل و جان پہر اب آگے (خمخانۂ جاوید جلد دوم صفحہ ۲۱۴)

بتانت میگفت دیوانے مملو ازبخار سخن دارد ازان جا کہ فیض الٰہی نامتناہی است بنابر استعداد جبلی و مناسبت طبعی در محاورہ[1] ایرانیاں بسیار کم غلط می کرد و بمکنت تام و غربت تمام ایام بسر می برد خیلے خلیق و متواضع بود از چندے آنجہانی شدہ گاہ گاہ بنابر تفنن طبع ریختہ[2] ہم موزوں می کرد ایں نہ شعر من جملہ انہاست ؎

غرق ہوتی نظر آتی ہے مجھے کشتی نوح ۔ چشم گریاں نے مری گریہ[3] طوفان کیا

ہوشیاری میں جو آرام نہ پایا ہم نے ۔ جان بوجھ آپ کو دیوانہ بنایا ہم نے
کھال کھچے کوئی یا دیوے چڑھا سولی پر ۔ جیتے جی عشق سے کب ہاتھ اٹھایا ہم نے
دیکھ تلوار کھچی ہاتھ میں اوس کے حسرت ۔ ہو کے راضی برضا سر کو جھکایا ہم نے

آنکھ تو رو کے چھوٹ جاتی ہے ۔ دل بچارے پہ آفت آتی ہے
شمع کے طور آتش الفت ۔ سر سے لے پاؤں تک جلاتی ہے
درد دل کسے میں کروں اظہار ۔ سن سکے کون کسکی چھاتی ہے
دن تو گزرا پہاڑ ساجوں توں ۔ دیکھئے رات کیسی آتی ہے
غیر کے پاس روز جاتے ہو ۔ اپنے حسرت سے عار آتی ہے

حشمت

تخلص دو ریختہ گو بمن رسیدہ

اول

محمد علیخاں مرحوم وے از دیرینہ مشتاقان[4] دیرین زمان و استاد عبدالحی تابان است

---

[1] محاورہ در ہر دو نسخہ ۔ [2] شعر ریختہ ۔ [3] گریہ ۱۰۰ ۔ [4] مشاق ۱۰۰ ۔

سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق گزرانیدہ وگاہے بہ سمع قاسم ہیمپدای سراپا نقصان رسانیدہ وور ایں ایام ہمیشہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق استشارہ می نماید و پیروں از ہمہ بنا بر ضربے از استیلاے غلط اسود بر کاخ دماغ آنچہ در خاطرش قرار گیرد اگرچہ یکسر غار بود گل پندارد و آنچہ طبعش بوے اقبال نکند بوکہ ہمہ گل بود خار انگارد ازیں جا است کہ در بعضے اشعا [رش] چیزے ہست بہر کیف ایں سی و یک بیت از شیریں گفتار یہاے وے است منہ سلمہ ربہ ؎

جو ہیں آیا مجھپہ وہ خنجر دو دھارا کھینچ کر
آہ کا نیزہ اُسے میں نے بھی مارا کھینچ کر

پاس میرے جنس دل وہ مفت برقیمت کہاں
پھر نہ آتا کیونکہ میں یار و خسارا کھینچ کر

صورت اوس کی دیکھ حیرت سے یہ مانی نے کہا
اوس کے صدقے جسنے یہ نقشا اتارا کھینچ کر

آ [فرا] یں تجھ کو دلا اے مرحبا صد مرحبا
کس پری کو تو نے شیشے میں اتارا کھینچ کر

خاک اوڑاتے رہت پھر و بس آؤ جانے دو حفیظ
کوچہ دنیا سے بیٹھو اب کنارہ کھینچ کر

روز و شب رہتی ہے ہم کو یادگاری آپ کی
آپ کو پروا نہیں یہ ہمنے خواری آپ کی

تاڑیاں باتیں تمہاری کیا ارادہ ہے کہو
آج تو نکلی ہی پڑتی ہے کٹاری آپ کی

روبرو غیروں کے شکوہ کیا کریں ہم آپ کا
ہو رہیں گی پھر کبھو باتیں ہماری آپ کی

حضرت دل میرے حق میں دیکھیے کرتی ہے کیا
بیقراری آپ کی بے اختیاری آپ کی

سینۂ صد چاک میں سوراخ ہوتے ہی [گنے]
اپنے ہاتھوں ہمنے جوں بخیہ کاری آپ کی

ہمکو جتنا چاہنا تھا چاہ سے چاہا تمہیں
ہو چکی باری ہماری اب ہے باری آپ کی]

دفعتاً اُس بت کافر کو دلا رام کیا
بس غضب تو نے کیا سحر کیا کام کیا

میں تو بدنام ہوا عشق میں اللہ کرے
وہ بھی بدنام ہو جن[1] نے مجھے بدنام کیا

دفن کے روز مرے یوسف ثانی نے آ
نام پر پہلے مرے ختم الف لام کیا

---

[1] جس نے ۹۰۹۰

پھر لگا قبر مری چھاتی سے رو رو یہ کہا — کہ اے مرے عاشق غمخوار یہ کیا کام کیا
مجھہ سوا یا تو تجھے کل ہی نہ تھی [یا] تنہا — آج یوں زیر زمیں آن کر آرام کیا

کیا ہوا تمہیں آنکھو کیوں نہیں پلک لگتی — کس کی راہ تکتی ہو کس کی انتظاری ہے

حفیظ ایسے گلرو کا پیچھا کرے گا — تو آگے سے کچھہ زیادہ بدنام ہوگا

دھیان میں کسکے یہاں بیٹھے ہو ناچار ہوے — کیا مری جان کہیں تم بھی گرفتار ہوے

خاکپا ہوں بندہ ہوں عاشق ہوں یا میں یار ہوں — کچھہ تو آخر میں بھی تیرا اے مرے دلدار ہوں
تجھسے ہو تو کر علاج اب اے طبیب دردمند — ناتواں ہوں خستہ جاں ہوں عشق کا بیمار ہوں
دیکھہ[۵] ہنستا ہے مرا منہہ گاہ رو دیتا ہے وہ — بس گھڑی میں اپنے غم کا کھولتا طومار ہوں
وہ نہ آسکتا ہے یاں اور میں نہ جاسکتا ہوں واں — وہ ادھر ناچار ہے اور میں ادھر ناچار ہوں

ایک ہمدرد نہیں ایک بھی غمخوار نہیں — در و میں کیا کوئی کم بخت گرفتار نہیں

محبت آہ کیا کیا ایک عاشق کو دکھاتی ہے — اگر اک دم ہساتی ہے تو پھر پہروں رولاتی ہے

کیا ہوا میں نے ہسی کی مجھہ میں اوس میں چھوٹ ہے — وہ خفا مجھسے نہوگا جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے
میں نہ [دوں دل] اور وہ لیجاے آپہی آپ کیوں — شہر نا پرساں ہے ایسا کیا کچھہ ایسی لوٹ ہے

آنکھوں میں دم ہے جسم سراپا یہ قاق ہے — پر دیکھنے کا تیرے مجھے اشتیاق ہے

---

[۵] دیکھہ رہتا ہے ۱۰۱۰

پیغام وصل یار ہمیں بار بار ہے　　لو میاں حفیظ چلتے ہیں اللہ یار ہے

جو بیوفا ہیں اُن سے وفا ڈھونڈھتا ہے تو　　حیراں ہوں میں حفیظ تری عقل کیا ہوئی

نہ کیوں روشن ہو مہر و خانۂ دل　　کہ دل میں داغ یہ تیرا دیا ہے

حقیر

تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان است وے سید زادہ نیکو خصا[ئل] پاکیزہ شمائل نہایت خلیق و بغایت شفیق بسیار بغربت و مسکنت محلی و مذہب است بعلمی ایام بسری برد رباعیات فارسی بسیار در مناقب اہلبیت طہارۃ گفتہ فکر ریختہ ہم میکند ایں چہل و نہ[1] بیت از زادہ ہائے طبع اوست منہ سلمہ ربہ ؎

گویا قندیل میں اک شمع ہے خاموش کھڑی　　شیخ مندیل میں یوں رکھے ہیں مسواک چڑھا

حقیر افتادہ تنکا سا رہا میں دشتِ دنیا میں　　گیا ملک عدم کو آہ سارا کارواں اپنا

ہوں ہست و نیست عالم تصویر کی طرح　　گویا ہوں اور خموش ہوں زنجیر کی طرح

دیکھتے [ہیں] خار اون کی آہ قبروں پر حقیر　　سیج پر جن گلرخوں کے دیکھتے ہر آن پھول

حقیر بے نوا گی گور پر گلرو تو کب رو دیں　　ترا ہم چشم تھا تو ہی ٹک اسپر گریہ کر شبنم

---

[1] جاتے ز۔ا۔ب　　[2] چہل و نہ ا۔ب

آہ جوں نقش قدم ٹھوکریں ہیں خلق کی اب ہو جدا یار کے پاؤں سے ملے خاک میں ہم

کیا کام تھا کسی سے سب نیک و بد کی باتیں اے یار تیرے مونہہ نے ہمکو سنائیاں ہیں

اس زلف عنبریں کی ہم تک تو بو نہ لائی مرجائینگے اسی کی ہم اے ہوا ہوس میں

ہو موم دل جو آ[1] کے مرا گل ملے حقیر شمعیں چڑھاؤں روضۂ روشن چراغ میں

شب بھیو کے کو مرے [رخنہ] فانوس سے جھانک سر کو دھنتی ہے کھڑی شمع کی لو پردے میں

مردم [اوس یار کے کھڑے پہ جو کھولو آنکھیں] اول آلایش کونین سے دھو لو آنکھیں
یار کے کوچے میں تو جاؤں گا تم غصے سے مجھ کو دکھلاؤ نہ پانوں کے پھپھولو آنکھیں
اس سراسے گئے ساتھی جو تمہیں چھوڑ حقیر تم بھی کچھ فکر کرو کوچ کا کھولو آنکھیں

ہو باغ میں چراغاں گل کا ہزار روشن آنکھوں میں اپنی گل ہے تجھ بن بہار روشن

سحر گلشن میں میرا سرو قد وہ اس روش آیا بلائیں پیار سے [لینے] کو شاخیں ہر طرف بلیاں
چرا دل پنجۂ مژگاں دکھاتی ہے مجھے خالی دکھاؤں مردمانِ شوخ کی میں کسکو چھلبلیاں
توقع ہے کہ تیغ یار پھل دے مقصد جاں کا شجر میں تن کے پیکاں صنم سے لگ چکیں کلیاں
حقیر از بسکہ دشت خار میں میں خوار پھرتا ہوں یہ چھاتی دیکھ آنکھیں قیس کی پاؤں مرے پڑیاں

خاک رہ دلبر جو ترے پاس صبا ہو آنکھوں میں مری آنہیں چل دور ہوا ہو

---

[1] ہو کے ؛ اس نسخہ

بعد مدت کے میں سودا ہوں ابھی راحت جان — پاؤں اپنے کام مرے سر سے نہ سرکا لگیے

پہنچا نہ کوئی منزل مقصود کو عاشق — ہیہات [یوہیں] مر گئے سب آنکھ[1] رگڑ رگڑ کے
عشاق کی ذلت ہی میں عزت ہے سراسر — دانا نہو سرسبز مگر خاک میں گڑ کے
پامال [ہوئے ہم تو حقیر] آہ جہاں میں — جوں نقش قدم یار کے پاؤں سے بچھڑ کے

سب سے گلے لگی تری شمشیر کس لئے — پر ہم سے وہ کھچی رہی بے پیر کس لئے
یہ استخواں ہے چشم سفید انتظار سے — آتا نہیں ہے جان ترا تیر کس لئے

حقیر شوخ سے کس رنگ [آہ] ملنا ہو — کہ اوس کے [مہندی] لگی اپنے آبلے نکلے

اوس زلف و رخ کی یاد میں سب کام سے گئے — باللہ کفر سے گئے اسلام سے گئے

لگے ہے دوڑ چھاتی سے مجھے وہ نیسے [کیھے] — محبت سے نہیں پیارے ترا سنگ ستم خالی

نہ تنہا جان [تیری چاہ میں ہم دل ڈبو بیٹھے] — رولایا تو نے یوں بے دید جو آنکھوں کو رو بیٹھے
گیا گلہ وہی ہے شمع اب سوز تیری دل — تمہیں آپس میں مل باتیں کرو اے دل جلو بیٹھے

دوری نے بخلوں کے مجھے یوں کیا حقیر — جو بوجھ رونگٹے کا بھی تن پر وبال ہے

دل کو لپٹ کے گیسوے دلدار لے چلے — [قرآن چھین کر دیو سیہ کار لے چلے]
پاؤں پڑوں صبا جو تو چشم[2] حقیر کو — [جوں خس اوڑا] انکے تا قدم یار لے چلے

---

[1] پاؤں ۱۰ ۱۰ [2] جسم ۱۰ ۱۰ غلہ کا (حاشیہ)

آہ کے مصرعے کے میرے گر معانی دیکھیے [پھر] کبھی پیارے نہ دیوان فغانی دیکھیے

بہ تنگ نقش قدم تم ہمیں جو چھوڑ گئے کسی نے لی نہ خبر بیکسی ہماری کی

نہ دل پھر پھر کے اپنے در پے ایذا دہ خواری ہو نخ میں یار کی جا بیٹھ رہ سلطان غاری ہو

بے ادب جاوں گل رعنا کے آگے آئے سرو سر پہ اپنے قمریوں سے کیوں نہ دھولیں کھائے سرو
تری یوں قرباں ہوا وہ ناز سے بولے نہ آہ بر نہ لاوے مقصد عاشق تو کیا پھل پائے سرو

مرا لخت جگر گھر سے نکل ٹھہرا ہے مژگاں میں مسافر ناز پرور ہے نہ کیوں سایہ میں تھک بیٹھے
حقیر ایسا ہے دل خوش جا کے اوس چشم خماری میں کہ میخانے میں گویا حضرت شاہ کرک بیٹھے

آنکھوں سے کوے یار میں جاتا ہوں میں حقیر چھالے نہ آہ پاؤں میں دیکھو پڑے ہوے

میں وہ حقیر ہوں آیا خیال خواب میں گر کہ ہاتھ میں میرے دامان دلربا پہچا
جھٹک کے مجھے چھڑایا جو ناز سے اونے کھلی جو آنکھ تو دیکھا اوکھڑ گیا پہچا

دیگر

یہ چومیں پاؤں ہم ہیہات دیکھیں ستم اس کفش کے ہاتھوں عیاں ہے
ابھی کلے تو اسکے چیر ڈالیں میاں پر پاؤں تیرا ور میاں ہے

حقیقت

تخلص میر شاہ حسین نامی سید زادہ بلخی الاصل بریلی المولد است وے در بلدۂ لکھنؤ بعلمی

لہ ص ۱۰۱۔

ایام بسری آرد نسبت تلمذ [به] قلندر بخش جرأۃ دارد خوش فکر معلوم می شود ایں نسبت از گفتہ اوست ؎

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوس کی — کہ بہلتا ہے خدا وصل کی تقریر سے دل

نہ خفا ہو جو تک رہوں پیارے — کہ نہیں اختیا[ر] میں آنکھیں

دلا اب دو تو مل کاٹیں گے اوقات آہ و زاری میں — ہوئے بیمار لے ہم بھی تری تیمارداری میں
دوبارہ گر یہ ہو تو قطع کیجو ہاتھ اب بخشو — بلائیں میں نے لیں ہیں آپکی بے اختیاری میں
بزنگ موج دریا اضطراب دل کے مارے اب — چلے جاتے ہیں کیا جانے کدھر ہم بیقراری میں

قطعہ

خدا شاہد ہے دل میں اور کچھ حسرت ہو گر میرے — مگر ارمان ہے تو بس یہی ہے دم شماری میں
کہ اسدم آئے وہ اور دے زباں یاری تو یوں کہیئے — کہ لو دیکھو نتیجہ یہ ملا صاحب کی یاری میں

رباعی

ایک طور پر اپنے یہ زمانا نہ رہا — آنا اوس کا ہمارا جانا نہ رہا
جا بیٹھتے تھے جہاں ہم اور وہ کوئی دم — [افسوس] کہ اب وہ بھی ٹھکانا نہ رہا

حکیم

تخلص دو کس می شناسم

اول

مسیح الزمان حکیم محمد اشرف خان سلمہ الرحمن وے مہین پور سرمہرور حضرت استاد والا نژاد

لہ بر د ۱۰۱۰ — لہ بیمار ۱۰۱۰

رئیس الحکما شریف الاطبا قدوہ متفلسفین پیشوائے متطببین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت محقق تدقیق نشان مدقق تحقیق توامان سرکردۂ فضلائے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہ العالی است از علوم متعارفہ حصے بہرہ ور و از غوامض فنون شریفہ بسیار باخبر در تشخیص امراض و تعیین اعراض ید طولیٰ دارد و بر تجویز دوا و تنفیذ مداوا دسترس علیا از انجا کہ در تدبیر مرضیٰ مشرف الہلاکت کہ ورثہ شان در صدد سرانجام جہاز و تقسیم میراث باشند مسیحائیہا بکار می [برد] از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب مسیح الزمانی عز امتیاز یافتہ از خلق و خلقش چہ برطازم کہ بوے حسن خلق و خُلق یوسف علی نبینا و علیہ السلام می دہد ؎

مسیح خلق تراور زمانِ ماضی بود ۔۔۔ بجیب و لبر کنعاں دکان عطاری

بالجملہ نہایت خوش طبیعت و یارباش ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیریں زبان عذب البیان کشادہ پیشانی نیک زندگانی واقع شدہ اشفاقے کہ در بارہ قاسم ہیچدان سراپا نقصان مبذول می دارد اگر بحور سبعہ مداد گردند و اشجار عالم قلم از تحریر عشر عشیرش سر برنہ آنند تا باستیعاب خود چہ رسد لہذا ازاں وادی عنان سمند خامہ اخلاص شمامہ را منعطف ساختہ [بہ] تسطیر [ہفتدہ] بیت از اشعار آبدار کہ از طبع دربارش سرزدہ جولان میدہم منہ سلمہ ربہ ؎

مسی کی واہ واہ کہوں یا پان کی لالی ۔۔۔ اوس شوخ کی میرے ہے ہر ایک بات نرالی
یہ سینۂ عشاق ہے ناوک سے مشبک ۔۔۔ یا مشہد دل کی یہ مجر کی ہے جالی

کہے ہے لخت لخت جگر اشک سے کہ اے ہمدم ۔۔۔ [ذرا ٹھہر تو کہیں لیوں بیٹھ کر ہم دم
دروغ [و] عدہ فر [وکب] کرے ہے آتش عشق ۔۔۔ کہ اوسوں پیاس پیارے کہیں ہوئی ہے کم

ہر طرف ڈھلتا پھرے ہے یہ جو بہر دوستی ۔۔۔ دل ہے پہلو میں مرے یا ہے کھلونا [پوستی]

وہی تو ہے وہی میں ہوں وہی دن اور رات ہے ۔۔۔ کیوں خفا ہے کیا سبب کس واسطے کیا بات ہے
نبض پر رکھ ہاتھ میری اس طرح بولا حکیم ۔۔۔ کام آخر اس جواں کا ہو چکا ہیہات ہے

ٹانکے سے سیا جائے نہ ریشم کا لگے ٹانکا　　کہاں سے لائیں سینے کو دل صد چاک کے ٹوٹے

دیکھ لے دیکھ لے اے چشم ذرا سوئے حباب　　بحر دنیا میں جو آتا ہے سو [مٹ جانے کو]
خندۂ باغ جہاں دائمی ہے افسردہ دل [ی]　　پھول جو کھلتے ہیں گلشن میں سو مرجھانے کو

ایک دن رونا ہو گر تو روئیے　　اس ازل کے غم کو کیوں کر کھوئیے
ہائے تیری [یہ جوا] نی اے حکیم　　داغ [دل] کو تیرے کیونکر دھوئیے

مرے [رونے نے اوسکو] مجھے کھویا　　مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

قطعہ

سنکے گھڑیال کو نالاں یہ کیا اوس سے سوال　　سینہ کوباں ہے تو کیوں کس لئے ہے شور انگیز
چشم پر آب ہو بولی کہوں کیا خاک حکیم　　کاسۂ عمر ہوا جائے ہے میرا لبریز

دیگر

حکیم یک بیک آیا جو زندگی کا خیال　　تو اپنی نظروں میں سارا جہاں ہوا تاریک
کہ مثل شیشۂ ساعت گھٹے ہے ہر دم عمر　　ہر اک نفس نفسِ واپسیں سے ہے نزدیک

دوم

محمد پناہ خان وے جولنے است خوش اختلاط گرم ارتباط بر کتب سیر فارسی نظرے دارد و از علم موسیقی خبرے شعر خود از نظر فیض اثر معرکہ سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید در اوائل نثار تخلص می نمود در آخر ہا کہ کسب طبابت اختیار کرد حکیم تخلص فرمود بہر کیف این ہشت بیت از طبع زاد اوست ؎

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر　　ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس

حکیم اوسکے کوچے میں پوشیدہ جانا　　مبادا کوئی تجکو پہچان جاوے

واشد سے جو گویائی پہ وہ غنچہ دہن تھا　　گل جھڑتے تھے ہر بات میں یہ لطف سخن تھا

تیرے لئے خلق در بدر [ہے]　　اے خانہ خراب تو کدھر ہے

کہتے ہیں حکیم آیا میخانے سے مسجد میں　　[ہم کو] تو تعجب ہے وہ گبر مسلماں ہو
جمعیت عالم ہے رہنے میں [گندھا ہو سکے]　　آفت ہے اگر یار و وہ زلف پریشاں ہو

جی ہی جانے کی یہ علامت ہے　　دل کا لگنا نہیں قیامت ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو　　گر عنایت کرو کرامت ہے

حمزہ

تخلص شیخ حمزہ علی است وے شخصے [ست] از قصبہ اٹاوہ کہ بمعلمی [ایا] م بسر میکند و خوش خلق و یار باش شنیدہ می شود ایں چار شعر از وے است ؎

نہوتا میں کبھو پابند تیرے کاکل کا　　جو جانتا کہ تو گل ہے ہزار بلبل کا
ہے نہ نرگس [ہی] ترے عشق میں قان کے بیچ　　گل بھی دیکھا تو وہ ہے چاک گریبان کے بیچ

سو طپنچوں کی کڑی جھکتی [ہے] دل پر جو وقت　　چشم کی پیالی میں سبزی سے پلا دے رنجک
پان کھاوے ہے تو جھلکے ہے گلے سے یوں رنگ　　مے سے جوں سرخی کی شیشے میں نمایاں ہو جھلک

حیران

تخلص دور یختہ گو می شناسم

اول

میر حیدر علی شاہ جہاں آبادی کہ عمرے بمالک شر [قیہ] بسر فرمودہ و در رسالہ راجہ

تکمیت نام بلدہ لکھنو در جرگہ سپاہیان نوکر بود شاگرد ضرب سنگ دیوان است [محسن] سیگوئد اما دعوی شاعری خیلے در دماغش جاگیر [گرد] یدہ این ہشت بیت از ریختہاے طبع او بر ما رسیدہ ؎

اپنے جانے کا وہاں وہ [ان] کو ہے نے رائکو ڈھب　　دیکھئے کیسے بنے آن پڑی بات کو ڈھب

دل ستم زدہ کا آج پوچھے ہے احوال　　غم فراق سے [کب کا] ہوا بہشت نصیب

تجھہ بن اب تو غم سے فرصت ایک دم نہیں　　دامن سے [مونہہ] ڈ[ہا]پے ہے نا فا [پھر] اں بات نہیں

کیا اک خلق کو اُن ابرو [وں نے قتل اے حیراں　　کہاں [جا] تا ہے واں تلوار پر تلوار پڑتی ہے

دیکھ [زخمی مجھے اوس] کوچۂ قاتل والے　　ہنس کے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوا لے

قطعہ

میں نے حیراں کو جو دیکھا روتے　　بن کئے دو کہہ (کذا) نے کی بات میری[1]
اُن کی خدمت میں ادب سے ہیں نے　　عرض کی دیکھی کرامات مری
میں نہ کہتا تھا کہ دل آپ نہ دیں　　بندگی قبلۂ حاجات مری

دوم

حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم ایں ہر دو پدر و پسر خط نسخ[2] و نستعلیق خوب می نویسند و بسیار اہل و نیک ذات اند و در سلک اساتذہ مرشد زادہاے آفاق انسلاک و انتظام دارند ایں ہفت بیت از گفتہاے حافظ بقاء اللہ حیران ابقاہ اللہ المنان است ؎

ہوں دوانا میں اثر کے نالۂ شبگیر کا　　پھر کیا قیدی مجھے اوس زلف کی زنجیر کا
جاں بلب ہیں جی چلا جاتا ہے غش طاری ہے آہ　　جلد آ ظالم نہیں ہے وقت یہ تاخیر کا

---

[1] دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ۔　[2] کذا در ہر دو نسخہ

تا فلک پہنچی ولے کچھ دل میں اوس کے جا نکی　　آہ یہ دیکھا اثر اس آہ بے تاثیر کا

ق

بعد مرنیکے یہ خواہش ہے مری اے دوستو　　کچھ نہ خواہشمند ہوں عزت کا نے [تو] قیر کا
گرد تربت کے ہو آئینہ اور [اک طوطی ہو آ] ہ　　تاکہ جانے ڈھیر ہے حیراں خوش تقریر کا

کہدو مرے مزار پہ کوئی نہ [لاے] گل　　چھاتی پہ میری داغ [ہیں] کا [فی] بجاے گل
حیراں کو بعد مرگ تکلف [نہیں] ضرور　　اک مشت استخواں ہیں کہیں لیکے داب دو

حیدر

تخلص [سہ کس] ایں کس میداند نوشتن یکے ازاں ہر سہ [بہ] تکمد مناسب می پندارد وآں دو دیگر را درایں جا می نگارد

اول

آں ہر دو عزیزے است ازدودمان حرّی الاحترام میر [حیدر] علی نام کہ [مسقط الراس] خاک پاک شاہجہاں [آباد] است صانہا اللہ عن الشر والفساد بود و [باش وے بالفعل] بہ فرخ آباد اتفاق افتادہ مردے سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات واقع شدہ اشعار متفرقہ دارد دو شعر ازاں کہ بایں بے بضاعت رسیدہ درایں جا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا　　کیا طوق [محبت] ہے ترے کان کا بالا
ستمگر کی جفا سے دل مرا جاتا ہے اب دہلا　　الٰہی شرم تو رکھیو کہ میرا عشق ہے پہلا

دوم

میر حیدر علی خان وے از اولاد امجاد حضرت دو زبان پیشوائے انس وجان محبوب سبحانی غوث صمدانی است قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کہ بتردّد و توسّع ایام بکام دل بسر می برد مولدش دار السلطنت لاہور واکثر اوقات فرخندہ تواماں زندگانیش بنواح حضرت دہلی و دیار شرقیہ بانجام رسیدہ

وگرم و سرد زمانہ بسیار دیدہ مدتے بہ بلدۂ محمد آباد بنارس بمصاحبت شاہزادہ نامدار کامگار مرزا شگفتہ بخت بہادر دام اجلالہ مختار [و] سرفراز بود از چندے حرکت دور دوار ویرا با اہل و عیال بہ پیشاور کہ مردماں آنجا بیشتر عقیدہ و [ارادت دار] ند افگندہ شعرش مربوط و [ریختہ] است ایں شعر از زادہاے طبع آں صاحب یقین پاکیزہ دین است منہ سلمہ ربہ ؎

بیوجہ نہیں حسن [دل] افر [و] ز بتاں کا　　دیکھا تو یہ مظہر ہے خداوند جہاں کا

یہ رتبہ رفتہ رفتہ عشق نے پہچا دیا اپنا　　کہ رو [نے پر مرے] اب چاک ہستا ہے گریباں کا

ارادہ ہے بے ڈھب کچھہ اس چشم تر کا　　خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

کس کو یہ غم سناؤں تحریر کے ہے قابل　　[احوال اپنا] کیا ہے دیوا [ن] ہے حزیں کا

لے سنگ و خشت مجھہ پر [ہر خاص و عام نکلا]　　بارے جنوں کی دولت اپنا بھی نام نکلا

کیونکر بڑھے نہ حیدر لیل و نہار سودا　　اپنی تو وہ مثل ہے یک سر ہزار سودا

ملیں اوسے تو وہ ناخوش نہ ملیے تو ہے جی جاتا　　یہ کیسی بن گئی حیدر کہ اب کچھہ بن نہیں آتا

کچھہ فکر اور ہی کرو اس درد مند کا　　اب وقت جا چکا ہے نصیحت کا پند کا
بے وجہ تو نہیں یہ تڑپنا سپند کا　　شاید کہ دل ہے یہ بھی کسو دردمند کا
یہاں تک تو رشک ہے کہ گوارا نہیں مجھے　　محرم میں بند ہے جو ترے سینہ بند کا

دیکھکر حالت مری کیا یار کیا اغیار سب　　سر لگے اپنا ہلانے جا پس دیوار سب
آہ لب پر ہاتھ دل پر ڈبڈبائی آنکھ ہاے　　عشق اب چھپتا ہے کب ظاہر ہوے آثار سب

دس کی شب ہر طرف بانگ نماز صبح تھی
آج وہ شاید موذن مر گئے یک بار سب
زلف مشکیں کھول کر آیا جو وہ بازار میں
بند کر اپنی دوکانیں اوٹھ گئے عطار سب

دل سلامت ہے پھر ہم کو ہیں دلدار بہت
جب ہوئی جنس بکاؤ تو خریدار بہت
آنکھ پڑتی ہی نہیں آہ کہیں اوس کے سوا
اور بھی گرچہ جہاں میں ہیں طرحدار بہت
حیدر اپنا ہی بڑا [ہوں] کچھ آگے آیا
تھا جو خوباں کی ملاقات سے انکار بہت

[آہ] کی دستک لگائے در پہ بیٹھا ہوں ترے
ایک در بچے سے کہو تو اوبت بے باک جھانک
گر میں خوباں کے تو جانا ترک [عا]دت سے کیا
لیک حیدر اب تلک جاتی نہیں یہ [تانک جھانک]

خوب شب غم ہیں ترے اے مہ بے مہر کہاں
چشم انجم کی طرح دیدۂ بیدار ہیں ہم
چارۂ عشق تو بہتیرے ہی کیجے حیدر
دل بے [صبر] کے ہاتھوں سے [ناچار] ہیں ہم

مشرب ہم اپنا [کیا] نہیں مست الست ہیں
مذہب تو [ہیں خدا کے پہ صورت] پرست ہیں

عشق کی دوکاں میں حیدر عقل و دانائی کہاں
جنس بے صبری ہے ظالم یاں شکیبائی کہاں
اوکھلی میں سر دیا دھمکوں سے پھر ڈرنا ہی کیا
دل دیا عاشق ہوے اب پاس رسوائی کہاں
ذوق مے نوشی کسے جب ہوں [سرشار] جنوں
دشت پیمائی ہے ابتو بادہ پیمائی کہاں
جھولیاں خالی کرو پتھروں سے [اے] طفال شہر
پاؤ گے تم اور [کوئی] مجنوں سودائی کہاں
کس طرح حیدر نکالوں جی کے میں ارمان آہ
اوسے صحبت ہے [میسر لیک تنہائی] کہاں

حیا

تخلص حافظ محمد حیات مرحوم است کے از طرف والد ماجد مغل چغتائی و از جانب والدہ ماجدہ

رضوی صحیح النسب است ہریکے از نیاکانش بہ ثروۃ تمام و مکنت تام بکام دل معیشت می نمود چون بدیدار [ہژدہ] پسر کہ ہریک شیر بیشہ وغا و مرد میدان ہیجا بود چشم خود روشن می فرمود بعضے از اجدادش کہ با فراسیاب خاں موسوم و ملقب بود در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بمنصب والائے شش ہزاری سرفراز بود کامرانیہا می نمود مختصر کلام حافظ محمد حیات مرد درویش نہاد تارک علائق ایں جہان [بے] بنیاد و [بسیار] خلیق و خیلے شفیق بحلیہ [صلاح] و تقوی آراستہ بزیور حسن صورت و سیرت پیراستہ و بغائت مودب و نہائت مہذب بود در مشرب عالیہ قا [دریہ] بحدے [غلو] داشت کہ بنا بر تبعیت صاحب [دو زبا] ن پیشوائے انس و جان محبوب سبحانی حضرت غوث صمدانی قدس سرہ [مذ] ہب حنبلی اختیار نمودہ و حب حبیب خدا علیہ عن الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا بمثابہ در نہاد [نیکش] جاگرفتہ بود کہ من بعد [آ] نکہ [بزیارۃ حرمین] شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما مکرر فائز شدہ بود بذوق مجاورۃ رو [ضہ رضیہ طیبہ مقیم مدینہ سکینہ گشتہ چندسال بکتابت و تسوید دراں مقام فیض التیام سکونت ورزیدہ جان بجان بخش سپردہ در بقیع عزقدر حسب تمنائے دل تدفن یافت رحمہ اللہ تعالے و ازانجا کہ یارباش شاہد تلاش بود گلہے فکر ریختہ بطور [دورہ د] و بیین کرد اشعار متفرقہ دارد ایں دو بیت از زادہائے طبع صافی آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

کفش زر دوزی حنائی پاؤں کی آوے جو بات
سر پہ جیغہ کر رکھوں یکبار ہونی ہو سو ہو

حیا کی تلخ کامی کا یہ قصہ مفصل جا کہو شیریں سخن سے

حیرۃ

تخلص دو کس میدانم یکے [را] ازاں ہر دو انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و دیگرے غلام محی الدین خاں نبیرۂ نواب معین الملک عرف میر منو خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خاں شہید است عفی اللہ عنہم سنگ تفرقہ منجنیق چرخ نابکار ناہنجار ویرا از حضرۃ د [ہلی] برآوردہ بہ قلعہ کالپی انداخت بہر دو زبان سخن طراز است خوش میگوید ایں چار

شعر کہ اول آں در جدائی مسقط الراس خود گفتہ او راست ؎

ہم اوس بزم [سے یوں پر ارمان] سے نکلے — جوانی میں جس طرح سے جان سے نکلے
ہیں ڈھونڈا جو سینے میں دل اوس کے بدلے — کئی اوس کے تیروں کے پیکان نکلے

اول عشق ہے اور تازہ بہار آئی [ہے] — اب [مرا ہاتھ] ہے اور دامن رسوائی ہے
[یہ] ستم دیکھوں میں کن آنکھوں سے اے غیرت عشق — ایک عالم [ا] وسی کوچے کا تماشائی ہے

حیف

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر چراغ علی نام از باشندگان بلدۂ لکھنؤ و شاگرد [دان] میر شیر علی افسوس است [ایں پنج] بیت از گفتہائے اوست ؎

یہ دل [فراق کے] صدموں سے آہ مر نہ گیا — ترے مر [یض کا اے جان در] د سر نہ گیا

ملنے بھی نہ پائے اوس جواں سے — حسرۃ زدہ ہم چلے جہاں سے
ہے دور شراب لیک[1] ساقی — ڈرتا ہوں میں دور آسماں سے

وہ مہر جہاں تاب اگر بام پر آوے — تابندگی نیر اعظم [نظر] آوے
کہتا ہے اوسے بال کوئی کوئی رگ گل — کچھ میں بھی کہوں تیری کمر جو نظر آوے

حرف الخاء المعجمہ

در طے ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ اثنا[2] دوکس خستہ تخلص میکنند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ہفتاد[3] و چار شعر است کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

---

[1] نیک ۱۰۱۰ — [2] ایں ۱۰۱۰ — [3] شست و شش ۱۰۱۰

خاکسار

تخلص میر محمد یار مرحوم خلف میر کلو است وے درویشے بود از مجاوران درگاہ عرش اشتباہ قدم شریف حضرت خیر الانام علیہ و آلہ التحیۃ والسلام و در چار سو بازار [کہ در] جوار آں بقعہ فائض الانوار واقع است تکیہ داشت و خیلے وارستہ مزاج و خوبی امتزاج خوش طبع آزاد وضع شیریں گفتار نیکو کردار [از] مصائب سعی دنیا آرمیدہ و بدل درد رسیدہ بود [و] مشرق [سخن بر دیہ] دورہ دو بیں می نمود ایں پنج بیت [او] گفتہ منہ عفی عنہ ؎

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم — روز محشر کہتے ہیں گے گو سے [دلگیر ہم]

ترے باغباں کا بھی [دیکھا] سلیقہ — کہ نرگس کو بویا نہ بوئیں یہ آنکھیں

[شانہ آہستہ کیجیو ہجام] — تار اوس زلف کا رگ جاں ہے

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

کوئی کافر کہو کوئی مومن — یہ ترا خاکسار جیسے سو ہے

خاکی

تخلص غلام حیدر بیگ است وے بدخشی الاصل [ہند] می [المولد است در دیار] دکھن بہ سپاہ گری ایام بسر می برد و ہمیشہ از شاہزادہ صحبت و [مودۃ] می رود ایں مطلع او راست ؎

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی — دل تو ہی بتا دے جو تجھے یاد ہو کوئی

---

۱ کو ر۔ ۲ ہوارہ و۔ و۔

خان

تخلص محمد[خان] افغان شاگرد سعادۃ یارخان رنگین است وے بسیار خوش اختلاط و پاکیزہ ارتباط نیک طینت پاک طو[یت] واقع شدہ [ا] ین دو شعر او گفتہ ؎

یاد جس وقت تیری آتی ہے　　مجھکو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے

دنیا میں ہم جو آئے تو کیا کام کر چلے　　ناحق ہم اپنے نام کو بدنام کر چلے

خادم

تخلص شیخ خادم علی کیتھلی است وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد تربیت یافتہ نیاکانش ہمیشہ بعمدگی ایام بسر می برند خود ش در سرکار دولت مدار نواب احمد خان رنگش عفی اللہ عنہ مبلغ پنجصد روپیہ مواجب می یافت و خودش نیز الیوم در سلک ملازمان مظفر جنگ پسر خواندہ نواب موسوم مرحوم بماہیانہ [سیصد و] پنجاہ روپیہ منسلک است بسیار مرد قابل خلیق و مہربان و شفیق و [متواضع] و نیک [اختلا] ط و مودب و کر[م ارتبا] ط واقع شدہ بہ انشاپردازی یطولی دارد خط نسخ و نستعلیق و شکستہ نستعلیق و تعلیق شکستہ در [ست] می نگارد [دیوان فار]سی و [ہندی] ہر دو مرتب دارد [شعرش] نظر [بنظر] ی [سلیس] و [عبارت] [شیرین] [مشتمل] بر [مضامین] [رنگین] [است] [اشعارش] کہ

بین [د] ست دادہ بیست و دو بیت ثبت افتادہ منہ[سلمہ ربہ] ؎

ہمیں کار دنیا سے کیا کام آیا　　مگر ایک لینا ترا نام آیا

ہو غریق رحمتِ پروردگار　　آج ساقی کا پیالا ہو[گیا]

ہائے رے غفلت ترا خانہ خراب　　قافلہ جاتا رہا میں سو گیا

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش [کمند زلف]　　پیچھے پڑی سی ہے کاہیکو کاکل بلا کی طرح

عاشق ہوا ہوں ایک بت بالا بلند پر — [صد آفریں ہے میری بھی عالی پسند پر]
ہے عزم اوس مکاں کا دلِ ناتواں کو آہ — جس جا نہیں مجال کہ مارے پر ند پر
چھاتی پہ اوسکی یاد میں پھرتا ہے سانپ سا — ہے گوکھرو کی لہر جو اُس سینہ بند پر

جو ہو خاک قناعت کی تجھے معلوم خاصیت — مہوس ڈال دے تو نسخۂ اکسیر پانی میں
ایک نقصان میں تو کامل ہیں — اور ہم میں کوئی کمال نہیں

فصل خزاں میں عندلیب مرگئی گل کے ہجر میں — غل اب اسکو باغباں دیجیو تو گلاب سے
بند ہوا نہ صبح تک دیدۂ ماہ پھر ذرا — رات کہیں جو کھل گیا یار کا مونہہ نقاب سے

سی پارۂ دل میرا کرتی ہے وہ زلف ابتر — سجدہ ہندو کے آگے کیا تعظیم ہو مصحف کی

شوخ کے ہاتھ سے جگر خوں ہے — ... کیا کہوں دگرگوں ہے
شور محشر ہے اسکے باعث آہ — کیا قیامت وہ قد موزوں ہے
جائیں قربان گو کہ ہم سو بار — آپ کی وہ ہی جاؤں جاؤں ہے

شیخ [جی] کعبے [جلیں یا دیر کو] — کیا ہمارے حق میں اب ارشاد ہے

آ گئے] در پردہ مرا کام چلا جاتا تھا — یہ [کہ] اے چشم مرا کام [بہایا تو نے]
ہے کہیں یہ بھی رہ و رسم [وفاداری کی] — مرا دل چھین کے یوں راہ بتائی تو نے
کچھ تجھے جان کا اندیشہ نہ آیا خادم — ایسے سفاک سے جو [آنکھ] لڑائی تو نے
[مدت] سے تر[ی تلاش میں تھا] — دیکھا تو اب آپ ہی میں تو ہے

نہ ہیں پورے ا. ا.

تیرے قامت کا اگر شور نہ ہووے لا ریب — اہل عالم سے قیامت کا یقیں اوٹھ جاوے
اس کے ہاتھوں اک جہاں ویران ہے — چشم بھی میری کوئی موفان ہے

خسرو

تخلص وتم اسم سامی و نام نامی امیر نیز تنویر مملکت ہنر پروری و سخن سا[زی و] پیر صاحب تدبیر قلم و سخن [گوئی و نکتہ] پردازی طوطی شیریں مقال گلزار جاوید بہار ہندوستان جنت نشان عاوس خوش خرام بوستان تقدس تولمان شہرستان وحدۃ و عرفان صورۃ نفوس وعقول معنی فنا فی الشیخ و الرسول شیر بیشۂ توحید نہنگ دریاے تفرید روشن دل خدا آگاہ المخاطب بہ ترک اللہ مظہر[تام] عشق حضرت اویس الملقب بہ محمد کاسہ لیس است قدس سرہ و روح روحہ وے علیہ الرحمۃ والغفران ترک لاچین و مرید محبت آئین جناب ولایت انتساب محبوب الہ العالمین سلطان مشائخ زمان وزمین مقتدے مقربان درگاہ کبریا حضرت نظام الدین اولیاست قدس اللہ تعالے اسرارہم و روح[ہ]ار و انہم کمالات آں والا منزلت عالی مرتبت قطع نظر از عشق شیخ اجل و قرب بارگاہ لایزال و لم یزلی نہ بآں درجہ ایست کہ باحاطہ تحریر در آید و خامہ دو زبان از عہدۂ تسطیر آں بسر آید تصنیفاتش از ہر در نظم باشد یا نثر کہ زیادہ از چار صد ہزار[بیت] و کمتر از پنج صد ہزار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ بآں فصاحت و طلاقت و بیان بلاغت و [متانت است کہ باحدے] تا الیوم دست بہم ندادہ و [صنایع و بدایع دراں] صرف نمودہ کہ ازاں رو[گو] ئی سبقت از پیشینیاں [دزد] ربودہ شعرش عزت بخش ہندوستان [و فخر ہند] دستانیاں سخنش ارمغان ایران و مستمسک ایرانیاں از قوۃ ایجادش چہ بر طراز[م] کہ وجود نقوش قول و سرود نوائے دہل زناں بہ بانگ بلند ازاں خبر میدہند و از جودۃ طبع خداداش چہ مرقوم سازم کہ[شیوع] ع شایع زا[د]ہ[طبع] بلندش از جنس نغز و چیستان و مکرنی و پہیلی و مانند آں غلغلہ کناں بہر کس و ناکس میرسد و تفصیں بعضے از خصائص آں مخصوص ذات کبریا و برگزیدۂ حضرت سلطان الاولیا مانند آنکہ ملاحت در کلامش از فیض اعاب [دہ]ن مبارک حضرت شیخ افزودہ و چند حج بطریق طے ارض در رکاب سعادۃ نصاب جناب ایشاں نمودہ و نیز آنحضرت در حقش گفتند امیدوارم کہ مرا بسوز سینۂ ایں ترک اللہ بہ بخشند و اگر فردائے قیامت مرا پرسند

---

[1] اصل نسخہ میں "ربودہ" ہے۔ [2] دراں ۱۰۔

کہ ما را چہ تحفہ کرامت آوردی گفتم کہ سوز سینہ ایں ترک اللہ و ما ینا سبہا در کتب مبسوطہ بہ شرح و بسط اندراج یافتہ فلیر جع قاسم فرشتہ وغیرہ بعضے از ارباب سیر نوشتہ اند کہ حضرت ایشاں بملاقات شاہباز عرش پرواز عالم سخن سازی اعنی شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس اللہ تعالے اسرار [ہم] فائز گردیدہ فیض کلام اعجاز انتظامش بجناب ایشان رسیدہ چنانچہ در بعضے از اشعار خویش اشعارے بداں فرمودہ اند ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت شیرۂ از [خمخانہ] مستی کہ [در شیراز] بود

[مصرع - جلد سخنم] دارد شیرازہ شیرازی و اللہ اعلم بحقیقتہ الحال مختصر کلام در توصیف [آموزون] فیوضا [ت نامتنا] ہی فضولی است و [سخن [و] رخصو [صیا] ت آں محب محبوب الٰہی جہولی بہر کیف ایں غزل پنج بیتی کہ بداں حضرت منسوب است و بزبان [آں او] ان فیض بنیان بسیار مطبوع و مرغوب تیمناً و تبرکاً زیب[1] سلک آراستہ کلک خود میکنم لہ [قد] س سرہ ؎

زحال مسکیں [مکن] تغافل دو راہ نیناں بنائے بتیاں

چو تاب ہجراں ندارم ایجاں نہ لیو گاہے لگائے چھتیاں

یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں

کسے پڑی ہے کہ جا سناوے پیارے پی سے[2] ہماری بتیاں

شبان ہجراں دراز چوں زلف زمان وصلت چو عمر کوتہ

سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ[3] گریاں بعشق آں مہ

نہ نید نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں

بحق آں مہ کہ روز محشر بداد ما را فریب خسرو

سپت من کی دورا ہے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیا[ں]

---

[1] قاسم در ہر دو نسخہ [2] ذیب در ہر دو نسخہ [3] سوں و ۰ و ۰

[4] دونوں نسخوں میں "زہر آں گشتم آخر ہے" لیکن نسخۂ اصل میں اسکو کاٹکر ہمیشہ گریاں بعشق آں مہ بنایا گیا ہے

خستہ

تخلص دوکس می دانم[1]

اول

عبداللہ خاں عرف میاں جیون وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است والدش از رفقاے قدیم نواب مجدالدولہ عبدالاحد خاں بہرام جنگ بود بعد رحلت آں مرحوم وے نیز مورد الطاف وعواطف نواب مغفور گشت حاصل کہ ایں مرد بسیار متواضع و[خوش[2] اختلاط] وخلیق وکرم ارتباط واقع شدہ شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق است ایں چار بیت از گفتہاے اوست ؎

[دست] قاتل پہ مرے خوں کی جو ہے رنگینی ۔ ایسی رنگت کا [کبھو] رنگ حنا نے نہ دیا

جو کوئی لاوے پیام اوس کے آج آنے کا ۔ میاں میں صد[قے] ہوں اوسکے زباں ہلانے کا

جب خاک غریباں پہ تم [اُس چال سے آؤ] ۔ انصاف کرو[کیوں کہ] نہ برباد ہو کوئی
[یہاں تک] تو ہوے [محو] تمہارے کہ جہاں میں ۔ یوہم سے قسم ہمکو اگر یاد ہو کوئی

[خستہ] دوم

میاں غلام[3] قطب بخش وے نوجوانے است رعنا نیکو سیر[4] زیبا منظر از اولاد امجاد سالک مسا[لک ربا] نی سید محمد کرمانی روح اللہ روحہ واز مجاوران [بقعہ] باصفا حضرت نظام الدین اولیا نورا[للہ] مرقدہ بسیار خوش خلق ومہذب نہائت نیک خلق ومودب سعادۃ منش پاکیزہ روش از چندے شوق ایں فن شریف بہم رسانیدہ وسخن خود از نظر بھورے خاں آشفتہ گزرانیدہ

---

[1] شناسم ۱۰۰ [2] اصل نسخہ میں نہیں ہے [3] ۱۰۰ میں نیز خستہ؛ جاوید میں (ص۲۱۰، جلد سوم) صرف "قطب بخش" تحریر ہے ۔ [4] زیبا در نسخۂ اصل ،

ایں چار شعر از گفتہاے او است ؎

جلوہ اس مہ نے جو ناگہ بلب بام کیا — روز خورشید درخشاں کو وہیں شام کیا
جسکو پروا ہی نہیں کوئی مرے یا جیوے — دل دیا ہاے ہیں اوس شوخ کو کیا کام کیا

جور و جفا [مت] کرو دل کو نہ آزار دو — چاہ کے پیاسوں کو ٹک شربتِ دیدار دو
ہاے رے انصفی جلوت و خلوت کے بیچ — سب کو بلاؤ صنم اک ہمیں دھتکار دو

خلق

تخلص میر احسن مہین پور میر غلام حسن حسن صاحب مثنوی بے نظیر و بدر منیر است وے
را نیز تخلص خود سراپا خلق واقع شدہ حیا و حلم بدرجۂ اعلےٰ دارد طبعش رنگین و فکرش معانی آفرین
است شوق سخن از والد ماجد خود نمودہ و ازاں رو کیفیتے در شعر خود حاصل فرمودہ ایں چار شعر از
زادہاے طبع رساے اوست ؎

دل لگاتے تو لگا یا پہ نہیں کچھ معلوم — جی پہ کیا گزرے گی اور جان پہ کیا ہووے گا
اک بار اوس کے کوچے میں جانا ضرور ہے — یہ حال اپنا اوس کو دکھانا ضرور ہے

[رباعی]

آے ہیں عدم سے جب کے روتے ہیں پڑے — وو دن کی یہ [زیست] ہے سو کھوتے ہیں [پڑے]
اے خلق [خوش احوال انہوں کا جو وے] — آرام سے زیر خاک سوتے ہیں پڑے

خلیق

تخلص میر مستحسن برادر خورد میر احسن خلق پسر دوم میر غلام حسن حسن است وے نیز [شیریں]

گفتار] پاکیزہ کردار حسن الخلق و الخلق واقع شدہ نسبت [شاگردی] بہ پدر و الاتبار و برادر نامدار [خود] دارد ایں پنج بیت از وست ؎

نزع میں گر مری بالیں پہ تو آیا ہوتا — اسطرح اشک میں آنکھوں میں نہ لایا ہوتا
میرے خورشید نہ ہوتا یہ مرا روز سیاہ — تو نے گر زلف میں مکھڑا نہ چھپایا ہوتا

کمر باندھی ہے [ہر] فندق نے تیری دلربائی پر — تصدق جان میری اس ترے دست حنائی پر

افعی زلف کے کاٹے کی دوا ہو نہ سکھی — آکے سرہانے گئے سینکڑوں منتر والے
مے کی خواہش ہوئی اوسو [قت] مجھے ہائے غلیظ — اوٹھ گئے بزم سے جب شیشہ و ساغر والے

خوش رس

تخلص حافظ غلام محمد است وے باوصفے کہ از صغر سن از حلیہ بینائی عاری و عاطل گشتہ حفظ قرآن شریف نمودہ و خوش میخواند و در علم موسیقی مہارتے دارد سارنگی خوب می نوازد و خیال و ٹپہ [نیک] می گوید و گاہے ریختہ ہم از طبعش سرمیزند پدرش کہ حافظ ابراہیم نام دارد در سلک ملازمان حضور پرنور منسلک بود از چرب زبانیہا مزاج اقدس را از جا بردہ کچہری عدالت کہ در حقیقت دیوان ظلم و تعدی بود برخلاف رویہ سلاطین تیموریہ انار اللہ برہانہم بہ نیرنگ نصاری فرنگ در جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد برپا کردہ چہاستم کہ بر بیچارگان نکردہ حفظہ کلام اللہ تعالے [را] باوصفے کہ خود ہم حافظ بود در مقام تحصیل زر بنا واجبی بایام [متبرکہ] صیام بافتتاب] جوزا در عین نصف النہار [استادہ] ساخت آ [خرکار] پہزا [را] ں نکا [ل د بدنا] می آوارہ دشت [نا] کامی شدہ بہ رام پور رخت [ادبار] انداخت حالا بہ پیش خدمتی یکے از افاغنہ آنجا اوقات بسر می کند کہ کرد [کہ] نیافت بالجملہ ایں دو بیت از گفتہ ہائے حافظ غلام محمد [خوش رس] ست ؎

دل کی باتیں صنم ہمکو جو یاد آئیاں — آنکھیں وہیں خود بخود اشک کو بھر لائیاں

[ہنسیے اب کس لیئے] باتوں کا اس کی برا عشق میں ایسی ہی کچھ ہوتی ہیں رسوائیاں

خیال

تخلص غلام حسین خان سلمہ الرحمن است وے برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت واز [اقارب] اسد یار خاں عرف میاں جگنو است بسیار جوان خلیق وکشادہ پیشانی وصا[لح و] نیک زندگانی خوش فکر یار باش بہ اندیش پاکیزہ معاش نہائت مودب وبغا[ئت] مہذب واقع شدہ مشق سخن از عم بزر[گوار] خود میکند و خوش میگوئد ایں ہفدہ بیت از شیریں گفتار یہائے وے است ؎

تو نے جو کیا سب یہی تھا اپنا بھی [تو] مدعا یہی تھا
ہے دل کی شکستگی پہ افسوس اپنا تو جہاں نما یہی تھا
دنیا کو خیالؔ چھوڑ بیٹھا دانائی کا مقتضا یہی تھا

مجھ کو گر منظور ہے چڑھنا تو پہ جلدی خیالؔ لگ رہا ہے عرش کے پایہ سے رتبہ عشق کا

کہاں بہار کہاں وہ چمن کہاں وہ سیر شگفتگی کا وہ اک اور ہی زمانہ تھا

چمن میں بوے گل پر شورشیں نے اٹھائیں ہیں بہار آئی ہے دیوانے نے پھر دھومیں مچائیں ہیں

بلبل سے گل کرے [ہے] عبث اتنی کاوشیں کس کا سدا جہاں میں رہا اعتبار حسن
صدمے سے میرے دل کے کہیں عرش ہل نہ جاے کچھ بیطرح [سے] تڑپہے ہے [یہ بیقرار] حسن

اوسکی مژگاں کو دہی مشق سناں بازی ہے یہا [ں طراو] ۃ دل پر خوں کی ابھی تازی ہے
آیا سلوک پر نہ جو وہ اشک و آہ سے لاویں گے ہم اب اسکے تئیں اور راہ سے
وہ صید ہوں کہ عرش کے پایوں کو دوں ہلا تڑپہوں اگر میں [تیر] ے خدنگ نگاہ سے

رہتے ہیں ہمیشہ مرے دل میں یہی کھٹکے ۔۔۔ ایسا نہ کہیں ہووے کہ تو اور سے اٹکے

جرعہ افشاں ہو ہماری خاک پر غافل کبھی ۔۔۔ ہم بھی اے ساقی تری مجلس کے میخوار و نمیں تھے
لگے ہے آگ کو کوسے تری سرو و صنوبر کو ۔۔۔ تو کس کے گرم خاکستر پہ قمری آج لوٹ آئی

[کس کو] معلوم تھا یوں تجھ سے جدائی ہوگی ۔۔۔ یہاں تلک بات بڑھیگی کہ لڑائی ہوگی
ہاتھ پہنچا نہ ترے بند قبا پر تو کبھی ۔۔۔ اپنی کس طرح سے پھر عقدہ کشائی ہوگی
پڑ گیا ہے تری صورت کے سبب دل میں غبار ۔۔۔ مجھ میں آئینے میں ہرگز نہ صفائی ہوگی

حرف الدال المهملہ

در ذیل ایں حرف ذکر یازدہ شاعر کہ من جملہ آنہا دو بزرگ در تخلص میکنند و دو عزیز دل اندراج یافتہ و مجموع اشعار کہ بالذات و بالاستقلال درتحت ایں حرف مندرج گشتہ [دو صد و شانزدہ شعر است] کہ من جملہ آنہا یازدہ رباعی واقع شدہ و دو [شعر] نواب آصف الدولہ مرحوم کہ در اسم سامی وے بالذات و بالاستقلال ثبت افتادہ در اینجا تقریباً و بالعرض تحریر یافتہ ۵

دا[نا]

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میر] فضل علی نام وے از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و از [شاگرد] دان شیخ شرف الدین مضمون و مرد سیر مشق و صاحب دیوان بود اما بنا بر طول زمان و درازی اوان شہرہ دیوانش رو بخمول و اندراس نمود ایں دو شعر از طبع زاد ہاے او کہ بدست افتاد بزبان قلم در آوردہ [ست ادیر] است عفی اللہ عنہ ۵

بہر صورۃ خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا ۔۔۔ یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

ورد

تخلص دو بزرگ می شناسم

[ورد] اول

سخن سنج [روشن] ضمیر حضرت خواجہ میر نسب والایش بنابر ظہور ظاہر مفتقر تحریر نیست وحسب اعلیٰ اش نظر بر شیوع شایع محتاج تسطیر نے لہذا عنان شبدیز قلم واقعہ رقم را ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمضمار ترقیم نبذی از خصایص نفس نفیسش مسترخی می سازم ذات ملکی صفات آں برگزیدہ انفس و آفاق ونفس نفیس آں نظر کردہ خلاق علی الاطلاق مخلے از ادناس علائق دنیا محلی بحلی جواہر زواہر محبت مولیٰ حریق نیران عشق الٰہی غریق بحار حب رسالت پناہی منزوی زاویۂ تجرید گوشہ نشین خلوۃ کدہ تفرید شیر بیشۂ زہد و توکل نہنگ دریائے فہم وتعقل صاحب علم وہبی جامع کمالات کسبی بود باوصفی کہ نسبۃ تلمذ بکسے [از] دانشمندان کمتر داشت وبیش ازیں نیست کہ ماہے چند از خدمت افادہ مرتبت مفتی دولت مرحوم مغفور بر اکتساب فنون رسمیہ ہمت گماشت تصنیفات بسیار [حاوی] غوامض علوم حکمیہ متضمن ودقایق فنون شرعیہ وارد رسائل چند در علم سلوک وتصوف کہ ہریکے دستور العمل سالکان مسلک حقیقت ورہ روان شاہ راہ طریقت است یادگار ایں والا تبار بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ در علم موسیقی بدرجہ مہارۃ بود کہ سرامد سرود سرایاں میاں فیروز خاں از جناب کرامت مآب ایشاں نقش درست می کرد ہما [ناکہ] ایں از عالم وہب است دیوان فارسی وکتاب رباعیات کہ بواردات موسوم است ودیوانے مختصر بشابۂ چشمۂ آبحیات در ریختہ از طبع وقاد ایشاں ریختہ استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت وشاعر طبع ملائم قیام الدین علی قائم ومحب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق از رشدائے شاگردان جناب ایشاں اند خاصہ در بحر خفی بدرجہ اعلیٰ فصاحت ومرتبہ اقصی بلاغت است وبایں ہمہ شاعری کہین مرتبہ آں مہین پور مادر گیتی است ازاں جا کہ تحریر عشر عشیر اوصاف حمیدہ آں پسندیدہ خصائل مقدور قلم حقائق رقم نیست ازاں در گذشتہ بہ تسطیر یک حمد و

ہفتاد و پنج شعر از اشعار آبدار کہ [از] طبع گوہر بار آں مرضیۃ السجایا محمودۃ الخصائل سرزدہ سبا درۃ
میجوئد جنابہ رحمۃ اللہ رقمہ ہے

مانند حباب آنکہ تو اے درد [کھلی تھی] کھینچا نہ پہ اس بحر میں عرصہ کوئی دم کا

ماہیتوں کو روشن کرتا ہے نور تیرا [اعیان] ہے بظاہر ظاہر ظہور تیرا

ہو گیا ہمہاں سرائے کثرۃ موہوم [آ] ہے وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا

بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

کبھو خوش بھی کیا ہے جی کسی رند شرابی کا
بھڑا دے مونہہ سے مونہہ ساقی ہمارا اور گلابی کا -

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس جی میں نہ رہ جاوے یہ آہ بھی کر دیکھنا

ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ جیدھر ملے وہ ابرو اودھر نماز کرنا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا
سو بار سوز عشق نے دی آگ پر ہنوز دل وہ کباب ہے کہ جگر خام رہ گیا

زور عاشق مزاج ہے کوئی درد کو قصہ مختصر دیکھا

شیخ کعبے ہو کے پہنچا ہم کنشت دل میں ہو درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

ہم نہ کہتے تھے موہہ نہ چڑھاؤ سکے درد کچھہ عشق کا مزہ پایا

اگر یونہی یہ دل ستاتا رہے گا - تو ایکدن مرا جی ہی جاتا رہے گا
ٹک بھی گردوں نے اگر فرصت دی عیش کو کشتۂ غم کیجے گا
کون سا دل ہے وہ کہ جسمیں آہ خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن — میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

دیکھیے غم سے اب کے جی میرا — نہ بچے گا بچے گا کیا ہوگا
یک بیک نام لے اوٹھا میرا — جی میں [کیا اوسکے] آ گیا ہوگا

جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر — تو بھی تو درد داغ جگر میں نہ دھو سکا

زاہد کو ہم نے دیکھ لیا جوں نگیں بعکس — روشن ہوا ہے نام تو اس روسیاہ کا

بیٹھا تھا خضر آ کے مرے پاس ایک دم — گھبرا کے اپنی زیست سے بیزار ہو گیا

تیرے سبب وہ اور بھی مجھ پر غضب ہوا — اے نالے وا [ہ] خوب ہی تو نے اثر کیا

ادھر کو جو مسکرا کے دیکھا — کچھ ہو تو جی سے حجاب نکلا

جوں چاہیے اوس طرح بیاں ہم سے نہ ہوگا — کر اپنے دہن سے ہی تو وصف اپنی کمر کا

لے نہ جاوے حرص اہل فقر کو — بہ سکے کب موج نقش بوریا

نہیں مذکور شاہاں درد ہرگز اپنی مجلس میں — کبھو کچھ ذکر آتا ہے تو ابراہیم ادھم کا

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا — بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

برہم کہیں نہ ہو گل و بلبل کی آشتی — ڈرتا ہوں آج باغ میں وہ تند خو گیا

واعظ کسے ڈراتے ہے یوم الحساب سے — گریہ مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

حجاب رخ یار تھے آپ ہم ہی — کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

نشہ کیا جانے وہ کہنے کو ہے آشام ہے شیشہ — جہاں میں دختر رز سے عجب بدنام ہے شیشہ

تو بن کہے گھر سے کل گیا تھا — اپنا تو جی نکل گیا تھا
اب دل کو سنبھالنا ہے مشکل — اگلے دنوں کچھ سنبھل گیا تھا
میں سامنے سے جو مسکرایا — ہونٹ اوسکا بھی تو ہل گیا تھا

وے دن [گذر] گئے کہ تمہیں بھی فراغ تھا ۔۔ یعنی کبھو تو اپنے بھی دل تھا دماغ تھا

مرنا ہی لکھا ہے مری قسمت میں عزیزو گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہ ہوتا

ایک تو ہوں شکستہ دل تسپہ یہ جور یہ جفا سختی عشق واہ وا جی نہ ہوا ستم ہوا

جوں غنچہ [بجز یک] دل صد چاک نہ پایا مونہہ ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

زاہد کیا کرے ہے وضو کو کہ روز و شب چاہیے کہ دل سے دھووے کدورۃ سود و صوچ کا

مذکور جانے بھی دو ہم دل پسندگاں کا احوال کچھہ نہ پوچھو آفت رسیدہ گاں کا

محبت نے ہمہ کو شربتی کر دیا سو یہ ہے کہ سب کام سے کھو دیا

فلک پر کون کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا جہاں [جی چاہے] وہاں جا پر کسی دل میں اثر کرنا

غل مری زنجیر نے رفتار میں ایسا کیا حشر کو بھی شور جو ہونا نہ تھا برپا کیا

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا نوخطوں نے اب نکالا پیش خانا حسن کا

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا پھر مجھہ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

رسوائیاں اوٹھائیں جور و عتاب دیکھا عاشق تو ہم ہوے پر کیا کیا عذاب دیکھا

آشیانے میں درد بلبل کے آتش گل سے آج پھول پڑا

تجھکو نہیں ہیں دیدۂ بینا وگرنہ یہاں یوسف چھپا ہے آن کے ہر پیرہن کے بیچ

چاہیے کہ بات جی کی مونہہ پر نہ آے میرے اپنے دہن کو لاکر رکھدے مرے دہاں پر

ساقی ہے چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر — شیشہ ہو گرے پھینکئے گر سنگ ہوا پر

ہس قبر پہ میری کھل کھلا کر — یہ پھول چڑھا کبھو تو آ کر

لازم ہے گوشۂ شکن زلف میں ترے — ظالم کوئی پڑا رہے مجھسا شکستہ دل

ساقی کیدھر ہے کشتی مے — اب کی کہیوے میں پار ہیں ہم
اپنے ملنے سے منع مت کر — یعنی بے اختیار ہیں ہم

جو اہل صفا ہتا تو جوں عکس — اے آئینہ کس کے گھر گئے ہم

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا — پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

چمن میں صبح یہ کہتی تھی ہو کر چشم تر شبنم — بہار باغ گو یوں ہیں رہے لیکن کدھر شبنم

اگرچہ دختر رز کے ہے محتسب درپے — جو ہو سو ہو پر اسے ابتو یار رکھتے ہیں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہوں پہ سایۂ قد کشیدہ ہوں

تقیدگاہ امکاں میں ہے وہ کچھہ بخشش مطلق — کہ ہر واحد کو لاکھوں دام یہاں تنخواہ ہوتے ہیں

کچھہ اور مرتبہ ہے وہ فہمید سے پرے — سمجھے ہیں جسکو یار وہ اللہ ہی نہیں

اوس کو سکھلائی یہ جفا تو نے — کیا کیا اے مری وفا تو نے

ہستی ہے جب تلک ہیں اسی اضطراب میں — جوں موج آپھنسے ہیں عجب پیچ و تاب میں
ہر جز کو کل کے ساتھ بمعنی ہے اتصال — دریا سے دُور جا ہے پہ ہے غرقِ آب میں

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی — دامن نچوڑیے تو فرشتے وضو کریں

کس پر بلا تیری تیوری چڑھا دے — تری تیغ ابرو کا افگار میں ہوں

نوع انساں کی بزرگی سے تک ایک — حضرت جبریل محرم ایک ہیں

دونو عالم سے کچھ پرے ہے نظر — آہ کس کا دل و دماغ ہوں میں

مرتا نہیں ہوں کچھ ہیں اس سخت دل کے ہاتھوں — پستا ہوں آہ اپنے کم بخت دل کے [ہاتھوں]

عالم آب میں جوں آئینہ ڈوبا ہی رہا — تو بھی دامن نہ کیا دردنے تر پانی میں

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں — سو گیا تھا جگا دیا کن نیں

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مجھے ڈر ہے اپنے توڑا لے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں
کوئی اور بھی ہے ترے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں

نزع میں تو ہوں ولے تیرا گلہ کرتا نہیں — دل میں ہے وہ وہی وفا پر جی وفا کرتا نہیں
بیوفائی پہ اوسکی دل مت جا — ایسی باتیں ہزار ہوتی ہیں

دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا رو طبیب — کوئی دم کو یہ بھی اسکی ناتوانی پھر کہاں

شیخ میں رشک بے گناہی ہوں — مورد رحمت الٰہی ہوں

کیا فرق داغ و گل میں اگر گل میں بو نہ ہو — کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

ڈال دینا اوس کو نت ہر طرح جوں قبلہ نما — پھر مجھے پھر پھر کے آ رہنا اوسی کے روبرو

میں دل کے ساتھ کب تئیں کشتی لڑا کروں — اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہے آئیو

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو — یہ نہ آجاے کہیں جی میں کہ آزاد کرو

جاوے در قفس سے یہ بے بال و پر کہاں — صیاد ذبح کیجو اسے پر نہ چھوڑیو

کبھو ہم نے نہ پایا مہرباں اے تند خو تجکو — نہ دیکھا آنکھ بھر کر ایکدم خورشید رو تجکو

ہم گلشن دوراں میں اے خفتگی طالع — سرسبز تو ہیں لیکن [جوں] سبزۂ خوابیدہ

کیونکر یہ کار عشق گرہ در گرہ نہ ہو — یہاں دل گرہ کی شکل ہے اور وہاں دہن گرہ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر — جی ہی جاتا ہے چلا تیری ہر ایک تان کے ساتھ

بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ — بندہ گر آوے سامنے تو بھی خدا کو دیکھ

دور نہیں ہوا ہمیں رنج شعور ساقیا — یک دو سہ جام اور بھی باقی ابھی تو ہوش ہے

اہل فنا کو تا مے ہستی کے ننگ ہے — لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اس [ہستی] خراب سے کیا کام تھا ہمیں — اے نشۂ ظہور یہ تیری ترنگ ہے

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیئے — پردے تعینات کے جو تھے اوٹھا دیئے
سیلاب اشک گرم نے اعضا مرے تمام — اے درد کچھ بہا دیئے اور کچھ جلا دیئے

قاصد سے کہو پھر خبر اپنی ادھر ہی کو لیجائے — یہاں بیخبری آگئی جب تک خبر آوے
مطلق بھی نہیں درد اضافت سے میسّرا — عہدے سے تقید کے کوئی کیونکہ برآوے

اذیت کوئی تیرے غم کی میرے جی سے جاتی ہے — کبھو تک دل کیا خالی تو پھر چھاتی بھر آتی ہے
پر کیا نت یہی رہتا ہے مجکو درد کیا کہیے — کہ ایسی زندگی سی چیز یوں مفت جاتی ہے

دیتے عبث ہو شیشہ گراں سنگ کو گداز — پگلائیے جو تم سے کوئی دل پگل سکے

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے یہ کہ جہاں تو سما سکے
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے — اس کا پیام دل کے سوا کون لا سکے

طرق اپنے پہ اک دور جام چلتا ہے — ورنہ جو ہے سو گردش میں ہے زمانے کی

دل ٹکڑے کیا ہے یہ مرا کس کے لبوں نے — جو لخت ہے سو رشک عقیق یمنی ہے

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے
اوٹھتی نہیں ہے خانہ زنجیر سے صدا — دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار سو گئے

تا ابد جوں قطرہ مجسا منفعل — جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے

نہ ہاتھ اوٹھائے فلک گو ہمارے کہنے سنے — کسے دماغ کہ ہو دو بدو کہنے سے
نہ ملیں گے اگر کہے گا تو — تیری خاطر ہمیں مقدم ہے
جوں جوں وہ کٹتے ہے تو یہی آئے ہے جی میں — پھر چھیڑیئے اور باتیں سنا کیجیئے اوسے

کاہے کو ہوتی گردش تمکو نصیب و طالع — گر پاؤں اپنا باہر رکھتے نہ ہم عدم سے
نظر میرے دل پر پڑی درد کس کی — جدھر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہے
اے گل تو رخت باندھ اوٹھاؤں میں آشیاں — گلچیں تجھے نہ دیکھ سکھے باغباں مجھے
کبھو بھی ترے ساتھ بھلا شیخ چلیں گیں — ایدھر کو پھرینگے ہم اگر یار کے گھر سے

کبھو بھی جی میں نہ گزرا خیال سرتابی — برنگ سبزہ بنایا ہے خاکسار مجھے

سنتے ہیں یوں کہ آہ تو ہم میں ہے چھپ رہا کہیں — اپنی تلاش سے غرض ہم کو ترا سراغ ہے
دولت فقر کے حضور گرد ہے جاہ سلطنت — کہتے ہیں یہاں جسے ہما اپنی نظر میں زاغ ہے
پہلو میں دل طپاں نہیں ہے — ہر چند کہ یہاں ہے یہاں نہیں ہے

یہ کیا درد تجھ پر مصیبت پڑی — کہ دن رات نالہ ہے اور آہ ہے

صدقے ترے میں کب تئیں تڑپا کروں عبث — ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے
یہاں غیب کے جلوے کے تئیں جلوہ گری ہے — جو شخص کہ گذرا ہے نظر سے نظری ہے
آ پھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں — درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے
شخص و عکس اس آئینے میں جلوہ فرما ہو گئے — اوٹنے دیکھا اپنے تئیں ہم اس میں پیدا ہو گئے
ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاو — جب تلک بس چل سکھے ساغر چلے

دیکھنے پاتا نہیں ہے کوئی جسکی چھاؤں یہاں — لے چلی ہے آج ہم کو وہ پری سایا کئے
یا کہ وہ راتیں نہیں یا یہ دنوں کا پھیر ہے — ہاتھ اب لگتے نہیں تب پاؤں دبوایا کئے

محبت نے تمہارے دل میں بھی اتنا تو سر کھینچا — قسم کھانے لگے تب ہاتھ میرے سر پہ دھر بیٹھے

واہ واقسمت کی مجبوری کو دیکھا چاہئے — وہ ہوا بے پردہ ہم تب اوس کو ہم کہنے لگے

زلف کی کج ادائیاں دیکھو — ہر گھڑی مونہہ سے جا لپٹتی ہے

وہ دخت رز کہ چھلتی پھرے ہے جہان کو — کہتے ہیں درد پاس بھی اک رات رہ گئی

دل بھلا ایسے کو اے درد نہ دیجے کیونکر — ایک تو یار ہے اور تسپہ طرحدار بھی ہے

ہم جانتے ہیں درد اندھیرے میں رات کو — تو لگ رہا ہے کوچے میں جس گھات کے لئے

دم لینے کی فرصت یاں ٹک دی نہ زمانے نے — ہم تجھ کو دکھا دیتے کچھ آہ بھی ہوتی ہے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے — جو سانس بھی نہ لے سکھے سو آہ کیا کرے

دل تڑپتا ہے درد پہلو ہے — مرگ آ پہنچیو کہ قابو ہے

نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ آہوں کی ہے وہ دھونی
ہوا کیا درد کو پیارے گلی کیوں آج ہے سونی

آباد رہیو خانۂ دنیا کہ اے سپہر — یک چند ہم بھی آن کے یہاں میہماں رہے

علاج درد سر صندل ہے لیکن — ہمیں گھستا ہی اس کا درد سر ہے

کیا کم ہے مرغ قبلہ نما سے یہ مرغ دل — سجدہ اودھر ہی کیجے جدھر کو یہ رو کرے

غافل تو کدھر بہکے ہے ٹک دل کی خبر لے — شیشہ جو بغل میں ہے اوسی میں تو پری ہے

نہ ملیئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے ۔ وگر ملیئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

تری آنکھیں دکھا دیجے تو نرگس مست ہو جاوے ۔ اگر دیکھے یہ قامت سرو گلشن پست ہو جاوے

رباعی

اے درد یہ کون صبر کو لوٹ گیا ۔ یوں تجھ سے جو منہ ایک بیک چھوٹ گیا
کیا تجھ پہ مصیبت پڑی ایسی ظالم ۔ کہہ تو سہی جی ڈھاکہ دل ٹوٹ گیا

دیگر

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا ۔ مشکل ہے کہ حرص سے ہو دل برکندا
جنت میں بھی اکل و شرب سے نہیں ہے نجات ۔ دوزخ کا بہشت میں بھی ہوگا دھندا

دیگر

موندا آنکھ سدا کب تئیں دن ٹالیے گا ۔ غفلت کے تئیں بغل میں یوں پالیے گا
اے درد مراقبہ تو کرتے ہو ولے ۔ ٹک اپنے گریباں میں بھی منہ ڈالیے گا

دیگر

اے درد اگرچہ جی میں ہے جوش و خروش ۔ رہتے ہیں ولے اہل تامل خاموش
موجوں کو شراب کی وہ پی جاتے ہیں ۔ گرداب کی مانند جو ہیں دریا نوش

دیگر

اے درد یہ درد جی سے کھونا معلوم ۔ جوں لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم
گلزار جہاں ہزار پھولے لیکن ۔ میرے دل کا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہوں — ہر حرف میں کتنے ہی ورق پڑھتا ہوں
اس علم کی انتہا سمجھنا آگے — اے درد ابھی تو نام حق پڑھتا ہوں

دیگر

اے درد سبھوں سے برملا کہتا ہوں — توحید نہ میں چھپا چھپا کہتا ہوں
ملا کو بھی اس میں نہیں جائے انکار — بندہ بندہ خدا خدا کہتا ہوں

دیگر

یا اوسنے ہی رسم تغافل کم کی — تاثیر بڑھی ہے یا کہ اپنے غم کی
رونے کو مرے تولے ہے وہ نظر و نمیں — اس گوہر اشک کی بھی رتی چمکی

دیگر

تیرے [لیئے] درد کی کسی سے نہ بنی — بہتیروں نے چاہا پہ سبھی سے نہ بنی
یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر — ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

دیگر

عاشق ہے جسکے اوسکے محبوب بنے — دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے
تسپر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تم نے — بس درد خدا سے اب تمہیں خوب بنے

[درد] دوم

سید کرم اللہ خاں وے بزرگے بود از دودمان شرافت و خاندان نجابت بہ نواب معلی القاب عمدۃ الملک سید [امیر] خان بہادر قرابت قریبہ داشت در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ غفران پناہ بعمدگی تمام و ثروۃ مالا کلام ایام زندگانی بکام دل بسر میبرد شعرش خالی از درد نیست ایں یک غزل پنج بیتی از زادہاے طبع آں والا نژاد کہ در سفینہاے دیرین یافتہ شد بہ تحریر در آمد منہ عفی عنہ ؎

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے — ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

دوانا بیہدہ رسوائے عالم ہم کو کہتے ہیں
ہمارے عشق کی انشا کے کوئی القاب کیا جانے

کنارے سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کی لذت دیدہ پر آب کیا جانے

سمندر کو نہ دے نسبت مری آنکھوں سے تو ہرگز
ابلنے کی طرح چشموں سے یہ تالاب کیا جانے

تڑپتا دیکھ بسمل کو کہا یوں درد سے دل نے
ادب کے حق ادا کرنے کے یہ آداب کیا جانے

دردمند

تخلص میاں محمد فقیہ است وے شاگرد سخن سنج فیض گستر میرزا جان جان مظہر بود علیہما الرحمۃ والغفران مرزائے مرحوم و مغفور بدرجہ اعلے باوے خوش بودند و مثنوی موسوم بہ ساقی [نامہ] را کہ از نتائج طبع وے است بسیار می شنودند و فی الواقع کہ حسب رواج آں وقت بسیار خوب گفتہ و اشعار دیگر ہم دارد اما ایں ساقی نامہ خیلے مشہور و بر زبان خلق جاری است ایں ہفت بیت [از] ان وے است ؎

نظر تو کر دمک چمن کی طرف
شگوفے کو آئے ہیں مستی سے کف

چمن میں بھرا ہے نشہ یہاں تمک
کہ نرگس کی جاتی ہے گردن ڈھلک

در مدح استاد والاگہر اعنی مرزا جان جان مظہر گوئد ؎

خدیو سخن میرزا جان جاں
کہ حکم اوس کا ہے نا طقہ پر رواں

لقب اوس کا ہے ذوالجلال سخن
کہ بندے ہیں اوسکے سب ارباب فن

کوئی آج اوس کے برابر نہیں
وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

در تعریف محمد علیخاں کہ ممدوح وے بود و با او سرخوش داشت گفتہ ؎

پڑی اوسکی قدرۃ کی از بسکہ دھوم
لیا ہاتھ قدرۃ کا صانع نے چوم

در باب داخل شدن بادشاہ جم جاہ اعنی حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بہ محل سرا و مرخص فرمودن نواب معلے القاب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر را ازاں جامی گوئد ؎

سدھارے سرا پردۂ خاص کو
مرخص کیا بردۂ خاص کو

درویش

تخلص جولانے است سعادۃ القیام شاہ علی نام وے از فقیرزادہاے حضرت دہلی وشاگردن نومشق شاعر فطانۃ مشحون میر نظام الدین ممنون است تکمیہ یکے از نیاکانش کہ شاہ بھیا نام داشت درمنڈوی گلہا شہرۂ تمام دارد شوق حفظ قرآن و دریافت معانی و قصص آں در نہادش خیلے جاگرفتہ حق تعالے نصیبش کناد گاہ [گاہ] فکر ریختہ می کند ایں پنج بیت از گفتہاے اوست ؎

بوسہ جب مانگا تو اوں نے مونہہ لیا ادھر سے پھیر
دل میں کچھہ شرمندہ سا ہو کر یہ سائل رہ گیا

ابھی تو گم ہوا ہے یک بیک پہلو سے دل اپنا
یہیں ہوگا کہیں ڈھونڈھو ادھر دیکھو ادھر دیکھو

ضرور اتنی بھی کیا ہے تیز گامی ناتوانوں سے
رہا جاتا ہوں پیچھے آہ یارانِ سفر دیکھو

بے[1] طرح طپش رات رہی سینے میں دل کو
شب زخم کا ٹانکا نہ کوئی ٹوٹ گیا ہو

رنجش کی وہ کیا بات ہوئی بزم میں اوس کی
ہم سے تو قسم لو جو اگر لب بھی ہلا ہو

دل

تخلص دوکس میدانم

اول

بزرگے واجب الاحترام مولوی شمس الدین نام وے از سکنہ حضرت دہلی است اوقات شریفش بیشتر بیاد مولیٰ میسری می شود بہ نہایت توکل و رضا ایام بسری برد خیلے صاحب تقوی و پارسا واقع شدہ گاہے بنا بر تفنن طبع ریختہ از طبع والائش سرمی [زد] ندایں مطلع از افق فکر دوشش

---

[1] اسطرح و. و.

طالع شدہ ؎

ہوتی آتی ہے سحر رات چلی جاتی ہے　　تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دوم

بینی پرشاد کائت وے از سخن گویان عظیم آباد پٹنہ [است مرد خوش زندگانی کشادہ پیشانی شگفتہ رو نیک خو [شنیدہ شدہ شعرش] مزہ دارد چار بیت از وے ایں احقر می نگارد ؎

پردہ اوٹھا کے تو نے ادھر کو گذر کیا　　عالم کے دل میں تیری محبت نے گھر کیا

او روٹھ کے ہم سے جانے والے　　مت روٹھ ہمیں گلے لگا لے

جی چاہتا ہے بولیے ہرگز نہ یار سے　　پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

نالہ و آہ و فغاں بے طاقتی ہمراہ ہیں　　ہم تو کوچے سے ترے نکلے بڑا سامان لے

دلبر

تخلص شاہ دلبر است وے طالب علمے بود درویش نہاد در بلدۂ عظیم آباد [گویند بذکر خدا] و رسول و صحبت اصحاب قبول خیلے راغب و دل نہاد بود ایں مطلع از وست ؎

پھر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو　　یار ہو میں ہوں گلے میں ہات ہو

دلسوز

تخلص خیراتی خاں افغان است وے جوانے بود خوش طبع یار باش لطیفہ گو پاکیزہ معاش

گشادہ پیشانی نیک زندگانی دور از دل تنگی رفیق ظفر یاب خاں فرنگی مشق سخن از محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میکردہ مدتے است از حال و آلش اطلاعے نیست ایں دو [از] دہ بیت از گفتہاے اوست ؎

کل کس کے تبسم کا چمن میں یہ فسوں تھا
تھا گل کا جگر چاک [ک] دل غنچہ بھی خوں تھا

کہتے تھے کرینگے نہ کبھو چاہ کسو کی
سو ہم بھی تکا کرتے ہیں اب راہ کسو کی

گم ہوا نامہ تو ہو قاصد تو کیوں دلگیر ہے
[تھا] لکھا قسمت کا یوہیں تیری کیا تقصیر ہے

وہ مونہہ زلفوں سے ڈھانپے ہے تو ہم آنسو بہاتے ہیں
وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

چکر میں آئے ہالۂ مہ آسمان پر
بالے کو ٹک الٹ کے جو [رکھ لے وہ کان] پر

شب خیال زلف تھا یہاں تک دل بیتاب میں
سانپ سے پھرتے رہے آنکھوں کے [آگے] خواب میں

دلوں کو کرتے جو تم پائمال چلتے ہو
بتو خدا سے ڈرو کیا یہ چال چلتے ہو

لکھدیجیو تربت پہ مری کلک جلی سے
مر مر گئے عشاق تری سنگدلی سے

ترے عشق میں جی سے گزرا میں جانی
ولیکن مری قدر تو نے نہ جانی

مجھے رحم آتا ہے دلسوز تجھ پر
یہ آزار عشق اور تیری جوانی

قطعہ

میاں جی نے نماز ظہر کو کل
جو پوچھا دوپہر اب کیا بجی ہے

سنی لڑکوں نے جو میں یہ صدا بس
بجا کر تالیاں بولے ڈھلی ہے

دلہن بیگم

المشہور بہ نواب بہو صبیہ رضیہ نواب غفران مآب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور خلف الصدق نواب معلے القاب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید مبرور زوجہ خاصہ نواب مغفرت ایاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر است وے مستورہ [ا] یست عصمت قباب عفت احتجاب نہائت پارسا و بغائت باتقوی عقیدہ سنیہ سنیہ از دست نداوہ برجادۂ اجداد امجاد باستقامت تمام پا نہادہ باوصفے کہ مسند نشین ایوان عز و اعتلاست سجادہ نشینی صومعہ عبادت مولی را کاربستہ باوجودے کہ مربع نشیں چار بالش ثروۃ و جاہ است بہ پرستاری معبود مطلق بہ خلوۃ کدہ معبودیہ بر خاک پاک بندگی نشستہ بیشتر اوقات [بہ تلاوۃ قر]ان [و] خواندن اوراد میگذارد و اکثر احیان بہ رضاجوئی حضرت [منا] ن و خوشنودی خالق العباد مصروف میدارد ازاں جاکہ طبع سلیم و فہم مستقیم بوے ارزانی داشتہ اند باراست طبعان [سرے دا] ردو شعر ریختہ گاہ گاہ بر روے کار می آرد ایں [شش] بیت از ریختہ ہاے طبع آں معصو[مہ] عصمت قباب است کہ من جملہ آں ایں دو درجواب شوہر خود گفتہ ؎

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں　　مثل گل جابیں جدھر جاویں مہکتے جاویں

مت کرو فکر عمارۃ کی کوئی زیر فلک　　خانۂ دل جو[گر] ہوا ہے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ گوید

ساقیا مے سے چھکا دے کہ بہکتے جاویں　　برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں

جہاں میں جہاں تک جگہ پائیے　　عمارہ بناتے [چلے] جا [ئیے]

ایں ہر دو بیت در حرف الف در ذکر نواب [معز الیہ ہم ثبت] افتادہ

[ا] ل ۱۰ ۱۰ میں صرف پہلے دو شعر درج ہیں +

ایک تو رسوا کیا عالم میں تیری ..... پرے لوگوں طعنے .....
جا پھسا دل زلف میں اب سوئیے شام کے مردے کو کب تک روئیے

دل لگانے کا مزا کچھہ بھی نہ پایا ہمنے شمع ساں داغ دل اپنے کو دکھایا ہمنے
بید مجنوں کی طرح آہ نہ پھولے نہ پھلے باغ دنیا سے ثمر کچھہ بھی نہ پایا ہمنے

دیوانہ

تخلص ہندو نژادے است محبت التیام سرپ سنگھ نام وے از شعرائے دیار مشرق است در بلدہ لکھنؤ یکچند علم [استاد] ہی می افراشت و کمتر کسے بود کہ نسبت تلمذ بوے نداشت جعفر علی حسرت کہ استاد قلندر بخش جرأۃ است نسبت تلمذ بوے دارد و کمتر کسے [از] سکنۂ [آں دیار وے را] استاد [نہ پندا] رد بہر [کیف] ایں رباعی کہ از وے بمن رسیدہ بہ رشتۂ تحریر درکشیدہ ؎

رباعی

وہ لوگ کہاں کہ یار باشی کیجے وہ [وقت کہاں کہ] خوش معاشی کیجے
ایک گوشے میں [اپنے بیٹھ] ہو کر تنہا اب ناخن غم سے دل خراشی کیجے

حرف الذال المعجمہ

درے ایں حرف ذکر [شش] شاعر کہ من جملہ آں دو کس فدہ [تخلص میکند و دو ذکی اندراج] یافتہ و مجموع اشعار چہل شعر است

ذرہ

تخلص دو کس میدانم]

اول

مرزا راجہ رام ناتہہ وے بہ قرب پیشگاہ سلطنت و پیشکاری نظارۃ عز امتیاز داشت ہندو نژادے بود و مطیع الاسلام کہ در ایام مصیبت آغاز عزا انجام محرم الحرام تعزیہ میگرفت و سبز پوش می گشت و شربت لطیف بخش می نمود و خیراتہا می فرمود و یازدہم ربیع الثانی حسب الارشاد واجب الانقیاد شاہ عالم پناہ گردوں کلاہ از دولت سرائے خود مہدی حضرت ذولسانین امام الطریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی [قدس] اللہ اسرارہم بہ تجمل تمام و شوکت مالاکلام بقلعہ مبارک بعقیدہ ہرچہ تمامتر می برد مختصر کلام مردے بود صاحب ثروۃ عمدہ معاش نیک [فطرۃ] بزرگی تلاش بجا بر موزونی طبع گاہ گاہ فکر ریختہ می نمود و از انجا کہ [تخلص حضر] ۃ قدر قدرۃ آفتاب است ذرہ تخلص خود قرار دادہ بود [ایں دو بیت از] زادہاے طبع اوست ؎

ترے کوچے میں روز و شب [پڑا پھرتا] ہے یہ ذرہ بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

[غضب ہے آگے] عاشق کو لٹا دیتی ہیں لال آنکھیں چھنا لیتی ہیں میری [جا] ن یہ کافر چھناں آنکھیں

دوم

لالہ چنی داس جہاں آبادی [وے مردے] است قابل نیک خصائل کہ اگر خریدارے جوہر قابل بود عدیلش بسیار کم بہم رسد بنا بر کساد بازاری بمعلمی ایام بسر می برد ایں مطلع او راست ؎

کام عاجز [وں] کے کرو نیکی کے تخم بو لو آب رواں جہاں ہے کچھ ہاتھ اپنے دھو لو

ذکا

تخلص لالہ خو [ب چندا] ست وے سکندر آبادی الاصل و جہاں آبادی المولد خلف لالہ [1] چند نبیرہ رائے سلامت رائے کایتہ ماتہر است کہ بعمدگی ایام بسر می برند و در افراط

---

[1] ۱۲۸۶ میں یہ نام حذف کر دیا ہے۔ اور اصل میں اس مقام پر سوراخ ہے ۔

تفریطے کہ بہنگامہ افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد اکثرے از نیاکانش بہ [پاس ناموس عیا]ل [خود] راجو ہر نمودہ خود بمعرض ہلاک درآمدند و بعضے از نسواں بلحاظ عصمت بچاہ افتادہ جان بجان بخش دادند و برخے از اناث و ذکور بہ پامردی خود جان از مہلکہ جاں ستاں بسلامت بردہ افتاں خیزاں از چور عام (کذا) کہ مسکن ایشاں بود بشہر [نو افتا] دند از [ان پس کہ] ایں فتنۂ عام فرونشست و آتش بلا کہ سر بہ بالا کشیدہ بود پست گشت گروہے از ان رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامۃ افگندند و [شرذمۂ] بہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد سکونت ورزید [ند بہر کیف] ایں لالہ خوب چند بہرہ از سخن سازی و انشا پردازی و [سیاق وغیرہ از فنون] متصدی گری دارد شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرسا [ند] دیوانے مشتمل اکثر انواع سخن جمع نمودہ و تذکرہ ہم تا [لیف فرمودہ از شاگردان] وے گوے سبقت ربودہ ایں بست و پنج بیت از گفتہائش ایں بے بضاعت تحریر نمودہ ؎

کہیں مدہوش ہوئے گا بہت مت پی ذکا [اوسکو] — مے گلگوں [نہیں یہ دیو ہے نادان شیشے کا]

خوف مژگاں سے ترے [دل تو] دھڑکتا ہی رہا — ہاے [جبتک] جیے یہ خار کھٹکتا ہی رہا

اگر [خواہش] ہے تجکو دیدۂ بیدار ہو پیدا — تو آئینہ بنا دل کو کہ شکل یار ہو پیدا

جلوہ گر ہے جو لب بام پیارا اپنا — ہے بلندی پہ ذکا آج ستارا اپنا

حال یکساں ہے سدا اپنے دل دلگیر کا — یا الٰہی دل ہے یہ غنچہ ہے یا تصویر [کا]

جرس فریاد کرتا ہے ذکا اسواسطے ہر دم — کہ غافل قافلہ چلتا رہا اور تو رہا سوتا

نشا پیے ہے تو کر [تا] ہے وہ دماغ بڑا — کہے ہے مجسے کہ گرمی ہے کر چراغ بڑا

[نہیں ساقی خیال اپنا] شراب پر تگالی پر ہمارا دل تو غش رہتا ہے اون ہوٹوں کی لالی پر

مسی لبوں پہ ترے رنگ پاں سے سرخ نہیں ہوئی ہے خون شہیدوں سے کربلا رنگیں

کیا ہوا زلف کا خیال ہمیں زندگی ہو گئی [وبال ہمیں]

نہیں ہے غم کسی کا عیش اور عشرت کی باتیں ہیں [بغل میں یار ہے] برسے [ہے] مینہ ساون کی راتیں ہیں

نرگسی چشم تجھے [کن نے دکھائیں آنکھیں] دیکھتے ہی جو مجھے تو نے چھپائیں آنکھیں

[ہماری بزم] میں ساقی ترا آنا مبارک ہو بہم جوں شیشہ و پیمانہ ملجانا مبارک ہو

[صبا کرنا] ہوا خواہی سے ٹک آگاہ بلبل کو کہ آئے ہے خزاں رکھ کوئی دم آغوش میں [گل کو]

ہلے ہے ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو کہاں کہاں چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

[نقش] پا خالق گیتی نے بنایا ہم کو جس کے قدموں سے لگے اوس نے مٹایا ہم کو

شرم سے ہو گئے پانی ترے [دولت سے جواں] موج دریا ہے مرے پاؤں کی زنجیر کو دیکھ

کس رشک چمن کے قد موزوں کا بیاں ہے سبزہ بھی جو اگتا ہے تو وہ شکل زباں ہے

رخ پہ قطرے ترے گرمی کے عرق سے چھوٹے روز روشن میں یہ بے وجہ ستارے ٹوٹے

ہماری خاک سے گزرا جو باندہ کر دامن　　کچھ اپنے جی میں وہ شائد [غبار] رکھتا ہے

ہوا اب آئینہ رو صاف یار و ہم سے روگرداں　　نہ سوچا جی میں اتنا وہ کہ پھر بھی مونہہ دکھانا ہے
سیہ بختی نصیب اپنے زیادہ اس سے کیا ہوگی　　کہ دست غیر میں پیالے تیرے زلفوں [کا شانہ] ہے

ملے ہرگز نہ جیتے جی کبھو پھر دلربا [تجھ سے]　　عجب کم بخت ساعت سے [ہوئے تھے ہم جدا تجھ سے]

کیوں نہ پامال کرے ہر کوئی چالاک مجھے　　رفتہ رفتہ تری الفت نے کیا خاک مجھے

کیا ہی ہوں [ہم چشم آہو نے] کیا شیدا مجھے　　وحشت دل ہو گئی خضر رہ صحرا مجھے

ذکی

[تخلص دو] کس میدانم

اول

جعفر علی خاں مرحوم وے امیرے بود [پنج ہزاری از امیران] عہد آسودہ مہد حضرۃ فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ از [رفقاے نواب عمدۃ] الملک امیر خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ بسیار بہ شوکت و عظمت و ثر [وۃ و حشمت زندگانی] میکرد و خیلے خلیق و خوش وضع رفیق دوست و پاکیزہ طبع ستو [دہ کردار حمیدہ] اطوار واقع شدہ بود شعرش بر وبہ آں وقت بسیار با خوبی د [متانت است] ایں چار شعر یادگار آں مرحوم رحمت پروردگار ثبت افتادہ ؎

[سن کے] احوال مرا ناصح مشفق نے [ذ] کی　　ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینا کوٹا

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں ہونا رفو　　سوزن تدبیر ساری [عمر اگر سیتی رہے]

خاکساری پہ نہ کر موذی کی ہرگز اعتماد — جونک ما[ٹی] میں ملے تو [بھی ہو پیتی] ہے
عشق میں نسبت نہیں بلبل کو پروانے کیساتھ — وصل میں وہ جان دے یہ ہجر میں جیتی رہے

دوم

میاں محمد ذکی خلف الصدق قاری محمد [تقی] دے نو [جوانے است] سعادۃ نشان ذکاءۃ توامان طالب علم سراپا حلم میل ریختہ در سر دارد و سخن خود باصلاح حافظ عبدالرحمن احسان میرساند ایں پنج بیت از گفتہائے اوست ؎

میرا دل سودا زدہ اس میں سے نہ گر جائے — کر زلف کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

چڑھائے تیوڑی رہتے ہو اس اخلاص پہ پٹکی — تمہیں لی کسنے چٹکی کیوں اتر بیٹھے ہو زانو سے
غضب ہے قہر ہے آفت ہے ایسا وقت آیا ہے — رہوں محروم میں اے یار ساغر تیرے لب چو سے
جزاک اللہ کیا دام بلا تم نے بچھایا ہے — ہزاروں دل [لٹکتے] ہیں تمہارے تار گیسو سے
سرک جا پاس سے میرے نہ مجھ سے بحث اے ناصح — مجھے ہرگز نہیں ہے شوق میں میں اور تو تو سے

ذوقی

تخلص درویشے است محبت التیام شاہ ذوقی نام گوئند کہ دے نہائت [وارستہ مزاج دنیا] بیزار واقع شدہ بہ بلدۂ لکھنو در رستہ و بازار غزلخوانی میکرد و ایں سہ شعر او بتحریر میرسد ؎

اپنی یہ چاہ اوس کی وہ صورۃ — اے عزیز و نگاہ کیجیے گا

ہے ہات کمان اوسکے اب تیر ہے اور میں ہوں — تدبیر ہے لاحا [صل] تقدیر ہے اور میں ہوں

جلد آ مل جو تجکو آنا ہے — ورنہ کوئی دم کو [دم روانہ] ہے

حرف الراء المهملہ

درتحت ایں حرف ذکر بست وچار شاعر اندراج یافتہ ومن جملہ آنہا دوکس راقم تخلص می کند و پنج رضا و سہ شخص را رنگین تخلص مختار گشتہ و مجموع اشعار [...] یک صد شعر] است و ازاں جملہ یک رباعی [واقع شدہ

راقم]

تخلص دوکس میدانم

اول

خلیفہ غلام محمد وے جوانے است [خوش خلق] نیکو خصائل شیریں گفتار پاکیزہ شمائل برکتب سیر فارسی نظرے دارد و در [کوچہ] انشاپردازی گزرے فی الجملہ از علوم عربیہ ہم بہرہ ور است اما از اصول کتابت بسیار باخبر خط [نستعلیق و نسخ] وشفیعا و ثلث و شکستہ وغیرہا می نویسد گاہ گاہ فکر ریختہ ہم می کند قبل ازیں بدوازدہ سیزدہ سال کہ بہ بلدۂ لکھنو نرفتہ بود ازیں خاکپاے طلبا و خوشہ چین خرمن شعرا شرح شمسیہ و حاشیہ میر میخواند و شعر خود نیز از نظرم میگذرانید حالاکہ بحکم العود احمد بوطن مالوف معاودۃ نمودہ از مرزا محمد عشق اکتساب فن شریف طبابت میکند و ایام مستعار حیات بمعلمی بسری برد بہرکیف ایں نہ شعر از زادہاے طبع اوست ؎

جو کوئی تجھ سے دل لگاوے گا — آپ اپنے کیے کو پاوے گا
روٹھنا بات بات پر تیرا — ہمکو کیا جانے کیا دکھاوے گا

[فرقت] میں تری جو مر گئے ہم — عشاق میں نام کر گئے ہم
بس کر [چکے عاشقی مری جاں — غصے سے] ترے جوڑ گئے ہم

؎ یہاں نسخۂ اصل میں حاشیہ پر اور عبارت تھی جو کٹ گئی ہے ۔

جب میں نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی تب اوسنے سنی بھی نہ مری بات اوڑا دی

آج دل بیقرار ہے کیا ہے [مرگ] ہے ہجر یا ہے کیا ہے
ہاتھ میں اسکے کچھہ تو چمکے ہے تیغ ہے یا کٹار ہے کیا ہے

رباعی

نے دیر میں کچھہ ہے نہ حرم میں کچھہ ہے ہستی میں کچھہ ہے [نہ] عدم میں کچھہ ہے
دنیا ہے طلسمات عجائب رآتم دم میں کچھہ ہے اور ایکدم میں کچھہ ہے

دوم

ہندو نژادے از اہل سخن مسمی بہ برنداں بن وے از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد و شاگردان سرا [مد] شعر [اے فصاحت آما مرزا محمد رفیع] سودا است این ہفت بیت از گفتہاے اوست ؎

نامے [کا میرے لیکر اوس سے جواب پھرنا] ٹک واسطے خدا کے قاصد شتاب [پھرنا]
اک وہ بھی دن تھے یارب جو [تھا ہمیں میسر] گلشن میں ساتھ اوسکے پیتے شراب پھرنا

یہاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو تا سب کہیں [کہ راقم] رحمت تری وفا کو

(ق)

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھہ غرض مجکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

دیگر

مژگاں سے دل نہ بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو یہ کہکے میں نے اوسے جب اپنی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جسدم کہ ہووے خالی تلوار گر نہ کھینچے پھر کیا کرے سپاہی

رافت

تخلص میاں رؤف احمد است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے مجددیہ [است در قصبۂ رامپور] رسید رمق از سرکار سرکار آنجا بطریق نیاز بزرگان خود یافتہ ایام بسر می برد گاہ گاہ فکر شعر می کند ایں پنج بیت او راست ؎

[اداؤ] انداز و ناز و عشوہ جو کچھہ ہمارے ہے فتنہ گر میں
نہ وہ پری میں نہ حور میں ہے [نہ] ہے وہ غلماں میں نے بشر میں
غضب تو یہ ہے سنو تو یارو تک آنکھ اوٹھا کر جو [د] یکھیں اوس کو
تو ہاے چتون میں یوں کہے ہے بھلا ہماری ہے تو نظر میں
جو کچھہ ہے اوس میں اداؤ شوخی سو کب ہے حور و پری میں ایسی
[خدا ہی] جانے ہوا ہے منحنی یہ کون آ قالب بشر میں

گرمی رخساروں [کی دیکھیے جو] وہ یار آئینے میں — جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینے میں
رافت اچپل وہ [بھلا کب میرے] گھر ٹہرے کہ آہ — عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینے میں

راغب

[تخلص جوانے] است تہور التیام مرزا سبحان قلی بیگ وے مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ است ہمیشہ بخوبی معاش بسر می برد و بہر دو زبان سخن موزوں می کند در فارسی نسبت شاگردی بشاعرے از شعراے ایران زمین دارد و ریختہ خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذراند اگرچہ مسقط الراس خاک پاک ہندوستان است اما موطن آبا و اجداش سرزمین ایران بہر حال ایں دو بیت از وے بخاطر ماندہ ؎

رشک چمن جو ہو گیا آج ہمارے [پا] س سے — اپنے یہاں بہ رنگ گل اڈ گئے کچھہ حواس سے

موہبہ دوپٹے میں چھپایا اوس نے　　دل کو پردے میں [لبھا] یا اوس نے

راز

تخلص مغل زائے است نیک فرجام مرزا یعقوب بیگ نام وے از جوانان نو مشق و شائقان تازہ شوق است وطن نیاکانش خطۂ توران و [مسقط الراسش ہندوستان] جنت نشان ایں دو بیت از وست ؎

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا　　لے تیرا نام صبح کے ہوتے وہ حق ہوا

آہ میرا دامن تر اس لیئے گلریز ہے　　اشک گلگوں میں مرے لخت جگر آمیز ہے

راجہ

تخلص راجہ بہادر خلف الصدق راجہ شتاب رائے دیوان صوبہ [بنگ][1] است ایں مطلع از واست ؎

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہچے　　دم ہم تلک نہ پہچا ہم دم تلک نہ پہچے

رجب

تخلص مغل [بچہ] ایست ہندوستان زاکہ رجب علی بیگ نام دارد و ہنگامہ ہائے بے سروپا پیوستہ بر روئے کار آ [رد] وے دہلوی الاصل [است اما بالفعل] بفرخ آباد سکونت ورزیدہ بسیار شوخ طبع و خانہ جنگ و [لطیفہ گو و بذلہ سنج] آفریدہ گارش آفریدہ گوئند و مجلسے از

[1] نیک ۱۰۰۰　　[2] خوش ۱۰۰۰

مجالس رقص چیزے رندانہ [بہ رقاصہ زنے] گفت وے بے محابا بسرعت ہرچہ تمامتر برجستہ شمشیرے [آہنی] حوالہ اش کرد [د] کہ زخم آں شہادۃ بے باکی آں جوان وسفاکی مہ رویان برصفحہ رخسار روزگارش تادم واپسیں ماند بہرکیف ایں دوبیت ویراست ؎

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ — جو دم خوشی سے گزرے وہی دم ہے واہ واہ
پی پی کے خون دل ہی بسر کی ہے زندگی — ساقی جو دے شراب یہی دم ہے واہ واہ

رسوا

تخلص دو شاعر بمن رسیدہ نوشتن یکے ازاں دو بہ تکملہ انسب دیدہ و دیگرے را درایں جا بہ رشتہ تحریر کشیدہ وے آفتاب [راے است کہ] بعضے آں را از کائنات حضرت دہلی دانند و بعضے جوہری پسر پندارند بہرکیف وے مردے بود دایم الخمر مقید بادیان و مذاہب ناگشتہ ازقید ایں وآں [وارستہ] پیوستہ لنگ بستہ با چشم نیم بستہ در بازار و رستہ صراحی در دست غزلخواں میگشت گویند کہ بعد رحلتش حسب الوصیتہ ویرا بام الخبائث [غسل] دادند از کفن وجہزش صلا بوے شراب نمی آمد الغیب عند اللہ تعالے شانہ مختصر کلام برخے از اہل اسلام ویرا جدید الہدائت [وصا] حب و [لا] ئت از اہل ملامت می پندارند از افاضۂ ساقی ازل کہ ہمیشہ از [خمخا] نۂ عنائت [بے] غائت خود سبو سبو رحیق محبت می ریزد بعید چیست بالجملہ ایں شش [بیت از گفتہاے اوست ؎

رسوا ہوا [خراب] ہوا در بدر ہوا — اس عاشقی کے پنتہ میں جسکا گذر ہوا

مست ہوکر گر پڑے ہیں ہر طرف دیوار و در — ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

کوئی جانہیں زمین پہ جو آنسو سے نم نہیں — رسوا بھی اپنے وقت میں مجنوں سے کم نہیں

ل ۵ یں [illegible] ل ۵ یکے ۱۲ ازاں ہر دو

قفس سے دوں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں اڑیں تو پر نہیں رکھتے چلیں تو پائے نہیں

گو زخم دل کو میرے نہ سیوے مرا میاں میں مر گیا تو کیا ہوا جیوے مرا میاں

گویند کہ ایں شعر بیشتر انشاد می نمود و در ترنگ نشہ اکثر بداں زمزمہ می فرمود و ردیف [وقافیہ] مصرع اخیر بتکرار مکرر بر زبانش میرفت و بہ تلذذ ہرچہ تمامتر بار بار از دہن بیرون [ں] دادہ [بکو] چہ و برزن[1] میگذشت ؎

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں [بیتاب ہو اس] دوانے دل کو رضؔا کس طرح سمجھائیے

رضی

تخلص نواب سیف الدولہ [سید] رضی الدین خان بہادر صلابت جنگ است وے مردے است عالی نسب و [عزیز] ے است والاحسب نیاکانش ہمیشہ با مانۃ وعظمت وشوکت وحشمت تعیش نمودہ وخودش نیز بہ تقرب درگاہ عرش اشتباہ شاہ عالم پناہ ع

سر عزت بآسماں سودہ

بہر دو زبان سخن گوئد و در ہر [دو میدان رخش ہمت [می] پوئد بہر کیف ایں یازدہ[2] [دہ] شعر از زادہائے طبع اوست سلمہ ربہ ؎

مرے قتل کرنے میں دو فائدے ہیں ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

[اللہ] کے میں [صدقے] تمکو مرے گھر لایا قادر اسے کہتے ہیں قدرۃ کے [یہ] معنی ہیں

یوسف پہ [زلیخا] بھی کہتے ہیں کہ مرتی تھی مرجائے جہاں عالم صورۃ کے یہ معنی ہیں

تصویر [پری جسا] پر کہنا بھی تماشا ہے جو دیکھے [سو] ہی کہوے زینت کے یہ معنی ہیں

جی کا نہ کیا خطرہ جھٹ لے ہی لیا بوسہ شاباش رضؔی تجھکو جرأۃ کے یہ معنی ہیں

---

[1] دیوان ۱۰۱۰۔ [2] یازدہ بیت از گفتہائے اوست ۱۰۱۰۔

پھنسی ہے اس طرح سینے پہ یہ زنجیر سونیکی کہ جیسے آرسی کے گرد ہو تحریر سونے کی
[1] ..... رہی ہے رات تھوڑی کچھ کریں تدبیر سونے کی

رضی سے صنم کیوں بُرا مانتا ہے یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے

ناصح سے کیا کہے کوئی کچھ بات واقعی غیر از ہمیں[2] کہ قبلۂ حاجات واقعی

نہ تو زاہد ونمیں جگہ ملی نہ تو عاشقوں سے یگانگی وہ مثل ہماری ہوئی رضی نہ [الی الذی نہ] او اللذی

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانیوالے کس طرح جلتے ہیں اوروں کے جلانے والے

رضا

تخلص شش کس بمن رسیدہ یکے ازاں شش بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و پنج کس را بالفعل مرقوم میسازم

اول

مرزا محمد رضا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا وے از سکنہ بلدۂ لکھنو و مرد خوشخو نیک طینت [محبت] نہاد پاک طوئیت[3] مودۃ بنیاد متمع گردیدہ و ایں دو بیت از گفتہائے او دریں جا بہ تحریر رسیدہ ؎

یارب یہ [آرزو کہیں] مٹی میں مل نہ جائے جبتک کہ یار آئے کہیں دم نکل نہ جائے

ہجر کی رات کیونکے گزرے گی یہ تو ساتھ لے اپنے آفتیں لائی

---

[1] پہلا مصرع دونوں نسخوں میں نہیں ہے [2] یہی ا. ا. [3] طبیعت ا. ا.

دوم

میرزا جیون خلف الصدق محمد مرزا خاں قور بیگی کہ بخوش نیتی و نیک خصلتی مشہور عالم بود وے جوانے است متواضع شیریں زبان پاکیزہ خلق عذب البیان یار باش خوش معاش شعرش سامعہ را باہتزاز آرد کہ بیشتر شعر عاشقانہ می نگارد فیض سخن در ابتدا از محمد نصیر الدین نصیر بودہ و در آخر ہا بہ میر نظام الدین ممنون توسل نمودہ ایں سیزدہ بیت از گفتہائے آں حسن الخلق است

ے تری فرقت [میں] اے مہ کیوں نہ انگاروں پہ لوٹوں میں
کہ جگنو بھی نظر آتے ہیں مجکو وقت شب اخگر

برق ساں ہے یہ تری تابش رخسار آتش — خرمن دل کو مرے لگ گئی یکبار آتش
سوزش داغ جگر گریہ سے کیا کم ہو رضا — بجھتی پانی سے نہیں [عشق] کی اے یار آتش

عیسی زماں دور سے دیکھے جو ادھر تو — گر نزع کی حالت ہو تو اوٹھ بیٹھیں [وہیں ہم]

تمہارے وصف دنداں میں یہ ہمسے شعر ہوتے ہیں — کہ گویا رشتۂ مضمون [میں] موتی پروتے ہیں

اے شمع بس پتنگ کو اتنا جلا نہیں — بن اوسکے تیرے رشتہ میں [کوئی] رہا نہیں

کب سپاہی ڈھونڈھتے پھرتے ہیں دیواروں کی چھانو — ہے ہر اک موج ہوا سے سر پہ تلواروں کی چھانو

آغاز خط کا کیا ترے رخ پر ہجوم ہے — گھیرا سیاہ شام نے کیا ملک روم ہے

لگا رہے گا جو مونہہ سے ساغر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
تو ہوں گے حاسد کباب جل کر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

پیچ سے کاکل کے تیرے شب کو دل بچے چھٹے — شکر للہ اس بلا سے یہ جو بیچارے چھٹے

لہ کرو ۱۰۰

تیری ابرو میں کہاں خال سیہ اے یار [ہے] نون میں نقطہ ہے یہ اسمیں نہیں تکرار ہے
جسکو دیکھے ہے سدا کہتا ہے ابتک یہ جرس اے عدم کے جانے والو قافلہ تیار ہے
کونسے وحشی کی اسکو اس قدر ہے یاد آہ سنگ سے ابتک بھرا جو دامن کوہسار ہے

سیوم

میر رضا علی [طغرا] نویس لکھنوی گویند کہ وے بسیار شوریدہ مزاج وارستہ طبع شوخی امتزاج آزاد وضع [افتادہ] اما شعرش ہمیشہ کیفیتے بستمع وارد ایں شش شعراز وے است ؎

ہدف یار جو [کل] سینے کا صندوق ہوا تیر جو دل میں لگا سو لب معشوق ہوا

بدام سبزہ رنگ اس مرغ دل کو آہ پھسوایا سیہ بختی نے کیسا مجکو باغ سبز دکھلایا

جو یکبار بھی دیکھنے تجکو پاؤں بلائیں بھی لوں اور تصدق بھی جاؤں

وہ اندنوں جو ایسا بے ربط ہوگیا ہے شائد رضا کو یارو کچھ خبط ہوگیا ہے

رباعی

جس دل کو قلق نے آہ گھیرا ہوگا آنکھوں میں پھر اوس کے اک اندھیرا ہوگا
کیوں گرد سے اپنے تیں بچاتا ہے رضا اس خاک میں عاقبت بسیرا ہوگا

چہارم

مرزا [علی رضا] ی مانک پو [ری] کہ در فن شریف طبابت ہم دستے دارد وگاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار می آرد ایں شعراز وے است ؎

خود نمائی کا اگر شوق ہے تجکو پیارے پیش رضا اپنے کو دکھلا دے بہار دامن

پنجم

جوانے [است] ازدودمان واجب الاحترام[1] میر محمد علی نام کہ بہ میر پٹنوی اشتہار دارد وے طالب علمے است از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ محبت آما از شاگردان میر ضیاء الدین ضیا کہ در اصابت کشتی و شمشیر بازی دستے دارد در علم نائکہ بہبید و عروض و قافیہ مہارتے دارد ایں سہ شعر از گفتہ اوست ؎

تم وعدہ کر کے شام کا پیارے چلے گئے — جب تک کہ دن ڈھلے مرے آنسو [ڈھلے] گئے
سینہ مرا برنگ گل افگار رہ گیا — تم تو صبا کی طرح سے آئے چلے گئے

نقش شیریں کا مٹے پتھر سے پر اوس کا خیال — یہ نہیں ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

رغبت

تخلص عزیزے است از خاندان نبوی علیہ السلام میر ابو المعالی[2] نام در بلدۂ لکھنو اقامت دارد و در شعر شوخ طبعی خود بروے کار آرد شاگرد میر نظام الدین ممنون نبیرۂ میر مشرف شرافت مشحون ایں مطلع او راست[3] ؎

یاد ہے راتوں کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا — چٹکیاں میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رفاقت

تخلص مرزا مکھن[4] بیگ مرحوم است وے جوانے بود بسیار خوش تقریر و با تمکنت از شاگردان میاں قلندر بخش جرأت و در عین عنفوان جوانی رخت زندگانی بربستہ آنجہانی شد ایں چار شعر از دست

---

[1] الاحترام ا۔ [2] المعانی ا۔ [3] از دست ا۔ [4] مکھی ا۔ ۔ مکین ۔ خزانۂ جاوید ۲۷۴

عفی اللہ عنہ ؎

خوف سے تیرے نہیں بولتے اغیار سے ہم ۔۔۔ ورنہ بھر جانے کو تیار ہیں دو چار سے ہم

کہتے ہو تم [نہ گھر] مرے آیا کرے کوئی ۔۔۔ پر دل نہ رہ سکے تو بھلا کیا کرے کوئی
لے فرش گل پہ غیر کو بیٹھے وہ اپنے پاس ۔۔۔ منظور ہے کہ خاک پہ لوٹا کرے کوئی
برسوں کی ایکدم میں رفاقت کرے جو ترک ۔۔۔ کیا ایسی زندگی پہ بھروسا کرے کوئی

رفیق

تخلص مرزا [سد] بیگ است سلمہ اللہ تعالے وے جوانے است مغں زا نہائت با حلم و پر حیا سپاہی [پیشہ] صاحب ہنر بہ اندیشہ نیکو سیر در سلک خواصان صاحب عالم مرزا ابو الظفر بہادر منتظم شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق یک چند مجلس مراختہ در خانہ خود منعقد می ساخت و باہر کس نرد محبت می باخت این دوازدہ شعر من جملہ طبع زادش در اینجا ثبت افتادمنہ سلمہ ربہ ؎

آج کی رات دل زار نہیں جینے کا ۔۔۔ لوگ کہتے ہیں یہ ہمیں رہنیں جینے کا

دل دھڑکے ہے [ا] پنا تو سر شا [م] ت یارو ۔۔۔ کس طرح سے اب دیکھئے ہوتی ہے بسر رات

دل پڑا [ے] مرا کیے ستم کار یا کے ہاتھ ۔۔۔ صاف کرتا ہے سدا مجھ پہ وہ تلوار کے ہاتھ

یار سب منزل گئے اور تھک گئے ہیں اپنے پاؤں ۔۔۔ اب پہنچنا دیکھئے ہوگا ہمارا کس طرح

مجلس میں شب ہوا جو وہ خورشید رو نمود ۔۔۔ بس شمع دو ہیں ہوگئی ہو شد مسا رگل

روشن رہیگا داغ دل عاشقان مدام　　ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

غفلت [میں] رفیق اپنی سبھی عمر گزاری　　صد حیف پہ کم بخت نہ ہشیار ہوا [دل]

کیا ظلم و ستم آہ ہوا اب کے برس میں　　دیکھا نہ چمن پھس گئے صیاد کے بس میں

اب عشق میں تمہارے ہم دل تو کھو چکے ہیں　　پر جان سے بھی پیارے ہم ہات دھو چکے ہیں

کوئی دیوانہ کہے ہے اور سودائی کوئی　　عاشقی میں تیری ہم نے پائے ہیں یہ نام دو

بیہات گر کے ہم نہ اوٹھے پھر زمین سے　　مانند نقش پا ترے کوچے میں مر گئے

حضرت دل زکریا کے طور پر بارے چلے　　موہنہ سے دم مارا نہ سر پہ سینکڑوں آرے چلے

رقت

تخلص مرزا قاسم علی شہیدی الاصل است بعضے از نیاکانش در خطہ کشمیر جنت نظیر رحل اقامۃ افگندہ خودش در شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد تولد یافتہ از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ و شعرش با صلاح میاں قلندر بخش جرأۃ رسیدہ بہرکیف ایں [چار] بیت از گفتہائے اوست ؎

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس　　جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس

اگر در مصرعہ اول قافیہ نوبہاری نمود خوب می بود ؎

نہ کر گھمنڈ رقیب اوسے گر ہوا اخلاص　　کسی زمانے میں ہم سے بھی اوسکو تھا اخلاص

ایں شعر نسخ شعر نظیری است وے علیہ الرحمۃ میگوید ؎

چو می بینم کسے انکوے تو دل شاد می آمد　　فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آمد

چھٹ جاے کسو سے نہ ملاقات کسو کی　　اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسو کی

دیوار گلرخاں کا سایہ مگر پڑا ہے　　زاہد بتا تو مجکو طوبیٰ میں شاخ کیا ہے

رند

تخلص مہربان خان مرحوم است وے از چیلہاے عمدہ نواب غفران مآب احمد خاں بنگش بود عفی اللہ عنہ در ایام دولت نواب معز الیہ در فرخ آباد بشوکت تام و شکوہ تمام تعیش می نمود اکثرے از شعراے نامی مانند سراد شعراے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا و شاعر فصاحت افروز محمد میر سوز وغیر ہما ملازم سرکار وے بودند بعد رحلت آں مرحوم نسبت بہ صہارتے کہ باشرف الدولہ افراسیاب خاں چیلہ نواب معلی القاب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ بہادر غفر اللہ لہ بہم رسانیدہ بود در حضرت دہلی ہم بخوبی ایام بسر می فرمود شوق شعر [و] شاعری بدرجہ اعلیٰ داشت و در علم موسیقی دستے بالا ایں پنج شعر کہ نسبت باں مرحوم کنند رقمزدہ کلک وقائع سلک می شود

ے　بے وطن بے رفیق بے اسباب　　کو [ئی ہم سا] غریب ہووے گا

یارب کہیں سے گرمی بازار بھیجدے　　دل بیچتے ہیں کوئی خریدار بھیجدے
دیتے ہیں عقد حسن میں عاشق عروس جان　　آتا نہیں تو آپ تو تلوار بھیجدے

ایں غزل در کلیات سراد شعراے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا ایں عاصی پر معاصی دیدہ و بسیار ناپسندیدہ ے

کس لیئے تلوار خریدی میاں　　باندھنے کو بھی (تو) کمر چاہیئے
میری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو　　نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

لہ بیست ا.ا. * اس صفحہ کے حاشیے پر کچھ عبارت لکھی ہے۔ مگر اتنی مسخ ہوگئی ہے۔ کہ پر معنی مشکل ہے *

رنج

تخلص میر محمد نصیر سلمہ الرحمن نبسہ سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ الرحمۃ والغفران جوانے است رعنا نیکو خصائل [زیبا] منظر پاکیزہ شمائل خندہ رو کشادہ پیشانی خوش خو نیک زندگانی یار باش وارستہ معاش فہم درست دارد و شعر تر از طبع روانش می تراود باہر کس عموماً شیریں زبان و بر قاسم ہمچیدان سرا [پا] نقصان خصوصاً بسیار مہربان چار شعر کہ ہر یک سازان گوہر آبدار و در شاہوار است دریں سلک [جوا] ہر منسلک ساخت منہ سلمہ ربہ ؎

خط دیکھ کر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا　　قاصد اودھر بدیدۂ پُرنم اولٹ گیا
زندگی تلخ و ناگوار ہوئی　　آنکھ سے آنکھ جب دوچار ہوئی

کان کا موتی نہیں عاشق کا اشک　　سرد مہری سے ہے تیری جم رہا
یاد میں اوس گلبدن کی صبح تک　　اشک سے تکیہ مرا سب نم رہا

رنگین

تخلص سہ کس میدانم

اول شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئیں صاحب اشعار رنگیں دیوان مروف ازو بر صفحۂ روزگار یادگار بود بیشتر اشعار وے ہر یکے از گوندگاں می سرود اما بنا بر مرور زماں و مضی اوان رواجش اندراس پذیرفتہ مردخوش مزاج و خوشخو و خوش طبع و خوشگو بود نامش اگرچہ بسمع قاسم ہمچیدان سرا پا نقصان رسیدہ اما از لوحہ حافظہ اش حک گردیدہ ایں سہ شعر از طبع زادہ ہائے آنمرحوم کہ بخاطر ماندہ بہ تحریر در آمدہ منہ عفی عنہ ؎

پھر کہیو کہ رنگیں کو نہیں قتل کیا میں　　رنگیں کے لہو سے تری تلوار بھری ہے
دیکھ دستار بستی ساقی سرشار کی　　کھل گئیں انکھیاں چمن میں نرگس بیمار کی
بات رہ جاوے گی قاصد وقت رہنے کا نہیں　　دل تڑپتا ہے شتابی [لاخبر] دلدار کی

دوم :- پورن لعل کائت شاہجہاں آبادی کہ با وارستگی مزاج ایام بسری برد و گاہ گاہ فکر ریختہ می کرد ایں دو شعر از وست ؎

نیض وم صبا سے ہے عالی دماغ گل — روشن ہوا ہے آپ سے یعنی چراغ گل
رنگیں نہیں ہے قطرۂ شبنم یہ باغ میں — باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

سیوم - سعادۃ یار خان وے رومی الاصل است اگرچہ مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان واقع شدہ پدرش محکم الدولہ طہماس بیگ خان بہادر اعتقاد جنگ بنابر افراط تفریط دور دور دیار ناہنجار مشقت بسیار و تعب بے شمار کہ تحریرش باطناب محل میکشد بدار السلطنت لاہور افتادہ در سلک خاصان نواب معلی القاب معین الملک بہادر المعروف بہ میر منو خلف الصدق نواب غفران مآب وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید رضی اللہ عنہ منسلک گشت و بعد چندے از رحلت آں مغفور بعمدگی تمام بسر کردگی چند صد سوار جرار بدو سرکار دولتمدار نواب مغفرۃ ایاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر و منابہ خان ذو الفقار الدولہ رضی اللہ تعالے عنہم نوبتہ بنوبتہ رفاقت ورزیدہ بہ ترفہ تمام و آسودگی تمام زندگی میکرد و خودش نیز بعز و امتیاز ملازم شایستہ رہاے والا قدر و مرزبوماے ثروۃ بہر سرفرازماندہ اما از یک چند ترک ایں سودا کردہ گوشہ نشین زاویہ عزلت است مختصر کلام وے جوانے است رعنا رند مشرب صاحب مروۃ پاکیزہ مذہب نہایت خلیق و یار باش بغایت خوش اختلاط و نیک معاش نسبت تلمذ بہ شیخ ظہور الدین حاتم دارد و بعد رحلت آں مرحوم بہ میاں محمد امان نثار کہ شاگرد رشید شاہ حاتم مغفور است توسل جستہ و بمیر انشاء اللہ خان انشا ہم صحبت دشتہ چار دیوان مردف دارد کہ منجملہ آنہا یکے تمام غزل در غزل و یکے ہمگی ہزل و یکے بتمامہ بزبان زناں گفتہ و در دیوان ہزلیات قصیدہ در مدح شیطان لعین انشاد نمودہ و بجای تسمیہ تعوذ در انجا ثبت فرمودہ و بیروں ازیں مثنویات چند از وے بر صفحۂ روزگار ثبت افتادہ و رسالۂ منشرکہ بمجاس رنگین موسوم ساختہ و بر اکثرے از اہل سخن تا شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران بزعم خود دراں دخل بر بجا کردہ تصنیف نمودہ با ایں ہمہ غیر ازیں کہ مناسبتے بریختہ دارد

---

۵۱ میکند ۱۰۰۔ ۵۲ ب ۱۰۰ ۵۳ چند سوار ۱۰۰ ۵۴ در ۱۰۰

بسیار کم مایہ و سپاہانہ خواندہ است بہرکیف ایں شصت[1] و یک بیت از زادہائے طبع رنگین اوست

جو دیکھا ہاتھ خالی راہ میں رنگیں نے قاصد کو — بھری اک آہ سرد اور سر در و دیوار سے پٹکا

جی بیچ کے یہ عشق کا جنجال خریدا — اوس جنس کو کھو ہمنے عجب مال خریدا

تا حشر رہے یہ داغ دل کا — یارب نہ بجھے چراغ دل کا

کھائے پان تم نے غیر کو کل اپنے ہاتھوں سے — جو غیرت کھا کے ہم کچھ کھا کے مر رہتے تو کیا ہوتا

چشم گریاں سینہ بریاں آہ سرد و رنگ زرد — عشق میں کیا اس سوا کچھ اور حاصل ہوی گا

مگر اس امر کے قابل نہ تھا کوئی کہ خالق نے — تمامی خلق کا غم اس دل دلگیر کو سونپا

کیا ہوئی تقصیر ایسی تجھ سے اے رنگیں تجھے — تیغ کھینچے آج پھرتا ہے وہ قاتل ڈھونڈتا

خواب میں بھی خیال ہے تیرا — ہجر میں بھی وصال ہے تیرا

ایک سے ایک دھماں دھار ہے کم کس کو کہوں — چشم سے خال ترا چشم بڑی خال سے خوب

جس کا بوسہ تجھے منظور ہے اے رنگیں کو — ہونٹ سے گال بڑے ہونٹ بڑے گال سے خوب

رنگیں سلام کر تو وہ سر پر رکھے گا ہاتھ — یوں دیکھ دیکھنی جو ہے منظور پشت دست

خال ابرو کو ترے دیکھ یہ کہتی ہے خلق — ہے سیہ مست پڑا گوشۂ محراب کے بیچ

ہمیں وہ دیکھ ہر دم ہاتھ میں شمشیر [کہہ] کہہ کر — کسی کی اب اجل آئی ہے یہ کہتا ہے رہ رہ کر

جب مانگتا ہوں بوسہ کہتا ہے اف ڈھٹائی — سب لوگ دیکھتے ہیں اے بے حیا حیا کر

کشتے کا تمہارے یہ مدفن ہے مرا کتبہ — پڑھ لیجے ذرا اسپر تکبیر کھڑے ہو کر

اب سیر میں گلشن کی تا سرو کو میں کاٹوں — کچھوا دو مجھے اپنی تصویر کھڑے ہو کر

دیوانوں سے کہتی ہے وحشت کہ بہار آئی — پاؤں میں پہن لیجے زنجیر کھڑے ہو کر

اوٹھنے سے تمہارے جی جی بیٹھا جاتا ہے — کر جایئے ٹک اسکی تدبیر کھڑے ہو کر

---

[1] ہفت ۱۰۰

سنگدل میں نے کہا جب اوسکو تب اوس شوخ نے — مارا چھاتی میں مری اک سنگ خارا کھینچ کر
ہن سکہا جب مُدعا اوسکے گوش کا بہزاد سے — رہگیا تب [پاس مد کے ایک تارا] کھینچ کر
کیا کشش دل کی غضب ہے حضرت یوسف کو جو — بر سر بازار لائی آشکارا کھینچ کر
مجکو اک تسخیر کا ایسا ہی منتر یاد ہے — اوس [پری] کو جب سے شیشہ میں اتارا کھینچ کر

طاقت مجھے ہجر کی نہیں ہے — اب وصل ہو بس، بس اے خدا بس
مدام اپنی رہے محفل میں یوہیں جام کی گردش — الٰہی مت دکھانا گردش ایام کی گردش
مرہم کے لگائے سے ہو کیا فائدہ رنگیں — اس زخم جگر کو تو نمکداں سے ہے اخلاص
شیشۂ دل میں مرے معمور ہے حاتم کا فیض — کیوں سخن میرا نہ چمکے نور ہے حاتم کا فیض
جسپہ یہ ہوتی ہے برہم اوس پہ بل کھاتی ہے وہ — اسقدر ہے اوسکی زلف اور کاکل درہم میں ربط
بے طرح سیل اشک امڈ آئے — دل کی تعمیر کا خدا حافظ
ہمسایہ ترے رہنا رنگیں کو تو راحت ہے — پر بیچ میں پردہ کی دیوار ہے بے موقع

دیوانہ ترا دونو عالم سے نہیں واقف — شادی سے نہیں محرم ماتم سے نہیں واقف

کس کے دل پر تیر باراں ہو یہ دیکھا چاہیئے — فوج مژگاں کی رہی ہے اب جو تل چاروں طرف

بڑے جھوٹے ہو تم ہر روز کہتے ہو کہ آؤں گا — کبھو ہو جائیے سچے ادھر بھی آئیے مشفق
نہ مانا دل نے رنگیں کا کہا گھر سے نکل بھاگا — جو دیوانا ہوا اوسکو کب تلک سمجھائیے مشفق

پوچھتا کوئی اگر آکر زبان کی اوس کے بات — تو یہ رنگیں توڑ کر اوسکو دکھاتا برگ گل

آپ بھی دیکھ کے تا دیر وہ حیران رہا — اوسکی جب صانع قدرت نے بنائیں آنکھیں

مت [چوک ا] یدھر دیکھ یہ ہے مفت کا سودا　　اک بوسہ پہ دین و دل و ایمان چکے ہیں

یک بیک چونک کے وہ بولے کہ اب رات نہیں　　روک مت جانے دے گھر ہمکو یہ کچھ بات نہیں

نرگس کو وہ چمن میں کیا بھر نگاہ دیکھے　　وہ انکھڑیاں نشیلی جسکو خوش آنکھیاں ہوں

عالم مستی میں آ، سوجھ پڑی اور بھی　　ہے تو پلا ساقیا اس سے کڑی اور بھی
زلف میں تھا دل پھسا آنکھ لڑی اور بھی　　ہائے مصیبت نئی آن پڑی اور بھی

تجھے جس روز کہ خالی یہ مکاں رہتا ہے　　مجکو [تنہائی] میں پھر [وں] خفقاں رہتا ہے

دیکھیو یہ قامت ہے یا بلا ہے آفت ہے،　　قد نہیں قیامت ہے قہر آسمانی ہے

تم کب تک اپنے دیدۂ پُرنم کو دیکھئے　　اب اس ستم کو دیکھئے او [ر] ہمکو دیکھئے

جو کوچہ میں اوس نازنیں کے نہ ٹھہرے　　تو پھر یہ کہو ہم کہیں کے نہ ٹھہرے

آ تجھ بغیر مملکت دل اوجاڑ ہے　　چھاتی پہ رات ہجر کی کالا پہاڑ ہے

ایسے ظالم کو دل دیا میں نے　　آہ اللہ کیا کیا میں نے

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے　　یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

قطعہ

میں نے چٹکی جو لی تو ہو کے خفا　　بولے آئے ہو [کیا] ستانے آ [ج]
روز تم ٹچلے بیٹھے رہتے تھے　　کیا ہوا ہے تمہیں نجانے آج

دیگر

جو درد عشق کی آتی ہے مجکو یاد کبھی — تو جی ہی جی میں یہ باتیں پڑا بناتا ہوں
اگرچہ عشق نے یہ رنگ کر دیا میرا — بلا سے شہر میں رنگین تو میں کہاتا ہوں

دیگر

رات کا ذکر ہے میاں رنگین — میں نے لی اونکی ران میں چٹکی
ہاتھ ماتھے پہ مار کر بولے — پڑ یو اس اختلاط پر پٹکی

دیگر بزبان زناں

کیا بری طرح سے ملتا ہے تو اے رنگین جاں — ہر ملاقات میں کہہ کب تئیں میں تجھے لڑوں
رحم آتا نہیں کچھ تجکو بدن چھلتا ہے — سخت مت ہاتھ لگا مجکو ترے پاؤں پڑوں

تو نے ڈھکا کے جو رنگین مجھے کل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
میں نے اس سر کی قسم ہے [اپنا] — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

کہا رنگین نے جب آؤ گے تم کب — تب اوسنے دیکھ چھپ اور اپنی تختی
کہا چل دور ہو اپنی خبر لے — ہم اس لائق ہوے لو نیک بختی

رباعی

اوس راہ سے دیکھتے جو اوسکو آتے — یہ کہتے ہم اونکی گالیاں بھی کھاتے
رنگین کی طرف بھی ہوتے جایا کیجے — اس راہ سے مہربان آتے جاتے

مستزاد

زاہد کہتا ہے بت پرستی کو چھوڑ — اے بندہ حق
راہب کہتا ہے دل سے مستی کو چھوڑ — لے مجھے سبق
رنگین کہتا ہے تو نہ دونو کی سن — گر عاقل ہے
تجھے جو ہو سکھے تو ہستی کو چھوڑ — اولٹا دے ورق

رونق

تخلص عزیزے است از خاندان لائق الاحترام میر غلام حیدر نام وے از سکنۂ عظیم آباد وسخنش رونق نہاد است گویند کہ مرد نیک ذات حمیدہ صفات ستودہ اطوار پاکیزہ [کردار واقع شدہ] ایں دو بیت از گفتہائے او ایں احقر نوشتہ ؎

رحم کر اے دوست گاہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تیری راہ میں افتادہ ہوں [ل]
کس شراب آشام نے یارب کیا مجکو خراب — مدتیں گذریں کہ میں شیدا [ے نقل و با] دہ ہوں

[حرف الزاء المعجمہ]

در ذیل ایں [حرف ذ] کرہیچ سخنگو کہ سہ ازاں زار تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار بیست و دو شعر است۔

زار

تخلص سہ کس میدانم

اول - برہان الدین خان سلمہ الرحمن [وے] مردے است نستعلیق وضع شکستہ نویس خوش طبع نیک [جلیس نظرے بر کتب] فارسی و فی الجملہ [چیزے] از رسائل عربی دارد بسیار خلیق و [کشادہ پیشانی و نہائت خوش اختلاط و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ در خواصان حضور پر نور بمدعا نویسی باہتیاز است و در سخن گوئی ممتاز [بہم] دو زبان سخن میگوئد یعنے بمیدان فارسی و ہندی رخش [ہمت] می پوئد گویند کہ شعر کسے بنظرش [نمی] سجد باین [ہمہ شا] گرد محمد نصیر الدین نصیر است بہر حال ایں سہ بیت از گفتہائے اوست سلمہ ربہ ؎

رہ یار دنیوی سے سبکدوش اس روش — جیسے گذر ہو آب رواں پر حباب کا
جو ساتھ غیر کے شب کیجئے [او سکی] میخواری — تو کیا [ہی] آتش حسرت سے دل کباب ہوا

ل ا ۱۰ بمدعا نویسی امتیاز داشت ۲ ۱۲ سب دیکھیں +

ہوں شہید چشم قاتل میں زبس روز جزا　　باغ رضواں سے ملیں گیش (کذا) مجکو دو نرگس کے پھول

گردش چشم سے اوسکی ہے جہاں کو گردش　　ایسی گردش کو میں کیوں گردش ایام لکھوں

کون صورت ہے کہ[1] حرف آرزو ہو لب سے وا　　اوس دہان بے زباں سے گردہ تصویر ہوں

چرخ کیا تیرے [انقلا] ب ہیے　　پر کبھو ہم نہ کامیاب ہوے
تیرے رخسارے کے پینے سے　　ماہ من جیسے [آفتا] ب ہوے

غرور حسن ولاختم ان [ہتا] ل پر ہے　　قدم زمیں پہ نہیں ان کا آسماں پر ہے

[چشم] طوفاں خیز [پھر] اب گریہ پر تیار ہے　　[جسکے آگے اے سیہ رو] ابر تو بیکار ہے

دوم

دو [م - جوانے است از] خاندان لائق الاحترام میر مظہر علی نام نیک خو از بلدۂ[2] لکھنؤ خوش اختلاط یار باش نیک ارتباط پاکیزہ معاش بشعرش بے کیفیت نیست این ہشت بیت ازوے است ؎

ہمیں تو فرش [سے] اور بالش مخمل سے بہتر ہے　　گلی میں اوسکی پڑ رہنا سرہانے ہاتھ کو دھر کر

ایک دن آگے ہی دنیا سے [اوٹھا] نا ہمکو　　[یا الہی شب فرقت نہ دکھا] نا ہم کو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو　　کافر ہو اگر اس میں کچھ بات بناتا ہو
اب رہائی نے کیا اور پریشاں [مجکو]　　خوب تھا اسے وہی گوشہ زنداں [مجکو]

---

[1] و. و. میں گے ۔　[2] و. و. جو ۔ [3] در سکنۂ صمدہ بلدہ لکھنؤ و. و.

لاسکھواوسکو تواتے اور کیا بہتر ہے واہ　　بات یہ بھی [پوچھنے کی ہے] بھلا [تکر] ارسے

یہ وہ ہے عشق لامذہب کہ جسکے [دین ایماں] ہے　　نہیں پوچھے ہے اتنا بھی تو کافر یا مسلماں [ہے]

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہاں مجھے　　آرام جو یہاں ہے نہوگا وہاں مجھے

وہ وعدہ [وہ] تپاک وہ اقرار ہوچکے　　بس دو ہی دن کے دیکھ لیا پیار[1] ہوچکے

سیوم - سید زادہ صاحب سخن مسمیٰ بہ میر جیوں - نیاکانش از خطہ کشمیر جنت نظیر و [مسقط الراسش] خاک پاک ہندوستان بہشت بنیان - دست بیعت استفادہ سخن بمیاں محمد امان نثار دارد و اشعار متفرقہ ازوے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ ایں سہ شعر اوراست ؎

شب جھڑے آنسو میں یوں لخت جگر بھیگے ہوے　　گل جھڑیں شبنم سے جوں وقت سحر بھیگے ہوے
موسم برسات ہے [ساقی شتابی دے] شراب　　میہ میں آنکلے ہیں ہم بھی تر بتر بھیگے ہوے
کس سے ہولی کھیل کر آتا ہے[2] اے رشک بہار　　رنگ میں کپڑے ہیں سارے تر [بتر بھیگے ہوے]

زمان

تخلص [دو] کس می شناسم - نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [انسب] پنداشتم و دیگرے را در [ینجا بنگاشتم - وے عزیزے بود] سیر مشق در قصبہ امروہہ [از دودمان عالی نشان مسمےٰ بہ سید] محمد زمان از چند [ے جہان فانی را خیرباد گفتہ برحمت جاودانی] حق پیوستہ ایں مطلع آنمرحوم کہ بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشید [ہ] ؎

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں　　نرگس کو چشم ہے پہ مکیلی پلک] نہیں

---

[1] یار ا. ا.　　[2] او ا. ا.

زور

تخلص داؤد بیگ است [وے نوجوانے است تازہ زور شاگرد] دبرادر بزرگ خود محمود بیگ شور ایں [شعر او گفتہ ؎

ہوتے ہیں یہاں سیاہ خانۂ خلق سرمہ آنکھوں میں مت لگایا کر

حرف السین المہملہ

در تحت ایں حرف] ذکر سی شاعرا [ند] رواج یافتہ منجملہ انہا تخلص دوکس سیاہی وسہ مرد سفید است و مجموع اشعار [پنج صد] وسی شعر است کہ بالذات و بالاستقلال اندراج یافتہ و منجملہ انہا دوازدہ رباعی و دو مستزاد واقع شدہ و یک قطعہ دو بیتی ازاں سخن طراز معانی پیرامیر غالب علیخاں آشنا [بالعرض] و تقریباً مندرج گشتہ

سامی

تخلص مرزا جان بیگ مرحوم است اصلش از دشت قپچاق بود والدش چندے در کشمیر جنت نظیر سکونت نمود بعد یکچند با فرزند ارجمند بحضرت [دہلی افتاد و ایں] پسر نیک اختر دست بیعت بدست حق پرست سخن سنج روشن ضمیر حضرت خواجہ میر رحمۃ اللہ داد شاعرے فارسی گو بود در تاریخ گوئی سحر ہا می نمود ۔ قصیدۂ کہ در مدح [خورم خان حاکم کشمیر] انشاد می نمائد از ہر [مصرعہ اش] د [و] تاریخ سالم برمی آئد الحق کہ خیلے کو [ہ کنی نمودہ] و بسے طبع فرسائی فرمودہ در مدح پیر و [مرشد] خود ترجیع [بند و ترکیب] بند [و ربا] عیات وغیرہ بسیار [گفتہ و بسے صنایع] بدایع [در انجا بکار بردہ بحکم ارفع اقدس] واقعات ایام نجستہ فرجا [م خد] یو جہان [پناہ حضرت شاہ عالم بادشاہ بطور شاہنامہ فردوسی طوسی علیہ الر

[همّت در رشتۂ نظم کشید] ن بنیاد نہادہ ۔ دو باب چند بخوبی موزوں فرمودہ بود کہ [حبام حیاتش بہ] شربت ممات مالامال گشت [انا للہ] وانا الیہ د [اجعون] مختصر کلام فکر عالی داشت اما الفاظ ہندی از زبانش درست بر [نمی] آمد و بر مہاور [ات کذا (محاورات) اردوی معلےٰ ہم چنداں] مطلع نبود محض بزور استعداد درست بہ تکلیف و [تحریک دوستاں گاہ گاہ بریختہ گوئی اقدام] می نمود چنانچہ قطعہ در معذرۃ ایں باب موزوں فرمود [خان رفعت نشان اعظم الدولہ] محمد میر خان بہادر سلمہ اللہ [تعالےٰ از] خدمت وے استفادہ فرمودہ بہرحا [ل ایں شش بیت ا] ز زاد ہاے طبع وقادش ثبت افتاد ؎

افسوس کہ اغیار ہو [ے یا] رتمہارے — [عمانم] ہنے محرم اسرار تمہارے
مرغان قفس ونکو تڑپتے ہیں ولیکن — دنرات تڑپتے ہیں گرفتار تمہارے
ہم گھر میں تمہارے کہو کس راہ سے پہنچیں — دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمہارے
جب گرم غضب ہوتے ہو تم لیتے ہیں بوسہ — ڈرتے نہیں آتش سے گنہ گار تمہارے

قطعہ

ہندی میں نر [یاں نہیں] اولٹتی — گو لاکھ کہوں مغل پسر ہوں
گر سہو بھی ہو تو کیا اچنبھا — [ہے] عیب خدا ہے میں بشر ہوں

سائل

[تخلص] مرزا محمد یار بیگ مرحوم است اصلش از ازبکستان و مولدش ہندوستان جنت نشان وے مردے بود [خوش فکر سلیم] الطبع بسیار سنجیدہ و نہایت پسندیدہ طلیق و متواضع نسبت تلمذ [با] ستاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین [المعرو] ف بہ [شا] ہ حاتم [داشت] عفی [اللہ عنہ] و [شعرش خا] لی ا [ز پختگی] و سخنش عا [ری] از [خوبی نیست بہ] سپاہ گری ایام [حیات] مستعار بسر می برد [چند سال است کہ برحمت

لہ ا. و. سباتے ' ۲ صرف ا. و. میں یہ جملہ ہے '

حق پیوستہ خدش بیامرزد] ایں شش بیت از گفتہا [ے اوست] ؎
وہ [حمائل ہوگیا] دست شکستہ کی طرح آہ میں نے جس کو اپنا قوۃ بازو کیا

[نہ دیکھا زندگی] میں اوس کو [سائل بھروسا کیا نگاہ واپسیں کا

فرق پر گرچہ بستاں طرۂ زر رکھتے] ہیں ہم [بھی مشعل کی نمط شعلہ بسر] رکھتے ہیں

[اوٹھ گیا جبکہ تعین تو جہاں اپنا ہے جس جگہ بیٹھ گئے وہی مکا] ں اپنا ہے

[شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتا ہے] اپنی ہر جنبش مژگاں سے گہر جھڑتا ہے

[آشنائی کا تری مجکو گماں] یوہیں ہے اس میں کچھ جھوٹ نہیں سچ ہے میاں [یوہیں] ہے

سبقت

تخلص مرزا مغل خلف ا [لصدق] مرزا اکبر علی اخوند است اصلش ایران زمین و مستقرالاس[1] جد و پدرش گلزمین فرحت قرین حضرت دہلی است از چندے بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ از علوم عربیہ بہرہ برداشتہ [بسیا] رخلیق و متواضع و نہائت بہ تہذیب اخلاق و با ادب افتادہ با ایں ہمہ نسبت تلمذ بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد شعرش بہ شعر استادش می ماند ایں دوازدہ بیت از طبع زا [دہ ے] اوست ؎
عشق میں ہم کو خدا ہی نے گرفتار کیا ورنہ کس واسطے اوس بت کو طرحدار کیا

---

[1] مستقرالاسس ۱۲

تا کجا یہ اضطراب دل نہوا ستم ہوا　　جان لبوں پر آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا

[تیرے کوچہ [سے] تو گھر اپنے چلا ہے سبقت　　[پر یہ] معلوم نہیں ہے کہ کیدھر جاوے گا

خیال [زلف رہا شب] خواب میں دامانِ جاناں کا　　نہ دیکھا [صبح کو اک تار بھی اپنے گریباں کا
یہ دل پر [لے چلے ہیں ہم جو اپنے داغ] ہجران کا　　[نہیں بہتر چراغ اس سے کوئی گور غریباں کا]

[ناقۂ لیلیٰ جو ٹھہری وادیِ مجنوں میں آہ　　بولی [کیا تیرا] [بھی] یہاں آسا باں [دل لگ] گیا
جب سے [ترے] فراق میں ہوں [گرم گریہ میں　　ہنگامہ تب سے سرد ہے ابر بہار] کا
ہم [بھی غلام اپنے بتوں کے ہیں زاہدا　　بندا [اگر ہے اپنے تو پروردگار] کا
کچھ فائدہ کی بات ولا اختیار کر]　　کیا فائدہ ہے [گریۂ بے] ا [ختیار کا]
[نام لے سکتا نہیں اوس غمزۂ سفاک] کا　　ڈر سے کہتا ہوں کہ ہوں مارا ہوا [افلاک کا

ٹھنی ہے اب] یہی دل پر کہ کم کسی سے ملیں　　نہ کوئی ہم سے ملے [اور نہ ہم کسی سے ملیں]
جدا ہوتے تھے گر اکدم تو پھر ہم د [و] نو [مر] تے تھے　　یہی کہتے تھے اور مرتے تھے و [ہ] دن کیا گذرتے تھے

سپاہی

تخلص سہ کس سیدانم یکے را بہ تکملہ نوشتن انسب می پندارم و دو کس را در ینجا می نگارم

اول - امام بخش نامی جوانے بود معلمی پیشہ یار باش و خلیق خوش [معاش] و بر ہر کس شفیق لتعلیق می نوشت و شعر میگفت [و] از چندے ایں جہان را خیرباد گفتہ برحمتہ حق پیوستہ خدائش مغفرۃ کناد [ایں] دو شعر از دست ؎

[رہی ہے] شمع پروانہ کی دامنگیر آتش میں　　نہیں ہے موج دود [شعلہ ہے] زنجیر آتش میں
سپاہی یہ تن سوزاں ہے [میرا اس طرح جیسے　　گلے] ہے جسطرح [سے] آہن شمشیر آتش میں

دوم ۔ شخصے بود [د] در بلدہ لکھنو اشفتہ مزاج مشہور بود [و] سرکنا [مش نرسیدہ] بایں [حقر با] سقا پسرے [سرے] داشت [و پیو] سقہ برضا جوئی وے ہمت [می گماشت گویند] کہ بطیب خاطر از دستش کشتہ افتادہ جان شیریں بخوشی جاناں [بجاں بخش دادہ و] رحین قصا [مس طلبی بہردم در خواب نمود و بمبالغہ ہرچہ تمامتر ارشاد فرمود کہ عاشق کشی قاعدہ الیست مستمرہ زنہار کہ دست از جان جانان من بدارند ناچار ان پسرک عاشق [کش] را سرداند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہرحال ایں [مطلع از گفتہاے ان سپاہی بیجان است ؎

مسخر ہفت [گردو] ان تن میں ہوں ٹک دل سپاہی کر سر [یر] اپنا بنا پھر دونوجگ کی پادشاہی کر

سجاد

تخلص میر سجاد اکبرآبادی است وے مردے بود با علم از طلبہ علم استعداد خوب داشت بکسب علوم رسمیہ ہمت می گماشت [گویند] کہ وارد حضرت دہلی شدہ بود و مجلس مراختہ بخانہ خود منعقد می نمود ایں ہشت بیت از گفتہاے اوست ؎

اب جلاے ٹک آن کر ساقی عمر کا [بھر] چوکا ہے پیمانہ
مرگئے پر اگر نہیں آسیب کیوں یہ [کہتے ہیں قبر پر تعو] یذ
ایک دل رکھتا ہوں [جو] چاہے سو لیجاے اوسے [خواہ] زلفیں [خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

جب ہم [آغوش [یار ہوتے] ہیں سب مزے در [کنا] ر ہوتے [ہیں]
کس طرح [کوہکن] یہ گذریں گیں ہجر کی یہ پہاڑ [سی را] تیں

ہرگز آنے نہ [پینگے] غیروں کو جان ہرچند [ہم] گئے ہونگے
[ہر سادہ ارو] مخطط ہونے کی دھن رکھے ہے لیکن کوئی نکالے تیرا سا خط تو دیکھیں]
بتوں کے تئیں [کب] قدر [مانتا] ہے یہ کا [فر] مرا دل [خدا] جانتا ہے

لہ ین ا. ا.

سحر

[تخلص محمد] خلیل خا[ن د] کنی است وے از عمدہ زادہاے اندیار و مردشیریں گفتار محبت اساس قدرشناس صاحب ہوش حق نیوش است و ایں دو شعر وے ما را در گوش ہ

یارب دے اوس کا یوں مجھے بوس وکنار دست یوسے سے لب بلب ہوں [گلے] کا [ہو] ہار دست

گر سامنے میرے وہ مرا حور لقا ہو پھر دیکھئے اسلوب مرا اوس گھڑی کیا ہو

سخن

تخلص دوکس می شناسم یکے را از انہا انشاءاللہ تعالےٰ بہ تکملہ خواہم نگاشت و دیگرے حکیم مرزا محمد حسین است سلمہ ربہ اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد واقع شدہ مردخو[ش] خلق سخن گو متواضع یکرو است در فن طبابت دستے دارد بہر دو زبان سخن از طبع وقادش می تراود ایں مطلع از وے است ہ

جو ہیں جان نکلی وہیں آن [نکلا] بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا

[سخنور]

تخلص لالہ دیوالی سنگھ فرزند ارجمند رائے جے سنگھ رائے منشی حضور پر نور است وے جوا[نے است] مودب و خلیق [قابل] دوست شفیق اوقات بخوشی میگذراند و شعر خود [بسیع] شاعر[ی] صنایع امامیر غالب] علیخاں سیدا [المخاطب] بسید الشعرا می رساند ایں دو شعر از وے است ہ

اوس زلف و رخ [کی یاد] میں دل بیقرار ہے [روتے ہی روتے گذرے] ہے وہ دوپہر مجھے

[ہوتی] عیاں ہے صورت ہستی و نیستی جوں نقش پا ہمیشہ سر رہ گذر مجھے

سرسبز

تخلص مرزا زین العابدین خان عرف مرزا میڈھو خلف الصدق نواب سالار جنگ مرحوم است وے جوانے است از عمدہ زادہاے عالی مقدار نہایت با حلم و وقار عقل سلیم دارد و فہم مستقیم از بد و شعور خیال ریختہ گوئی در کاخ دماغش جا گرفتہ تا رفتہ رفتہ صاحب دیوان گشتہ کلامش مزہ وارد سیزدہ بیت از اشعارش ایں احقر می نگارد ؎

کیا حال گریہ پوچھے ہے ہمدم سرک کہیں — اب تو نچوڑھے مژۂ اشکبار پر

صبح جب چہرۂ پر نور دکھاتی ہے مجھے — یاد عارض میں ترے اور [جلاتی ہے] مجھے
خندۂ گل میں نکلتا ہے کہاں یہ عالم — ہاے [کیا] وضع ترے ہنسنے کی بھاتی ہے مجھے
اوسکے کوچہ کی طرف میں تو [نجا] وں [سرسر] — کشش دل [ہے کہ] کھینچے لئے جاتی ہے مجھے

شب انتظار گذری ہمیں انتظار کرتے — کبھی دوست دوست کرتے کبھی یار یار کرتے
مونہہ موڑ لیا تم نے اگر مہر و وفا سے — [ہم ہاتھ او] ٹھانے کے نہیں [دست] دعا سے

خبر لائی باد بہاری کسی کی — [دو] چنداں ہوئی بیقراری کسی کی
ترے ہاتھ سے بوی مشک آئی شانہ — مگر تو نے کاکل سواری کسی کی
میں روتا ہوں سرسبز آتی ہے جب یاد — وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی

کب خوش آتی ہے مجھے سیر گلستاں تجھ بن — نظر آتا ہے چمن خانۂ زنداں تجھ بن
اپنے عاشق کے تو بالیں پہ نہ آیا صد حیف — جان دی اوسنے بصد حسرت و حرماں تجھ بن
چل تو سرسبز گلستاں میں غزل خوانی کو — بولتے وہاں نہیں اب مرغ خوش الحاں تجھ بن[۵]
کرتے ہیں جو خاک قدم یار پہ جادو — اوسنے وہ الہی کہیں اغیار پہ جادو

---

[۵] یہ تینوں اشعار ۱۰۰ میں ردیف یا سے قبل درج ہوے ہیں +

سراج

تخلص شاعرے است از شعرائے بلدۂ نیک بنیاد اورنگ آباد سیر مشق شہر استاد اگرچہ از نامش اطلاعے ندارم اما از سخنش بوی عشق و محبت استشمام می نمائم - غالب کہ مرد درویش نہاد والا نژاد خواہد بود بہر کیف ایں یازدہ بیت از گفتار لطیف اوست ؎

ات دن [رونے] سے آنکھوں میں تری رہتی ہے — شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے
کون راوت ترے گدگے گی یہاں روکے چوٹ — پنجۂ مہر میں ہیبت سے [پھری] رہتی ہے

خبر تحیر عشق [سن] نہ جنوں رہا نہ پری رہی — نہ وہ تو رہا نہ وہ میں رہا جو رہی سو بیخبری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی — نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس علم [عشق] نے — کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی دھری ہی رہی
نہ تغافل یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں — کہ شراب صد قدح آرزو خم دل میں بھی سو بھری رہی
کیا راکھ آتش عشق نے دل بینوای سراج کو — نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خبری رہی

ایں غزل را بعضے بہ سراج الدولہ (والی) بنگالہ نسبت کنند (واللہ الاعلم بحقیقۃ الحال)

رفوگر کو کہاں طاقت جو زخم عشق کو سیوے — اگر سینا مرا دیکھے رفو چکر میں آجاوے

اٹھیں کیونکر نہ اس دل سے بھبوکے — کہ بھوتھے آشنا ہم بھی کسو کے
رقیب اس طرح جلتے ہیں ہمیں دیکھ — گویا رشتے میں ہیں اوس شمع رو کے
شکر للہ اندنوں تیرا کرم ہونے لگا — شیوۂ جور و جفا فی الجملہ کم ہونے لگا

سرشار

تخلص لالہ تلوک چند کھتری است وے جوانے است خوشگو تازہ گو از سکنہ شاہجہان [آباد]

صانها اللہ عن الشر والفساد ایں دو بیت از وست ؎

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبوں میں اکڑ کے — جوں ماہ ستاروں میں چلے رات کو اڑ کے
مارا ہوا اس ابروے خمدار کا سرشار — پانی بھی نہ مانگے کبھو وہیں پڑا پھڑ کے

سرور

بمعنی خوشی تخلص حمایت اللہ خاں فرزند ارجمند عالم خاں داروغہ خاصہ حضور پر نور است وے نوجوانے است تازہ گو خوش گفتار متواضع نیک کردار شو [ق] شعر گوئی در [ضمیر] دارد ونسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین نصیر ایں مطلع او موزوں نمودہ اگرچہ فیض سخن از شعر انعام اللہ خاں یقین علیہ الرحمۃ رب العالمین باعانت استاد خود ربودہ ؎

زنجیر کی جو کان میں آتی صدا نہیں — مجنوں کے سلسلے میں کوئی کیا رہا نہیں

سرور

بمعنی سرور تخلص اعظم الدولہ میر محمد خان بہادر سلمہ اللہ الاکبر خلف الصدق نواب غفران مآب اعظم الدولہ ابو القاسم بہادر [مظفر جنگ] است ازانجا کہ حسب و نسب آں والا حسب عالی نسب روشن تر از صبح راستین و واضح تر از آفتاب درجہ نورین است عنان سمند قلم حقائق رقم ازاں جولانگاہ منعطف ساختہ بمیدان ترقیم نبذی از خصائص طبیعت استقامت طویتش مسترخی میسازد وے جوانے است خوش طبع کشادہ پیشانی نیک اختلاط پاکیزہ زندگانی شیریں گفتار عذوبت بیان نیکی کردار رافت نشان محبت وثار مروۃ منش مودت شعار فتوۃ روش صاحب نفس سلیم مالک طبع مستقیم معانی فہم نکتہ یاب عالی طبع خوش خطاب استفادہ کتب متداولہ فارسی از مرزا جان بیگ سالک نمودہ ومشق سخن در ابتدا از میر فرزند علی موزوں فرمودہ

؎ با غایت ۹۰۰

دیوانش چوں دیوان صاحب دولتاں بانہایت آرائش و زیب شعرش مانند شعر موکراں بغایت دل چسپ و خاطر فریب است تذکرۃ الشعرا بسیار خوب نوشتہ و تخم گلہاے رنگین بآئین بہین دراں گل زمین کشتہ مختصر کلام در توصیف آں جوان پاک مذہب نیک دین پاکیزہ مشرب خوش آئیں فضولی است یکے از سعادتہاے [و] باے آنست کہ دست بیعت بدست حق پرست مقبول رب الکریم حضرت شاہ محمد عظیم مدظلہ وسلمہ ربہ کہ امروز گل سرسبد مشائخ گلذار جاوید بہار شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد [اند] دادہ در وے نیاز و ارادۃ بر آستان فلک نشان آں شاہ باز عرش پرواز [نہادہ] بہر کیف پنجاہ یک شعر از گفتہاے آں سعادت قرین محبت آگین در ایں جا ثبت افتاد منہ سلمہ ربہ ۵

بسکہ شب گرم طپیدن یہ دل بیتاب تھا — دل نہ تھا میری بغل میں پارۂ سیماب تھا
اوس دریکتا کے غم میں چشم دریا بار سے — اشک جو آنکھوں سے ٹپکا گوہر نایاب تھا
تھا شب یلدائے ہجراں میں فروزاں شعلہ ساں — داغ دل کا ہیکو تھا خورشید عالمتاب تھا
جان دی سرور نے کس کے لعل لب کو یاد کر — کھل رہا تربت پر اوس کی لالۂ سیراب تھا

پوچھو نہ جھانک رخنۂ دیوار سے خبر — میرے نہیں ہیں جینے کے آثار جی چو کا
لینا اگر ہے تمکو تو لے لیجے مفت ہی — اک بوسے پر ہے گوہر دل یار جی چو کا

مرگ بہتر ہے گر نہ ہو تو پاس — ہے مزا تجھ سے زندگانی کا

کفر سے واقف نہ میں اسلام سے محرم ہوں آہ — عشق میں اوں بت کے کیا مجھکو الہی ہو گیا
سبزۂ خط گرد لب شائد ہوا اوں کے نمود — خود بخود ہمدم جو میرا رنگ کاہی ہو گیا

نہ کر تو منع گریہ سے مجھے [اے] شعلہ خو ہمدم — مثال شمع سر کے ساتھ ہے آزار رونے کا

پھر گئی شام جدائی مری آنکھوں میں آہ — وصل کی شب میں [سحر] کا جو اوجالا دیکھا
تا سحر آنکھوں میں نید آئی نہ اے بے دید آہ — شب خیال از بسکہ تیری چشم پر فن میں رہا

نہیں ہے ہجر سے سرو خطر کہ رکھتے ہیں — خیال یار کو چھاتی سے ہم لگا ہر شب

مرے جو تم ہو ایسے کہو پنجۂ مژگاں — کہنے لگے وہ اپنے حنابستہ دکھا ہاتھ
خط بھیجنے سے کیوں ہو خفا میں نے بھر بھر — کچھ اور لکھا ہو تو قلم کیجے مرا ہاتھ

مول کیا پوچھتے ہیں آپ دل محزوں کا — قیمت جنس ہے اے جان خریدار کے ہات
نامۂ اعمال سرور ہے گناہوں سے سیاہ — کیجو تم ابر کرم سے اے شہ مرداں سفید
ہووے فلک پہ عقد ثریا نہ جلوہ گر — دیکھے جو تیرے طرۂ دستار کی بہار

جوں قیس لات ماریں گے ناموس و ننگ پر — آجائینگے جو یار بھی اپنی ترنگ پر
تا مطلع ہوں خون شدہ دل کے رنگ پر — بھیجا حنا سے میں نے کبوتر کو رنگ پر[1]

کہتی تھی وقت نزع بصد عجز عندلیب — گلشن سے میرے پھینکیو مت باغبان پر

شب فرقت یار میں آہ سوزاں — عزیزو ہے شمع شبستان عاشق
گریباں ہے مثل کتاں ٹکڑے ٹکڑے — ادھر دیکھ او ماہ تابان عاشق

عشق میں تیرے ہمانا آنکھوں کو ہی رو بیٹھے ہیں ہم — زندگی سے اے طبیبو ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ہم
ترے کھولیں گے جب بند قبا ہم — گرہ دل کی کریں گے اپنے وا ہم
چلی شب آہ ہم اس غم سے پیچ و تاب کھاتے ہیں — سیہ روزی یہ دیکھو وہ ابھی زلفیں بناتے ہیں
باغ میں ہم نے جو دیکھے گل نرگس تجھ بن — زخم دل پارہ ہوا دیکھنے کو آئیں آنکھیں
میں نے سرقد کی خبر جا کے جو پوچھی دم نزع — اوسنے کچھ بات نہ کی لپک بھر آئیں آنکھیں

---

[1] یہ شعر ۱۲ : میں صحیح نہیں ۔

مجھے تو سرورؔ پریشانی کا باعث کچھ نہ پوچھ — دل پھنسا زلفوں میں جاطالع کی شامت کچھ نہ پوچھ

سرورؔ اتنا بھی نہیں خوب یہ رونا سرِ دم — بس نہ رو بن تو گیا منبعِ طوفاں دامن

کر دیا جوں گلِ فنا پیراہنِ تدبیر کو — عشق کیا کہئے ترے دستِ گریباں گیر کو

روزِ ہجراں نے ستایا ہے نہایت تجھکو — اے شبِ وصل مری آن کے دے داد کبھو

رقیبوں سے سلجھواتے سدا تم زلفِ پرخم ہو — بلا سے آپ کی درہم ہو کوئی یا کہ برہم ہو

الم ہو رنج ہو بے طاقتی ہو درد ہو غم ہو — یہ سب کچھ ہمکو ہو یارب ولیکن وہ بھی محرم ہو

ہم تو ترسیں اور رخ و کاکل کا اپنے غیر کو — ایک بوسہ صبح دو اور ایک بوسہ شام دو

جس دل میں غم عشقِ بتاں کا نہ اثر ہو — اوس دل کو الٰہی تو کبھو شاد نہ کیجو

سرورؔ اس شوخ کو کیوں نیند سے بیدار کیا — کس لیئے فتنۂ خوابیدہ جگایا تو نے

معلوم ہووے ناصح تیری یہ راست گوئی — تلوار لے جو گھر سے وہ کج کلاہ نکلے

اس خاکداں میں سرورؔ یہ آر[زو] ہے میری — مرنے کے وقت مونہہ سے یا بو تراب نکلے

کیا پوچھتا ہے تو شبِ فرقت کا ماجرا — میں ہوں ترا خیال ہے اور آہ آہ ہے

یارب یہ ایجاد تیرے چاہنے والے سے ہے — تن مشکِ چرخ کا سب آہ کے بھالے سے ہے

اے گل گلزار خوبی خار ہر یک دشت کا — بر سر پرخاش میرے پاؤں کے چھالے سے ہے

چرخ تک ہوتی رسائی تو ستاروں کو اتار — مہ جبیں اس ترے مونہہ پر سے اتارا کرتے

گر یہی صید افگنی کا ذوق ہے صاحب تمہیں — ایک دن بندے کا سر اور آپ کا فتراک ہے

اپنے افعالوں سے سرورؔ ہے اگرچہ نا اُمید — آسرا پر اوس کو تیرا یا شہ لولاک ہے

ناوکِ ناز کا زخمی ہوں مژہ کا گھائل — کیا عجب ہے جو ہر اک زخم سے پیکاں نکلے

لیلےٰ وشوں کو چاہوں کیونکر نہ میں خدایا — مجنوں کو اور مجھ کو دل ایک سا دیا ہے

پہلے خطر رکھا تھا دشت عشق میں ہم نے قدم — اے عزیز دگرچہ وحشت خیز یہ ویرانہ تھا
بیکر زاد راہ بھی مطلق نہ تھی دل میں ہمیں — آبلہ پائی سے اپنے پاس آب و دانہ تھا

رباعی

ہونی تھی اگر اوسے جدائی ہوتی — پر میری اجل بھی ساتھ آئی ہوتی
ڈوبا رہتا ہوں بحر غم میں سعدؔ — اے کاش نہ اوسے آشنائی ہوتی

سعدی

تخلص شاعرے است از دودہ اولے کہ در دیار دکن قبل از وجود سراپا بہبود شاعر شان جلی التخلص آولی علم سخن سنجی می افراخت و بزبان آنملک بہ سخن پردازی می پرداخت اشعار متفرقہ دارد و حسب رواج آں وقت سخن وری بر روے کار می آرد مظنہ[1] بیشترے از سخن پیرا خصوص سرآمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نظر بر اتحاد تخلص آنکہ ایں سعدی ہموں سعدی شیرازی است قدس سرہ کہ وارد دیار دکن شدہ و شعر ریختہ از طبع وقاد آں قدوہ متغزلاں ریختہ چنانچہ در تذکرۂ خود اشعار ایں سعدی دکنی را عفی اللہ عنہ بہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نسبت نمودہ بہرکیف ایں سہ شعر از واست ؎

عشقہ چو دیدم بر رخش گفتم کہ یہ کیا دیت ہے — گفتا کہ دُر ہے باورے اس شہر کی یہ ریت ہے
ہمنا تمن کو دل دیا تم دل لیا اور دکھ دیا — ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے
[سعدی بگفتا ریختہ در ریختہ] — شیر و شکر ہم ریختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

سعادۃ

تخلص عزیزے است از دودمان واجب الاحترام میر سعادۃ علی نام وے سیدے بود

[1] اغلب بیشتر ۱۰ ۱۲

از سادات قصبۂ امروہہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش حسب
رواج آنوقت است اما بے کیفیت نیست ایں پنج بیت از طبع زاد ہاے وے است ؎

باللہ جو سر لوح مرا تمام نہ ہوتا ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اوں کی آنکھیں مے پرست بسکہ ہوں کم ظرف ہو جاتا ہوں دو پیالوں میں مست

یار سے جو رقیب لڑتے ہیں یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات ایک جو شانہ ہے سو تو تیل میں ڈالے ہے ہاتھ

بے محابا زلف کے کوچے میں جائیگا چلا سر چڑھایا ہے بہت تم نے میاں شانے کے تیں

سکندر

تخلص خلیفہ محمد علی مرحوم است وے پنجابی الاصل بود اما نشو و نما در حضرت دہلی یافتہ
در قصہ خوانی و مرثیہ گوئی ملکہ قوی داشت از محمد مسکین و ریں فن گوے سبقت ربودہ مرثیہ ہاے
گفتہ وے در خاک پاک ہندوستان بلکہ در تمام جہان اشتہار تمام دارند در آخر با استدعاے حاکم خیر
بنیاد حیدر آباد عازم آنصوب صواب شد ہمانجا برحمت حق پیوست گویند کہ خاکش الیوم زیارت
گاہ مردم آں دیار است و بعضے بر آنند کہ جسدش را سکنۂ آں مملکت بکربلاء معلے رسانیدند الغیب
عند اللہ تعالے شانہ قصہ مختصر وے مردے بود خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب مزاح دوست قادری
مشرب اگرچہ بشرب مدام مدام اقدام می نمود اما بحرمت ام الخبائث و سیہ کاری خود قائل و معترف بود
و ہمیشہ برایں عمل زشت ندامت می کشید اغلب کہ حضرت ارحم الراحمین نظر بر رحمت خود و ندامت
وے از سر جریمہ اش در گذشت کہ خاکش باقدام سید الشہدا علیہ السلام رسید بیشتر بمرثیہ و سلام گفتن
مصروف و مشغوف بود گاہ گاہ انواع دیگر شعر ہم از طبع روشنش تراوش نمودہ نسبت تلمذ بہ میر شاکر
ناجی داشت اگرچہ در ریختہ گوئی بروتیہ اش ہمت نمی گماشت بہر کیف ایں یازدہ بیت و یک
بند مسدس از گفتہاے پر کیف اوست ؎

سحر گہ در چمن میں کون سا خورشید رو یارب کہ شبنم گل کے مونہہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

ہو سکھی پہلی برس کر کھل گئی آخر ۔ سکندر تیرے رونے سے پھٹی برسات کی چھاتی

بات واعظ کی نہ سن یہ نظر اس کے ہے دور ۔ دختر رز سے لگا تاک نہ رکھ خواہش حور

نہ پوچھ اے ماہرو کیونکر گزاری رات سانون کی ۔ کٹی رو رو برنگ شمع ساری رات سانون کی

عزیمہ جیش و عشرت عاشق بیتاب کیا جانے ۔ لگی ہوں جبکی آنکھیں یاد سے وہ خواب کیا جانے

صورت یار تصور میں جو کوئی لاوے کھینچ ۔ ہجر میں وصل کو ہرگز نہ مٹایا دیکھے

قیس جنگل میں رہا کوہ میں فرہاد رہا ۔ میں بگولے کی طرح منت میں برباد رہا

مبادا آگ میرے دل کی لگ جاوے ترے دل کو ۔ گلے لگنے سے اس دلسوز کی چھاتی دھڑکتی ہے

دیکھتے ہی مرے قالب سے گئی روح نکل ۔ تیغ سر پر لیئے حیرت زدہ جلاد رہا

بند مسدس

جاں کنی میں جب نہ مجکو بات کی طاقت رہی ۔ تب کہا ناصح نے تو نے ہجر میں کیا کیا سہی

رہ گیا مونہہ دیکھتا میں اور نہ کچھ اپنی کہی ۔ اپنے ہاتوں سے اور آنکھوں سے اشارہ تھی یہی

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

رباعی

اے زاہد و تم سے کیا جھگڑ کر لوں میں ۔ ناحق کو دل اپنا یہ کروں کیوں خوں میں

میخوارہ و بت پرست کہتے ہو مجھے ۔ ہوں میں ہوں میں جو کچھ کہ ہوں میں ہوں میں

سلیمان

تخلص مرشد زادہ نامدار والاتبار دودۂ اتباع خلافت دری خورشان آسمان سلطنت طراز چار بالش حشمت و جلال نقش نگین شوکت و اقبال فص خاتم شاہی گل سرسبد گلزار ظل الٰہی مربع نشین مسند بختیاری مثلث نشان جیش کامگاری عالی فطرت فتوت پژوہ صاحب عالم و عالمیاں مرزا سلیماں شکوہ بہادر است اوالم اللہ اقبالہ و استمر اجلالہ مدتے است کہ جناب ایشاں بعزم

کشورستانی وارد ممالک شرقیہ گشتہ سران آں دیار طوق بندگی بگردن اطاعت افگندہ و نطاق پرستندگی برمیان فرماں برداری بستہ بلطائف الحیل ازاں عزم بالجزم باز داشتہ ضروریات سرکار دولت مدار آں کامگار میرسانند وحضرت ایشاں بہ ترفہ وتعیش دراں نواح اوقات شریف بسری فرمائند ازاں جاکہ خاطر عاطر آں عالی منش میل بشعر وشاعری بیشتر وارد اکثرے از سخن سنجان فصاحت نشان مانند شیخ ولی اللہ محب رحمۃ اللہ المنان ومیر انشاء اللہ خان انشا و میاں غلام ہمدانی مصحفی و میاں قلندر بخش جرأت سلمہ الرحمن و خان رفعت نشان سعادت یار خان رنگین سلمہ رب العالمین در سلک ملازمان انسلاک یافتہ عز امتیاز میداشتند و در ایام تشریف داشتن بہ قلعہ مبارک اشعار ایشاں باصلاح استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم میرسیدند و در دولت خانہ والا بہ بلدہ لکھنؤ یک چند مجلس مشاعرہ انعقاد می یافت ملخص کلام طبع وقاد آں عالی نژاد خیلے ارجمند و فکر رسا آں شوکت پیرایہ بسیار بلند واقع شدہ منجملہ اشعار آبدار آں ستودہ اطوار نیکو کردارسی و یک بیت برشتہ تحریر کشیدہ شد لجنابہ دام ظلہ ؎

جبہ سائی کا نشاں جاے جبیں سے کیونکر ۔۔۔ کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

گھر سے بے پردہ جو شب وہ مہ تاباں نکلا ۔۔۔ چونک اوٹھی خلق کہ ہے مہر درخشاں نکلا
رہ گئے ہوش وحواس وخرد و طاقت سب ۔۔۔ یوں ترے کوچے سے میں بے سروساماں نکلا

سیر گلشن کے عوض زخم ہمارے دیکھو ۔۔۔ کھل رہے ہیں یہ میاں آپکی تلوار کے پھول
نرگستاں میں تو کیا سیر کناں پھرتا ہے ۔۔۔ ہوگئے آج ترے کشتۂ دیدار کے پھول
کون کہتا ہے یہ ہے عقد ثریا مہ نے ۔۔۔ نقرئی پھینکے ہیں تجھ پر سے کئی وار کے پھول
گالیاں سینکڑوں ہر بات میں اب دینے لگا ۔۔۔ دیکھو جھڑتے ہیں [یہ] کیا منہ سے مرے یار کے پھول
گر لگاوٹ نہیں منظور تو کیوں (پھینک) تے ہو ۔۔۔ متصل بیٹھ کے تم رخنہ دیوار کے پھول
کس طرح لوں میں بلائیں کرو کیونکر تعظیم ۔۔۔ دست وپا اپنے گئے دیکھتے ہی یار کے پھول

مجھ پہ غصہ ہو وہ شب موتیوں کے ہار کو توڑ — بولے بے ابتو کہیں آنسوؤں کے تار کو توڑ

کل تلک کہنے وہ ایک ہار پہن نرگس کا — مجھکو بھاتا ہے یہ بے ساختہ پن نرگس کا

ہمیں جو اس نے سونپی رات کو زنجیر سونے کی — تو اوسکے تھے یہ معنی یعنی کر تدبیر سونے کی

جان دی راہ محبت میں الٰہی صد شکر — بات جو ہمنے کہی تھی سو نباہی صد شکر

لبوں پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا — تو آسمان و زمیں سب الٹ گیا ہوتا

لے جلد خبر آن کے اے صاحب محمل — صحرا میں ترے بادیہ پیما کو غش آیا

کل بام پر ایسے ہی جھمکڑے سے وہ آئے — دیکھا جو انہیں اہل تماشا کو غش آیا

یہ کونسی وادی ہے خدا جانے کہ یہاں کی — محمل میں ہوا لگتے ہی لیلا کو غش آیا

باقی ہے رات تھوڑی ہے صحن باغ ٹھنڈا — آگھات کی جگہ ہے کر دے چراغ ٹھنڈا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا — کہ شور نالہ ہر یک خانہ زنجیر سے اوٹھا

سمجھ کہیو مری جان کہ یہاں کون تھا بیٹھا — محسوس جو پہلو کی ترے ہوتی ہے جا گرم

یوں بھویں ہم سے آپ تان پھرے — جیسے زہ سے کڑی کمان پھرے

ادا تیری تو ہر یک قہر ہے فتنہ ہے آفت ہے — ولے ٹھکرا کے چلنا دور دامان کا قیامت ہے

مت لگ چلو ہم سے جاؤ بیٹھو — بس دیکھی تمہاری آشنائی

رقم گر ایک شمہ اسکو اپنا درد و غم کہیے — تو پھر یہ چاہئے سارے نیستاں کو قلم کیجے

تیری ہی دست درازی ہے وگرنہ اے عشق ہاتھ پیراہن یوسف میں زلیخا مارے

کیا توڑے ہے اب ہم سے ضعیفوں کو تو اے عشق جا توڑ نہ بھائی کسی شہ زور کی گردن

قتل ہے منظور کس کا میرزا صاحب کہ یوں نکلی ہی پڑتی ہے صاحب اصفہانی آپ کی

خون عشاق سر چڑھا یہاں تک اور حسنی بھی گل انار ہوئی

اے سلیماں میں کروں کیونکہ زباں خلق کی بند مفت بدنام کیا مجکو وہ آئے نہ گئے

قطعہ

ہاتھ جب چھاتی پہ رکھکر اوسکی میں نے یوں کہا بوجھ میرے ہاتھ میں یہ جفت ہے یا طاق ہے

تب کہا ہسکر یہ اونے راہ شوخی سے مجھے ایک ہی واللہ اپنے کام کا تو طاق ہے

سلطان

تخلص دوکس می شناسم

اول ۔ صاحب عالم و عالمیاں مرشد زادہ زمین و زماں دوحہ گلستان بادشاہی نہال سرسبز بوستان ظل اللہی در آبدار دریاے ثروت و حشمت لعل گران سنگ کان فتوۃ و مروت سلطان گردوں رخش مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے صاحب صفات حمیدہ و اوصاف پسندیدہ جناب الیشاں بنابر ظہور تام و شیوع تمام محتاج تحریر و مفتقر تسطیر نیست ازاں کہ طبع دربار آں والا تبار گاہ گاہ سمند ہمت بمضمار انتظام شعر ریختہ می تازد مطلع از نتائج فکر رساے آں والا قدر کہ بدست افتادہ می نگارد لہ دام ظلہ ؎

دور رکھ دوراں سر سے گردش دوراں مجھے مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگرداں مجھے

دوم ۔ نصر اللہ خاں بن عبد اللہ خاں ولد محمد علی خاں روہیلہ برادر زادہ محمد یار خان امیر جل و حقد ممالک متعلقہ رام پور الیوم بوے تعلق وارد خیلے عیاش و عشرت دوست افتادہ

کاکلش نکتہ می کند صاحب طبع قویم و ذہن مستقیم معلوم می شود ایں مطلع دیگر طبعش کہ بمن دست داد ثبت افتاد ؎

اوس لب سے کیا بعید کا جب رنگ برابر دیکھا تو نہیں اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلام

تخلص نجم الدین علی خاں خلف الصدق شرف الدین علی خاں پیام اکبرآبادی است ایں مطلع او راست ؎

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا

تخلص صاحب طبع منیع مرزا محمد رفیع مرحوم است وے کابلی الاصل و شاہجہاں آبادی المولد بود نسبت تلمذ بہ روشن زبان بدیہہ گو سراج الدین علی خان آرزو دارد و برخے از اشعار آبدار خود بسمع استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین المعروف بہ شاہ حاتم رسانیدہ بہر حال وے شاعرے بود فصاحت بیان شیریں مقال بلاغت نشان عدیم المثال معنی یاب فصاحت آئین نکتہ پیرا بلاغت آگین فارس میدان سخنو[ر] ی شہسوار مضمار ہنر گستری عندلیب خوش نوائے گلستان سخن طرازی بلبل [د] بستان سرائے بوستان نکتہ پردازی قادر ہر گونہ سخن ماہر بیشترے از اصول فن جم غفیرے از زبان دانان اہل سخن استفادہ سخن از خدمتش نمودہ گروہ کثیرے را از مستفیدان ایں فن ولالت آئین سخنوری فرمودہ اند از گفتار شعر خوبی شعارش کیفیتے دارد کہ سامعہ نکتہ پرداز صاحب فراست داند طرز کلام صحت انتظامش حلاوتے دارد کہ ذائقہ طبع سخن سنج صاحب گفتار شناسد سخنش نظر برانکہ کلام اللہ تعالے شانہ نیست در امکنہ متعددہ جائے سخن است و محمد بقا اکبرآبادی و فدوی پنجابی و ضاحک دہلوی ہجوہائے رکیکہ وے اشتغال ورزیدہ سزائے کردار ناہنجارش کہ بے بیع بجو ہر کسے می پرداخت در کنایش نہادہ اند با ایں ہمہ

رائے نصفت آرائے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان علی الرغم دیگر سخن پردازان براں قرار گرفتہ کہ خلاق علی الاطلاق جل شانہ و عظم برہانہ عدیلش در ہندی زبان تا الیوم در کارگاہ ہستی کمتر آفریدہ واحدے از ارباب سخن در نوعے از انواع سخن سخن بوے نرسانیدہ از بدو شعور تا دم واپسیں ہمیشہ بمصاحبت وزرائے عالی مقدار و امرائے نامدار ایام بکام دل بسر بردہ در آخر ہا بہ بلدۂ لکھنو رسیدہ اقامت ورزیدہ از ہمانجا بروضہ رضوان خرامیدہ مختصر کلام در توصیف آں وحید دہر و فرید عصر ہر چند کہ بطول کشد مختصر میداند ناچار اختصار ورزیدہ از زادہائے طبع وقادش دو صد و شش بیت می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا　　موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

نہ پہنچا میرے اشک گرم سے آسیب مژگاں کو　　بہا خاشاک کے سایے تلے سیلاب آتش کا

ہوا جاتی رہی وعدوں ہی میں تو شک نہالی کی　　جواب بھی سو رہو مکر تو ہے جاڑا دولائی کا

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام　　ہوں میں ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا　　کہ لے لے ہچکیاں جوڑ انکل جاتا ہے شیشے کا
مغاں اوں مغبچے کی میں پرکھ جانے کا بندہ ہوں　　روپے کو مے کے لے قیمت میں بتلاتا ہے شیشے کا

رہا کرنے کو لیں ہم منت صیاد ہے ظالم　　بس اتنا ہی نہ مر رہیے گا زیر دام کیا ہوگا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفوں کو یاں سودا کا دل اٹکا　　اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

دور ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب　　دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

مبادہ ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صبا سے ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے — چمن میں آہ گلچیں نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

تجھ قیمت کہی دل کی تو اس پر بھی گراں سمجھا — جو نقد جاں پہ بکتا ہو کہیں تو مجھ کو دلوا لا

میں دشمن جاں ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا — سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے
اے غنچہ سبب کیا ہے جو آتے ہی چمن میں — گل جھاڑے ہے دامن تو نے نپھے کو سنبھالا
سودا تجھے کہتا ہوں نہ خوباں سے مل اتنا — تو اپنے غریب عاجز دل نیچنے والا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل میں — لٹکا وہ تری زلف پریشان میں دیکھا
سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہیں وہ — کیا جانئے تو نے اوسے کس آن میں دیکھا

کہے ہیں زلف کو سب دیکھ اوس روئے خطط پر — یہ لام افزود کیوں قرآن کی تفسیر پر لکھا

دیکھا ہے تجھ کو در پہ ترے جن نے ایک بار — پھر جب تلک جیا پس دیوار ہی رہا

لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں — رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤں گا

بوسہ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا — کان کے موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا

موج آتش ہے سیل آنکھوں کے — شائد اس دل کا آبلہ پھوٹا

کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا — ان دنوں ہاتھوں پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
اپنا ہنر دکھاویںگے ہم تجھ کو شیشہ گر — ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

ہر نقش پا پہ تڑپھے ہے یارو ہر ایک دل　　ملک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کرو[ں] سو کیا آہ نا امیدی وہ ہووے کس طرح یار اپنا
نہ گھر میں رہنا ہے شیوہ اوس کا نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا

قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز　　کہا نہ ہم نے میاں ہم کو اعتبار آیا

دیکھیے [وا ما] ندگی اب کیا دکھاے　　قافلہ یاروں کا سفر کر گیا

انتہا عیش جہاں کی جو تو دیکھا چاہے　　بزم مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

کیا کیا لڑائیاں تھیں سرک سونے پر بہم　　جاگیں گیں بخت پھر بھی کہ ہووے گا جنگ و [خ] اب

[سن] رکھ کہ تیرے بازوے ہمت سے اے فلک　　ہے فقر کا مرے کہیں پر زور پشت دست

ڈرتے ڈرتے جو کہا میں کہ ترا عاشق ہوں　　قہقہا مار لگا کہنے وہ طناز درست

کیونکر نہ کراہے وہ بھلا ناصح بیدرد　　جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز　　عاشق کا وہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام　　کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے سمجھائے کیطرح

آویزۂ گہر ہے بنا گوش یار میں　　یا سرنگوں ہے اسکے مقابل غرور صبح

دام الفت کے اسیر اں [کی] جدی ہے پرا [و] از — اوڑتے پھرتے ہیں کہیں بال کہیں میرے پر
او سکے کوچے میں نہ چل ساتھ مرے اے سودا — آفت آجاے نہ اے یار کہیں میرے پر

غیرت اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینے میں — نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر
ہوں وہ آوارہ کہ طفلی ہی میں [جوں] اشک مجھے — کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

داغ مت کھائیو تو عشق کا ہم کہتے تھے — کیوں دلا کی ہی نہ اُس گل نے بہار آخر کار

ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق — آنسو گلوے شمع کے ہیں ہار تجھ بغیر

شور سنکر ہم نوایوں کا ابلتا ہے یہ دل — رخصت یک نالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث — آجانے دے یار دو گزر کر
باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کے واسطے — گل [کو] مت اپنے گلے [کا] کیجیو زنہار ہار

خطرہ ہے تجھسے مسند شاہی کو اے فلک — حاضر ہے پوست سخت میرا پشم تو اکھاڑ

سیر چمن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا — غنچہ [ہے ہیں] باغ میں ظالم بکس ہنوز
صدقے تیرے نہ کیجیو گلشن میں پھر گذر — اوس دن سے چاک کرتے ہیں گل پیرہن ہنوز
ساقی گئی بہار رہی دل میں یہ ہوس — تو منتوں سے جام دے اور میں کہوں کہ بس

نازک اندامی کروں کیا اوسکی اے سودا بیاں — شمع ساں جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا — اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

ناداں تلاش طرۂ زر سے تو باز آ　　جوں شمع یہ نہ ہو کہ ترا سر کٹا ے حرص

میں کہا شب آج یہاں رہیئے تو یوں بولا وہ شوخ
رات کے رہنے سے میرے مدعا مطلب غرض

کھاتے جو ہو قسم کہ تجھے چاہتا [ہوں میں]　　مشفق غلط ملاذ غلط مہرباں غلط

رہ رو سوے عدم کو جنبش پا کیا ہے شرط　　خانۂ فانوس میں ہر شب سفر رکھتی ہے شمع

گو اب نہ مجھ غریب کی بالیں پہ آے شمع　　دل ہے کسی کا مجھ پہ جلے ہے بجاے شمع

اے لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ　　چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

وائے اس پیشے پہ اے [بلبل کہ جس] کی ہے یہ قدر　　خوار میں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا [باغ] باغ

پتھر کی لیک تھا سخن اس کا ہزار حیف　　بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی [طر] ف

بس چلے تو دیکھتے ہرگز تجھے تجکو نہ دوں　　آئینہ گھر میں ترے رہنے نہ دوں مقدور [تک]

رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے اے ابر بہار　　آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ

کوزہ پشت اتنے ہوے شیخ ہمارے کہ عصا　　بیچیں اپنا تو وہ شائد بکے مسواک کے [مول]

ہے شرط وردیوں کہ بجز حکم عندلیب　　کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

کب سے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تو نے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

زاہدا کہہ تو صلاح نیک ہے ان دو میں کیا جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانانہ ہم

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے عید قرباں ہے تجھے دے لیں مبارکباد ہم

ہو [ا] آئینہ حیراں دیکھکر خال اوسکے عارض پر کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

دل چاہے تھا بوسے کو جو تم سے یہ کہا میں مت مانگ وہ دینے کے نہیں شوم بہت ہیں

یاد آزردہ ہوا ہم سے جو مے نوشی میں کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی میں

پوچھ کر چشم کریں ہم جو فشار دامن باج خواہاں ہو رگ ابر سے تار دامن

ناصحا اوٹھ مری بالیں سے کہ دم رکتا ہے نالے دل کھول کے دو چار کروں یا نہ کروں

[سر خاک گریباں چاک آغشتہ بخون دامن کیا گھر سے ترے عاشق باشان [نکلتے] ہیں

ہائے کس ساقی نے پٹکا اس طرح مینائے دل ہو جہاں ریزہ نہ اس کا کوئی میخانہ نہیں

مہر ہر ذرے میں مجکو ہی نظر آتا ہے تم بھی ٹک دیکھو تو صاحب نظراں ہے کہ نہیں

ناتواں مرغ ہوں میں اے رفقائے پرواز　　اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہوں

کتنے کروں میں دعوے دل جا کے اے خدا　　دل دادہ زلف رخ و لب سرنہ دیدہ ہوں

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلیں کلیاں[ں]
کسی نے [لے] کے خمیازہ چمن میں انگڑیاں ملیاں
بلبل چمن میں کس کی ہے یہ بد شرابیا[ں]　　ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

کہے بولیں عقیق اور گہ نگین لعل ٹھہرا[ئ]ویں　　یہ ناشاعر ترے ہونٹوں کو کیا کیا نام رکھتے ہیں

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک　　جوں خوش قدوں کے تن پہ مسکتی ہیں چولیاں

جگر اون کا ہے جو تجکو صنم کہہ یاد کرتے ہیں　　میاں ہم تو مسلماں [ہیں] خدا بھی کہتے ڈرتے ہیں

تم جن کی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اون کی　　لیکن ٹک ایدھر دیکھیو اے جان بھلا میں
کیفیت چشم اوس کی مجھے یاد ہے سودا　　ساغر کو مرے ہات سے لیجو کہ چلا میں

امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں　　ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں
عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا　　قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

بغیر از با[وہ] سمجھو[ں] بزم کو میں حلقہ ماتم　　تصور قالب بیجاں کروں مینائے خالی کو
لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیونکر ہو　　جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

[سن کے یوں بولا وہ میرے نالۂ جانکاہ کو　　کیوں مجھے ایسا بنایا کیا کہوں اللہ کو]

جو کہا میں ہوں عاشقوں میں ترے — بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو

پھرتا ہے ایدھر زلف میں شانہ تو اودھر دل — یہ ذرد نہ لایا [کھوخا] طرہ میں عنبر کو

خط اپنے مرغ جاں کے پر سے باندھا آج سودا نے — نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو

غمزہ، ادا، نگاہ، تبسم ہے دل کا مول — تم بھی اگر ہو اس کے خریدار کچھ کہو

راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل — اس شرط سے گر صورت بادام قفس ہو

جب بدر سے مونہہ اپنا تیرا سا نہ [بن آیا] — شکل ابرو کی پیدا کی اس غم سے ہو کاہیدہ

در غلق کے مونہہ پر میں باندھا ہے حباب آسا — تا دم ہے نہ کھولوں گا ہرگز رہ کا شانہ

پروانہ تجلی وحدۃ ہو اور دیکھ — نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ

حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شریک — دیکھ پاوے گا کہیں گر تیرے مونہہ کو آئینہ

آپہنچ ساقی کہ پھر ایام کب آتے ہیں یہ — فصل گل کے کچھ گئے دن کچھ چلے جاتے ہیں یہ

صبر و دل و دیں طاقت دیکھا اوسے اور سکے — ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

خانہ مشرب کی دیکھ تازہ بنا کو مرے — کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

کوچے] میں تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیارے — میرے بھی کبھی دل سے ملاقات ہوئی ہے

یہ دل میں آئے ہے کاٹوں میں دست نارسا اپنا — تری زلفوں میں کنگھی جس گھڑی اے ماہ پھرتی ہے

کرے گا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا — اگر آئینے میں اوس کی نگاہ شرگیں ڈوبی

رہتا ہے ان دنوں دہن یار کا خیال بھاتا ہے نا صحا سخن مختصر مجھے

بہ از آئینہ خانے سے ہے منعم جو تجھ سے ہو سکے تعمیر [دل] کی

چمن میں کیسی مچا دیویں دھوم جاتے ہی قفس سے ہم کو جو صیاد اس برس چھوڑے

ٹک ہمرہانِ قافلہ سے کہدے اے صبا ایسے ہی گر تمہارے قدم ہیں تو ہم رہے

ہوا ہو ویگا کیا کیا مژدہ بر مورد تلطف کا خبر کن حال بدا [پنے کے] دن کاش ہم ہوتے

جو طبیب اپنا اوسی کا دل کسی پہ زار ہے مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

جوں توں سمیٹ کر میں گرہ دے رکھا ہے یار سو ٹکڑے ورنہ تجھے یہ دل غنچہ وار ہے

حسن بتاں کو ہے دل خارا تلک جگہ شیریں کی جس پہ کھودی ہے تصویر سنگ ہے

وسعت دنیا میں اپنا تنگ [یہ] کا [شا] نہ ہے پر تو مہتاب واں موتی کا جیسے دانہ ہے

پوچھا میں عیادۃ کو چلتا ہے تو سودا کی بولا کہ ہمارے وہ بیمار نظر میں ہے

خوبوں کے تئیں رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

جو میں نے [سودا] سے جا کے پوچھا تجھے کچھ اپنے ہے من کی سدہ بدہ
یہ رو کے مجھے کہا کسی کی لٹک میں لٹ کی لٹک رہا ہے

خورشید و مہ نے پیارے لی تجھ پہ بے نوائی ریش و بروت و ابرو سب کو صفا بتائی

قامت سے تیرے باغ میں جا خط بندگی — لکھوا لیا ہے سرو سے پیارے کھڑے کھڑے

ہمارے کعبے کے پہلو سے دیں کی راہ یار آوے — وہ بت مکتے ہیں جنکو دیکھکر اللہ یاد آوے

[خاطر] رہا [گھرا] پنے میں جس شکل سے ہو تم — دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

گھڑی گھڑیال کی سن سن کے میرا جی دہلتا ہے — چلی آتی ہے وہ بھی رات جاں جوں جان پر بنتا ہے
اثر نے آہ میں ہر چند نے تاثیر نالے میں — پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

بسکہ سو جاں سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ — دیدہ مشتاقوں کا تیرے پردۂ بادام ہے

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کہ لیتے ہیں — جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہ گاری

گل ہے عاشق ترا قسم مت کھا — یوں گریباں کسی کا پھٹتا ہے

سودا کسو کو وہ تو ستاوے [نہ] بے سبب — کیا جانیے کہ تجھے ہی کیا بات ہو گئی

مت پوچھ کچھ کہ رات کٹی کیوں کہ تجھ بغیر — اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو — اس [پیر] کے جلوے کا بھلا کوئی جواں ہے

عیاں ہے شوق لکھے کا مرے نامے کے کاغذ سے — کہ جب کھولے ہے تو اسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

خواہ کعبے میں تجھے خواہ میں [بتخانے] میں — اتنا سمجھوں ہوں مرے یار کہیں دیکھا ہے

---

[1] از کلیات سودا ص ۲۸۹، مطبع مصطفائی - دہلی ۱۲۰۷ھ

گلچھڑے دل کو جگاتے ہیں سودا آؤ چمن میں گھر کریانے کا شتاب ہے

تو مست اندھیری رات اور اغیار ساتھ ہے جو دل میں آوے کہہ یہ گھٹا کا ساتھ ہے

خط کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل بندہ پرور [جیتے آگے ہنوز آغاز ہے]

پردہ عبث ہے ہم سے یہ خاطر نشاں رہے جسدم اٹھا یہ بیچ سے [پھر ہم] کہاں رہے

سودا کی جو بالیں پہ گیا شور قیامت خد[ام] ادب بولے [ابھی آنکھ لگی ہے]

نہ پوچھ مجھ سے میرا حال تک دنیا میں جینے دو [خدا جانے] میں کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن میں نسیم نت لیے پھرتی ہے دوش اوپر بنگ بو مجھے

ہے قسم تجکو فلک دے تو جہاں تک چاہے جلوۂ حسن اسے حیرت دیدار سمجھے

[جس ر] وز کسی اور پہ بیداد کرو گے یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کرو گے

اوس صاحب حیا کا اگر پیش آفتاب مونہہ سے اوٹھے نقاب تو پھر دن نہ ڈھل سکے

عجب واشد ہے غنچوں کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو تیں اس طرح بند قبا ہم سے

چھکا ہوں اس قدر دیکھ اوس کی آنکھوں کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلاتا ہے مجھکو جام خالی سے

سلہ از کلیات سودا صلہ ۲۹۲، مطبع مصطفائی دہلی ۱۳۰۶ھ،

سرگشتگی نصیب کی مر مٹیے تو نہ جائے　　اوٹھتا ہے گرد باد ہمارے غبار سے

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھے محبت ہے　　بھروسا [کچھ] نہیں اسکا یہ مونہہ دیکھے کی الفت ہے

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہیں ظالم　　ہے ایسا ہی جو قتل بیگنہ منظور بہتر ہے

کون محشر میں ہمارے خون کی دیوے گا داد　　جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہیں یہ مقتول ہے

قاتل سے کیوں جھگڑتے ہو کیا مجھے بیر ہے　　جائے خطر نہیں یہ مرا زخم خیر ہے

گل پھیکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی　　اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

افعی کی یہ طاقت ہے کہ اوسے بیر آوے　　وہ زلف سیہ لہر پہ اپنی اگر آوے
لک و[ا]غ سے چھاتی کے سرک جائے جو چھاؤں　　آتش کے تئیں قدرت خالق نظر آوے

دماغ خلوۃ آئینہ ہو تو یہ چاہے　　کہ اپنا عکس بھی اس گھر میں سے نکل جاوے

بلا تیے ستم کا کوئی تجھے کیا کرے　　تو بھی کسی کا شیفتہ ہووے خدا کرے

کھینچے کیا ہو میاں تیغ کہ یاں رشتہ عمر　　صرف سینے پہ ہوا ٹانکے ہی بھرتے بھرتے

عجائب شغل میں تھے رات تم اے شیخ رحمت ہے　　میں اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

اثر سے ہیں تہی نالے تصرف سے ہے دم خالی — نیستاں ہو گئے شیروں سے یارب یک قلم خالی
کدورت سے زمانے کی برنگ شیشۂ ساعت — ملے ہمدرد اگر کوئی تو کیجے دل بہم خالی

پیش از ظہور مرغ چمن خاد مان عشق — بنتے تھے رشتۂ رگ گل دام کے لئے

یار ہے بے قدر جب ہو آشنا دس بیس کا — مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا

ہے سخت بے مروۃ وہ بت وفا کرے کیا — پر اب تو لگ گیا دل دیکھیں خدا کرے کیا

سودا کے لئے بر سر بازار ہوے ہم — ہاتھ اوس کے لگے جس کے خریدار ہوے ہم

نہ پوج سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان — مرے صنم کی پرستش کر آخدا کو مان

آگے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمیں — اب تو آنکھوں سے لگا ہے دیکھنے بارے ہمیں

اس دل کو ہر طرح سے دلاسا دیا کروں — آنکھیں تو مانتی نہیں میں اس کو کیا کروں

تبسم دیکھ تیرا کیوں نہ دل بیتاب ہو جاوے — اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

چمن میں بلبلوں نے جب بنائے عشق کے چہکے — لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دہکے

کل جو بیٹھا پاس جا میں اک ترے ہمنام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام[1] کے

---

[1] ہم ل. و. [2] این شعر را بعضے بہ جرأۃ نسبت کنند اما ایں احقر در کلیات مرزا سودا بچشم خود دیدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ (از حاشیہ اصل)

قطعہ

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کی فغاں کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کا ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا

دیگر

سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اوسے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اوروں کی نسبت اندوں کچھ لگ چلا تھا وہ — دو چار جھڑکیوں میں بدستور ہو گیا

دیگر

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا جی تو کھو سکا
کس مونہہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز — اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

دیگر

ایک غماز نے اوس ترک پسر سے یہ کہا — ہے جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتوں ہے
سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اوسکو — باندھنا خون پہ کر اپنی نیا مضموں ہے

دیگر

کل یار سے کہا میں سنتا ہے آج سودا — بکتا ہے اک نگہ پر اوسکے تئیں کو جو لے
کہنے لگا کہ ناداں یہ حیف ہے کہ کوئی — اسپند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کو لے

دیگر

سودا جنہیں خدا نے دیا ہے کچھ عقل و فہم — ان کا خیال عیش پہ دل کیوں کہ چل سکے
عرصہ تو زندگی کا نہیں اسقدر بھی یاں — افسوس میں کسی کے کوئی ہاتھ مل سکے

دیگر

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہنچا ہے — کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہے
بسان نے ترے ہاتوں سے نالاں اوسکو دیکھا ہے — کوئی ٹک مونہہ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

ا اوسے ہے ۱۰۱۔

دیگر

اثبات کرکے تجھے اک بات اب کہوں ہوں میں — لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہے
آتا ہے یاد کوئی تڑپیں کے وقت تجھکو — اکثر تو دے کے سرمہ دیکھا میں رو دیا ہے

دیگر

شبنم سے بھرے ہیں ساغر گل — گردوں تو خراب و خوار ہووے
پانی نہیں دیتے اوسکو ظالم — جو زخمی بے شمار ہووے

دیگر در ہجو اسپ گوید

مٹھا تو اسقدر ہے اگر اوسکے نعل کا — لوہا منگا کے تیغ بناوے کبھو لُہار
ہے دلمیں یہ یقین کہ وہ شمشیر روز جنگ — رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقت کارزار

رباعی

ایوان عدالت میں تمہارے یا شاہ — کیا ظلم کو ہے دخل عیاذا باللہ
شیشے کا جو وہاں طاق سے رپٹے ہے پانو — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

دیگر

تجھ پاس کوئی گدا نہ آکر بولا — جس کو نہ جواہر میں تو لیکر تولا
یہانتک تو ترے ہاتھ نے بخشے یاقوت — جب طشت نے وقت فصد دامن کھولا

دیگر

جب سے چمن حسن میں تو در آیا — عصمت نے تری خلق میں شہرہ پایا
مخفی میں کیا داغ کو اور لالے نے — چھاتی کو کہ و مہ کے تئیں دکھلایا

سودا دہن یار کے ہوتے رکھ گوش — تعریف نہ کر غنچۂ گل کی خاموش
وہ بد دہن اتنا ہے دوانے جس کا — ہنستے میں دہن پھیل کے ہو جاوے ہے گوش

دیگر

سودا پے دنیا تو پھرے سو کب تک — آوارہ ازیں کوچہ باں کو کب تک
حاصل یہی اسے نہ کہ یا دنیا ہو — بالفرض ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

دیگر

دنیا مجھے کہتی ہے کہ منہ مجھسے موڑ　　مت فاحشہ پر اپنا تو جی جامہ توڑ
سودا تری سیاہی پہ سفیدی آئی　　بس رات گئی صبح ہوئی اب تو چھوڑ

دیگر

کوتاہ[1] یہ عمر سے پرستی کیجے　　زلفوں [سے تری] ی دراز دستی کیجے
ساقی جو نہو شراب ہے آج وہ ابر　　پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے

دیگر

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہے　　اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہے
مرتا نہ تو کیا جانیے تو کیا کرتا　　اے خانہ [خراب] اسپہ یہ اندیشہ ہے

دیگر مستزاد

بولی سے میں دنیا کے کہا یوں جا کر　　سن اے بے درد
اب ایک کی ہو رہ نہ پھرا کر گھر گھر　　تیں صورۃ نرد
بولی کہ جو کوئی مرد ہے سو تو مجھکو　　رکھتا ہی نہیں
باندھی ہے جنہوں [نے] میرے رکھنے پہ کمر　　سو ہیں نامرد

سوز

تخلص عزیزے است از دودمان بے نذو نظیر المسمی بہ محمد میرو مردے بود عالی طبیعت درویش نہاد نیک طویت والا نژاد ظریف الطبع خوش گفتار شریف الوضع خوبی کردار ہمیشہ با میران نامدار صحبت میداشت و پیوستہ بصاحبت سران کامگار رہمت می گماشت در ریختہ گوئی طرز خاص دارد رویہ شعر خوانیش از کس نمی آید بہ تتبع طرز گفتارش اگرچہ اکثرے از مشاقان ایں فن گرائیدہ اما کمتر کسے سخن بہ انداز وے رسانیدہ مختصر کلام وے از سکنہ شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است آخر ہا مدتے بدیار شرقیہ ایام زندگانی بسر بردہ

---

[1] "ن" کلیات سودا ص۳۰۵ ۔ مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۷۲ھ

بہ بلدۂ لکھنؤ برحمت حق پیوست انا للہ وانا الیہ راجعون بالجملہ ازدہائے طبعش نود و یک شعر مرقوم کلک لآلی سلک میگردد منہ عفی عنہ ؎

دل کے ہاتھوں بہت خراب ہوا　　جل گیا بھن گیا کباب ہوا
سوز کچھ مونہہ بنائے آتا ہے　　آج مجرے کا پھر جواب ہوا

دل تھا بساط میں سو کوئی اوسکو لے گیا　　اب کیا کرونگا اے مرے اللہ کیا ہوا
یار اگر صاحب وفا ہوتا　　کیوں میاں جان کیا مزا ہوتا

یہاں رات کسوطرح سے کٹ جائے　　مذکور کرو کچھ اوس جواں کا
محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو بے برگو　　خدا کے واسطے یہ تخم صحن دل میں مت بوتا

مجھے کہتا ہے تجکو کچھ نہیں کہتا ہوں میں ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

سوز کو تو نے کیوں دیا بوسہ　　ہم کو بھی دے ترا بھلا ہوگا

یہ ترا عشق کب کا آشنا تھا　　کہاں کا جان کو میری دھرا تھا

کدھر پھرتا ہے او غافل ادھر دیکھ　　کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

بس غم تو نے بہت ستایا　　سچہ کہہ کیا ترے ہاتھ آیا

سوز ہے جو پڑا سسکتا ہے　　کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

تمنا پیش کش امید صدقے آرزو قربان میں اپنے دل کی حسرت اپنے دلمیں لیکے جاؤنگا

اک بار تو مونہہ سے کہہ سمجھوں میں ہے سوز بدل غلام میرا

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس میرے سنو ہم بھی چلتے ہیں تک رہ کے جانا

قسم مت کھا تو اپنے سر کی ہر ساعت خدا سے ڈر
تو میرے گھر نہیں آنے کا اپنے سر کی سوں جھوٹا

کہتا ہے مجکو سنیو عاشق ہے کیا تو میرا کچھ جانتا نہیں ہے [بھولا] بہت بچارا

جاتا ہے سوز جدن کہتا ہے ہمنشیں سے [آنے نہ] دیجو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

رات آنکھیں تھیں مندیں پر بخت تک بیدار تھا تا سحر دل محو دیدار جمال یار تھا
سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو وہاں تجھے تھی کیا کمی یہاں تجکو کیا درکار تھا

شہرہ حسن سے از بسکہ وہ محبوب ہوا اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بہت ہنستے تو ہو تم میرے رونے پر میاں صاحب کبھو آئینہ دیکھوگے تو تب سمجھوگے ہاں صاحب

کیا ہے اتنا بھی ادھر مونہہ تو پھراؤ صاحب لو جی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو کباب دل تو ہے تیار اس کو کھائیے صاحب
جب کہا ایک بوسہ دو صاحب مونہہ پھرا کر کہا کہ لو صاحب

جس طرح دل کو لگی ہے میرے — اسکے بھی دل کو لگا دے یارب

سوز نے داماں جو ہیں پکڑا تو بس وہیں جھٹک — کہنے لاگا اندنوں کچھہ زور چل نکلا ہے ہشت

خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں میں — نہیں آتی صدائے نالہ و زنجیر کیا باعث

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند — جو گنہ کیجئے ثواب ہے آج

حیدر کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کیا — کون رہ سکتا ہے شیروں کے بھلا مسکن کے بیچ

دیکھکر عاشق کو بیدل جھٹ سے لگ جانا گلے — اے تری رندی [کہ] کیا آتی ہے پھسلانے کیطرح

چاک مت کر جگر کو ہاتھ اوٹھا — اسمیں کھیچی ہے میں تری تصویر

لو خزاں بھی آگئی غفلت سے ہم بھولے رہے — لے چلے دنیا سے ہم آخر کو ارمان بہار

عرق نہیں ہے سموم ہوا سے چہرے پر — نگاہ آب ہوئی ہے حیا سے چہرے پر

میاں دل بھائی دل او مہرباں دل — مجھے تو چھوڑ جاتا ہے کہاں دل

خدا جانے بنے کیا شوخ سے آج — اے میرے لال میرے بے زباں دل

لو جی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم — پھر نہ آوینگے کبھی کاہیکو جھنجھلاتے ہو تم

کٹ گئیں انتظار کی راتیں — ایک دو تیں چار آنکھوں میں

ہے دھوپ کہاں کدھر گیا دن — کیوں شام فراق مر گیا دن

تھا جی میں آج اچھی طرح شکوہ کرونگا روبرو — مونہہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں

بوسہ لیا ہے تو بھی وہی اضطراب ہے — اے سوز حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں

آج میں سوز کو دیکھا تو اچنبھے میں رہا — سر کہیں پاؤں کہیں ہوش کہیں گوش کہیں

غبار خاک راہ دلبر چالاک آنکھو نہیں — اگر سرمے سے [میں بہتر نہ جا] نو خاک آنکھوں میں

بھلا بھی عشق تیری شوکت و شان — بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

قطعہ

بس غم یار ایک دن دو دن — اس سے زیادہ نہ ہو جیے مہمان
نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤں پھیلا کر — اپنے گھر جا نہ خانہ آباداں

مجکو دل کہتا ہے دلبر سے ملا — کیوں جی سچ اوس کو ملا دوں کیا کروں
اوسکے چڑھ، یہ آہ بن رہتا نہیں — سوز کا میں مونہہ جلا دوں کیا کروں

دل چرا کر تو نکالے ہے اب الٹی آنکھیں — ہاں جی ہم سے تو چھپی ہیں یہ دغا کی آنکھیں

جسے دیکھا جہاں میں سو اسیر دام الفت ہے — مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

کوئی ایسی بھی گھڑی ہوگی خداوند کریم — وہ کرے چونچلے اور میں اوسے بیٹھا دیکھوں

پری میں غیر گریہ بھلا اور کیا ہے سوز — دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب میں
کیا ہی عشرت سے کٹ گئی کل رات — آہ پھر وہ شب وصال کہاں
تری بو کے لیئے جوں گل تمام آغوش ہو جاؤں — کلیجے سے لگا کر غنچہ سا خاموش ہو جاؤں

نصیحتوں پہ بہت ہے گھمنڈ ناصح کو — جو اوس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں
کراہے ہے پڑا رہنے دے مت چھیڑ — ارے کیوں بھیج تا ہے ناتواں کو

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے — ذبح بھی کرتا ہے پھر کہتا ہے ہاں قرباں نہ ہو

ستامت جھوٹے وعدوں سے تو اے راحت رہا مجکو
نہیں دیتی ہے رخصت روٹھنے کی بھی وفا مجکو

حیف ہوتے نہیں ہو شرمندہ　　واہ کیا انکھڑیاں ملاتے ہو

میں مرگیا ہوں دیکھ لب لعل یار کو　　یاقوت چاہیئے مری لوح مزار کو

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ　　دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ
نہ شہر میں [اوسے] آرام ہے نہ صحرا میں　　دل رمیدہ کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیئے

بے کلی بے اختیاری بیقراری بے بسی　　آہ کیا کیا سوز میرے دلنشیں ہے عشق سے
ان بتوں کی یہی جو الفت ہے　　قہر ہے ظلم ہے قیامت ہے
کعبہ و دیر پوجتا کیا ہے　　آپ کو پوج بے خبر تو ہے
دل کو کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ　　ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

کشور دل میں نہیں کوئی [کہ] آباد رہے　　یوں اجاڑا ہے اسے تم نے بھلا یاد رہے
ادہر دیکھو تو کس ناز و ادا سے آج آتا ہے　　مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہے
بتاں گر تم بہار چشم گوہر بار دیکھو گے　　تو ہر قطرے میں اپنا جلوۂ دیدار دیکھو گے
مونہہ دیکھو آئینے کا تری تاب لا سکے　　خورشید تجھے آنکہ تو پہلے ملا سکے

ہیچ کافر کو خدا عاشق خوباں نہ کرے　　جب تلک [اون کو] جفاؤں سے پشیماں نہ کرے
بھلی یکبار ساقی نے مٹے و [حد] ت پلائی ہے　　ہر اک بندے کو اپنے جی میں دعوائے خدائی ہے
آنکھیں ترس گئیں ہیں آنسو کے دیکھنے کو　　مژگاں پہ لخت دل ہے یا پارۂ جگر ہے
جھلکتا ہے ہر اک ذرے میں خورشید　　شناسائی کسی کو پر کہاں ہے
مت ہاتھ لگا سینے کو یوں اسمیں [بھی کچھ ہے]　　پھر کاہیکو کس واسطے کیوں اسمیں بھی کچھ ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کیا یہ زلف چھائی ہے ۔ سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

قطعہ

گالیاں تو لبوں سے خوب سی دیں ۔ کبھو بوسے کی بھی اجازت ہو
کچھہ بری بات تو نہیں واللہ ۔ چوم کر لیں اگر عنائت ہو

دیگر

اے مار سیاہ زلف سچہہ کہہ ۔ بتلا دے کہ دل جہاں چھپا ہو
کنڈلی تلے دیکھیو نہ ہو وے ۔ کاٹا ہے ناف ترا برا ہو

دیگر

سچہہ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ ۔ الحمد للہ الحمد للہ
جھوٹے کے مونہہ میں آگے کہوں کیا ۔ استغفر اللہ استغفر اللہ

دیگر

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ہی آنکھوں سے روز ۔ یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ [فرزند [ہیں]
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار ۔ سوچتا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

رباعی

جب میں نے کہا میری طرف تو دیکھو ۔ دیتا ہوں اگر نہ جی میں دیکھو دیکھو
جھنجھلا کے لگا کہنے کہ لو کیا معقول ۔ خوبی غلطے کی واہ منہ تو دیکھو

دیگر

[جو] میرے عدو ہیں اون سے تو یار ہوا ۔ مجھ سے لڑنے کو یوں تو تیار ہوا
رہ رہ کے مرے جی میں یہی آتا ہے ۔ اللہ تو مجھے ایسا بیزار ہوا

دیگر مستزاد

سن سوز عبث دیکھہ کے حیراں ہوگا ۔ خوبان کا جمال
دل زلف میں الجھے گا پریشاں ہوگا ۔ مت لے یہ وبال
یہ چال بری [ہے تجھے] سنبھلنے کی نہیں ۔ آمان کہا

ہستا ہے کیا بہت پشیماں ہوگا مت دانت کمال

سوزاں

تخلص دو کس میدانم

اول - شیخ شمس الدین وے دہلوی الاصل فرخ آبادی المسکن و از تلامذۂ شاعر فصاحت افزو محمد میر سوز است بہ سپاہگری ایام بسر می برد و شوخ طبعیہا می کرد مذاق سخنش از مزاج او خبر میدہد بہر کیف سہ بیت از گفتہائش در ایں جا ثبت میشود او راست ؎

اسکے کوچے میں نہیں ہمکو کسی کا خطرا پر خفا وہ نہ ہوا تا ہے اسی کا خطرا

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑکے میاں جاؤ کہیں گھر سے تو آئے نہیں لڑکے
دو چار رقیبو[ں پہ] نہ دھمکائیو ہم کو ٹل جائینگے دو ہاتھ جو مارے کہیں کڑکے

دوم - مردے نیک آہنگ المسمّٰی بہ مرزا احمد علیخاں المخاطب بہ شوکت جنگ خوش تقریر فصاحت بیان خلف رشید مرزا علیخان [گوئندہ] کہ وے عمدہ زادہ ایست صاحب امتیاز یار باش خوش اختلاط نیک معاش رنگیں گفتار مالک اشعار ابدار شعرش کیفیتے وارد چار شعر[1] ازاں ایں خاکسار می نگارد او راست ؎

لیجا نہ شب فراق جاں کو کیا زندگی مجھے ناتواں کو
مجنون شکستہ پا ہے پیچھے کہدیجو پیام ساربان کو

مت دل لگا بتوں[2] سے کہنے پہ جا کسی کے ہرگز ہوے نہ ہونگے یہ آشنا کسی کے
فرقت میں اوسکی سوزاں ناحق کو جان دی ہاے اوس لاابالی کو غم مرنے سے کیا کسی کے

---

[1] بیت ۱۰۰۰ [2] کسی ۱۰۰۰

سید

تخلص سہ کس می شناسم

اوّل - محب محبت نشان میر غالب علیخاں سلمہ الرحمٰن میر منشی حضور والا المخاطب از [پیشگاہ] خلافت بسید الشعرا کہ در اوان سالف غریب تخلص می نمود پس ازاں چندے آں آشنای بحر معانی آشنا تخلص کرد در تعریف مثنوی معترضے گوئد ؎

آشنا میں خوش زبان گلشن تظہیر ہوں — رجس کی آلودگی کوئی مجھہ پہ کیا ثابت کرے
ہوں ازل کے روز سے میں پاک طینت ہی بنا — ہے خطا اوسکی ہی جو مجھہ پر خطا ثابت کرے

بہرحال وے سیدے است بزرگ نہاد والا نژاد نیک ذات ستودہ صفات متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ محبت شعار مودۃ دثار کشادہ رو پاکیزہ گو کوہ حلم و تمکین البرز وقار و تسکین مقرب سریر خاقانی واقف سرائر سلطانی خیلے خوش تقریر و شیریں مقال بکتاب خوانی ایام تعزیۃ القیام محرم الحرام یکتا و بے مثال در انشا پردازی ید طولے دارد بسخن [طرا] ازی صرف صنائع بدرجۂ اعلی رساند بہر دو زبان سخن گوئد و در ہر دو میدان رخش ہمت می پوئد شعرش پر مضمون صنائع آماست سخنش معانی مشحون بدائع پیرا بسیار سیر مشق و خیلے بسیار گو نہائت خوش خلق و بغائت نیک خو واقع شدہ ملخص کلام کلامش لا کلام پختہ و ما [لا] مال انواع صنائع و سخنش بے سخن برجستہ و مشحون اقسام بدائع است بالجملہ ہشتاد و یک بیت کہ نمونہ ایست از خروار اشعار آبدارش و انموذجے است از انبار گراں بار سخنہائے طبع آرائش می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

محمد اوس کی ادا ہو سکھے مجھسے نہ سرمو — نہ ہر بال بدن پر کرے گر کام زباں کا
ناکام زباں کھچ تو ا [س کام] سے سید — وصف [اوس] کا نہیں کام ترے کام و زباں کا

تا قطرہ جدا بحر سے ہے ہے متصور — جز کا نہ تحقق رہے جب جلوہ ہو کل کا
جم اوس کے حضور آوے ہے لے جام گدائی — سید جو گدا ہے در سلطان رسل کا

ساقی ہے صبح دے مجھے ساغر شراب کا جلوہ تو بارے دیکھوں ہیں اوس آفتاب کا
یارب] نصیب کیجیو سید کی خاک کو گہر آستانۂ نجف بو تراب کا

جوں نقش قدم جو سر[ر]ہ یار کے بیٹھا وہ [خانہ] خراب اوٹھ کے نہ پھر اپنے گھر آیا

چڑھ آئی میکشی کی وہیں میرے جی پہ لہر دیکھا جو دست موج پہ ساغر حباب کا

روکش اندوہ ہجراں شب دل بے تاب تھا تاب کا پانی جگر طاقت کا زہرہ آب تھا
اوس کا ہر ٹکڑا تھا حال دوستاں کا اک ورق یہ دل صد پارہ گویا روضۃ الاحباب تھا

سبب کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے زار رونے کا کسو کو کچھ غرض ہے مجکو ہے آزار رونے کا

جب ناز سے وہ خانہ برانداز گھر چلا میں گھر گیا اوس آن جہاں سے گزر چلا

سماوے گا پھولا بدن میں نہ سید ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا

کان کا موتی ترے ہلتا[1] جو اے مہ پارہ تھا مشتری اوس کا فلک یا سبعہ سیارہ تھا

کریں ہیں سرمہ میری خاک کو اولوالابصار غبار کس کے نہ جانو ہیوں آستانے کا

جز آہ و نالہ ہو سید ہے اور کیا موزوں دل و دماغ کہاں اوسکو شعر خوا[نی] کا

میں انہیں کون سی صورت سے نہ چاہا پر آہ مجکو چاہیں نہ بتاں یوہیں خدا نے چاہا
زلف و کاکل خط و خال ابرو چشم و گیسو اس دل زار کو کس کس نہ بلانے چاہا

---

[1] ملتا ا۰ ا۰

شنده جوں گل تجھے اور گریہ مجھے شبنم وار　　گلشن دہر میں مقسوم یہ تقدیر سے تھا

بھاتا ہے مجکو یار کا دزدیدہ دیکھنا　　اغیار کی نگاہ سے پوشیدہ دیکھنا

کرتے ہیں طوف نرگس وگل تک مزار کا　　یارب میں کشتہ کس کے ہوں چشم وعذار کا

آزاد اوسکی خاک ہے عجز ونیاز سے　　اوس سرونازکے ہے جو کشتہ غرور کا

اتنا تو اپنے حسن پہ اوسکو نہ تھا غرور　　کچھ دیکھتے ہی آئینہ مغرور ہوگیا

سبوے بادہ کروں وقف میکشاں سید　　جو جامدار ہوں ٹک میں شرابخانے کا

آرام زندگی ترے جانے سے اوٹھ گیا　　جی دلبروں کے پاس بٹھانے سے اوٹھ گیا

بیٹھا وہ اس مرے دل سودا زدہ میں رات　　جو پیچ وتاب زلف کے شانے سے اوٹھ گیا

آہ کیا آتش تھی جسے گھر جلا آگن جلا　　شمع محفل کا گریباں برق کا دامن جلا

اس نے بھڑکائی رنگ گل کی آگ　　لگے اس باد صبح کو لو کا

پھاڑی ہر گل نے جیب مرغ چمن　　کچھہ اس آہنگ سے سحر کو کا

کب پسیجے ہے دل اہل دول مفلس پر　　آب ایک قطرہ ہو سائل نہ گہر سے نکلا

کون سی گالی نہ سید کو دی اوس گلرو نے　　تو بھی خنداں ہی رہا اوسکے نہ گھر سے نکلا

یہ اوسکے [تیر] خوردۂ مژگاں کا حال تھا　　تن پر جو اوسکے بال تھا ناوک کی بھال تھا

ہوتی نہ بند بھی کسی صورت سے اوسکی آنکھ　　آئینہ کس کا محو رخ بے مثال تھا

شب وصل لاحق جان ودل غم وحد فرقت یار تھا　　کبھو اشک تھے کبھو آہ تھی کبھو نا [لہ] دل زار تھا

سرشام سے دم صبح تک مجھے اضطر [ار] تھا ایک سا　　نہ سکوں نہ صبر وشکیب تھا نہ قیام تھا نہ قرار تھا

نہ ہوا لالہ وگل مجھے نہ ہوس تھی باغ وبہار کی　　کہ بہ رنگ لالہ وگل مرا دل داغدار نگار تھا

[تو ہمکنار] ہونے ہم سے کبھو نہ آیا — ہم گور کے کنارے پیچھے پہ تو نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر اے بت — پڑھنے جنازہ اوس کا سب آئے تو نہ آیا

دکھ مداوا کا مرض سے بیشتر پیدا ہوا — مجکو صندل گھستے گھستے درد سر پیدا [ہوا]
کیا [خبر پرواز] کی مجکو کہ میں جس روز سے — دام میں پیدا ہوا بے بال و پر پیدا ہوا
نرگس [و گل] تک نہ ایک اندوہگیں نے غم شنو — جسکو اس گلشن میں دیکھا کور و کر پیدا ہوا
نالہ خوں آغشتہ نخل ارغواں کا رشک ہے — کچھ عجب ہی رنگ کا ہے یہ شجر پیدا ہوا
داد جو کی داد دیوے گا نہ داور بھی اگر — عرصہ محشر میں وہ بیداد گر پیدا ہوا
گرم بازاری مری جوں شمع تھی یک شب کہ صبح — پاؤں پایا یہاں نہ میرا پھر نہ سر پیدا ہوا
غش بہت آتا ہے مر رہیے تو کیا جانیگے لوگ
ان دنوں میں مجکو سید ہے یہ ڈر پیدا [ہوا]
کھڑا وہ تاب مہر سے جب پر عرق [ق] ہوا — تب شبنم آب رشک سے مونہہ گل کا فق ہوا

شبنم ہے جسکے رشک سے گل کے بدن پہ آب — ملوس گلبدن کی واہ رے پوشاک کی نمود

چین میں گل نے گریباں کو رشک سے چیرا — گیا جو سیج کے تو دستار ارغوانی رنگ

اپنے حیرۃ کشتگاں کی گور پر نرگس کے پھول — تو نہ اے آئینہ رو رکھتا تو رکھتا کس کے پھول
تازہ تر دیکھے گل احمری رنگینی میں صبح — اوس کے بستر کے جو شب مرجھا رہے تھے پس کے پھول
کل پڑا جس سرزمیں پر اوسکا تھا نقش قدم — آج سب گلرو وہاں رکھتے ہیں ماتھا گھس کے پھول

کم ملا آئینے سے آنکھ ارے او بے دید — اور بھی حیرتی جلوۂ دیدار سے مل
ہو ترے نالے میں تب کچھ اثر اے مرغ چمن — بیٹھے جب تو بھی کسی مرغ گرفتار سے مل
رکھتے ہی سینے پہ سینا مرے بولا پھر آہ — دل مرا جل گیا اس آگ کے [ا] نبار سے مل

جنوں نے کچھ نہیں چھوڑا مرے گریباں میں
نفس میں سینے کا باقی یہ تار رکھتا ہوں

ہستی کا دوسرا ہی رکھا درمیاں نہیں
کیا کیجے شکر خنجر قاتل زباں نہیں
کہہ جانتی کہیں نہیں اس کی زبان نہیں
ہاں یاد اوس کو میرے ہی مطلب پہ ہاں نہیں
دریا کا ایک تختہ ہے جس پر ہیں وہ حباب
سینے پہ تیرے محرم آب رواں نہیں
ہر موج بحر اشک ہے کیوان سمیر پر
جز آہ اور طائر عرش آ [ستا] ں نہیں

کر گنہ روتا ہوں رکھ ہیہات مو [نہہ] پر آ [ستیں]
ہوں جو تر دامن رہے ہے نت مری تر آستیں
اوسے تحت دل گراوش کرتے ہیں اور اسے اشک
ہے دوکان لعل دامان کان گوہر آستیں
چشم طوفاں خیز سے نکلے جو سرک جاے تو ہے
[ترکن] صد شورش دامان محشر آستیں
میرے آہوں کی جو دھونی سے نہیں ہے گریناک
کہکشاں کی لی ہے کیوں گردوں نے منہہ پر آستیں
پنجہ مژگاں سے ٹکڑے دل کے لے آئے ہے چین
کہیئے کس رو سے نہ مردم ہے دلاور آستیں

خون دل نے مے گلرنگ پلائی مجکو
سیر باراں مژہ تر نے دکھائی مجکو
تھی جو باریک رگ جاں سے بھی وہ موے میاں
دل کے داغوں ہی کے ٹھیک نے سجھائی مجکو
چشم [یہ] تجھے فلک تھی نہ کہ جوں نرگس دے
سیم و زر کے لئے تو جام گدائی مجکو
ڈبڈ [با] آئی مثال آئینہ کے اشک سے آنکھ
یہ گئی یاد یہ کس رخ کی صفائی مجکو
دیکھ کس رنگ سے لیتا ہوں میں اے شوخ اوٹھا
گر لگے ہاتھ ترے پاے حنائی مجکو
میں ہم آغوش نہ ہوا [ں] اور وہ بغل میں کھینچے
تنگ لائی یہ تری تنگ قبائی مجکو
میں ملوں آنکھیں تو ٹھکرے سر پاے سر
ہے یہ حسرت ترے قدموں کی دہائی مجکو
کار صد چشم تر اس دشت[1] مغیلاں میں دیا
تو نے ان آنکھوں دکھا آبلہ پائی مجکو
ہے ازل سے مری روزی جو خطا ہر روزی
[نرچی] روٹی بھی جز نان خطائی مجکو

---

[1] اس خار مغیلاں نے دیا ۱۲.

قطعہ

انما کے گل گلزار کی وہی ایزد نے — للہ الحمد کہ ہے مدح سرائی مجکو
بلبل گلشن تطہیر ہوں میں اے سید — اس حدیقے میں سمجھتے ہیں [ثنا] ئی مجکو

بسکہ ہوں بیمار چشم نیم خواب نرگسی — ہے غذا اب نان بادام و کباب نرگسی
میں وہ درویش ہوں جوں نے جو کوئی ہمدم آہ — مجھسے کچھ پوچھے تو فریاد میں لاتا ہے مجھے

ہم سے یہ بے مہریاں اے ماہ یوہیں چاہیئے — غیر سے دل گرمیاں وہ واہ یوہیں چاہیے
سجدہ کرنا تجکو اے بت ہے بہر صورۃ ضرور — چاہیئے یوہیں ہمیں واللہ یوہیں چاہیے
چاہیئے جرموں کی سید کے شفاعت یا حسین — تم کو اے سبط رسول اللہ یوہیں چاہیے

لے کے دل مفت پھر مکرتے ہو — تم بھی اچھے ہو واہ کیا کہیے

ایک بوسے پر نہیں مصروف ہمت آپ کی — تنگ لائی خوش دہانوں ہم کو خست آپ کی
کر چکا ہوں صاحب اپنے زندگی کو میں سلام — جان لے چھوڑے گی یہ صاحب سلامت آپکی
آب اشک و پارۂ دل ماحضر بس ہے مجھے — ہے اسی اکل و شرب پر یار و قناعت آپ کی
پاؤں چو[مو]ں اوس کے جو تم سے جدا ہو کر جیے — ہے وصال مرگ کی آ[مادہ فرقت] آپ کی

مانگے سید جو ترے لب سے پر یرو بوسہ — نہ برا مانیو تو بات کا [یوا نے کی]

دوم۔ عزیزے از دودمان معظم و مکرم المسمی بہ میر قطب الدین المعروف بہ قطب عالم وے از قصبہ سکندر آباد مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و مرد خوش نہاد نیک اعتقاد است گاہگاہ ریختہ گوئی بر روے کار می آرد و اشعار متفرقہ دارد ایں بیت از وے است ؎

جادوگری ہے شہر میں سید کا ریختہ — دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سیوم ۔ سیدے از اہل قبول مسمی بہ میر غلام رسول وے از بزرگ زادہ ہاے مستقر الخلافہ اکبرآباد و مرد تقوے نہاد است خیال شاعری در نہادش خیلے جا دارد و خود را از اساتذۂ آں دیار می شمارد ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

خوبرویوں کے تو ملنے سے نہ باز آئے گا دل　　یہ تو بدخو نہیں جانیکی مگر جان کے ساتھ

بالا تو بلا چاند سا مکھڑا ہے بھبو کا　　ایک بقعے کا عالم ہے سراپا ہے بھبو کا

یاد آے ہے وہ شوخ تو کیا دل کی تپش سے　　سینے میں سے ایک آگ کا اوٹھتا ہے بھبو کا

سیادۃ

تخلص سید زادۂ الیست سعادۃ مشحون شاگرد میر تظام الدین ممنون مولدش مشرق زمین نامش میر نجم الدین ایں مطلع از و است ؎

مثل نسیم میں تو پھرا صبح ہر کہیں　　پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہیں

سیف

تخلص مرزا [سیف] علی مرحوم است وے مردے بود خوش لقا از رفقاے طالب قلیخاں[1] [خو] اجہ سرایں مطلع او راست ؎

شتاب آ کہ ترا عاشق اب سسکتا ہے　　جگر سے آہ اور آنکھوں سے خوں ٹپکتا ہے

حرف الشین المعجمہ

در ذیل ایں حرف ذکر چہل و یک شاعر کہ منجملہ آنہا دو شاکر و دو شاداں و سہ شایق و دو شرف و دو شریف و دو شرر و سہ شگفتہ و [ششش] شوق و دو شیدا تخلص میکنند اندراج یافتہ و اشعار ایں ہمہ دو صد و ہشت شعر است و ازاں جملہ شش رباعی واقع شدہ

[1] علی خاں ۱۰ ۱۲

شاعر

تخلص میر ناصر پسرت مرحوم المعروف بہ میر کلو والد ماجد شش میر نصیر الدین تسنج است وے مردے بود نیک ذات حمیدہ صفات درویش دل بخدا مشتغل فقر نہاد والا [نژاد] دلق پوش سبک دوش مذاق گفتارش بسیار شیریں طرز اشعارش نہائت دلنشیں باشیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر عفی اللہ عنہ بیروں از نسبت تلمذ و خویشی و ارادۃ و درویشی قرابت قریبہ داشت دیوانے مختصر در نہائت فصاحت بر صفحۂ روزگار یادگار گذاشت بیست بیت از از زادہاے طبع آں والاگہر ثبت افتاد منہ عفی اللہ عنہ ؎

ٹک بھی گر چین بجبیں کیجے گا — پھر نہیں ہم پہ یقیں کیجے گا
اپنے مطلب کی کہے جائیں گے ہم — گرچہ سو بار نہیں کیجے گا

تھا ایک دل بساط میں سو وہ بھی کھو دیا — خانہ خراب آنکھوں نے مجھکو ڈبو دیا
رخصت کے وقت اور تو کچھ ہو سکھی نہ بات — اودھر وہ ہسدیا اور ادھر میں رو دیا

آہ اپنا دل ہی جب جاتا رہا — زندگانی کا مزہ پھر کیا رہا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہیں — حال شاعر ہجر میں جیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی — غم الم وحشت جنوں سودا رہا

عشق کے سودائیوں کی سکتے یہاں تدبیر ہو — وہ مگر زلف چلیپا آن کر زنجیر ہو
جسکے دل میں کچھ نہ ہو مطلق سوا درد و الم — کیوں نہ پھر اوس اہل دل کی بات میں تاثیر ہو
سمان لے شاعر یہ دنیا ہے وہ قحبہ فاحشہ — جو ملے اسے اسے جھٹ منصب و جاگیر ہو

تری آنکھوں سے جس کا ملک دل اے دلستاں اوجڑے — نظر آتے ہیں اوس بیکس کو پھر ہر دو جہاں اوجڑے
گیا صبر و قرار و طاقت و آرام و جان و دل — ترے ہم عشق میں یہاں تک تو اے نامہرباں اوجڑے

رباعی

اپنے کانوں سنا ہے لاکھوں بیری — کہتی ہے خلق دیکھ صورت میری
تو کس بیدرد پر ہوا ہے عاشق — ہے ہے شاعر یہ نوجوانی تیری

دیگر

ہر چند تلاش جا بجا کر دیکھا — پایا نہ اوسے کہیں جو جا کر دیکھا
مدت کے بعد آج یارے ہم نے — اوس بت کے تئیں خدا خدا کر دیکھا

دیگر

غیروں سے خود نمائیاں خو[ب نہیں] — اتنی بھی کج ادائیاں خوب نہیں
ہم اوڑتے جانور کو پہچانتے ہیں — ہم سے یہ اڑان گھائیاں خوب نہیں

دیگر

غمگین ہے تیری ناخوشی کے باعث — بے چین ہے دل کی دشمنی کے باعث
پیارے ہم کو یہ آہ نت کا مرنا — ہے اس کم بخت زندگی کے باعث

شاکر

تخلص دوکس میدانم

اول - شخصے از شعرائے قدیم الایام محمد شاکر نام وے از تلامذہ محمد علی حشمت بود و کم کم مشق سخن می نمود ایں دو بیت اوراست ؎

کیا پوچھے [ہے حال] بلبلوں کا — جو ان پہ گذرنی ہو[گذر] لے
گلچیں تجھے کیا پڑی بلا سے — گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

دوم - یکے از بزرگ زادہائے خوبی التیام میر شاکر علی نام وے جوانے است خلیق درویش وضع متواضع صاحب طبع استفادہ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ والغفران و دیگر کتب سوفیہ علیہم الرحمۃ والرضوان از جناب صفوۃ مآب مقبول درگاہ حضرت رب کریم شاہ محمد عظیم دظلہ وسلمہ میکند گاہ گاہ ریختہ از طبعش ریختہ میشود موطن اکثرے از اباے کرام و مسقط الراس آں نیک نام

خاک پاک حضرت دہلی است ایں سہ شعر از گفتہاے اوست ؎

اوس شعلہ خو کے رو برو جو شخص آئے گا — لے اپنے جان و دل نہ سلامت وہ جاے گا
اوس کی آنکھوں ہی نے خلق کو بیمار کیا — زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمہارے ہیں تمہیں ہم سے یہ شرمانا [کیا] — دور سے شکل دکھا کر ہمیں ترسانا کیا

شاہ

تخلص شاہ سعد اللہ مرحوم است وے مردے بود درویش نہاد عظیم آباد ہمت خود [بر] یختہ گوئی بیشتر می گماشت و فکر خوب و شعر دل چسپ داشت ایں چار بیت از نتائج طبع اوست ؎

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہاں زیست — جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست
نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے کشت مجھے — جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے
کبھی ہے اسقدر آنکھو نمیں خوب صورت یار — کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے
کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ — بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے

شاد

تخلص مرزا [الہ] یار بیگ کیانی شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است گویند کہ مرد اہل ستودہ اطوار قابل دوست حمیدہ کردار واقع شدہ است ایں دو بیت او گفتہ ؎

اگر چاک سینے کا ہم وا کریں گے — تو ہنگامۂ حشر برپا کریں گے
گلعذاروں کی بیوفائی سے — داغ دل پر مرے نشانی ہیں

شادان

تخلص دو کس می شناسم

اول - سید زادۂ شیریں کلام میر رجب علی نام وے مرد [ایست] متوکل درویش طبیعت

خدا یاد صوفی طویت شاگرد بھورے خاں آشفتہ التباب دنیوی را خیر باد گفتہ ایں دو بیت از وے است ؎

بلبلہ پانی کا دیکھا چشم بیں دم کھل گئی ہم نفس آگاہ اپنی ہم ہوے بنیا [دبے]
دل نہ دیجے آہ شاد اس طفل ابستہ کو کبھی یاد ہے نکتہ یہ مجکو حضرت استاد ے

دوم ۔ لالہ بساون لعل کائت وے جوانے است متواضع باادب کشادہ رو مہذب ایں مطلع از وست ؎

یون داغ دل ہیں یہ مرے سینے کے آس پاس
چنے جڑیں ہوں جیسے نگینے کے آس پاس

شائق

تخلص سہ کس بمن رسیدہ

اول ۔ جوانے از خاندان عالی مقام میر محمد نام گوئند کہ وے بحلیہ نیک کرداری آراستہ وبزیور خوش گفتاری پیراستہ است نسبت تلمذ بہ قلندر بخش جرأۃ دارد و شعر خوب و تر بر روے کار می آرد ایں سہ شعر او گفتہ ؎

کعبہ شیخ و برہمن دیر اور کعبے کو کہتے ہیں رہ دل سے ہیں غافل ورنہ اسمیں دونو رستے ہیں

ظلم کا شیوہ کچھ اوس ظالم کو ایسا یاد ہے ہر گھڑی ہر لحظہ اک تازہ ستم ایجاد ہے
جائیے کعبے کو یا کیجیے صنم خانے کا طوف حضرت دل آپ کا اب کیا ہمیں ارشاد ہے

دوم ۔ سیدزادۂ مسمی بہ میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی وے جوانے است خوشگو شیریں گفتار پاکیزہ طبیعت نیکو کردار بیشتر شعر فارسی میگوئد گاہ گاہ سمند طبیعت بمیدان ریختہ گوئی ہم می پوئد ایں دو بیت از واست ؎

لہ

لہ یہاں نسخوں میں یہاں دو شعروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ اس نسخے میں حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے "ہر دو بیت ایں شائق از تراوش افکار قدرت است"

سیوم ۔ نوجوانے پاکیزہ اندام محمد ہاشم نام ویسے پرشیہ خوانی مہلتے دارد و با ہم خود تخلیصات
میگذارد نہائت سعادۃ و ثار نیک بختی شعار نیکو سیر پاکیزہ پیکر واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار
میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ میکند ایں بیست و یک بیت از نتائج طبع اوست ؎

کس واسطے اوس کاکل پیچان سے الجھا — کیوں ایسی بلا میں تو گرفتار ہوا دل
رات ساری بس روتے ہی روتے گذری — شمع رو جو ہیں سنی صبح تیرے جانے کی

حال بھی پوچھا کبھی آہ نہ خونخوار نے — واہ یہ تاثیر کی آہ شرر بار نے
رات کہاں دن کدھر کچھ نہیں مجکو خبر — کھو دیئے اوسان سب لعل لب دلدار نے
شائق دل خستہ تو آج ہراساں ہے کیوں — چھین لیا دل کہیں کیا کسی عیار نے
کوئی اوس شوخ سے جاکر نہیں کہتا اتنا — بے طرح بگڑی ہے حالت تیرے دیوانے کی

حیرت برنگ آئینہ غالب ہے دوستاں — ہیں حال زار کیا کہوں تاب بیاں نہیں
شائق مرے مزار پہ بھیجے وہ شمع و گل — اوس بدگماں سے مجکو [یہ] ہرگز گماں نہیں
ہر گھڑی گیسوئے پیچاں سے اولجھنا تو ہے — شامت آجائیگی ایکروز کہیں شانے کی
دل کو قلق ہے گاہ گہے اضطراب ہے — سہتے ہیں تیرے ہجر میں کیا کیا عذاب ہم
شائق یہ فیض عشق اگر اپنے ساتھ ہے — کر لیں گے جمع [دیکھیو دیوان شتاب ہم
اب دیکھیے کیا ہمکو دکھاتی ہیں یہ آنکھیں — پھر ہونے لگی اوسے اشارات کی گرمی

دل مرا تم نے چرایا نہیں سچ کہتے ہو — ایک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
شائق ہمیں دیتا ہے وہ ہر بات پہ دشنام — پھر اوسے ہوئی بارے ملاقات کی گرمی ؎

سراپا اوس پریرو میں لطافت ہے صفائی ہے — تصدق ہیں [ہم] اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے
دغابازی تو دیکھو اوسکی یا [رو] ین و دل لے کر — دیا ہے ایک بو [سہ دو] سرے پر یہ رکھائی ہے
موسم گل کی خبر سنتے ہی بس آنے کی — ہوگئی وہی حالت دل دیوانے کی
ہاتھ سے جس سنگدل کے [را] ت دن فریاد ہے — یہ ستم دیکھو کہ دل کو پھر اوسی کی یاد ہے
یارب اوسکو تا قیامت رکھیو تو شاداب و سبز — رشک فردوس بریں شاہ جہاں آباد ہے
ان دنوں کیو [نکر نہ] شائق شعر اپنا گرم ہو — ہے [جتو ں] ہمدوش اپنا اور عشق استاد ہے

کیا کہیے تجھے ہمدم فرقت میں حضرت دل ہمکو بھی ساتھ اپنے برباد کر رہے ہیں

شرف

تخلص دوکس میدانم

اول - میر محمدی مرحوم پدر والاقدرش سید جعفر علیخاں در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی تمام ایام بسری بردوے نیز بآسودگی خوش زندگی نمودہ در آخر ہا بعلۃ مالیخولیا مبتلا گشتہ خود را ولی کامل بل مکمل می پنداشت و میخواست کہ علم محمدی برافراشتہ باجتماع اہل اسلام پرداختہ بر کفار پنجاب خروج کند بعزم ایں رزم بہ بزم علما و مشائخ شہر می شتافت و فوج فوج سلاح از جنس مالیخولیا میریخت شعر صوفیانہ میگفت و خود را دریں فن شیخ اکبر قدس سرہ میدانست چنانچہ میگوئد ؎

ہیں شعر مرے مغز فتو[حا]ت و فصوص اب شاعر نہیں میں [معتقد] میر جہاں ہوں

ایں در شروع علۃ گفتہ بعد استحکام لفظ معتقد را بہ لفظ ہم نفس مبدل ساخت ملخص کلام کلامش پختہ و باکیفیت است خیال بندی بخیالش خیلے جا داشت در ایام دولت نواب معلے القاب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ طرح مراختہ بخانہ خود می انداخت قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ دران اوان مبتدی ایں فن بود بمجلس وے حاضر میشد بہر کیف بہرہ وجوہ پانزدہ بیت از ریختہائے طبع وے در بیاضی نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

کبھو ادھر جو قدم رنجہ خوش خرام کرے کرے جو کام ہمارا تمام کام کرے

شرف ہے کام کا بندہ سن اے مرے صاحب اسے برنگ نگیں مونہہ لگا کہ نام کرے

خاکساری میں تردد سخت بے تاثیر ہے پانو میں ریگ رواں کے موج بھی زنجیر ہے

تو تیاے چشم مردم خاکساراں کیوں [نہو]ں [فی] الحقیقۃ خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

مے وحدۃ سے ہوے پیری میں کچھ اور سے اور صبحدم میکشو البستہ ہوا پھرتی[1] ہے

---

[1] بہتر ہے ۱۰۔۱۰

گر بیگ میں ہے جوش گہے جوش پہ سرپوش　　عارف کبھو خاموش کبھو [نعرہ کنا] ں ہے

عکس ہے کس مہ جبیں کا دلنشیں آئینہ　　ہم تنگ کبک دری ہے سرزمین آئینہ
صاف دل کا مرتبہ ہے عرش و کرسی سے بلند　　جلوہ گر ہے آسماں زیر زمین آئینہ
اک صفاء قلب بس ہے بہر تسخیر جہاں　　خاتم دست سلیماں ہے نگین آئینہ
ظاہرا اہل صفا کو ہے سفر اندر وطن　　بے سبب نہیں گرد آلودہ جبین آئینہ
اہل دل صاحب ہنر ہیں پر نہیں کرتے نمود　　ہے شرف جوہر نہاں در آستین آئینہ

[رخسار یار سیتی مشابہ ہے کوئی کم　　قدرے گلاب تھا سو کیا وہ بھی ہم قلم

رباعی

قزاق نہیں کہ لوٹ لاتے ہیں ہم　　نوکر بھی نہیں کہ روز پاتے ہیں ہم
کیا پوچھتے ہو [یا] رو حقیقت اپنی　　اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہیں ہم

دوم - شیخ شرف الدین حسن وے جوانے است خلیق و خوشگو محبت منش نیک خو گونہ از علم بہرہ ور و قدرے از چاشنی سخن باخبر اکثر سلام و مرثیہ گوید گاہے بہ تکلیف احبا رخش ہمت در میدان غزل گفتن پوید در جوار نقش قدم حضرت سید الابرار علیہ من الصلوات افضلہا و من التحیات اکملہا جا دارد و بیشتر اوقات [بدار و غگی] گزرہائے سائر میگذارد و بہ ہر حال ایں دو بیت او راست ؎

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا　　وہ مہ جبیں جو رات کو پھر مہرباں ہوا
ہمیں اس خاکساری پہ بھی تو نا [شاد مت] کیجو　　ہوائے ہجر سے ہم کو کبھی برباد مت کیجو

شعرا

تخلص دو کس می شناسم

اول - مر [زا] ابراہیم بیگ مرحوم اصلش از دریائے اٹک انرو و مولدش بلدۂ لکھنؤ است مرد فصیح زبان و خوش بیان بود بیشتر شعر فارسی میگفت گاہے ریختہ ہم موزوں می کرد ایں دو شعر

ولی عہد محمد اکبر شاہ است ادام اللہ جلالہ و اقاض علی العالمین نوالہ آں والاجاہ [محبوب ترین] اولاد امجاد [حضرت شاہ عالم] پناہ و بحلیہ حلم و حیا آراستہ و بزیور مہر و [وفا پیراستہ] کوہ تمکین [و وقار] البرز استقامت و قرار خوش عقیدہ نیک دین پاکیزہ مذہب صاحب [یقین] واقع شدہ[1] در ایام حیات صاحب عالم و عالمیاں مرشدزادہ جہان و [جہانیاں] سراپا مہر و رافت مہین پور خلافت و [ولی عہد شاہ] جم جاہ مرزا جہاندار شاہ انار اللہ برہانہ بمنصب وزارت عظمیٰ سلطنت کبریٰ [ممتاز و سرفراز بودند و بعد شتقار شدن آں والا تبار برگزیدہ رحمت [کردگار] مرتبہ تولیت سلطنت [باین عالی] منزلت کہ بزرگترین لآلی [لاء لاء] دریاے شہریاری [و روشن ترین درداری بانور و ضیا] ے آسمان سایۂ حضرت باری اند منتقل گشت مختصر کلام طبع قویم آں سلطنت نظام بنابر موزوں بودن گاہ گاہ مائل بشعر و سخن میشدہ و ازاں رو [اشعار] متفرقہ آں سلطنت شعار صفحہ روزگار زیب رخسار خود دارد [و ایں احقر و در ثمیں ازاں دریاے مہین زینت] سلک اراستہ خود می سازد [لجنابہ دام ظلہ ؎

تجھ زلف کے عہدے سے یہ دل کیونکہ برآوے — تا حشر [نہ چھوٹے یہ بلا جس کے سر آوے
واں بار شعاع] ذرہ نمط ہم کو [کہاں ہے — دن رات جہاں مجرے کو شمس و قمر آوے]

شفیع

تخلص عزیزے است سعادۃ [الثیام محمد شفیع نام نیک روش نیکی کردار پاکیزہ منش خوبی] اطوار شعرش [تمکین] و گفتارش دلنشین [است ایں بیت او گفتہ ؎

رات کیا ہو گیا [تھا تجھ کو شفیع] — جب [کھلی] آنکھ روتے ہی دیکھا

شفیق

تخلص دوست مہربان [المخاطب بمظہر] علیخان [صاحب سخن] بے سخن المعروف بہ

[1] شدہ اند ن. ل.

مرزا [بدھن] است سلمہ اللہ تعالےٰ [وے مردے است] ظریف الطبع [لطیفہ] گو مزاح دوست [خوشخو] بذلہ سنج یار باش و نکتہ رس نیک معاش در سلک خواصان حضور پر نور اباعن جد انسلاک دارد و با مزاج ہر کس و ناکس می سازد مشق سخن از دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق [نمودہ] واز قواسم ہیچمدان سراپا نقصان و برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مد عمرہ و زاد قدرہ ہم فائدہ ربودہ بہرحال ایں چاردہ بیت بایشاں منسوب است ؎

[چشمہ پر آب] نہیں جام ہی [کچھ] یار بغیر — دم بدم دیکھ بہا [تا ہے یہ آنسو شیشا]

آگے آنکھوں کے [مری ہوگیا] عالم تاریک — زلف سر کا دے ذرا مکھڑے [سے اے یار] شتاب

سبزۂ خط یہ ہوا تھا نہ نمودار ہنوز — ہم ہیں اس دام میں اوس [دم] سے گرفتار ہنوز

بے روئے یار کھٹکے ہے مانند خار گل — گو [کھل رہے ہیں] باغ میں بلبل ہزار گل

آرام [زندگی میں تو معلوم اے شفیق] — کرنے نہ پائے [جا کے عدم میں بھی خواب ہم

[شفیق بحر جہاں میں یہ زندگی اپنی] — ہے] ایکدم میں ہوا جوں حباب پانی [میں]

[ہم ننگ و نام اپنا برباد کر رہیں گے] — وحشت جنوں کو یعنی آباد کر رہیں [گے]

[گر ہاتھ میں ہے تیرے سر رشتۂ] محبت — جوں تار [سبحہ دل میں ہر اک کے راہ کیجو]

دیکھ اس خورشید رو] کو سوکھ جاتے ہیں یہ [اشک — آگے سورج کے کہاں] رہتی ہے شبنم کی گرہ

شفیق آئینۂ دل کو صفا کیا خاک ہو پتھر — کہ خاطر [غبار فکر دنیا سے مکدر ہے]

گھونگٹ کو تمہارے اب مونہہ پر سے اوٹھا لیجے [آتا ہے یہی جی [میں سینے سے لگا] لیجے

عشق کے سودے نے آکر پھر یہ [گھبرایا مجھے] ہوگیا دشوار [یارو ایک دم جینا] مجھے
ایک دن چھاتی پہ اوسکے ٹک لگایا میں نے ہاتھ [کیا کہوں ہوکر خفا کہنے لگا کیا کیا] مجھے
چل اچکے بھاگ جا اب [چھیڑ مت] میرے تئیں کچھ بھلا لگتا نہیں تیرا یہ ہت [پھیرا] مجھے

شکوہ

تخلص مرزا محمد رضا است وے از سکنۂ لکھنؤ [و از تلامذۂ] مرزا محسن قتیل است شعر فارسی میگوید گاہے ریختہ ہم از طبع صافش تراوش می کند ایں [سہ شعر از و] است ؎

تجکو دلدار میں [سمجھتا ہوں] [کیا غلط یار میں سمجھتا ہوں]

نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو عجب طرح کا الٰہی عذاب [ہے] دل کو
تھوڑی بھی نیک و بد کی کوئی تمیز رکھے کافر ہو پھر جو اوسے دل کو عزیز رکھے

[شکیبا]

تخلص شیخ غلام حسین است سلمہ ربہ وے فقیرزادہ ایست شائستہ مزاج [و بسیار مودب سلیم الطبع و نہایت مہذب] اگرچہ بعمدہ معاشی می برد[1] اما بنا بر [کساد بازاری بمعلمی ایام بسر میکند] نسبت تلمذ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد [بیست و دو بیت از زادہ ہاے طبع] روانش ایں احقر می نگارد [منہ] سلمہ ربہ ؎

[جذب وحشت ہے بایں آبلہ پائی مجنوں یہ پھرے ہم کہ] نہ اک خار بیاباں میں [رہا]
[سوز دل درد جگر کاوش غم داغ الم ہم پہ کیا کیا نہ ستم دوری جاناں میں [رہا]

---

[1] ہم نے ملک پھیرا جو ہات ۱۰۱۰ [2] کتا

[زلف میں] الجھے ہے گر کاکل کا سلجھایا ہے پیچ — دام میں الفت کے ہم نے [پیچ پر کھایا ہے] پیچ
چنگا ہوں میں طبیب یہ امکاں ہی نہیں — تو [نبض دیکھتا ہے یہاں جان] ہی نہیں

فقط جب سے تمہارے ہو رہے ہیں — [مخالف] سب ہمارے [ہو رہے] ہیں
تری چین جبیں ہے موج طوفاں — اسی سے [ہم کنارے ہو رہے] ہیں
جھلک دیکھی کہیں اوس نو رتن کی — حجاب آلودہ تارے [ہو رہے] ہیں

یاد اوس ساق بلوریں کی دلائی مجکو — شمع نے آگ نئے سر سے [لگائی] مجکو
جستجو اوسکی جو کی تجکو ہے پایا میں نے — کی دل گم شدہ نے راہ نمائی [مجکو]
خواب میں زلف تمہاری نظر آئی تھی مجھے — سو [قضا] دام میں [اب آپکے لائی مجکو]
مجھ میں طاقت نہیں اے عشق ستامت [ہزم] — [دم] بھی [لینے دے] کوئی آن تو [بھائی مجکو]
تجھ بن اے یار شکیبا کی بری حالت ہے — زندگی اوس کی نہیں دیتی دکھائی مجکو

نہ پوچھو ماجرا ہجراں کی شب کا سخت آفت ہے — مہ تاباں بھی سر پر میرے خورشید قیامت ہے
دن نہ تجھ بن چین جی کو شب نہ دل کو [تاب] ہے — [تابش مہر قیامت جلوۂ مہتاب ہے]

جو نرگس کو دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں — کہ [اوسمیں بھی تیری ہی سی اک ادا تھی]
کسی کی طرف [آنکھ] اوٹھا کر نہ دیکھا — کہ [مد نظر ہم کو رسم وفا تھی]

[ہو][1] کیوں نہ کبک آتش غیرت سے جل کباب — تو خوشخرام ہے تری رفتار گرم ہے]
لیتا ہے جام صبح کو [تسبیح رکھ گرو — پیر فلک قدیم سے میخوار گرم ہے]
[وہ خانہ جنگ] شہر میں ہے مایۂ فساد — [ہنگامہ روز] یہاں سر بازار گرم [ہے
اوس چشم سرمہ سا کی] نظر کیوں نہ گرم ہو — اوتری ابھی ہے سان پہ تلوار گرم [ہے

---

[1] ہو کبک کیوں نہ آتش غیرت سے جل کباب ۱۲۔

دست طبیب ہاے پھپھولوں سے پھل گیا　　کیا قہر نبض عاشق بیمار گرم [ہے
چھلنی ہوا جگر تو شکیبا پر] اب تلک　　تیر افگنی پہ شوخ ستمگار گرم ہے

شگفتہ

تخلص سہ [کس می شناسم]

اول مرزا شگفتہ بخت بہادر عرف مرزا حاجی [صاحب خلف الصدق] صاحب عالم و عالمیان مرشد زادۂ جہان و جہانیاں مرزا جواں بخت جہاں [دارشاہ بہادر] انار اللہ برہانہ کہ باپدر والا قدر بمالک شرقیہ تشریف شریف ارزانی فرمودہ [بہ محمد آباد] بنارس طرح اقامت افگندہ بہ ترفہ و تعیش [ایام] خجستہ فرجام بسر میفرما [یند سران آنجا سعادۃ] خود انگاشتہ حوائج [ضروریہ] سرکار [دولت مدار آں کامگاری] رسانند از طبع وقاد جناب ایشاں گاہ گاہ شعر ریختہ بسیار [پاکیزہ و پرمزہ] میریزد و [نہایت] خوش عقیدہ و پاک دین و بغائت خلیق و صاحب یقین [شنیدہ] می شوند ایں شنیدہ بیت از زادہاے [طبع عالی] ایشان است ؎

گر نہ وہ آرام جاں [بہر] عیادۃ آئیگا　　اے شگفتہ درد دل کیونکر مرا [پھر جائے گا
وہ چلا مجھہ پاس سے تو بولے یوں] مرغان باغ　　دل جو اسکا ہے شگفتہ ہاے اب [مرجھائیگا]

[کہو تو گھر] سے نکل لے خبر شگفتہ کی　　تری گلی میں کراہا کرے ہے ساری رات

[نہ دن کو چین ہے اور ہے نہ شب کو] خواب ہمیں　　[فراق نے ترے] کیا کیا کیا خراب ہمیں
[دکھایا غیر کو واں تو نے آتشیں رخسار　　کیا اس آتش غیرت نے یہاں] کباب ہمیں
یہ آرزو ہے شگفتہ [کہ اوس کی راہ میں چرخ]　　بٹھا دے [نقش قدم کی طرح] شتاب ہمیں
جو جھوٹے وعدے سے بھی ہوے تو تسلی بخش　　تو کچھہ بھی جینے کا اب مجکو آسرا ہووے
شگفتہ [بخت] ہوں جب اپنے غنچۂ دل کے　　جو میری اوس گل خنداں کو کچھ ہوا ہووے

ساقی ہے [مے] ہے باغ [ہے ابر بہار] ہے — تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے
ہدہد پہ چشم [قہر سلیماں] کی قہر ہے — [صاحب] یہ تخت کا ہے تو وہ تاجدار ہے
حاجت ہماری [خاک پہ کچھہ شمع] کی نہیں — روشن دلوں کا دل تہ لوح مزار ہے
جاگا ہے رات بھر کہیں تو بزم غیر میں — آنکھوں میں [نیند کا] تری ابتک خمار ہے
مشکل ہے میری اوس کی ہو صحبت برار آہ — میں جلد باز ہوں وہ تغافل شعار ہے

دوم ۔ مرزا سیف علیخاں فرزند [ارجمند] نواب غفران مآب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر وے جوانے است ذ [کی] الطبع ذہین خوش فکر [خجستہ آئین باہر کس بمدارا] پیش می آید واکثر انواع سخن[1] بامزہ موزوں [می نماید] ایں پنج [بیت] از نتائج طبع آں [والاگہر است] ؎

خرام ناز ترا بس مری نظر میں رہا — تمام عمر ہی بیٹھا میں رہ گزر میں رہا
آنکھیں چرا کے شب کو یہاں سے وہ اوٹھ گیا — حرف مروۃ آہ زمانے سے اوٹھ گیا
بوسہ لیتے ہوے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں — گالیاں [دیتے] ہیں یہ آپ غضب کرتے ہیں
[دل وجگر نہیں سینے کے] داغ کے نیچے — [جلے] پڑے ہیں پتنگے چراغ کے نیچے
[غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی] تاریک ہے — پاس[2] [رخ اوسکا] ہے یعنی صبح [بھی نزدیک ہے]

[سیوم مردے] پیشہ ور اعنی مدسنگھ [آہنگر وے شاگرد بھوریخاں آشفتہ وجوان دل برشتہ خوشخو پاکیزہ] رواست ایں سہ شعر از و[3] ؎

[ہجر کی آتش نے جب سے] دلمیں آ [بستر کیا — شعلہ ہم بستر کیا] بستر کو خاکستر کیا
ساغر پڑے ہیں ٹوٹے ٹکڑے گلابیاں ہیں — کس کی پھن میں ساقی یہ بدشرابیاں ہیں
پروانہ وار جلکر گو [راکھ ہو گئے ہم] — پر شمع رو [نہ چوکا] اپنی شرارتوں سے

شمس

تخلص جوانے است سعادۃ النیام [میر] شمس الدین نام [خوش] سخن المعروف بہ مرزا جن

---

[1] شعر ا. ا. [2] پاس ہے رخ اوس کا یعنی الخ ا. ا. [3] او راست ا. ا.

وے نبیرۂ سید رضی خاں و [بحلم] وحیا تواماں [مخلوق شدہ] ازاں جاکہ طبع موزوں دارد گاہ گاہ شعر ریختہ بر روے کار [می آرد ایں دو] بیت از وے است ؎

سنج[1] بدل پھرتا جو تنہا وہ [بت] خونخوار ہے — قتل [پر یہ] آج کس کے پھر سجی تلوار ہے
سن کے رونے کے مری آواز کہتا ہے وہ شوخ — [یہ] وہی کم بخت شاید یہاں پس دیوار ہے

شوکت

تخلص مرزا علی [برادر] کوچک [مرزا مغل] سبقت است ایں دو بیت [از وست] ؎ ۱۴۱
[غمزہ ہے بلا عشوہ ستم] ناز غضب ہے — آ [فت ہے] کچھ اس حسن کا انداز غضب ہے

[کوئی نہیں کہ یار] کی لادے خبر مجھے — [اے سیل] اشک تو ہے بہا دے ادھر مجھے

شوق

تخلص ہفت کس [می] دانم امایکے از انہا انشاء اللہ تعالے بہ [تکملہ] می نگارم و ازاں شش باقی

اول۔ حسن علیخاں مرحوم است وے از تلامذہ سخن سنج [بدیہہ گو سراج الدین علیخاں آرزو] و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ عمدہ معاش خوش قماش بود [دیوانے مروف] حاوی [پیش تر انواع[2]] شعر [دارد] ایں ہیچمداں سراپا نقصان منجملہ [آں] نہ شعر کہ براں [دست یافتہ درینجا می نگارد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

دکھا دیدار [اے پیارے کہ میں] فرقت سے مر گندا — [مری فردائے محشر آج ہے میں کل سے در] گذرا
کسی کو یا [غ دنیا سے نہ دیکھا] ہم نے خوش جاتے — [بہ رنگ شبنم ایک عالم یہاں سے چشم] تر گذرا
[آج آ ملو] تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا — [جوں] طفل [اشک میں تو مہماں ہوں] کوئی پل کا

---

[1] سنج بدل تنہا جو پھرتا وہ الخ ۱۰۱۰ [2] انحای ۱۰۱۰

میں اپنی کم زبانی سے عزیزو گرچہ مرتا ہوں — لب زخموں سے قاتل کا ادا سے [شکر کرتا] ہوں
عبور اس بحر دنیا میں سبکساری سے کرتا ہوں — [حباب آسا] شمار دم سے بے کشتی [گزرتا ہوں]

آچکا خط بھی پہ تیرا نت نیا اک ناز ہے — [ہو چکی آخر بہار] اور اب تلک [آغاز] ہے
سنتے ہی نہیں یہ بت گمراہ کسو کی — ان ساتھ کہے کس طرح [اللہ کسو] کی

رباعی

اس دور میں بد قماش اکثر دیکھے — تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتوں — اوراق جہاں تمام [ابتر دیکھے]

دوم ۔ مولوی قدرت اللہ را پوری وے با آنکہ بہرۂ از علوم [رسمیہ] دارد و خود را از جرگہ علما می شمارد مرد خوش فکر عاشق مزاج ظریف الطبع با [ابتہاج است] مطلعے کہ از وے [بمن رسیدہ بہ] رشتۂ تحریر [کشیدہ] ؎

اے خدا یوں بھی کبھو تیری خدائی [ہو گی] — کہ مجھے اوسکی [جدائی] سے جدائی [ہو گی]

سیوم ۔ [تہمن جنگ بہادر وے از امرائے] دکن [ومرد] صاحب[2] سخن است با ہمہ باہلیت و آدمیت پیش می آمد و دل ہر کس و ناکس بحسن خلق می ربائد قطعہ کہ در مبارکباد عید ماہ متبرکہ صیام برائے سیف الملک گفتہ و بمن رسیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ قطعہ ؎

عید روزوں [کی مبارک ہووے] حضرت کو مدام — نام آور ہووے سیف الملک کا دنیا میں نام
حق تعالے باخوشی جم جم رکھے با [شو] ق و ذوق — دولت و عشرت [ظفر دیویں تجھے بارہ امام]

[چہارم] ہندو نژادے است محبت التیام روشن لال نام وے [در سرود سرائی] و ستار [نوازی دستے دارد] گاہ گاہ ریختہ ہم از و سرانجام می یابد ایں دو بیت او راست ؎

[گردش چشم دکھانا] نہ گل اندام کہیں — [یعنی] ٹوٹے گی [صراحی کہیں] اور جام [کہیں]
عقدۂ دل [نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ] — [آخرش کام] پڑا پنجۂ [تقدیر کے ساتھ]

[پنجم محمد بخش] وے جوانے است [سپاہی پیشہ بہ اندیشہ] کہ مدتے در سلک ملازمان [نواب

---

[1] گوکہ ا۔ ا۔ [2] صاف سخن ا۔ ا۔

امین الملک المعروف بہ] مرزا میڈو المتخلص بہ امیر انسلاک داشت [و در] ایام انعقاد مجلس مشاعرہ در [دولتخانۂ] ایشاں بنابر اصلاح برکت اللہ خاں برکت بگفتن غزل [طرحی] ہمت [می گماشت ایں دو] شعر از واست ؎

مرحبا یا تصور میں ہم آغوشی [سے وہ] تو — اوس گل [کی اب] اس طرح سے نازک بدنی ہے
اے شوق اُچالے ہے وہ شیشے کو نشے میں — [منظور کسی] کی تو اوسے دل شکنی ہے

ششم - عزیزے حافظ کلام رب الانام میاں غلام رسول نام وے مرد سپاہی منش و[1] عزیز خوش روش است از باشندگان این شہر دلپذیر و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر ایں چار بیت ازو است ؎

آپ کو رکھتا تھا جیسے کر کے سو تدبیر کھینچ — لے گئی کوچے میں اوسکے مجکو پھر تقدیر کھینچ
اے مصور دیکھ ہم نے اب تسلی کے لئے — صفحۂ دل پر [رکھی ہے یار] کی تصویر کھینچ

کروں تعریف کس مونہہ سے اب [اے] شیریں دہن تیری — حلاوۃ بات میں پاتا ہوں ہر دم قند و مصری سی
بتاؤں سر بسر میں کیا تری اس مانگ کا نقشہ — میاں [شب ہے روشن مہ جبیں یہ زور بتی سی]

شور

تخلص مرزا محمود [بیگ عرف ملھو] بیگ [مرحوم است وے] جوانے بود ہندوستان زا سپاہی وضع [ہنگامہ زا شوخ طبع] طبعے داشت موزوں و وضعے داشت [تہور مشحون] بیشتر غزل [در] غزل تا چار [پنج] غزل رطب و یابس میگفت اصلاح سخن از [سعادۃ] یار خاں رنگین و میر انشاء اللہ خاں انشا و محمد نصیر الدین [نصیر] میگرفت اما باستادی [احدے] ازیں ہا قائل نبود بہر حال تیز فکر بود افسوس کہ در عین جوانی رخت زندگانی بر بستہ در [معرکہ] از معارک آنجہانی شد حذاش بیام زد ایں پنج [بیت] از وست ؎

میں نے صورت بھی نہیں رشک پری کی دیکھی — [اوسکے] سایہ کی جھلک دیکھ کے دیوانہ ہوا
شور میں جیب کو کر چاک جو نکلا تو کبھو — ہاتھ میر [سے] سے جدا دامن صحرا نہ ہوا

---

[1] مہدو ۱۲ ۔ [2] در سکنۂ حضرۃ دہلی است و شاگردان محمد نصیر الدین نصیر و عزیز خوش روش بانیک دلی است از باشندگان ایں شہر دلپذیر ۱۲ ۔ اصل متن میں اس عبارت کو قلم زد کر دیا گیا ہے پیچھے اس کی بجائے وہ عبارت ہے جو متن میں اوپر درج ہے ۔

وے قتل کو [ہمارے ارشاد] کر رہے ہیں — یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں
[جہاں میں] بیٹھا غرور سے جو اوسی نے جور و ستم اوٹھائے
مسافران [سرائے فانی چلے] چلو تم قدم اوٹھائے
غضب آنکھیں بلا بالاستم [مونہہ] کی صفائی ہے — خدا نے اپنے ہاتوں سے تری صورۃ بنائی [ہے]

[شورش]

تخلص برخوردار ناصر حسین است سلمہ ربہ و مدعمرہ وے نوجوانے است سعادۃ نہاد از خواجہ زادہاے والا [نژاد] حافظ قران شاگرد دوست مہربان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمن ایں ہفت بیت از گفتہاے وے است ؎

[باد صبا چمن میں ہو گر گزار] تیرا — اوس گلبدن سے کہیو ہے انتظار [تیرا]
[شورش بتاں کے عشق میں] ہم آہ تم سے کیا کہیں
رسوا [ہوے ہیں جا بجا دیکھیں] خدا کر [تا ہے] کیا

تجھ میں [اندر] از و ادا و د [لربائی] قہر ہے — ساری باتیں [خوب] پر شب کی لڑائی قہر ہے
سر سے لے پاؤں تلک وہ عالم تصویر ہے — بانکپن اوسمیں قیامت میرزائی قہر ہے
ناز و انداز و ادا [سب] خوب ہیں پر جان من — دل کو لے کرتے ہو تم پھر بیوفائی قہر ہے
ہاتھ ملتا ہی رہے شورش حنا اور تجھہ کو آہ — ہووے اُس پاے نگاریں تک رسائی قہر ہے
اسطرف دیکھا اور ادا [ہر بار] رکھا آن میں — دل اوڑانے کا پریرو تجھکو بھی ڈھب [قہر ہے]

شہرۃ

تخلص سہ کس می شناسم دو کس را از [ال بہ تکملہ] نوشتن قرار دادہ ام و بہ ترقیم یکے اینجا [دل نہادہ] دوے نوجوان سعادۃ نشان امیر بخش خان است سلمہ ربہ و مدعمرہ اصلش [از خطہ

لہ خوب ن ل۔

جنت نظیر کشمیر] و مسقط الراس خاک پاک شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد واقع شدہ بسیار شوخ طبع [اما] نہائت سعادتمند و خیلے ظریف مزاج لیکن بغائت دلپسند است [مشق سخن از دوستدار] سراپا وفاق حکیم شناء اللہ خان فراق [میگردد] از [چندے با والد ماجد و فرزند ارجمند ہمشیرہ پدر والاقدر خود میر فرید الدین آفاق سلمہ اللہ الخلاق بنواح ممالک جنوبیہ [شتا] فتہ آنجا [مشق سخن] از میر موسوم میکند طبیعت جویاے دیدار [فرحت آثار] را و بسیار است او سبحانہ جل شانہ بطریق شائستہ و آئین بائستہ میسر کناد شوق [شعر گوئی] بسیار در سر دارد بشرط سیر مشقی خو [ب] خواہد گفت انشاء اللہ تعالے و از شوخ طبعیہاے وے است کہ باوصف امتناع شدید کہ [از] قبل این عاصی بانواع المعاصی دخان فراق واقع می شد بہ محمد نصیر الدین [نصیر] در عین مجمع شعرا بآئین بہیں طرف شدہ ملزم ساخت بہر کیف ایں چار بیت از گفتہاے اوست ؎

کھڑے سے کب اوٹھاتے ہیں تیرے نقاب ہم [اے پر] حجاب اتنے نہیں بے حجاب ہم

ہماری نظروں میں تاریک ہو گیا [عالم] بوقت شام جو تم گھر سے سر کھلے نکلے

ہر گل سے کس طرح اوسے پھر بیکلی نہو جسکی کمر لچکتی ہو پھولوں کے ہار سے

حیرت پڑی ٹپکتی ہے سنگ مزار سے [آ] ئینہ کو [جلا] دو ہمارے غبار سے

[شہوۃ]

رسد تخلص پسر [بدسپر شاہ معصوم] مہوس است وے مرد کے بود فحاش و ہزل گو قرمساق نکوہیدہ خو خود [را] از دودمان شرافت می پنداشت و ہمگی ہمت بر قر [مساقی] و ہرزہ [در] آئی می گماشت خود را بہ میر بکری اشتہار دادہ و از پیشگاہ سلطنت بازوے تمام مسخرۃ [الدولہ قر] مساق خان بہادر پھکڑ جنگ خطاب گرفتہ در ہم پیشگان خویش علم امتیاز برافراشتہ بہر کیف قطع دو بیتی وے بحکم مشتے نمونہ از خروارے تفریحا للطبع می نگارم ؎

۱؎

. . . . . .

. . . . . .

۱؎ یہاں سے دو شعر خارج کر دیے گئے ہیں ۔

شیدا

تخلص دوکس میدانم

اول - خواجہ بیگانے مرحوم اصلش کشمیر جنت نظیر [است] و مولدش خاک پاک [شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد] شاگرد رشید شاہ محمدی بیدار و جوان خوش گفتار بود اوقات خود بعلاقہ بندی بسری برد و ازاں کہ پیوستہ با [جوانان] مغل زا صحبت داشت وضعش بہ بازاریاں [مغل زادے خانہ] جنگ معلوم می شد اما بسیار مودب و بغائت مہذب بود از [اکفا] و اقران خود [گو] سے سبقت ربودہ آسودہ زندگی می کرد حیف کہ درعین شباب [از محنت آباد] تنگنائے دنیا رخت ہستی بربستہ بہ [محنت آباد الجنان] اقامت ورزید] خدایش رحمت کناد ایں نہ بیت از زادہائے طبع آں مرحوم است ؎

ناصحو بت کو میرے تم واللہ — دنگ رہ جاؤ بس اگر دیکھو
اپنے [شیدا کی] حالت جانکاہ — کیا ہو گر تم بھی آن کر دیکھو

چھوڑتا ہو دیکھیو صید افگن اس نخچیر کو — ورنہ نام ابرو کماں رکھینگے تیرے تیر کو
شعلہ خو [میرے کو] اور آتش کا پرکالا کیا — آگ لگ جاوے مری اس آہ بے تاثیر کو

لے کے دل اے دلربا کیوں قسم کھاتے ہو تم — ہم نظر بازوں کے [آگے] سے کہاں جاتے ہو تم
آگے کیا تم سے توقع ہوگی شیدا [کو میاں] — ایک بوسے پر چھری تلوار چلاتے ہو تم

شیدا سنبھل [کے جانا کوچے] میں آج او سکے — پتھر لئے [کھڑے ہیں ہاتھوں کے بیچ لڑکے]

تیری ابرو کے ہو سکے سمکھ — کب یہ [طا] قت ہلال رکھتا ہے
تجھے شیدا طلب کرے بوسہ — جھوٹ ہے کیا [مجال رکھتا ہے]

دوم سید زادہ متخلق بمخلص جلی المسمّٰی بہ میر فتح علی وے جوانے است سعادۃ آما از تلامذۂ سرآمد شعرائے [فصاحت آما] مرزا محمد رفیع سودا مولدش قصبۂ مئو و [مسکنش بالفعل] بلدۂ لکھنؤ [در] سرکار دولت مدار نواب معلی القاب وزیر [الممالک آصف الدولہ بہادر در جرگہ] سپاہیان خاص ومصاحبان ذوی الاختصاص بمواجب مبلغ پنج صد روپیہ عزامتیاز داشت گویند کہ [بسیار متواضع و] خوشخو و نہایت خلیق و خوشگو واقع شد [و شعرش] بغایت پختہ و با کیفیت است دیوانش تا الیوم سہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ با فدوی پنجابی در اعانت استاد خود طرف شدہ غزلہائے خوب در جواب آں مرد پنجاب گفتہ بہر کیف ایں ہشت بیت از وے است ؎

کیا دل پر اپنے سختی ایام کی کہوں [میں] — سمجھا تھا جس کو شیشہ وہ سنگ ہو کے نکلا
راہ طلب میں ماندا چل دو قدم ہوا یہ — گویا کہ میں ہزاروں فرسنگ ہو کے نکلا
[رکھ] دل کو مرے لے مرے صیاد قفس میں — ٹھہرے ہے کوئی مرغ ہوا گیر سر دست

میں تو ملوں گا ناصحا باتیں یہ تینوں جان کے — گو کہ [عدو] ہیں خوبرو دل کے جگر کے جان کے
منہ سے الٹتے ہی نقاب حلقہ بگوش ہو گئے — خال کے خط کے زلف کے بالے کے در کے کان کے
بندے ہوئے بہ بخشش [جہت] ہم دل و جاں سے مطربا — تال کے سر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے

ق

خلق تمام جانے ہے ہم بھی سخنوروں میں ہیں — رتبے کے دہن کے نام کے جاہ کے ذی کے شان کے
[اس پہ] ہمیں یہ سمجھے آپ کہ نہ سکیں [گے] یہ غزل — [آفریں ایسے وہم پر] صدقے ہیں اس گمان کے

ایں غزل در کلیات سرامد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا دیدہ اغلب کہ بسہو بغلطی ثبت نمودہ باشند یا بودکہ از مرزا ے مغفور است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

شیفتہ

تخلص جوانے است پنجابی الاصل دہلوی المولد حافظ کلام رب الانام [عبدالصمد نام] پدرش طالب علم بود وے بہ سپاہگری روزگار بسر میبرد شاگرد [بھوریخاں] آشفتہ است ایں مطلع

اوست ؎

بے سبب کاکل مشکیں کو یہ شانہ کیا تھا [مونہہ] چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

حرف الصاد المہملہ

دملے ایں حرف ذکر دوازدہ شاعر کہ تخلص پنج کس صادق ودو عزیز صبا است اندراج یافتہ ومجموع اشعار سہ وہفتاد [شعر است]

صانع

تخلص بشنّی میاں مرحوم است وے از سادات باگرام و [واسطی الاصل] بود بیشتر شعر فارسی میگفت دیوان فارسی مردف دارد سرامد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا [در] ایامے کہ [شوق] فارسی گوئی بہم رسانیدہ بود ازیشان اصلاح سخن میگرفت گاہ گاہ بنابر تفنن طبع ریختہ ہم از طبع وقادش ریختہ ایں دو شعر از ریختہ [ہائے فکر اوست] ؎

کیا دے کر سگ لیلیٰ کو رخصت استخواں اپنا نہ چھوڑا ہائے کچھ مجنوں نے صحرا میں نشاں اپنا

صنم کی اوس محبت پر دیا تھا دین و دل صانع نہ تھا معلوم ہو جاوے گا یوں نامہرباں اپنا

صادق

تخلص پنج کس میدانم]

اول - عزیزے از دودمان حری الاحترام میر جعفر خاں نام [وے از دارا] لخلافہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بود در آخر ہا رحل اقامت بدیار شرقیہ کشید واز ہماں نواح سفر آخرۃ گزید خدایش رحمت کناد ایں دو شعر از زادہائے طبعش در اینجا ثبت افتاد ؎

دل ہے یہ یا [کبا] ب ہے کوئی عاشقی یا عذاب ہے کوئی

شرم سے نام وہ نہیں لیتا پر ہمارا خطاب ہے کوئی

دوم ۔ میر صادق علی پسر نیکو سیر فوجدار خاں فیلبان فیل خاصہ حضور پرنور وے بہ فیل بانی فیل سواری مرشد زادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد و شعر خود باصلاح شاعر فصاحت اما میر انشا اللہ خان می رساند این پنج بیت از گفتہا [ے] اوست ؎

صادق اب اور [سروکار نہیں] اون سے مگر ایک بوسے کی رکھے ہے دل غمناک ہوس

نہ آفتاب سے ہر ذرہ یہ چمکتا ہے وہ ایک نور ہے جو سب میں آجھمکتا ہے

جلد آجلد دم باز پسیں میں میرے نظر آتا ہے چراغ سحری [کا نقشہ]

ہو نام خدا [تجھ] میں کیونکر نہ خود آرائی اندا [ز] سخن یہ [کچھا] چہرے کی وہ زیبائی

تھی ایک تو کرتی ہی لاہے کی [غضب تس بچا] [ہے] آفت جاں کافر انگیا کی یہ سگھڑائی

سیوم ۔ صادق علی شاہ عرف حیدری وے پنجابی الاصل است بالفعل در فرخ آباد فقیرانہ ایام بسری برد مرد [خوش] اعتقاد درویش نہاد [واقع شدہ] گاہ گاہ بطور خود فکر ریختہ [میکند و شعر قلندر] رانہ میگوئد ایں دو بیت از وے است ؎

غرض کے آشنا ہیں سب زن و مرد نہو تو جفت اون سے آپ رہ فرد

کسو سے نفع ملنے[1] میں نہ پایا بہوت دل ہو گیا ہے اب مرا سرد

چہارم ۔ میر صادق علیخان سلمہ الرحمن وے جوانے است از دودمان شرافت کہ بعظیم [آباد] تولد یافتہ نیاکانش دراں دیار بعمدگی ایام بسری برند خودش بحسن خلق و خُلق آراستہ و بخوبی صورت و سیرۃ پیراستہ خوش طبع شیریں گفتار کشادہ رو پسندیدہ اطوار واقع شدہ بر تحریک طبیعت کم کم شعر میگوئد و گاہے بمیدان فکر غزل طرحی رخش ہمت می پوئد بدوائی خانہ حضور پرنور علاقہ دارد ایں ہیچمدان سراپا نقصان بیست و یک شعر از اشعارے کہ بوے منسوب است [می نگارد و لہ سلمہ ربہ] ؎

تصور جب [کیا میں نے] سبو کا گلابی کی طرح سے خون (تھو) کا

گریباں چاک پھر ہووے گا ناصح بھلا کیا فائدہ ایسے رفو کا

عبث چھوڑا کل اوس بیماں شکن کو میاں [سچ کہتے] ہو تم میں ہی چوکا

آہ سحر نے سوز دل کو مٹا دیا اس باد نے ہمیں تو دیا سا بجھا دیا

---

[1] ل میں نے، و۔ و۔

اس جسم نے تو نور کو جاں کے مٹا دیا — فانوس نے چراغ (ہمارا بجھا دیا[1])
اس باغ روزگار میں جز داغ لالہ [سا] ں — اے چرخ کینہ توز ہمیں [تو نے] کیا دیا
پیری میں بھی مٹا نہ مرے دل سے داغ عشق — اس گھر میں صبح کو بھی نہ ہرگز بجھا دیا

مرے رونے سے رونا ابر کا افزوں نہ ہوویگا — کہ جاری آب ہوگا اوس سے ہرگز خوں نہ ہوویگا
[ہمیں] زیر زمیں بھی چین اے گردوں نہ ہوویگا — دل بیتاب گر ہم سے جدا مدفوں نہ ہووے گا

قطعہ

جو [میں] کہتا ہوں اے ظالم کبھو تو ایک بوسہ دے — خراب اسمیں ترا کچھہ [یہ] لب میگوں نہ ہوویگا
تو کہتا ہے زبردستی کا تو پیڑا[2] نرالا ہے — ولے میں جو خوشی سے تجکو بوسہ دوں نہ ہوویگا

شورش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوے مارے جلن کے نکلا

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن میں آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آوے دہن میں آب
آتش کسی کے دل کی بجھا ہو سکے اگر — دیتا ہے کیا تو ابر صدف کے دہن میں آب
خسرو کو کیوں ڈبا نہ دیا جوے شیر [نے] — تیشے کی پہنچی جب کہ سر کوہکن میں آب
گریاں ہوے ہیں دفن ہم اے تشنگان حشر — چاہو تو ڈھونڈ لیجو ہمارے کفن میں آب[3]

داغ دل جھمکے ہے یوں صادق کے سینے میں پڑا — جیسے جلتا ہو کسی گور غریباں کا چراغ
کیا ہوا اس فصل گل میں گر مرے [پر و] نہیں — دل پڑا اوڑتا ہے کچھہ پرواز کی پروا نہیں
کیا دخل ہم وفا سے [پھریں اور جفا سے یار] — سو مرتبہ زمانے میں گر انقلاب ہو
بن روے یار عیش ہو منظور گر ہمیں — جام شراب بزم میں چشم پر آب ہو
سدا ملک عدم کو قافلہ [یاروں کا جاتا ہے] — کسی دن اوٹھ چلو صادق اگر عزم سفر ہووے

---

[1] اصل میں کٹا ہوا ہے، اور نسخہ ۱۰۰ میں یہ شعر ہی درج نہیں ہے، [2] پنڈا تو، ۱۰۰۱۰۰ [3] ۱۰۰۱۰۰ میں یہ شعر درج نہیں،

✓ پنجم - سلطان زادہ سلطنت [ارتسام] مرزا محمد نام کہ نسبت خویشی بجناب خلافت مآب حضرت خدیو [جہاں بادشاہ] زمین وزماں شاہ عالم پناہ دام ملکہ دارند وجوان خوش کردار ستو [وہ اطوار] نیک دین پاکیزہ یقین سعادتمند ارجمند گونہ از علم وعمل بہرہ اندوز و پارۂ از فضل وہنر سعادۃ افروزند واقع شدہ اند تا شرح [ہدایۃ] حکمت (بیبذی) تحصیل نمودہ وبعضے رسائل عربی از برفرمودہ اند شعر خوب می [فہمند] گاہ گاہ بمیدان ریختہ گوئی فرس طبع [را] جولاں میدہند ایں پنج بیت از طبع [زاد] الیشان است ؎

کیوں فلک کہہ سرکشی کب میں نے کی تھی تجھے آہ — عرش سے پٹکا جو تو نے خاک پر میرے [تئیں]
کسطرح ملیئے بہم فرصت ہے کب میرے تئیں — دوست دشمن دیکھتے ہیں سب کے سب میرے تئیں
تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں — گر کوئی دیوے] ترے سر کی قسم میرے تئیں
تو نہ آیا راہ تیری دیکھتے ہی دیکھتے — پیش آئی جان من راہ عدم میرے تئیں
ہے دعا صادق کی یہ یارو برائے اہلبیت — جز غم شبیر کچھ دیکھو نہ غم میرے تئیں

صاحب

تخلص پسر شمرو فرنگی است کہ از حضور والا بخطاب مستطاب مظفر الدولہ مختار الملک ظفریاب [خان] بہادر نصرۃ جنگ سرافراز بود ونظم ونسق سردھنہ وغیرہ چند پرگنہ آنروے دریاے جمن وبادشاہ پور بوے تعلق داشت اما چوں عیش دوست [افتادہ بود] حل وعقد پرگنات بزوجہ پدرش کہ عورتے است بس ہوشیار ولبسیار ریختہ کار تا الیوم وابستہ است چندے طرح مشاعرہ بخانہ خود انداختہ بود [ودر موسیقی و] مصوری دستے داشت نستعلیق ہم [می نگاشت] وشعر نیز میگفت گویند بسیار [صاحب سلیقہ] بود اما خیلے ستمگار مردم آزار از چندے بدار القرار قرار گرفتہ بہر کیف ایں سہ شعر از وے است ؎

ہے زلف حلقہ زن خط ولب کے آس پاس — یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

۱؎ ۹۰۹ میں یہاں خالی جگہ چھوڑ دی ہے اور اصل میں 'میبوذی' مرقوم ہے ۔

شمع کے چہرے پہ یوں پیچاں رہے ہے موج دود — جس طرح [مونہہ پر] لٹوں کو کوئی جوگن چھوڑ دے
ہے امام پاک کی [تجھکو قسم] مت چھیڑ جان — [ٹوٹ] ہی جاویگا ڈورا دیکھ سمرن چھوڑ دے

صاحبقراں

تخلص شخصے است فحاش ہزل گو از سکنہ بلدۂ لکھنؤ دیوانے مملو از انحاے فحش و اقسام ہزل دارد موزون الطبع واقع شدہ در ردیف و قافیہ غلطی نمی کند اما غیر از ہزل و فحش بر زبانش نمی رود ازیں باب پیوستہ کاغذ سیاہ می کند ایں پنج بیت از وے است ؎

[1] . . . . . .

. . . . . .

صبا

تخلص سہ کس ایں کس می شناسد تحریر یکے از انہا بہ تکملہ انسب می پندارد[2] و دوکس را در اینجا می نگارد[3]

اول - [مرزا راجہ شنکر ناتھ] مہین پور مرزا راجہ رام ناتھ درہ وے جوانے بود خوش خلق عمدہ معاش [پاکیزہ وضع یار باش] چندے طرح مراختہ بخانہ خود [می انداخت و اشعار] خود از فیض نظر [سخن سنج بے نظیر محمد تقی] میر درست میساخت ایں سہ بیت از وے است ؎

نظر آتا نہیں [کوئی جہاں میں] مہرباں اپنا
کہوں میں کس سے جا کر ہاے یہ راز نہاں اپنا

یہاں تک آئے نہیں جو دیکھ کے تم کالی رات — اس بہانے سے غرض آپ نے یوں ٹالی رات
ہوں میں صدقے ترے بہانے کے — زود ڈھب یاد ہیں نہ آنے کے

---

[1] یہاں سے پانچ بیت ترک کر دیے گئے ہیں + [2] پنداشت و۔ ا۔ [3] بگاشت و۔ ا۔

[دوم - تاکان] جیونؔ کائت خیال شاعر [ی در] کاخ دماغش خیلے می پیچید و شعر خود باصلاح [میاں غلام] ہمدانی [مصحفی میرساند] از چندے بدیار شرقیہ آنجہانی شدہ ایں ہفت بیت او گفتہ ؎

اس خاکدان سے [جھاڑکے] دامن کو جوں صبا ایسا گیا کہ پھر نہ سراغ صبا ملا

تغیر [رنگ] میں تاب و تواں نے ہمری چھوڑی رعیت جس طرح پھر جاے ہے معزول عامل سے

بھٹکا پھرے ہے مجنوں لیلیٰ کے [قافلے] میں
یہ پوچھتا کہ یارو محمل کدھر گیا ہے

کیا تو نے کچھ صبا سے اے تند خو کہا تھا روتا ہوا ادھر سے باچشم تر گیا ہے

نہ آیا وہ مسیحا دم دم آخر بھی بالیں پر موا تو میں ولے ارمان یہ دلمیں رہا میرے

عاشق مضطر کا سوز دل نہاں کیونکر رہے شمع کے شعلے کی اے یارو زباں کیونکر رہے

ہاتوں میں تیرے پیارے یہ طائر حنا ہے یا مرغ دل ہے میرا بسمل اسے کیا ہے

صفدر

تخلص میر صفدر علی است وے سیدے است از سکنۂ نواح جیپور بعلاقہ امیر سامنی بعضے امور سرکار دولتمدار نواب اسد الدولہ نجابت علی خاں بہادر ہزبر جنگ متعلق است گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوئد ایں دو بیت از وے است ؎

دل کو تو مرے [چھیڑ] یو اے جان سمجھکر اخگر کو نہ چھو لعل بدخشان سمجھ کر
اے ساکن اقلیم عدم دم ترے قرباں کیا لائیں ضیافت تری مہمان سمجھ کر

---

[1] ج و ۱۰ و۔ [2] نخاست ۱۰ و۔

صفدری

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالے در تکملہ می نگارم [و دیگرے میر] صادق علی است برادر خورد میر نظام الدین ممنون وے نوجوانے است تازہ مشق کہ شعر خود از نظر برادر بزرگ خود میگذراند و بسیار سعادۃ شعار نیکو کردار است ایں ہفت شعر از وے است ؎

قتل سے منکر جو تو ہوتا ہے میرے راست ہے — کس کے خوں کا رنگ دامن [پر یہ قاتل] رہ گیا
صفدری دو چار آہیں بھر کہ یہ بھی ہو چکے — سر پہ اپنے ایک یہ چرخ سیہ دل رہ گیا

آنکھ اپنی یہ کس کے دردنداں پہ پڑی ہے — جو تار ہے آنسو کا سو موتی کی لڑی ہے
چیچک کا ستمگر سر ابرو ہے ترے داغ — یا قبضۂ شمشیر پہ چنتی یہ جڑی ہے
جب رخ سے اوٹھا اوسکے دوپٹہ میں کہوں ہوں — جاگو کہ رہی صبح میں بھی کوئی گھڑی ہے[1]
لے مونہہ پہ وہ بت زلف سیہ فام کہے ہے — مت چھیڑ جگا مت کہ ابھی رات بڑی ہے
مژگاں کے تصور میں غضب رات کھٹک تھی — اے صفدری اس دل میں عجب پھانس گڑی ہے

حرف الضاد المعجمہ

در ملے ایں حرف [ذ] کر پنج شاعر کہ دو کس ازاں ضمیر تخلص میکند و دو عزیز ضیا اندراج یافتہ و مجموع اشعار [ہیژدہ][2] شعر است

ضبط

تخلص عزیزے است از دودمان طہارۃ پناہ مسمی بہ میر حسن شاہ وے از غوث نگران

---

[1] جاگو کہ صبح میں بھی رہی کوئی الخ [2] نسخہ اصل میں یہاں جگہ چھوٹی ہوئی ہے

بلدۂ لکھنؤ و صاحب طرزان آنجا [و] مرد صاف طبیعت و باحیاست این مطلع از واست ؎

نقد دل [وحشت] میں کھو کر اک جنوں پیدا کیا ہم نے بازار محبت میں یہ کیا سودا کیا

ضمیر

تخلص دو کس میدانم

اول - مردے نیک نہاد از سکنہ مستقر الخلافہ اکبر آباد شیریں کلام شیخ مداری نام خوش تقریر شاگرد محمد ولی نظیر وے اگرچہ بیشتر مشق سخن از شاعر موسوم [نمودہ] اما از [شا] ہ محمدی بیدار علیہ الرحمۃ اللہ الغفار ہم استفادہ فرمودہ بہر کیف [ایں دو شعر] طبعزاد اوست ؎

[چشم] بد دور جد ہر آپ گذر کیجے گا ایک عالم کے [تئیں] زیر و زبر کیجے گا

وہ [ابھی تو] نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے نہ کچھ اپنے سے ہی اوسے خبر [نہ خدا سے کچھ سروکار ہے]

دوم - لالہ گنگا داس وے کائت زادہ ایست با ادب مہذب کہ در [قرعہ اندازی] دستے دارد و بہر دو زبان ہمت بہ شعر گوئی می گمارد شعر فارسی بسمع مرزا محمد عشق سلمہ اللہ تعالے میرساند و در ریختہ نسبت تلمذ بہ محمد نصیر الدین [نصیر دارد] ایں پنج بیت از ریختہ ہائے [طبع اوست] ؎

سینہ اوس ناوک مژگاں سے مشبک [ہے ضمیر] [شو] ق سے ہاتھ لگا خانہ [زنبور] نہیں

روکش ابر بہاری کیا یہ چشم [زار ہے] خندہ زن گل پر بھی زخم سینہ افگار ہے

اس بہار داغ دل سے ہے فراغ سیر باغ سیر گل بے رشک گل آنکھوں میں اپنی خار ہے

میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال چشم خواب آلودہ اوس کی فتنۂ بیدار ہے

سپردہ باندہ کے نکلا ہے آفتابی آج ضمیر اوس کے حضور آفتاب کانپے ہے

ضیا

تخلص دو کس می شناسم]

اول - در [دریائے سلطنت را درخشندہ در مر] نا ضیا بخت بہا [در] خلف الصدق

مرشد زاد [ہ میمنت لزوم مرزا] فرخندہ بخت مرحوم [از] انجا کہ جناب ایشاں از بدو شعور شیفتہ شعر گوئی و فریفتۂ شاعری است کلام صحت نظام شاں بہ پختگی [و خوبی گرائیدہ گوئند کہ زمین ہا ے سنگلاخ را رخش طبیعت ایشاں بسہولت طے می کند بہر کیف ایں سہ بیت از زاد ہاے طبع وقاد ایشان ا] ست ؎

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
متاع صبر گیا کون لوٹ کے کہ یہاں — اب اضطرار سا کچھ اضطرار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ [سے ضیا دامن] — بندھا جو اشک کا تا جیب تار [رہتا ہے]

[دوم - گو] ہر دریاے حب رب العالمین [مسمی بہ میر ضیاء الدین مولدش خاک پاک] شاہ جہاں [آباد صا] نہا اللہ عن الشر و الفساد است اگرچہ از یک چند بدیار شرقیہ رخت سفر بربستہ بعظیم آباد رحل اقامت افگندہ از ہمانجا مرحلہ پیماے ملک بقا گشتہ خداش رحمت کناد ملخص کلام وے شاعر خوش گو شیریں گفتار صاحب اشعار آبدار ستودہ اطوار پسندیدہ کردار بود بیشترے از سخن سنجان آں دیار نسبت تلمذ بوے دارند و استاد زمانہ خود می انگارند ایں ہفت بیت از نتائج طبع نقاد اوست ؎

پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہیں — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق میں پانی چواتے ہیں

باد بھی کھائی نہ تھی دل نے کہ مرجھانے لگا — آہ یہ غنچہ [تو] کچھ کھلتے ہی کملانے لگا

فیہ شي لا یخفی علي ذوی الالباب [اگر] مصرع ثانی بایں طور می گفت کہ [ع]

پہلے ہی کھلنے سے یہ غنچہ تو کملانے لگا — خوب می شد

صاف تھا جبتک جواب صاف تھا قاصد کے تئیں — اب تو خط آنے لگا شائد کہ خط آنے لگا

کل کی رسوائی تجھے کیا بس نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے میں ضیا پھر آج تو جانے لگا

چشم گریاں سینہ بریاں دل کو جلتا لے چلے — شمع رو مجلس سے تیری [ہم بھی کیا کیا] لے چلے

تیرے کوچے سے ضیا کو یہ فلک یوں لے چلا — نیم بسمل کو کوئی جیسے تڑپتا لے چلے

ضیا مضطر ہے دل اپنا وہاں کیا دیکھ آیا ہے — جو ہر اک بات کہنے پر یہ قاصد روے دیتا ہے

ا؎ کلام کہ شاعر خوشش و۔ و ۲؎ دقاد ا۔ و۔

حرف الطاء المهملہ

در سلکِ ایں حرف ذکر پنج شاعر کہ سہ ازاں طالب تخلص می کند اندراج یافتہ و مجموع اشعار چہل و پنج شعر است و منجملہ آں یک رباعی مستزاد واقع شدہ

طالب

تخلص سہ کس میدانم

اول - میر طالب علی فرزند ارجمند سید الشعرا میر غالب علی خاں سلمہا الرحمن وے جوانے است بسیار مہذب بغائت مودب خوش اختلاط نیک ارتباط با علم پر حیا صاحب فہم بے ریا گاہے فکر ریختہ می کند و اصلاح سخن از والد ماجد خود می گیرد ایں سہ بیت از گفتہ ہائے وے است ؎

مضطر ہوکب میں اوٹھ شب اے ماہرو نہ آیا — گھر سے ترے گلی میں تا بام تو نہ آیا
جز اشک مردم اوسکی آنکھوں کے سامنے سے — میری نظر میں کوئی بے آبرو نہ آیا
طالب رہا میں اوس کے دیدار کا پہ طالب — مطلوب تھا جو میرا آئینہ رو نہ آیا

دوم - عاشور بیگ خان سلمہ الرحمن خلف الصدق [دولت بیگ خان] مرحوم کہ در ایام دولت نواب مغفرت مآب امیر الامرا ذو الفقار الدولہ نجف خاں بہادر بہ سرکردگی چند صد سوار جرار روزگار بسر می برد اصلش از توران و مسقط الراسش خاک پاک ہندوستان جنت نشان است مرد کشادہ پیشانی خوش زندگانی [نیک طبع شیریں] گفتار صاحب وضع ستودہ کردار واقع شدہ اشعار خود بیشتر بسمع محب سرا پا وفاق حکیم [ثناء اللہ] خان فراق رسانیدہ و برخے از نظر سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ہم گذرانیدہ بہر کیف ایں چار بیت از ریختہ ہائے طبع اوست ؎

رہا تجکو وہاں نت کام اپنا — ہوا یاں کام اے خود کام اپنا
کہاں ملتا ہے طالب ہم سے وہ شوخ — یوہیں بدنام ہے اب نام اپنا

لہ او و: و.

رقص بسمل ہے طپشہاے دل　　تو بھی آ دیکھ تماشاے دل
ایک دم چین[1] نہیں دیتا ہے　　کاش سینے سے نکل جاے دل

سیوم - عزیزے است شیریں کلام طالب حسین نام اصلش از خطۂ بے نظیر کشمیر است و مولدش خاک پاک حضرت دہلی پدرش در عہد خوش مہد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم اعتبارے داشت و خودش بالفعل در بلدہ لکھنؤ بداروغگی خاصہ شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر عز امتیاز دارد گاہے بنا بر تحریک دوستاں ریختہ می گوید ایں ہیچمدان سراپا نقصان از تحریر دہیتش راہ استیعاب می پوید و راست ؎

اشک یوں جم گئے ہیں اپنے بھی مژگاں سے لپٹ　　اوس جیسے کہ رہے خار مغیلاں سے لپٹ
دشت میں آہ مرے یار جو طالب نے بھری　　ایک شعلہ گیا خاشاک بیاباں سے لپٹ

طپش

اگرچہ تحریر ایں لفظ در طے حرف فوقانی ما ہو التحقیق می بایست فرمود اما بنا بر مشہور تسطیرش [در اینجا] مناسب نمود بہرحال ایں لفظ تخلص مرزا محمد اسمٰعیل عرف مرزا جان خلف الصدق مرزا یوسف بیگ خاں است وے بخارائی الاصل و جہاں آبادی المولد و از اولاد امجاد خداداد ست صاحب اجلال حضرت سید جلال قدس سرہ و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیکو شمائل پسندیدہ خصائل یار باش لطیفہ گو بذلہ سنج خوشخو است خط نستعلیق و شکستہ آمیز و صرافی خوب می نویسد و بقدر از عروض و قافیہ ہم آگہی دارد با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مربوط شدہ بود حالا در نواح بنگالہ ایام بسر می برد خدایش خوش دارد و شاگرد اوستاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت است عفی اللہ عنہ و گاہے شعر خود از نظر فیض اثر مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہم گذرانیدہ اگرچہ بیشتر گرد مضامین اساتذہ می گردد اما شعرش کیفیتے دارد بہرکیف ایں عاصی با انواع المعاصی بیست و پنج شعر از نتائج طبعش در اینجا می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

---

[1] چین ، ۱۰-۱۰-

[سا]قی ہے دور مے ہے شب ماہتاب ہے — لیکن یہی غضب ہے کہ تو مست خواب ہے

نہ شہر بھاوے نہ صحرا بھلا لگے ہے آہ — الٰہی بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا مجکو

خاک سے جام کیا جام سے پھر خاک کیا — تو نے کیا کیا نہ کچھ اے گردش افلاک کیا

کس کی طرف سے آج طپش تجکو یاس ہے — سچ کہہ کہ ہمارے سر کی قسم کیوں اوداس ہے

کہے ہے بیٹھوں ہوں محفل میں اوسکی جب سے دور — اکل کھرا ہے کہ بیٹھا کرے ہے سب سے دور

کیوں [وصل کی دل] سے جائے امید — آخر دنیا ہے جائے امید

ہاتھ پر لایا ہوں رکھکر دل کو ارزاں چیز ہے — لے لو وارے سے بیگی دست گرداں چیز ہے

رقم کرتا ہے فوراً نام رنگیں ساھد گل کا — ٹپکتا ہے جہاں قطرہ چمن میں خون بلبل کا

اسی امید پر اپنے تئیں آرام آتا ہے — کہ رہ رہ کر یہی کہتا ہوں اب پیغام آتا ہے

نہ جانا تھا یہ کچھ سوزش ہے جام عشق پینے میں — اوترتے ہی گلے سے لگ گئی اک آگ سینے میں

سدا وصل کا دن ہی کم ہوتے دیکھا — ولے ہجر کی شب نہ کوتاہ دیکھی

بیٹھے بیٹھے یوہیں کچھ جی میں جو آجاتا ہے — خون دو دو پہر آنکھوں سے بہا جاتا ہے

زندگانی کے بھلا اب کون سے آثار ہیں — زندگی جن سے عبارۃ ہے وہی بیزار ہیں

خلش آہ سے دکھ ہے سحر و شام مجھے — پھانس نکلے یہ جگر سے تو ہو آرام مجھے

اوس شمعرو سے دل کو یہ لاگ لگ رہی ہے — سینے سے لے جگر تک ایک آگ لگ رہی ہے

خدنگ ناز دل و سینے میں رہا تو ہے — لہو لگا کے شہیدوں میں اب ملا تو ہے

آہ سے فریاد سے نالے سے کچھ ہوتا نہیں — کچھ کرو اپنی طرف سے اونکو [کچھ پروا نہیں]

قطعہ

جب طپش کو نہ ملی بوسے کی اوس لب سے خیر — تب فقیروں کی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا

بے نوا ہیں کسی پر زور نہیں یا محبوب — دیوے اوس کا بھی بھلا جو نہ دے اوس کا بھی بھلا

دیگر

کہا میں دل سے چل تجکو تماشا ایک دکھلاؤں — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھمکتی ہے

گیا کہنے طپش کیونکر بھلا اب گھر سے میں نکلوں　　اندھیری رات ہے برسات [ہے] بجلی چمکتی ہے

دیگر

ٹکٹکی ہے نہ جھپکوں اوسے پلک　　اشک بھی گو کہ اس میں ڈھل جاوے
آرزو ہے کہ جان آنکھوں سے　　دیکھتے دیکھتے نکل جاوے

رباعی مستزاد

یا دیکھ نہ سکتا تھا مجھے ٹک دل تنگ　　وہ غیرۃ ماہ
یا قتل کا اب کرنے لگا ہے آہنگ　　بیجرم و گناہ
گہہ مہر و وفاداری و غمخواری ہے　　گہ سنگدلی
القصہ طپش یار کے ہیں کیا کیا رنگ　　اللہ اللہ

طفل

تخلص مرزا عبدالمقتدر فرزند ارجمند مرزا بابر مرحوم عم زادہ خدیو جہان سلطان الزمان شاہ عالم بہادر بادشاہ غازی است دیوانی و خانسامانی سرکار دولتمدار حضرت صاحب عالم و عالمیان مرشد زادہ زمین و زمان ولی عہد شاہ گردوں جاہ مرزا اکبر شاہ بہادر بایشاں تعلق دارد بسیار نیک عقیدہ و پاک دین و با حیا و با تمکین و باکرے از صفات حمیدہ آراستہ و بیشترے از اوصاف پسندیدہ پیراستہ شنیدہ می شوند خیال شاعری از قدیم الایام در کاخ دماغ ایشاں جاگرفتہ دیوانے مشحون اکثر انواع سخن دارند ایں بیست و یک بیت از نتائج طبع اوشاں است ؎

میل خاطر پھر ذرا وہ دل میں کچھ لاتا چلا　　نام کو سنتے ہی میرے ہس کے شرماتا چلا
بیطرح سینے میں دل کچھ سرپٹک کر رہ گیا　　مثل مرغ نیم بسمل یہ پھڑک کر رہ گیا
آزادہ دلوں کو مت ستانا　　یہ بات مری نہ بھول جانا
ہر گھڑی کی یہ کج ادائی کیا　　دم بدم ترک آشنائی کیا

دل جلا کر مرا کباب کیا　　واہ وا تم نے کیا ثواب کیا
ہائے اس عشق نے مجھے یارو　　در بدر گھر بہ گھر خراب کیا

بتاں کی چاہ پہ ہرگز [نہ ہو] جیو گمراہ　　گماں نہ کیجیو ان سے کوئی مروۃ کا
اوس میں مطلق نہیں وفا اے دل　　تو نہ ہو اوسے آشنا اے دل
تری جدائی میں جاں آئی ساری تن سے نکل　　امید وصل پہ دم تھم رہا ہے آنکھوں میں
بوسہ دینے سے عار کرتے ہو　　دل مرا بیقرار کرتے ہو
جو [بعد] مرگ پیچے تو کیا حصول ہوگا　　دیدار آخری ہے اے قدردان پہچو
کسو کی کچھ نہیں تقصیر یارو　　برا ہو دیدۂ تر کا برا ہو
واہ کیا خوب لگاوٹ سیکھی　　زور ہے تو نے بناوٹ سیکھی
رات دن مونس جاں وحشت تنہائی ہے　　دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے
کون سے مذہب میں ہے عاشق کو حیراں کیجے　　پیار سے زلفیں دکھا اوس کو پریشاں کیجیے
ہم پر اتنی بھی نہ کیجے مہربانی بخشیے　　دیکھ لی ہم نے تمہاری قدردانی بخشیے
ہر طرح مجکو یہ ستاتا ہے　　دل ہی میرا مجھے جلاتا ہے
کہتے ہیں یار آتا ہے ٹک راہ دیکھ لے　　اے دل ابھی نہ جا اثر آہ دیکھ [لے]
عشق کا کام جی جلانا ہے　　عاشقوں کو سدا ستانا ہے

جسقدر ہم نے جفائیں عشق میں تیری سہیں　　ایک بھی گر تو سہے تو تجکو جانے مرد ہے
ہجر میں تیرے تڑپتا ہوں اکیلا دشت میں　　ایک میں ہوں دل ہے میرا اور آہ سرد ہے
کیا کہوں کچھہ کہہ نہیں سکتا میں طفل دل کا حال　　بیطرح کچھہ آج تو سینے میں میرے درد ہے

حرف الظار المعجمہ

درسطے ایں حرف ذکر سہ شاعر اندراج یافتہ ومجموع اشعار ہفتاد شعر است

ظاہر

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام میر محمدی نام اصلش اگرچہ از حضرت دہلی است اما از پچند بمستقر الخلافہ اکبرآباد توطن گزیدہ و بہرہ از فن شریف طبابت بوے رسیدہ ایں دو شعر از وے کہ بدست افتاد بزبان قلم در داد اوراست ؎

گلے لگ جاؤ میاں دل کو مرے شاد کرو — خانۂ دل ہے جو ویراں اوسے آباد کرو
یہ تو سب جور و جفا ہو گئے غوگر ہم کو — چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظریف

تخلص خدا یردی خاں برادر خورد سعادۃ یار خاں رنگین است کہ پیشتر بیتاب تخلص می کرد وے نوجوانے است مہذب نہائت با ادب سپاہی نہاد خوش اعتقاد صاحب طبع نیک خو وضع دار کم گو گاہ گاہ فکر شعر می کند و شعرش باصلاح برادر بزرگش میرسد ایں ہفدہ بیت از گفتہاے اوست ؎

اس غم سے مر گئے ہم غمخوار تو نہ آیا — دل جب سے لے گیا تو دلبر کبھو نہ آیا
تیرے دہن سے ازبس کھینچی بہت خجالت — غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

قطعہ

کچھ اے پتنگ اپنے تو دل میں منفعل ہو — ہمقدر میرے دل کا سوزش میں تو نہ آیا
تو خاک تب ہوا جب محفل میں شمع آئی — اوس دم جلا یہ جس دم وہ شمع رو نہ آیا
آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا — فائدہ کیا ہے اجی ہم سے قسم کھانے کا

آہ و زاری ہے آج کچھ بیڈھب — بیقراری ہے آج کچھ بے ڈھب
جاگتے میں بھی اوسے تو نے نہ دیکھا ظالم — جان نکلی ترے اوس طالب دیدار کی رات
ہوا وہ اور بھی بیزار میرے شور و افغاں سے — کری نالے نے اپنے واہ کیا تاثیر یا قسمت
میرے قدم کو ہر اک خار سر پہ رکھتا ہے — یہ فخر رکھتی ہے اپنی برہنہ پائی آج
کسی ہی کل سے مجھے آج کل نہیں پڑتی — کٹے گی کیونکہ خدایا شب جدائی آج

اوٹھا دیا مجھے اوسنے ظریف محفل سے — ہوا جو رات کو میں اوسے ایک فدا گستاخ
وہ گلبدن ہے مرا خواب میں چونک اوٹھے — گذر نہ اوسکی گلی سے تو اے صبا گستاخ
مجھے وہ ہر دم کہے ہے آب خنجر دیکھ کر — قتل کیجے تجکو جی چاہے ہے اکثر دیکھ کر
اپنی آہ بے اثر نے کچھہ اثر شائد کیا — وہ بھی مضطر ہوگیا کل مجکو مضطر دیکھ کر

کوئی عاشق کوئی دیوانہ مجھے کہتا ہے — ہائے ہرگز نہیں ہوتی مری بیماری ٹھیک[1]
ہائے رے چھوڑ گیا غم میں جو تنہا مجکو — دل بھی عیار ہوا اوس بت عیار سے مل
سیر گل کرنے کہاں پائے بھلا صیاد ہم — موسم گل میں ہوے زنداں سے کب آزاد ہم

ظفر

تخلص درثمین دریاے سلطنت و شہریاری کوکب دری آسمان رفعت و بختیاری صورۃ انتظام خلافت و فرمانروائی معنی نظام مملکت و ملک آرائی لایق سراپا لیاقت دیہیم خسروی و ظل الٰہی محق بالاستحقاق تخت ہمایونی و اکبر شاہی وارث سریر گورگانی صاحب مسند صاحبقرانی شاہزادۂ واللاقدر مرزا ابوالمظفر بہادر خلف الصدق مرشدزادہ ولی عہد والاجاہ مرزا اکبر شاہ بہادر است ادام اللہ تعالے اقبالہما و استمر اجلالہما ذات ملکی صفات آل گل سرسبد چمنستان حشمت و اقبال اکبر شاہی نہال سرسبز و شاداب بوستان جاہ و جلال قرۃ العین ظل الٰہی بہ تہذیب اخلاق حمیدہ خیلے

---

[1] ہائے ہوتی نہیں ہرگز مری بیماری ٹھیک ۱۲ ۔

مہذب و مؤدب آداب پسندیدہ بغایت مودب بلند نظرۂ عالی ہمت ارجمند فطنت والا نہمت خوش طبع صاحب وضع سربسر مہربانی و رافت یکسر قدردانی و عنایت آدم شناس صاحب قیاس ہوشیار ستودہ کردار اعلےٰ منش والا روش واقع مشدہ شعرے کہ از طبع دربار جناب ایشاں می تراود کولوے باشد لارلار سخنے کہ از فکر صائب حضرت شاں سر برآرد دے باشد یکسر صفا و سربسر بہا شوق ایں فن شریف بسیار در سر دارند و اکثرے از اوقات ہمایوں بہ سخن سازی و نکتہ پردازی ہمت می گمارند اگرچہ دہاے ریختہ طبع صافی خویش کم و بیش گاہ گاہ بہ بعضے جوہریان جوہر شناس می نمائند اما از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ کہ ارشاً سررشتہ استاوی ایں دودمان عالی شان دارد اکثر استشارہ می فرمائند [بہرکیف] شعر از نتائج طبع گوہربار آں مہین اختر فلک خلافت و بہین وری آسمان سلطنت در سلک آراستہ تحریر خودمی کشم لجنابہ دام ظلہ ؎

پاؤں پھیلاے جنوں نے مرے یا نتک ہیں ظفر — کچھ ثابت مرے ہاتھوں سے گریباں نہ رہا

نہ کیوں ہو بوسۂ لب سے ترے میرا دہن ٹھنڈا — کہ پانی چشمۂ حیواں کا ہے اے جان من ٹھنڈا
تو اسدم آکہ ہے وقت سحر اے گلبدن ٹھنڈا — زمیں ٹھنڈی ہوا ٹھنڈی مکاں ٹھنڈا چمن ٹھنڈا
برنگ شمع ہس ہس کر وہ شعلہ رو جلاتا ہے — شتاب اے دیدۂ پرآب کر میرا بدن ٹھنڈا
ظفر کس شعلہ خو نے تیرے نامے کے کئے پرزے — چلا آتا ہے دم بھرتا ہوا جو نامہ بر ٹھنڈا
فسانہ گر کروں اظہار اپنی شام غربت کا — گریباں تا بہ دامن چاک ہو صبح قیامت کا

کہے تھی شب نہ گلگیر شمع رو رو کر — وبال سر یہ مرا تاج زر بنایا تھا
مجھے [تو بوسہ] دے تا ہو تلخ کامی دور — اسی لیئے تو تجھے لب شکر بنایا تھا
نثار شب کو ثریا تھی تیرے جھمکو پر — فلک نے انکا اوسے خوشہ چیں بنایا تھا
بہار دیکھی نہ تو نے کہ ہمنے اشکوں سے — مژہ کو شاخ گل یاسمیں بنایا تھا
کس روش کس رنگ سے کیا کہتی آئی ہے بسنت — اک شکوفہ سا نیا گلشن سے لائی ہے بسنت

لہ کچھہ - نسخہ.

مجھے تو بوسۂ عارض دے اپنی چھوڑ کے زلف
کہے ہے صاحب عصیاں کی پردہ داری رات

کرے تھی ناز عبث تاج زر پہ اپنے شمع
وبال سر ہوئی آخر کو تاجداری رات

نظر پڑا شفق آلودہ پنجۂ خورشید
انہوں نے ہاتھ سے مہدی جو ہیں اوتاری رات

زرد جوڑا پہن کر کس نے دکھائی ہے بہار
پیرہن میں جو نہیں پھولے سمائی ہے بہار

دیکھ ٹک غور سے آئینۂ دل کو میرے
اس میں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ

آبلہ نکلا نہیں داغ دل مضطر کے پاس
ہم نے یہ رکھا ہے ساقی شیشہ لا ساغر کے پاس

ابر کی کیفیتیں خالی ہمیں بھاتی نہیں
بادۂ گلگوں سے شیشہ رکھدے ساقی بھر کے پاس

میں تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہوں الحذر
جو ہو دیوانہ سو جاوے اوس پری پیکر کے پاس

دیکھے ہے سدا جلوۂ قدرۃ کا تماشا
جوں آئینہ واکیوں نہو چشم پر طاؤس

روکش ہے خط سبز سے اوسکے دل پر داغ
ہے طوطی خوش رنگ سے جنگ پر طاؤس

کیفیت داغ پر طاؤس نہ پوچھو
جو داغ ہے سو ساغر ہنگ پر طاؤس

حالت عشق سے دل کیوں نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہیں مجکو کوئی دلدار کے پاس

اون کی شکلیں خاک و خوں میں آہ رلیاں دیکھیاں
رنگ محلوں میں جنہوں نے رنگ رلیاں دیکھیاں

لشکر طفلاں کو تیکر ساتھ کس شوکت سے آہ
تیرے ہاتھوں سے جنوں کیا کیا نہ گلیاں دیکھیاں

نہیں شکوہ کچھہ اون سے ہے یہ اپنے بھاگ کی خوبی
ہمیں جب دیکھتے ہیں وہ تو گھر میں بھاگ جاتے ہیں

شرارہ کیا کہوں اوسکی زمیر سے خرمن دل میں
سدا برق تبسم سے لگا کر آگ جاتے ہیں

رکھے ہے مجکو یوں زیر فلک تقدیر چکر میں
کہ فانوس خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں

بگولا یہ نہیں صحرائے وحشت خیز میں یارو
رکھے ہے خاک میری عشق دامنگیر چکر میں

قاتل سے ہمیں اپنے شہادۃ طلبی ہے — واں آب دم تیغ ہے یاں تشنہ لبی ہے
آرام مجھے دنکو نہ دیتے ہو نہ شب کو — کیا کہیئے تمہیں حضرت دل بے ادبی ہے
اس دور میں کیا خاک کوئی عیش کرے آہ — نے جام نہ ساقی نہ شراب عنبی ہے

تیغ کو تکتے ہیں اوس دم اوسکے جانبازان عشق — جب چڑھتا تا کہہ کے ہے اللہ اکبر آستیں
مجکو یہ ڈر ہے مبادا کوئی دامنگیر ہو — خوں سے آلودہ ہے تیری اے ستمگر آستیں
ابر نیساں کیوں نہ خجلت سے ہو پانی اے ظفر — طرفہ تیرے کلک سے جھاڑے ہے گوہر آستیں

آج تشریف گلستاں میں وہ میکش[1] لایا — کف نرگس پہ دھرا کیونکہ صبا جام نہ ہو
اے ظفر چرخ پہ خورشید جو یوں کانپے ہے — جلوہ گر آج کہیں یار سر[2] بام نہ ہو

یہ کہدے اے صبا اونسے یہاں آؤ ہوا کھاؤ — چمن میں صبحدم تک سیر فرماؤ ہوا کھاؤ
نہیں کم آہ سرد اپنی نسیم صبح سے پیارے — چمن میں اس دل پر داغ کے آؤ ہوا کھاؤ
یہ ہے ہنگام گرمی بے حجابانہ ذرا بیٹھو — قبا کے کھولدو بند اب نہ شرماؤ ہوا کھاؤ
جو اوسکے گال کو چھیڑا تو گالی دے کے یوں بولا — چلو بس اب ظفر مت گالیاں کھاؤ ہوا کھاؤ

فرقت کی رات کاٹی جن نے تڑپہ تڑپہ کر — یارب وصال اوس کا [روز] وصال میں ہو
اوٹھو [کہیں] ظفر اب بیٹھے عبث ہو در پر — وہ خواب ناز میں ہے تم کس خیال میں ہو

ہر اک موج سرشک اپنی جو طوفاں خیز ہے مردم — ہوا ہے چاک شاید چشم دریا بار کا پردہ
چمن میں شور سے آواز نالہ مت سنا ہرگز — بہت نازک ہے بلبل دیکھہ گوش یار کا پردہ
مرا مونہہ سامنے لوگوں کے کہتا ہوں نہ کھلواؤ — ابھی کھل جائیگا جو کچھہ کہ ہے سرکار کا پردہ

تو نے گو کوچے میں کرنے گریہ وزاری نہ دی — ہر سر مژگاں سے ہے یاں خون کی جاری ندی

دل پہ کیا زلف بلا خیز سے آفت آئی — یاد قامت بھی مرے سر پہ قیامت لائی
موج [دریا] بھی ہوئی شرم سے پانی پانی — صبحدم زلف مسلسل جو تری لہرائی
ہم نہ کہتے تھے تجھے ہے یہ بلا آتش عشق — تو نے اے دیدۂ تر اور بھی اب بھڑکائی
قاصد اشک چلا دل کا جو سن کر پیغام — کیا ظفر اونے ملاقات کی پھر ٹھہرائی

---

[1] دولتا ۱۰۰۰ [2] بے شک ۱۰۰۰ [3] لب بام ۱۰۰۰

حرف العین المهملہ

در ملے ایں حرف ذکر سی و دو شاعر کہ من جملہ آنہا چار کس عاشق تخلص می کنند و دو عاجز و سہ عزیز بہ عزیز متخلص اند و سہ عشق و سہ بزرگ را عظیم تخلص اختیار افتادہ و دو را علی و تخلص دو مرد عباس است اندراج یافتہ و مجموع اشعار چار صد و چہل و دو[1] شعر است کہ بالذات و بالاستقلال مندرج گشتہ و من جملہ آنہا ہفت رباعی و دو رباعی مستزاد واقع شدہ و نہ بند مخمس ہم بالذات مرقوم گردیدہ و یک شعر میدان سخن سازی را [یکہ تاز مرد خوا] جہ میر درد و یک [شعر] شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی و دو شعر فارسی سخن ساز واقف امور مخفی و منجلی شاہ ناصر علی علیہم الرحمۃ و الغفران بالعرض و تقریباً بہ تحریر در آمدہ

عاصم

تخلص نواب معلے القاب امیر الامرا [صمصام[2] الدولہ خان دوران خان بہادر منصور جنگ شہید جنگ است ایشان از خواجہ زادہای مستقر الخلافہ اکبر آباد از اولاد امجاد مقبول درگاہ کردگار حضرت خواجہ علاء الدین عطار اند قدس سرہ شوکت امارۃ و شکوہ ہندوستان زائی جناب ایشاں بنابر وضوح واضح و شیوع شایع محتاج بیان و مفتقر تبیان نیست از حسن خلق و عذوبت بیان شان چہ بر طراز دکہ خامہ با وصف دو زبانی رقم عجز بر صفحۂ تحریرش کم می نگارد از شجاعت و پر دلی ایشان چہ بر نویسد کہ قلم حقایق رقم باوجود سر بریدہ شدن سینہ شق میکند با آنکہ امرائے بادشاہی ہر یکے در نفاق و کینہ توزی گوے سبقت از ہم ربودہ از میدان نبرد آزمائی پہلو تہی میکردند با معدودے چند کہ ہر یکے از انہا صد رستم و ہزار افراسیاب در جلو داشت بہ طہماسپ قلی نادر کہ با سہ صد (کذا) ہزار ایرانی غول بیابانی باستماع نفاق و نمک (حرامی[3]) سران ہندوستان جنت نشان یورش نمودہ بود طرف شدہ کارزارے بر روے کار آوردہ ع

---

[1] ن و ا و ۔ [2] نسخۂ اصل میں یہاں سے لے کر تا اختتام اشعار عاصمی بقدر چالیس سطر عبارت درج نہیں ہے ۔ جو یہاں صرف و ا و سے منقول ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ایک پورا ورق ضایع ہو گیا ہے [3] بحرای ا و ۔

فلک گفت تحسین ملک گفت زہ

و روح بہمن و سام از نظارہ اش چشم خیرہ شد آخر کار با رفقاے صاحب اقتدار خود زخمہاے کاری برداشتہ گلگونہ شہادت بر رخ مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ خنداں و کشادہ پیشانی بروضہ رضواں خرامید و ہیچ یکے از متوسلانش از معرکہ دلیری رو نہ گردانید مجروحے نیم جان اگر بہ بقیہ آبخورش باقی ماند بقیہ عمر ترک تعلقات گزیدہ منزوی زاویہ عزلت گشت عفی اللہ عنہ وعن سایر المسلمین انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام با فضلا و علما مقصد اعلی و مطلوب قصوی آں شیر بیشہ ہیجا و ہزبر مضمار وغا بود بہرچہ تمامتر در تعظیم و توقیر ایں گروہ والا شکوہ می کوشید از اوصاف حمیدہ آں ستودہ صفات است کہ نوکر را ہرگز بر طرف (نہ) میکرد و از دامے گرفتہ تا صد ہزار تنگہ زر سرخ رشوۃ نمی گرفت شعر فارسی بسیار با متانت میگفت گاہے بنابر تفنن شعر ریختہ ہم از طبع نقادش ریختہ در آخر با شعرے کہ بنابر وور بینیہاے نفس نفیسش نظر بر کردار ناہنجار سپہ سالاران نفاق پیشہ بد اندیشہ در حین زمزمہ نمودن عندلیب خوش الحان کہ در حضورش بر چکس نشستہ بود بدیہہ بر زبان حقیقت ترجمانش رفتہ و بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد منہ عفی عنہ ؎

نزدیک ہے خزاں کا ہووے گذر چمن میں　　تو شور کرلے بلبل آوے جو تیرے من میں

عاصمی

تخلص خواجہ برہان الدین خاں جہاں آبادی است عفی اللہ عنہ وے از خواجہ زادہاے عالی نژاد و مرد نیک نہاد خوش اعتقاد و از شعراے طبقہ ثانیہ بود یک بیت و یک قطعہ از وے کہ بر زبان خاص و عام جاری است و عامہ نسبت بہ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع السودا میکند ثبت افتاد او راست رحمۃ اللہ تعالیٰ ؎

رات کو میں شمع کے مانند رو کر رہ گیا　　صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہ گیا

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا | ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں | بتاتا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا یہاں گل تھا

عارف

تخلص محمد عارف مرحوم است وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد و از شاگردان شیخ نجم الدین آبرو و مرد نیک خو یار باش پاکیزہ معاش بود و از رفوگری ایام بسر می برد بر کتب نائکہ بہید نظرے داشت بیشتر تارہائے مضامین دوہرہ وغیرہ اقسام اشعار ہندی زبان کشیدہ در دوشالہ ریختہ سید و خت ازاں رو شعرش بنظر اکثرے از مردم کہ نظر بر کتب بھاکھا ندارند تازہ مضمون می نمودہ بہرکیف ایں ہشت شعر از گفتہائے وے است ؎

کب اوترتی سر سے تیرے زلف سی کالی بلا | خط نہ دھونے دے اگر اسطرح سے اے دلربا[۵۲]
جن نے پن چکی نہ دیکھی ہو سو دیکھے آن کر | پتلیاں پھرتی ہیں میرے دیدہ گریاں کے بیچ
ہے زندگی و مرگ فقیروں کی برابر | [جگل] کفنی ہے وہی منگل کفنی ہے
قمری ہے جھکائے ہوئے سرو کے آگے | یا شیو کی پوجا میں کوئی برہمنی ہے
نہ ہووے درد اعضا تجکو بلبل | اگر ملتی رہے تو روغن گل

ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف | اگر زلف سیہ کا پیچ مونہہ پر اوسکے کھل جاوے
دختر رز سے کہہ کہ آن ملے | ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
صفل ہولی باز کے ہاتھوں سے بچنا ہے محال | مونہہ سے چلتی ہے جو چلتی ہے یہاں مشت گلال

عاشق

تخلص پنج کس بمن رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدن یکے را از انہا بہ تکملہ انسب دیدہ وازاں چار کس کہ در ینجا مرقوم گردیدہ

[۵۲] کذا ۵۲ و ۱۰۰ میں صرف ۱، ۲، اور ۸ واں شعر درج ہے ۔

اول - مہدی علی خاں مرحوم است وے مردے بود از خاندان عالی شان نواب غفران
مآب علی مردان خان بغائت نیکذات و نہائت ستودہ صفات خوش خلق شیریں گفتار کشادہ
رو نیکوکردار متواضع یار باش مہذب پاکیزہ معاش متصف باوصاف حمیدہ متخلق بہ اخلاق پسندیدہ
بہرکس بہ واسا پیش می آمد و بہر یک از در مدارا می در آمد ظن غالب بلکہ یقین واثق کہ از وے غیر کمینۂ
بے حیا و سفیہے بے سروپا بدنخواہد بود خیال شعر گوئی خیلے در کاخ دماغش جا داشت سہ دیوان ریختہ
و دو دیوان فارسی از وے بر صفحہ روزگار ثبت افتادہ و بیرون ازیں حمائۂ حیدری و یوسف زلیخا
و لیلی و مجنوں و خسرو شیریں بزبان ریختہ در رشتۂ نظم کشیدہ و عزم بالجزم نظم شاہنامہ پیش نہاد
خاطر عاطر داشت اما [عمر وفا نہ] کرد ملخص کلام نوعے از انواع شعر نیست کہ وے موزوں نہ کردہ
قریب دوازدہ سال بلا ناغہ روز جمعہ بانعقاد مجلس مشاعرہ بخانہ خود پرداخت و ہیچ مانع قوی بل اقوی
موقوف نہ ساخت حتی کہ صبح فاتحہ سیوم فرزند ارجمند خود نمودہ و بعد ظہر مجلس مراختہ منعقد فرمود
قلم حقایق رقم از تحریر خصوصیاتش بسر نمی آید زبان فصاحت بیان در تقریر اوصاف مختصہ وے
بقصور اعتراف می نماید عرصہ چار سال است کہ داغ جدائی بر دل کلفت منزل دوستاں جانی گذاشتہ
و بگلزار جاودان بہار فردوس جناں خرامیدہ خداش رحمت کناد وہ بیت از زادہائے طبعش در
ایں جا اتفاق تسطیر افتاد منہ عفی عنہ ؎

دن توجوں توں کے کٹا رات پھر آئی سر پہ — آفت تازہ جدائی مرے لائی سر پر

یہ برگ گل نہیں ہیں زمیں پر جھڑے ہوئے — بلبل کے لخت دل ہیں زمیں پر پڑے ہوئے

یقیں ہے کب ہمارا لیکے ماتم آپ رووینگے — مثال شمع اپنی خاک پر ہم آپ روویں گے

کشتۂ عشق کی کچھ سب سے ہے تصویر جدا — سر جدا ہاتھ جدا پاؤں کی زنجیر جدا

چمن میں کل جو وہ رعنا جواں دوچار ہوا — کہا جو گل اوسے میں نے گلے کا ہار ہوا

پوچھ مت کیا تری دوری سے مرا حال ہوا — مختصر قصہ کہ جینا مجھے جنجال ہوا

ابر آتا ہے آفتاب چھپا — ساقیا مت شراب ناب چھپا

گو آہ میں اپنی نہیں تاثیر سرد ست — پر ہے یہ بساط اپنی میں اک تیر سرد ست

ہوا بر و ہماری جب اہل نظر کے بیچ — جوں مردمک وہ یار رہے چشم تر کے بیچ

کاکل ہے دام زلف بلا یک نشد دو شد　　پھندے میں جب پھنسے تو بلا یک نشد دو شد

دوم - بھولا ناتھ پنڈت پدرش گوپی ناتھ پنڈت بدیوانی نواب غفران مآب محمد الدولہ عبد الاحد خان بہادر بہرام جنگ عز امتیاز داشت و وے از بدو شعور بہ تربیت نواب مبرور بہ پیشکاری رسالجات خاصہ رسالہ خاص مرشد زادہ والاجاہ محمد اکبر شاہ بہادر معزز و محترم ماندہ مرد با حلم و حیا یک رنگ و با وفا است بہر دو زبان سخن می گوئد در ہر دو میدان رخش ہمت می پوئد ایں سیزدہ بیت از گفتہائے اوست ؎

تیرے چہرے کی صفا سے اے مہ بے مہر رات　　خوب محفل میں نمایاں جلوۂ مہتاب تھا

یہ خاک و فا پیشوں کی برباد نہ کیجو　　بندے کو غلامی سے تم آزاد نہ کیجو

اللہ تو جس دل میں نہ ہو عشق بتاں کا　　اوس دل کو تو نور اپنے سے آباد نہ کیجو

اگر کسی کے کہے سے ملال آیا ہو　　خدا کیواسطے جلدی سے پھر صفائی ہو

آ دیکھ کبھو تو بھی مری جان تماشا　　آنکھوں سے کرے ہیں در غلطان تماشا

جس شخص نے تیرے گل [ر] خسار کو دیکھا　　پھر عمر نہ اوسنے [گل] و گلزار کو دیکھا

اوٹھائیں عشق میں تیرے مشقتیں کیا کیا　　جفا و جور و ستم اور محنتیں کیسا کیا

غیروں کی بغل میں تو مری جان رہا گرم　　اس رشک سے آنکھوں سے مری اشک بہا گرم

ان بتوں کے عشق سے عاشق تنگ اک دم تھام رکھ　　یاد حق سے بھی ذرا اے یار میرے کام رکھ

نام ہر روز ترا ورد زباں رہتا ہے　　دیدہ ہر شب ترے در پہ نگراں رہتا ہے

ہجر میں پیارے ترا عاشق نپٹ غمناک ہے　　جور سے تیرے گریباں تا بدامن چاک ہے

عاشق کو درد ہجر میں رکھتے ہو کس لیئے　　اسبات کا جواب تو اے مہرباں کہو

مت نکالو دل سے میرے ناوک اوس بیدرد کے　　جی نکل جاویگا میرا تیر کے پیکاں کیساتھ

سیوم - مولوی جلال الدین مرحوم وے بزرگے بود صاحب علم و حلم استفادہ کتب متداولہ علوم عقلیہ از جناب افادۃ انتساب کہ محقق فحل مدقق سرمنشۂ فضلائے مدارس و معارک قاضی مبارک علیہ الرحمۃ والغفران فرمودہ و کسب فنون نقلیہ از خدمت بابرکت زبدۂ علمائے عالی جناب مولوی عبد الوہاب مغفور والد ماجد مولوی نور احمد مبرور جد مادری برخوردار کامگار میر

عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ نمودہ گاہے بنابر تفریح و تفنن شعر ریختہ از طبع وقاد شش میریخت ایں مطلع از ریختہ ہائے طبع دربار آں والا تبار است ؎

ابیاس کے نوک مژگاں سے پڑا ناسور سینے میں کہ بندھتے ہی نہ پایا زخم پر انگور سینے میں

چہارم - رام سنگھ کھتری وے جولانے بود خوش خو نیک گو استفادۂ سخن در ابتدا از میر متحلی نمودہ در اخر ہا بہ محمد نصیر الدین نصیر توسل فرمودہ از چندے آں جہانی شدہ بہر کیف ایں چار بیت بوے منسوب است ؎

وابستہ ہے یہ تار نفس چشم زار میں آواز دوست آتی ہے کیا اس ستار میں

نہ تو دانا ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے خوب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے

کہاں طاقت ہے اوس گل کو مری فریاد سننے کی نہ اتنا شور کر بلبل دماغ یار نازک ہے

نہیں معلوم اسمیں کیونکہ گنجائش ہے شانے کی رگ جاں سے بھی جسکی زلف کا ہر تار [تار] ک ہے

عاقل

تخلص عاقل شاہ مرحوم است وے درویشے بود بغائت سیاح و نہائت باصلح و صلاح ایں دو بیت قطعہ طور از وے است ؎

دیکھتا ہے جو کوئی شہر جہاں آباد کو وہ تو کب کہتا ہے ویراں رسم و آبیاد کو

قید بھی یاں تو نہیں اور چھوٹ سکتے بھی نہیں واہ وا اس دام کو اور آفریں صیاد کو

عاجز

تخلص دو کس میدانم

اول - عزیزے از خاندان عالی شان مسمی بہ میر غلام حیدر خان وے در اصل از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا [اللہ] عن الشر والفساد است از یک چند فلک ناہنجار فتنہ بنیاد ویرا بطلیم آباد [افگندہ] نسبت تلمذ بشاہ قدرت اللہ قدرۃ دارد و کم کم شعری نگارد ایں دو بیت از گفتہ ہاے وے

است ؎

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی — مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا
پھر یہ عاجز نہ گیا دی میں جوں نکہت گل — ایسا گلزار سے یہ اپنے وطن کے نکلا

دوم ۔ زور آور سنگھ کھتری نبیرۂ رائے انند رام مخلص شاگرد شیخ نصیر الدین غریب شعرش کیفیتے دارد ایں احقر چار بیت از وے می نگارد ؎

ایسے کافر سے لگا دل کہ ہوا کام تمام — لے گیا صبر و دل و طاقت و آرام تمام
عاشقوں کو ترے کیجا نہیں آرام کہیں — دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
ایسے بیدرد سے کیوں دل کو لگایا ہم نے — عشق میں جسکے کبھو چین نہ پایا ہم نے
شب مہتاب کس کمبخت کو ہجراں میں بھاتی ہے — کہ اس سے گرمی [روز] قیامت یاد آتی ہے

عزیز

تخلص سہ عزیز می شناسم

اول ۔ شیخ محمد علی فرزند ارجمند شیخ عاشور علی وے جوانے است متعلمی پیشہ نیک اندیشہ مہذب باخلاق مردان بہشتی از اولاد امجاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ گاہ گاہ فکر شعر بطور خود می سازد اشعار رطب و یابس دارد ایں پنج بیت او راست ؎

کل تم ہمارے پاس سے تو اوٹھ گئے بھلا — فرماؤ یہ کہ بارے سدھارے کہاں کہاں
داغوں کا میرے سینے کے مت پوچھ تو شمار — گنواؤں تجھکو عرش کے تارے کہاں کہاں

وہ دن نہو کہ مجھ سے جدا ہو مرا صنم — اللہ مت مجھے وہ زمانہ دکھائیو
گردش نے جام چشم کی بدمست کر دیا — ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

صبح کو وعدہ تھا مجھے شب کے آنے کا تمہیں — اب یہ فرماؤ کرم فرما چلے ہو کس کنے

دوم ۔ بکھاری لعل کائت کہ پدرش بدیوانی رحمان یار خاں مرحوم سرفرازی داشت خوش می گوئد ایں شش بیت از وست ؎

آہ مجھ سا عزیز دولت خواہ — ڈھونڈھیے گا تو پھر نہ پائیے گا

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جس کے آگے لگے ایک سنگ سرخ

ہماری تری پردے میں گفتگو ہے — جو اوٹھ جاے پردہ تو پھر تو ہی تو ہے

یار اب[1] امتحان پر آئے — قصہ کوتاہ جان پر آئے

قطعہ

آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہمیں — یوہیں ہمیشہ مضطرب اے رشک ماہ تھے

اب ہجر ہے تو حسرت دیدار میں ہے جی — جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

سیوم - لالہ شنبھو ناتھ وے از مہاجنان حضرت دہلی است کہ بمدگی ایام بشعر می برد و بہر شناسا[2] بقدر مروت میکند شعرش بے کیفیت نیست ایں سہ شعر او راست ؎

لیا دل اک نگہ میں دلربائی اسکو کہتے ہیں — کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہیں

طواف کعبۂ دل کو چلے تھے چلتے چلتے ہم — ترے قدموں تلک پہنچے رسائی اسکو کہتے ہیں

عزیزا اوس یار کو ڈھونڈیں ہیں ہر پیر و مرشد نے — بتائی منزل دل رہنمائی اسکو کہتے ہیں

عزلت

تخلص میر عبد الولی مرحوم فرزند ارجمند سید سعد اللہ سورتی ہمشیرہ زادۂ حضرت شاہ پیر[3] محمد قدس اللہ سرہ است حضرت خلد مکان را انار اللہ برہانہ با سید سعد اللہ کہ درویش کامل و فاضل متبحر بودند عقیدۂ تام و اخلاص تمام بود رقعہ چند بدستخط خاص بنام نامی جناب ایشاں قلمی فرمودہ اند و ایں میر عبد الولی عزلت را با وصف کہ با وصاف صوفیان صافی و با اخلاق درویشان روشن طبیعت متصف و متخلق بود بر کتب متداولۂ علوم عقلیہ و بر صحف متعارفہ فنون نقلیہ عبور تمام و تبحر بالاکلام بود بحدے کہ بر حواشی سید زاہد علیہ الرحمۃ تعلیقات ایشاں یادگار است ملخص کلام [ر] یختہ گوئی خاصہ طرزے کہ پسند خاطر عاطر حضرت ایشاں افتادہ اگرچہ فرود آمدن از مرتبہ اعلی علم و فضل است اما گاہے تفنناً از طبع شریف و طبیعت ظریف شاں شعر ریختہ ریختہ بہر کیف ایں سہ شعر کہ بہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ ثبت افتاد ؎

---

[1] یارب اب و. و. [2] آشنا و. و. [3] محمد قدس اللہ و. و.

دیکھو ڈھاڑی بچے کو ناکارہ چڑھ کے گانے لگی کلانوتنی

تم پر فدا ہیں سارے حسن و جمال والے کیا خط و خال والے کیا صاف گال والے
جاتا ہے مونہہ چھپائے کیوں دیکھ تک ادھر بھی او الفی شال والے عودی رومال والے

عسکری

تخلص مغل زاے است خوبی التیام مرزا محمد عسکری نام شعرش باکیفیت و ندرۃ شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرۃ گوئند کہ مرد خوش طبع و نیک خو و عزیز [ظریف نہاد و کشادہ] رواست بہر کیف این مطلع ازو است ؎

کہنے کو ادھر ادھر گئے ہم تھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشق

تخلص سہ عاشق مزاج بمن رسیدہ

اول - شاہ گھسیٹاے مغفور تلمیذ شاہ فرہاد مبور کہ در مغل پورۂ حضرت دہلی بر مسند ارشاد تمکن گزیدہ عالمے را از انفاس متبرکہ خود بہرہ اندوز می فرمودند و سلسلۂ علیہ حضرت ایشاں بہ میر ابوالعلی اکبر آبادی روح اللہ روحہ میرسد وے مردے بود والا نژاد درویش نہاد جلیل القدر روشن ضمیر صاحب توجہ قوی الشاہیر مرشد سالکان ہا [دی] رہ رواں از یک چند بعظیم آباد توجہ نمودہ خلق کثیر را بدلالت راہ مولیٰ فرمودہ بیشترے را بمنزل مقصود رسانید آخر کار بہماں دیار بروضہ رضوان خرامید در حین حیات خود بسیا [ر] بعزت و نہائت بحرمت دراں نواح ایام بسر بردہ رخش ہمت بمیدان تجرید و تو [کل] می تاخت و علم استادی دراں سرزمین می افراخت شعرش باکیفیت و تصوف آلودہ و پر مزہ و درد آمودہ است این یازدہ[1] بیت از زادہاے طبع منیع آں بحر وسیع این قطرہ بے بہرہ می نگارد منہ

---

[1] نہ ا. و. اخیر کے دو بیت درج نہیں ہے۔

عفی اللہ عنہ ؎

کبھو سر کو پٹکتے ہیں کبھو ہم داد کرتے ہیں ۔ کوئی سنتا نہیں اتنا کہ کیا فریاد کرتے ہیں

ہوئے صحرانشیں تشریف لاوے جن کا جی چاہے ۔ درو دیوار نہیں رکھتے ہیں آوے جسکا جی چاہے

جب تلک اشک تمہیں بیٹھ اگر آیا ہے ۔ تیری صورت نہیں آتی ہے نظر روتے ہیں

عالم عشق میں مجنوں بھی بڑا گاڈھا تھا ۔ یار مجنوں سے بھی ہم گاڈھے ہیں پر روتے ہیں

بات کہنے کی نہیں طاقت شکایت کیا کروں ۔ عشق رخصت دے تو شور حشر برپا کروں

دل سا جگر جو رکھے سوا تجھ سے دوبدو ہو ۔ مولا نہ دیکھو آئینے کا جو ہو سکے روبرو ہو

حسرت نہ تھی یہ دل میں تروار مار پیارے ۔ ہم مر گئے بلا سے دنیا ہو اور تو ہو

اوروں کا بیگر یار جو تیروں سے چھنے ہے ۔ یہ عاشق جاں سوختہ کس دن کیلئے ہے

نے درد دل ہے باقی نے آہ نے فغاں ہے ۔ اے شور عشق سچ کہہ تو ان دنوں کہاں ہے

کیا فقیری میں عشق ۔ . . . . . ہے ۔ جسکو . . . . . ہے ؎

دیدۂ عشق نظارا ہے ۔ کشتی چشم پہ اوتارا ہے

دوم ۔ عزیزے از دودمان واجب الاحترام میر محمد علی نام وے مردے است صاحب استعداد از سکنہ خیر بنیاد حیدرآباد [کہ از علوم] متعارفہ بہرہ [دارد] و بتذکار علم و ہنر بیشتر ہمت می گمارد و شعر از وے کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

بسان مردمک چشم جو ہیں اہل نظر ۔ قدم کو رکھتے ہیں کب اپنے گھر سے وہ باہر

جو صاف طبع ہے وہ ہرزہ گرد کب ہو کہیں ۔ کہیں جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

سیوم ۔ برخوردار کامگار فرزند سعادۃ نشان دلبند راحت رسان محب اہل اللہ میر عزت اللہ مدعمرہ و زاد قدرہ وے جوانے است صالح خدا یاد نیک طبیعت درویش نہاد عقبی دوست دنیا دشمن پاکیزہ جان عاشق تن فتوۃ منش محبت التیام مروۃ روش شیریں کلام سلیم الطبع مستقیم مزاج سراسر سرور سربسر ابتہاج حافظ قران شریف صاحب طبع ظریف در فن طبابت ید طولی دارد بمعالجہ مرضی مسیحائیہا بر روے کار آرد از علوم ضروریہ بقدر کفائت فائدہ یاب و بہرہ اندوز است و بر تجوید وجود

؎ ا.ب.ا. میں یہ دونوں بیت درج نہیں ۔

قرآنہ کلام الٰہی تعالے شانہ منصور و فیروز و بصحبت اہل اللہ و صاحب دل بسیار متوجہ و مائل است
و از ہمنشینی متوللان و اہل دول خیلے متنفر و بے دل خدا شاہد است و کفی باللہ شہیدا کہ قلم حقائق رقم
ہر چہ از پارسائیش بر نگارد و در دیدۂ اہل انصاف بسیار کم نماید و زبان حقیقت ترجمان ہر قدر کہ از تقوی
شعایش بیان نماید بگوش نصفت نیوش منصفان یکے از ہزار و اندکے از بسیار در آید رجا از
ارحم الراحمین جل جلالہ و غفور الذنبین عم نوالہ کہ عصیان ایں عاصی نامہ تباہ را ببوے بخشد و از جرم
ایں مجرم موسفید روسیاہ بفاتحہ خوانیش در گزرد ؎

شدیم پیر بعصیان امید آں دارم ۔۔۔ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند

زور شاعری وے از اشعار آبدارش پیداست و قوت سخنوری وے از کلام صحت نظامش
ہویدا یک صد و ہشتاد و سہ شعر کہ شطرے است از اشعار آبدارش و مشتے است از انبار لآلی
شاہوار نتایج طبع گوہر بارش برشتۂ تحریر کشیدہ شد منہ سلمہ ربہ و مدعمرہ وزاد قدرہ ؎

اس خاتم دل کا تو مری جان نگیں ہے ۔۔۔ ہو تیرے سوا کون مکیں ایسے مکاں کا

کسے دماغ او ٹھاوے جو ناز موکماں ۔۔۔ مجھے تو بال ہے سر کا وبال گردن کا
نپوچھو ضعف سے تار نگہ میں اے مردم ۔۔۔ ہر ایک اشک کا منکہ ہمیں[1] ہے سو من کا
[طریق] عشق میں دست سبو سے بیعت ہے ۔۔۔ مرید شیخ نہ میں معتقد برہمن کا

بھڑکائی اور آتش گل اس چمن کے بیچ ۔۔۔ چل جا ہوا ہو دور ہو پنکھا نہ کر صبا
جنوں ضرور ہے اب مجھے دست بداری ۔۔۔ کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا
ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل رو ۔۔۔ مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا کیوں ہار ہوا

دل ہی رہا نے دین رہا نے صبر رہا نے طاقت ہائے ۔۔۔ یار وہ غارت گر نہ ہوا پر غارت سارا مال ہوا
یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہائے اب تک [نہ] یار آیا ۔۔۔ ادھر یہ ساقی شراب لایا ادھر وہ ابر بہار آیا
خط نے دوبی کی ترے چہرۂ گلگوں پہ بہار ۔۔۔ واہ کیا کھڑے پہ پیارے خط گلزار کھلا

---

[1] ہے ہم کو سو ۱۰۱۰

ٹپکے ہے چشم سے دل ہو ہو گداز اپنا — احوال ہے یہ تجھ بن بندہ نواز اپنا

کچھ فقط حیراں نہ تاک بوستاں تک رہ گیا — دیکھ میکش کو مرے پیر مغاں تک رہ گیا
دیکھتے نالہ مرا کیا قہر لاتا دوستاں — پر خدا نے خیر کی آکر زباں تک رہ گیا
رفتہ رفتہ یہ ترقی کی دل عاشق نے شب — اسطرف اے عشق کون و لامکاں تک رہ گیا

تازہ تر ہو ویں گے اپنے پھر گل زخم جگر — شوخ ان مہندی بھرے پاؤں سے مت ٹھوکر لگا
یوں ترے جگنو کا موتی ہے چمکتا جا نمن — چاند کے جیسے کہ ہووے متصل اختر لگا
یار آتا ہے چمن میں بہر نذر پیشکش — تو بھی نرگس خوانچے میں لیکے سیم و زر لگا

باتیں خلطے کی جو کیں میں نے تو ہس کر بولے — بولو آہستہ کوئی اپنا [پرایا] ہوگا

قطعہ

اپنے مقتول کی تربت پہ جب آ رشک چمن — تو نے دونا کوئی پھولوں کا چڑھایا ہوگا
تا قیامت بخدا اپنے کفن میں ہرگز — پھر تو پھولا وہ خوشی سے نہ سمایا ہوگا
عشق رہتے ہو تصور میں جو دلبر کے سدا — آپ کو شغل کسی نے یہ بتایا ہوگا

جوں بنے ووں زخم دل اب ہمکو سینا عشق کا — جا بھڑا کل عشق سے یہ بے مہابے سینا [عشق کا]
دیکھ زلفوں کی کجی بال آگیا اس دل میں آہ — ہوگیا اے سنگ دل مودار مینا عشق کا
بوسہ ہائے چند بعد از ماہ دیتا ہے وہ مہر — ہو رہا ہے بس مقرر یہ مہینا عشق کا

یہ عشق رفتہ رفتہ آخر یہ رنگ لایا — کم بخت دل کو میرے جی سے بتنگ لایا

کیئے شاداب جنگل سینکڑوں ابر مژہ تو نے — کبھی پر مزرع امید عاشق کو نہ بھر جانا
کبھی سر مارتا ہوں کوہ میں گہہ سر بصحرا ہوں — یہی عشق بتاں میں ہے ادھر جانا ادھر جانا

چمن میں جب وہ گل خوش ہو سر کاکل نکالے گا
پریشانی کا طومار اپنے پھر سنبل نکالے گا

چمن میں پھول ہونگے بلبل مسکیں کے اے شبنم
یہ گلچیں یہاں سے گر سیپارہ ہائے گل نکالے گا

کر شیشۂ دل جام لعل یار کے لب سے
خوشی ہو ہو صدائے خندہ قلقل نکالے گا

غریق بحر صد رنج و تعب ہوں عاقبت لیکن
مجھے اس ورطۂ غم سے شہ دلدل نکالے گا

ہمارا شیشۂ دل جام جم زیر بغل ہے پر
بھڑا اوس چشم میگوں سے تو جام مل نکالے گا

خیال گلرخاں جس دل میں ہوگا دلنشیں ہمدم
بجائے اشک چشم خونفشاں سے گل نکالے گا

دل صد چاک کی میرے اگر تصویر لکھے گا
گل صد برگ کا بہتر [او] نقشہ کل نکالے گا

قفس سے تجکو اور زلف بتاں کے دام سے مجکو
[خدا] کس رنگ سے اب دیکھیئے بلبل نکالے گا

پڑھے گا یہ غزل تو عشق جسدم اوس کی تربت پر
نوائے آفریں واں بلبل آمل نکالے گا

دل میں آہو نگہاں پھرنے لگے اب یارو
ہائے اس شہر کو یوں دشت غزالاں [دیکھا]

پنجۂ خور سے کیا جیب کو ٹکڑے ٹکڑے
صبح نے جو ہیں مرا چاک گریباں دیکھا

مہ نو دیکھ کے دیکھا میں ترا مصحف رو
خلق نے چاند کو جوں دیکھ کے قرآں دیکھا

کواکب اس کو نہ سمجھو کہ شب منقط ہے
نقاط زہر سے یہ چرخ ہشتمیں کا سانپ

وہ اپنے ہاتھ کے توڑے کا آپ کشتہ ہے
ہوا ہے زیور دست اوس کو آستیں کا سانپ

مرا اشک مسلسل کیوں کیا برباد اے آنکھو
ملایا خاک میں یہ موتیوں کا [ہار] کیا باعث

نہ لعل لخت دل [نے] چشم میں ہیں اشک کے موتی
یہ سونا کیوں پڑا ہے جوہری بازار کیا باعث

ہر بن مو سے ہے میرے شعلۂ آتش نمود
غم میں جلتا ہوں ترے سرو چراغاں کی طرح

[خدا] نہ بردوش جو ہیں تیرے ہوا خواہ انہیں
نا کسی کی یہ ہمیشہ نے تخت ہوا و اورنگ

یہ قیامت قامت اور تس پر نہ منڈ ناخط کا ہائے — جلوہ گر محشر ہے پہ اب تک نہیں قرآں سفید
ہزم پر میرے نہ ہس تو پنبہ مینا کو دیکھ — میکشی سے ہووے ہے روئے سیہ کاراں سفید

آئینے کا دیکھنا ہسنا بنانا زلف کا — بل بے یہ تیری پھبن اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہمیں پروانگی اے شمع رو ہووے نہ بوسے کی — ستم ہے اور بسی لوٹے پڑی دنرات چھاتی پہ

قطعہ

غم دنیا میں کیوں پڑتا ہے منعم [رات] دن اتنا — یہاں سے کون رکھ کر لے گیا کچھ سات چھاتی پہ
سکندر اور سلیماں بھی گئے جب دہر فانی سے — بایں شوکت گئے خالی ہی لے دو ہات چھاتی پہ

کبھو کی یار کی خاطر کبھو اغیار کی خاطر — اوٹھائے رنج کیا کیا اس دل بیمار کی خاطر
نپٹ ارزاں ہے پیارے بوسۂ لب اوسکی قیمت ہے — دل صد چا[ک] لے لو طرۂ دستار کی خاطر

ہو گئے پامال عاشق آہ جوں نقش قدم — اوپری رو پاؤں تیرا رتھ سے باہر دیکھکر
غش سا ایک آنے لگا اوڑنے لگے میرے حواس — دور سے اوس خانماں آباد کا گھر دیکھکر

چشم پر خوں میں ہے لخت دل بیتاب ہنوز — ایک جا جمع ہیں یوں آتش و سیماب ہنوز

دل عشق میں بتاں کے سب کام سے گیا تو — ناکام تجھے رکھو کس کام کی توقع

جنوں آہ [و] الم درد و فغاں رنج و تعب زاری — ہوے ہم عشق میں تیرے انہی دو چار سے واقف

سایۂ زلف سیہ سے ڈر کے یوں بولا وہ شوخ — اس کا کاٹا کب جیا کمبخت کیا کالا ہے اف

چشم آہو کو ملا پاؤں سے اونے مت پھول
یہ شگوفہ کوئی کہدے گل بادام تلک

کاوش خار جدائی کو مٹا دے جی سے
مجکو پہچا دے الٰہی مرے گلفام تلک

تجکو خبر نہیں بت خود کام اب تلک
آیا کبھی کا دل تو مرا کام اب تلک

رسوائے خلق تو نے محبت کیا مجھے
میرا نہ جانتا تھا کوئی نام اب تلک

سوزن تدبیر سے کیا ہے امید بخیہ ہائے
تنگ چشموں سے نہ رکھ اے چشم زخم یار چشم

گر جانتے سہیں گے یہ رنج و عذاب ہم
رکھتے بغل میں کیوں دل خانہ خراب ہم

دل بیشمار تو نے چرائے ہیں زلف یار
لیویں گے بال بال کا تجھسے حساب ہم

درد دل جان من کہوں کسسے
درد میں کوئی مبتلا ہی نہیں

قیس و فرہاد چل بسے کب کے
کوئی ہمدرد اب رہا ہی نہیں

عشق بے اختیار روتے ہو
پھر کہوگے کہ دل لگا ہی نہیں

سیاہ کاری پہ اپنی دمبدم آتا ہے اب رونا
بزنگ خام پہلے بات سے آنسو نکلتے ہیں

جی دھڑکتا ہے کہیں اسکی نہ لگ جاے نظر
آپ کیوں ہاتھ میں نرگس کی قلم رکھتے ہیں

انکھڑیاں سحر بھری چاند کا ٹکڑا مکھڑا
حضرت عشق غرض زور صنم رکھتے ہیں

یہاں تکلف سے رکھائی واں بظاہر غلط واہ
ہم ہیں اپنی گھات میں وہ اپنی عیاری میں ہیں

کردیا اشکوں نے دامن تختۂ گلزار واہ
ہیں تو لڑکے پر بڑے استاد گلکاری میں ہیں[1]

---

[1] و. ل. میں یہ شعر درج نہیں ہے

اے دیدہ بارہا تجھے میں نے کہا نہیں — خانہ خراب خاک میں موتی رلا نہیں
چھپکے ہے آنکھ آپکی جاگے ہو غیر کے — قسمیں ہزار کھائیے میں مانتا نہیں

یہ مہر اوس مہ جبیں کی دیکھ آب و تاب پانی میں — برنگ ماہی بے آب ہے بیتاب پانی میں
نہیں ہے دخت رز پردے میں مینائے بلوریں کے — [چھپی] ہے میکشاں ہوکر یہ آتش آب پانی میں

اوس شعلہ خو کو دیکھتے ہی آہ خواب میں — آتش سی پھک گئی دل خانہ خراب میں

قطعہ

کل رات جا کے کلبۂ احزاں میں دوستاں — دیکھے جو میں نے حضرت عشق اضطراب میں
میں نے کہا کہ خیر ہے بیچین کیوں ہیں آپ — سنکر یہ لائے درد کا مطلع جواب میں
ہستی ہے جبتک ہم ہیں اسی اضطراب میں — جوں موج آ پھنسے ہیں عجب پیچ و تاب میں

سبزہ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہیں — جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہیں
دیکھ اوسکے چشم و ابرو کو غلط ہے محتسب — متصل مسجد کے میخانہ بنا سکتے نہیں

قطعہ

کہربا و سنگ مقناطیس کو دیکھو ذرا — کاہ و آہن انکے جذبے سے بر آسکتے نہیں
آپ سے آیا نہیں اونکا توجہ ورنہ یاں — حضرت عشق آپکو کیا کھینچ لا سکتے نہیں

کہے ہے جلوہ عکس بنا گوش و سر گیسو — نہ دیکھے ہوں تو دیکھو ایک جا دن رات آنکھوں میں
خیال خال لب دل پر جو شب کو آ بندھا ہمدم — کٹی تارے ہی گنتے گنتے ساری رات آنکھوں میں

جاگے ہو شب غیر کے گھر سے ہوتا ہے کیا — چھپکے ہے آنکھ آپ کی لیتے ہو انگڑائیاں

یہ جذبۂ محبت [مت] سہل جان دم لے — اپنی طرف تجھے کر تسخیر کھینچتے ہیں
نقشے کو دیکھ جسکے مانی نے آن مانی — دل کے ورق پہ اوسکی تصویر کھینچتے ہیں

قطعہ

حال دل شکستہ کہتا ہوں جب بتاں سے — یہ سنگدل خفا ہو شمشیر کھینچتے ہیں
میری طرح انہیں بھی ہو درد دل الٰہی — دور آپ کو بہت یہ بے پیر کھینچتے ہیں

تیری خاطر اوس پری رو تک دلا جاتا ہوں میں — ڈھب اگر بنتا ہے میرا تو اوڑا لاتا ہوں میں
یاد میں اوس کاکل پیچاں کی گھبرایا ہوا — یہاں سے واں جاتا ہوں میں واں سے یاں آتا ہوں نہیں
دل کہے ہے صبر کر اتنا نہ ہو بے اختیار — تو مجھے سمجھائے تھا یا تجکو سمجھاتا ہوں میں
واہ رے بے دید دیدہ واگ لگتی ہے مجھے — تم تماشا دیکھتے ہو اور جلا جاتا ہوں میں

کل مرقع میں جو دیکھا غنچۂ تصویر کو — یاد کر رویا بہت اپنے دل دلگیر کو
مو پریشاں چشم گریاں سینہ بریاں دل فگار — دیکھ اکل رویا بہت میں عشق کی تصویر کو

مئے گلرنگ ہے مینا میں بھری دیکھو تو — بند شیشے میں ہے یا [لال] پری دیکھو تو
وہ جدا مجھسے نہوں میں نہ اوسے دیکھوں حیف — عشق میری بھی ذرا بے بصری دیکھو تو

اتنا تو کام میرا اے میری آہ کیجو — اوس سنگدل کے دلمیں ہاں کچھ تو راہ کیجو
ایسا قصور ہم سے اے عشق کیا ہوا آہ — غصے سے آج اوسنے ہم پر نگاہ کی جو

لے آئی یکدم میں کھینچ اوسے بل بے کشش تیری — وہی یہ آہ ہے کہتے تھے جسکو بے اثر دیکھو
ملو دل کو نہ تلووں سے خدا کے واسطے ہر دم — ذرا چھاتی پر اپنے جان من تم ہاتھ دھر دیکھو
گل صد برگ سے صد رہ دل صد لخت بہتر ہے — اودھر کیا دیکھتے ہو جان میری ٹک ایدھر دیکھو

تم رُکتے ہو سینے میں پڑے ناک میں دم ہے — تو حضرت دل اور بھی اوس شوخ کو چاہو

قطعہ

بلبل تو عبث پھولے ہے اوس گل پہ کہ جس کو
گوش شنوا ہو نہ ذرا چشم حیا ہو
چل ساتھ مرے تجکو دکھاؤں وہ طرحدار
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو نہ کانوں سے سنا ہو

کاروانِ اشک سے دل نے کہا تم تو چلو — پیچھے پیچھے ہم بھی آئے آہ یا نالے کے ساتھ
توڑی غنچے نے صراحی گل نے پھینکا ساغر آہ — کل جو گلشن میں گیا وہ جام و میناے کے ساتھ
کوہکن محمود و امق قیس رانجھا مہر عشق — ہیں رفیق اے یار تیرے چاہنے والے کے ساتھ

اوچھا لو شیشۂ دل کو نہ بیدردی سے ہاتھوں میں — ادھر لاؤ اگر تم سے خبرداری نہیں ہوتی
سدا ہے گرمجوشی غیر سے اور ہم سے یا قسمت — طلب پر ایک بوسے کے ہے سو باری نہیں ہوتی
لگاویں عشق دل کس سے کہاں ہمکو دماغ اتنا — میاں ہم سے کسی کی ناز برداری نہیں ہوتی

حد برا لپکا پڑا مہر بتاں کا اس کو آہ — بے طرح کرنی پڑی دل کی خبرداری مجھے

داغ دل سے دن دیے سینے میں روشن ہے چراغ — جان من عشق کا تیرے دیکھ یہ ایجاد ہے

خوش رہو خفا مت ہو ہم چلے پہ اس دل کو — رہنے دو کہ عاشق کی یہ ہی یادگاری ہے

کیا کیجے بیاں لطف و صفاے لب و دنداں — گلبرگ ہے یاقوت ہے گوہر ہے یشب ہے

تصور ہے صنم کا دمبدم اور میں ہوں اے ہمدم — مری اس بت پرستی پر ہر اک دیندار ہنستا ہے
تماشا ہے ادھر تو میں برنگ ابر روتا ہوں — ادھر جوں ساغر و مینا مرا دلدار ہنستا ہے

یہ جوش گریہ ہر دم چشم پُرآب کیا ہے — اتنا بھی پھوٹ بہنا خانہ خراب کیا ہے
روتے ہو عشق ہر دم کیوں زار زار اتنا — احوال تو بتاؤ عزت مآب کیا ہے

دل عاشق تو کافر مبتدم بکھرا ہی جاتا ہے — تو خاطر جمع سے بیٹھا ہوا زلفیں بناتا ہے

جھمک جگنو کی یوں ہے اس ترے اودے دوشالے میں
کہ جوں ابر سیہ میں جان من بجلی چمکتی ہے
کبھو دست تمنا اوس کے دامن تک جو پہنچے ہے
نزاکت کیا بیاں کیجے وہیں چولی مسکتی ہے

نہ آتے ہیں وہی یاں تک نہ واں ہمکو رسائی ہے — کہیں کس سے خداوندا عجب تیری خدائی ہے
بلوریں آئینے پر جیسے ہو تحریر سونے کی — نمود اس طرح اوس سینے پہ زنجیر طلائی ہے
ادھر طالع ہوا مہر اوسطرف عالم ہوا روشن — ہتیلی پہ یہ دیکھو اسنے کیا سرسوں جمائی ہے

یہ دست پیر فلک مرتعش نہیں ہے اگر — تو کیوں یہ [آئینہ] آفتاب کانپے ہے

ہا ایں فروغ دلکش دیکھا اوسکی مانگ شبکو — تھی عقل چرخ یا رو گردوں پہ کہکشاں کی
یہ دل اور ایک گالی انصاف کیجے صاحب — ہو مفت پر پڑی ہے کیا خوب قیمت آنکی
ایسی ہوا بسنتی نظر آئی بسنت کی — بلبل چمن میں نے ہے دوہائی بسنت کی

جتجے بوسہ لیجے صبر و دین و دل ہوش و خرد — کیجے سودا کیا برا ہے ہے کفائت آپ کی
نامۂ اعمال دھو رکھ لی ہماری آبرو — بارش رحمت نے یہ ہم پر عنایت آپ کی
کہاں تک میں رہوں اوس حلقۂ زنجیر کا قیدی — بہار آوے الٰہی پھر کہیں دیوانہ پن چمکے
دل بیتاب کو اشکوں نے میرے اور بھڑکایا — کرے ہے کام آتش کا یہاں سیماب پانی میں

جلا ہی تھا شررِ عشق سے بدن سارا
جبھی کو لختِ دل آنکھوں سے آب لے نکلے

کل رونے کی آمد میں گھٹا جائے تھا دم ہائے
ہوتی ہے بلا موسمِ برسات کی گرمی

جہاں سے ایک سو ہوخم نشیں مثلِ فلاطوں ہیں
مغاں جس دن سے کی ہے بیعتِ دستِ سبو ہم نے
تصور میں خیالِ یار ہم آغوش تھا ہم سے
نکالی اسطرح سے رات دل کی آرزو ہم نے

پھر اپنے جاگے نصیب دلبر ہوے مقابل جو بار دیگر
وہ چشم میگوں یہ دیدۂ تر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

گلشن میں اس روش سے وہ صبح کھل کھلائے
لالے نے منفعل ہو چھاتی پہ داغ کھائے
اے عشق، عاشقی کی منزل بڑی کٹھن ہے
اس راہ پرخطر سے چلیو قدم اوٹھائے

صبحدم باغ میں آئے جو وہ گل بال کھلے
بلبلِ شورشِ وحشت کے پر و بال کھلے
سینہ داغوں سے مرا بھی ہے نگار پر گل
دل کے ٹکڑے کبھو دیکھو تو سبھی حال کھلے

ماہرو کہتا اوسے کوئی کوئی گلفام ہے
راحتِ جاں لیکن اوس کا ایک عمدہ نام ہے
ہس مرے رونے پر اچھا تو سہی اپنا ہی میں
تجکو عاشق کر رکھوں تو عشق میرا نام ہے

بارے بتاں بتاؤ کیا فائدہ جفا سے
جیسا کروگے ہم سے پاؤگے تم خدا سے
اللہ رے موکمر وہ بل کھائے جو صبا سے
بل بے تری تراکت لچکے ہے بس ہوا سے
آسائش جہاں ہے اپنے ہی دم قدم سے
جب آپ مر گئے بس پھر کچھ ہوا بلا سے
وہ شوخ میرے لوٹے آرام دل کا چھوٹے
میناے دل بھی ٹوٹے ہے کام مدعا سے

غالب وہاں کھڑے پہ ہر بار بنے بگڑے ہے
یہاں سویدلے دل زار بنے بگڑے ہے

تختۂ سینہ پر اپنے مژۂ پر خوں سے
یک قلم چھیٹ قلم کار بنے بگڑے ہے

دل کے ٹکڑوں سے کھبو پہ ہے کھولی چشم
روز یہ آئینہ بازار بنے بگڑے ہے

قطعہ

سرکشی خوب نہیں بزم جہاں میں منعم
جو ہے اسوقت میں زردار بنے بگڑے ہے

تاج زریں پہ نہ مغرور ہو اپنے آ دیکھ
شمع کا طرۂ زرتار بنے بگڑے ہے

آئے ہے آفت نظر تمکو جدہر جائیے
عشق ترے ہاتھ سے آہ کدھر جائیے

اوسے جو کل متصل مینے کہا درد دل
بولے کہ بس ہو چکا اب کہیں گھر جائیے

دل نہیں میرا لیا دیکھو ادھر تو ذرا
مفت بری واچھڑے واہ مکر جائیے

کھینچے سے مالا اودھر دیر بنا گوش ادھر
ناک میں آیا ہے جی آہ کدھر جائیے

شش بیت از قطعہ قصیدہ طوی در تہنیت (جشن) مبارک

آج روز جشن ہے اوس شاہ والا جاہ کا
نام سے کانپے ہیں جسکے چین کے باشندگاں

بخت تخت سلطنت مسند نشین تمکنت
آفتاب معدلت ظل خداوند جہاں

بادشاہ ربع مسکوں والی روے زمیں
شاہ اسکندر طبیعت داور دارا نشاں

زیور روم و عراق آرائش چین و [ختن]
زینت ملک عجم زیبائش ہندوستاں

اوس کی ہمت کا بیاں اے عشق تجھسے کیا کروں
جود و بخشش کا ہے وہ لاریب بحر بیکراں

کاسۂ چینی کوئی مانگے تو اک پل میں ابھی
چین کی سب سلطنت جاگیر ہوتی ہے یہاں

پنج بیت از تمہید قطعہ قصیدہ طوی در تہنیت تولد [فرزند] ارجمند بمشکوے شاہزادہ والا قدر مرزا ابو ظفر بہادر دام اجلالہ

اشجار سبز فام کا ہر ایک برگ برگ
مانند برگ پاں نظر آیا بہر کنار

کہیے ہی اوڑ رہے تھے غرض عطر کے تمام
کھولے تھے موتیا نے زبس عطرداں ہزار

لالہ [نے] اسطرف تھا کیے دکنا ہوچکھڑے کودا — اودھر گلاب پاش سنبھالے تھا کو کنار
تھا گل کے ہاتھ دائرہ غنچہ لیئے تھا بین — نرگس کھڑی بجاتی تھی نے نے نواز وار
بلبل ترانہ سنج سہانے سی تھی ادھر — طاؤس الاپتا تھا کھڑا اوس طرف ملار

رباعی

باعث ہے نجات کا زبس یاد علی — ہے ورد زباں سدا مجھے نا د علی
گو ہے اعمال نیک جزو ایماں — عین ایماں ہے حب اولا د علی

دیگر

یونتو مدت سے تل ملی ہے دل کو — کل سے پر سخت بیکلی ہے دل کو
جلدی سے مدد کرو ملا دو اوسے — جسے آرام یا علی ہے دل کو

دیگر

ٹھوکر ہر دم لگا نہ دل پر باز آ — ایذا دینے سے میرے دلبر باز آ
[یہ گھر] ہے خدا کا ڈھانہ اسکو آ دیکھ — باز آ باز آ اب اس سے کافر باز آ

دیگر

کبتک فرقت [بھلا] ستاوے مجکو — آٹھ آٹھ آنسو پڑی رولاوے مجکو
اے حضرت عشق جب میں جانو .. تم کو — [بیدرد] آپ سے بلاوے مجکو

رباعی مستزاد

معلوم نہیں شقی ہوں یا آہ سعید — حیراں ہوں مدام
کہنے میں نہیں ذرا بھی یہ نفس پلید — سرکش ہے تمام
ہو عشق سے مجکو اب شتابی سے کہیں — [بہرہ وافی]
یا حضرت فخر جلد کیجے تائید — از بہر [نظا]م

دیگر

رہتا ہے نپٹ ہی دل مرا آہ حزیں — گذرے مہ وسال
آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں — ہے جی بھی نڈھال
دل کو یا صبر ہو الٰہی میرے — اس رنج پہ اب
مجھے یا آملے شتابی سے کہیں — وہ حور مثال

عشرۃ

تخلص سید زادہ ایست نیک فرجام میر غلام علی نام وے از سکنۂ قصبۂ بریلی بخوشدلی ایام [بسر می] برد و بحسن خلق و خوش اختلاطی بدل ہر کس راہ می کند ایں سہ بیت از گفتہائے اوست ؎

اوس دشت پر بلا میں اب آکے ہم ڈٹے ہیں — مجنوں کے لاکھ باری جس جا قدم ہٹے [ہیں]

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پر خوں کو — نہ دیکھوں گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن
سر دیوار تک بھی تو نہ پہنچے رات کو چھپ کر — بلند اپنی اچک کر ہم نے تا مقدور کی گردن

عطا

تخلص محمد عطاء اللہ مغفور است کہ خود را در مقابل میر جعفر مبرور المعروف بہ زٹلی اٹلی میگفت وے عزیزے بود ہندوستان زا پر ہنگامہ آرا در زمان سعادۃ نشان حضرت خلد مکان انار اللہ برہانہ کہ در شمشیر بازی ید طولیٰ داشت و فتنہ پردازی ہا می نمود اما خیلے [دلاور] و مشہور بود انہ والدہ ماجدہ خود کہ در محلسرائے اعظم شاہی بعلاقہ [محلداری] عز امتیاز داشت مبلغ دو روپیہ ہر روز

بلا ناغہ می گرفت و در ارتکاب [منہیات] ہت بر باد می داد و مبلغ دیگر ہر روز ازیں یومیہ مقررہ ہم اخذ میکرد و با ایں ہمہ اخذ و [جر مفلسانہ] زندگی بسر می برد در آخر ہا ہدایت ازلی و سعادۂ قدیمی دستش گرفتہ ترک ایں [سودا نمودہ] تارک لباس گشتہ [بجوار] سراپا انوار نقش قدم رسول علیہ صلوٰۃ خالق النفوس [والعقول] تکیہ بستہ آزادانہ تعیش می نمود اکثر اوقات بر در جامع حضرت [دہلی سبحہ بدست برچوکی] نشستہ سیر آئند و روندی فرمود اما شمشیرے خوردک کہ نہ [نیمچہ اشتہار دارد دراں حالت] ہم از خود جدا نمی کرد کہ العادۃ طبیعۃ ثانیۃ

حکائت

سرامد شمشیر بازان ممالک [جنوبیہ] آوازہ شمشیر بازیش شنیدہ بعزم رزم از وطن مالوف رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی شد و بعد تفحص و تجسس بر در جامع باوے در خورد و از جہل جبلی کہ در سراپاے مردم می باشد طلب مبارزۃ کرد وے ہر چند ترک لباس خود را حیلہ [ہا] ختہ اباے کلی در میاں آورد آں نافہم کوتہ اندیش بیش از بیش از در اعتذار و مبالغہ در آمدہ بجد بسیار و کد بے شمار در ہماں مقام سعادۃ التیام کہ حکم بیت الحرام دارد بہ پرخاش جوئی و کینہ [تو] زی بر خواست ناچار وے علیہ الرحمۃ گفت کہ چوں خواہی نخواہی ایشاں را سر شمشیر بازی است وے بے ہیچ بدیں عزم بالجزم از راہ دور و دراز در اینجا رسیدہ اند اول شما را حملہ باید کرد آں بیباک سفاک بے باکانہ شمشیرے بر رویش انداخت کہ زخمے صعب بر روے کار آمد بعد بر [داشتن] ایں چنیں زخم نمایاں گفت کہ حالا حاضر باشید کہ ما ہم رسیدیم آں بے حمیت گردہ سپر پیش [رو کشیدہ] و ایں صاحب حیا نیمچۂ خود در غلاف کردہ تبسم کناں گفت کہ نقاب بر رو کشیدن [عادت] نسواں است و شمشیر انداختن بر زناں نہ کار مرداں بہر کیف مرد مردانہ [گاہ] گاہ شعر رندانہ بطور خود [در ویہ] ایں چنیں مردم میگفت ایں سہ [شعر] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

[۱] کٹ پیاسا چھرایاروں کا جسدم میاں سے نکلا [خدو در ہر قدم] در خون خود رپٹا [گرا پھسلا]
[اٹلم] دھوکڑم کپٹی بچپا [ڑم] بانکہ رندم کہ از دھاک من دھوکڑ گگن از [جاے خود کھسلا]

[ایں] ہر دو شعر را بعضے نظر بر لفظ اثل تخلص میر عبد الجلیل بالگرامی [کہ] با محمد عطا تفاوے داشت [و بہمیں رو] یہ ہمت می گماشت نسبت می کنند الغیب عند اللہ [تعالے] شانہ در رقعہ بوالدہ ماجدہ خود می نویسد ؎

[عطا در] مفلسی دو ٹوک رہتا[1]
سمجھتی بوجھتی پہچانتی رہ

[1] رہتا، ا. ا.

مجموعۂ نغز

جلد دوم

مجموعۂ نغز

(جلد دوم)

عظیم

تخلص چارکس می دانم اما تحریر یکے ازاں [چار به تکملہ انسب] می شناسم واز سہ تاے باقی

اوّل

شاعر محبت لزوم مرزا عظیم بیگ مر[حوم است] وے کابلی الاصل وجہاں آبادی المولد وبسیار صاحب غیرة و عزت [است] دوست نواز دشمن [گداز] مروة نہاد فتوة بنیاد محبت پرور مودة گستر ظریف مزاج صاحب ابتہاج یکرو کشادہ ابرو [بود] شعرش پختگی تمام دارد در خیال بندی و[نازک] خیالی خیلے ہنر پردازی ہا بر روے کار آرد دریں کار استوارید طولے داشت و [بیشتر] بمعانی بندی ہمت می گماشت اکثر غزل در غزل بتلاش لفظ ومعنی تا سہ چار غزل میگفت و [صنائع] بدائع بسیار بکار می برد زور طبعش از قصائد ریختۂ طبع وقادش [روشن می شود قصیدہ] وے بے اغراق بہ قصیدۂ سرآمد شعراے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا می ماند مختصر کلام دیوانے مختصر در نہایت جودة وپختگی بر صفحہ روزگار

از و یادگار است خیال شاعری در کارخ دماغش چناں پیچیدہ بود کہ خود را صائب ہندی زبان می پنداشت و شعر ہیچ متقدے در میزان طبعش از خود سری ہا وزنے نداشت اما ازیں ہا در گذشتہ و از حق در نگذشتہ و از راستی چشم ناپوشیدہ میگوئم شعرش با وصف قلت بضاعت عالم دیگر دارد و شاعری [وے باوجود] کم نظیری بر کلام اساتذہ قدیمہ از جہان دیگر است مشق سخن در ابتدا از استاد بیشترے از شعرائے عالم شیخ ظہور الدین حاتم [فرمودہ و در آخر ہا] بہ سر آمد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا توسل نمود [ہ] و قبل ازیں چندے از خدمت سراپا برکت مضمار سخن سازی را [یکہ] تاز مرد خواجہ میر درد [دہم فیض سخن] ربودہ مجتبے کہ با قاسم ہیچمدان سراپا نقصان داشت در اثنائے ذکر میر انشا [اللہ] خان انشا بہ شمہ [آن اشارتے رفتہ] از اعادہ لطائف آن امتناع گزیدہ بہ تحریر یک صد و پنجاہ و یک شعر از اشعار آبدار آن مغفرت کردہ کردگار و نہ بند مخمس کہ در ہجو [میر] موسوم گفتہ می پردازد منہ عفی اللہ عنہ ؎

اتنی تو بے حواسی دیدار [کی ہوس پھر] — بس ہم نے موسی دل دیکھا شعور تیرا

لعل کی دل سے توقع تھی سو اخگر [نکلا] — سینہ سمجھے تھے جسے آہ سو مجمر نکلا
شوق میں [تیرے] لگا نام کو عالم کے [کلنک] — تو بھی تو مثل نگیں گھر [سے] نہ باہر نکلا

کوزۂ خام مشہ [ب] ہے [سر] چاک چڑھا — یا کہ ہے بر سر گردش دل صد چاک چڑھا
ہوں میں وہ ذات مقدس کہ بگولے [کی] طرح — بعد میرے لے صبا سر پہ مری خاک چڑھا

موقوف نہ ساقی ہی پہ رکھ کام ہمارا — تو ہی کہیں اے عمر بھر اب جام [ہمارا]

کیا بلا ہے شیخ تیری ریش پر رنگ خضاب — دیکھ کر جس کے تئیں [حیران] ہے بہروپیا

جلوہ فرما کل جو میخانے میں وہ مے نوش تھا — [مثل] جام و شیشہ دل بادید [ہ] ہم آغوش تھا

[شب جو] بزم [خوبرویوں میں ہوا ذکر] مہ کا ذکر | [جوں] چراغ خانہ [مفلس ہر] ایک خاموش تھا

ہر آن ہم [غنی] ہیں عریاں تنی کی دولت | جامہ رکھے سو جانے دامن دراز کرنا

نالہ و شور و فغاں ہے تیری دمسازی سے [یار] | ورنہ جوں نے دل ہمارا محض بے آواز تھا
کسے دل خالی کریں جوں شیشہ ساعت عظیم | پر کدورت ہی رہا اپنا تو جو دم ساز تھا

[کل] چشم [خونفشاں سے] گلذار پیرہن تھا | دامن کا تھا جو تختہ یک تختۂ چمن تھا
کیجو عظیم کو بھی یا رب [غریق] رحمت | [آوارہ] جنو[ں] سا ایک صاحب سخن تھا
اور معنی بند ایسا ہندی زباں کا صائب | ہندوستاں سے لے کر مشہور تا دکن تھا
ایک دن جو گھر سے نکلا خط شعاع [آسا] | [بکھرا] ہوا بدن پر ہر تار پیرہن تھا
دیکھا جو [د] فن کرتے جوں شمع پر ہو فانوس | [تربت میں دو در] تن سے بالشت بھر کفن تھا

پڑ گیا ہے [سایہ کس کی زلف] کا دریا [کے پیچ] | جسکے پیچ و تاب [سے] ہے [نت] پریشاں [موج آب]
منفعل از بس ہوا آئینہ [او] سے کھا شکست | چین پیشانی سے اوسکے [ہے] نمایاں موج [آب]

زور[1] فریاد [ی] پھرے ہے تجھ پہ اے خورشید رو | سر بر [ہنہ کر لہو مل مونہہ کو] گھر گھر آفتاب

عقل [و ہوش] ایدھر کو دل کھینچیں اودھر وحشت جنوں | دیکھیے ہوتا ہے کس کے یہ دریکتا نصیب

بعد میرے ہوئی یہاں عشق کو تاثیر نصیب | مثل سیماب موے پر ہوئی اکسیر نصیب

---

[1] روز ل. ا.

روشن کرے ہے نام نگیں کرکے روسیاہ — ہے ا[سمیں] بھی ہنر جو کرے اختیار عیب

[تم نے] تو مدت سے پٹکا اپنی [نظر] ہاں سے ہمیں — اشک ساں پہ[ہم ہوے جاتے] ہیں دامنگیر آپ

جوں غنچہ اس چمن سے جو باندھا عظیم[رخت] — پھر یہ سرچہ تختہ دہم زیر پا چہ تخت
خال اوس کے زیر زلف ہے یہ یا کہ ہے عظیم — مجما شب[فراق] [میں] کوئی سیاہ بخت

کردے ہے[دلکو] زیادہ صفائی[سبک] مزا[ج] — روشن ہے دیکھو آیینہ سے عیب خوب وزشت
خاک غبار[خاطر] و باد دم حباب — آب شراب و آ[تش] رنگ گل بہشت
[چاروں] یہی عناصر موہوم کر بہم — دل کی ہمارے صانع قدرت نے کی سرشت

خورشید صفت یہاں سرعریاں میں ہمارے — طرہ کی ہوس کچھ ہے نہ [دستار کی حسرۃ]
اے زخم جگر سودۂ الماس سے ہو صاف — رکھ دل میں نہ اب مرہم زنگار کی حسرۃ]

دیکھ نیرنگی ہمارے رنگ چہرے کی یہاں — [کھل گئی] خور[شید کے مونہہ پر بھی] گھبراکر ہنست

جوں[شمع کب] چھپے ہے مرے سوز[جاں کی بات] — سرکاٹو تو گلے سے ہور[وشن] زباں [کی بات]
بھر[عمر تنے] سیدھی نہ اے مہرباں کی [بات] — [حب] کی نکی تو کی ہے [سدا ہم سے یاں کی بات]
ہر بات میں نرالی ہے کچھ تیرے ہاں کی بات — نکلی سوا نہیں نہ کبھی تجھ سے ہاں کی بات
جوں تار ساز کب میں کہوں دلستاں کی بات — نکلے ہے اوس کے ہاتھوں پہ میری زباں کی بات
پیدا کرے جو نام کوئی تو مٹے ہے کھوج — عنقا کے جی سے پوچھیے نا[م و] نشاں کی بات

ا پا ا۔ ا۔ ۲ پڑھتے ا۔ ا۔

ہوں سینہ چاک و [چشم] تر از بسکہ جوں قلم
آتا ہے گر [یہ غیر کے سن کر] بیاں کی بات
بیٹھا ہوں [سر لیے تری] تقریر پہ عظیم
جوں شمع [سر] کے ساتھ ہے میری زباں کی بات

پلٹن چشم فرنگی زادہ دلپر باندہ کوٹ
نت صف مژگان کے سنگیش[1] [چلا کرتی] ہے چوٹ
سر چڑھا جو رونے تیرے شانہ کو ہت [چھٹ] کیا
[ہے] بجا جو شیخ لے ہے یہ تری ڈاڑھی کھسوٹ
رس [بھرا ہی آنکھیں [تو مینوشوں] کی ہوتی ہیں عظیم
چشم عاشق کا جو رس دیکھو تو ہے پانی [کی] پوٹ

جوہر کے ہوتے دیکھ تہی دست ہے چنار
یعنی ہے یہاں کمال پہ [رکھنی نظر عبث]
کب سوز دل بجھے ہے نہ یہ چشم تر عبث
جوں شمع پا بگل مجھے رو رو [نہ] کر عبث
[حیرۃ نے] دی نہ فرصت [نظا] رہ ایک پل
[جوں آینہ] میں چشم سراپا ہوں پہ [عبث]
جوں برق آ کے پاؤں نہ رکھا کہ پھر گیا
مجھ گرم رو کے [مت ہو مقابل شہر عبث]

رحمت تو [مرتبے] پہ مرے کر نگاہ آج
حرمت ہو [تیری کل جو کروں میں گناہ آج]

[سوز] ش عشق بتاں سے دل میں وہ بھڑکے ہے آنچ
[دیکھ] جسکو [کوہکن] پتھر کی بھی [نکلے ہے] کانچ

ہوں میں وہ مست ازل ساکن ظلمات کہ جو
حشر کو بھی نہ سنو کان سے آوازہ صبح

اسقدر پتھر نے کب پایا تھا یارو رنگ سرخ
کوہکن کے خون کی دولت ہوا ہے سنگ سرخ
یوں تری خاموشی میں لگتے ہیں پیارے لال[2] [سب]
جس طرح آپس میں کتہ جاتے ہیں کرتے [جنگ] سرخ

---

[1] سیکنی ۱۰۱ + [2] س ۱۰۱ +

ہو مکدر [دل زمانے] سے بنا یہ خشک سرد
[شیشہ ساعت نما] خوں کی جگہ نکلے ہے گرد
خلق کی نظروں سے مل مینا [نہو عینک کبھو]
مردم میداں میں رہ نامرد [کب ہوتا] ہے مرد

شیخ شیخانی کو مت جل دے وہ سوئچری ہے رانڈ
[کر دیا] ہے [جسنے] تجھے گاؤدی کو دن کو سانڈ
خاک دنیا پر جو مشت خاک پر (تو) لی ہے ڈانڈ
کھا کے سر دھگڑوں کا پھر خصموں موئی ہتی ہے رانڈ
اوس کے [خط سبز نے] عالم کو دکھلا باغ سبز
کر کے چار آنکھیں بنایا چار ابرو [مونڈ] مانڈ
علم تو کم ظرف کو لاتا ہے اولٹا جہل پر
عاقبت کتے کو گھی پچتا نہیں دیتا ہے چھانڈ

سوزش عشق لکھا چاہے تو [کر] پہلے عظیم
صفحۂ د [ل] کا زر افشان شرر سے کاغذ

را [ز] دل [اپنا کہیں رو رو کے شیشے] کیطرح
جو تیری مجلس میں ہم [پاویں کہیں اک بار بار]

جوں صبح چاک جیب سے ذرہ پھرے نہ آنکھ
یہاں [ہے بشکل مہر] نظر تار تار پر
ابھرے ہے مثل [شیشۂ ساعت عبث فلک]
[اتنا] غرور [کیجے نہ مشت] غبار پر
[فوارہ ساں] بلند ہے جن کا کہ حوصلہ
دریا دلوں کو تنکے میں ماریں ہیں دھار پر
طور کر دیتا تھا جس کا شعلہ گر کہسار پر
اب شرر ہے خندہ زن اوس آہ آتشبار پر
گر گیا جوں اشک نظروں سے یہ میرا گریہ آہ
برق تک مارے ہے چشمک میری چشم زار پر

[پاس] سخن یہی ہے یہاں اوس کی شان پر
مانند [خامہ دے جو سر اپنا [زبان پر]
[باقی ر] ہے گا ایک نہ قصہ جہان پر
[آ گئے] جو ہم بھی اپنی کبھو داستان [پر]
غم میں تیرے جو یوہیں اوٹ [اتے] پھر یگے خاک
دیکھے گی کوئی دن میں زمین آسمان پر
چھاتی تو پر تھی اشک سے مانند آبنہ
افشا کیا نہ چشم نے راز نہان پر
لا [کھوں] ہی [مرد سے یار نے یہاں تو دیے جلا
عیسیٰ بھی وہاں دھرے ہی رہے آسمان [پر]

[پابوس] کو بھی یوں کوئی بیٹھے ہے مونہہ پسار — رکھیو بجھ کے شمع قدم شمعدان پر
تاثیر آہ کو خم پیری نہ ہو جو شرط — ہو منحصر نہ تیر کا لگنا کمان پر
گھر میں بھی اپنے آئینہ ساں منتظر ترا — حیراں کھڑا [رہوں] ہوں سدا آستان پر
[نام] آوری جہان میں ہے باعث کلنک — نازاں [نہ جوں] نگیں ہو تو نام [و نشان پر]
جوں شانہ [سینہ] چاک ہوں لیکن سوائے شکر — گذرا کبھی نہ [شکوہ سر مو] زبان پر
تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار — آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

دل کے بھی غم سے ٹکڑے ہوے اپنے قال پر — جوں غنچہ جب زبان کھلی عرض حال پر
نازاں عبث ہے اپنے تو حسن و جمال پر — کرتا ہے کوئی دن ہی میں پیدا یہ بال پر
ہر [استخواں] ہے شمع صفت مشتعل ہما — جلتے ہیں یہاں تک آتے فرشتے کے بال پر
رہتا [نہیں ہے دیدہ] بھڑکنے سے شمع کا — جی مت جلا پتنگ تو ایسی [چھنال پر]
کہتا ہے وقت خندہ یہ رخسار کا گڑھا — یعنی کہ جاے [بوسہ] ہی خالی ہے گال پر
فارغ ہے [کش مکش] سے جہاں کی شکستہ دل — [پہنچے نہ ہاتھ شانے کا چینی کے بال] پر
چرخا بنے وہ کاسہ [گدائی کا نے] عظیم — پھرتے تھے مثل چرخ ابھرتے جو مال پر

گر سنے گلشن میں پیارے یہ تری باتوں کی چھیڑ — غنچہ ساں مونہہ چومنے [کو گل بھی لیو] ہے لب سکیڑ

سوزش سے مری [بسکہ] ہوئی متفعل آتش — شیشے میں نہیں مے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامان شفق کو — اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

ایں شعر را بعضے بہ نواب عماد الملک نسبت کنند عفی اللہ عنہ اما ایں بے بضاعت زبانی میرزا

---

[1] ہوتا کبھی نہ تیر ؛ ۱۰ ؛

مرحوم مشتہیہ کہ در غزل خود می خواند [و] ہم در دیوان دستخطی خود ثبت نمودہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

۵

جھگڑا [چکا دو میرے جنو] ں کا تم اب کے سال — زنجیر کرکے [جو] ہر شمشیر سے [غرض]
روشن دلوں کو کور سوادوں سے ہو نہ ربط — کیا آینے کو دیدۂ تصویر [سے غرض]
بانگ و صلوۃ شیخ پہ ناداں نہ جائیو — یہاں کاٹنا گلو کا [ہے تکبیر سے غرض]

دیکھہ ہے ریگ [رواں] تک شیشہ ساعت [میں بند] — ہے صفائے دل ہی یعنی کرنے کو [تسخیر شرط]

شب سے گو اشک رواں [تا بسحر] کھتی ہے شمع — خونچکاں میرے سے کب دیدۂ تر رکھتی ہے شمع

ہے اوس کی گلی میں گذر آہ شب و روز — اوس راہ سے جاتے ہوے آویگی صبا تنگ

[یہ خاکساری] مجھے لے فلک تلک پہنچی — اوڑوں ہوں ابتو ہوا پر برنگ [نکہت] گل

دل جل کے بجھہ گیا ہے [کسے شوق با] غ و گل — جوں [شمع اب] نظر میں بر [ابر ہے داغ و گل]
بجھتی ہے آگ صبح کو ہر [شمع کی پر آہ] — تم پھر ہوے نہ پر کبھو اے دل کے دا [غو] گل

نہ غبار [باد] باندہ سلگ سلگ [کہیں] جل بھڑک کے تو [د] اغ دل
[ہمیں] ڈر ہے یہ کہ مبادا اب نہ دھویں میں گل ہو چراغ دل

[ہے خاک] در سے تری آرزو تیمم کی — بھرا اگرچہ ہے آب رواں سے خا [نہ دل]

---

۵ دونوں نسخوں میں موجود ہے ۔ مگر وزن سے زائد ہے ۔

درد دل کہنے کا اثر بس ربط کم رکھتے ہیں ہم
شکل خامے کے زباں [کو] قلم رکھتے [ہیں ہم]

[کم زباں] کہنے کو ہیں جوں خامہ ہم ظاہر میں یار
ورنہ لسانی زباں [کی] بیش و [کم رکھتے ہیں ہم]

اشک ساں پھر گھر میں آنے کی نہیں رکھتے امید
اے عظیم اوس کی گلی میں جب [قدم رکھتے ہیں ہم]

داغ جگر کو مفید ہوے ہے مرہم کہیں
لالہ صفت تب یہ جائے جائیں جو مرہم کہیں

نگاہ یار سے ہو مست یوں ہشیار بیٹھے ہیں
[کہ جوں] خورشید ننگے سر سر بازار [بیٹھے ہیں]

دکھاوے مے کے [گو] سو رنگ جوں قارورہ [کیا] حاصل
ہم اس [مینائے گردوں پر تو ما] رے دھار بیٹھے ہیں

طلب پر بوسے کے زلفیں لگیں بل کھا کے [یوں کہنے]
ہم اکثر ایسی باتیں سُن کے مونہہ پر مار بیٹھے ہیں

داغ اب تو فلک پر ہے بتوں کا جو خدائی پر
بشکل ماہ نو کھنچے [ہوے] تلوار [بیٹھے] ہیں

جگر کرتی ہے خاک رہ میاں شیشہ ساعت
دلوں میں گھر بنانے کو سر بازار بیٹھے ہیں

فلک عزے سے ہے سرکش تو اپنا سر فروکب ہے
اس اودھی [کھو] پری پہ[1] ہم پیزار بیٹھے ہیں

شراب و خون دل اے یار یہ نہ ہو وہ [ہو]
ہمیں ہیں دونو [سزاوار] یہ نہ ہو وہ ہو

حال دل کہنے کی یارب ہم سے کیا تدبیر ہو
جوں قلم پہلے [زباں کٹ لے تو] پھر تقریر ہو

[چھاتی پھینگی سلک] گہر ہر صدف کی دیکھ
[موتی] پروتے یہاں نگہ اشکبار کو

اشک [با] لخت دل آئے ہیں خبر کرنے کو
خانہ بردوش چلے یعنی سفر کرنے کو

کم ہو اس [رشتہ] الفت کا سر رشتہ یا رب
سخت آفت ہے یہ سوراخ جگر کرنے کو

---

[1] یہاں کوئی لفظ رہ گیا ہے ۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے ۔ قلم سے پہلے غالباً 'سر' ہوگا + [2] تارے ۱۰ ۰ ۰ +

[خاکساری پہ سیہ چشموں کی] مت جاے دل — سرمہ سا پھرتے ہیں یہ آنکھوں میں گھر کرنے کو

ق

[پرکدورت بین ن] انے کے یہ میخوار عظیم — میکدے میں نہ انہیں کہیے گذر کرنے کو
[خاک] دیں مونہہ میں چو شیشہ ساعت کی طرح — پانی مانگی جو کوئی حلق کے تر کرنے کو

ہے جنون عشق سے از بسکہ پر جوش آینہ — خاک مل مونہہ کو پھرے [ہے خانہ] بردوش آینہ
حاجت شرح و بیاں رکھتے نہیں روشن ضمیر — واقف [ہر نیک] و بد ہے گو ہے خاموش آینہ
کیوں نہ ہوے دل ہمارا پردہ [پوش راز عشق] — خانہ حمام کا ہوتا ہے سر پوش آینہ
سینہ صافوں [کو تو نسبت عشق] سے تازی نہیں — سنگ میں باہم شرر سے تھا ہم آغوش آینہ

[لگ لگ ترے پاؤں سے جو بہتی (ہے) حنا بیٹھ] — تیرے بھی میاں ہاتھ ہیں باندھا اسکو [لگا] بیٹھ
سر کھینچ نکالا مجھے جوں رشتۂ تسبیح — سو گھر میں جنوں سے میں [رہا] سر کو چھپا بیٹھ
جوں قبلہ نما آہ میں آسودہ پس مرگ — گر [دش سے تہ سنگ بھی ایکدم نہ رہا بیٹھ

آ [جاؤ مجھ] پیر مغاں اب یہ میکدہ — ہم بھی لبوں کو یہاں [سے] ترا یک بار کر چلے
خواہی پیالہ خواہ [سبو کھینچیو] کلال — ہم تجکو اپنی خاک پہ [مختار کر چلے]

دم لے تنک تو چشم [تر انگشت] کے تلے — آتے ہیں لخت دل نظر [انگشت] کے تلے
تا رستہ بین [گئی کثرۃ] سے اے طبیب — نبض مریض عشق ہر انگشت کے تلے

ہمارے اشک میں [ماچین] سے لے تا بہ چیں ڈوبی — یہ طوفاں بھی قیامت تھا کہ ہر [یک] سرزمیں [ڈوبی]
نگاہ ناتواں آنکھوں سے نکلی تھی کہ اشک آیا — مولا رہ [گیا] جی میں [کہ ایسی] نازنیں ڈوبی

نکل جاتے ہیں مثل شمعداں [پاؤں سے لے] سر تک
رکھیں ہیں غیر جنسیت کے ہم پر طاق پابوسی

ہمارے اشک نے پائی [نہ تیرے دل] میں [جا] ورنہ
سرشک شمع تک آخر کو ہو ہے شمع فانوسی

گو شام کے آنے کو [وہ] کہتا ہے عظیم اب
میں جانو کبھی آئے جو وہ [صبح] تلک بھی

ابھرے ہے [تو اے] شیشہ [تبھی] اپنے دموں پر
نکلا ہے ترا ہاتھ [جو] پتھر کے تلے سے

[پھپتا ہے کوئی شمع] صفت سوز دل اپنا
سر کاٹو اگر تو ہو نمودار گلے سے

جلتی [ہے] شرح سوز سے میری زبان کلک
ہر دم ملے ہے لے جو سیاہی دوات سے

میں آہ کیونکہ کہوں حال دل کہ مثل تفنگ
[صدا نکلنے سے] آگے دہن میں آگ لگے

دیکھے ہے تری چشم تو کہتا ہے یہ ساغر
پیمانہ ابھی عمر کا یارب کہیں بھر جاوے

ہوں شیشہ ساعت ہے فلک خانہ پر گرد
یوں دور سمجھ آپ کو کتنا ہی پھر جاوے

پتھر بھی نگیں سے ہے سلیماں ترے بہتر
جو اپنے پس مرگ [گہے چھاتی] پہ دھر جاوے

غبار اب دونو دل کا ہو فرد جوں شیشہ [ساعۃ]
جو سرگوشی میں یک شاعۃ[1] تو [ہم سے ہو ہم] بیٹھے

نام کو کالک لگے ہے جا بجا کم بیٹھیے
لاکھ چوتڑ کو لگانے جوں نگیں جم بیٹھیے

قطرۂ نیساں کا موتی فی الحقیقت آب ہے
اشک جب آنکھوں سے ٹپکا گو [ہرا نایاب ہے]

---

[1] ایک ۱۰۱ ۔

ہے کماں یا ماہ نو ابرو ہے یا محراب عشق
یا [کسی عاشق کے پیا رے] قتل کو شمشیر ہے
سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارہ [آتشی]
[یا کسی] عاشق کا خوں اس کے گریباں گیر ہے

پریشاں [ہیں حواس] اپنے سلیقہ دیکھ شانے کا
کھلا یا ہاتھ میں ناگن کو جس پر خشکدستی ہے
مثال آینہ چھاتی بھری ہے تسپہ حیرۃ ہے
ہمیشہ چشم رو رو بوند پانی کو [تر] ستی ہے

جس طرح آتا ہے میم دہے اوپر ابر سیاہ
اوس طرح لپٹے ہے تیرے مونہہ پہ زے ولام فے

رباعی

کی درد کی جو ذات مبارک پہ نظر
[ہے] معنی لولاک کا پرتو اوس پر
ہووے نہ اگر درد قسم ہے کہ [عظیم]
[لڑکا نہ] تولد ہو ز بطن مادر

دیگر

نواب کے گھر میں گر خدائی ہوگی
[اور عرش] بریں تلک رسائی [ئی ہو] گی
جوں آینہ آب و ناں کے دھوکے میں عظیم
خلقت پہ یہی سد [اصفائی ہوگی]

دیگر

پوشاک پہن کے سج بنائی تو کیا
جوں آینہ کی جو خود نمائی تو کیا
موہوم ہے جوں عکس نظر میں یہ شکل
آئی تو کیا واگر نہ آئی تو کیا

نہ بند از مخمس ہجو میر انشاء اللہ خاں انشا

وہ فاضل زمانہ ہو تم جامع علوم
تحصیل صرف و نحو سے جنکی مچی ہے دھوم [م]
ریل و ریاضی حکمت و ہیئت جفر نجوم
منطق بیان معانی [کہیں سب زیں] کو چوم

[تیری زباں] کے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

یک دو غزل کے کہنے سے بن بیٹھے ایسے [طاق] دیوان شاعروں کے نظر سے رہے [بہ] طاق
ناصر علی نظیری کی طاقت ہوئی ہے طاق ہر چند ابھی نہ آئی ہے فہمید [جفت و طاق]

شنگرف تلے سے قدسی و عرفی نکل چلے

نزدیک اپنے آپ کو کتنا ہی سمجھو دور پر خوب [جانتے ہیں] مجھے [جو ہیں] ذی شعور
وہ بحر کونسی ہے نہیں جس پہ یہاں عبور کب میری شاعری [میں پڑے] شبہت [قصور]

بن کر قمل نکالنے کو تم خلل چلے

[موزونی] و معانی میں پایا نہ تم نے فرق تبدیل بحر سے ہوے بحر خوشی میں غرق
روشن ہے مثل مہر یہ از غرب تا بشرق شہ زور اپنے زور میں گرتا ہے مثل برق

وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنو کے بل چلے

تھا زور فکر میں کہ کہوں معنی و مثال تخییل وہم رعائت لفظی و ہم خیال
فرق رجز رمل نہ لیا میں نے گو سنبھال نادانی کا میرے نہ ہو دانا کو احتمال

گو تم بقدر فکر یہی کر خلل چلے

ہے امتحان زور تو یہ پیش عقلمند میرے سے تم قصیدے کہو یا کہ قطعہ بند
گو [ہجو] اسمیں [ہو] میری لیکن ہو دلپسند یہ بات ہے نرالی کہ دروازہ کر کے بند

دشنام گھر میں دینے محل بے محل چلے

میرا سا شعر [کب] ہو پڑھے گو کہ نحو و صرف ہووے بیاں معانی سے میرا بیاں نہ حرف
[منطق] سے کیا ہو نطق کا پایا نہو جو ظرف[1] [منقول] کی بھی عمر کی معقول ہے نہ صرف

ہیئت پڑھے سے اور ہی ہیئت بدل چلے

کم ظرفی سے تمہیں تو یہی آئے ہے امنگ کیجے نمود خلق میں اب کر سخن کی جنگ
اپنے تئیں تو [بخشے] آتا ہے یار ننگ اتنا بھی رکھے حوصلہ فوارہ ساں نہ تنگ

چلو ہی بھر جو پانی میں گز بھر اوچھل چلے

---

[1] صرف ۱۰۱ ۔

کیوں جنگ گفتگو کو تم اوٹھ دوڑے اس قماش　　کرتے جو بھاری پانیچہ ہوتا نہ پردہ فاش
[پر سمجھیں] کب یہ بات جو کندے ہوں [نا] تراش　　تیغ زباں کو میان (ہی) میں رکھتے تم اے کاش
ناحق جو تم ازار سے باہر نکل چلے

دوم

سخن گوے نیک نہاد از بلدۂ عظیم آباد محبت و خوبی التیام مرزا زین الدین نام ازیں مطلع کہ منسوب است بدو معلوم می شود کہ وے شاعرے است خوش گو ؎

زلف نے جس کے تئیں دکھائی شام　　پھر اوسے دوسری نہ آئی شام

سیوم

مردے از دودمان کریم الملقب بہ شاہ محمد عظیم خوش طبع صاحب سخن [المتعارف] بہ شاہ [جھولن وے] عزیزے بود درویش نہاد از خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ بسیار بآزاد منشی و وارستہ روشی ایام عمر گرامی بکام دل بسری برد و ہرچہ دلش میخواست میکرد و بہرکس کہ توجہ خاطر رو میداد در میخورد و پسر خود را بہ نشہ نوشش موسوم ساختہ و باایں [ہمہ] باغربا و مساکین نرد محبت باختہ خوش زندگانی نمودہ و بہ نہائت خوش [د] لی عمر گرامی بسر فرمودہ [بیشتر] اوقات [بعد] ادائے فرائض واوراد [مقررہ] و امور ضروریہ در ارجوحہ میگفت و میگفت کہ ارجوحہ [اش] را پیوستہ [بجنبش] دارند و از اینجاست کہ نام متعارفش مردم بر زبان بیشتر آرند مختصر کلام [شخصے] بود مغتنم و مردے بود با جود و کرم خیال شاعری بطور خود در سر داشت و [ہر] چہ بخاطر [عاطر] نش رطب باشد یا یابس میگذشت بہ بروں دادن آں ہمت می گماشت از انکہ [میلش بیشتر بہ مثنوی] گفتن بودہ افسانہ چند موزوں فرمودہ قصہ لیلیٰ مجنوں در بحر بوستان [شیخ شیراز] قدس [سرہ] برشتہ نظم کشیدہ و دیگر انواع سخن بسیار کم از وے بہ تحریر رسیدہ شاعر زدہ شعراز [گفتہاے آں عزیز وافر] تمیز ایں حقیر سراپا تقصیر می نگارد منہ عفی اللہ عنہ در آرزوے کہ فدائی پسر

خود بوے خطاب می گوئد کہ ؎

نشہ نوشا تو بیاہ کر بیٹا　　گورے مکھڑے کی چاہ کر بیٹا

در لیلیٰ مجنوں گوئد کہ ؎

عرب زادیاں باغ و بستان سے　　سیہ [انکھڑیاں نرگستاں] سے

در افسانۂ دیگر گوئد ؎

زمیں ایک مدۃ تلک چھان کر　　کسی جنگلے میں پڑے آن کر

دریں جنگل بادشاہ و وزیر گنبدے طلسمات مشاہدہ نمودہ اند کہ بر در آں گنبد قفلے بغائت جسیم و مضبوط دیدہ دعائے کہ از قلندرے خدا دوست یاد گرفتہ بودند بر دم تبر زین دمیدہ تبر بر قفل زدہ گنبد طلسمات کشودہ اندرون گنبد باغے بنظر ایشاں در آمدہ الی آخر الحکایت دریں باب گوئد ؎

[دعا پڑ] ہ کے مارا تبر قفل پر　　پرے جھڑ پڑی قفلخانے سے جھڑ

در تعریف باغ طلسمات گفتہ ؎

خیابان سب مشک و عنبر کی کہان　　چمن در چمن زعفراں [ارغو] ان

مہکتی ہے شبو کے پھولوں کی [بو]　　چنبیلی ہے رابیل ہے نازبو

گلاب اپنی باڑی میں دیتا ہے پاس　　ہزارہ ہے لالہ کے گل آس پاس

[زبانی پری] درہمیں افسانہ بہ تعریف حسن و جوانی و سیر ہفت آں بلاء ناگہانی انشاد کردہ ؎

مجھے جنگلے کی خوش آئی بہار　　مری گوری چھاتی پہ [پھولوں] کا ہار

لٹکتی تھی بدھی کمر گاہ پاس　　مہکتی بدن میں تھی پھولوں کی باس

میں کھولے تھی بال اپنے بالی تھی میں　　سج اپنی [نرالی] نکالی تھی میں

سیہ انکھڑیاں ڈورے چھوٹے تھے لال　　نشہ چڑھ رہا تھا مجھے دھوندو کال

کھلی میری پشواز تھی تاش کی　　مجھے اپنے جو [بن] پہ تھی عاشقی

لٹکتا تھا دامن قدم گاہ پر　　کمر کیچی کھانچی تھی دلخواہ پر

[رما] لی تھی [سر] پر زری تار کی　　تجلی برستی تھی دیدار کی

نہ رہتی تھی کاجل بن آنکھ ایک پل　　نہ بن آرسی دیکھے پڑتی تھی کل

در آخر ایں فسانہ[1] کہ در مرض موت خود گفتہ و ناتمام ماندہ بہ پسر خود خطاب نمودہ بطریق وصیت میگوئد ؎

عظیما نے آدھی کہانی کہی　　نشہ نوش کہیو جو باقی رہی

عظمت

تخلص عزیزے است اہل اللہ مسمی بہ شیخ عظمت اللہ کہ در ابتدا بہ سپاہگری ایام بسر می نمود و در آخر ہا بہ ہدائت ازلی و رہنمونی سعادۃ لم یزلی بہ [تحصیل] علوم شریفہ و استحصال فنون رسمیہ اشتغال نمودہ و دامن ہمت برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر و بکوشش [بے] نہایت و جہد بیشتر از بیشتر اوقا[ت] عزیز شبا روزی عمر گرامی دریں شغل سامی صرف فرمود تا رفتہ [رفتہ] سعی بے بجاے رسید واحدے از دانشمنداں و [فردے] از اہل علم گردید بہر کیف ایں دو بیت از زادہاے طبع آں بلند ہمت است ؎

جو اب ہاتھ سے غم کے جیتے رہینگے　　مے عیش بھر عمر پیتے رہینگے
میاں گریبی دھاک ہے اوس کمر کی　　تو کاہیکو جنگل میں چیتے رہیں گے

ایں شعر اگرچہ سرقۂ شعر شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی است اما [بطور خود] خوب بستہ -

---

علی

تخلص دوکس می شناسم

---

[1] افسانہ ۱۰۱ ۔

اول

شاہ ناصر علی مرحوم وے مردے بود نیک روش آزادمنش بیدار دل بخدا مشتغل تجرد دثار تفرد شعار عالی ہمت والا نہمت صاحب ہوش حقیقت کوش سالک راہ خدارہ نورد طریق ہدا طبعش نہائت عالی و بغائت بلند فکرش خیلے متعالی و بسیار ارجمند خیال بندی وے زباں زد عالم نازک خیالی [وے] ضرب المثل اولاد آدم مولد و مسقط [الرا] سش قصبہ سہرند حضرت دہلی ویرانشو و نما (...) ولپند سلسلۂ حسب ولپذیرش [باو] لیاء کرام علیہم رضوان اللہ الملک العلام میرسد و سررشتہ نسب [شریفش] بہ یعشوب الموحدین امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسلام اللہ علیہ می پیوندد و اشعارے در بعض اشعارش بداں رفتہ چنانچہ میگوئد ؎

گر از حسب بپرسی من قنبرم قنبر وار از نسب بگوئی اولاد مرتضا ایم

از علو ہمتش چہ برطرازم کہ خامہ با وصف دوزبانی از تحریرش بسر ورمی آئد و بسر نمی آئد

حکائت

روزے حسب اتفاق آزادانہ بسیر دریا میرود در اثناء سیر بخیالش میگذرد کہ رداء شوخگین خود را شست و شو [دہد] و ارستانہ بگاذرے استدعاے مافی الضمیر میکند و در حین مطالبہ اجرۃ میگوئد بالفعل ہیچ ندارم تا انصرام کار آنچہ بمن از [غیب] میرسد بتو ارزانی است قضارا صاحب دولتے از طالبان وے ازاں روے جمن عبور نمودہ باوے در میخورد و ناداستہ فقیر [دا] نستہ بہ نسبت فقیر کہ الفقراء کنفس واحدۃ قضیہ احوال خیریت مال و بود و باش تجرد قماش شاہ ناصر علی شاعر می کند ایشاں تجاہل نمودہ میگوئند کہ ناصر علی مردے آزاد بے سروپا مثل ماست صاحبان عزوجاہ را از ملاقات وے کدام بہرہ حاصل آئد حاصل کہ بعد الذی والتینا پردہ از روے کار برمی افتد و عجالۃ الوقت دو درست زر سرخ با [یشا] ں فتوح میرسد و بحکم الکریم اذا وعد وفا نصیب گاذر می شود

دیگر

مشہور است کہ قصیدۂ در مدح امیر الامرا نواب ذوالفقار خاں مرحوم انشا کردہ کہ مطلعش

این است ؎

اے شان حیدری بجہین تو آشکار　　نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

نواب مغفور بر استماع ہمیں مطلع اکتفا ورزیدہ گفت کہ ہمیں قدر کافی است کہ از عہدہ صلہ اش نمی توانم بر آمد تا بتمامی قصیدہ چہ رسد و مبلغ یک لک روپیہ نقد با یک زنجیر فیل اہرمن پیکر بطریق جائزہ تکلیف کرد شاہ عالی جاہ فیل سوارہ مبلغہا بتدریج بر حوضہ فیل می کشید و دو روپیہ[1] نثار کنان زر افشاں در کوچہ و برزن میگذشت تا بدر کلبہ خود رسید ہنگام فرود آمدن فیلبان معروض رائے والائے ایشاں داشت کہ بایں مسکین [ہیچ نہ رسیدہ] فیل بانعام وے رسانیدہ باخزائن علو ہمت نام خدا بر زبان راندہ داخل مسکن مالوف شد قصہ مختصر زبان دانان ایراں زمین گواز ممر انصاف دشمنی حسابے از وے نگیرند اما حق این است کہ شعرش رنگے خاص دارد و گفتارش طرز خاص الخاص دیوانے مختصر و مثنوی موجز در نہائت متانت و غائت استواری بزبان فارسی از وے یادگار صفحہ روزگار است گاہے [بتقریب] بیے شعر ریختہ ہم از طبع عالیش ریختہ چنانچہ در جواب شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ بطریق طنز گفتہ بود ؎

اوچھل کر جا پڑے جوں مصرع برق　　اگر مصرع لکھوں ناصر علی کو

گفتہ ؎

با عجاز سخن گر اوڑ چلے تو　　ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کو

دوم

مغل زائے [خو] بی التیام مرزا علی نام وے مردے بود فرزانہ شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ ایں مطلع از وے است ؎

---

[1] دو روپیہ ۱۰۱ ؛　　[2] از ۱۰۱ ؛

تجسا کوئی دنیا میں ستمگار نہیں ہے　　بے رحم جفا پیشہ و خونخوار نہیں ہے

عمدہ

تخلص لالہ سیتا رام برادر راجہ دیا رام پنڈت است وے جوانے بود خوش طبع شیریں زبان نیک طینت عذب البیان نہایت باتمکنت و بغائت متین شاگرد انعام اللہ خاں یقین ایں دو شعر از گفتہاے اوست ؎

مرے تابوت پر حاجت نہیں پھولوں کی چادر کی　　کہ میری نعش پر وہ سرو گل رخسار پہچے گا

نہ اپنے مبتلاؤں پر غضب اے نوجواں رہیئے　　انہوں کی دلبری کیجے انہوں پر مہرباں رہیئے

عنائت

تخلص شیخ نظام الدین مرحوم است وے از قاضی زادہاے قصبہ رٹول بود بنا بر تحصیل علم بحضرت دہلی وارد شدہ کسب علوم رسمیہ می کرد و بخانقاہ عارف زماں حضرت میر جہاں قدس سرہ اقامت داشت و دست انابت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم دادہ در شعر فارسی کہ بطور خود میگفت مسرور [تخلص] میکرد و از عنائت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفر اللہ عنہ در ریختہ عنائت تخلص یافت در آخر ہا بضلعہ کالپی رخت سفر کشیدہ با ستاوی یکے از اولاد امجاد نواب غفراں مآب فخر الملک عماد الملک ضیاء الدین خاں بہادر عز امتیاز یافت و در ہماں نواح برحمت حق پیوست قطعہ دو بیتی کہ بطریق تلمذ قطعہ عربی در منقبت حضرت امیر المومنین یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ و سلام اللہ علیہ گفتہ و بیاد ایں بے بضاعۃ ماندہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

بشارۃ دوستداروں کو علی حبہ جنۃ — کہ جن کی شان میں آیا قسیم النار والجنۃ
عنائت دل سے کہتا ہے وصیؐ مصطفےٰ احقا — علی ابن ابی طالب امام الانس والجنۃ

عیاں

تخلص سید غالب علیخاں مرحوم المشہور بہ میرطہ است ایشاں جوانے بودند از سادات گردیز بسیار قابل وسپاہی منش و خیلے خوش طبع و پاکیزہ روش شیریں زبان عذب البیان ہوشیار ستودہ کردار حدید الذہن دائم السرور تیز فکر صاحب شعور در آخر ہا بہ تحریک قضا بدیار پنجاب رحل اقامت فگندہ بہماں نواح بروضہ رضواں خرامیدند والد ماجد ایشاں یعنی سید عوضؔ خاں [در] عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بسیار باشوکت و نہائت باسروت (کذا) ایام بسر می فرمودند بہ بخشی گری سپاہ نصرۃ پناہ نواب غفران مآب مظفر خاں بہادر عز امتیاز داشتند و در ایام سلطنت مرزا احمد مرحوم خلف الصدق فردوس آرامگاہ نیابت صوبہ دار السلطنت لاہور از قبل نواب مغفرۃ ایاب معین الملک المعروف بہ میر منو بایشاں تعلق داشت در اوان ریاست حضرت عرش [منزل] بافراط و تفریطے کہ بحضرت دہلی از ترکتاز احمد خاں ابدالی رو داد مردانہ گلگونہ شہادۃ بر رو مالیدہ سرخروئی جاوید اندوختہ بسیر روضۃ الجنان شتافتند مہین برادر سید غالب علیخاں عیاںؔ سید فتح علیخاں حسینی سلمہم الرحمٰن علایق دنیا را خیرباد گفتہ بمسند ارشاد پائے تمکین استوار کردہ زہد توکل را کاربستہ بروشے نشستہ اند کہ تحریر عشر عشیرش مقدور قلم حقایق رقم نیست کہ برشتہ تحریر کشد حق تعالےٰ سلامت با[کرامت] دارد کہ ع

وجود مردم دانا مثال زر و طلا است

بالجملہ سید غالب علیخاں بہر دو زبان سخن میگفت و در معنی می سفت اما میلش بفارسی بیشتر بود و فکر ریختہ بسیار کم می نمود ایں شش شعر از یادگار آں مرحوم است ؎

---

[1] وصی المصطفےٰ ۱۰ ۱۲ ' [2] عیوض ۱۰ ۱۲ ' [3] دارد ۱۰ ۱۲ '

قتل خسرو کو کوہکن نہ کیا　　وقت پر تو نے باکپن نہ کیا
تیری [دولت] سے اس چمن [میں] بہار　　ہم نے کیا کیا دوان پن نہ کیا
اس پہ موقوف کیا ہے شان [جنوں]　　نہ کیا چاک پیرہن نہ کیا

کیا صبا لاتی ہے یاں پیغام جاناں متصل　　پھاڑتے ہیں جو چمن میں گل گریباں متصل

چمن میں جب کبھو میں نالہ و فریاد کرتا تھا　　میری کس کس طرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

مصرعہ اول ایں مطلع احسن اللہ خاں بیاںؔ را کہ ؎

میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم
دیکھ کر مجکو عبث مجلس سے اوٹھ جاتے ہو تم

بطریق طنز و خوش طبعی خوب تضمین نمودہ چنانچہ میگوئد ؎

ہے عیاںؔ جی میں بیاںؔ سے کہئیے یوں مجلس کے بیچ
میں بھی میاں کچھ آدمی ہوں جسے شرماتے ہو تم

عیش

تخلص مرزا حسین رضاؔئی لکھنوی است وے سیدزادہ بود از شاگردان شاعر فصاحت افروز میر سوز مرحوم ایں دو شعر از وے است ؎

وہ اگر آوے پشت بام کہیں　　میں بھی کرلوں اوسے سلام کہیں

لہ ۱۰۱۰ میں درج نہیں،

یہ غزل عیش ہے تصدقِ تسوز　　مجھے ہوتی بھی انصرام کہیں

عیاش

تخلص دوکس میدانم

اول

غلام جیلانی خان سلمہ الرحمٰن المعروف بہ میاں بخشو پسر نواب معلے القاب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر عفی اللہ عنہ وے جوانے است خلیق شیریں زبان گرم جوش عذب البیان عالی ہمت والا نہمت پاکیزہ خلقۃ شاگرد قلندر بخش جرأۃ تسید ذہبا باخلاق حسن می نماید بہ شیریں زبانی و [مہربانی] کس و ناکس را مشتاق لقای فرخ بقائے خود میفرماید با قاسم [ہیچمدان سراپا] نقصان در ایام و[رو] د خود بحضرت دہلی باشتیاق ہرچہ تمامتر ملاقات نمودہ و باشفاق [کہ زیاد] ہ ازاں متصور نیست الطاف فرمودہ بالجملہ [ایں] ہفت بیت کہ از ریختہائے طبع دربارے است در اینجا ثبت افتادہ [منہ سلمہ] ربہ ہ

دل میں آتا ہے کہ اب [کیجیے] ترک اسباب　　بے سر و پاؤں کو کیا ہے سر و سامان سے کام
خاکساری کا مجھے مرتبہ بس ہے عیاش　　نہیں اس عاریتی منزلت و شان سے کام

اڈا ہے ابر زور زمیں سبزہ زار ہے　　ساقی جو تو بھی آوے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہوں [د]م فراق میں تیرے میرے لئے　　ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے
عیاش پاس کیا ہے جو تیرے کرے [نیا] ز　　ایک نقد دل ہے سو تو وہ تجھ پر نثار ہے

کاٹ جو ابروئے خمدار میں تیرے ہے میاں　　خنجر و تیغ کا کب اوسکے تئیں کاٹ لگے

جو ہیں اجلاف سو پہنے ہیں کتان و شبنم　　اور یہ اشراف پہننے گزی و ٹاٹ لگے

دوم

خیالی رام وے از ہند و نژادان حضرت دہلی تازہ مشقے است کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں شعر منسوب بوے است ؎

جام ہے ہات میں [اور] شیشۂ مے زیر بغل
نہیں عیاش کو میاں بزم خرابات سے چھوٹ

حرف الغین المعجمہ

درطے ایں حرف ذکر دہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس غریب تخلص میکنند و مجموع اشعار شاں [پنجاہ و چار] شعر است

غالب

تخلص بہادر بیگ خان مرحوم است پدر والا قدرش مکرم الدولہ [نیاز] بیگ خان بہادر طالب جنگ امیرے بود از امراء　　توران کہ در [ایام] دولت امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر عفی اللہ عنہ بشوکت تمام و حشمت [تام] ایام خجستہ آغاز خوبی فرجام بکام دل بسر می برد بعد رحلت والد ماجد خا [ن مرحوم] ہم از پیشگاہ خلافت بخطاب مستطاب والاجناب عز [امتیاز یافتہ] اما بنابر گردش

دور دوار ناہنجار و عیش دوستی طبع کامرانی کردار دولت دیرینہ را کہ پدرش بہزار جر ثقیل و نصب صد دمدمہ بجوکشیدہ بود در ایام معدودہ رائگان و برباد داد و در اخرہا مرتبۂ ا [علی] ناداری رسیدہ بود کہ حضرت قدر قدرۃ نظر بر خانزاد پروری بنا بر رفع تکلیفش وجہے مقرر فرمودہ بودند اما حیف صد حیف کہ در ہماں نزدیکی رخت زندگانی بسرائے جاودانی کشیدہ بروضۂ رضواں خرامید انا للہ و انا الیہ راجعون مختصر کلام وے جوانے بود خوش خو پاکیزہ رو بغائت مؤدب نہائت مہذب یار باش خوش معاشش جان مروۃ و فتوۃ عین محبت و مودۃ کریم الطبع نیک نہاد سخی مزاج خیلے جواد معنی سماء وجود حقیقت نفع و سود یک چند مجلس مراختہ بدولت خانہ خود منعقد می ساخت و بضیافت مجلسیاں خاصہ شعرائے فصاحت بیان بانواع اطعمہ و اقسام اشربہ و انحای حلاوی و صد گونہ رقص می پرداخت بہر دو زبان سخن میگفت و بہر دو د[ست] در معنی می سفت شعر فارسی بسمع میر فرزند علی موزون می رسانید و [ر] یختہ ریختہ طبع دربار خود از نظر استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خان ہدائت عفی اللہ عنہ و دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق سلمہ اللہ الخلاق می گذرانید ملخص سخن بیت و یک شعر از سخنہائے دلنشین آں جوان حسین نیک دیں در اینجا ثبت [افتاد] منہ عفی اللہ عنہ ؎

مت ہو خفا بغل میں گر تجکو یار کھیچا — مجبور تھا نشے میں بے اختیار کھیچا

فرقت میں تیری شب کو زبس دل میں درد تھا — گہ چہر[ہ] سرخ گاہ میرا رنگ زرد تھا

کبھو تو زرد ہے چہرہ کبھو ہے لال اپنا — دکھائی دے ہے عجب دمبدم یہ حال اپنا
اگرچہ دلمیں تو رہتے ہو پر بظاہر بھی — کبھو کبھو تو دکھایا کرو جمال اپنا

دل میں اپنے نہ کرو سوچ کہ کیا ہووے گا — وہی ہووے گا جو قسمت کا لکھا ہووے گا

ا اللہ تعالی الخلاق و ۰ و ۰

دل تو دیتے ہوے دے بیٹھے ہم اوسکو لیکن
سوچ رہتا ہے یہی دل میں کہ کیا ہووے گا

اپنے غالب کے تئیں نت کا ستانا کیا ہے
کچھ بھلا بھی کر و پیارے کہ بھلا ہووے گا

رہتے ہیں آینہ کے ہمیشہ دو چار آپ
تنہا ہی لوٹتے ہیں یہ ساری بہار آپ

میں مر ہی گیا تھا سیمبر رات
قصہ ہی ہوا تھا مختصر رات

قاصد اوسے آیا ہوں کہو میں بھی بھلا یاد
اب جس کی مجھے یاد میں یہاں کچھ نہ رہا یاد

[اے آ]ہ ذرا خدا سے ڈر کر
اوس شوخ کے دل میں ٹک اثر کر

[بجلی] کے کڑکنے [کے] ہوں قرباں
شب چھاتی سے آ لگے [وہ] ڈر کر

ہم نے لکھ کر اوسے حال سحر و شام تمام
اپنے ہاتھوں سے خراب اپنا کیا کام تما[م]

زلفوں کے بال مونہہ پر اوسکے بکھر رہے ہیں
کیا کیا خیال دل میں ہم اپنے کر رہے ہیں

[ایں[1] شعر . . . . . بے تفاوت حرفی در اشعار حجام مرقوم است]

ہے مجکو یہی سوچ کہ اس بزم میں آکر
جو اوٹھ گئے کیا کر گئے کیا ہم نے کیا بیٹھ

یکبا کوئی دو شخص [فلک] دیکھ سکے ہے
پیارے جو تو آتا ہے تو ٹک مجھے جدا بیٹھ

ہوتی ہے کوئی جینے کی بے عشق بھی لذت
چاہے جو مزا اسکا کہیں دل کو لگا بیٹھ

منزل کو جو پہنچے ہیں یہ کہہ دیجیو اون سے
ایک یار کوئی راہ میں ہے تک کے رہا بیٹھ

---

[1] اصل نسخے میں یہ عبارت نہیں حالانکہ حجام کے ذکر میں یہ بیت اسکے نام پر بھی درج ہے۔ ملاحظہ ہو حجام کا تذکرہ، ج، اول، ص ۱۹۹

دیتے ترے کوچے میں کوئی غیر ٹھہرنے　　پر یار میں جوں نقش قدم اوٹھ نہ سکہا بیٹھ

قصۂ درد جو شب اپنا سنایا ہم نے　　یہاں تلک ر[و]ئے کہ اوسکو بھی رولایا ہمنے

گرچہ اپنا نہ رہا ہوش مجھے　　پر ہوا تو نہ فراموش مجھے

غافل

تخلص ہوشیارے است از دودمان شان جلی المسمی بہ میر محمد علی گوئند کہ وے از سادات ممالک جنوبیہ واز تلامذۂ شاہ قدرت اللہ قدرت و مرد نیک [ر] وش ستودہ منش صاحب شعور با فرح و سرور در [د] مند محبت پیوند است. بہر کیف شعرش پر کیف و سخنش بران سیف است ایں دو شعر از گفتہاے او و سفتن ایں دو در بے بہا منسوب بدوست ؎

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بے خوابی رہی　　ایک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی
جب تلک جیتے رہے جاری رہا آنکھو نے اشک　　بعد مرنے کے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غریب

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

شاعرے از شعراے متقدمین از اولاد امجاد حضرت سید الاولین والاخرین علیہ من الصلوات افضلہا و

من التحیات اکملہا کہ میر عبدالولی نام داشت و در سخن گفتن بیشتر ہمت با یہام گوئی می گماشت ایں دو بیت از سخنان آں مرحوم رحمت ایزدی است ؎

اگر فریاد میری جانکنی سنتا تو رو دیتا　　یہ سارا کھودنا پتھر کا اپنے دل سے کھو دیتا

میں احساں مند ہوں زنجیر کا اس واسطے اتنا　　جو دیوانا ہوے پر دستگیری سب کی کرتی ہے

دوم

شریفے از شرفاے حری الاحترام میر محمد [تقی] نام گویند کہ وے مردے بود سر بسر اہلیت و شخصے بود سراپا آدمیت شعرش رنگین است و گفتارش دلنشین ایں مطلع کہ بر مطلع خورشید انور مثل گل نوبہاری خندہ میزند و ہر راست طبع صاحب درد آنرا بدل و جان می پسندد او راست عفی اللہ عنہ ؎

الٰہی مت کسو کو پیش درد انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جب تک بہار آوے

سیوم

شیخ نصیر الدین احمد سلمہ اللہ الصمد وے مردے است قابل و قابل دوست باحلم و حیا سراپا مغز و پوست صاحب فہم و فراست حاوی عقل و کیاست نیک خو کشادہ رو خوش عقیدہ پاکیزہ مذہب نیک رویہ صافی مشرب اصلش خطہ کشمیر جنت [نظیر] مولدش شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بیشتر شعر فارسی گوید گاہے رخش ہمت در میدان ریختہ گوئی ہم پوید ایں غزل پنج بیتی از [زو است] ؎

جس جا کہ قدم رکھتے ہی سر تن سے جدا ہو　　جلتے ہیں اوسی کوچے میں ہم دیکھیے کیا ہو

مت چھیڑ تو اس زلف سیہ فام کو ناداں
دیکھا نہیں کاٹا کوئی کالے کا جیا ہو

بن نرگس شہلا نہیں اس باغ میں اوگتی
یہاں چشم سیہ کا کوئی مارا نہ دبا ہو

زلفوں نے تیری دل ہیں جو برہم کیے اتنے
مشاطہ کا شانے سے خدا[1] ہاتھ جدا ہو

حال دل شوریدہ کہوں کسے غریب آہ
وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر

تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین خان کڑوڑہ است وے از چندے بہ بلدۂ لکھنؤ توطن گزیدہ گوئند کہ از مال و منال بہرہ وافی دارد و از اسباب ایں جہان نصیبہ[2] کافی جوان خلیق خوش وضع یار باش صاحب طبع سعید ترین جوانان صاحب مروۃ و رشید ترین شاگردان میاں قلندر بخش جرأۃ است ایں سہ بیت از گفتہاے اوست و کشیدن ایں سہ نالۂ موزوں منسوب بدو ست

تصور میں ہو اوسے دو بدو ہم
کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو [ہم]

کفن دے ہم کو دو آنسو بہانا
کہ بعد از مرگ پاویں آبرو ہم

نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر
چلے دنیا سے کیا پر آرزو ہم

غلام

تخلص کنور گوپال ناتھ پسر [دوم] راجہ رام ناتھ ذرہ است وے جوانے بود خوش رو نیک خو بحضور نور تقرب تمام داشت و ازیں صحبت سراپا برکت خذیو گیہاں رفعت شوق ریختہ گوئی بہم رسانیدہ بود و

---

[1] جدا ہاتھ خدا ۱۰ [2] حصہ ۱۰

غزل طرح حضور والا را سرنجام داده [باصلا] ح دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق سلمہ اللہ الخلاق رسانیده به پایۂ سریر [سلطانی] معروض میداشت مرتے است کہ آنجہا [نی شد] ہ ایں نہ شعر از وے است ؎

جب تو ہو مجکو کیا ہی خوش آتی ہے چاندنی — دونی بہار مجکو دکھاتی ہے چاندنی
ناصح خدا کیواسطے تک منصفی سے بول — بے روئے یار کس کو خوش آتی ہے چاندنی

یہ دل میں تھا کہ ملیں گے تو کچھ کہیں گے حال — جواب ملے ہیں تو کرنا بیان بھول گئے

کیا پوچھتے ہو جور بھلا مجھسے یار کا — دیکھو نہ حال میرے دل بے قرار کا

جو ہم بستر کبھو ہوں ہم غلام اوس ماہ طلعت سے — نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ

خط دے کہ نہ دے گوش بر آواز ہوں قاصد — مژدہ تو مجھے یار کے آنے کا سنا دے
تونے تو غلام اوسے غرض خوب نباہی — اللہ اوسے بھی کہیں توفیق وفا دے

قطعہ

ابتدائے محبت جاناں — کیا بیاں تم سے کیجئے احباب
دل تو ویراں ہوا سراپا آہ — کیا کرے گا یہ عشق خانہ خراب

غلامی

تخلص شاہ غلام محمد مرحوم است وے درویشے بود آزاد اما خوش [طینت] نیک نہاد در

خاص بازار دردکان شمع گرے بیشتر نشستہ می بود و سیر آیند و روند میفرمود و گاہے در تکیہ تسلیم شاہ مغفور ہم جہت تفریح طبع و ملاقات درویشان آزاد منشان خاصہ [بدریافت] صحبت بابرکت شیخ ظہور الدین حاتم کہ نسبت تلمذ بجناب فیض مآب آں استاد بیشترے از سخن سنجان عالم داشت میرفت طرز گفتارش برویہ شعراے دورۂ دومی می ماند بہر حال ایں بے بضاعت سہ شعر از گفتہاے آں مبرور ثبت می نماید منہ عفی اللہ عنہ ؎

اگر بیمار یہ جیتا تو نہ جانے کے کام آتا　　یہ مشتاقوں میں تھا اے گبر ترسانے کے کام آتا

کل جسکی نظر تیر سی گزری میرے دل سے　　پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

جب تلک تھا گھر میں اپنے بیچ کھاتا تھا فقیر　　اب تو کچھ باقی نہیں ہے کہہ تو کیا بیچوں خدا

غمگین

تخلص میر سید علی پسر سیوم میر سید محمد مرحوم برادر زادہ سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی حقائق پژوہ معارف آگاہ صفدر شکوہ آصف جاہ نبیرہ حضرت دوزبان پیشوائے انس و جان محبوب سبحانی قطب ربانی امام الفریقین غوث الثقلین قدس اللہ تعالے اسرارہم نبیرۂ خواجۂ بے رنگ خدا دوست عالی فرہنگ پیش خرام سالکان راہ خدا رہنماے طالبان طریق ہدا فانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ میر نظام الدین احمد قادری مدظلہ وسلمہ ربہ است وے جوانے نیک زندگا [نی] کشادہ پیشانی خوش اختلاط مستحکم ارتباط یار باش محبت تلاش مخلص نواز مخالف گداز با عزو تمکین شاگرد سعادت یار خاں رنگین است علی قدر حال خط نسق[1] می

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ،

نویسد [وکم] کم فکر سخن می گزیند [خو] ش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد بہر حال ایں چار بیت منسوب بدوست ؎

میرے صیاد نے کیا ظلم یہ ایجاد کیا　　بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے[1] سینے سے　　کہیں مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

میرا اس عشق کی دولت سے چہرہ زعفرانی ہے　　نکلتا اشک جو آنکھوں سے ہے سو ارغوانی ہے

گو سیہ بخت ہوں پر سرمۂ بینائی ہوں　　جو کہ دیکھے ہے سو آنکھوں سے لگاتا ہے مجھے

ایں شعر سرقہ طالب کلیم است اما بزبان خود خوب گفتہ

غمخوار

تخلص سید زادہ ایست فرخندہ آغاز مبارک فرجام میرزا[2]۔ نام وے نوجوانے است زیبا منظر پاکیزہ سیر نہائت با ادب و بلغائت مہذب سعادت مند دانا پسند ہوشیار ستودہ اطوار شگفتہ جبیں فرحت آگین سپاہی پیشہ نیک اندیشہ خوشخو تازہ گو کہ مشق سخن از میاں غلام حسین شکیبا میکند و گاہ گاہ غزل طرحی سرانجام میدہد ایں چار بیت از گفتہہائے آں نوجوان سعادۃ نشان است ؎

آنسوؤں کے ساتھ آکر چشم میں دل رہ گیا　　بھج چکا یہ قافلا جب میر منزل رہ گیا

کام آخر ہو گیا میرا بس ایک تلوار میں　　مرتے مرتے دل میں شوق وصل رہ گیا

---

[1] میرے ۱۰ ۱۲　[2] دونوں نسخوں میں میر کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

اوٹھ سکا کوہ غم شیریں نہ جب فرہاد سے
مار تیشہ سر میں رکھ چھاتی پہ ایک سل رہ گیا

میں ہیں حیران جمال یار کچھ تنہا نہیں
محو حیرت آئینہ بھی ہو مقابل رہ گیا

حرف الفاء

در[1] ایں حرف ذکر بیست و پنج شاعر اندراج یافتہ ازاں جملہ [چار] کس فدا تخلص میکنند و پنج تخلص است[2] فدوی و دو عزیز بفروغ متخلص اند و دو بہ فراق و سہ بشر را فقیر و مجموع اشعار ایشاں[3] . . . . شعر است کہ منجملہ[4] . . . . رباعی واقع شدہ

فارغ

تخلص لالہ کمند سنگھ کھتری است وے ہندو نژادے است اما مطیع الاسلام و خیلے محبت القیام در ایام سالف بہ توشک خانۂ حضور سراپا نور بعہدۂ متصدی گری عز امتیاز داشت در ایں ایام تفرقہ فرجام از حضرت دہلی رخت سفر بربستہ بہ قصبہ بریلی رحل اقامت افگندہ کام و ناکام ایام زندگی بسر می آرد[5] مرد قابل و خوش اختلاط است نسبت تلمذ بہ استاد اکرشے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم دارد ایں چاردہ بیت از گفتہہاے اوست [6]

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات
رہا ہے [آنکھوں سے] اشکوں کا ہار ساری رات

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ [2] مطلق ۱۰۰ [3] ۱۰۰ ۱۰۰ میں 'است' درج نہیں '
[4] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [5] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے [6] بر ۱۰۰ ۱۰۰

جمائیاں جو تمہیں اسقدر اب آتیں ہیں — کہیں تو جاگے ہو اے گلعذار ساری رات
بتاں کے غم میں پلک سے پلک نہیں لگتی — کیا کریں ہیں ستارے شمار ساری رات
بس اب خموش ہو فریاد مت کر اے فارغ — کہاں تلک تو کرے گا پکار ساری رات

آئی لپٹ جو زلف کی تیری چلی چلی — گلشن میں باغ باغ ہوئی ہر کلی کلی
ہم دل جلوں کی بزم میں گر آئے شمع بھی — سن آہ شعلہ بار پکارے جلی جلی
اے مایۂ نشاط ترے غم میں خورمی — بزم دل حزیں سے پھرے ہے ٹلی ٹلی
مدت سے جستجو میں تیری مثل گرد باد — اوڑتی پھرے ہے خاک ہماری گلی گلی
فارغ بھی اے محب بامید نجات حشر — ورد زباں ہمیشہ رکھے[1] ہے علی علی

ابروے یار یکس پہ ہے چڑھائی تیری — قتل کو بس ہے مرے چشم نمائی تیری
دور سے دیکھ مجھے چیں بجبیں ہو جانا — تا کہ کچھ کہہ نہ سکوں بل بے رکھائی تیری
حسرتیں دل کی بڑھا نید میری تلخ کی آہ — رات کو خواب میں کل شکل جو آئی تیری
دیکھ کھڑے کو تیرے گل نے گریباں پھاڑا — آئینہ آب ہوا دیکھ صفائی تیری
بے طرح دام میں زلفوں کے پھسا تو فارغ — نہیں آتی نظر اب ہم کو رہائی تیری

فدا

تخلص پنج کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں [پنج بہ تکملہ] مناسب می [انگا] رم وازاں چار یار باقی [است]

---

[1] رہے ہے ۱۰۱۰

اوّل

مرزا فدا حسین خاں المعروف بہ آغا حسین خاں ابن نواب ضیاء الدین حسین خاں عرف آقا مرزا و نبیرہ نواب الہ بردی خاں جہانگیری وے مغل زاے است در بلدۂ لکھنؤ نیاگانش را در رمل و قرعہ اندازی دستے بود گویند کہ مرد خوش اختلاط مستحکم ارتباط محبت مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است از گفتہایش یازدہ شعر در اینجا ثبت افتاد اوراست ؎

غیر کی تم نے کی خوشی اور ہمیں خفا کیا　　خوب کیا بھلا کیا خیر بہوت بھلا کیا

چاہت سے بے خبر ہے ہماری تو یار حیف　　ہم چاہیں اور ہمیں تو نہ چاہے ہزار حیف

دو گرہ دل کو میرے زلف گرہ گیر کے ساتھ　　میں دوانا ہوں مجھے [ربط] ہے زنجیر کے ساتھ

نہیں کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی　　سچ یہ جو پوچھو تو یہی بات ہے مر جانے کی

ناکام کیا رہیں گے کچھ کام کر رہیں گے　　بدنام ہونگے تو بھی ایک نام کر رہیں گے

بیمار غم کا تیرے سب کر [چکے] ہیں چارا　　دیدار یار تیرا اب دیکھنا ہے باقی

تیروں کا ان بتوں کے دل آماجگاہ ہے　　یہاں آہ آہ کرتے ہیں وہاں واہ واہ ہے
وہاں ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے　　یہاں کنج غم میں شکوۂ بخت سیاہ ہے

ہوں اسیر گیسوے پر پیچ میں آشفتہ سر　　خواہ دیوانہ کہے تو خواہ سودائی مجھے

ایک سانس جوں حباب تن ناتواں میں ہے [اسپر بھی] درد عشق میرے [امتحاں میں] ہے

نہ پوچھو کچھ خبر دل کی گیا تھا ساتھ قاصد کے نہ پھر دل ہم تلک پہنچا نہ ہم ہی دل تلک پہنچے

دوم

صدر الصدور زماں مولوی محمد اسمعیل المخاطب بہ عاقبت محمود خاں وے جوانے است شائستہ نیک دین بسیار مہذب و بغائت باتمکین خیلے خلیق و خوش اختلاط نہائت نیک خو و پختہ ارتباط تحصیل کتب متداولہ از خدمت سراپا برکت حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خاں غفرہ اللہ المنان فرمودہ از چندے خیال ریختہ گوئی در دماغش جا نمودہ اصلش از خطہ کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی ظہور نیا کانش ازان جنت نظیر است و حصول شخصش دریں قرارگاہ خوشدلی ازاں اشعار آبدار کہ آں صاحب وقار موزوں فرمودہ پنج شعر ایں ہیچمدان سراپا [نقصان] در اینجا ثبت نمودہ منہ سلمہ ربہ

ے یہ کس کے بال دیکھے تھے کمر تک کہ روتے ہم رہے شب کو سحر تک
ذرا پھر دیکھ لوں صیاد گل کو قفس لے چل مرا گلشن کے در تک

قاصد کہیں شتاب پھرے کوے یار سے آیا ہے جی لبوں پہ میرا انتظار سے
مانند خار خشک ہمیں اس چمن میں آہ نے کام کچھ خزاں سے نہ مطلب بہار سے
سیر چمن میں بے مژۂ سرمہ سا مجھے موج نسیم کم نہیں خنجر کی دھار سے

سیوم

سخن گوے صاحب خرد شیخ عبد الصمد سلمہ ربہ وے بزرگے است نیک نہاد از سکنہ قصبۂ فرید آباد

تحلیہ علم و حلم آراستہ بزیور ورع و تقوی پیراستہ خوش طبیعت شیریں کلام نیک طینت خوبی التیام محبت منش مروۃ بنیاد مودۃ روش فتوۃ نہاد حیا پرور کرم گستر صاحب زہد و توکل بری از ریا و تجمل عزت دوست و دوست عزیزاں اخلاص طراز لجاجت دشمن و دشمن متکبراں گردن فراز بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے دارد و خط نستعلیق و شکستہ می نگارد شعر فارسی و ریختہ ہر دو می گوئد و بمیدان ہندو فارس فرس ہمت می پوئد دیوان مردف مملو ہر گونہ سخن بطور خود بہر دو زبان کہ دارد بصفحہ دہر [ثبت] نمودہ بیروں ازیں مرثیہ و سلام بسیار گفتہ و دہ مجلس را بزبان ریختۂ خود نظم فرمودہ مختصر کلام واد شہر استادی قصبہ [فرید] آباد دادہ کہ بر سر ہر متصدی پسر و قانون گو بچہ و مانند انہا داغ استادی نہادہ در ایام دولت نواب کامگار خاں وغیرہ [بلوچا] ن فرخ نگر بسیار با کرو فر ایام بسر نمودہ کہ بہ اتالیقی یکے از سردار زادگان انجا متعین بودہ دریں ایام نافرجام کہ زمانہ سفلہ نواز و اشراف گداز افتادہ بہ توکل محض اوقات بسر میکند و بر ہیچ کس حاجت خود نمی برد بالجملہ مردے مستقیم الوضع قویم الطبع افتادہ ایں نُہ بیت از زادہاے طبع منیعش ایں احقر بنوک قلم درداوہ منہ سلمہ ربہ ؎

جو درد دل کا لکھوں یار کو میں لے کاغذ — تو اشک یہاں تئیں امڈے کہ بہ چلے کاغذ

زلف جوں ابر نہیں ماہ مبیں کا پردہ — ہے سیہ جامہ رخ کعبہ دیں کا پردہ
تو سن یار کے جولاں سے جو سرمہ ہو گرد — چشم نظارہ کروں خانۂ زیں کا پردہ
بے غبار آئنۂ دل سے نمودار ہو مہر — سینہ خلق سے جو دور ہو کیں کا پردہ

جلوہ حسن اوس کا آئنے میں یوں محسوس ہے — شعلہ شمع فروزاں جوں تہ فانوس ہے
ہو نہ تسخیر پریویاں [کہ] ہے آسیب سخت — گو عزیمت بھی حصار فوج بکتا توس ہے
رشتۂ تسبیح زاہد ہے یہ زنار مغاں — شورش ذکر ریائی نالۂ ناقوس ہے
چشم عبرت سے جو دیکھا ہے فنا خاک آخرش — تخت کیخسرو ہے گریا تاج کیکاؤس ہے

خون پر جنکے نہ تھا ایوان نعمت کا ثبات — ہے مزہ یہ اون کے خلعے پر چنے ہونے لگے

چہارم

لچھرام پنڈت وے از مدت مدید بحضرت دہلی سکونت داشت از چندے بہ بلدہ لکھنو مشتافتہ بعلاقہ وکالت رسالہ عبدالرحمن خان قندھاری در سرکار دولت مدار نواب معلے القاب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر نوکر شدہ متعینہ بانس بریلی می ماند و بعمدگی ایام زندگی بسری برد مرد ہوشیار ستودہ اطوار شنیدہ می شود گویند کہ بعضے از رسائل فنون سخنوری ہم سیر فرمودہ و مشق سخن از سراج شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ بہرحال پنج شعر از گفتہائش مرقوم کلک سوانح سلک میگردد اوراست ؎

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے — نہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے
ہوا ہے قصۂ مجنوں اگرچہ شہر آشوب — ہمارے عشق کی بھی داستان باقی ہے
بہار حسن کی جاتی رہی اگر پیارے — تیری بلا سے کہ یہ عظم و شان باقی ہے
کہا جو اون سے کہ میں دل تو کر چکا ہوں فدا — یہ بولے ہنس کے ابھی تجھ میں جان باقی ہے

یک قطعہ بہشت ہے روے زمین پر — کشمیر جسکی سیر کے قابل زمین ہے

فدوی

تخلص پنج شخص می شناسم

اوّل

شاہ محسن مرحوم وے فد [وی] قدیمی لاہوری الاصل است در عنفوان شباب رخت سفر بربستہ وارد حضرت دہلی گشتہ رحل اقامت انداختہ توطن گزید ستارخوب می نواخت بیشترے از مغل زاہاے نوجوان

دریں کار نسبت تلمذ بوے داشتند بسیار خوش طبع وکشادہ پیشانی شیریں زبان ونیک زندگانی بود حسب اشتہار شاگرد شیخ مبارک آبرو است و بروفق اظہار آں مرحوم کہ قاسم ہیچمدان سراپا نقصان نمودہ تلمیذ میر شاکر ناجی شاید کہ شعرش باصلاح ہر دو استادان وقت رسیدہ باشد بیست سال کمابیش منقضی می شود کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ بسراے جاودانی اقامت ورزیدہ خداش رحمت کناد کہ مرد نیک نہاد بود این پنج شعر ازان آن مغفور راست ؎

جو چلکر یار گھر آوے تجھے پھر گھر نہ پاوے وہ — تو گھر آکے گئی دولت خسارۃ اسکو کہتے ہیں
کرے شیخی سے جو دعوۃ نہو دلخواہ پھر کھانا — تو تھوکو اوسکے سفرے پر عداوۃ اسکو کہتے ہیں

یا رہم سے جو سداچیں بجبیں رہتا ہے — نہیں معلوم بلا کون سی پیش آنی ہے

[در] ایام نو دولتی نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر عفی اللہ عنہ گفتہ ؎

اور سب گردیاں [پجوڑی] تہیں — فدوی ایک یہ نجیب گردی ہے

سبیے از کسل سنگ کڑوڑہ عرف کسلا رنجیدہ در ہجوش گفتہ ؎

نہیں اوس کو سوا لالچ کچھ اصلا — تبھی کہتے ہیں اوس بھڑوے کو کسلا

فیہ شی لکن جاز فے اشعار الاولین

[دوم]

مرزا عظیم بیگ [مبر] وروے سوداگرے بود از سوداگران حضرت دہلی در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس [آر] امگاہ طاب اللہ ثراہ کہ بسیار کم و پر بامزہ میگفت ایں مطلع اوست ؎

یار پردے میں ہے اور عیش سے مانوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

بعضے ایں مطلع را بہ گنا بیگم زوجہ نواب عماد الملک نسبت کنند و گویند کہ باصلاح سرامد شعرا ے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا ایں مطلع رسیدہ است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ ایں از عالم تواردست یا مرزا سودا بنابر اندراس نام عظیم بیگ سودا گر غصب نمودہ بنام بیگم مقرر ساخت

سیوم

سید زادۂ خجستہ آغاز فرخندہ فرجام میر فضل علی نام دے جہاں آبادی الاصل بود اما گردش دور دوار ناہنجار از چندے دیرا بدیار شرقیہ انداختہ بخاک مرشد آباد سپرد ایں پنج بیت از وے است ؎

آگ تلووں کو میرے لگتی ہے اس رشک سے آہ
جب کف پا کو تیرے یار حنا لگتی ہے

دل چھین کے پوچھو ہو کیا کس کے حوالے
اچھے ہو میری جان خدا کام نہ ڈالے

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو
یہ بھی کوئی مجلس ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ ہو
دونو باہم کیونکہ ہوں فدوی تیری قسمت ہے یہ
گاہ وہ ہو یہ نہو اور گاہ یہ ہو وہ نہ ہو

ابر میں روئے یہاں تک جام کو
نم نہیں آنکھوں میں باقی نام کو

چہارم

بقال پسرے بود از نواح پنجاب کہ بنا بر سعادۃ ازلی و عنائت لم یزلی بہ تاثیر صحبت اسلامیاں

[مغل زا] ربقہ اطاعت [دین] متین بگردن جان افگندہ بزمرۂ اہل اسلام درآمدہ خود را بہ مرزا فدوی تامی ساخت وشوق شاعری بہم رسانیدہ شاگرد [صابر علی] شاہ صابر شد نہایت پرگو است قطعہ بندہای طولانی گفتہ غلطی ہای فاحش در شعر میکند اما بنا بر کثرۃ مشق خوب ہم در کلامش [یافت می شود] قوۃ شعر گوئی بسیار داشت ومناسبت تام بدیں فن شریف با [وسط] بہم دادہ اما جاہل محض و کندہ ناتراش پاجی مزاج خودسر طبع بیہودہ ویاوہ بود با ایں ہمہ با سرامد شعرائے فصاحت امامرزا محمد رفیع سودا طرف شدہ بہ ہجو ہایش پرداختہ ؎

زہرۂ مردی ندو با شیر مرداں در مصاف　　رتبہ کاہے نہ و [در جلوہ] با سرو سہی

مرزا ہم چند ہجو رکیک وے کردہ تشہیرش فرمودہ مشہور عالم ساختہ ؎

با من از جہل معارض شدہ نامنفعلے　　کہ گرش ہجو کنم ایں بود ش مدح عظیم

بہر کیف [آں] کس ناکس یک چند در سرکار دولت مدار نواب امارۃ انتساب امیر الامرا ضابطہ خاں بہادر عفی اللہ عنہ دربار گیراں نوکر شدہ وبتقریب شاعری تقرب نواب مغفور بہم رسانیدہ وباشارہ آں مبرور یوسف زلیخائے استاد نامی مولانا عبد الرحمن جامی را قدس سرہ بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ دہ بیت از زادہائے طبعش در اینجا مرقوم قلم حقائق رقم گردیدہ منہ عفی عنہ ؎

مجھ پہ یہ ظلم یہ جفا باعث　　کچھ تو میں بھی سنو بھلا باعث
ایک تقصیر بھی تو ثابت ہو　　بے جہت رہتے ہو خفا باعث

گر تیغ نگہہ سے تو کرے وار فلک پر　　چل جائے فرشتوں میں بھی تلوار فلک پر

آنسو نہیں ہیں دیدۂ تر میں بھرے ہوئے　　موتی ہیں آبدار صدف میں دھرے ہوئے
ابرو کی تیرے تیغ سے سورج ڈرے ہوئے　　پھرتا ہے اپنے مونہہ پہ سپر کو دھرے ہوئے
خالی کرا نکو دل کے نشانے پر ایک بار　　ترکش تیری نگہ کے ہیں دو تو بھرے ہوئے

یہ سرو نہیں باغ میں ہے آہ کسو کی　　نرگس نہیں تکتا ہے چمن راہ کسو کی

نے ہمیں تاب خموشی ہے نہ یارائے سخن　　بات بھی تجھ سے جو کہتے ہیں تو ڈرتے ڈرتے
کسکو جینے کی توقع ہے بھلا اے قدوی　　عمر آخر ہوئی پیمانہ ہی بھرتے بھرتے

ٹلتے ہیں کوئی ہاتھ چلے یا زباں چلے　　ہم داد خواہ ساتھ ہیں او سکے جہاں چلے

پنجم

جوانے بود مغل زاسعادۃ آباز سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد خوبی القیام مرزا بھچو بیگ نام در افراط تقریطے کہ بحضرت دہلی [بہ ہنگام] افاغنہ ابدالی رو داد بعظیم آباد افتاد و بہمانجا توطن گزیدہ بجوار رحمت حق پیوست خداش رحمت کناد مختصر کلام عزیزے بود خوشرو عاشق مزاج سپاہی پیشہ باسرور و [ا] بہتاج در اخر ہا بہدائت سعادۃ سرمدی و رہ نمونی نیک بختی ابدی بدست حق پرست یکے از اہل اللہ صاحبدل خداشناس کامل دست بیعت در دادہ بحلقہ درویشاں در آمدہ بمشغولی حق در ساخت و در مجالس درویشاں اہل سماع در آمدہ برقص و وجد صوفیان صافی می پرداخت نیاکانش بخدمت سوانح نگاری عزامتیاز داشتند نسبت تلمذ بہ شاہ گھسیٹائے عشق دارد اغلب کہ دست ارادۃ ہم بخدمت سراپا برکت ایشاں دادہ باشد بہر حال ایں بیست بیت از گفتہائے آں ہدائت نمودہ مولفے است ؎

گلہ آپس [میں] ایسا بھی کبھو تھا　　تکلف بر طرف ایسا ہی تو تھا

دل میں کس بات کا ملال گیا　　یار تیرا کدھر خیال گیا

کیا تسلی کر گیا تھا یار اس دل کو میرے　　یہ تو کچھ جاتے ہی او سکے اور گھبرانے لگا

تجھ سے ہوتے ہیں دردمند جدا　　گو کرے کوئی بند بند جدا

کون اوسے یوں کہے کیوں قتل عالم کو کیا　　کیا کسو کا ڈر پڑا ہے جی میں آیا سو کیا
گالیاں کیونکر نہ دیوے تو نے فدوی چھیڑ چھیڑ　　ایک تو وہ تھا ہی اوس کو اور بھی بدخو کیا

جوں شمع سر سے گو کہ بلا رات ٹل گئی　　دیوانے ذکر آج کا کر کل کی کل گئی

وہ کافر ہماری شب تار ہے　　جسے دیکھنا صبح کا عار ہے

ساتھ پھرتے ہیں بہوت مائل لگے　　دیکھتا کیا ہے انہیں قاتل لگے

چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلے　　عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

قطعہ

شب ہجراں کی اور تو فدوی　　ہم کو تقریر کر نہیں آتی
پر یہ وہ رات ہے کہ جسکی ہمیں　　صبح ہوتی نظر نہیں آتی

رباعی

یارو ملے اب کوئی کسی سے کس طور　　منصف ہو ذرا دل میں کرو اپنے غور
جوں آئنہ کس کام یہ خاطر داری　　مونہہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ اور

دیگر

گلشن میں کہاں یار جسے دیکھیں گے　　بن اوس کے تو ہرگز نہ اسے دیکھیں گے
قاصد نے تو ملنے کی توقع کھو دی　　کیوں پھڑکے ہے آنکھ اب کسے دیکھیں گے

دیگر

کل تجکو تو ساری رات سوتے گزری — ہم کو تیرے پاس بیٹھے روتے گزری
القصہ نہ پوچھ جی ہی جانے ہے میرا — جوں شمع جو کچھ کے دکذا صبح ہوتے گزری

یک رباعی محمد میر اثر علیہ الرحمۃ [اللہ الاکبر] ہم دریں معنی است اغلب کہ از عالم تواردست کہ نسبت سرقہ بیکے ازیں دو درویش طبیعت ایں خیراندیش رخصت نمی دہد واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دیگر

کیا ملیئے یہ آشنا گھڑی کے ہونگے — آخر دشمن پھر اپنے جی کے ہونگے
ان سنگ دلوں سے کیا توقع فدوی — یہ کس کے ہوے ہیں جو کسی کے ہونگے

فراغ

تخلص طالب علمے است از طلباے حضرت دہلی کہ در ایام دولت نواب غفراں مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر [استفاد] ہ کتب فارسی و صحائف عربی از خدمت سراپا برکت جناب فضیلت انتساب مولوی محمدی بسمل غفرہ اللہ تعالے می نمود و بہ تعلیم صبیان ایام زندگانی بسر می فرمود و کم کم بفکر شعر ریختہ می گرائید و از نظر فیض اثر آں حضرت میگذرد [انید] نامش از صفحہ خاطر فاتر قاسم ہیچیدان سراپا نقصان با وصف کثرۃ ملاقات بنابر مرور دہور و معنی اوان و شہور حک شدہ حاصل کہ مرد اہل و بصلاح و تقوی آراستہ و پیراستہ بود در ہماں زمان بساط ہستی در نور دیدہ و بروضہ رضواں خرامیدہ خداش رحمت کناد کہ مرد رحیم و صاحب تکریم عظیم بود بہر کیف ایں پنج شعر از ان آں مرحوم است ؎

آتی ہے میرے اشک سے بوے عرق گل — ہے بسکہ نظر میں گل رخسار کسی کا

ب چشمۂ کوثر سے مرا کام بر آوے — مدت ہے کہ ہوں تشنہ دیدار کسی کا
روتا ہے فراغ آج تیرے کوچے میں پیارے — دل توڑ [یے] اسطرح نہ زنہار کسی کا

[یہی ہے جی میں گر ہو سکے تو تا دم مرگ] — کبھو نہ اوسکی محبت کو دل [سے کم کیجے]

خانقہ میں [شیخ کو] غیر از ریا کچھ کام نہیں — امرد غنچہ دہن وہاں بھی سروں کا پھول ہے

فروغ

تخلص دوکس بمن رسیدہ

اوّل

مردے از عالی خاندان مسمی بہ میر ثناء الدین حسین خاں نیک نہاد [والا] نژاد از سکنہ خیر بنیاد حیدرآباد
ایں قطعہ دو بیتی وے کہ در مدح مشیر الملک گفتہ و بمن رسیدہ در سلک تحریر کشیدہ

قطعہ

قبلۂ فیض ہے مشیر الملک — دل ہے خوش جس سے سب خلائق کا
ہے بہار کرم وہ دریا دل — جس سے تازہ ہے رو حدائق کا

دوم

سید زادہ فصیح زبان مسمی بہ میر روشن علیخان نیاکانش بنابر قرب و قدامت حضور سراسر نور بعمدہ معاشی

ایام بکام دل بسر می برند خودش ہم موافق [بعزت است] نہائت خلیق و مؤدب و بغائت خوش طبع و مہذب واقع شدہ در مشق سخن بہ شاعر فصاحت مشحون میر نظام الدین ممنون نسبت تلمذ دارد ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

بن تیرے ہوش ہم کو پیارے کبھو نہ آیا — ہم آپ میں نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کاوش ہی دل کی تجکو مژگان یار آئی — سوزن صفت پہ کرنا گاہے رفو نہ آیا
تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن — گھر میں کبھو ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فرحت

تخلص سیدزادہ ایست نوجوان سعادۃ نشان محبت التیام میر امیر علی نام کہ نہائت سعادتمند نیک روش و بغائت ارجمند و خوبی منش دلبیار مؤدب و نجیلے مہذب واقع شدہ مشق سخن از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ و زاد قدرہ میکند و ایام فرحت انجام خود بہ سپاہگری بسری بردایں بیت و یک شعر از زادہاے طبع منیع آں سیادۃ شعار مودت دثار است منہ سلمہ ربہ و مدعمرہ ؎

اشک آنکھوں سے میری گرنے لگے تارے سے — شب زنخداں کا تیری یاد جو وہ خال کیا

دیکھیئے کبتک حضرت دل اوس دشمن جاں کی فرقت میں
شور و فغاں اور واویلا اور گریہ و زاری کیجے گا
ابتو ذرا بھی قدر نہیں بندے کی تم کو صاحب من
یاد رہے پر بعد ہمارے یاد ہماری کیجے گا

ہجر جانکاہ سے ہو یا تو رہائی یارب — یا سما جاؤں میں پھٹ جاے زمیں کا پردا
تونے فرحت کو فنا کیوں نہ بنایا شبنم — تا یہ ہوتا کسی گلرو کی جبیں کا پردا

دیکھ اوس سرو صنوبر کو چمن میں فرحت
طرح آتی ہے مجھے اپنے طرحدار کی یاد

جی چاہتا ہے اوس لب جاں بخش کو بدل
رکھتا ہوں میں بھی چشمۂ کوثر سے ارتباط

توڑ کر لیجانا مرقد پر مری جس تس کے پھول
وہاں اوگے ہیں انتظاری میں تیری نرگس کے پھول
قیس کا غم کیجئے یا کوہکن کو روئیے
اب کریں چالیسواں اوسکا بھلا یا اسکے پھول
تو جو یوں سیپارۂ دل پر جھکی جاتی ہے آہ
بلبل خوشخواں چمن میں سچ بتا ہیں کس کے پھول
اس روش روندا چمن کو آج اوس گلرو نے آہ
غنچے سب کملاے اور مرجھاے سارے پس کے پھول
نقد جاں جسنے دیا تھا ایک بوسے پر تمہیں
فاتحہ پڑھنے چلو ہو ہیں اوسی مفلس کے پھول

بستر گل ہے نہ درکار نہ پوشاک ہمیں
آپ ہم خاک ہیں کیا چاہیئے ہے خاک [ہمیں]

سوتے ہو کس نید تم کہتے ہیں کل کوچ ہے
حضرت دل اب تلک بے سروسامان ہو

گل میری تربت پہ تم غیروں سے مت بھجوائیو
فاتحہ پڑھنے کو میری جان آپ ہی آئیو
ہے میری یہی دعا ہو وصل میں میرا وصال
یا الٰہی ہجر کا پھر داغ مت دکھلائیو

نہ کیجے آشنائی بیوفا سے
اگر کیجے تو ثابت آشنا سے
لگا اب تیغ بسم اللہ کہہ کر
اگر میں مرگیا تیری بلا سے

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے
قیامت تیرے قامت سے بپا ہے
نہ دن کو چین ہے نے شب کو آرام
خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہے

سوز دل شمع رخاں کو جو سنایا ہم نے　　آپ بھی روے اور اونکو بھی رولایا ہم نے

فرقت

تخلص عطاء اللہ خان است وے برادر زادہ محمد یعقوب خاں عرف میاں کلو خواص حضور پرنور وجوان سعادت مند ارجمند ہوشیار ستودہ اطوار است نیاگانش اکثر بخواصی سلاطین تیموریہ نار اللہ برہانہم عز امتیاز داشتند خودش نیز بیشتر برکاب شہزادگان ایں دودمان عالیشان سفرہا گزیدہ ورنجہا کشیدہ و بدیار مغربیہ و جنوبیہ رسیدہ و راحتہا دیدہ از چندے برفاقت یکے از فرزندان نواب غفراں مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خاں بہادر بنواح کالپی ایام حیات مستعار بسر می برد و گاہ گاہ بطور خود فکر شعر میکند و خیال خودسری در سر دارد و برویہ ایں وقت کہ بدیار شر [قیہ روا] ج یافتہ ہمت می گمارد بہرکیف ایں وہ شعر منسوب بوے است ؎

میرے گھر کے پاس آکر جو وہ بدگمان اولٹا
تو ادھر زمین اولٹی اودھر آسمان اولٹا

شعلۂ آہ کا ہے کس کے اثر پتھر میں　　کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر میں
چشم بددور نہ بن ٹھن کے پھرا کیجئے یوں　　کام کر جاے ہے ایجان نظر پتھر میں
سنگدل کہنے سے کیوں مانو ہو تم اتنا برا　　کیا گنا جاتا نہیں لعل مگر پتھر میں
ایک دل ہے یہ اوسی کا کہ نہیں اوسکو خبر　　ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر میں
حیف وہ دل کہ نہو عشق کی گرمی جس میں　　اور یوں ہاے نہاں رہوے شرر پتھر میں
تو نے پتھر کی زمیں زور نکالی فرقت　　تیشۂ کلک سے دکھلائے ہنر پتھر میں

لہ خوب ۱۰۱۰

شعلہ ہماری آہ کا کس دم علم نہیں　　آتشکدے سے آہ یہ دل اپنا کم نہیں

ہاتھ دل پر رکھے سے کیا ہووے　　دل ہی جب ہاتھ سے گیا ہووے
جی دھڑکتا ہے بات بھی کرتے　　کہ مبادا کہیں خفا ہووے

فراقی

تخلص دو مرد میدانم یکے ازاں انشاء اللہ تعالے بہ تکلم می نگارم دوگیرے کنور پریم کشور ابن کنور انند کشور ولد راجہ جگل کشور سخن فروش است جدش جشن طوی پدرے بثبنے نمودہ کہ تا الیوم بحضرت دہلی از احدے سر نجام نیافتہ تا بہ بلاد دیگر خود چہ رسد قطع نظر از خرج مبلغہاے خطیرہ کہ تحریرش بطول طویل میکشد بدلجوئیہاے خلق بحسن خلق بمرتبہ اعلےٰ ہمت گماشت عامے کہ بنا بر ہمت خداداد از ضیافت دے ابا آورد بکلبہ اش تشریف شریف ارزانی داشتہ گفت کہ بمجلس شادی برادرزادہ خود قدم رنجہ فرمائند کہ محفل سور و سرور بے حضور سراپا نور برادراں نورے ندارد زہے گردش دوردوار ناہنجار بدکردار ہماں کہ خدا را دیدم کہ لباس [فقر] ادر بر کردہ بمومن آباد برند ابن رخت اقامۃ افگندہ فقیرانہ ایام زندگانی بسر می برد اگرچہ اظہار اسلام بہر کس نمی کرد اما بلا شک و شبہ مومن بود بقاسم ہیچمدان سراپا نقصان خاکپاے مومنان نیک ایمان مافی الضمیر خود بمیان افگندہ آب در دیدہ گردانید و طلب مغفرۃ از جناب حضرت غفار نمودہ از چندے آنجہانی شدہ خدائش رحمت کناد و ایں پریم کشور فراقی جوانے حسین و خلیق و متواضع و با ادب و مہذب شیریں گفتار پسندیدہ کردار ہوشیار مودۃ شعار است شعر فارسی و ریختہ ہر دو میگوئد از چندے بر شد آباد کہ جدش وکالت آں صوبہ داشت املاک دے را کہ بدان مکان فراوان است فروختہ اوقات گزاری میکند بہر کیف ایں یک شعر از گفتہاے اوست ؎

ہوئیں آنکھیں گلابی روتے روتے　　گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فراق

تخلص دو عزیزی شناسم

اوّل

کیفیا دجنگ وے از امرائے نظام الملکیہ و رؤسائے ممالک جنوبیہ [است] گویند بشوخۂ[1] وشوکت ایام بسر می برد و شعر ریختہ اکثر موزوں میکند ایں شش بیت از وے است ؎

ہیں داغ میرے سینے کے ننگ پرطاؤس — نے[2] بلکہ یہ سب [باعث] ننگ پرطاؤس
ہم خاک پہ لوٹیں ہوں رقیبوں کو میسر — مخمل کی وہ توشک وہ پلنگ پرطاؤس
ہے چشم ہر ایک داغ کی دلکے مرے روشن — کیا ہو ہے طرف دیدہ [تنگ] پرطاؤس
اوس شوخ رنگیلے کو (کذا) کماں قوس قزح سے — ہو بو قلموں تیر برنگ پرطاؤس
بیرنگ [جلا] مرغ دل اب آتش غم سے — غیر اوس کا ہوا صید خدنگ پرطاؤس
گر سینہ پر داغ فراق اپنا دکھاؤں — ہوں شیفتہ اوسکے جو ہیں ننگ پرطاؤس

دوم

جوانے فتوۃ وثار مروۃ شعار مودت گزیں محبت آئین سراسر حیا سربسر وفا یکسر مہربانی جملہ قدردانی شیریں زبان ملاحت بیان فصاحت قرین بلاغت آگین معنی ورع و تقوی مضمون پارسائی و اتقا جادو طراز سحر پرداز صاحب انداز شریف مالک طرز لطیف دوست یکرنگ سراپا دانش و فرہنگ جسم محبت راجان حکیم ثناء اللہ خان سلمہ الرحمٰن وے از افاغنہ لودہی کہ جد کلان ایشاں از بطن دخترے از سادات شریف

---

[1] بسروۃ در ہر دو نسخہ ، [2] "ہیں" بدلہ

النسب بود و برادر زادہ استاد صاحب ورائت ہدائت اللہ خاں ہدائت غفرہ من لالہ البدائت والنہائت و مرید شیخ روشن ضمیر حضرت خواجہ میر است علیہ رحمۃ اللہ القدیر وعفی اللہ عنہ القلیل والکثیر وسخن خود بیشتر باصلاح شیخ بزرگوار وعم والاتبار خود رسانیدہ و برخے از اشعار آبدار از نظر سراد سخن سنجان فصاحت آمامرزا محمد رفیع سودا ہم گزرانیدہ از علوم ضروریہ بقدر کفائت بہرہ یاب و در فن طبابت حذاقت انتساب است اکثرے از تازہ مشقان شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد نسبت تلمذ بوے دارند و بیشترے از سخن سنجان حضرت دہلی بہ تتبع وے موزونی سخن بر روے کار آرند و ازانجا کہ محبت و مودۃ وے باقاسم ہیچمدان (سر) اپا نقصان نہ باں مرتبہ ایست کہ بحیطہ تحریر در آید و قلم وقائع رقم با وصف دو زبانی از عہدۂ تسطیر آں بر آید عنان شبدیز خامہ الفت شمامہ را ازاں جولانگاہ منعطف نمودہ[1] بہ [مضمار] ترقیم نیندی از اشعار عشق اشعار ریختہ طبیعت صفوۃ شعارش کہ ہمگی دو صد و ہفتاد و دو گوہر آبدار و لولو شاہوار است برشتہ سلک آراستہ کلک خود میکشم منہ سلمہ ربہ ؎

کروں کیا وصف میں صیاد تیری خوش نگاہی کا — ہر ایک دام نگہ میں جال ہے [بس] پشت ماہی کا
متاع دل فراق ارزاں ہے یوں بازار خوباں میں — کہ جیسے مال بکتا ہو کسو مفلس سپاہی کا

قتل کا انکار گر تو نے کیا تو کیا ہوا — یہ ترا دست نگاریں ہم کو دست آویز تھا

ہمکو بتخانہ تمہیں کعبہ مبارک ہو شیخ — ہم ادھر جائینگے اور آپ ادھر جائیے گا

گلزار کہاں کے یہ چمن زار کدھر کا — دیکھوں ہوں تماشا میں گل زخم جگر کا

[ہر] ذرہ میں [جلوہ ہے تری] جلوہ گری کا — ہر شیشے میں یہاں رنگ جھلکتا ہے پری کا

---

[1] ساختہ ۱۰۱ ؎

تو سن ناز پہ یہاں تک بت بے باک چڑھا　　گیند خورشید کی دی بر سر افلاک چڑھا

ق

خرق افلاک پہ مت بحث ادھر دیکھ حکیم　　اوج گردوں پہ نہ تو طائر ادراک چڑھا
صاف عینک سے گذر جائے ہے جوں نور نظر　　بام افلاک پہ یوں صاحب لولاک چڑھا

فراق اپنا ارادہ قصر دل کے ہے بنانے کا　　محل کی فکر ہے ہم کو نہ غم دیوا [نخا] نے کا

دل غرق ہوا لخت جگر بہ گئے سارے　　ایک قافلہ اس اشک کے طوفان میں ڈوبا
اوس لعل کے ہونٹوں پہ پسینہ [جو] بہے ہے　　آیا ہے مگر شہر بدخشان میں ڈوبا
یہ شیشۂ دل تجکو نہ دینا تھا ستمگر　　پھوٹے مرے طالع کہ تری شان میں ڈوبا

داغ دل رکھتے ہیں گو ہووے نہ پر کا تکیا　　یعنی کافی ہے سپاہی کو سپر کا تکیا
زانوے یار پہ سر یوہیں میرا رہنے دے　　ہمنشیں میں نہیں گر سر سے یہ سر کا تکیا

دل کے ٹکڑوں کا پر [یو] ش نہیں انبار لگا　　تیرے کوچے میں یہ ہے آئنہ بازار لگا
ہاتھ سے عشق کے میں سخت اذیت کش ہوں　　دل میں ہے تیر لگا پاؤں میں ہے خار لگا

نہ بیگانہ پھرا وہاں سے نہ کوئی آشنا آیا　　عدم کے جانیوالوں کو دلادر پیش کیا آیا

خونچکاں نخچیر کب تڑپھے ہے اس انداز سے　　پاس سے ٹک دیکھ تو ظالم میرا دل ہوے گا

بارے فرمائیے میں تم سے یہ پوچھوں ہوں فراق　　آپ اب آئے کہاں سے ہیں کدھر جائیے گا

نہ لخت دل کو جدا تار اشک سے کر چشم — کہ یہ امام ہے اس موتیوں کی سمرن کا

رات کو میری بغل میں آ چھپا بے اختیار — سایے سے اپنے جو اوس رشک پری کو ڈر لگا

گالیاں ہیں کہ پھول جھڑتے ہیں — ذکر یہ مہربان ہے کس کا

کیف سے آنکھوں کے تیری [چو] رمیخانہ ہوا — جام کیا ٹوٹے کہ شیشہ دیکھ مستانہ ہوا

تجھے برابری ہے غلط آفتاب کو — میزان حسن میں اوسے تولا تھا کم ہوا

تیکھا ہے، نکیلا ہے، طرحدار ہمارا — اے سرو چمن دیکھ یہ ہے یار ہمارا

چین دن کو نہ رات کو ہے قرار — اس دل بیقرار نے مارا

اے کاش یہ بلا میں سر اپنے سے ٹالتا — زنجیر زلف کو نہ گلے بیچ ڈالتا
دل تھامتا کہ چشم پہ کرتا تیری نگاہ — ساغر کو دیکھتا کہ میں شیشہ سنبھالتا

داغ ہجراں جو دیا مجکو سپہر بے مہر — اسے تو شمع شبستاں ہی بنایا ہوتا
کشتۂ ناز کا [تا] بوت لئے جاتے ہیں — تونے بھی اوٹھ کے ذرا ہات لگایا ہوتا
قدر و منزل نہیں یہاں دل کی تجھے خانہ خراب — وہاں جو ہوتا تو یہی عرش کا پایا ہوتا
شعلہ آہ جو آنسو نہ بجھاتے تو فراق — اونے تو خیمہ افلاک جلایا ہوتا

ہر چند یہ چاہا جو کبھو اوسے نہ بولو — بن بولے یہ کم بخت میرا دل نہیں رہتا

خبر دیتا تھا کس کے وصل سے شوق ہم آغوشی — کہ میرا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

سایہ مار سر زلف سے اپنے ڈر کر — رات کو یار [بغل بیچ میرا] سے آن [چھپا]

سر شک چشم پہچا اوس گلی تک رشک ہے مجکو — کہ دل افسوس ہے وہاں تک نہ تو پہچا نہ میں پہچا

عش عش کیا بہت ہی صنعت گر قضا نے — نقشے کو تیرے جسدم رشک بہار کھیچا

اللہ رے نزاکت چولی مسک گئی سب — دست خیال نے جو دامان یار کھیچا

دل میں بستی ہے میرے فندق [پا] اوسکی فراق — خوں سے لبریز ہے یا رنگ حنا سے شیشا

کون سا معشوق ہے جسکو نہیں عاشق کا غم — خیمۂ لیلیٰ سدا مجنوں کے ماتم میں رہا

نظروں ہی میں دل اوڑا گئے تھے — پر ہم نے بہت شتاب دیکھا
گردی ہے خدا نے تجکو نعمت — اوروں کو بھی نان و آب دے کھا

یہاں تک مجنے[1] وہ بھڑکے ہے غزال وحشی — کل جو نکلا میں ادھر سے وہ اودھر سے نکلا

فکر میں تعمیر کے منعم نہ مر تو رات دن — گھر کسو کے دل میں کر [یا][2] عاقبت خانہ بنا

---

[1] بھڑکے ہے مجسے وہ غزال ۱۰۱ + [2] "نا" اصل نسخہ ۔

کسی سے تمکو لگ چلنا کسی سے یار [ہوجانا] ستم ہے یہ کہ ہم چھیڑیں تو پھر بیزار ہوجانا

فراق کرتا ہے اشکباری لبوں پہ اوسکے ہے آہ جاری
یہ ساری جائے ہے بے قراری کوئی یہ کہدے کہ یار آیا

دل اوسے جو میں مانگا آئنہ اوٹھا لایا دیدے کی صفائی سے کیا بات بنا لایا
اسباب سفر میرا تک دوش پہ لے چلنا رہ جا تو نہ کر جلدی اے باد صبا لایا
کس سحر سے کس فن سے کس پیچ سے کس ڈھب سے سچ کہیو فراق اوسکو کیونکر تو [منا لایا]

چٹکی اور چھیڑ یہانتک رہی بس کیا کہیئے رات اوس شوخ ستمگار نے سونے نہ دیا

اللہ رے صفا تیرے ساعد کہ جسکو دیکھ پائے خیال وہم بھی یہاں آپھسل گیا
آنے کو نیم راضی ہوا تھا وہ رشک گل پاؤں کو جو ہیں ہات لگایا مچل گیا
حسرۃ ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف نکلا ادھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا
[جنے نمود کی] وہ نظر سے گرا فراق جو اشک مونہہ چڑھا سو وہ ماٹی میں رل گیا

جذبۂ الفت کا بندہ ہوں کہ مجنوں تھا جہاں آنکر وہاں ناقۂ لیلیٰ کا محمل رہ گیا
دوش بوے گل پہ آیا ہوں جریدہ رشک گل ق جو میرا اسباب تھا سب رشک محفل رہ گیا
دل رہا طاقت رہی صبر و توانائی رہے کارخانہ جابجا منزل بہ منزل رہ گیا

دیتا ہے دن کو چین نہ شب کو قرار آہ کیا جانیے کرے گا دل بے قرار کیا

پیری میں اوٹھا پردۂ غفلت کو [تو] دل سے رکھے ہے مسافر کو ضرر وقت سحر خواب

دل کو لے خوب کی وفا صاحب　　آفریں باد مرحبا صاحب

کل اوسکی زلف کو ہم یاد کر بہوت روئے　　عجب مزے سے ہوئی ہمکو شام برلب آب

رنگ گل [ہے] باعث نشو و نمائے عندلیب　　واشد ہر غنچہ ہے مشکلکشائے عندلیب

ترسیں ہم اور ہاے آئینہ تیری لوٹے بہار　　حیف بخت افسوس طالع ہاے قسمت یا نصیب

[انتفاع] عشق بے تابی ہے اور بے طاقتی　　مزرع الفت کا دیکھا ہم نے حاصل اضطراب

دل فراق اوسکو نہ دینا تھا بس آگے کیا [کہیں]　　بات گر کہیئے بھلی اوسے برا مانے ہیں آپ

یارب یہ کس کے ہات سے شیشہ ہوا ہے چور　　ابتک شکست دل کی نہیں کچھ خبر درست

پاؤں کو میرے اشک سے دھویا کرو سدا　　صندل ملا کیا نہ کرو درد سر کے وقت

چراغ و شمع مرے گھر میں گو نہوں تو نہ ہوں　　جلا کرے ہے دل داغدار ساری رات

شوخ گو تیرے گیا رنگ حنا [ہات سے چھوٹ]　　دعوی خون نہ جاویگا پر اس بات سے چھوٹ

شب فرقت میں آنسو ہی گرے نے چشم سے پٹ پٹ　　نہ پہلو سے لگا پہلو نہ کروٹ سے لگی کروٹ

بلائیں اوسکی زلفونکی نہیں تو پیار سے لیتا　　کہ شانے انگلیاں تیری نہیں اب لوتیں چٹ چٹ

رہیگی پردہ مینا میں کب تک دختر رز تو　　مثل مشہور ہے جب ناچنے نکلی تو کیا گھونگٹ

میرا دل لے چوکے پھر کس لیئے بوسہ نہیں دیتے — سبب موجب غرض کچھ وجہ بھی تکرار کیا باعث

کیا ہے نالہ بلبل نے بے دماغ مجھے — میرے مزار پہ کیوں کی یہ گلفشانی آج

سبزۂ خط [نے] کیا دونا تیرا اظہار حسن — خط تیرا [کشاف] ہے تفسیر قراں کی طرح
ہر ادا و ناز میں ہے نوک چوک اوسکے فراق — کھب گئی جی میں ہمارے یار کی بانکی طرح

ادھر زلفیں بناتے ہو ادھر دشنام دیتے [ہو] — بھلا صاحب یہی ہے کیا نماز شام کی تسبیح

بوسہ جب مانگوں ہوں پھر پھر کے یہی کہتا ہے — دور ہو مجکو یہ آتی نہیں تکرار پسند

ق

گھر سے کل نکلا جو وہ مست خرام ناز حسن — دیکھ کر اوس کا بسنتی جامۂ و دستار زرد
خلق کے چہرے پہ بس اوڑنے لگیں مہتابیاں — ہوگیا رستہ مکاں کوچہ در و دیوار زرد

نالہ کیا جو ضبط تو آنسو ٹپک پڑے — کس کس کی آہ لیجے[1] خبر یک نہ شد دو شد

نام دھرتے ہو سبھی خوبان عالم کو بھلا — ہے تمہیں بھی مشفق من کس قدر کتنا گھمنڈ

اتنے بیزار جو بندے سے ہو تم صاحب [من] — خط آزادی] مجھے [لکھ] دو مگا کر کاغذ

---

[1] پہنچی ۱۰۱ ۔

سینے سے کل نکل ہی چلا تھا شتاب سے
پر ہاتھ رکھ لیا میں دل بے قرار پر

نہیں چھٹنے کے بعد از مرگ [بھی پابند] الفت کے
سیاہ زلف لیلیٰ سے یہ لکھا خاک مجنوں پر
کمیت [فکر کمر] ہی ہوگیا یہاں تک تگاپو کی
نہ آیا زینہار اس کی کمر کا ہاتھ مضموں پر

میرا سینہ جواب یکدست گل مہدی کا تختہ ہے
یہ کس پائے نگاریں کی لگی ہے لات چھاتی پر
برا کرتے ہو آئینے کو اپنی چھب دکھاتے ہو
یہ نامحرم لگا بیٹھے گا پیارے ہات چھاتی پر
نہ کیونکر سانپ لوٹے اپنی چھاتی پر کہ وہ گل رو
رکھے ہے ہار کو پھولوں کے ساری رات چھاتی پر

مکھڑے کے دیکھتے ہی غرض جی نکل گیا
طاقت کسے رہی جو کرے عرض حال پھر

اے چشم نہ گریہ اس قدر کر
میری بھی طرف تو تک نظر کر

ہماری طرح تجلو بھی سدا بے چین رکھے گا
کرے گا کیا مرے دل کو تو اے آرام جاں لیکر

آیا دل نشگفتہ مجھے یاد تو رویا
[چھاتی سے بہت غنچہ] تصویر لگا کر

صانع نے آپ اپنے[1] لیے ہاتھ جوم چوم
[عش عش کیا بہوت تیری] تصویر کھینچ کر

جفا کے پردے میں ایک گونہ پیار ہے آخر
برا بھلا ہے پھر اپنا وہ یار ہے آخر

یار کا حسن جو میزان خرد میں تولا
ہے کئی درجہ یہ ان شمس و قمر سے بہتر

---

[1] آپ ہاتھ لئے اپنے - ا. ا.

اشک کا تار بندھا ہے تو مجھے یار نہ چھیڑ　　ٹوٹ [جاوے] نہ کہیں موتیوں کا ہار نہ چھیڑ

[مہ جبیں باندھ] کے نکلا جو کمر آخر روز　　مہر نے ہاتھ سے دی ڈال سپر آخر روز

آرام دل جلوں کو محبت کے ہے کہاں　　شاد [اب پھلجھڑی ہے نہ شا] خ [انار سبز]

[دیتا] ہے بات بات میں تو مجھکو گالیاں　　یہ بھی ہے کوئی طور بھلا بد زبان بس

عکس عارض نہیں درہائے بناگوش کے بیچ　　متصل لگ رہی ہے آب گہر سے آتش

آرام ہے شب کو نہ مجھے چین ہے دن کو　　یارب نہ ہو الفت کا گرفتار کوئی شخص

ایک دل جس کے طلبگار کئی کیا کیجے　　زلف و ابرو لب و [دندان] و زنخداں عارض

پہونچے ہے کوئی خط ترے خط کی بہار کو　　دیکھے [ہیں نوخطوں] کے میں چندیں ہزار خط

فراق[1] مجھسے تو کیفیت شراب نہ پوچھ　　کہ ہم نے خوب اوٹھائے ہیں چشم یار سے حظ

کیا عجب ہے لوگ [تیرے] گرد ہوں جانا نہ جمع　　شمع پر دیکھا نہیں رہتے ہیں نت پروانہ جمع

مہوش میرا جو شب کو کبھو ہو حضور شمع　　مانند رنگ گل وہیں [اوڑ] جاے نور شمع

---

[1] ہم سے ۱۰۹

روشن دلوں کا دونو جہاں سے ہے جی بجھا [پابند] جامہ ہے نہ [اسیر کفن] چراغ
مانند لالہ پوچھ نہ ہم دل جلوں کا حال آتش سے غم کی [ہے یہ سراپا] بدن چراغ

گریاں ادھر یہ شمع ساں خنداں ادھر وہ شکل [گل] [داغ دل و زخم جگر] ایک اسطرف [ایک] اوسطرف

میں کھویا گیا ہوں کہ جاؤں کدھر دہن کی طرف یا کمر کی طرف

کیا کروں جوش جنوں سے ہمنشیں ناچار ہوں خود بخود کچھ دل کھچا جاتا ہے ویرانے کی طرف

میرا دل لے لیا پھر کیوں مجھے بوسہ نہیں [دیتے] ادھر لاؤ نہیں جھوٹی میں اس تکرار سے واقف

[چراغ لاؤ نہ گل] چڑھ [ہاؤ ہماری تربت پہ آپ ہی] آؤ
کہ تم ہی گل ہو تمہیں چمن [ہو] تمہیں ہو شمع مزار عاشق

عشق کی سرکار میں موتی ہی بٹتے ہیں مدام مردمان چشم کی [ہوتی] ہے نت تنخواہ اشک

زلف کا سو [داچڑھا] رہتا ہے چھاتی پر میری رات کو بھیجے ہے اوس کا مجکو کابوس خیال

[کھویا] گیا ہے دل کسی بلبل کا ظاہرا ڈھونڈھے ہے اپنے ہاتھ میں لیکر چراغ گل

مت مونہہ لگا رقیب سیہ فام کو تو اب کچھ بھی بھلا ہے ربط کہ باہم ہوں زاغ و گل

فراق ناتواں کو کوچۂ دلدار تک لے چل بٹھا کر دوش پر اسکو صبا گلزار تک لے چل

فراق خستہ جاں اتنی نہیں حامی کوئی بھرتا — کہ لے چلتے ہیں ہم تجکو ترے دلدار تک پیچل

دل کو میں ہرچند سمجھایا سمجھتا ہی نہیں — آ پڑا ہے مجکو یارو سخت دیوانے سے کام

خانہ بخانہ دربدر و کو بہ کو پھرے — [ہاتھوں] سے تیرے ایدل خانہ خراب ہم

ہر غنچہ میں بو ہے تیری ہر گل میں تیرا رنگ — تسپر بھی تری شکل و شمائل نہیں معلوم
کیا جانے کدھر کشتی لگی لخت جگر کی — دریاے سرشک اپنے کا ساحل نہیں معلوم

میں رکھ کے ہاتھ جو سینے [پر اپنے] دیکھوں ہوں — بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم

گل منتظر و دیدۂ نرگس نگراں ہے — عاشق ہیں ترے سرو خراماں ہمہ تن چشم

خواب سے چونکا جو اوسکو دیکھ حیراں رہ گیا — گاہ موندوں تھا گہے کھولوں تھا سو سو بار چشم

اوسکی صورت تو ذرا میں [دیکھ] لوں خانہ خراب — پھوٹ پھوٹ اتنا نہ بہ دم لے ذرا خونبار چشم

جب سے دیکھے ہیں ترے دست حنائی تب سے — خون روتا ہوں پڑ [ا] پنجہ مرجاں کی قسم
کوچہ یار کو فردوس بریں سمجھے [ہیں] — باغ [جنت کی قسم رو] ضہ رضواں کی قسم

نسیم سحر اوس کا کوچہ نہ جھاڑ اب — ابھی وہاں سے کشتے اوٹھا [نے بہت ہیں]
قسم ہے میرے سر کی اے چشم تر تو — نہ تھمنا کہ [آنسو] بہا [نے] بہت ہیں
تن زار کا بار ہے شمع آسا — ابھی کھوج اوس کے مٹانے بہت ہیں

ق

ایک دن بھی نہ کبھو آن کے پوچھا احوال　　آپ عاشق کی بس ایسی ہی خبر رکھتے ہیں

نہ کھانا ہے نہ سونا ہے پڑا راتوں کو رونا ہے　　بھلا یہ بھی ہے [شکل زیست پر ناچار] جیتے ہیں

اس دل کے لبھانے کے اسلوب سمجھتے ہیں　　باتوں کو تیری پیارے ہم خوب سمجھتے ہیں

تیری نظروں سے اے پیارے اگرچہ دور [رہتے] ہیں　　ولیکن دل کے آئینے میں تجکو گھور رہتے ہیں

ترا خط لے کے قاصد سے نہیں پھولے سماتے ہیں　　کبھو آنکھوں پہ رکھتے ہیں کبھو سر پہ چڑھاتے ہیں

گاہ اشک آنکھوں سے گہہ لخت جگر جھڑتے ہیں　　واہ کیا نخل محبت [کے ثمر] جھڑتے ہیں

لے کر نقاب مونہہ پر دیکھے ہے چوری چوری　　عین حجاب میں بھی [کیا بے حجابیاں ہیں
ہرگز فراق اوس کی تقصیر کچھ نہیں ہے　　اس دل [کے] چرانے کی ساری [خرابیاں ہیں

فراق اوسکی کمر کے سوچہہ میں وقت سے نید آئی　　زباں سے کیا کہوں [کیا] مطلب شوار تھا دلمیں

یاد کرا وسکی کمر رات یہاں تک رویا　　صبح دیکھوں تو میں ہوں تا بہ کمر پانی میں

تیری صورۃ کو جسدم مانی و [بہزاد] نے دیکھا　　پٹک دی ہاتھ سے یوسف کی تصویر پانی میں

لے بھی ۱۰ ۱ +

مرا اشک مسلسل دیکھ کر کہتے ہیں یوں مردم — بہا جاتا ہے [لیجو موتیوں کا ہار پانی میں]
[صفا بنیاد جو ہیں اونکو] کچھ مطلق نہیں لغزش — کھڑی ہے [آئینے کی دیکھ] لو دیوار پانی میں
جو کہتا ہوں قدم رکھکر کرو تنگ دیدہ نم تک — تو کہتا ہے کہ آتی ہے مری پیزار [پانی میں]

اوس طرف برسے ہے ساون اسطرف چشم پر آب — یوں بسر کرتے ہیں تجھ بن سیمبر برسات میں

بیوجہ کیوں یہ شیشہ دل کو کیا ہے چور — [مونہہ] سے تو پھوٹو کچھ تو کہو مونہہ سے ہاں نہیں

ق

صحبت فراق اوسے [میسر ہو کس طرح] — دن کو تو وہ کہے ہے کہ ملنے کا ڈھب نہیں
اور رات کو جو کہیئے تو پھر وہ [بہانہ جو] — [زلفیں او] ٹھا کے مونہہ سے یہ کہتا ہے شب نہیں

جب دلکو مانگتا ہوں کہے [ہے] جھڑک کے یوں — میں نے کہا نہ دل ترا مجھ پاس چل نہیں

دیکھا جو غور سے تو بشر ہے بھی اور نہیں — جوں عکس شخص پیش نظر ہے بھی اور نہیں

شیشۂ مے سے بھی نازک ہے اسے مت پٹکو — دل ہے کم بخت یہ پتھر نہیں فولاد نہیں

[اوسکے] دہن کا وصف میں کیونکر لکھوں نزاق — رکھتا ہوں عذر [قافیۂ تنگ درمیاں]

طپش ہے درد ہے زاری ہے بے تابی ہے اور میں ہوں
[شکست رنگ ہے وحشت] ہے بے خوابی ہے اور میں ہوں
دوا یہ چشم تر کا دیکھ زاہد خشک [ہستا] ہے
اگر تنہا ملا مجکو یہ پنجابی ہے اور میں ہوں

تونے کیں چہرے پہ زلف آرائیاں
میرے کیا کیا جی میں لہریں آئیاں
جنکا دھڑکا تھا مرے جی میں فراق
ہجر کی [راتیں] وہی پھر آئیاں

ہزاروں گل کھلے اس باغ میں اور سینکڑوں کلیاں
کھلا ایکدم نہ [دل] اپنا گئیں جی سے نہ یہ کلیاں

لڑکھڑانے میں بلا کافر کے کچھ [انداز ہے]
ٹھوکریں اوس مست کی دیکھیں [غرض مستانیاں]

زلفوں سے دل لگا کر جو شش جنوں خریدا
[پاؤں] میں تجکو ڈالا زنجیر اپنے ہاتھوں

[ہونٹوں] پہ جان آئی ہے پہچو شتاب سے
گر تم نے دیر کی تو مری جان ہم کہاں

حال دل سب تمہیں سنا دینگے
ابھی آنے تو دو بحال ہمیں
چلو گالی نہ دو نہ ٹھکراؤ
نہیں [بھاتی یہ] چال ڈھال ہمیں
دل کو لے جوڑے میں چھپایا ہے
آگیا [ہے یہ اب خیال] ہمیں
آپ ہیں ایک بال باندھے چور
سب د [کھا دیجے] بال بال ہمیں

یاران عدم کو کوئی کہدے کہ سدھاریں
آہستہ چلے آتے ہیں ہم کو نہ پکاریں

خط تو اوس کو لے چلا ہے پر کہی عنوان سے
ڈھب ملے تو ساتھ لے چل نامہ بر میرے تئیں
میں تیرے پاؤں پڑوں زنجیر تو پاؤں نہ پڑ
جانے دے لے جائے یہ وحشت جدھر میرے تئیں

اظہار کر کے الفت اوس غنچہ لب کو کھویا
کم بخت کیوں ہوئی یہ میری زبان دشمن

[کیا ہے] لشکر غم نے گذر اب کشور دل پر　　کوئی ساقی سے کہدینا کہ ہاں اب جامداری [ہو]

تکلیف [کیوں کرے] ہے چاک جگر پہ ناصح　　میں ہاتھ کاٹ ڈالوں تجھے اگر رفو ہو

اوس مہ جبیں کے روبرو آئینہ تو نہ ہو　　ہم صاف مونہہ پہ کہتے ہیں بے آبرو نہ ہو

رہنے دے کوئی دم تو ہمیں [کوے] یار میں　　مت چھیڑ اے صبا مرے مشت غبار کو

کہے ہے شوخ دکھلاؤں جو نازدل ربائی کو　　ابھی آدھی نگہ پر مول لوں ساری خدائی کو

[نہ] ش ہوا پہ بار نگہ اوس کی چشم کا　　کرتا ہے صید طائر رنگ پریدہ کو

[نہ] دندان سفید اوسکے [مسی و پان میں] دیکھو　　کھلی ہے موتیا[1] لالہ و نافرمان میں دیکھو
غرض [ہر ایک] میں واجب ہے تیرا رنگ [پیارے]　　کہاں نیرنگیاں ہیں یہ گل امکان میں دیکھو
نہیں [مژگان] خون افشاں میں تارا شک یہ مزم　　لڑی ہے موتیوں کی پنجہ مرجان میں [دیکھو]

[وقت] بوسے کے شکر لب ہے دشنام کی چھیڑ　　خالی بھاتی نہیں گپ چپ کی مٹھائی مجکو

بُرا تو کیا دل آہن کو آگے موم کرتی تھی　　خدا جانے ہوا کیا ان دنوں آہ سحر تجکو

مزے جس رنگ سے چاہے تو لے اوس دست رنگیں کے　　گئی گر ہاتھ مل ڈالوں گا پاؤں سے حنا تجکو

---

[1] موتیا یہاں لالہ نافرمان ۱۰ ۱۲

دل فراق اوسے جو مانگا تو کہا ناز سے یوں — ہانجی بس ایک یہی دل اسے تو[1] رہنے دو

ٹکڑے کیا ہے شیشہ دل کیوں مرا بھلا — مونہہ سے تو پھوٹ چکے ہو کیا کچھ جواب دو

[ابھی کاٹیں گے سار] سے ہات یہ دندان حسرت سے
ذرا دو انگلیاں مسی کی تم اوس کو [لگا] نے دو

جی نکلے عشق میں دل تو بھی نہ آہ کیجو — اوس پر نظر نہ [کیجو] مجھ پر نگاہ کیجو
دل اتنی بیکلی پر گلرو سے ترک الفت — اس برتے پر کسی سے پھر جا کے چاہ کیجو

نہیں آتی ہے غم سے نیند میں سوتا ہوں جس پہلو — نہ اس پہلو نہ اوس پہلو نہ اوس پہلو نہ اس پہلو
یہ کنج [فقر] بہتر ہے میاں اکسیر اعظم سے — زر خالص سے وہاں کے مارتا [ہے یہاں کا مس پہلو]
[جگر میں درد ہے ادھر] اودھر ہیں آبلے دل میں — الٰہی سخت حیراں ہوں کہ اب سوؤں میں کس پہلو

مجکو دیکھا جو اونے بھر کے نگاہ — نکلی بے اختیار دل سے آہ

ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے میرا وہ ماہوش — قطرہ قطرہ میں جھمکتا ہے پڑا [دریا] کو دیکھ

تجھ سوا غیر کو ہم چاہیں گے امکان ہے یہ — افترا محض غلط [جھوٹ] ہے بہتان ہے یہ

جہانتک صاف طینت ہیں اسیر زلف خوبا[ں ہیں] — نمایاں موج دریا سے بھی ہے زنجیر کا نقشہ

---

[1] تو ۱۰۱ *

اے چشم تجھے آگے ہی تھا نام نم کے ساتھ
سو بات ہی گئی وہ گیا جام جم کے ساتھ

بے جود بحر لطف خدا گو ہے مراد
ملتا ہے گو ہو مشفق عالی مقام سا [تھ]

ق

ظلمات سے لے آب سکندر کو تشنہ لب
تھے باوجود خضر علیہ السلام ساتھ

ناز و انداز سے جوں اونے رکھا ناک پہ ہا [تھ]
ہم گئے بیٹھ وہیں [ہا]تھ دل [غمنا]ک پہ ہاتھ

لشکر حسن نے کیا تاب و [تواں غارت کی]
بلکہ کہتے ہیں پڑا [شعلہ] اور اک پہ ہاتھ

[بخدا برق نمط وہ وہیں تڑپھ] کر بھاگا
جا پڑا رات کو جو اوس بت بیباک پہ ہاتھ

اپنی ہی چھاتی ہے کہ اوس گل کے
داغ پر داغ کھائیے ملیئے

ہر گل و [ہر] غنچہ مرآت جمال دوست ہے
ایک کھڑا جس کی خاطر ہیں یہ آئینے کئی

دامن تلک گیا تھا تک اوسکے یہ دست وہم
اللہ ری نازکی وہیں [چو]لی مسک گئی

سن مرا [حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دے]
نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے

[حکیم صا] حب بلا ہے گرمی میری [نہ نبضو]ں پہ ہات رکھیے
مجھے یہ ڈر ہے نصیب اعدا کہیں نہ تم کو بخار آوے

کہا کسی نے جو پروانگی ہو مجرے کی
یہاں فراق بھی اے رشک ماہ ہو جاوے [ے]

کہا یہ سن کے کہاں خیر کیا مضائقہ ہے
کہو اد [سے] بھی کہ وہ گاہ گاہ ہو جاوے

---

[1] یہ ۱۰۱ ۰

رات دن یہ رفیق رہتا ہے [اے میں تیرے] خیال کے صدقے

آنکھوں نے بھی اوس شوخ سے یہاں راہ نکالی [ساتھ] اپنے ڈبویا مجھے کیا چاہ نکالی

جو مرجاؤں [چراغ و] شمع کی تکلیف مت کیجو[1] خراماں ناز سے مرقد پہ آنا تو صنم خالی
تیرے پائے نگاریں کا ہوں اے رشک چمن کشتہ بجای گل مرا [ہی] چھاتی پہ رکھدینا قدم خالی

سنتے ہی میرے قصہ[2] غم کو میاں چلے کیا ایسی نیند ہے ابھی بیٹھو کہاں چلے
تم گالیاں دو مجھکو تو میں چٹکیاں نہ لوں پیارے کسو کا ہاتھ کسو کی زباں چلے

عشاق کی [صفوں کو پل] میں الٹ پلٹ دے مکھڑے سے گرد و پہ وہ رشک ماہ اوسکے

[یہی رہ رہ] کے اب مجکو فراق افسوس آتا ہے کہ کس بے رحم پر عاشق ہوا [یہ کیا کیا تو نے]

آمد یہی گر اون کے رہی پارۂ دل کی لو شیشہ گروں کی لگی دوکان ٹھکانے

اوس مہجبیں سے رات کہا میں نے اے فراق ق پیارے شتاب آ تو کہ جاتی ہے چاندنی
زلفیں اوٹھا وہ کھڑے [سے] بولا کہ واہ واہ کچھ آپ کو تو بھوت خوش آتی ہے چاندنی

درد دل ہوتا ہے پیہم دیکھیے کیسی بنے جی رہے یا جاے ہمدم دیکھیے کیسی [بنے]

---

[1] کھچو ۱۰۱ + [2] قصہ جانسوز کو چلے ۱۰۱ +

[چار یاروں] سے ہی[1] بنیاد جہاں ہے قائم — یعنی ہر جسم میں ہے آگ ہوا گل پانی

آبلے دکھلائے جب اوس دل رنجور نے — دانت میں تنکا لیا خوشہ انگور نے

چشم بدمست سے غارت دل و جاں کیجے خیر — کشت امید چراگاہ غزالاں کیجے

تجھ بن کسے خوش آوے ہے یہاں بادۂ گلگوں — پانی بھی جو اوترے ہے تو دشوار [گلے سے]

ہاتھ سے دست جنوں کے پیرہن صد چاک ہے — کب تلک یارب کروں میں [بخیہ کاری ایک سی]
ٹکڑے ٹکڑے جیب کیا دامن ہے سارا چاک چاک — سوزن خار جنوں تو باری باری [ایک سی]

کہنا اگر ہمارا ایسا برا لگے ہے — کاہیکو کوئی چھیڑے کیوں بولے کوئی ہم سے

ہاتھ جوں پکڑا لگے کہنے کہ بس چلتے رہو — یہ زبردستی نہیں بھاتی حکومت آپ کی

گلبدن لی خبر بھلی دل کی — مارے ڈالے ہے بیکلی دل کی
سوز سے شمع کے ہے روشن بات — کیا کہے یہ زباں جلی دل کی

[جور و جفا] اوٹھاویں کس واسطے بھلا کیوں — پیارے غلام ہیں ہم [اے واہ کیا کسی کے]
[رنجیر] یہ [دو] انے آپ ہی سمجھ رہیں گے — [پاؤں پڑے ہے] ناحق تیری بلا کسی [کے]

---

[1] ہی سے ۱۰۰ +

دل نہ دینا تھا تجھے آفت جاں کیا کہیئے
صرف یہ ہم نے غلط فہمی و نادانی کی

ہماری آہ سے پتھر بھی آگے موم ہوتا تھا
خدا جانے ہوئی کیا ان دنوں تاثیر آتش کی

نہیں کرتا کوئی بے درد علاج گریہ
حضرت درد سے پوچھوں گا دوا رونے کی

فراق خستہ جاں کا حال ٹک [اٹھو چلو] دیکھو
بناتے کیا ہو [زلفیں چہرہ] گلفام پر بیٹھے

شیخ صاحب بھلا خدا سے ڈر [و]
وحشت رز سے غلام رہتا ہے

شعلۂ برق اوس کا سایا ہے
دل تڑپھنے ہی کو بنایا ہے

قیمت بوسہ میں دل لے چکے پھر جھگڑا کیا
ہو چکا یار جو سودا وہ بھلا پھرتا ہے

بوسہ [لیا] ہے کہنے جھوٹی قسم نہ کھاؤ
بہتان ہے غلط ہے تہمت ہے افترا ہے

[سرشک] چشم سے اپنے بعینہ
مژہ جو ہے سو پھولوں کی چھڑی ہے
خیال [زل] ف [میں] کیونکر نہ روؤں
اندھیری شب ہے ساون کی جھڑی ہے

ہزاروں دلکو اوس زلف [سیہ] نے مار رکھا ہے
وہ تسپر بھی پریشاں خاطر و دلگیر رہتی ہے

خاک ہو پہنچیں ہیں دامن تئیں دامن نہ جھٹک
کیا بلا اس میں بھی کچھ شان چلی جاتی ہے

چشم تر برس جلدی کچھ بھی تجکو غیرت ہے
رو برو مرے ہووے ابر نو بہاری ہے

شائد کہ کسی زلف میں ہوگا میں گرفتار
اے خواب پریشاں تری تعبیر یہی ہے

دل کے پرزے ہی کترتا ہے ہر ایک بات میں تو
[کیسی] قینچی کی طرح تیری زباں چلتی ہے

کیوں خاک سے ہماری کاوش صبا کرے ہے
[رہنے بھی دے چمن میں] مت چھیڑ کیا کرے ہے

برنگ موج کیا کیا جی میں اپنے [پیچ تاب آیا
لب دریا] پہ اونے بال جسدم کھول کر باندھے
نہیں حلقوں میں زلفوں کے تیری [یہ] عارض تاباں
پھرے ہے ساتھ اپنے تو لیئے شمس و قمر باندھے
دہن کے وصف میں حیراں ہیں تیرے نکتہ چیں سارے
کمر کا کیا کوئی مضموں تری اے سیمبر باندھے
دہن کا فکر اوسے ہو جسے شوق عدم ہووے
وہ مضمون کمر باندھے جو مرنے پر کمر باندھے

جائے تحسین اوسکی گالی ہے
چاہ کی بات ہی نرالی ہے

بعینہ اشک کی یوں بوند مژگاں پر جھمکتی ہے
کہ جیسے تار میں قندیل شیشے کی لٹکتی ہے
کناری سے نہ جوڑا باندھ کر نکلا کرو گھر سے
[اندھیری رات ہے سر پہ پڑی بجلی چمکتی ہے]

فصل گل آئی نہیں خانہ زنجیر کے بیچ
اپنے دیوانے کو کہدو ابھی آرام کرے

رباعی

مت کر تو فراق آہ و زاری ہر دم
گریہ سے نہ آستین و داماں کر نم
لکھ صفحہ سینے پہ محمد کی ثنا
پتلی کو بنا دوات مژگاں کو قلم

دیگر

مطلوب نبی ہیں اور علی طالب ہیں — کیوں [کر] نہوں وہ ابن ابی طالب ہیں
جوں نور و نگاہ مرتضیٰ و احمد — دیکھا تو ایک جان و دو قالب ہیں

دیگر

کہتے ہیں لوگ جی سنبھل جاویگا — اسلوب محبت کا بدل جاوے گا
پر ہمکو تو یہ ہجر میں سوجھے ہے فراق — روتے روتے ہی جی نکل جاوے گا

دیگر

کہتا تھا میں [جان سے کہ] اے جان حزیں — محبوب کے غم سے تو بہت ہے غمگیں
اللہ کرے کہ وہ شتابی آ جاے — دل بول اوٹھا [و] وہیں کہ آمیں آمیں

دیگر

بے تابی دل بھی کیا بلا لائی ہے — لوگوں نے جدی جان مری کھائی ہے
گر اوسے نہ ملیے تو ستم ہے جی پر — ملیے تو غم و درد ہے رسوائی ہے

دیگر

پہلے تو وہ ربط و آشنائی کیجے — باتوں باتوں میں دلربائی کیجے
پھر آخر کار اے ستمگر بے رحم — یوں چھین کے دل کو بیوفائی کیجے

دیگر

نت آنکھ [میری اوسے لڑی رہتی ہے] — پہروں بندھی آنسو کی جھڑی رہتی ہے
گھڑیال کی یہ چشم کٹوری ہے مگر — دن رات جو [پانی میں پڑی رہتی ہے]

مستزاد

شبنم گلے لگتی ہے گلوں کے باہم — با دیدۂ نم
بلبل کہتی ہے ہو کے نالاں ہر دم — با درد و الم
شبنم یہ مزے لوٹے اوڑاوے یہ بہار — اپنے یہ نصیب
ہم جور و جفا اوٹھاویں اور کھاویں غم — اے ولے ستم

فغاں

تخلص اشرف علیخان مرحوم است وے کولکتاش بادشاہ جم جاہ احمد شاہ خلف الصدق حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ و بسیار عمدہ معاش و [نہا] ئت یار باش و خیلے ظریف الطبع لطیف مزاج سراسر سرور سربسر [ابتہا] ج بود شعرش پختگی تام دارد سراسر سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بسیار ستائش دیوانش میکرد و بنابر [ا] فراط و تفریطے کہ در ہنگامہ آرائی افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد بدیار شرقیہ [شتافتہ رحل اقامت] انداخت و بحسن سلیقہ کہ داشت بسران فرنگ در ساخت و در ہماں نواح رشتۂ زندگانی وے در [گست] و بجوار رحمت حق در پیوست ایں چہل و پنج بیت از گفتہاے آں مغفور است منہ عفی اللہ عنہ ؎

ساقی میں نہیں آپ سے کچھ چشم تر آیا — دل دیکھتے [ہی] ابر کو ناچار بھر آیا

مت قصد کر صبا تو دل داغدار کا — [ظالم] یہ ہے چراغ کسی کے مزار کا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار — مرتے ہم اگر سایہ دیوار نہ ہوتا

عالم کو جلاتی ہے تری گرمی بازار
مرتے ہم اگر سایۂ دیوار نہ ہوتا

مجسا گرفتہ دل بھی کبھو شاد ہوئے گا
یہ خانماں خراب بھی آباد ہوئے گا
اس سال ہم قفس مرے آزاد ہوگئے
مجھپر بھی مہرباں کبھو صیاد ہوئے گا

ایسی نگاہ کی کہ میرا جی نکل گیا
قصہ مٹا عذاب [سے چھوٹے خلل گیا

تجکو روزی ہو مری جان دعائیں لینا
مجکو ہر شب تیری زلفوں کی بلائیں لینا

اگر عاشق کوئی بندا نہ ہوتا
تو معشوقوں کا یہ چرچا نہ ہوتا
گریباں چاک کر روتے کہاں ہم
اگر یہ دامن صحرا نہ ہوتا

جز اشک و آہ و سوختگی عاشقی کے بیچ
تونے ہمیں بتا تو فلک اور کیا دیا

رات جو غیر تیری بزم میں اے یار رہا
[یہ فغاں] سر کو پٹکتا پس دیوار رہا
نہ اوٹھا پردۂ غفلت نہ تجلی دیکھی
دل مرا منتظر جلوۂ دیدار رہا

مسکرانا ترا کیا کم ہے میاں تیغ نہ کھینچ
کیا مرا جی نہ نکل جائیگا اس آن کے بیچ
یاد کر گوشہ دامان کو اوس ظالم کے
سخت اولجھا ہے مرا ہات گریبان کے بیچ

لکھ دیجو نامہ بر در و دیوار یار پر
گذرا جو کچھ الم دل امیدوار پر
ممکن نہیں کہ غیر نہ ویں رکاب میں
تجکو خدا نہ لاے ہمارے مزار پر

عاجز ہوں تیرے [ہاتھ سے] کیا کام کروں میں
کر چاک گریباں تجھے بدنام کروں میں

مبتلائے عشق کوئے ہمدموں شادی کہاں
آ گئے ہو تو گرفتاری میں آزادی کہاں

گر روز جزا داغ شب ہجر دکھاؤں
تو صبح قیامت کے تئیں شام کروں میں
تا حشر بھی کم ہوگی نہ ظالم [تپش] دل
کافر ہوں اگر گور میں آرام کروں میں
جاتا ہے فغاں قافلہ [ہم نفساں] کل
کچھ راہ کے چلنے کا سرانجام کروں میں

میں منتظر جلوہ دیدار کھڑا ہوں
پردے سے نکل تا پس و [یو] ار کھڑا ہوں

تقویت ہے داغ سے میرے دل بیمار کو
اے فلاطوں کیا مرض کہتے ہیں اس آزار کو

اس مبتلا کی چشم کہاں تک پر آب ہو
اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
جم جم پلائے دوست [تجھے] جام مے مدام
تو [مست رہ] فغاں تیرا دشمن خراب ہو

فغاں ہم نے سنا ہے یوں کہیں مائل ترا دل ہے
خدا آساں کرے [بندے] محبت سخت مشکل ہے

مفت سودا ہے پھر آیا کہاں جاتا ہے
اے مرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
کج کلہ تیغ بکف چین بابرو بے باک
یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے

بھول کر پاؤں فغاں گل پہ نہ رکھیو زنہار
[ان پھپھولوں] کا مزا خار بیاباں جانے

---

[1] کذا ' [2] و، ا میں یہ بیت موجود نہیں: 'ہم نفساں' پر فیصر محمد شفیع کے قلمی نسخہ دیوان فغاں سے لیا گیا ہے '

نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے　　دل گرفتہ کو ظالم کبھو تو وا کیجے

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا　　تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی
آخر فغاںؔ وہی ہے اسے کیوں بھلا دیا　　وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدھر گئی

بھر لیجیو دامن میں فغاںؔ لخت جگر تو　　ہم خانہ بدوشوں کا [سرانجام] یہی ہے

ترے فراق میں کیونکر یہ دردناک [جیے]　　مرے [تو] مر نہیں سکتا جیے تو خاک جیے

وہ چاہے یا نہ چاہے فغاںؔ اوس کو چاہیئے　　اپنے کیے کو اے میرؔ[1] صاحب نباہیئے

یہ فن کسے نہیں آتا کہ دل میں راہ کرے　　فغاںؔ میں اوسکے تصدق ہوں جو نباہ کرے

ملا بھی خاک میں تن دل کی آرزو نہ گئی　　عجب یہ گل ہے کہ مرجھا گیا [پہ] بو نہ گئی
یہ خاک وہ ہے تیمم کریں ملک جس سے　　مرے مزار پہ شبنم بھی بے وضو نہ گئی

کون کہتا ہے کہ حلاجوں کا یہ دستور ہے　　کلمہ حق جو کوئی بولا وہی منصور ہے

قطعہ

کیا حال پوچھتے ہو فغاںؔ کا سنا نہیں　　خانہ خراب عشق نے دنیا سے کھو دیا
اوسکی وصال و ہجر میں یونہی گذر گئی　　دیکھا تو ہیں دیا جو نہ دیکھا تو رہنے دیا

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ ✱ [2] ۱۰۱۰ میں اس قطعے کے پہلے اور چوتھے مصرعے کو ملا کر بیت کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا اور تیسرا مصرعہ غائب ہے۔

دیگر

رنگ کیوں زرد ہے واللہ اعلم — آہ کیوں سرد ہے واللہ اعلم
چشم کیوں تر ہے خدا [ہی] جانے — دل میں کیوں درد ہے واللہ اعلم

دیگر

ہم نے شب فراق میں سنتا ہے اے فغاں — کیا کیا مزے سے حسرتیں دل کی نکالیاں
یہ تھا خیال خواب میں دیکھیں گے روز وصل — آنکھیں جو کھل گئیں وہی راتیں ہیں کالیاں

فقیر

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

میر شمس الدین مرحوم وے عزیزے بود شیریں مقال بسیار [صاحب کمال] خوش فکر عالی منش نیک سیرۃ پاکیزہ روش فصاحت بیان بلاغت نشان بر عوامض عروض وقافیہ نہائت تیز نظر از لطائف صنائع و بدائع خیلے باخبر رسائل [کثیر] ہ دریں فنون شریفہ ازوے بر صفحۂ روزگار یادگار است و دیوانے فارسی مملو انواع سخن در غائت جودۃ و نہائت خوبی در کارگاہ [ہستی] بر روے کار بیرول ازیں ہمہ کرامات ائمہ اثنا عشر سلام اللہ [علیہم و رضی اللہ عنہم] بفصاحت تمام و بلاغت بالاکلام در رشتہ نظم کشیدہ و [بنا] بریں [نیک] عمل بخیر و سعادۃ ابد و ازل فارسیدہ بر مہاوۂ ایرانیاں ہمرتبہ اعلی اطلاع داشت و برویہ ایشاں در سخن طرازی ہمت می گماشت سخن سنجان ایران زمیں از و حسابے بر میداشتند و شعر و شاعری و یرا بے سقم و مسلم الثبوت می انگاشتند اگرچہ بسیادۃ خود را بعالم می نمود اما تحقیق آنست کہ شیخ عباسی بود حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بطریق

طیبت بر زبان [کرد] امت تو امان می آورند که عباسیاں ہمہ چیز بجبر و قہر از بنی فاطمہ سلام اللہ علیہا و رضی اللہ عنہم ربودہ ہمیں یک سیادۃ باقی بود کہ میر شمس الدین فقیر پسند فرمود مختصر کلام بعزم بالجزم زیارۃ حرمین شریفین زادہما اللہ تعالے شرفاً و تعظیماً کشتی سوارہ بسفر حجاز شدہ بود کہ در اثناء طے راہ دریا قضاء الٰہی غریق بحر رحمت نامتناہی نمود انا للہ و انا الیہ راجعون لمخص سخن اگرچہ ریختہ گوئی دوں مرتبہ آں شہ سوار عرصۂ سخنوری و شہباز اوج ہنرگستری است شعر ریختہ ہم [از طبع] وقادش گاہے ریختہ ایں دو شعر منجملہ آنہاست ؎

دم کا آنا حباب ہے گویا　　زندگی موج آب ہے گویا
خال اوسکی بیاض گردن کا　　نقطۂ انتخاب ہے گویا

دوم

مولوی فقیر اللہ مرحوم وے طالب علمے بود از قصبہ گلاوٹی کہ در حضرت دہلی بمعلمی ایام بسری بردسودائے عزیمت خوانی و احضار اجنہ ہم در کلاخ دماغش پیچیدہ بود در [ایام] سالف شعرش را میر قمر الدین منت عفی اللہ عنہ اصلاح می نمود [اشعار رطب و] یابس دارد و ازاں جملہ ایں سہ شعر کہ بایں ہیچمدان سراپا نقصان رسیدہ می نگارد ؎

[آہ تو نے] تو کئی بار ہلایا ہے فلک　　زیادہ گستاخ نہ ہو عرش کو پہنچے گی دھمک
طور ہستی سے ترے نالے اٹھیں ہیں اس طور　　ہوش موسے کا جسے دیکھ کے جاوے بے شک

روتے روتے جو مرے دیدۂ تر بیٹھ گئے　　ایسی برسات ہوئی آہ کہ گھر بیٹھ گئے

سیوم

بزرگے از خاندان حری الاحترام میر فقیر اللہ نام وے عزیزے است بسیار سنجیدہ و نہایت پسندیدہ

نیک خصائل پاکیزہ شمائل از شعرائے پائے تخت سلطانی و سخن سنجان بارگاہ فلک جناب حضور پر نور خاقانی در بھاکا بہانتے وارد گاہے بہ تکلیف احبا شعر ریختہ ہم بروے کار می آرد ایں پنج بیت از گفتہائے وے است سلمہ ربہ ؎

میرے سحاب چشم کو نیساں پہ ہے شرف — ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشاں نہیں
دونو جہاں کو طالب حق جانتے ہیں ہیچ — ہمکو تو بیم دوزخ و میل جناں نہیں

وہ حسن صندلی نظر آوے اگر مجھے — دونو جہاں کا پھر نہ رہے درد سر مجھے
صافی دلوں کی دید کو مانع نہ ہو حجاب — عینک سے ہو دو چند نظر پر نظر مجھے
بیٹھے ہی بیٹھے ہستی کو اپنی کیا فنا — جوں شمع ہے وطن میں ہمیشہ سفر مجھے

فگار

تخلص مرزا قطب علی بیگ مرحوم است وے [ہندوستان زاے] بود بسیار پرگو امانیک خو نہائت زباں آور و لسان لکن بغائت خوش گپ و شیریں زبان پر وضع دار وخیلے ستودہ اطوار اشعار آبدار اساتذہ بکثرۃ یاد داشت و در محافل و مجالس بموقع خوانی ہمت می گماشت بیشتر اشعار دیگراں بنام خود [میخو] اندو سخن سخن سازاں بے تحاشا مالکانہ بر زباں می راند و گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد و خود را بہ زمرہ شعرا می شمرد از چندے رشتہ درگسستہ برحمت [حق در پیوستہ] بہرکیف ایں دوازدہ شعر کہ منسوب بوے است ایں احقر ثبت فرمود و دو شعر دیگر کہ ازان فرصت الہ آبادی است و وے از خود می گفت در اینجا قلم انداز نمود ؎

اے شیخ تو مسجد میں ہے وعظ غلط کہتا — گنبد تو لرزتا ہے منبر کا خدا حافظ
دریا میں اٹھیں لہریں طوفان ہوا برپا — کشتی تو تباہی ہے لنگر کا خدا حافظ

لہ بنائی ۱۰۱ ۔

ق

آیا ہے گدھے چڑھ کر کعبے کی زیارۃ کو — دنیا میں یہ نوبت ہے محشر کا خدا حافظ
مت کہہ تو [نگا] رآگے یہ راز نہاں رکھ جا — مہتر کی یہ نوبت ہے [کہتر] کا خدا حافظ

ہجراں کی سرگذشت کا کیا دیں حساب ہم — [کرتے] ہیں اپنے کہنے سے آپ ہی عجاب ہم
سو [دے] کو میرے شیخ تو ساقی سے کچھ نہ پو [چھ] — [دنیا دے] دیں کو بیچ کے پی لیں شراب ہم
کس کے کہاں کے کون ہو کیا ہو بتائیو — کوئی اگر جو پوچھے تو کیا دیں جواب ہم
ایکدم کے ہمکو آنے کی ہرگز نہیں امید — کب کر سکے ہیں دعوی ہستی حباب ہم
بنتے ہی نقش چشم کے رونے سے مٹ گیا — تھے ہی ازل سے پوچھو تو خانہ خراب ہم

اوڑتی سی خبر یار کے آنے کی سنی ہے — ہو جاے اگر راست تو اللہ غنی ہے
کوکب نہیں میاں چرخ پہ سو فار سمجھنا — یہ [سقف] سبھی آہ کے تیروں کی چھنی ہے
مت پوچھ فگار اب تو مرا مسکن و ماوی — مانند بگولے کے سدا بے وطنی ہے

فیض

تخلص فیض علی فرزند دلبند سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر است وے جوانے است طبع موزوں محبت مشحوں کہ مشق سخن از پدر والا قدر خود میکند وسودا ے شاعری خیلے در دماغ خود می پزد بہر کیف ایں ہفت شعر ازوے است سلمہ اللہ تعالے ؎

گل کھا موئے جنہوں کے لیے جسم زار پر — دو پھول بھی نہ لاے کبھو وہ مزار پر

دور میں ساقی ترے آنکلے ہیں مے نوش ہم — جام خالی دے ہے کیا اتنے نہیں بیہوش ہم
شوق میں تیرے کنار و بوس کے اے بحر حسن — موج کی مانند ہو جاتے ہیں سب آغوش [ہم]

نہیں معلوم کس رشک قمر کی راہ تکتے ہیں — کہ ساری رات آنکھوں میں گنا کرتے ہیں تارونکو

خدا جانے کہ تجھے فیض کیا ہے اوس کو بیزاری — جہاں دیکھا تجھے اوسنے پکارا اپنے یاروں کو

یہ ترک چشم ترے مست ہیں جواں دو نو — کہ سو رہے ہیں تلے سر کے رکھ کماں دونوں

نہ مانی تونے میری اپنی ضد اے بیوفا رکھی — کہیں ہم کس سے جا کر اب ہماری تونے کیا رکھی

فیاض

تخلص مردے است درست میثاق مسمی بہ عبد الرزاق از سکنہ خیر بنیاد حیدر آباد کہ بسیار نیک نہاد و بغائت پاکیزہ بنیاد خیلے یارباش و خوش اختلاط [و] نہائت آسودہ معاش و مستحکم ارتباط واقع شدہ است در مدح ناظم آنجا چیزے گفتہ ایں دو بیت ازاں است ؎

بعد آداب و نیاز اے قبلہ گاہ — عرض یہ فدوی کی ہے اب بید رنگ
ایک دکن کو کن کہ ہندوستان تک — ہو قلمرو میں تری روم و فرنگ

حرف القاف

در طے ایں حرف ذکر چہار دہ شاعر کہ ازاں جملہ دو شخص قائم تخلص می کنند و دو عزیز قربان اندر [ج] یافتہ و جملگی اشعار اینہا ..... شعر است کہ منجملہ آں ..[1] ..... رباعی واقع شدہ است

---

[1] دونوں شخص میں تعداد اشعار کی جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے ۔

قائم

تخلص دو کس میدانم

اوّل

شیخ قائم علی وے مرد معلمی پیشہ از قصبہ اٹاوہ است کہ در ابتدا امید وار تخلص میکرد وے بحکم قضا و قدر رب الارباب در ایام دولت نواب غفراں مآب احمد خاں بہ رہبری شوق فراو[ان] بنا بر دیدن سرامد شعرائے فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا بوساطت مقبول نبی خاں مقبول سلمہ رب العقول خلف الصدق انعام اللہ خاں یقین علیہ رحمۃ رب] العا[لمین] بمبارک بنیاد فرخ آباد خود را رساند و غزلہائے چند در حضورش برخواند وے عفی اللہ عنہ بمقتضائے [طبعی] و طبیعت جبلی بدیہہ برزبان راند کہ ؎

ہے فیض سے کسی کے یہ نخل ان کا باردار — اس واسطے کیا ہے تخلص امید وار

آں بیچارہ اگرچہ ارادہ تلمذ داشت اما منفعل گشتہ مراجعت نمود و زمزمہ ایں بیت بزبان حال میفرمود ؎

از در دوست ندانم بچہ عنواں رفتم — ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

و قائم تخلص ساخت و بہ شاگردی ہیچ کس نہ [illegible] شعر از گفتہائے اوست ؎

جس زمیں پر کہ وہ گلپوش نگار آجاوے — گر خزاں کا بھی ہو موسم تو بہار آجاوے

دنیا میں زندگی کا کوئی دم ہے واہ واہ — جو دم خوشی سے گذرے وہی دم ہے واہ واہ

پی پی کے خون دل میں بسر کی ہے زندگی — جو دم ہے [تن] میں جان سو ہی دم ہے واہ واہ

روز و شب پھرتے ہیں کوچے میں ترے دلدار ہم — ہو کہیں قسمت کہ پاویں ایک نظر دیدار ہم

رباعی مستزاد

دیکھا جو میں ایک طفل فرنگی [گورا][1] سنگین نگاہ
پلٹن سے نگہ کی ملک دل کو توڑا بے جرم و گناہ
میں نے یہ کہا ظالم صاحب سے تو ڈر اس پہرے میں
شرما کے لگا کہنے ہو تھوڑا تھوڑا دل کیا پرواہ

ایں رباعی مستزاد ابعضے بہ[2] نسبت کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

دوم

قیام الدین علی مرحوم [اصلش] از قصبہ چاندپور است مدتے در حضرت دہلی اقامت گزیدہ در آخر ہا قاضی قصبہ امروہہ شدہ[3] بعد نصیبش بدیں منصب شریف یکدو مرتبہ بشاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد رسیدہ بملاقات اصدقا و اکابر شہر فائز گشتہ مراجعت نمود و از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمود در بدو شوق ریختہ گوئی انخدمت استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمت الہ البدائت والنہائت استفادہ سخن میکرد چنانچہ چند شعر بزبان قصباتیاں از طبع زادش بیاد آں استاد والا نژاد بود بعد چندے بجناب فیض مآب مضمار سخن سازی رایکہ تازمرد خواجہ میر درد روح اللہ روحہ توسل جست و از مرئی قدیم بحدے انحراف ورزید کہ قطعہ در ہتک شان آں تجرد نشان انشاد کرد کہ یکسر بوے بے سعادتی میدہد و معہذا سرقہ شعر محمد طاہر غنی است قطعہ قیام الدین علی قائم ؎

شاعری کاہے کو آیا ہے بہت سا غرا جو یہ کہتا ہے وہ استاد زماں سنتے ہو
امر ہووے تو ہدائت کو کروں میں سیدھا وہاں سے ارشاد ہوا یوں کہ میاں سنتے ہو
راست ہوتے ہیں کسی سے بھی کہیں کج طینت تیر ہوتی ہے کہیں شاخ کماں سنتے ہو

---

[1] اصل نسخہ میں زادہ ہے ؎ [2] دو نوں نسخوں میں اسکی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ؎ [3] شدہ بود واللہ اعلم ؎

شعر محمد طاہر غنی ؎

کج را بہ تکلف نتواں راست نمودن — کے تیر تواں ساختن از شاخ کمانہا

وایں اوستاد درویش نہاد ہم بمقتضائے بشری اگرچہ باوطرف شدن مناسب نبود ایں قطعہ در شانش گفتہ ؎

چشم انصاف سے دیکھو تو میاں قایم تم — چاہیئے یوں کہ ہدائت [کواب] استاد کرو
اور جو کچھ شاعری کا دل میں تمہارے ہو گھمنڈ — کہہ چکے ہم تو غزل [بابے] تم ارشاد کرو

بہرحال در آخر حال بخدمت سرآمد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا در پیوست و بنابر خباثت اصلی از شاگردیش ہم پہلو تہی میکرد مرزا ساقی نامۂ در ہجوش گفتہ کہ بعد انابت و رجوع وے آں ہجو را بنام شاعر خیالی فوقی تخلص قرار دادہ قرار داد ملخص کلام ازیں ہا در گذشتہ و چشم از حق ناپوشیدہ میگوئم کہ وے رحمہ اللہ تعالے شاعرے بود فصیح زبان شیریں بیان فصاحت آئین بلاغت آگیں صاحب گفتار استوار مالک اشعار آبدار بلبل خوشنوا عندلیب دستانسرا دیوانے مختصر مشحون اکثرے از انحاء سخن دارد ایں عاصی بانواع المعاصی ہشتاد و شش شعر غیر از قطعہ ہجو استاد صاحب درائت ہدائت اللہ خاں ہدائت علیہ رحمۃ [من لالہ البدائت و النہائت] از انہا در ایجامی نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

پڑھکے قاصد خط میرا اوس بدزباں نے کیا کہا — کیا کہا پھر کہہ بت نامہرباں نے کیا کہا
غیر سے ملنا تمہارا سن کے گو ہم چپ رہے — پر سنا ہوگا کہ ہم کو ایک جہاں نے کیا کہا

جلوہ چاہے ہے اوسے اوس بت ہرجائی کا — یہ پریشاں نظری جرم ہے بینائی کا
صحن صحرا کو سدا اشک سے کرنا چھڑکاؤ — بس دوانا ہوں میں قائم تری مرزائی کا

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا — پر دیکھیو لیتا ہو جو تو نام کسی کا

جو کوہکن تجھے قوۃ ہی آزمانا تھا — عوض پہاڑ کے شیریں سے دل اوٹھانا تھا

فہرست میں خوبان وفادار کی پیارے — دیکھا تو کہیں اوسمیں تیرا [نام] نہ پایا

ہرگلی کوچہ ہے رستے کا پراچہ کی دوکان — دھجیاں ہوکے اوڑا بسکہ گریباں میرا

بے دماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا — مرتبہ عشق کا یہاں حسن سے بھی دور گیا

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر ایک حباب کا — اوٹھ جاوے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا
کیوں چھوڑتے ہو دردتہ جام مے کشو — ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

دن کو لیے گا یا شب آئیے گا — بندہ خانے میں پھر کب آئیے گا

ہوگر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت — تم سلامت [ر] ہو بندے کے خریدار بہت
ہمدگر جب خفگی آئی تو پھر جھگڑا کیا — تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرحدار بہت
قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تیری — مرچکے ہیں اسی آزار کے بیمار بہت

آج خالی سی کچھ لگے ہے بغل — دل گرا شائد اضطراب میں رات

اٹکی نہ آنکھ خط میں تری چشم دیکھ کر — سبزی پیے ہے کون مئے ناب کے حضور

بھلا اے ابر مژگاں اب تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
بہار عمر ہے قائم کوئی دن — اسے جوں گل پیالے کاٹ [ہنس] کر

پی کے مے تم کہاں رہے شب باش — واہ وا رحمت آفریں شاباش
سینہ کاوی بھی کام ہے کچھ اور — کوہکن بود مرد سنگتراش

آج آپ مرے حال پہ کرتے ہیں تاسف — اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
اے گریہ پس قافلہ دل نام ہے ایک یار — یہ خستہ بھی نبھ جاے جو ایکدم ہو توقف

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن — بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہیں

جوں شمع دم صبح کو یہاں سے سفری ہوں — ملک منتظر جنبش باد سحری ہوں

نہ دل بھرا ہے نہ اب تم رہا ہے آنکھوں میں — کبھو روئے تھے سو خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

مجھے اس اپنی [مصیبت سے] ہے فراغ کہاں — کسی سے چاہوں جو صحبت رکھوں دماغ کہاں

شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجکو — جسکے میں ہاتھ لگا اوس نے جلایا مجکو

راہ پینڈے میں جو رکھتا ہوں اوسے گھیر [کبھو] — ہس کے کہتا ہے کہ اب جانے دے چل پھر کبھو

دل مرا چین یہ کہتا ہے وہ دلبر قائم — جی جہاں چاہے تمہارا مری فریاد کرو

خوناب دل سے ہاتھ ملا کر تو جائیے — پنجے کیئے ہیں آپ نے اکثر حنا کے ساتھ

جی میں جو کچھ تھی خوشی سو تو گئی یار کیساتھ — سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

میں دوانا ہوں سدا کا مجھے مت قید کرو — جی نکل جائیگا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

یونہی طوفان طراز ہے جو چشم — تو پھر آفت جہان پر آئی
کھل گیا آپ ہی آپ کچھ قائم — کیا بلا اس جوان پر آئی
قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر — دیکھیں کس کس [سے] اب بگڑتا ہے

توفیق جو بوسے کی نہیں گالی ہی دے لو — کیا خوب ہے رکھ چھوڑنی تنخواہ کسو کی
پھولوں کی چھڑی ہے یہ ترے ہاتھ میں گلرو — یا لخت جگر سے ہے گتھی آہ کسو کی

گہہ پیر شیخ گاہ مرید جواں رہے — اب تک تو آبرو سے [نہیں] ہم جہاں رہے
صبر و قرار و ہوش و دل و دیں تواں رہے — اے ہمنشیں یہ کہہ تو بھلا ہم کہاں رہے
مسجد سے شیخ تو نے نکالا ہمیں تو کیا — قائم وہ میفروش کی اپنے دکاں رہے
صیاد شور نوحہ کچھ آنے لگا ہے کم — یاروں کے دو رہم سے مگر آشیاں رہے
تو تو چلی بہار پر اون کی بھی کچھ خبر — جو سر بجیب غنچہ نشگفتہ ساں رہے
قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ دے کہ یار — کیا ہے برا کہ مفت میں اک شعر خواں رہے

یوہیں جو یہ چشم تر رہیگی — آخر کو خراب کر رہے گی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے — ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے
یہ صحرا ہے بھلا دیکھیں تو بارے — جنوں کیسا ترا دیوانہ پن ہے
وہ گویا زخم ہے چہرے کے اوپر — جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے

نہ ہم فلک کے کبھو ریو و رنگ سے چھوٹے — پڑے بھنور میں جو کام نہنگ سے چھوٹے
دا اوسکی زلف سے چھٹنے کا قصد کر قائم — کوئی سنا ہے کہ قید فرنگ سے چھوٹے

نگر دردوں میں کرتے ہیں درماں میرے — آہ کیوں درپے جاں ہیں یہ عزیزاں میرے

یارب کوئی اوس چشم کا بیمار نہ ہووے — دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
صورت میں تری گر نظر آوے ملک الموت — پھر مرگ کسی طرح سے دشوار نہ ہووے

وہ بھی کیا دن تھے کہ جی کو لاگ اوسکے ساتھ تھی — میں تھا اور کوچہ تھا اوسکا اور اندھیری رات تھی

شکوہ نے غیر سے نے یار کی بیزاری سے — جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے

مرون دشوار میں [یہ] جان اکی تقصیر ہے — حسرت دل سو طرف سے اوسکی دامنگیر ہے
گرم رفتن ہو کے شعلہ قید میں آتا نہیں — موج آتش گو سراسر صورت [زنجیر ہے]

روز و شب ہے حالت انجام مے نوشی مجھے — کسکی آنکھوں نے دیا پیغام بیہوشی [مجھے]
[گو] بظاہر تو گلے لگتا نہیں میرے تو کیا — ہے تصور سے ترے ہر [دم ہم آغوشی مجھے]
منحصر ہے شرح سوز دل پہ میری زندگی — [شمع] ساں مرتا ہوں گر یکدم ہو خاموشی مجھے
شب ہی [کی بدمستیاں سے ہوں ہیں] تک منفعل — آج تو کرتا ہے [پھر تکلیف مے نوشی] مجھے

پھرے زمانہ [جہاں] تک ہی [ہم سے یا نہ پھرے] — کسی کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

[دل مرا دیکھ] دیکھ جلتا ہے — شمع کا کس پہ دل پگلتا ہے
ہمنشیں ذکر یار ہی کچھ کر — اس حکائت سے جی بہلتا ہے

شب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے — سوزن گم شدہ جوں آئے نظر رشتے سے

گریہ کو قائم [تم تھنیا] مژگاں ابھی ہونگے [نہ خشک] دیر تک ٹپکے ہیں باراں کے شجر بھیگے ہوے

دل ڈھونڈنا سینے میں مرے بوالعجبی ہے ایک ڈھیر ہے یہاں راکھ کا اور آگ دبی ہے

شب غم سے میری جان اوپر آن بنی تھی جو بال بدن پر تھا سو برچھی کی انی تھی
شب گریے سے وابستہ مری دل شکنی تھی جو بوند تھی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تھی
قائم یہ غزل طرز کیا ریختہ ورنہ ایک بات لچر سی بزبان دکھنی تھی

ق

نواب پالکی میں تری ہے وہ زرق برق چشم ستا [رہ خیرہ] ہو جس کے خیال سے
اس لطف سے غلاموں کا کہنا ہے [بانس] پر طرے لگیں ہیں مہر کے گویا ہلال سے

رباعی

نواب جہاں طعام پکتا ہو ترا چاول ہے نچوڑنے کی گردوں صافی
مطبخ ہے یہ اسقدر ترا کم جس کے تحصیل ہو سانبھر کی نمک کو کافی

دیگر

کیا پشم ہیں دنیا کے تو یہ اہل نعیم عزت نہ کریں اپنی جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجے سجدہ محراب نہ ہو خم جو برائے تعظیم

دیگر

کب باغ ارم ہے اس مکاں سے بہتر جس کی ہے ہر ایک[1] جہاں سے بہتر
جو پھانک ہے رنگترے کی یہاں کے قائم ہے وہ لب شیرین بتاں سے بہتر

---

[1] یہاں ایک سہ حرفی لفظ مثلاً 'ادا' یا کچھ اور رہ گیا ہے۔ دونوں نسخوں میں اسی طرح مرقوم ہے ✦

دیگر

شیطاں کبتک یہ نفس بہکتے پھرنا — ہر مرد کے ذائقے کو چکھتے پھرنا
داوا کو تو سجدہ نہ کیا نخوت سے — اور پوتوں کے آگے.... رکھتے پھرنا

دیگر

روٹی کے لئے کہائے تو میر جی میر — کہیے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
پر میر ہوے یہ اوس طرح کے جیسے — ساگوں میں کوتہ میر راگوں میں حمیر

دیگر

کیا کہئیے کہ گرمی کے یہ دن کیسے ہیں — مفلس کی تسلی کو تو ہیں جیسے ہیں
گر[بھول کے] جا پڑے ہے خصیوں پر ہات — دارائی کے درمیاں میں دو پیسے ہیں

دیگر

قاضی شیخی ہے یہاں تو کاڈھی تیری — تدبیر پر اور ہم نے کاڈھی تیر[ی]
گو حشر کو دامن کو نہ پہچے گا ہاتھ — واللہ کہ ہم ہیں اور واڈھی تیری

قاضی

تخلص قاضی عبد الفتاح است سلمہ ربہ وے از سادات ضلعہ قصبہ سنبھل و قاضی زادہاے آں نواح است مرد طالب علم خوش اختلاط صاحب انصاف نیک ارتباط دیدہ شد بقصور ریختہ گوئی معترف است میگفت کہ مردم ہیرو نجات را بزبان اردوے معلی چہ مناسبت بنا بر عادۂ مستمرہ بایں امر اقدام می نمائم پیشتر شعر فارسی از ہر گونہ میگوئد گاہ گاہ ریختہ ہم موزوں می کند شائد قیام الدین علی قائم در ہجو ملیح ہمیں قاضی رباعی گفتہ باشد کہ بود باش ہر (دو) بیک ضلع واقع شدہ واللہ اعلم ۱۲ منہ عفی عنہ ایں دو بیت رباعی بحضور ایں سراپا قصور خواندہ بود تحریر نمود ؎

دنیا میں تو ہمنے کچھ نہ حاصل دیکھا — دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی　　مانند سراب عین ساحل دیکھا

قاصر

تخلص جوانے است مغل زاشجاعت آما سپاہی منش ہوشیار لشکری روش پختہ کار یار باش نیک معاش نفض التیام مرزا ببر علی نام از چندے ترک سوداء سپاہگری نمودہ بسوداگری ایام بسر می برد شعرش باصلاح دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خاں فراق میرسد از چندے بہ بلاد شرقیہ اقامت گزیدہ کہ بوطن مالوف معاودۃ نمود و بحسب اظہار مردم شعرش را میاں غلام ہمدانی مصحفی اصلاح فرمود اگرچہ وے اباے کلی ایں معنی بمیان می آرد و خیال خودسری در سر دارد۔ بہرکیف ایں سی و پنج شعر [او راست] منہ سلمہ ربہ

ے　نالہ کیجے جو کچھو سوز نہاں سے پیدا　　شمع سا [ں چاہیئے] ہو شعلہ زباں سے پیدا
قاصر اس صفحۂ آفاق پر اب ہم نے کیا　　صورت نقش نگیں نام نشاں سے پیدا

کل اس بہار سے وہ گلبدن نظر آیا　　کہ وقف وے ہمیں رنگ چمن نظر آیا

دلا چھڑائیو تو تیر دلستاں کی گرد　　کہ جھاڑتے ہیں سبھی اپنے میہماں کی گرد

شب خیال زلف مشکیں مجکو کس کا آگیا　　سر بسر جو میری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

[میرے] آگے نہ کسو غیر کا تو دل رکھنا　　سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
سخت جانی ہے گلوگیر ترے بسمل کے　　ہاتھ تھا تجکو دم ذبح نہ قاتل رکھنا
تیری ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز　　نیم نظارہ پر ایک خلق کو مائل رکھنا

کھل گیا کس [غرقۂ] الفت کا مدفن آب پر
نخل فوارہ ہوا جو سایہ افگن آب پر

تا نہاں چشم صدف نظارۂ عالم کرے
کیا ہوا نے موج کی چھوڑی ہے چلمن آب پر

کیوں نہ عاشق کے رہے روز لڑائی سر پر
توپ کی آپ نے اوڑھی [ہے] رضائی سر پر

دل میں اوس بت کے میرے نالے اثر کیونکر کریں
یہ برنگ شعلہ اس پتھر میں گھر کیونکر کریں

طالب دیدار کو سیری گل تر سے نہ ہو
وقف کام تشنگاں آب گہر کیونکر کریں

کیا سوز جگر اپنے کو تحریر کروں میں
جل جاے زباں میری جو تقریر کروں میں

تو حشر میں ہو دست و گریباں تو دل اپنا
اس شرط پہ آمادہ تقصیر کروں میں

[ہے] جی میں کہ ہو [جس] میں رقم حسن کی قیمت
اوس فرد کو سر دفتر تقدیر کروں میں

[پھر جا] جب زنداں کو وہ قاتل مجھے سونپے
خواہش کی نظر گر سوے شمشیر کروں میں

عالم کے مرقع میں اگر پھر ہو وہ پیدا
یوسف کے مقابل تری تصویر کروں میں

اوس رشک پری کے جو ملے ہاتھ کا توڑا
اپنے دل دیوانہ کو زنجیر کروں میں

تقدیر کو خواہش ہو مری خواہش دل کی
اب جی میں ہے تا صر کہ وہ تدبیر کروں میں

کس رنگ سے گلشن میں کروں گل پہ نظر میں
اب غنچہ صفت باندھ چکا رخت [سفر] میں

خوب لگ چھاتی سے ملنا پھر ہمارا ہو نہو
ہے شب [وصل] آج کیا جانے دوبارا ہو نہ ہو

فرش نخل پر بھی اوس بن مجکو [نید] آتی نہیں
بستر گل خار ہے جب تک وہ ہم بستر نہ ہو

کہنا بجا ہے خار کو مانوس آبلہ
ہوتا ہے ہر قدم پہ یہ پابوس آبلہ

برگشتگی بخت نے نوبت میری یہ کی
معکوس پا بہ خلق ہوا کوس آبلہ

کیوں نہ کھوائیں جنازے پر اب اپنے کو ہم
دل میں جاتے ہیں لئے حسرتِ دیدار چلے

میں وہ میکش ہوں مغاں چاہیئے چالیں قدم
ساتھ لاشے کے میرے خانہ خمار چلے

ظلمت زلف بتاں میں نہ گذر پیک نگاہ
اوس مسافر کو خطر ہے جو شب تار چلے

اوس گل کی بوے کاکل گذرے اگر چمن سے
بہر ثنا نکالیں غنچے زبان دہن سے

کیوں نہ وہ آہ شرر افشاں اثر پیدا کرے
صورت گلریز جو ہر دم شرر پیدا کرے

وہ ہو شرما جسدم وا کردہ نقاب آوے
موسیٰ کا تو کیا مونہہ ہے یوسف کو نہ تاب آوے

نگاہ آرزوے ہمکناری سے جو مرجھاوے
جوے کیا ربط کیا خانہ کی وہ گلبدن جانے

خدا جانے تمہیں کیا ننگ ہے اب یہاں کے آنے سے
وگرنہ مجھ تک آسکتے ہو پیارے ہر بہانے سے

اپنے داغ دل سے خورشید قیامت زرد ہے
روبرو میرے فغاں کے شور محشر سرد ہے

اے دست تصور تجھے تا شانہ کروں قطع
جو گردن جاناں پہ تو پیچیدہ نہ ہووے

قاسم

تخلص ایں [ہمچدان] سراپا نقصان خاکپاے طلباے جہان خوشہ چین شعراے صاحب زبان عاصی بانواع المعاصی کمتر از ہر وانی و قاصی نامہ سیاہ یکسر گناہ سید ابو القاسم عرف میر قدرت اللہ قادری است غفر اللہ [له ولوا]

الدیہ و احسن الیہما و الیہ سلسلہ علیہ نسب آبائے کرام و اجداد ذوی الاحترام کہ یکے از ایشاں سید اسمعیل غوربندی است قدس سرہ و دیگرے سید فاضل [گجراتی] روح اللہ روحہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار ایں بزرگوار در گجرات حضرت شاہ دولہ علیہ الرحمۃ والغفران بمحلہ آہنگران واقع شدہ و تا الیوم [مر] جع خاص و عام آں دیار است یزار و یتبرک بہ بجناب امامت انتساب حضرت [امام] موسیٰ [رضا] سلام اللہ علیہ و علی آبائہ الکرام [ام میرسد] اوقات شریفہ [ہمگی ایں بزرگان] بہ ترک و تجرید و توکل و تفرید و درس و تدریس و تعلیم و تعلم بسر می شد و ایں احقر اگرچہ از بدو شعور بخدمت سراپا برکت اہل علم و صاحب دل مانند زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس [اللہ سرہ] و مرجع طلاب جہان مولوی خواجہ احمد خان نور اللہ مرقدہم شتافتہ کسب علوم عقلیہ و اکتساب فنون نقلیہ می کرد اما بنا بر عدم مساعدۃ ایام و نا موافقت بخت نافرجام بر جادۂ اجداد عالی مقام نتوانست رفت یک چند از خدمت با رفعت شریف الحکماء رئیس الاطباء خلاصہ فضلائے زمان حکیم محمد شریف خان مدظلہ و سلمہ ربہ استفادہ فن شریف طبابت نمودہ ایام بسر میکند و ہم از ابتدائے سن تمیز خیال شاعری در سر [وارد و] استحصال طرز ایں فن جلیل القدر دراں اوان از جناب ہدایت انتساب استاد صاحب درایت ہدایت اللہ خان [ہدایت] عفی اللہ عنہ نمودہ تا الیوم ہفت ہزار بیت تخمینا [از] انواع سخن رطب و یابس در دیوان فراہم آمدہ و بیرون ازیں مثنوی در بحر مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ قریب سہ ہزار و پنجصد بیت در قصہ معراج حضرت خیر الانام علیہ و الہ التحیۃ والسلام و [مثنوی دیگر در] بحر بوستان شیخ شیراز بہ بخشد و یراخدائے بے نیاز قریب پنج ہزار و دو صد بیت در کرامات حضرت ذو السنین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ بر صفحہ روزگار ثبت نمودہ و عزم بالجزم نظم غزوہ بدر پیش نظر دارد بشرط خیریت و مساعدۃ زندگی انشاء اللہ تعالیٰ از کتم غیب منصۂ ظہور جلوہ گر میشود ملخص کلام از کلام نقص انتظام خود . . . . بحکم بودن ضرورۃ خار با گل و خس و خاشاک در گلستان با اشعار عالی مرتبہ بزرگان دیں روضۂ فردوس تواماں مندرج می سازد و باللہ التوفیق و علیہ التکلان ؎

جہاں میں آن کر یار و زمین و آسماں دیکھا — وہی آیا نظر ہم کو غرض ہم نے جہاں دیکھا

تمنا ہے یہی قاسم کہے یوں خلق بعد اپنے — جہاں سے کس] مزے سے یہ محمد گو اوٹھا دیکھا

قرار و صبر اور تاب و طاقت نہوں مسافر تو کیا کریں پھر — پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

ترے ہاتھوں دل میرا داغ ہے نہ سر خوشی نہ فراغ ہے — نہ وہ دل رہا نہ دماغ ہے غم عشق تونے یہ کیا کیا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیراں ہوئیگا — زلف کو شانہ نہ کر کافر پریشاں ہوئیگا
شب پس دیوار سن میری فغاں بولا وہ ہائے — [ہو نہ] ہو یا [رد وہی] کم بخت نالاں ہوئیگا

کیا مرے قتل کا دیوینگے جواب آپ بھلا — جس گھڑی حشر کو دیوان عدالت ہوگا

پاؤں تلک جو پہنچا تصویر لکھتے لکھتے — مانی نے ہاتھ اپنا بے اختیار کھینچا
پتھرا گئیں کل آنکھیں بر راہ تکتے تکتے — اوس سنگدل کا میں نے یہ انتظار کھینچا

چھین کروں جو مرا گونتھ رکھا کاکل میں — آپ کے سر کی قسم آپ نے احسان کیا
بر سر ہر مژہ ہے بوند لہو کی دیکھو — عشق نے کیا سب جیحوں پہ چراغان کیا

یاد کرتے ہی تو آیا بزم میں اے شمع رو — کیا بڑی ہے عمر تیرا ہی ابھی مذکور تھا

[اندو] ہ دو عالم سے چھڑایا مجھے تونے — بندہ ہوں میں ترے وحشت دل تیرے کرم کا

ہزار افسوس ایدل کل نہ تھا تو آپ میں ورنہ — کھلے بندوں کھڑا تھا باغ میں گل [پیرہن] تیرا
[گریباں] پھاڑ مرکو پھوڑ نعرے مارتا قاسم — پلا دشت جنوں کو واہ رے دیوانہ پن تیرا

خط پشت لب جاناں کو دیکھا تونے اے قاسم — سواد چشمہ حیواں میں کیا سبزہ لہکتا تھا

ہے تب الفت نہانت اوسکو مزمن باغباں — بلبل بیدل کو [ظالم جلد قرص گل کھلا]
گل کرے گا حسن ہر یک سے باندازِ دگر — طفل غنچوں کو ذرا دیکھ لے بلبل کھلا

ہوا جب خوب رکتی ہے گھٹا البتہ برسے ہے — گھٹا ہے بیطرح [اب دل یہ] ہے آثار رونے کا

یہ کہیئے اب کہ بھوں پڑے آج کسطرف — اسطرف بارے آپ کا کیونکر گذر ہوا

حب پیغمبر سے مالا مال [ہے دل] [دوستو] — اندنوں معمور ہے بارے مدینا عشق کا

جی ہے آنکھیں ہیں کلیجہ ہے بغل ہے دل ہے — جونسا بھائے مکاں کیجئے اوس میں ڈیرا

بل بے تیری کاوش اے جوش گداز عشق ہائے — [بچ رہا] جو استخواں گلنے سے وہ شانہ ہوا
[دور] گل گذرا کہیں جلدی قدح دے ساقیا — یعنی اپنی عمر کا بریز پیمانہ ہوا

سقف گردون کہن مسمار تھی ایک پل میں آہ — خیر گذری نالہ کل آکر [وہاں] تک رہ گیا
کچھ قلم ہی کے نہ تنہا ہونٹ چپکے ہمنشیں — صف لب میں قاسم شیریں زباں تک رہ گیا

بوسۂ خال لب لعل بتاں نے دوستاں — کر رکھا ہے دل کو بندہ اپنے کالے تل کھلا
اے کنار عاشق اس لڑکے سے مت اغماض کر — طفل اشک سرخ اب تجھ سے گیا ہے ہل کھلا

دل [نہیں یہ کہ مل اشکوں سے ہو راہی نکلا] — ساتھ ٹانڈا لیے اپنے [ہے] نکاہی نکلا
یاد میں اوس قد موزوں کے ہر ایک نالہ و آہ — دل پر درد سے ہو مصرع آہی نکلا

میری بھی آہ جوانی [تھی] نہ تھا دن کوئی — کہ یہ سر اور درِ خانۂ خمار نہ تھا

ہم تو عشاق میں قاسم کو بھلا سمجھے تھے — تم جو کہتے ہو برا خیر [برا] ہووے گا

خون ہو رشک سے دل عاشق جانکاہ کا [آہ] پانو پڑ پڑ یہ ترے رنگ حنا نے چاہا

گردن ڈھلک رہی ہے اور آنکھوں میں دم ہے آہ بیمار چشم کی ترے حالت عجب ہے اب

اللہ رے جور حسن بتاں جسکے ہاتھ سے یوں داد خواہ با سر عریاں ہو آفتاب

دلکی نہ پوچھ کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

غیریوں لوٹیں بہار حسن دلبر ہے غضب [ہم سہیں] ظلم و ستم اے وائے قسمت یا نصیب

باغ حسن یار میں گلچیں نہ ہوں ہم ہے غضب اور بہار رنگ گلشن یوں اوڑائے عندلیب
پھول پھول اب بیٹھتی ہے شاخ گل پر یہ نسیم بندہ رہی ہے کیا گلستاں میں ہوائے عندلیب
تو تیاء چشم گل گرد خیاباں ہے صبا دیکھ لے کحل البصر ہے خاکپائے عندلیب

محرم آب رواں پر ہے بایں آب حباب مٹ گئے دیکھ صفا جنکی سر آب حباب
ناف کے گرد پھرا یہ دل پہ آبلہ یوں جمع باہم ہوں پھریں جوں سر گرداب حباب

لو چلے ہم خوش رہو کاکل سنوارو بیٹھکر اپنی زلفوں کی طرح کیوں اتنے بل کھاتے ہیں آپ
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر ایسی ایسی باتوں کو مونہہ پر بھلا لاتے ہیں آپ

موسم گل ہے جنوں ہے جوش پر جانے دو اب [بس د] وانے کو نہ چھیڑو ورنہ پھر سیانے ہیں آپ

خیال زلف میں رویا کیا میں ہمدم آہ بنگ ابر سیہ زار زار ساری [رات]

کریں اب تجھے ہم کچھ اور [ڈھب کی] بات کیا طاقت — تیرے پاؤں تلک پہنچے ہمارا ہات کیا طاقت

شکست شیشۂ دل کی یہ ہے آواز اے ساقی — میرے نالوں سے ناداں خندۂ قلقل کو کیا نسبت

بت آزر کو کیا دیتے ہو اوس بیباک سے نسبت — مغاں پتھر کو دو مت شعلۂ ادراک سے نسبت

کہاں اے وائے اب وہ دن کدھر وہ وصل کی راتیں — سرک سونے پہ رہتی یار سے کیا کیا ہمیں کھٹ پٹ
نہ گھڑ تعویذ تربت کا مری خارا شکن بس کر — لگی ہے آنکھ سونیدے کہیں [ظالم نہ کر] کھٹ کھٹ

ہجوم آہ ہے اور فوج طفلاں ساتھ ہے قاسم — چلا [تو اوسکے کوچے] سے ہے بایں شان کیا باعث

اودھر ہی اب لگی رہتی ہیں آنکھیں رات دن قاسم — تمکا کرتا ہے تو کیوں رخنۂ دیوار کیا باعث

ہم کہتے نہ تھے کل لب میگوں کے نہ مونہہ لگ — [کھینچا نہ دلا اوسکا بھلا] تونے خمار آج

ہائے کیوں جلد کھلیں تم سے گلا ہے آنکھو — [ایک مدت میں میں] دیکھا تھا اوسے خواب کے بیچ
قوۃ ضعف سے کوچے میں رہا کل اوس کے — یوں بھی ہوتا ہے کبھو عالم اسباب کے بیچ
سر کھلے ناز سے [انداز سے] جوڑا باندھے — کل وہ خورشید کھڑا تھا شب [مہتاب کے بیچ]

بوسہ تو درکنار نک ادھر تو دیکھیے — کچھ یاد ہے کیا تھا بھلا کیا قرار صبح

دیکھیئے کیا اب کے ہوا اس جیب و داماں کیطرح — پھر لگی ہم کو خوش آنے کچھ بیاباں کی طرح
چشم نرگس سرو قد گلبرگ لب غنچہ دہن — جلوہ گر ہے یک قلم تجھ میں گلستاں کی طرح

دل میں چبھتی ہے مرے دندانِ پیکاں کی طرح
ہے غرض کیا ہی نکیلی تیری مژگاں کیطرح

حال چشم زار و اشک تر نہ پوچھ اے ہمنشیں
برسے ہیں دو دو پہر یہ ابر باراں کی طرح

اس ملاحت سے ہے یہاں شور محبت جلوہ گر
بھر رہا ہے زخم دل سارا نمکداں کی طرح

پھول بیٹھے باغ میں تو رشک آتا ہے مجھے
گل میں کچھ ملتی ہے بلبل میرے جاناں کی [طرح]

[تختۂ گلزار سینا] آب جو سیل سرشک
یہ نئی ڈالی ہے ہم نے باغ و [بستاں کی] طرح

موجب طوفاں سرشک و باعث محشر فغاں
طرز گریہ وہ غضب اور یہ ستم نالے کی طرح

لڑکھڑاتا [جھومتا ساغر] بکف آتا ہے یہ
دیکھیو اے میکشاں اس میرے متوالے کیطرح

قسم[1] ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم
کہ شب تھی کاکل مشکیں سے مو بمو گستاخ

جب تجھے جانے[2] ہم ایدل کہ ہو دلدار پسند
ہے وہی جنس کرے جسکو خریدار پسند

زلف جنجال مژہ قہر قیامت قامت
کیا کیا تو نے یہ اے دیدۂ خونبار پسند

اوس زرد پوش بت کا میں کشتہ ہوں بسکہ آہ
چھاتی پہ میری چاہیئے سنگ مزار زرد

آنسو گرے پر آہ نہ آیا وہ لعل لب
اولٹے گئے گرہ سے گہر یک نشد دو شد

طاؤس لب ہوا ہے یہ نو بردہ آپ کا
داغی غلام تھا ہی قمر [یک نشد دو شد]

حور پرہنا پری کو نام رکھنا رات دن
واہ رے تیری شکوہ اللہ رے تیرا گھمنڈ

ہو [وقت بوسہ کیوں نہ شکر خند] با مزہ
باہم ملیں تو ہوتے ہیں شیر و شکر لذیذ

---

[1] ۱۰۰۰ میں یہ بیت درج نہیں، [2] کذا،

[پھٹے ہے قیس کی] چھاتی مرا چاک جگر دیکھے　　خدا جانے کرے گا عشق اب اور امتحاں کیونکر

چلی جاتی ہے شب باقی گھڑی دو چار ہے ظالم　　بہت بہت ہو چکی [اب] مان لے میرا کہا بس کر

تربت سے اوٹھا پھیک دو اوسطرف عزیزو　　تعویذ ہے چھاتی پہ مری سل کے برابر

چا[ندنی میں] بیٹھ مت مونہہ سے اوٹھا ظالم نقاب　　داغ ہوگا دیکھ یہ ماہ درخشاں سر بسر

بات ہی اور نہیں تم کو سوائے دشنام　　آپ کی چلتی ہے کچھ بہت زباں میرے پر

نہ ہونا مبتلا زنہار کوئی چشم مے گوں پر　　سواد مردمک سے لکھ رکھو یہ خاک مجنوں پر
سراہا مژہ تم قطرۂ خونناب مت سمجھو　　چراغاں ہے یہ اے روشندلاں دریائے جیحوں پر

عاشق نہ ہو جیو کوئی روئے نگار پر　　لکھو یہ دوستاں مری لوح مزار پر
سچ سچ نہ پوچھ اوس بت بیدیں کی ہمنشیں　　باللہ کہ آج ہے وہ قیامت [بہا] ر پر
یہ تیرہ بختی اپنی غنیمت سمجھ دلا　　خال سیہ کو دیکھ لب لعل یار پر
کس واسطے میں کیوں تجھے دل دوں بتا مجھے　　کیا اعتماد ہے ترے قول و قرار پر

بخل نظارہ نہیں دیدۂ تر سے بہتر　　اور جو مرضی ہے یہی آپ کی تر سے بہتر

کچھ نہ بیٹھی شکل تعمیر شکست دل درست　　[قاسم] اپنے سے کیئے ہر چند میں نے توڑ جوڑ

ابر تر اوسکے نہ مونہہ پر چلہ[1] ابھی دم لے تھم جا　　بر سر جوش ہے یہ دیدۂ خوں بار ہنوز

طلعت ماہ وشوں کے ہیں یہ کشتے جن کی　　تربتوں پر ہے کچھی چادر مہتاب ہنوز

درد دل میں نے بہت آج چھپایا لیکن　　کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ تر آخر روز
ہائے لے لے کے مزے کھاتے ہیں عاشق یارو　　شام غم غصہ سحر خون جگر آخر روز
وعدے اپنے پہ کبھو تو مرے گھر آ ظالم　　نصف شب وقت کبھر شام سحر آخر روز

اژدہام داغ و گل ہے اور ہجوم یاس آہ　　ہائے تسپر بھی لگے ہے دل کی آبادی اوداس
کیوں نہ دل وحشت سرا معلوم ہووے صبر ہائے　　ہے مقرر ہمنشیں لگتا ہے گھر خالی اوداس

ہے قمر میں محتبس عکس رخ عالم تمام　　یہ صفائے دل بھی اے مہرو ہے تسخیر وقفس

شیخ و زاہد وہاں نہ ہوں تو لطف جنت ہے کہ ہے　　سیر گلزار ارم] بے زحمت [اغیار خوش]

ہے عشق میں اوس شوخ] کے یہاں خشک [تر آتش　　دل آتش و اشک آتش و خون] جگر آتش
سینے [میں اس انداز سے بھڑکے] ہے دل اپنا　　مانگے ہے او [سے دیکھ] کراب [الحذر] آتش

ہے اشک و سوز سش سے غم کی یہ دل گہے بآب [و] گہے باتش
ہو جیسے انجام مرغ بسمل گہے بآب و گہے باتش
طراوۃ و رنگ لعل [نوشیں اس آبداری] سے دیکھتا ہوں
ہو جیسے جوہر [شناس] مائل گہے [بآب و گہے باتش]

جب آوے پیار میں تب مسکرا کے گالی دے　　نئی طرح کا میں دیکھا یہ کچھ یہاں اخلاص

ہوں مست چشم پر لب مے گوں کا ذوق ہے
ہے مجھ تنک شراب کو رطل گراں کی حرص

اے بتاں کیجے قبول اب زلف کے مارو نکی عرض
کافرو مانو کبھو تو ان سیہ کاروں کی عرض
چوری چوری کیا ہوا ہم نے لیا بوسہ اگر
اب بھڑا دو لب سے لب ہے یہ گنہگارو نکی عرض

کارسازی میں دیا میں تجکو تا ایساں غرض
ہاے پر نکلی نہ تجسے اے لب جاناں غرض
مسکرانے سے ادا سے ناز سے انداز سے
جوں بنے لینا میاں تجکو دل حیراں غرض

آب ہوں لعل و گہر داغ ہوں خورشید[و] قمر
[کھوے] گھونگٹ سے جو تو بالب خنداں عارض

ہر بسر قول تیرے اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

بوسہ لیا ہے ہم نے دغا سے نشے میں آج
ہر چند اولے کی لب میگوں کی احتیاط

تار نفس کو ربط ہے نوک مژہ سے آہ
شریان جاں کو یعنے ہے نشتر سے ارتباط

کرشمہ عشوہ تغافل حیا نگہ چشمک
ہیں دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے [حظ]

ہر آن آہ و نالہ ہر دم فغان و زاری
ہیں عاشقی میں یہ بھی دو تین چار کیا حظ

جاں بلبل اوسکے روبرو شور و فغاں نہ کر　　نازک دماغ گل ہے وہاں اے زباں لحاظ

مہرو سے میرے آنکھ لڑاتی تھی رات کو　　کس شعلہ خو سے انکی ہے دیکھو شور شمع

ہے آنسوؤں میں اس دل بیتاب سے چراغ　　روشن ہے سیل اشک میں کس آب سے چراغ
کیونکر نہ گل ہو شمع رقیبان تیرہ روز　　جلتا ہے آج کل مرے پیشاب سے چراغ

جلوہ گر ہو جیسے آئینے میں فانوس و چراغ
ہے دل پر داغ یوں سینے میں فانوس و چراغ
وہ بھبھوکا سا بدن وہ سبز جوڑا ہائے رے
جلوہ گر ہے جس طرح مینے میں فانوس و چراغ
وہ دوشالہ پوش بت چمکا تھا نور مے سے [شب]
یا خدایا تھے یہ [پشمینے] میں فانوس و چراغ

داغوں سے دل جگر کے اور اشکوں سے چشم [کے]
گھر بیٹھے ہم کو یہاں ہے صبا سیر چار باغ
وحشت جنوں کو دیکھیو قاسم تو آج کل
جوش بہار اشک سے ہوتا ہے نار باغ

کون یہ دل سوختہ گذرا ہے گلشن میں نسیم　　لگ رہی ہے آگ سی [کچھ] یہ گلستاں کیطرف
موجب جمعیت خاطر ہوا ہے ان دنوں　　دیکھنا قاسم مجھے زلف پریشاں کیطرف

دیکھیے تیغ ستم سے جانبری ہو کس طرح　　ہو [گیا] دل بھی مرا کم بخت قاتل کی طرف

دیکھے ہے زلف چہرۂ گلفام کی طرف　　یہاں کفر کو بھی میل ہے اسلام کی طرف

کافر خدا سے ڈر تک دامن کو مت جھٹک یوں　　برباد دے نہ ناحق مشت غبار عاشق

ہوا تھا جوں توں کے یار مہرو [ہے] یہ بھی قاسم بھلا کوئی خو
نشے میں دیکھ اوس کو بڑھ چلا تو بس اب گیا اعتبار عاشق

شیشے میں پری رہتی ہے جس رنگ سے یارو　　یوں موج تبسم سے گئی دل میں سما برق

اللہ رے فرہاد تری گرمی عشق آہ　　اٹھتا ہے دھواں سا سر کہسار سے ابتک
ہمدم لب جاناں سے ہے دیکھو نے قلیاں　　ہم تکتے ہیں مونہہ بیٹھے گنہ گار سے ابتک

سرگشتگی دل سے یہ دیتا ہے نشاں آہ　　چکر ہیں کلاں آج جو ہے کوزہ بسر خاک

ہے یہی رونا اگر قاسم تو اب شام و سحر　　لے نکلتے ہیں دل بیدل کو بھی ہمراہ اشک

دستار بسنتی سے کرے سیر چمن تو　　صد چاک ہو کیونکر نہ قبائے گل صد برگ

ٹک چشم غور سے گل نرگس کو دیکھنا　　یارو وہ شوخ چشم ہے چشم و چراغ گل
ہے خط [سبز] و خال سیہ روے لالہ گوں　　بیٹھے بہم ہیں یا کہ یہ طوطی و زاغ و گل

گھبرا کے نکل جائے گا جی یوہیں کسی روز　　کچھ رہنے لگی اب ہمیں اکثر تپش دل
دھانے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے　　مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل

باللہ کہ آج اوس بت کافر کے شوق میں — نکلا پڑے ہے سینے سے بے اختیار دل

شعلے سے کوہ طور کے روشن ہے داغ دل — شمع حرم سے کم نہیں اپنا چراغ دل

میرے رونے پر نہ ہنستا کیونکے وہ جوہر شناس — سلک گوہر میں نہ تھا کچھ اس در غلطاں کا مول
ایک [سر] مو بھی کلاہ فقر سے ہرگز نہ دوں — چاہے گر گردون دوں اس افسر خاقاں کا مول

ہیں روسیہ و خستہ جگر مثل نگیں ہم — اے وائے کہ تسپر بھی نہیں خانہ نشیں ہم

وائے خوش بختی نصیب دشمناں ہوں گالیاں — دوستاں ہوں اوس لب [شیریں] سے یوں مایوس ہم
دسترس ہاتھوں تلک وزد حنا کو ہو تیرے — وائے قسمت چوری چوری بھی نہوں پابوس ہم
دل ہی گلدستہ [نہیں] داغوں سے اے محو چمن — کھا کے گل دستوں پہ ہیں رشک پر طاؤس ہم
پتر شاہی کی ہوس دل میں نہیں قاسم ہمیں — ہیں کسو کے سایۂ دیوار سے مانوس ہم

دیدہ قربانیاں رہنے سے وا پیدا ہے آہ — لے گئی یعنی جہاں سے حسرت دیدار چشم
اوس خور محشر سے چشم دید ہو قاسم اگر — تا قیامت قبلہ رو بیٹھوں نہ کھولوں یار چشم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ — لوٹے بہار حسن نہ ہوں کامیاب ہم
ہے اب کہ سر [ہ] ہو تری گرمی عروس مہر — کھڑے سے اوس پری کے اوٹھاویں نقاب ہم
کب نید آئے بالش کمخواب پر ہمیں — کرتے رہے ہیں آپ کے زانو پہ خواب ہم

لہ کذا

جوں کاکل آشفتہ پریشاں ہوں ہم اے وائے
جمعیت خاطر سے وہ زلفوں کو سنواریں

ہے [قہر] کہ حسرت زدہ حسن تو بہم ہوں
اور آئینہ ٹوٹے ترے مکھڑے کی بہاریں

بوسے کے اشارے پہ وہ کچھ ہونٹوں میں کہکر
منہ پھیر کے بولے انہیں کہدو کہ سدھاریں

ہے اگر یہی مرضی ہم چلے پر اس دل کو
[ہے] رہنے دو کہ عاشق کی کچھ رہے نشانی یہاں

آہ کے ساتھ ہی تاثیر ہوئی اوس کو آج
واہ رے مرد کہ [جس] سے یہ ثمر جھڑتے ہیں

گال رومال سے پونچھے ہے وہ مہ رو دیکھو
ہے یہ مضمون نیا شمس و قمر جھڑتے ہیں

آتش داغ جگر سے پھل گیا سینا تمام
یہ ملا نخل محبت کا ثمر میرے تئیں

چشم کے بہنے کو رووں یا طپش کو دل کی آہ
وہ اودھر دست ہے مجھے دکھ یہ ایدھر میرے تئیں

وحشت عشق بتاں شب لے پھری اے دوستا
کو بکو خانہ بخانہ در بدر میرے تئیں

دل پہ رکھنے کی یہ ہے تاثیر سیدھے ہاتھ میں
درد ہے اوکا فر بے پیر سیدھے ہاتھ میں

صورت اوسکی جب سے دیکھی دوستو حیرت سی ہے
دست بہ ماتھے پہ اور تصویر سیدھے ہاتھ میں

گئے وہ دن کہ دو دو پہر تک مجھ ساتھ باتیں ہیں
بس اب خاموش گریاں میں ہوں اور ساونوں کی راتیں ہیں

غم درد رنج محنت آفت ستم قیامت
فرقت میں تیری دیکھیں بندہ نواز ساتوں

میں دور سے گل صد برگ اوسے دکھا قاسم
جتا دیا دل بیدل کا حال پردے میں

الٰہی محرم آب رواں میں اوسکے پستاں ہیں
کہ مستی سے ہیں خوش بیٹھے یہ دو سرخاب پانی میں

ہزار حیف کہ تو آپ ہی نہ تھا قاسم
نہا رہا تھا وہ کل بے حجاب پانی میں

دشنام دے منالتے ہو روٹھے کو آن میں
کیا جانے کیا فسوں ہے تمہاری زبان میں

دیدہائے تر کو دل کی کیا خبر اے ہمنشیں
یہ بچارے آپ ہی اپنی گرفتاری میں ہیں

میں منعم وہ خاک نشیں ہوں کہ مجکو یہاں
قالی تو یک طرف ہو سس بوریا نہیں

شب ہجراں زلف یار کی مت پوچھ اے قاسم
یہ طولانی بلا ہے موت کی سی رات آنکھو نمیں

میں متوالا کہاں رکھتا شراب نخوۃ اے منعم
تھیں آنکھیں صرف حیرۃ ساقی سرشار تھا دل میں
ذرا بھی میں جو پاتا فرصت اس حیرۃ سے اے منعم
بناتا دل کے ٹکڑوں سے مرصع ہار تھا دل میں

اوس چنچل شوخ کے قد کو اب کیا میں با آب و تاب کہوں
طوبائے جناں یا شمع حرم یا آہ دل بے تاب کہوں

یہ سب اوسکی نظر سے گر پڑے جن نے تجھے دیکھا
پری ہو حور ہو غلمان ہو نوری ہو ناری ہو

پھبن جب دیکھئے سیمیں بروں کی اے ہوسناکاں — بنت ہو گوکھرو ہو لہر ہو گوٹا کناری ہو

جینے دو اپنی زلف کے ماروں کو ہائے اب — جانے دو بس نہ کاکل مشکیں کو تاب دو
آنکھوں میں ہاں لبوں پہ نہیں وقت بوسہ ہائے — ہے یہاں سوال ایک تو وہاں ہیں جواب دو

بندہ ہوں اس پھبن کا اللہ ری جامہ زیبی — جھلکے ہے یہاں خدائی حسن بتاں تو دیکھو

وہ خوں نوشِ دل عاشق مے گلگوں سے کیا واقف
شراب سرخ کی لذت لب جاناں سے مت پوچھو

مجکو گلہ ہے دیدہ خانہ خراب سے — مضطر کیا ہے اسنے دل آرمیدہ کو

لخت دل گرتے ہیں مژگاں سے نہ انکے مونہہ چڑھے — ہاں صدف کہدے ذرا یہ ابر گوہر بار کو

ہم دل سے ہیں خواہان بلا کوئی بلا ہو — کاکل ہو سیہ چشم ہو یا زلف دوتا ہو

وقت آخر ہے جہان گذراں میں قاسم — کوئی دم دیکھ لو سیر گذری دیکھو تو

ناصحا طرز محبت تری بھائی مجکو — پر نصیحت یہ خوش آتی نہیں بھائی مجکو
نالہ برباد گیا آہ ہے باقی سو کیا — وہ بھی آتی ہے نظر باد ہوائی مجکو

لہ کذا ؎

نہ ہس بلبلو چمن میں تم کسو سے آہ جانے دو
ذرا غنچوں کو کھلنے دو گلوں کو کھلکھلانے دو
لگاتیں ہیں یہ آنکھیں آگ اشک تر بجھاتا ہے
ہماری خوشی گذرتی ہے لگانے دو بجھانے دو

بھنا جاتا ہوں سرتاپا تپش دل کی بجھانے دو
خدا کے واسطے یارو مجھے آنسو بہانے دو
چلے آتے ہیں غش پر غش نہ پوچھو آہ جانے دو
ذرا دم لو نہ گھبراؤ بجا ہے ہوش آنے دو
ہمارا دل گھرا سکتا ہے وہ جو چاہے کرے اوسکو
بنا دے تو بنانے دو اگر ڈھائے تو ڈھانے دو
بکف شمشیر و [کف بر لب] غضب آلودہ آتا ہے
کنارے ہو ہٹو سر کو مرے قاتل کو آنے دو
کہوں میں قصہ درد دل و سوز جگر تم سے
ادھر آؤ سنو بیٹھو یہ ہیں ناور فسانے دو
کہونگا میں لچک نے اوس کمر کی کیا کیا مجھے
میاں صاحب میرے دلکو ذرا آنے ٹھکانے دو
جوانی ہے جنوں ہے جوش گل ہے وحشت دل ہے
خدا کیواسطے مانع نہ ہو دھومیں مچانے دو

عشق میں کیا قلق ہوا دل کو
بس آئی نہ یہ ہوا دل کو
چین مطلق نہیں اسے قاسم
کیوں میاں [جان] کیا ہوا دلکو

کھلا جس وقت میاں زلف و رخ دلدار کا پردہ
وہیں اوٹھ جائے گا ہر کافر و دیندار کا پردہ
مرے رونے پہ رحم آیا بت بے دید کو بارے
خدا نے رکھ لیا اس دیدۂ خونبار کا پردہ

دور بھی کیجے کہیں روے حسیں کا پردہ
یہ نکالا ہے بھلا تم نے کہیں کا پردہ
کام دل پاوے نہ تا عاشق بے دل پیارے
آپ نے خوب یہ رکھا ہے نہیں کا پردہ

چپ ہو تو مونہہ تھتلے بولے تو دیوے گالی
طرز سکوت وہ کچھ انداز گفتگو یہ

ف کذا ؛

زلف سیاہ و عارض کافور فام ساتھ
اعجاز حسن ہے یہ کہ ہے صبح و شام ساتھ

نے قیس ہے نہ وامق دنے کوہکن ہے آہ
ہم رہ گئے عدم کو سدھارا تمام ساتھ

واہ رے شوکت عشاق کہ مرتے مرتے
تاج شمع ہوا تاج سر پروانہ

صحبت دل گرم ہو کیونکر نہ تبخالے کے ساتھ
ہے اسے پالا پڑا آتش کے پرکالے کے ساتھ

لڑکھڑاتا جھومتا گلشن میں کل پھرتا تھا وہ
سایہ ساں پر میں بھی تھا اوس اپنے متوالے کے ساتھ

ہر ایک غنچہ بشکل [دل ہو] ہر ایک گل داغ دل کی دے بو
چمن میں جب بنانے عندلیبو جو اس مزے سے بہار آوے

ہزار خاک ہوں پر خاک پاک ہوں قاسم
زباں سے جب مری یا بوتراب نکلے ہے

تنگی دہن سے تو سمجھا نہ سخن لیکن
اتنا تو میں دیکھا تھا کچھ ہونٹ ہلاتا ہے

سائل جو میں بوسے کا ہوا اوسے دعا دے
بولا وہ بت شوخ کہ پھر مانگ خدا سے

سپر تلوار کے باندھے تو کیا ہوتا ہے اے ظالم
دوانا قتل کر مجھ سا کوئی تو بانکپن چمکے

ابر اس چشم سے چھینٹے جو لڑے پانی کے
ہم پھر اوس وقت بھریں کچے گھڑے پانی کے

غرق ہو آیئنے میں عکس نہ کیونکر قاسم
بیشتر ڈوبے ہیں پیراک گھڑے پانی کے

شعلہ خودہ [تر] زباں ہم دیکھیے کیسی بنے
آب و آتش یہاں ہیں باہم دیکھیے کیسی بنے

وہ ہیں خوب پر ہمسے جبدن ملیں گے — بھبوکا پری حور تصویر ہونگے
کہا مان قاسم نہ روک آنسوؤں کو — یہ لڑکے ہیں ناحق گلوگیر ہونگے

زلفوں کا دیکھ جلوہ کچھ ہم سا ہو رہا ہے — آئینہ جب سے دیکھا برہم سا ہو رہا ہے

روؤں کیونکر نہ میں تم پہنو ہو دو دو بالے — کس طرح [مہ] نہو ہیں چاند پہ دوہرے ہالے
تو نے کیوں کان میں ڈالیں[1] ہیں یہ دو دو بالے — ٹک ادھر دیکھیو او زرد دوپٹے والے

میں [جو ہیں] زلف کو چھیڑا [تو] ہ کھا کے بل بولا — یہ باتیں کرتے ہو تم دیکھو مار کھانے کی

[یہ] دیکھو جم رہے ہیں جابجا قطرات خون اسپر — بنی ہے سوکھ کر ہر ایک [مژہ] عناب کی لکڑی
مجھے اس گردش ایام سے یوں معلوم ہوتا ہے — کرے گا چرخ میرے استخواں دولاب کی لکڑی[2]

تو نے یوں ہم سے یہ سر [رشتہ الفت] توڑا — جیسے تار نفس باز پسیں [ٹوٹے] ہے

وہاں زیر گلو کندن کی دمک جگنو کی چمک پھر ویسی ہی
یہاں آتش دل کی قہر بجرک نالے کی کڑک[3] پھر ویسی ہے
کیا سیر چمن کا کیجے بیاں وہ شوخ بغل میں خندہ زناں
وہ سنبل و گل وہ آب رواں [سبزے] کی لہک پھر ویسی ہے
جب چھیڑیے کچھ تب چیں بجبیں دیکھی ہی نہیں یہ ہٹ میں کہیں
آنکھوں میں ہاں[4] ہونٹوں پہ نہیں بوسے پہ [اٹک] پھر ویسی ہے

---

[1] کذا ۔ [2] ۱۰۱۰ میں یہ شعر نہیں ہے ۔ [3] کھڑک ۱۰۱۰ ۔ [4] نشا ۱۰۱۰ ۔

دل ایسی ادا پر کیوں نہ مرے جی جان تصدق کیوں نہ کرے
جھلا کے یہ کہنا دور پرے یکبار جھجک پھر ویسی [ہے]

پھولوں میں اٹکے[1] دل نہ بسے اس لہر میں لہرا جی نہ پسے
ہیں چنپے تہ پھٹے[2] سے ٹھڑی یہ دھنک پھر ویسی [ہے]

گھر میرے شب جو وہ شوخ رہا کیا کہیئے لوٹا کیا ہی مزہ
وہ عطر کی بیٹیں روح فزا پھولوں کی مہک پھر ویسی ہے

والشمس تو [رخ] ہے ہی پر اوس زلف پر اے ماہ
واللیل پڑھی جب شب معراج کی [سوجھی]

صبر و دل و دیں تاب و تواں دیکھتے ہی آہ
اوس ترک سیہ چشم کو تاراج کی سوجھی

گھنگرو جو دم نزع لگا بولنے ہمدم
اس تار نفس پر مجھے طنبور کی سوجھی

جب عرش بریں میں نے کہا دل کو تو جبریل
نزدیک سے بولا کہ بہت دور کی سوجھی

مثل آئینہ یہ لبریز [بکا] تھے لیکن
پی گئے ڈر سے ترے دیدۂ حیراں پانی

اشک سے سبز ہے یارب [دل] پر داغ کہ ہے
باعث روشنی سرو چراغاں پانی

حلقۂ نتہ کے تصور میں تمہارے پیارے
اشک آنکھوں سے [بہے] ہو کے سنہرا پانی

جا بھرا عشق سے تیرا ہی جگر تھا قاسم
یار ہوتا ہے یہاں شیر کا زہرا پانی

بیعت پیر مغاں کر محتسب خیرہ نہ ہو
بے خبر کیفیت دست سبو کچھ اور [ہے]

---

[1] شرما ۱۰۱ [2] انکے ۱۰۱ [3] بچنپی ۱۰۱ +

اودھر بدن میں لگی آگ آبلے نکلے
ایدھر یہ لخت دل آنکھوں سے آبلے نکلے

ہجوم آہ و فغان و جوش سرشک
طلب میں بھی دل بیدل کے قافلے نکلے

یا بن مطرب صدائے چنگ نل پر شاق ہے
گو تجھے ساز عراق و پردۂ عشاق ہے

آئے آئے ہو رہی ہے ہر طرف سے شیخ جیو
آئیے کیجے کرم یہ رند بھی مشتاق ہے

کونسا دل آج کل اوس کا نہیں مشتاق ہے
[اندنو] ں وہ ماہرو ایک [شہر] ہ آفاق ہے

خضر عمر جاوداں بے بادہ و دلدار حیف
یہاں دو روزہ [زندگی] بھی دل پر اپنے شاق ہے

دلکو سینے کی کٹھالی میں ترے باتوں سے آہ
رات دن اے سیم تن تکلیس ہے احراق ہے

عشقبازی میں یہ دل سردفتر عشاق ہے
ایک ہی یکا ہے تنہا ہے نہائت طاق ہے

صنعت چاک گریباں میں جنوں میرا بھی آج
دستکار دہر ہے استاد ہے مشاق ہے

مجمع اضداد ہے خلوۃ سرائے دل بھی آہ
بند ہی آزادگی ہے قید ہے اطلاق ہے

دل ہے اور ہجوم گل چشم و اشکباری ہے
سیر باغ رضواں ہے لطف [آب] جاری ہے

آہ ہے علم دیکھو نالہ [طبل شوکت] ہے
آج حضرت [دلکی کس] طرف [سو] اری ہے

حال قاسم خستہ کیا کہوں میں اے ہمدم
جوش عشق و وحشت ہے شور آہ و زاری ہے

خوبصورت ہے جہاں میں ایک آئینہ آپ کی
حسن یوسف بھی ہے ادنی سی عنائت آپ کی

ایک نگہ پر دین و دل صبر و خرد بکتے ہیں آج
مفت ہے سودا یہ لیلو ہے کفائت آپ کی

ایک گونہ سرو میں ہے گو شباہت آپ کی
پر کہاں یہ چال یہ سج دھج [یہ] قامت آپکی

اس آہ نارسا کو عرش اعظم تک رسائی ہے
پر اوس دل تک پہنچتی ہے تو [پھر باد ہوائی] ہے

شب تا [ریک میں] جیسے کوئی تارا چمکتا ہو
نمود اس طرح اوس جوڑے میں تعویذ طلائی ہے

[تا کتی ہے پردہ مینا] سے مستوں کو مدام
دخت رز بھی اے مغان رند مشرب قہر ہے

دمبدم آئینہ دل کو صفا ہے اپنے
کس کی آمد ہے الٰہی کہ یہ گھر جھڑتا ہے

مجھے دیں پر ور کو [یوں] بندا بتاں کا کیجے واہ
صاحبی کی غیرت اے اللہ یوہیں چاہیئے

جونہی قاسم نے کیا عزم شہادت گاہ آہ
بولی قسمت وہیں بسم [اللہ یوہیں] چاہیئے

خال مشکیں تیرے چہرے پہ بنایا کس نے
چاند سے [مکھڑے] کو یہ داغ لگایا کس نے

خط و زلف بتاں یا سبزہ و ریحان و سنبل ہے
یہ تعلیقات شمسیہ ہے [یا دور و تسلسل ہے]

مزا [ہے بادہ سے] [مل] اُس کے پینے کا اب اے ساقی
ہوا نو بہاری ہے بہار سنبل و گل ہے

بندھی ہے کیا ہوا عیش کیفیت سے گلشن میں
[نوا سے شوق بلبل ہے صدائے] [شور] قلقل ہے

ایدل گذر گیا تھا کام اپنا کل دوا سے
اب کے تو بچ گئے پر بارے تری دعا سے

ٹوٹا یہ شیشۂ دل میں نے کہا تو بولے
ٹوٹا تو کیا کروں میں ٹوٹو میری بلا سے

کیا خوب آدمی [تھا ان] عاشقوں میں قاسم
[اب خیر] تیری بھائی اچھی بنی خدا سے

ہے خاک دنیا اور اوسکی ثروۃ [سراب] ہے سب یہ جاہ و حشمت
کہاں ہے اونکی وہ شان و شوکت [کدھر ہیں] سلجوقی و کیانی

دن تو جوں توں کٹے ہے پر شب کو — سخت دل بیقرار ہوتا ہے
عشق ہے مجھ سے میرے دلبر کو — یہ بھی کم اتفاق ہوتا ہے
[آج کچھ کیا ہے] یہ خدا جانے — خود بخود دل میں درد ہوتا ہے

اب نہیں ہے مطلق امید شفا یابی مجھے — بے طرح دینے لگی دکھ دل کی بیتابی مجھے

اشک ہی تنہا نہیں ہمدم[1] شراب نرگسی — عشق میں آنکھوں کے ہے دل بھی کباب نرگسی
موجزن زرد آب دل سے ہے [بس بحر] سرشک — بلبلا جو دیکھو اوس کا ہے حباب نرگسی

[کوئی دھنتا ہے سر کوئی کف افسوس ملتا ہے — [جنازہ] تیرے کشتے[2] کا جدھر ہو کر نکلتا ہے
کبھو ہم بھی ملیں گے اپنے اوس رخسار مصحف سے — تمہاری فال میں بارے میاں جی کیا نکلتا ہے
تماشا سا تماشا ہے کہ رستے بند ہوتے ہیں — یہ دیوانا [تمہارا جس] طرف ہو کر [نکلتا] ہے

میں کر تا ضبط گریہ پس اگر چلتا کچھ آنسو سے — نہیں تھمتا وہ لڑکا جو نکل جاتا ہے قابو سے
کروں وصف کمر میں کس دہن سے کونسے رو سے — میاں نکتے ہزاروں ہیں یہاں باریک تر مو سے
میں جاگا رات کا بس سو گیا کل صبحدم ہمدم — شمیم زلف و کاکل سے نسیم عنبریں بو سے
وہ کیا پنپے [بھلا] جسکی غذا رہو [یہ کچھ] اے ہمدم — سدا لخت جگر کھاوے ہمیشہ خون دل چوسے
نظر آتا نہیں بچتا دل و دیں اے مسلماناں — اس آفت فتنہ دوراں سے اس کافر جفا جو سے
بچے کس کس [لوا دین و ایماں] سے دل حیراں — نگہ سے چشم سے نوک مژہ سے تاب گیسو سے
[خجل] زنجیر و برق و ماہ تاباں مطلع عالی — سر کاکل سے چٹک سے جبیں سے بیت ابرو سے
چراغ زندگانی جب تلک روشن رہے قاسم — لگائے رکھ سدا لو جوں کبوتر ذکر یا ہو سے

---

[1] مردم ۱۰۱ ۔ [2] عاشق ۱۰۱ ۔ [3] ۱۰۱ میں یہ بیت درج نہیں ۔

آگے بوسہ ایک دل دینے پہ ملتا تھا ہمیں
چھوڑ زلفیں جان بھی لی ہائے اب روتے ہیں

دل جگر میرے تو ہیں معمور داغوں سے پر آہ
یہ مکاں تجلو خیاں یار کیوں سونے لگے

عشق میں ہم نے بہت چاہے چننے لوتھے گے پر
مارے لذت کے ساونے چرپرے ہونے لگے

داغ دل یہ نکلے یوں سوز دروں سے ہمنشیں
نان آبی جوں تنور گرم میں چونے لگے

قطعہ

رندی قاسم [کی کیفیت نہ] پوچھو اے مغاں
جان دے میخانے میں کیا کیا یہ مستانہ بنا

[بسکہ] طینت میں ازل سے اوسکی تھی سرگشتگی
گاہ خم گاہے صراحی گاہ پیمانہ [بنا]

عاقبت بایں ہمہ جوش و خروش [سرخوشی][1]
بزم میخواران عالم میں وہ افسانہ [بنا]

دیگر

ناشپاتی کا مزا تھا اون لبوں سے بسلوہ گر
وقت بوسہ غنچہ ساں جسدم وہ گل [گل گل] کھلا

یہ بھی ایک اعجاز ہے قاسم بتان ہند کا
دیتے ہیں ہونٹوں سے اپنے میوۂ کاہیں کھلا

دیگر

دیکھا نہ ہوگا آجتک آتش [کو] دوستاں
فیض صبا سے ہوتے کبھو زیر سبز

لیکن نسیم آہ کی تاثیر دیکھنا
خط سے ہوے ہے کیا ہی یہ رخسار یار سبز

دیگر

کل خفا ہو کے جب اوسے یہ کہا میں قاسم
دن گنوا کر جو وہ آیا مرے گھر آخر روز

جنکے گھر صبح سے تھے جاؤ سدھارو اونکے
کیلئے کاہے کو کیوں آئے ہو میرے آخر روز

---

[1] نسخہ اصل میں 'سرکشی' +

ہس کے بولا کہ خدا سے تو ذرا ڈر کم بخت
شام کے وعدے [پہ] آوں ہیں مگر آخر روز
تو بھی خاطر میں نہیں تیری یہ میری [الفت]
صبح سے آؤں گا کل آج نہ مر آخر روز

دیگر

[نفرہ ہے] تجکو بادۂ گلگوں کی بو سے شیخ
کھاتا ہے دلیں پیچ تو دیکھے ایاغ و گل
رکھے ہے پھر تو پھول بھی دستار پر گدمے
گیدی ذرا شعور پکڑ یہ دماغ و گل

دیگر

[یار و شہید تیغ] تغافل ہیں اسلیئے
کرتے ہیں اپنی گور میں آسودہ خواب ہم
[کہہ و کہ بیٹھیں] ایک طرف منکر و نکیر
کہتے نہیں دماغ سوال و جواب ہم

دیگر

اوسے چمٹ گیا جو میں شب داد [گھات] سے
ہر چند قاسم اوسکے رہی زیر لب نہیں
جھجلا کے مسکرا کے یہ کہنے لگا کہ تو
پر کہیو بے حیا مجھے منے کا ڈھب نہیں

دیگر

[دو] تو اپنی مٹھیونکو بند کر بولا وہ شوخ
کیا چھپایا ہے یہ کر تدبیر سیدھے ہات میں
تو اگر سچہہ مچہہ بتاوے مجکو اے قاسم تو میں
دوں تجھے انعام با توقیر سیدھے ہات میں
تب کہا میں نے جو دونو[1] ... امر او ہوں
دست چپ کی بھی کروں تقریر سیدھے ہات میں
طائر رنگ حنا ہے دست چپ میں جان من
بند ہے مرغ دل دلگیر سیدھے ہات میں

---

[1] ۱۰۰۰ میں یہ شعر درج نہیں ہے۔ اور اصل نسخہ میں اس مقام پر عبارت کٹ گئی ہے +

دیگر

ہے وہ زبان حضرت دہلی کی ان دنوں
"قرباں روم بایں سخن نغز دوستاں"

دو چار شعر پہیں اگر اصفہان میں
سائب سا خوش زباں کہے اپنی زبان میں

دیگر

لگ چھپ اوسکو نہ دیکھے جبتک
اجی صاحب میں کیا کہوں تم سے

چین آتا نہیں ذرا دل کو
اب یہ لپکا برا پڑا دل کو

دیگر

کس بات کے تمہاری شرمندہ ہیں بھلا ہم
کس وقت تم نے ہم کو بوسہ دیا خوشی سے

کیوں گالیاں [ہمیں] تم دو بیحساب بیٹھے
کب آنکر بغل میں [ہو] بے حجاب بیٹھے

دیگر

ہر شاخ گل زمیں پر جھک جھک گرے ہے دیکھو
گذر [را ہے اسطرف] کیا وہ مست ناز و عشوہ

ہر نونہال رعنا کچھ [خم سا] ہو رہا ہے
گلشن پہ ایک [نشے] کا عالم سا ہو رہا ہے

دیگر

[سیر] چمنستاں کو گیا صبح جو قاسم
نرگس کی کٹوری پہ نظر جو ہیں پڑی اس

اے یار زر گل پہنچے تاج کی سوجھی
بے ساختہ پھر ساغر پکھراج کی سوجھی

دیگر

یہ جو نرگس کی کٹوری ہے بصد آب و نمک
میری نظر دنمیں تو یوں ہے اے لئیم تنگ چشم

پر مزعفر سے ہے تو کہتا ہے قاب نرگسی
ساغر پکھراج ہے یا آفتاب نرگسی

دیگر

مدح [صدیق] [ہو] سکھے کتے — مادح اوس کا ہے واحد قہار
صدق دعوی پہ میرے شاہد ہے — ثانی اثنین اذ ہما فی الغار

دیگر

مجھوں کو بشارۃ ہو علی حبہ جنۃ — کہ ہے وہ سر حق قاسم قسیم النار [و] الجنۃ
سو [ایلافتی] برحق وہی مصطفے حقا — ولیں سالکاں بیشک امام [الانس] والجنۃ

رباعی

عاطف یہ تمام دل لگا کر دیکھا — خورشید سے ذرہ تک سراسر دیکھا
ہے عین نہ کوئی ظل بچشم تحقیق — تو ہی تو ہے جدھر نظر بھر دیکھا

دیگر

اس دیر صنم کو اور حرم کو دیکھا — مغ کو اور شیخ محترم کو دیکھا
کافر کہو مجکو یا مسلماں کوئی — میں سب میں رسول معتشم کو دیکھا

دیگر

صدیق وہ یارغار با صدق وصفا — فاروق وہ درہ دار شرع غرا
عثماں وہ کہ جسکا ہے لقب ذو النورین — حیدر وہ کہ ہے زوج بتول زہرا

دیگر

ایوان رسالت و خدائی کی بنا — کہنے کو یوں ہو کوئی ان کا بنا
دیکھا جو بچشم [غور] لیکن قاسم — باللہ کہ پختن سے ہے یہ برپا

دیگر

غوث الثقلین و بادشاہ دوسرا — قطب دوجہان وسید ارض وسما
بیشک ہے امام تیرھواں اے قاسم — عبد القادر حبیب ومحبوب خدا

دیگر

بے طرح ورق ہوا ہے برہم دل کا — کوئی نہیں یار دوست محرم دل [کا]
تجھ بن کیا کہئے [آہ اے] راحت جاں — کچھ اور ہی ان دنوں ہے عالم دل کا

دیگر

احوال کہوں میں آہ کیسا آنکھوں کا — گھر ہجر میں تاراج ہوا آنکھوں [کا]
اب دیکھنے کو نہیں در اشک اے وا — سب جوہری بازار [لٹا] آنکھوں [کا]

دیگر

جی آٹھ پہر ہے یوں تو مضطر میرا — پر رات کو تڑپے [ہے] دل اکثر میرا
اے زلف دراز [یار قصہ کو] تا [ہ] — تجھ بن ہے حال سخت ابتر میرا

دیگر

کیا ہی شوکت سے [اور حشم سے] ہیں آپ — سب کی نظروں میں محترم سے ہیں آپ
معلوم ہے آپ کی شرافت [ہمکو] — باللہ کہ شیخ جیو حرم سے ہیں آپ

دیگر

غصے سے ان دنوں بہم سے ہیں آپ — مانوس بہت ہی درد وغم [سے] ہیں آپ
عاشق کہیں آپ بھی ہوئے ہیں شائد — ہم سے ہیں آپ چشم نم سے ہیں آپ

دیگر

دوران میں پیچ ہے تسلسل کا پیچ — گلشن میں موج ہے یہ سنبل کا پیچ
ماضی کی لہر کیا بلا ہے قاسم — ہمنے دیکھا ہے اوسکے کاکل کا پیچ

دیگر

قاسم یہ بشر بھی مین شر ہے بیدرد — بالیں شرف آہ جانور ہے بیدرد
بالفرض فرشتہ بھی ہے تو پھر کیا ہے — جبریل اگر ہے مشت پر ہے بیدرد

دیگر

لکھیے جو سوز جاں لگا کر کاغذ — ہوتا ہے راکھ جل سراسر کاغذ
ایسی تحریر کو نہیں ہے قاسم — دل کے پرزوں سے اور بہتر کاغذ

دیگر

گو موت کی رات بد بلا ہے قاسم — اور حشر کا دن بہت بڑا ہے قاسم
پر یہ شب فرقت و جدائی کا روز — کیا جانیے کیا بلا ہے کیا ہے قاسم

دیگر

واعظ اور مسجد اور بیان موزوں — عابد اور [خانقا]ہ و چشم پر خوں
قاسم اور عزلت و خیال دلبر — کل حذب بمالدیہم فر[حو]ن

دیگر

شاعر کو را[تد]ن ہے فکر مضمون — زاہد کو سعی حور و جنات و عیون
[قا]سم کو عشق سے ہے [الفت] یعنی — کل حذب بمالدیہم فرحون

مستزاد

وہ قطب مدار عالم و [روشن] دل — [مرآت] صفا

فانی فی اللہ و عارف حق واصل — باحلم وحیا
قاسم وہ محب نبی و مرشد کل — ہے بیشک و ریب
فخر دنیا و دین ولی کامل — حقا بخدا

دیگر

جلدی ہو جا کہیں اب اے پیک صبا — سوے دلدار
میرا پیغام دل بصد صدق وصفا — یوں کر اظہار
پیارے کچھ بس نہیں میں پہچوں کیونکر — تجھ تک اے وائے
دیکھوں پھر کس طرح ملاتا ہے خدا — تجھے اے یار

قدرت

تخلص سہ کس میدانم

اول

شاہ قدرت اللہ مرحوم وے از اولاد امجاد حضرت شاہ عبدالعزیز شکر باراست قدس سرہ کہ مزار فیض آثار فائض الانوار ایشاں متصل کوشک [انور] واقع شدہ وے شاعرے بود بسیار خوش فکر فصیح زبان نہایت سیر مشق بلاغت نشان [زور] طبعش از زادہاے طبع بلندش پیداست و قوۃ فکرش از اشعار آبدار [ریختہ فکر] ارجمندش ہویدا مرد درویش نہاد والا نژاد آزاد منش پاکیزہ روش ذکی الطبع صاحب فکر سلیم قویم الفکر مالک طبع مستقیم بود در شروع شوق شعر گوئی از دیوان سخن سنجی راد بیر میر شمس الدین فقیر کہ [از] بنی اعمام وے بود مشق سخن میکرد و در آخرہا بہ سخن [سنج فیض گستر] مرزا جان جاناں مظہر توسل جستہ بنابر افرا [ط] و تفریطے کہ در شورش افاغنہ ابدالی بحضرت دہلی رو داد رخت سفر بربستہ بمرشد آباد رحل اقامت انداخت و از ہما نجا بجوار

رحمت حق جا ساخت مختصر کلام ایں بیست و چار شعر از گفتہائے آں مغفور شیریں کلام است ؎

ہنگامہ پرہیزد [ورع] اب بسر آیا　　اے بادہ کشاں مژدہ کہ پھر ابر تر آیا

ہوا ہے عشق سے آکر مقابلہ دل کا　　بھڑا پہاڑ سے جا بیٹھا بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے　　عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے تو ڈر　　میری بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا

سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ میں نہ لے کاغذ　　جہاں نظر پڑے پاؤں تلے ملے کاغذ

کھٹکتا ہے سدا کچھ روز و شب جوں خار پہلو میں
ہوا اوس دل کے ہاتھوں ایک نیا آزار پہلو میں

سینہ اوس کا ہے دل اوس کا ہے جگر اوس کا ہے
تیر بیداد جدھر رخ کرے گھر اوس کا ہے

شب تو جوگندے ہے [سویہ] کچھ بلا انگیز ہے　　روز بھی تجھ بن [ستمگر] روز رستاخیز ہے
آہ اس کم فرصتی میں ہو نشے سے کیا [سرور]　　شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے
جرم پر اپنی سیہ بختی کے روز حشر کو　　ہات میں قدرت کے تیری [زلف] دست آویز ہے

حسرت اے صبح چمن ہم سے [چمن] چھوٹے ہے　　مژدہ اے شام غریباں [کہ] وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یہاں سینے سے　　مرہم تازہ ناسور [کہن چھوٹے] ہے

سرمہ آلودہ نگاہوں نے کیا دل ٹکڑے　　اشک خونی سر مژگاں یہ مرے موسے ہے

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مایوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوادارں سے کاوش ہے مدام
ہر طپش یہاں شمع کی برق دل فانوس ہے

صبر و طاقت تو کبھی کے [کوچ] یہاں سے کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم و کیا ہی سوئین طوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگوں کا دور
رات ہو تو ماہ رویوں سے کنار و بوس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرق سے کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدائے کوس ہے

سنتے ہی عبرۃ یہ بولی ایک تماشا میں تجھے
چل دکھاؤں تو کہ قید آز کا محبوس ہے

لے گئی یکبارگی گور غریباں کیطرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے [یہ کیکاؤس] ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و مکنت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرۃ و افسوس ہے

کل تو قدرۃ پائے خم رکھی تھی تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس [ہے]

دوم

مولوی [قدرۃ] اللہ سلمہ اللہ کہ بالفعل در رام پور سکونت دارد و طرح مراختہ بخانہ خود می انداز د و ذکر ریختہ گویاں ہم نوشتہ [مرد] ے است کہ باہلیت مشہور عالم گشتہ ایں دو بیت از زادہاے طبع اوست ؎

لاکھوں جلاوے مردۂ صد سالہ آن میں
فیض دوم مسیح ہے اوس کی زبان میں

انصاف بھی ضرور ہے [یہ ظلم] تا کجا
[کمتنوں] کے گھر تو جاتے رہے امتحان [میں]

سیوم

عزیزے سخنور شاگرد محمد عارف رفوگر سعادۃ التیام شیخ قدرۃ اللہ نام ایں شعر از وے است ؎

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی
حالت بہوت (کذا) بری ہے دل بیقرار کی

قرار

تخلص سید زادہ ایست سعادۃ التیام میر حسین علی نام وے نوجوانے است ذیبا منظر نیکو سیر خوش اختلاط با ادب یار باش مہذب نیاکانش پیوستہ زند [گی] بعمدگی [می نمودند] و بہ تنعم و تعیش اوقات گرامی بسر می فرمودند گاہے بہ تکلیف شوق ریختہ از طبعش می تراود و ریختہ طبع خود از نظر میر نصیر الدین رنج میگذراند ایں ہفت شعر از وے است منہ سلمہ ربہ ؎

غرقہ جوں ڈھونڈے پناہ خس ہجوم اشک میں — لگ کے یوں مژگاں سے ہر ایک پارۂ دل رہ گیا
خم جو کی گردن میں اوسکے ہاتھ یوں بولا وہ شوخ — تھا ترا [ہی] ہاتھ ہونے کو حمائل رہ گیا
کب سے آنکھیں تھیں لگیں ذوق جراحت میں ادھر — ہائے حسرۃ اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل رہ گیا
کیا روانہ ہو گئی کشتی رفیقوں کی قرار — پہنچ کر اسباب اپنا تا بسا [حل رہ گیا]

ٹک بھر [کے] نظر دیکھنے کی آہ تمنا — دل میں ہی رہی تا بہ لب گور کسو کی
مدہوش سمجھ ہر گھڑی کرتی ہے تغافل — دل لے کے مرا نرگس مخمور کسو کی
کس طرح قرار اوسے کروں درد دل اظہار — [سنتا] ہی نہیں وہ بت مغرور کسو کی

قربان

تخلص دو کس می شناسم

اوّل

میر [قربا] ن علی عظیم آبادی وے سید زادہ ایست شیریں زبان نیکخو عذب البیان پاکیزہ [رو] ایں

دو شعر از گفتہایش کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

نکالوں دل سے کیونکر اوس کماں ابرو کے پیکاں کو
کہ آزردہ نہیں کرتا ہے کوئی اپنے مہماں کو[1]

کب اوس تیر نگہ کے روبرو کوئی بشر ہووے
اگر کچھ سامنے ہووے تو میرا ہی جگر ہووے

دوم

میر محمدی شاہجہاں آبادی خلف الصدق میر کلو حقیر وے جوانے است سعادۃ منش نیک نہاد پاکیزہ روش پاکیزہ سرشت او عالی فطرۃ محبت آگیں صاحب مروۃ فتوۃ آئیں سراسر حیا سر بسر وفا شجاعت شعار سخاوۃ دثار جسم رافت جان رفاقت عین اخلاق شاگرد رشید حکیم ثناء اللہ خان فراق ملخص کلام ایں چہل و یک بیت[2] از زادہاے طبع آں جوان محبت نشان است ؎

آگے ایسا تو ترا گرم یہ بازار نہ تھا
دوسرا میرے سوا کوئی خریدار نہ تھا
[کیا نہیں دیکھا ہے قاتل کو مرے اے یارو
کھڑا تولے ہوے وہ [تا میں] تلوار نہ تھا

رونے پہ ہمارے رشک کھا کر
گریاں ہو کر سحاب [نکلا]
تھا دلمیں [کہینگے] حال جو وہ
گھر سے خانہ خراب نکلا
صورت دیکھی تو آگیا غش
مونہہ سے نہ ذرا جواب [نکلا]

مونہہ سے پردہ اوٹھائیے گا کب
[اپنی صو]رت دکھائیے گا کب
ابتو جاتے [ہو جائیے] بارے
سچہہ کہو آپ آئیے گا [کب]

---

[1] ایں شعر سرقہ شعر فارسی مشہور استاد است (منہ) [2] شعر ۱۰۱.

اختلاط ابتو کرتے ہو پیارے[1] — گالیاں پھر [سنائیے گا] کب
نید [آتی نہیں ہے] اب ہم کو — ساتھ بارے سلائیے گا کب
کوئی دم میں [یہ جا] ن جاتی ہے — اب نہ آئے] تو آئیے گا کب

وعدہ کرتے ہی رہے آئے نہ پر رات کی رات — دیکھیے کب ہے [نصیبوں میں ملاقات کی رات
شب فرقت میں یہ روتا ہوں نہیں کچھ معلوم — ہجر کی رات ہے یارب کہ ہے برسات کی رات

بیماری دل سے تو مسیحا نہیں واقف — بچنے کا نہیں مجکو ہے آزار ہی کچھ اور
ٹلنے کا نہیں ہوں [مجھے] برسے پہ نہ ٹالو — مجھے تو کیا تم نے ہے اقرار ہی کچھ اور
قربان تر [ی] بندش [گفتار] کے صدقے — ہوتے ہیں ترے اندنوں اشعار ہی کچھ اور

ڈوروں کے چھوٹنے سے ہیں خونخوار انکھڑیاں — سرمے سے ہوگئیں ہیں دھوا دھار انکھڑیاں

گہہ ناز گہے عشوہ گہہ آن گہے شوخی — دل لینے کے بھی تمکو کیا خوب ڈھب آتے ہیں

کوہکن کے چلو قصے کو میاں[2] جانے دو — ہم ہیں اور تم ہو یہاں شیرین و فرہاد نہیں
دلکو ہاتھوں میں اوچھالو نہ بایں بیدردی — غنچہ دل ہے یہ کچھ بیضہ فولاد نہیں
دیکھ کر مجکو جو منہہ پھیرے ہے اللہ رے گھمنڈ — [ایسا] اے یار [تو] چند [اں تو] پیرز [اد نہیں]
منہہ سے کہنے کا نہیں یوہیں مرو لگا رک رک — کھینچنے کا کبھو میں منت صیاد نہیں
حال کیا کہیے گرفتا [ری کا] اپنی قرباں — کوئی سنتا نہیں فریاد کہیں داد نہیں

---

[1] بارے ۱۰۰۰ [2] یہاں ۱۰۰۰

کہوں کتنے اوس کی جفاکاریاں　　کرے کون اس دل کی غمخواریاں

گالیاں بس جی مت بکو دیکھو　　مونہہ نہ کھلواؤ چپ رہو دیکھو
گالیاں بات بات میں دینی　　کیا نکالی ہے [واہ خو] دیکھو
بوسہ مانگا جو میں کہا معقول　　آپ لیجے گا مونہہ تو دیکھو
کیوں [عبث] جان کھاتے [ہو یارو]　　[تم] بھی عاشق کسی [پہ ہو] دیکھو
ہاتھ پکڑا جو میں کہا اے واہ　　کچھ دوانے ہوے ہو [لو دیکھو]
چھوڑ دو تم کو میرے سر کی قسم　　کوئی سنتا کھڑا نہ ہو دیکھو
ہجر میں خواب [ہے] کہاں قربان　　نید آوے اگر تو [سو] دیکھو

چار دن کی نہ تو اس گرمی بازار کو دیکھ　　اور سے کام نہ رکھ اپنے خریدار کو دیکھ
بال و پر ٹوٹ گئے کنج قفس میں صیاد　　جان برلب ہے ذرا صید گرفتار کو دیکھ

رات خلوت میں لگے کہنے سرک سو نیدے　　ارے کم بخت گئی چولی مسک سو نیدے
غم کے ہاتھوں سے شب و روز یہاں پاؤں پسار　　سوویں بہتیرا اگر ہم کو فلک سو نیدے
ہاتھ زانو پہ جو مارا میں نشے میں اون کے　　ق　ہس کے بولے کہ بس اتنا نہ بہک سو نیدے
کیا ہے مرضی تیری اسوقت کہا میں اون سے　　آپ تو جانتے ہیں بولے نہ بک سو نیدے
نید میں ہاتھ کہیں جا جو پڑا چھاتی پر　　ق　کچھ دوانا ہے کہا ہاتھ جھٹک سو نیدے
مجکو بھاتا نہیں گرمی میں لپٹنا تیرا　　جا پرے ہٹ کہیں پہلو سے سرک سو نیدے
نید تو اوڑ گئی باتوں میں تیری اے قرباں　　مت دوانے تو عبث سر کو پٹک سو نیدے

بندگی میں اگر مرا (کذا) صاحب　　رکھئے تو یہ غلام رہتا ہے
رونے کہتے ہو پھر نہیں آتے　　ایسا کیا تم کو کام رہتا ہے

قسمت

تخلص نواب شمس الدولہ پسر کلان نواب یادگار قلیخان است عمدگی و سرداری ایشان در دیار مشرق روشن تر از آفتاب است دریں فن شریف شاگردی جعفر علی حسرۃ نمودہ و در مرثیہ و سلام گوئی گوے سبقت از اکثرے ربودہ ایں یازدہ شعر از طبع زادہاے ایشان است ؎

مژگان ترہے تیری ابر بہار قسمت　　دامان کوہ و صحرا کہسار تو کر جا

دیکھا تو جنس دل کے خریدار تم نہیں　　پھرتے [ہو] ہوا ہوس سے [خریدار] تم نہیں

گر وہ بت کافر شب مہ بام پر آوے　　یک ماہ دو ہیم ماہ فلک پر نظر آوے
جوں ماہ نو ہو شب تا ہماری　　قسمت وہ اگر چاند سی صورت نظر آوے

امیدوار بوسہ لب ہے کھڑا کوئی　　دیتا ہے تجلو ریر سے پیارے دعا کوئی
تو ہے وہ اے صنم کہ تری چھب کو دیکھکر　　کہتا ہے واہ [چھب] کوئی [نام] خدا کوئی
قاصد اگر گذہ ہو ترا کوے یار میں　　کہیو کہ آرزو [میں] تری مر گیا کوئی

پر تجلو گیا جو غیر کے گھر جا کے تم رہے　　میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
آتی نہیں کسو کی جواب تک صدائے پا　　واماندگان قافلہ یارب کدھر رہے

جو دل سے کہا اوتمن جاں یار جانی ہے　　تو اس سے موت بہتر ہے کہ یہ کیا زندگانی ہے
نہیں کوئی زیست کی صورت بقول مصحفی قسمت　　نہ نامہ ہے نہ قاصد ہے نہ پیغام زبانی ہے

قلندر

تخلص دردؔ [ویشے] است خوبی التیام شاہ قلندر نام وے [فقیرے بود] از شاگردان سخن سنج فیض گستر مرزا جانجاناں مظہر علیہ الرحمۃ والغفران [کہ] آزادانہ ایام بسری نمود و وارستانہ زندگانی می فرمود گاہ گاہ ریختہ میکرد ایں سہ شعر از و [ے] است عفی اللہ عنہ ؎

اس زمانے میں ہے کہاں اخلاص — مثل عنقا ہے بے نشاں اخلاص

لاؤں کہاں سے ڈھونڈ غزل کی نئی زمیں — باقی نہیں ہے تا بفلک بندہ گئی زمیں

اوس بسنتی پوش کو گر پائیے — آزردہ دل کی جو ہے بر لائیے

قیس

تخلص مرزا احمد بیگ عرف مدار بیگ است وے مشہدی الاصل و لکھنوی المولد و شاگرد جعفر علی حسرۃ است گویند کہ جدش بہ تولیت روضہ منورہ شاہ خراسان امام اہل ایمان پیشوائے رہروان باصفوۃ و صفا حضرت امام موسیٰ رضا علیہ رضوان اللہ والسلام و علی آبائہ الکرام شرف اختصاص داشت بہر کیف ایں ہشت شعر او را ست ؎

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اولٹا — ہوا اور مضطرب تر و ذرا نقاب اولٹا

سنے بیٹھے ہو کہانی تو یہ کہدو مجھے — قصہ غیر کہوں یا کہ فسانہ اپنا

رفتہ رفتہ اوسے مغرور کرے گا آخر — دو قدم جاکے یہ [اے] قیس [پھر آ] نا تیرا

خواہش وصل میں وصال [ہوا] — اب یہ جھگڑا ہی انفصال ہوا
اوس کے آتے ہی سب لگے کہنے — ابتو چہرہ ترا بحال ہوا

دیکھنے کی بھر نظر ہے کسکو طاقت ہے غضب — رخ ہے اوسکا یہ کہ ہے صبح قیامت ہے غضب
پھول سا کملائے کمھڑا گرمی نظارہ سے — ہاتھ لگتے میلے ہوجانا لطافت ہے غضب
بار گیسو سے لچکتی [ہے] کمر [ہر ہر] قدم — دل تو پتھر اور بدن میں یہ نزاکت ہے غضب

سنگ جفا سے شیشۂ دل توڑتا ڑ کر — اس اوٹھ گئے ناکھیل کو پیارے بگاڑ کر
بستا ہوا نگر مرے دل کا اجاڑ کر — کیا اوٹھ گیا وہ ناز سے دامن کو جھاڑ کر
اوٹھنا مرا محال ہے دست فنا بغیر — بیٹھا ہوں اوس گلی میں قدم ابتو گاڑ کر

گر تجھے خاطر اغیار ہے اے جان عزیز — پھیر دے دلکو میرے مجکو بھی ہے جان عزیز

ہے ہم کو تم سے الفت اب تم سے کیا کہیں ہم — اور تم ہو بے مروت اب تم سے کیا کہیں ہم
ناداں ابھی ہو پیارے جانے بلا تمہاری — کیا [چیز] ہے محبت اب تم سے کیا کہیں ہم

جب سے لگی اوس بت کافر سے آنکھ — نیند تو کیا موت بھی آتی نہیں

لے گ دل ہم سے تو کیا جانے چلا جائے کہاں — تجھے عیار کو دل ہم سے دیا جائے کہاں

آتا ہے وہ نہ آتی ہے مجکو ہی کل کہیں — یارو دعا کرو کہ اب آوے اجل کہیں

کھڑا ہے وہ بت دلبر نظر بچائے چلو
خدا کے واسطے دل عاشقو چھپائے چلو

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے
آوارۂ خراب یہ مشت غبار ہے

میں کہوں کچھ اور تیری گفتگو کچھ اور ہے
ہوگیا کچھ اور میں یا آج تو کچھ اور ہے
شائد اوس گل سے کیا ہے تو نے شب بوس و کنار
آج تو اے قیس تیرا رنگ و بو کچھ اور ہے

وصیت ہے کہ میرا حال جب نوع دگر ہووے
تو مجکو [دفن] وہاں کیجو جہاں اوسکا گذر ہووے

ایک زلف پریشاں تھی پھر [ا] نگ سنواری ہے
بیمار محبت پر کیا رات یہ بھاری ہے

کچھ دونکے اضطراب نے رسوا کیا مجھے
کچھ دیدۂ پرآب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل [وہ] شوخ
[س] عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القا [ب پو] چھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
کل سبحہ آج میں نے مصلی گرو کیا
کیفیت شراب نے رسوا کیا مجھے
کہتے تھے قیس یا لگے مجنوں پکارنے
اب اس نئے خطاب نے رسوا کیا مجھے

حرف الکاف

درطے ایں [حرف] ذکر چاردہ سخن گو اندراج یافتہ منجملہ آنہا سہ کس گریباں تخلص میکنند و مجموع اشعار [۱۲۸] شعر است ۔

کافر

تخلص مردے است از خاندان خیر البریہ علیہ وآلہ الصلوات والتحیہ خوبی التیام میر علی تقی نام کہ در عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ بعمدگی ایام بسری نمود بسیار خوش معاش و یار باش سپاہی پیشہ بہ اندیشہ بود خدا داند کہ از چہ رو ایں تخلص ویرا خوش افتاد و شعر خود را کافر کدہ نام نہاد بہر کیف ایں مطلع ازاں آں مرحوم است ؎

کس کس طرح بتوں کی صورت نے رنگ پکڑے　　کافر ان انکھڑیوں نے دیکھے ہیں کیا جھمکڑے

کاظم

تخلص جوانے است سعادۃ التیام ..... نام کہ مشق سخن از محمد نصیر الدین نصیر میکند ایں دو بیت بوے منسوب است ؎

ہے دل میں مرے آہ تمنائے شہادۃ　　یارب کہیں پھوٹے کف قاتل کا [پھپولا]

شبنم رخ گل پر نہیں کاظم یہ سحر کو　　پھوٹا ہے کہیں یار عنادل کا پھپولا

در مصرع آخر شعر ثانی چیزے ہست کہ بر شاعر ماہر پوشیدہ نیست فافہم ۱۲ منہ عفی عنہ ،

کبیر

تخلص [حکیم کبیر علی] منجلی است وے از شیخ زادہ ہائے انصاری مشغول [بحضرت] باری مرد نیک

ملہ دونوں نسخوں میں نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

نہاد طالب علم صاحب استعداد شنیدہ شد ایں شعر او راست ؎

ایک ہی یار سے جی ناک میں آیا ہے کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت

تخلص میر کرامت علی فر[زند] ارجمند میر امانت علی نبیرہ سید مراد علی بخاری اورنگ آبادی است و ایں اورنگ آباد قصبہ ایست بہ مسافت سہ مرحلہ از حضرت دہلی و ایں میر کرامت [علی] در قصبہ [شکار] پور کہ دوازدہ کروہ از قصبۂ موسوم واقع شدہ بر ویہ اجداد امجاد علم درویشی [برافر] اشتہ کوس خدا [اند] یشی می نوازد و ظاہر بلباس فقرا آراستہ می دارد گاہ گاہ از [جنس] موزوں چیزے بر زبان می آرد ایں دو بیت منجملہ آں جنس است ؎

کوئی لے تو میں حق کا گھر بیچتا ہوں — درخت جگر کا ثمر بیچتا ہوں
ملے گر مجھے عشق کی بے قراری — دو عالم کے سارے ہنر بیچتا ہوں

گرم

تخلص شخصے است دہلوی المولد لکھنوی المسکن کہ اشعار خود از نظر میاں غلام ہمدانی مصحفی گذرانیدہ و در ایں ولا بہ بلدۂ خیر بنیاد حیدر آباد توطن گزیدہ ایں ہژدہ شعر او راست ؎

ہر چند گنہ گار ہے کشتے کا پر اپنے — لاشہ تو بھلا آن کر اٹھوائیے صاحب
میں گرم گیا ملنے کو اون کے تو او نہوں نے — فی الفور ظرافت سے کہا آئیے صاحب

شب رخصت ہے رہو تم میرے گھر آج کی رات — جاں بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات

آگے آنکھوں کے اندھیرا سا سر شام سے ہے
دیکھیے ہوتی ہے کس وقت سحر آج کی رات

تصویر کا عالم ہے ترے روے حسیں پر
تجسا تو پری چہرہ نہیں روے زمیں پر

اخلاص اوسے غیر سے ہے واسطے اسکے
کھدواتے ہیں وہ سورہ اخلاص نگیں پر

ہم چکھے محبت میں لہو پیتے [ہیں] اپنا
وہ باندھے ہوے پھرتے ہیں تلوار ہمیں پر

رہتا تو ہوں گلشن میں پہ رہتی ہے [نت آفت]
[فریاد] سے بلبل کی مری جان حزیں پر

نالے نے مرے گرم شب آتش جو لگائی
ایک شور فرشتوں میں پڑا عرش بریں پر

بلبل کے سر سے جاتی ہے کوئی ہوائے گل
ہوتی ہے وہ قفس میں بھی پھر پھر فدائے گل

جس رخ کے آگے مہر درخشاں بھی گرد ہو
عارض کو لگ سکے ہے کب اوسکے صفائے گل

کل شب کو لاویئے جو گل اوسکو رقیب [نے]
ہم نے بھی گرم رشک سے [چھا]تی پہ کھائے گل

نالوں کی گرمیوں سے پھکتے دل و جگر ہیں
لب خشک ہو رہے ہیں کانٹیں زبان پر ہیں

[تیغ] نگاہ کس کی دیکھی ہے ہمنے یارب
جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہیں

یاران رفتگاں کا مت پوچھ مجھسے قصہ
اے ہمنشین میں بھی حیراں ہوں وہ کدھر ہیں

سینے کے داغ سوزاں آنکھوں کے اشک خونی
اس نخل عاشقی کے یہ گل ہیں وہ ثمر ہیں

کس شعلہ رو کے غم میں رویا ہے اسقدر تو
جو گرم اشک تیرے سوزندہ جوں شرر ہیں

گرم کل آئے جو سنے وہ مرا احوال دل
سوچ کر کچھ جی میں اپنے مسکرا کر پھر گئے

لہ کنا

گریاں

تخلص سہ کس میدانم

اوّل

عزیزے از خاندان حری الاحترام میر امجد علی نام وے از سکنہ بلدۂ لکھنؤ و مرد کشادہ رو خوشخواست
ایں دو بیت او راست ؎

سنے قصہ اب اکدم جو میرے درد و مصیبت کا — نہ لیوے زندگی بھر نام پھر ہرگز محبت کا
مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا — نکالا طور اوسنے اور یہ صاحب سلامت کا

دوم

غلام محی الدین خاں خلف الصدق مولوی ساجد مرحوم کہ بحلیہ علم و حلم آراستہ و بزیور صلح و صلاح پیراستہ است ایں شعر او راست ؎

گریاں کروڑ کوس ہے عنقا سے یار آہ — اوس شوخ کا مکان ہے وہ لامکاں کہ بس

سیوم

سید زادۂ نیک خصلت پاکیزہ خو مسمی بہ میر حسام الدین علی عرف میر بھجو وے بیشتر بمرثیہ و سلام گوئی میل دارد ایں سہ شعر وے ایں احقر می نگارد ؎

اے وائے ہم نے آنکھیں تھیں کس گھڑی لڑائیں — جو ایسی اب جفائیں ظالم تری اوٹھائیں
دن وصل کا دکھا کر افسوس کجروی سے — راتیں ہمیں فلک نے پھر ہجر کی دکھائیں

کیا آنے کی کسی کے گریاں خبر سنی ہے
جو بیقرار [دل] ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گرفتار

تخلص سنگی بیگ ابن رحیم یار خاں مرحوم است وے مغل زائے بود نیک اندیشہ سپاہی پیشہ خوش اعتقاد بارشد و رشاد از شاگردان اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم ایں سی و ہشت بیت از گفتہائے اوست

ساقی یہ غنیمت ہے جو دم ہے جام سے گذرے　　اس عالم فانی میں بھروسا نہیں دم کا

فائدہ ہے کیا قفس میں نالہ و فریاد کا　　نرم کب ہوتا ہے بلبل سنگدل صیاد کا
جستجو دنیا کی مت کر اے گرفتار اس قدر　　کیا بھروسا ہے جہاں میں عمر بے بنیاد کا

جور و جفا جو دل نہ سہے آہ کیا کرے　　دیوانہ ہو رہا ہے ستمگر کی آن کا

کھڑے پہ اوس صنم نے جو پردہ اوٹھا دیا　　واللہ کیا کہوں کہ ایک عالم دکھا دیا
خانہ خراب عشق کا ہو اور کیا کہوں　　خواب عدم سے سوتوں کو ناحق جگا دیا
ہے کشمکش میں آج گرفتار کیا سبب　　دام بلا میں پھر کہیں دل کو پھسا دیا

دوپٹے کی کناری اس قدر چمکے ہے کھڑے پر　　پڑا مہتاب کے ہے گرد گویا ہالہ آتش کا

آج وہ دن ہے کہ بشمن سے بھی مل جاتے ہیں　　عید کو بھی نہ گلے ہم کو لگانا کیا خوب
جانیوالے او میاں جان ادھر تو دیکھو　　پاس سے آنکھ چرا یوں چلے جانا کیا خوب

او سطرف گذرے کبھو اوس شہسوار حسن کو　　اے صبا کیجو ہماری خاکساری کی خبر

لطف سے تیرے تو کچھ دور نہیں پر ہم کو — ناتوانی سے ہے ہر ایک قدم کی منزل

خدا کے واسطے کوئی کہو میرے مسیحا کو — جو آتا ہے تو آ کوئی رمق ہے جان آنکھوں میں

اے گرفتار اوسکی باتوں پر نہ بھول — یہ لگاوٹ کی ہیں دل آویزیاں

شکائت ترے جور کی کیا کریں ہم — خدا جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہیں
جھجک[1] کر ترا مونہہ چھپانا غضب ہے — میاں چشم بد دور ہم دیکھتے ہیں
جگر جل گیا آتش غم سے اپنا — تعجب ہے آنکھوں کو نم دیکھتے ہیں

جلتا ہے جگر جا کے کہو دیدۂ تر کو — اے خانہ خراب آگ لگے ہے ترے گھر کو
ہم جاویں کہاں کہہ تو ترے چھوڑ کے در کو — لیکر دل غمگین کو اور دیدۂ تر کو
او قاتل بے رحم لگا اور بھی اک وار — بسمل ہی سسکتا تو چلا چھوڑ کدھر کو

کیا گھٹا اوڈی ہے ساقی چرخ نیلی [فام] سے — بادہ نوشوں کو چھکا جلدی لبالب جام سے
وصف میں آنکھوں کے حیراں ہوں کرنسبت کس سے دوں — چشم آہو سے گل نرگس سے یا بادام سے
آتش غم سے شب ہجراں میں با سوز و گداز — شمع کے مانند جلتا ہوں سحر تک شام سے

شب ہجراں میں تیری کیا کہوں جو کچھ کہ گذرے ہے — کٹے ہے دن تو جوں توں پر قیامت رات بھاری ہے
خبر لے اپنے بسمل کی وہ اے قاتل تڑپتا ہے — گرفتار محبت کے جگر میں زخم کاری ہے

---

[1] جھمک کہ ۱۰۹۰

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجے　　جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجے
رسم عالم ہے اے مرے صاحب　　عید کو تو گلے لگا کیجے

گوشہ چشم کے اشاروں سے　　دل لبھانا ترا قیامت ہے
ماہرو پردہ نقاب کے بیچ　　مونہہ چھپانا ترا قیامت ہے
مست بیخود نشے کے عالم میں　　لڑکھڑانا ترا قیامت ہے
آہ ہنگام وصل میں پیارے　　روٹھ جانا ترا قیامت ہے
اچپلاہٹ سے آکے چھاتی پر　　لوٹ جانا ترا قیامت ہے
کیا کہوں اور تو بغل کے بیچ　　کلبلانا ترا قیامت ہے
کام ہے اس گھڑی تو جانے دو　　یہ بہانا ترا قیامت ہے

اوس بت کے دل میں آہ نے تاثیر کچھ نہ کی　　صد حیف تو نے نالۂ شبگیر کچھ نہ کی

موج گل حلقۂ زنجیر ہوئی ہے بلبل　　پھس گئے ہم تو کہیں تو نہ خبردار پھسے

دل جو ہے بے قرار کیا جانے　　کس کا ہے انتظار کیا [جا] نے
دردمندوں میں دیکھیے وہ شوخ　　کس کا ہو غمگسار کیا جانے

کلیم

تخلص میر محمد حسین والد ماجد میر محسن تجلی است عفی اللہ عنہما وے از معاصران میر و مرزا و منجملہ استادان آں وقت بود۔ بیشتر غزلہاے ریختہ با[ئین] مرزا عبد القادر بیدل علیہ الرحمۃ در بحور دراز می گفت و اشعار فارسی ہم متفرقہ ازوے یادگار روزگار است قرابت قریبہ بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر دارد و سیزدہ شعر انہ گفتہ ائش

کہ بایں احقر رسیدہ می نگارد ؎

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وے دن گئے کلیم کہ [یہ] شیشہ سنگ تھا

نقاب اپنے رخ سے جو تو باز کرتا — تو گل اپنی خوبی پہ کب ناز کرتا

لغزش مستی سے گر اے بے خبر اور سجدہ کر — یا برنگ شیشہ ہو جا چشم تر اور سجدہ کر

درازی شب ہجران زلف یار کلیم — مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

نیرنگی جمال سے حیرت[1] نشانہ ہوں — طاؤس جلوہ زار ہوں آئینہ خانہ ہوں
مانند بہلہ گو نہیں گیرائی مجکو لیک — اوس ترک مومیاں کی کمر کا میں شانہ ہوں
جوں شمع عمر رفتہ کا ہوں منتظر میں آہ — رنگ پریدہ کا بخیال آشیانہ ہوں

قافلے کتنے گئے کوئی نہ سمجھا کیا ہے — شور کر کہتی رہی بانگ درا کیا کیا کچھ

اوسکے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیے — اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیے

بات اوس کی زبان پر آئی — پھر خرابی جہان پر آئی

عرق نہیں ترے رو سے گلاب ٹپکے ہے — عجب یہ بات ہے شعلے سے آب ٹپکے ہے
رکھوں ہیں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات — یہ ایک گھر ہے سو خانہ خراب ٹپکے ہے
مری مژہ کو ہے تاک بریدہ سے نسبت — لہو کہ چشم سے ہر دم شراب ٹپکے ہے

---

[1] حسرت ۱۰۱

کمال

تخلص شاہ کمال الدین حسین مانک پوری است کہ نیاگانش منصبدار پادشاہی بودند خودش ترک سوداء ونیا نمودہ بزہد و توکل در بلدۂ لکھنؤ اقامت گزیدہ فقیرانہ اوقات بسر میکند از شاگردان رشید میاں قلندر بخش جرأۃ است ایں شانزدہ شعر از ویست ؎

کیوں تو پھرتا ہے دلاگر داوسکے سودائی ہوا　　لطف کیا ملنے کا ہے اوسے جو ہرجائی ہوا

غنچۂ دل کو دم سرد سے جیسے ہے شگفت　　یوں صبا سے نہ کبھو غنچۂ تصویر کھلا

تیر سا ایک کلیجے میں مرے آن لگا　　اوسکی مژگاں کا تصور جو کیا دھیان لگا
شہ[ۂ] لعل لب یار جو ہے شہر بہ شہر　　چھپنے اب سنگ میں بس لعل بدخشان لگا

بوسہ لبوں کا مجکو ملیگا کہ گال کا　　کچھ تو جواب دیجیے میرے سوال کا

پھر نامہ بر جو واں سے بصد اضطراب اوٹھا　　دیا شائد اوسنے خط کا مرے [کچھ جواب] اوٹھا

دل کے ہر داغ کا ہے رنگ کچھ اے یار نیا　　سیر کر تو بھی کہ پھولا ہے یہ گلزار نیا
کسطرح کہیئے نہ پھر بوقلموں جلوہ اوسے　　رنگ ہر لحظہ دکھاتا ہے وہ دلدار نیا
اعتماد اوسکے ہو پھر قول پہ کیونکر جس کی　　دمبدم بات نئی ہر گھڑی اقرار نیا

اوجھل نظر سے ہووے کیونکر جمال اوسکا　　آنکھوں میں اوسکی صورۃ دلمیں خیال اوسکا

زلف کے کوچے میں جو آیا دل اپنا کھو گیا　　عقل سے جاتا رہا مائل بہ سودا ہو گیا

غم نے آتے ہی مری تاب و تواں کو لوٹا　　کھد گیا مفت میں جو کچھ تھا دفینہ میرا

دل بیچنے نکلا ہوں پہ تب فائدہ ہو جب　　یہ جنس رہے آپ کی سرکار میں صاحب

یہ بھی کوئی بیٹھنے کا بزم میں اسلوب ہے واہ　　جوں جوں ہم آگے بڑھیں آپ سرکتے جاویں

کروں کس طرح باطل آپ کی بات　　جو فرماتے ہیں صاحب وہی حق ہے

پاس اپنے کل جو گلشن میں بٹھایا آپ نے　　چٹکیوں میں غنچہ ساں کیا کیا اڑایا آپ نے

چاہ کا دعویٰ بھی ہے اور گھر بلانا شاق ہے　　ایسی چاہت کا چلو جی کون یہاں مشتاق ہے

کمترین

تخلص پیر خان مرحوم است وے سخن گوئے بود از معاصران شاہ مبارک آبرو و میر شاکر ناجی اما تا ہنگام ہنگامہ آرائی شعرائے طبقہ ثالثہ مانند سرآمد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و شاعر بینظیر محمد تقی میر بقید حیات بود چنانچہ بنا بر نوشتن میر در تذکرہ خود شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی را کہ وے شاعرے است از شیطان مشہور تر ہجوہائے رکیکہ بو اجبی نمود و بیشتر ایہام می گفت و حق ہر جنس مردم چیزے گفتہ عامی وضع بود دستار کلاں بر سر می بست و کمر بند بلدار بر میان راست می کرد و بلم در دست میداشت و اشعار خود بر پرچہائے کاغذ نوشتہ در کمر بند گذاشتہ روز میمنت افروز آدینہ بگذری چوک غفران مآب سعد اللہ خان می برد اطفال

شب نشین و نوجوانان فرحت قرین باشتیاق تمام به بهاے تام خریداری میکردند افغان ترین بود میگفت
تخلص نظر بر قوم و کم رتبه خود در شعر گفتن مقرر کرده ام ملخص کلام این یازده شعر از گفتهاے
آں مغفور در اینجا ثبت افتاده منه عفی الله عنه ؎

کل ہم سے اس طرح سے باورچنی قبولی قلیہ پکا کھلاؤں میں تم کو اپنی خوش کا

اگر بھانڈوں سے متصدی نہیں ملتے ہیں ذاتوں میں تو پیسے کیوں کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

اگرچہ چڑوہ بھڑ بھونجے مکڑ کر شہر کھاتے ہیں بہریوں کی کمائی سے دکاں پر مل کہاتے ہیں

نداف کا جو لڑکا بیٹھا دکان اوپر گالوں کو صاف کر کر پنجے ہے خوب روئی

پلا کر مست نفرانی کو تاڑی اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

فوج مجنوں بھی فنا اوسکے یہ پیدل بھی فنا کمتریں تو بھی فنا نام رہے گا باقی

دس چکوروں سے چڑی مارن بھڑی آج نہیں چڑتی تو چھاپو کل چڑی

لگا پت جھڑ مرے اس نیم جاں کو کبھو کڑوی مری میٹھی نہ بولی

چل تماشا دیکھ موہن دید ہے کیلاس کا گلرخوں سے کھل رہا ہے باغ جیوندآس کا
پہن جامہ تاش کا مینار پر اکبر کے بیٹھ جگمگاتا دیکھ تو بھی یہ دیا آکاس کا
کمتریں بندوں کی خاطر حق نے یہ برسات کی پھر بچھایا ہے زمیں پر فرش ڈوبا گھاس کا

گنا بیگم

مرحومہ بعضے گویند کہ تخلص وے متنظر است اما ازاں کہ بسر حد تحقیق نہ پیوستہ بود تحریرش در حرف میم مناسب نمود بہر کیف وے دختر روشن اختر مرد بہشتی علی قلی خان شش انگشتی و محل خاص ذات الاختصاص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزنے جمیلہ شوخ مزاج شکیلہ ظرافت امتزاج تیز ذہن نکی الطبع خوش فکر لطیف الوضع حاضر جواب بہ یہہ گو حسن الخطاب کشادہ رو بسیار صاحب جمال در امور ذیبائی خیلے دانا و صاحب کمال بود طبع شعر آشنا مزاج نکتہ پیرا فکر درست تلاش رنگین و چست داشت عروسان بکر فکر خود گاہے از نظر سخن سنج فصاحت افروز محمد میر سوز میگذرانید و گاہے ذیبا شاہدان زیبا طبع رنگین خویش بہ تصرف سرآمد سخن آرایان بلاغت آما مرزا محمد رفیع سودا میرسانید بہر حال ایں بیست و یک در ناسفتہ و آبدار از آن ان نادرۃ العصر[و] عجوبۂ روزگار است ؎

[نیم] بسمل نہ چھوڑ جانا تھا　　زخم ایک اور بھی لگانا تھا

ہماری خاک پہ جب یار نے گذار کیا　　دم مسیح نئے سر سے آشکار کیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا　　دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرہ دلدار سے کیا ہے نسبت　　کیونکہ ہے یہ رخ خنداں وہ ہے روتی صورت

شبکو میاں طلب میں تری ہم بھٹک بھٹک　　جوں حلقہ در پہ رہ گئے سر کو پٹک پٹک
میری بھی مشت خاک کا مکٹ پاس ہے ضرور　　اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

آیا نہ کبھو خواب میں بھی وصل میسر　　کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

لہ کچھ ۱۰۰۰

عشق میں خواب کا خیال کہاں　　نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی

ابر چھایا ہے مینہ برستا ہے　　جلد آجا کہ جی ترستا ہے

جسطرح لگی دل کو مرے چاہ کسو کی　　اس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی
اس زلف دراز اپنی کو ظالم نہ گرہ دے　　کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسو کی
نے نامہ نہ پیغام زبانی نہ نشانی　　حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسو کی

عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے　　ہم کو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے
رات دن جس لئے روتی ہو سو اللہ کرے　　انکھڑیو تم کو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹ کہتا ہے تو قاصد یہ زبانی پیغام　　مجکو باور نہیں جب تک نہ نشانی آوے

مجھے کرتی ہے تری زلف کجی کیا کیجے　　دل مرا لے کے یہ کہتی ہے نہ جی کیا کیجے
دیکھنے تیرے بغیر ابتو نہیں رہتی چشم　　اسکی تدبیر کہو ابتو اجی کیا کیجے

جی تک بھی اگر چاہو تو سو اس نہیں ہے　　کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
کی جس سے محبت وہ ہوا دشمن جانی　　کچھ جی کا لگانا ہی مجھے راس نہیں ہے
اب خواب ہی میں وصل ترا ہووے سو ہووے　　ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

یار پردے میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پے جاسوسی ہے

کوچک

تخلص مرشد زادۂ جہان و جہانیاں صاحب عالم و عالمیاں شہزادہ وجاہت لزوم مرزا وجیہ الدین مرحوم المعروف بہ مرزا کوچک صاحب است جناب ایشاں از چندے بدیار شرقیہ تشریف شریف ارزانی داشتہ رحل اقامتہ افگندہ از ہماں نواح برحمت جاودان یزداں شتافتہ جسد مبارک ایشاں را بحضرت دہلی آوردہ بجوار فائض الانوار حضرت سلطان الاولیا برہان الاتقیا قدوۃ واصلان درگاہ پیشوائے سالکان راہ خدا محبوب رب العالمین سلطان نظام الدین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و روح ارواحہم مدفون ساختند طبع وقاد ایشاں بہ شعر و شاعری مناسبت تام داشت اما صرصر فنا گل عمر گرامی آں دوحہ سلطنت کبری و نوباوہ خلافت عظمی را بسرعۃ ہرچہ تمامتر بباد فنا داد انا للہ و انا الیہ راجعون بہرحال ایں سہ شعر کہ ہریکے ازاں درے است بے بہا و لولوئے است لالا بہ سلک تحریر میکشم منہ عفی اللہ تعالےٰ عنہ ؎

درویش کو تو خوش رکھ خوش تجھے خدا ہوگا　　[ایک بوسہ ہمیں دے جا جا تیرا بھلا ہوگا

یہاں تلک پاؤں پھپھولے ہیں　　کہ قدم بھر چلا نہیں جاتا

دل بھی دوں اور جان دوں کوچک پر اپنا دیں نہ دوں　　آخر اپنے نام کو مرزا وجیہ الدین ہوں

کیفی

تخلص سید زادہ ایست از سادات بارہ کہ نام وے از صفحہ خاطر فاتر حک شدہ گویند کہ شوق مے نوشی بدرجہ اعلیٰ در سر دارد و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آرد گاہے ریختہ ہم از طبعش ریختہ ایں سہ شعر او راست ؎

دل جا پھسا جو زلف میں اوسکی تو کیا کروں　　دام بلا میں آپ گرفتار ہو گیا

دوراں میں اسقدر ہے جو آشوب اندنوں　　کیا فتنہ اوسکی چشم کا بیدار ہوگیا

بیقراری سے ٹھہرتا ہی نہیں　　دوستاں یہ دل ہے یا سیماب ہے

حرف اللام

در طے ایں حرف سہ سخنگو کہ دو ازاں لطف تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ایں ہر سہ ہزوہ شعراست کہ من جملہ آں یک رباعی واقع شدہ

لطف

تخلص مغلی زائے است نیک فرجام مرزا علی نام وے در بلدہ لکھنؤ سکونت دارد و خود را در زمرہ شعرائے آنجامی شمارد و شاعر خوشنوا و از جملہ تلامذ[ہ] سخن [سنج فصا] حسب اما مرزا محمد رفیع سودا است ایں شش شعر از طبع زادہائے [اوست] ؎

وہ زلف ہے یا قہر کی شب کچھ نہیں معلوم　　مکھڑا ہے الٰہی کہ غضب کچھ نہیں معلوم
خاموشی ہماری کے تئیں سحر ہی جانو　　گو ہم کو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہیں معلوم
یہ بھی ہے نئی چھیڑ کہ اوٹھ وصل میں سو بار　　پوچھے ہے کہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کھل گئی اب یہ کہ وصل اوسکا خیال خام ہے　　آج امیدواں کا دل ہی دل میں قتل عام ہے

[ہ] کذا در ہر دو نسخہ ۔

رباعی

جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے — اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلاوے اوسے تو اپنی تیغ نگاہ — جس کا مارا کبھو نہ پانی مانگے

لطیف

تخلص: دوکس میدانم

اوّل

عزیزے از اولاد امجاد حضرت خیر البریہ علیہ وآلہ التحیۃ والسلام نیک سرنجام میر شمس الدین نام وے از سادات سورت است اما از چندے بہ بلدہ لکھنؤ توطن گزیدہ گویند کہ جوان شایستہ و با ادب و تیز ذہن و مہذب است ایں سہ شعر او راست ؎

مژدۂ وصل اگر کوئی سناتا ہے مجھے — میں یہ سمجھوں ہوں کہ جی دان دلاتا ہے مجھے
ایسی الفت کو لگے آگ پڑے چولھے میں — جو ہے دلسوز مرا وہی جلاتا ہے مجھے
گھر میں جا بیٹھ رہا اوسے خفا ہو تو لطیف — کیا ہی غصہ تری اس بات پہ آتا ہے مجھے

دوم

میر لطیف علی مرحوم وے از سادات جہاں آبادی و از [مر] یدان و شاگردان مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرا خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ والغفران بود در جواہر شناسی [نظرے داشت] اوقات خود بدلالی جواہر بسر میکرد ایں نہ شعر از گفتہائے ال مرحوم است ؎

ہو گیا بیگانہ ایسا آشنا گویا نہ تھا　　اے وفا بیگانہ ہم سے بھی کبھو یارانہ تھا

میں گلہ کیوں کے کروں دل کی پریشانی کا　　زلف کا حال بھی دیکھا تو پریشاں نکلا
روتے ہیں شیخ و برہمن سبھی دل کے ہاتھوں　　گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلماں نکلا
گریہ آور ہوں نہ کیوں شعر لطیف اب تیرے　　دل کہے تھا جسے تو درد کا دیواں نکلا

رسم گر ظلم کی کم کیجے گا　　یہ بڑا ایک ستم کیجے گا

مثل جلوۂ برق کر گئے ہم　　آتے ہی ادھر ادھر گئے ہم
کیا ہے یہ لطیف زندگانی　　دم میں جیے دم میں مر گئے ہم

ہے درد آٹھ پہر دل ناتوان میں　　کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان میں

جس جا سے کل ملا تھا یارو جواب ہم کو　　پھر آج [لے] چلا وہاں یہ اضطراب ہم کو

حرف المیم

درطے ایں حرف ذکر [ہشتاد] و سہ شاعر اندراج یافتہ منجملہ انہا دو کس مائل و دو شخص مجرم و دو مرد محبت و دو عزیز مخلص و سہ سخنگو مرزا و دو موزون الطبع مسرۃ و سہ شاعر مسیح و دو سخن سنج مشتاق و دو شعر گو

لہ دو ا. ز ؛

مضطرب و دو سخن آرا مفتون و دو فصاحت مشحون ممنون [و سه] صافی ضمیر [منیر] و دو طبع [ذکی] منتخی و دو صاحب نعم [منعم] و سه فن فنون موزون و دو ممتاز زمن میرن تخلص میکنند و جملہ اشعار اینہا . . . شعر است کہ منجملہ اینہا . . . رباعی واقع شدہ

مائل

تخلص دو کس میدانم

اوّل

شاہ محمدی مرحوم و بزرگے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد بزیور حلم و حیا آراستہ و بحلیہ مہر و وفا پیراستہ بسیار درد لیشا [نہ] و آزادانہ ایام بسری برد نسبت [تلمذ] بہ میاں قیام الدین علی قائم داشت و [ستاد] بھو یخاں آشفتہ و محمد نصیر الدین نصیر و خسرے است و ایں نہ شعر از یختہاے طبع اوست رحمہ اللہ تعالے ؎

جیا جو ہجر میں سو وصل یار دیکھے گا — جو اس خزاں سے بچے گا بہار دیکھے گا

اتنا میں مر کے دل سے ترے دور ہو گیا — اک دن بھی آ کے تو نہ سر گور ہو گیا

بتوں سے ملکے گنواتا ہے دین و دل مائل — یہ کافر آہ خدا کا بھی ڈر نہیں کرتا

معلوم کچھ نہیں دل بیمار کی خبر — کیا جانیے کہ کیا ہے مرے یار کی خبر

؎ دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے ۔

کیا گیا کہوں میں تجھے دل زار کی ہوس　　مشہور ہے جہان میں بیمار کی [ہوس]

کہتا نہ تھا کہ باز آ ہر دم کی اس ہنسی سے　　آخر گیا نہ ظالم ایک بے گناہ جی سے

کٹائے سر پہ کسی جان بے تقصیر ہستی ہے　　مگر ایک شمع کو دیکھا نہ گلگیر ہستی ہے
نہیں چمکیں ہیں تارے خندۂ رنداں! نما ہے یہ　　[کہ] شب سنکر ہمارے نالہ شبگیر ہستی ہے

اے چشم مرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے　　یہ اشک مسلسل ہی رہے تار نہ ٹوٹے

دوم

مرزا محمد یار بیگ وے جولنے است مغل زا صاحب حیا [خلیق] باادو [ب] متواضع مہذب حلیم و بامروۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں پنج شعر اوراست ؎

پیتا ہوں جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا　　مائل ہوا ہوں جب سے میں ایک سبزہ رنگ کا

کیا جانیے ہے راہ کدھر ملک عدم کی　　یارب نہ [ہے] قافلے سے کوئی بچھڑ کر

آنکھوں کے سامنے نہو وہ گلعذار حیف　　اور اوس بغیر میں رہوں جیتا ہزار حیف

مائل تجھے اضطرار کیوں ہے　　اتنا بھی تو بیقرار کیوں ہے

اخنز سے ہیں گر موتی اوس کان کے بالے کے　　ایک چاند بھی جھمکے ہے جھرمٹ میں دوشالے کے

ماہر[۱]

تخلص سیدزادہ ایست مفاخرۃ التیام میر فخرالدین نام خلف الصدق سید اشرف علیخان علیہ رحمۃ اللہ

المتان وے در ابتدا فخر تخلص میکرد ہریک از نیاگانش بمنصبداری سرکار گردوں اقتدار بادشاہی ایام بسری برد شاگردی سرامد سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا نمودہ و بہ سفارش آں مرحوم در سرکار دولت مدار نواب معلے القاب شجاع الدولہ بہادر بمواجب مبلغ شصت روپیہ متعلق بودہ حالا ہم [بہ بلدہ لکھنو] سکونت پذیر است وایں ہشت شعر از گفتہاے آں روشن تقریر ؎

جو اوسکے در پہ بیٹھے ہیں سمجھتے ہیں وہ در کسکا
ہوے جو اوسکے آوارے وہ کہتے ہیں کہ گھر کسکا

ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اوٹھ کر مانگتے پانی
ہوا تیر نگہ یوں آہ دلمیں کار گر کس کا

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات
رہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات

ہمارے سائے سے چونکے ہے وہ بت وحشی
رہے ہے غیر سے جا ہمکنار ساری رات

ہمیں خیر خواہ اپنا جانو نہ جانو
کہیں گے بھلائی کی مانو نہ مانو

ہوا کام ماہر کا تیر نگہ سے
کمان ابرو اپنی کو تانو نہ تانو

بات کیجے غیر سے اور ہم سے مونہہ کو موڑیے
اب خدا سے ڈریے ان ظالم صنعوں کو اپنی چھوڑیے

مونہہ نہ موڑے گا یہ عاصی گر یہی منظور ہے
لیجیے سنگ جفا اور شیشہ دل [پھوڑیے]

مبتہج

تخلص لالہ ملوک چند کائت است وے مرد نیک نہاد پاکیزہ بنیاد واسم با مسمی [مبتہج و] با سرور خوش زیست صاحب شعور بود ایں دو بیت او ایں احقر تحریر نمود ؎

سفر کے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا
نکل کے آنکھ سے آنسو نے پا تراب کیا

چلتا ہے جب تو قاصد رو رو کے میں پکارا　　دانوں پر آنسوؤں کے دیکھوں ہوں استخارا

متقی

تخلص میر متقی خلف الصدق میر جواد علیخاں ہادی است وے از مدتے ترک لباس کردہ بلبا سے مقید ناگشتہ آزادلہ ایام بسر می برد در شناوری دستے دارد و در تیراندازی دست سے گاہے بنابر [موزونی] طبع شعر ریختہ از فکرش می تراود و از نظر والد ماجد خود میگذراند ایں سہ شعر او راست ؎

کیوں نہ اے زلف رہے حال پریشاں میرا　　دل ہے [سو] دا میں ترے بے سروساماں میرا
متقی خو[بی] شتشاد ابھی ہو پامال　　آن نکلے جو کبھو سرو خراماں میرا

نعش ہماری پہ [تو] مجمع یاراں ہوا　　پر دل پہ درد کا کوئی نہ درماں ہوا

مجذوب

تخلص مرزا حیدر بیگ است وے جوانے است نیک خو از سکنہ بلدہ لکھنؤ مغل زادہ متبنائے سرامد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا بہ سپاہگری ایام بسر می برد دم از [شا] گردی مربی خود می زند ایں یازدہ بیت از و است ؎

جور و جفا پہ یار کے دل مت [نگاہ] کر　　اپنی طرف سے ہووے جہاں تک نباہ کر

خاک [وخوں] میں صورتیں کیا کیا نہ رلیاں دیکھیاں　　اے فلک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں[1]

---

[1] یہ بیت سودا کے دیوان طبع ۱۲۷۳ھ مصطفائی دہلی صفحہ ۲۴۶ پر بھی موجود ہے۔

آہ میں اپنی اثر ڈھونڈے ہے اے مجذوب تو
بید مجنوں کی نہ شاخیں [ہم نے پھلیاں] دیکھیاں

عداوت سے [تمہاری] کچھ اگر ہووے تو میں جانوں
بھلا [تم] زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
[تمہار] سے ہم سے جو عہد وفا ہوں اونکی تم [جا] نو
مرے [پیا] اں میں کچھ نوع دگر ہووے تو میں جانوں

بس [اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی
نہ آیا وہ] کافر [بہت] راہ دیکھی

خاموش جو اتنا ہوں مجھے گنگ [نہ] سمجھو
[ایک عرض تمنا ہے کہ آ] مونہہ پہ ا [ڑی] ہے

چاہوں مدد کسی سے نہ اغیار کے لئے
میں بھی [تو یار کم نہیں دو] چار کے لئے
ہے [در] دسری بلبل آزاد کی صفیر
موزوں ہے نالہ مرغ گرفتار [کے] لئے
طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روؤں گا زار زار
جنت میں تیرے سایۂ دیوار کے لئے

اے میر سمجھیو مت مجذوب کو اوروں سا
ہے وہ خلف سودا اور اہل ہنر بھی ہے

مجنوں

تخلص دوکس میدانم تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ گذاشتم و بہ تسطیر دیگرے در اینجا ہمت گماشتم و آں عزیزے بود در حضرت دہلی مشہو [ر] بہ [د] روشیں [سر برہنہ] نیا گانش جدید الہدائت و [عمدہ معاش] بودند او بر ہنمونی سعادۃ ازلی و [ہد] ائت لطف لم یزلی ترک علائق گزیدہ بہ لباس فقر ملبس گشتہ فقیرانہ ایام بسر می نمود و مرد سیر مشق و شاگرد شاعر بے نظیر محمد تقی میر بود ہشت شعر از گفتہائے او ثبت افتاد خداش رحمت کناد ؎

پھر اب یہ چچلا ہے کل وہ قرار ٹھہرا　　کہتا ہے مجھے چل بے توکب کا یار ٹھہرا

بیٹھا تھا مجکو دیکھ [بہانے سے] اوٹھ گیا　　حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھ گیا

پیا نہیں قدح مے کو میں کبھو تجھ بن　　رہا مدام مرے جام میں لہو تجھ بن
[نپیا] چھ [حال] تو [مجنوں] کا اے بت کافر　　خرا[ب] و خوار وہ پھرتا ہے کو بکو تجھ بن

سمجھ دل [نے] میرے [قد] رت اپنی دکھائی اب تو　　پوجے ہے تجکو اے بت ساری خدائی اب تو

جسے [دل] چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو　　[مجھے کیا پوچھتے ہو] [!] اپنے ہی جی سے پوچھو

چڑھا کر ساغر لبریز جدم تو نکلتا ہے　　تیرا انداز [ہنسنے] کا گلوں کے ہونٹ ملتا ہے

[سرکنا] دینگے ہم [اپنا] اس تری [شمشیر] سے　　لڑگئی [تدبیر] اپنی گر کہیں تقدیر سے

مجرم

تخلص دو کس می شناسم

[اوّل]

جوانے بود از دودمان حری الا [حر] ام میر فتح علی نام مدتے است کہ بہ تلاش کیمیا بنا بر سودا [مہوسی] کہ [در سر داشت از حضرت] دہلی برآمدہ [آوارۂ دشت] ناکامی است خدایش [خویش] وارد و بکام دل رساناد ایں [دو بیت از گفتہائے آں غریب] است ؎

ہو تری فرقت میں کیا حالت ہماری دیکھیے [کیا] دکھاتی ہے یہ دل کی [بیقراری دیکھیے]
اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھیے

دوم

[شیخ رحمۃ اللہ] اکبر آبادی و [ے عزیزے است] خوشگو شیریں زبان شوخ طبع عذب البیان بذلہ سنج لطیفہ گو ظریف مزاج پاکیزہ خو نہایت متواضع و باادب بغائت مرتبہ شناس و مہذب شاگرد رشید شاہ محمدی بیدل رحیم مرید آں وا [لا تبا] راز چندے بتلاش روزگار بحضرت دہلی کہ [دریں] روزگار متنفسے خاصہ [از اہل ہنر حکم اکسیر اعظم] وارد وارد شدہ خداش بمرا [د] دل رسانادہ باقاسم [ہیچمدا] ن سراپا نقصان نظر براخوۃ دینی شاہ معظم [ا] لیہم خیلے بہ بزرگی پیش می آمد مختصر کلام ایں بیست [و] چار بیت از کلام آں نیک فرجام است منہ سلمہ ربہ ؎

خواب میں آئی نظر شمشیر جوہر دار رات دھیان میں جو ابروے خمدار کا تل رہ گیا
کر دیا سینے سے چلکر چشم میں دل نے مقام یہ مسافر ضعف سے چل ایک منزل رہ گیا
دیکھ کر مجلس میں تیری دلربائی کی ادا [ہاتھ] اپنے دل پہ رکھ ہر اہل محفل رہ گیا

[ہر] زخم ترے تیر کا اب دل کی غذا ہے [یا] قوت جگر ہے ترے پیکان کا لوہا
کرتا ہے جدا سبزۂ بیگانہ کو ہر دم یہاں باعث رونق ہے گلستان کا لو [ہا]
ہو [ذیب] کمر بنکے ترا خنجر و جمدھر گلتا ہے اسی شوق میں ہر کان کا لوہا

[جنے پوچھا] مجکو بولا ہس کے یار وہ تو مدت سے دوانا [ہوگیا]
او [ٹھ] گئے [سب یا رمجرا م] تو بھی چل قافلہ کب کا روانا ہوگیا

[مشغول ہو تو گنجفہ بازی (میں)] جس گھڑی سراپنا پہلے نذر تری [لاے آفتاب]

نہ پوچھو شورِ غم سے اس دلِ بے تاب کی حالت — کہ ہے معلوم سب پر ماہیِ بے آب [کی حالت]

آج گلشن میں پڑا بلبلِ قدم سے کس کے پھل — داغ و شعلے کیطرح جو جل اوٹھے جس تس کے پھول
میں دعا کرتا ہوں تو دیتا ہے ہر دم گالیاں — دیکھ اے گلرو جھڑیں ہیں اب [تو] ہنسے کسکے پھول
باغ میں مذکور اوس رخسار کا آتے ہی بس — رنگ بو اپنی بغل میں مار کر سب [کھسکے] پھول
یار کے بندِ قبا کیونکر نہ مجرم وا کرے — یہ کھلیں اوسے نصیبوں کے کھلے ہوں جس کے پھول

غرض اپنی کے آشنا ہو تم — مطلب اے جان بیوفا ہو تم

وہ کلائی جو نظر آہ کل آئی مجکو — کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آئی مجکو
نیند آنکھوں سے اوڑی بستر [گل] خار ہوا — سات سونے کی ترے یاد جو آئی مجکو
[جب] سے [چپکے ہیں] مرے ہونٹ لبِ لعلِ تیرے — بس خوش آتی ہی نہیں کوئی مٹھائی [مجکو]
مجھمیں اور غیر میں کیا فرق ہے اے چرخِ کہن — [لذت] وصل اوسے دے [غ] جدائی مجکو

شکوہ جو کیا میں نے تو بولا [یہ] خفا ہو — گر ہم میں جفا ہے تو کسی اور کو چاہو
مسکی ہوئی چولی کہیں دیکھی ہے تمہاری — نکلا ہے جو گل باغ سے [اب چاک قبا ہو]
[ہر سانس میں] چبھتا ہے ذرا دیکھیو یارو — دل میں [کوئی پیکان نگہ کا نہ رہا] ہو
کل غیر کے گھر جانے کی کیا جھوٹ ہے صاحب — [کھا جائیے حاضر ہوں] مجھے گھورتے کیا ہو
[ہو دسترس] اپنی کہیں اوس زلف رسا تک — کم بخت] مرے بخت تم اتنے تو رسا ہو

مجبور

تخلص [میاں حق رسا است] سلمہ اللہ تعالے وے جوانے خلیق نیک اختلاط خوش خلق مضبوط ارتباط

تازہ مشق پاکیزہ [خوجدید الشوق خوشگو] است شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر میرساند [ایں ہزارہ بیت
کہ بوے منسوب است ایں ہیچمدان سراپا نقصان [می نگا] رو ے

جیسے مری [دفا میں] نہ ہرگز قصور تھا ویسے نباہ تجکو بھی ظالم ضرور [تھا]

جاکر تو اوس پر [وہ] نشیں کو ایسا کچھ سمجھا ناصح دور کرے وہ ہم سے حجاب اسبات پر اوسکو لاناصح
کیا کرتا ہے [تو] ہمکو نصیحت ہیں مجبور محبت ہم وہ وحشی ہو رام ہمارا ایسا طور بنا ناصح

بہکے ہے کس مزے سے اوسکی زبان یارو پڑھتا ہے جب نشے میں پی کر شراب کاغذ
یہہ بخت خفتہ شاہد بیدار کچھ ہوے ہیں مجبور اوس کا آیا جو وقت خواب کاغذ

[کہتے ہیں] تجکو پردہ نشیں اہل بزم پر روشن [ہیں] تیرے سب [پہ] شرارت کے ڈھنگ شمع
بولا پتنگ شیشۂ فانوس دیکھ کر سینے پہ عا [شقوں] کے توڑ رکھتی ہے سنگ شمع

[حلقہ زلف بتاں میں دل عاشق یہ نہیں ہاتھ میں اپنے [لیے ہے شب] دیجور چراغ
صبحدم محفل رندان میں یہ [ساقی بولا] نشہ سے سے نظر آے ہے مخمور چراغ

جو مار بیٹھے تو دم نہ مارا سنائی گالی تو [ہس] رہے [ہم]
ستم [سہے ہیں تمہارے کیا] کیا کرو تو صاحب نگاہ دل میں
ہوا ہے جاکر غریق [حمت یہ جس کے چاہ زنخ میں ا] ب دل
اوٹھا ہے جینے سے ہاتھ [لیکن] اوسی کی [ابتک ہے چاہ] دلمیں
نہ [کیونکہ تاریک] ہو زمانہ نظر میں اوسکی [ذرا بتاؤ]
رہے ہے [لیل و نہار] جسکے خیال چشم سیاہ دل میں

لہ ۱۰۱۰ میں یہ شعر درج نہیں ہے

ہو چلے بے بال و پر بھڑکا نہ اے صیاد تو — آئیگا احسان ہوگا کر ہمیں آزاد تو
نیم جاں کیوں چھوڑتا ہے ایکدم کے واسطے — جنبش بازو کا صرفہ کر نہ اے [جلاد تو]

نکلتی ہے یہ بات اوسکے سخن سے — کہ گویا پھول جھڑتے ہیں دہن سے
سراسر ہے خطا تشبیہ دینا — تمہارا[ی] زلف کو مشک ختن سے

شب خوشی سے پاؤں پھیلا گھر میں تم سویا کیے — ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

[شرم] سے جنکے چھپے [یاقو]ت جا کر کان میں — اون لبوں کو دوں بھلا تشبیہ میں عناب سے

[محبت]

تخلص دوکس می شناسم

اول

نواب محبّ اللہ خان سلمہ الرحمٰن خلف [الصدق حافظ] الملک حافظ رحمت خان شہید غفرہ اللہ المجید شکوہ و ثروۃ [و عمدگی] و شوکت ایشاں بنابر غائت وضوح و نہائت شیو[ع] محتاج تسطیر و مفتقر تحریر نیست گوئند کہ بسیار صاحب مر[و]ۃ و ہوشیار و جواو وباوقار صاحب [حلم و با] حیا و خلیق و مودۃ اما واقع شدہ بعد شہادۃ پدر والاقدر چار و ناچار [بہ] بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ برقدر قلیلے کہ شایاں ملازمانش نباشد از دست [سران فر]نگ یافتہ [ایام بسر میکند] بہر دو زبان سخن میگوئد و بمضمار [ہند و فارس رخش ہمت می پو]ئد صاحب دیوان ریختہ است [بہ تحریک] فرنگی پسرے قصہ [سسی پنو بزبان] ہندی نظم نمودہ و مشق سخن از میاں جعفر علی

---

[1] اب تا ۱۰۱ ۔ [2] محبت اللہ خاں ۱۰۱ ۔

حسرۃ فر[موده ملخص سخن ایں] ہفت بیت از سخنان آن عالی شان است ؎

اوسکے کوچے کی طرف با چشم تر جو جاے گا　　پہلے اپنی جان سے وہ ہاتھ دھو کر جاے گا

زخم دل کو مرے یوں دیکھ کے بولا جراح　　ہاے افسوس یہ ناسور نہیں جانے کا

آپ کچھ غیر کو چپ چپ کے رقم کرتے ہیں　　یہ جو ہو جھوٹ تو [ہم] ہاتھ قلم کرتے ہیں

ہم سے [فرقت] اسے کیا کہتے ہیں　　اتنی وحشت اسے کیا کہتے ہیں
اسقدر یار سے گرمی کرنی　　کیوں محبت اسے کیا کہتے ہیں

فتنہ گر تو نے جو تک ہم سے چھپائیں آنکھیں　　ایسے ہم روے کہ آنسو کر آئیں آنکھیں

الفت میں جسکو اشک بہانے کی [خو نہ] ہو　　اوسکو خدا کرے کہ کہیں آبرو نہ ہو

دوم

دوستدار خفی و جلی میر [بہادر] علی وے جوانے است از خاندان نجابت و دودمان شرافت محلی بحلیہ حلم و حیا مخلی از دلس کذب و افترا وفادار یکرو ہوشیار پاکیزہ [خو] والاخرد نیک سیرۃ [عالی] منش خوش طینت یار باش کشادہ پیشانی وارستہ معاش شاد زندگانی سیر مشق پسندیدہ اخلاق شاگرد رشید حکیم [ثناء اللہ خان فراق] برقاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مہربان [و با اہل نفاق و کینہ توزاں نہایت متنفر و سرگردان] مختصر کلام بیست و ہشت شعر از کلام [آں خوبی آغاز و فرخندہ] فرجام در اینجا ثبت افتادہ منہ سلمہ ربہ ؎

[آزاد] نہیں سلسلہ عشق سے عاشق　　وابستہ ہے زنجیر محبت میں سدا کا

نہیں کیا ترے کاجل نے سرمہ ساحل کو　　[سیاہ چشم بنا] ہمنے تو تیا [باندھا]

اگر حنا ترے ہاتھوں سے خوں بہا دل کا — تو ہونگا دست نگاریں سے خوں بہا دل کا

ہمکو مرض ہے عشق کا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا — اس [درد کی] کم ہے دوا دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

خال [رخ جبکہ پسینے] میں [تمہارا] ڈوبا — مہ جبیں وعدہ پڑی جگ میں کہ تارا ڈوبا
بحر الفت کی [لگی] تھاہ نہ کچھ دل کے ہات — غرق ہوتے مگر اتنا ہی پکارا ڈوبا

خال لب کا غنچہ لب اپنے تماشا دیکھنا — برگ گل پر آن کر بیٹھا ہے بھورا دیکھنا

[دل کے ٹکڑوں] کو سوے زلف سیہ فام نہ بھیج — قافلہ ابن حرم کا ہے اسے شام نہ بھیج

یوں نمایاں ہے مژہ دیدہ پر آب کے گرد — جیسے [سبزہ کہیں روئیدہ] ہوتا لاب کے گرد

گریں جو چند آنسو یاد مہرویاں میں جیحوں پر — حباب آسا نظر آویں ستارے پھر تو گردوں پر

کاش ہو جاے ہمارا شب فرقت میں وصال — دن جدائی کا الٰہی نہ دکھانا ہمکو

لڑیں ہیں ابروے پیوستہ جنگ تو دیکھو — پھکیت دونوہیں انکی ایک انگ تو دیکھو

صبح جب [باغ میں وہ رشک قمر پھرتا ہے] — آفتابی [لیے خورشید سحر پھرتا ہے]

[سر کو پٹک کر لگا من ہی میں من مارنے] — شب کو جو دیکھی تیری زلف [سیہ] مارنے
کچھ تو یہاں [بھید ہے محرم چھپیدہ میں] — ہاتھ جو اپنے ملے محرم اسرار نے

ہمارے ابر[مژہ] کی [مر]دم جو دیکھے [ایک پل یہ] در فشانی
تو آب گوہر ہو غرق خجلت [اور ابر] نیساں ہو پانی پانی

گر تیرے ابرو کی تیغ اصفہانی دیکھتے [جنگجو] ہرگز نہ پھر شمشیر جاپانی [نی دیکھتے]

گوہر شب چراغ ہے قطرہ عرق کا زلف میں قطرہ عرق کا زلف میں گوہر شب چرا[غ] ہے

ترے مکھڑے پہ خال رخ [بدیں][1] صورۃ چمکتا ہے سحر کے وقت جیسے صبح کا تارا [چمکتا] ہے

یہ شیرازی کبوتر چشم کاکل پر نکالے ہے ہمارا اشک گلگوں [رنگ طرفہ تر] نکالے ہے
چمن میں اسقدر ابکے بہار جوش سودا ہے [رگ گل] کیلئے خار جنوں نشتر نکالے ہے

متصل رہنے نہیں دیتا جو ہمسایہ مجھے کس پری پیکر کا یارب ہوگیا [سایہ] مجھے

چین دیتی ہی نہیں گردش افلاک مجھے تھام تو[2] بہر خدا یا شہ لولاک مجھے

ہو[3] خبر دل کو نہ اوس کے آہ یوہیں چاہیئے بس [اثر] اے نالۂ جانکاہ یوہیں چاہیئے

نہیں ہے [عکس خط سے] آئینہ بستان خاموشی برنگ طوطی تصویر ہے حیران خاموشی
اگرچہ ضبط گریہ سے میسر [چپکے] رونا ہو [تنور دل میں اپنے بھر رکھوں طوفا]ن خاموشی

---

[1] بایں ۱۰۰ [2] تو ۱۰۰ [3] ہو خبر اوسکو نہ دل کی الخ ۱۰۰

قطعہ

لکھیو نہ شعر حضرت قاسم بغیر تو — سمجھے گا کون یہاں تیرے اشعار چیدہ کو
شاہین فکر تیری محبت بہوت ہے دور — باندھے رہے، تو تو طرز مضموں پریدہ کو

محب

تخلص [شیخ ولی اللہ] مرحوم است وے مرزے بود ہندوستان زا از اولاد امجاد حضرت شاہ افضل خدا نما قدس سرہ واز شاگردان سر [امد] شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا روح روحہ بسیار سیر مشق دیوانے مملو انواع سخن ازوے یادگار زمانہ است از چندے در سرکار دولت مدار مرشد زادہ فتوۃ پیژوہ مرزا [سلیمان شکوہ] بہادر بصیغہ شاعری ملازم بود اشعار جناب ایشاں را اصلاح می فرمود بہر کیف ایں یک صد و یک شعر ازاں آں مغفور است ؎

ہے زردی رنگ رخ عشاق سے ظاہر — [بے زر] نہ سمجھے عشق کبھی سیمبراں کا

[خود آرائی سے] ہو [ہے] دلکش ہمجنس بھی اپنا — بھلا دیکھو تو دشمن کس قدر ہے سنگ شیشہ کا

شب جہاں رقاص وہ زہرہ جبیں تھا ہم نہ تھے — ہے بجا شکوہ اس اپنے طالع [ناساز] کا

کاٹی شب فراق تو آنکھوں میں تا بہ صبح — [ب آ] پہنچ کہ [روز ہے] پیمانے وصال [کا]

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہتے میں — اثر اوس سنگدل کی ہے زبانمیں مومیائی کا

شہ خوباں نے پروانا لکھا جوں شمع عاشق کو — جلانے کا جگر کے سر کٹانے کا رولانے کا

مری دیوانگی کو دیکھ یار آپس میں کہتے ہیں — کر جانے دو میاں کیا لطف سودائی سے ملنے کا

مارا تمام لشکر عشاق زلف نے — اپنا نشاں کھول سر جنگ سانپ کا

[دل تو پہلے لے چکے اب] کیا ہے مطلب آپکا — بے تکلف وہ بھی کہدیجے کہ [ہے] سب آپکا

[مستوں کو غسل مے سے ہے ریاحت کہ بعد مرگ — ایذا نہ دیوے دردسراون کو [خمار] کا

میں [معتقد ہوں اپنے اس] عشق کی کشش کا — پھیرا مزاج آخر اوس [میرزا] منش کا

صحرا میں خار باغ میں گل گل میں بو ہوا — جس رنگ میں نمود ہوا یار تو ہوا
اوس بزم میں کسی کو ملا غم کسی کو عشق — ساغر کو خندہ گریہ نصیب سبو ہوا

کچھ بات تو بناؤں گو تنگ حوصلہ ہوں — [گر مجکو مجھہ] میں چھوڑے فکر دہان تیرا

غیر حب علی نہیں اس[1] میں — اے محب واہ واہ دل میرا

تو اور تری چاہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

صورۃ گلدستہ ہر نقش قدم پر ہے بہار — ہے خرام ناز میں اوس گل کے گلشن [زیر] پا

دل مومن خدا کا گھر ہے یہاں عشق بتاں پایا — غلط ہے یہ کسی کے گھر میں کوئی گھر نہیں کرتا

---

[1] دل ا. و.

عبث منع ہوے رونے کے تم اے ناصحو اسدم　　عجب حالت میں تھا میں دل سے میرے غم نکلتا تھا

دلربا اور کہیں ہے تجسا　　اے مری جان نہیں ہے تجسا

وہ شعلہ خوب دریا کرے جو بادہ کشی　　ہو عکس اوس کے سے ماہی کباب در تہ آب

عاشق مست کی پیدا ہوا گر خاک سے تاک　　صاف ہر دانہ انگور میں [اکسیر] ہو آب

جو کچھ کہ بھونہ کہا تھا سدھارے کہہ کے آپ　　نشے میں [آ]ج عجب بانکپن سے بہکے آپ

تو بے دید ہے ایک او بے مروت　　ترے چشم کافر ہیں دو بے مروت

کر سیر ٹک حدیقہ دل کی کسی کے شیخ　　پھر کہہ جو سبز ہووے تو باغ جناں کی بات

وہ بھی دن پھر دکھائے گا اللہ　　رات کو سوے تو گلے سے لپٹ

اے گل خنداں ثبات عمر ہے شبنم سے [کم　　یہاں] بہار رنگ پہ ہنسا ہے عبث

کہیں پرویں کو منتشر نہ کریں　　جھوم جھوم اوس پری کے جھوکے آج

ہم لعل لبوں کو ترے جھوٹا نہ کہینگے　　تو کہہ کہ نہ لایا کبھو یک حرف بلب سچ

صبح طرب کو شام غم اے مہروش نہ کر　　مکھڑے پر اپنے کھول نہ کاکل علی الصباح

دوش ہوا پہ روح شہیدان عشق ہے — یا رنگ سے حنا کے ہے اوسکا ترنگ سرخ

پھر جاے رخ صفوں کی صفونکا کماں کیطرح — سیدھا کرے جدہر کو مرا تیر آہ رخ

کب [بنا سودا صبا اوس کی شمیم زلف کا — تو خریدا چاہتی ہے مشک یا عنبر کے نرخ

کیا ہے جنے دنیا چھوڑ سطح خاک پہ بستر — بچھا اوس کا مسیحا سے پرے افلاک پہ بستر
قرار اس باغ میں جوں شبنم وگل کس کو ہے یکجا — کبھو ہے سیج پھولونکی کبھو خاشاک پہ بستر

مجھسا نہ محب زیر فلک کوئی ہے تیرا — پیارے نہیں تجسا بھی دلارام زمیں [پر]

[سحاب و] برق ہیں یا شیشہ و ساغر ہیں کیا ہم تم — کہ ہم جسوقت رووین تم ہسو اوسوقت قہقہ کر
زمیں میں گڑ گئے دیکھ اوس قدر عنا کو خجلت سے — لب جو پر اکڑتے تھے کھڑے [کیا سرو] لہلہا کر

آب اشک دیں گو ہر مژہ چشم کو لیکن — یہ نخل نہ لاویں [گے سحر] نخت جگر بار

تو نے کیا [ہے] ایک مدۃ سے ہمکو یہ انعام مقرر — لیوے نام ہمارا پیچھے پہلے دے دشنام مقرر

ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے — میخانہ ہو رہا ہے گلزار تیری خاطر

دلدوز نگہ یار کی ہوتے ہی مقابل — برچھی کی انی سی مرے[۲] سینے میں گئی گڑ

---

[۱] برنگ و. و. [۲] گئی سینے میں مرے گڑ +

پار کر دینے کی خاطر کشتی امید کو　　آہ سی باد مراد اور اشک سا دریا ہے بس

میں ہوں اور دلبر ہو اور ہوں رس چپ یہ دو ندیم　　جام [دست] چپ کے پاس اور شیشہ دست راس میں

یہ آتش باغ میں بہنے لگی یکبھی تھی کل تجھ بن　　[نسیم آتش چمن آتش گل] آتش گل کی بو آتش

دن وصل کے وعدے کا کبھو یاد نہ رکھنا　　[کیوں اے بت پیماں شکن] اقرار فراموش

نگاہ شوخ ہے غارتگر ہوش　　ہجوم خواب ہے صبح بناگوش

محب کیوں طائر دل کو اسیر عشق کرتے ہو　　کہ وہاں ہے دانہ آتش دام آتش اور قفس آتش

قاصد تجھے قسم ہے خط اوس کو دیے کے بعد　　تھوڑی بہت زبانی بھی اسکے نہ بھول عرض

وہ سجیں کہاں وہ دھجیں کہر وہ اکڑ کجا وہ پھبن غلط　　ترے قد سے دعوی ہمسری جو لکھے ہے سرو چمن غلط

دین و دل سب لوٹ لیتے ہیں کہاں کا اختلاط　　ہے خدا کا قہر ان کافر بتاں کا اختلاط

تم نے تو کیا اوٹھلے ہماری وفا سے حظ　　پائے ہمیں نے [خوب] تمہاری جفا سے حظ

تری وضع بیگانگی نے نہ چاہا　　رکھے آشنا آشنا سے توقع

غم میں پتنگ کے وہ جلے ہے جھڑے ہے آگ　　خلقت کو ہے شگوں کہ ہوا خندہ زن چراغ

اے بندہ پرور اتنا لازم ہے کیا تکلف — اوٹھیے غریب خانے چلیے بلا تکلف

دیر و حرم ہے دل میں یہاں شیخ و برہمن [اے] محب — بھٹکیں ہیں رستا چھوڑ کر ایک اسطرف [ف] ایک اوسطرف

مدفن سے عاشقوں کے وہ گاگھوں سوار حیف — [قدرے] عناں کشیدہ نہ گذرا ہزار حیف

دل اوسکو دیکھے ہیں انعام سے نہیں واقف — چہ جائے بوسہ کہ دشنام سے نہیں واقف

اوسکے آگے بات مونہہ سے کاڑھنی دشوار ہے — بل بے تیرا بانکپن اللہ رے تیرا طمطراق

[عاشق] تیری آنکھوں کے [چمن] زار جہاں سے — تسکین کے لئے ہیں گل بادام کے مشتاق

لرزاں ہے مرے نالے سے جان و جگر برق — جلتے ہیں مری آہ کے شعلے سے پر برق

ہم اوس بت کافر کی پرستش میں ہیں اے شیخ — آنکھوں سے جسے پوجیں ہیں مردان خدا تک

مائل کب استخواں [سے ہو] جز روے عاشقاں — ہے یہ خورش پسند ہمائے شکستہ رنگ

بیشتر ابر و ہوا میں خوشنما ہے رنگ گل — نشۂ مل سے مگر مل کر بنا ہے رنگ گل
اوس گل عارض کو جوں خورشید تاباں دیکھ [کر] — شبنم بے تاب ہو کر اوڑ چلا ہے رنگ گل
عکس چشم مست ساقی سے چمن میں بزم کے — مے نہیں جام بلوریں میں [بھرا ہے] رنگ گل

یوں نوک ہر مژہ پہ نمایاں ہے لخت دل — جس طرح شاخ گل سے رہی ہو کلی نکل

ابرو باراں کو نہ لوں دیدۂ نمناک کے مول
نسہ چمن گل نہ خریدوں دل صد چاک کے مول

پھونکدے رشک سے گو اوسکو فلک پر نہ بکے
بر[ق] رخشندہ تیرے غمزۂ چالاک کے مول

شکر خنداں لب اوسکے رہے قفل اور قدح سے ہم
بوسے کے [ہت] بوسے قدح اور قدح سے ہم

مزرع امید دل کب سبز ہووے ابر سے
اشک [کی] بارش سے یہ چشم کم رکھتے ہیں ہم

ہم ہیں کہ ہر کہاں ہیں جو ہم ہیں تمہیں نہیں
سب [میں] تمہیں تمہیں ہو نہیں ہو ہمیں نہیں

آراستہ آنکھوں کے گھر تیری ہی خاطر ہیں
چھڑکاؤ ہے پنکھا ہے چلمن ہے کٹورے ہیں

خار ہے گلشن میں اوس گل بن ہمیں گل چشم ہیں
جسکے فرقت میں جو دیکھیں گل پڑے گل چشم [میں]

ہم سے کیا ہموار ہے پست و بلند راہ عشق
آہ آں طرف فلک اور اشک [آنسو] سے زمیں

بہت تھیں کبک کی رفتار کی دھومیں سو اب تیری
[ان] چپلیوں [کی] چالوں نے [ہ] سب پاؤں تلے ملیاں

ساقی کو لے بغل میں ہم توبہ توڑتے ہیں
زاہد کے سر [سے شیشہ] تقوی کا پھوڑتے ہیں

جنوں کے پڑا ہاتھ کار گریباں
پھٹا اوٹ [گیا] تار تار گریباں

درد اوس بیدرد کے آگے کہا جاتا نہیں
بن کہے بھی سخت مشکل ہے رہا جاتا نہیں

میں ہی تم سب کا بنا تیر ملامت کا نشاں　　اوس بت سرکش کو یارو کوئی سمجھاتا نہیں

ہماری چاہ صاحب جانتے ہیں　　کہوں کیا آہ صاحب جانتے ہیں

اوس صندلی قبا نے کیا نقش پا سے آج　　تو وہ عبیر کا مری خاک مزار کو

اور تو کیا کہیں ایک آن جو ہم تک آؤ　　[نذر جی] کرتے ہیں سو جان جو ہم تک آؤ

محبت سے طریق دوستی سے چاہ سے مانگو　　مرا صاحب کسی سے دل جو مانگو راہ سے مانگو

عکس اپنے سے زمین پہ آفتاب روز حشر　　کر دکھایا اوسکے رنگ آتشی نے [آئینہ]

سائل بوسہ اگر ہوں تجھے تو غصہ نہ کر　　جان من درویش را چیزے مگو چیزے بدہ

تو ل گلے سے غیر کے ہم بھی ترے حضور　　کاٹیں گے اپنا آج گلا کیا مضائقہ

بے نشاں زخم سے اوس تیر نگہ کے دل میں　　درد رہتا ہے نہ پیکاں نہ سری رہتی ہے

کیوں محب افسوس ہم میں اوسمیں کیا تھا اختلاط　　ذکر مدت کا نہیں یہ حال کا مذکور ہے

یہاں غرض گل سے [نہ بلبل سے] [ہمیں] نے برسے　　سینہ صد چاک و دل نالاں و چشم زار ہے

[بڑھ] کچھ تو ایک بوسے پہ اے یار اور بھی　　ہیں جنس دل کے ورنہ خریدار اور بھی

بتان سنگدل بے رحم ہیں سخت　　ملومت [انسے] اے بندہ خدا کے

تیرے جو یہی ستم رہیں گے　　تو کاہیکو جیتے ہم [رہیں] گے

دیکھوں میں نظر بھر تجھے ایک آن تو دم لے　　یہ اشک مرے دیدۂ خونبار سے [تھم لے]

در پر اوس گل کے محب [تم] سے ہزار　　پھرتے ہیں دل بیچنے والے پڑے

[کیچلی ڈالے] ہوے ہر ایک کا [لا] ناگ ہے　　تیل میں دیکھے جو تیرے موئے سر بھیگے ہوے

[بہتے ہیں بے اشک] یوں آنکھوں کے گھر سوکھے ہوے　　سیپ جوں خالی پڑے ہوں بے گہر سوکھے ہوے

کس کی ہنسی کی دھوم یہ آئی چلی چلی　　گل گل شگفتہ ہے جو چمن کی کلی کلی
مجھ [صید] ناتواں پہ نہ صیاد ہاتھ ڈال　　دب جائیں گے یہ مشت پر انگشت کے تلے

دام گل مانگے ہے رنگ بو صبا کی معرفت　　گلشن ہستی میں اوس کے چہرہ گلفام سے

گل اندامو سے ملکر [آپ کو] رسوا کیا ہم نے　　بہت چوکے ہزار افسوس ہے یہ کیا کیا ہم نے

محنت

تخلص مرزا حسین بیگ است وے مغل زائے است از سکنہ مغل پور حضرت دہلی اما از صغرسن بد [یا] رمشرق افتادہ بہ بلدہ لکھنؤ رحل اقامت افگندہ ہمانجا نشو و نما یافتہ بہ سپاہگری ایام بسری برد [نسبت تلمذ] بہ میاں قلندر بخش جرأت دارد ایں ہفت شعر از وے است ؎

آمد نہ فصل گل کی نسیم سحر سنا　　مرجاؤنگا قفس میں نہ ایسی خبر سنا

ناصح یہ نصیحت نہ سنا میں نہیں سنتا　　بک بک کے میرا مغز نہ کھا میں [نہیں] سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن　　کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا
اوس بت نے جو غیروں پہ کیا لطف تو یارو　　[مجھے نہ کہو] بہر خدا میں نہیں سنتا
محنت کو ہے یہ ضعف کہ کچھ اپنی حقیقت　　کہتا ہے وہ مجھسے تو خدا میں نہیں سنتا

[ہو] رحم نہ کچھ اوس [بت] خونخوار کے دل میں　　جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دل میں

کل شب وصل میں کیا جسلد بجائیں گھڑیاں　　آج [کیا مرگئے] گھڑیال بجانے والے

ایں در بے بہارا بعنے در سلک انتظام دادۂ میاں غلام ہمدانی مصحفی منتظم می سازند واللہ اعلم بحقیقت [؟] الحال

محمود

تخلص مروے [است] حافظ قرآن مسمی بہ محمود خان کہ اسم سامی خود [را بتمامہ] جاے [تخلص جا] میدہد وے از افاغنہ سہرند و مرد ہوشمند [خوش] اختلاط نیک ارتباط است پدر والا قدرش بوقایع نگاری حالات آں نواں از قبل حکام دار الحکومت کابل عز امتیاز داشت گاہ گاہ فکر شعر میکند اشعار متفرقہ دارد نہ بیت ازاں ایں احقر می نگارد ؎

ایں شباہت وصورۃ بایں وجاہت وحسن　　کوئی جہاں میں تو ایسا جوان ہو پیدا
نہ لیجے نام [کبھو میوہا] سے کابل کا　　جہاں ابادیں گر خشک نان ہو پیدا

اوسے یہ لخت جگر جا کے دیجیو قاصد　　جو پوچھے خط ہے کہاں آہ کیجیو قاصد

برق چمک زن ہوا پیماں شکن جوش بہار
مژدہ اے ساقی ہوا پھر بخت خوش بختاں سفید

دیکھ گل تکیے کو تیرے رشک سے اے مہ جبیں
آسماں پر ہو گیا شب یہ مہ تاباں سفید

چشم خون آلود کی دولت [سے اے محمود] خاں
ایک دن ہمنے نہ دیکھا جیب اور داماں سفید

نسیم چاہیئے مرغ چمن کو کیا زنجیر
کہ رشتہ رگ گل ہے اسے بپا زنجیر

پکار جا کے نہ در پر تو او سکے اے محمود
مبادا گھر سے نہ نکلے ہلا کھڑا زنجیر

عجب انداز سے کل شیخ جیو جاتے تھے مجلس [کو]
[کہ] تھی ہر گام سم پر دانہ تسبیح کی کھڑ کھڑ

محسن

تخلص محمد محسن مرحوم است وے از اقربائے قریہ سخن [سنج بدیہہ گو سراج الدین] علی خاں آرزو بود باشاعر بے نظیر محمد تقی میر ہم سررشتہ یگانگت داشت بقدر حال از علوم [عربیہ بہرہ] اندوزو بر مطالعہ کتب متداولہ فارسی نیروزو بسیار سلیم [الطبع و] نیک خو و نہائت [شیریں] بیان و پاکیزہ گو بود و بعد رحلت خان مرحوم بر مسند کاتش قابض گشتہ حسب [دلخواہ] ہ تصرف می نمود اگرچہ بیشتر شعر فارسی گفتہ اما دیوان ریختہ ہم از وے سرانجام [یافتہ] لیکن بر [در زمان] ن و [مضی اوان] اندراس پذیرفتہ کمیاب بلکہ نایاب گشتہ چار شعر کہ زبانی پیران [قدیم] بسمع رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ اوراست عفی اللہ عنہ ؎

جسدن تری گلی سے میں عزم سفر کیا
ہر یک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

مرا رنگ رو اسقدر زرد ہے
کہ یہاں زعفراں زار بھی گرد ہے

اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور
مرے پاس بھی ایکدم سرد ہے

محزوں

تخلص عالم شاہ مرحوم است وے از بزرگ زادہاے قصبۂ امروہہ [بود و دلی] نوع اشعار نو مشقاں را اصلاح می فرمود و علم استادی می افراخت و کوس شاعری می نواخت ایں دو شعر او راست ؎

بے محابا چاک کرتا ہے گریباں کے تئیں — کس کے آنے سے چمن میں [گل] کو سودا ہو گیا

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزوں غم کی داد — کو مکن کو خواب شیریں سے جگا دوں تو سہی

محشر

تخلص دو کس میدانم اما نوشتن یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ [منسب می پندارم] دیگرے مرزا علی تقی مرحوم است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر بود و تولدش در بلدہ لکھنؤ رو نمود [بہرہ ور زبان] مشق سخن آرائی می ورزید یک چند وارد حضرت دہلی شدہ اشعار خود از نظر فیض [اثر] مضمار سخن سازی را یکہ تاز مرد خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ میگذرانید گویند کے را کشتہ بقصاص رسید و مجاور رحمت ایزدی گردید ایں دو بیت او راست ؎

گفتگو [اردو] زباں کی کوئی ہم سے سیکھ جاے — کیا ہوا دلی میں محشر اپنی پیدائش نہیں

[جا] ں منتظر ہے آنکھ و نہیں وقت رحیل ہے — جلدی پہنچ کہ تیرے ہی [آ] نے کی ڈھیل ہے

محترم

تخلص خواجہ [محترم] علیخان عظیم آبادی است وے از عمدہاے آں فواح و مردے باصلاح و فلاح بودہ [شا] گردی شاہ گھسیٹا عشق نمودہ ایں ہشت بیت از و است ؎

بودل سے گرے اہل دل [ان کے وہ] کدھر کا — دنیا کا نہ دیں کا نہ ایدھر کا نہ اودھر کا

سو بار گر لبوں پر آ میری [جان پہنچے] — تو بھی نہ دیکھنے کو وہ بدگماں پہنچے

پیغام اب جنوں کے آنے لگے ہیں مجھ تک — شاید بہار کے دن نزدیک آ [ن پہنچے]

اے محترم اتنی اشکباری — کھل جاے ہے ابر بھی برس کر
رونا ہے تیرا یہ کیا کہ جسے — بدنام ہوا میں ابتو بس کر

شفعانے مرے کہا اون سے — محترم [کو] کہو تو یہاں لاویں
لگے کہنے یہ شرط کر لو تم — ہم جو مجلس میں اپنی بلواویں
رونہ دیوے کہ جسکے رونے سے] — [سا]ری مجلس کے [چھپ] جاویں

مخلص

تخلص و کس می شناسم

اول راے انتدرام دہلوی وے از فارسی گویان قدیم المشق و از شاگردان سخن طراز بحق مشتغل مرزا عبدالقادر بیدل بود و در آخرہا بہ سخن سنج بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو توسل جستہ مدتے بشغل دیوانی [سرکار دولت مدار نواب غفران مآب اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر اشتغال نمودہ و برخے از دبیر چیغہ وکالت نواب معلے القاب ذکریا خان المعروف بہ خان بہادر عفی اللہ عنہ بسر فرمودہ بسیار جسیم و خیلے عظیم الخلقہ مخلوق گشتہ بود در تذکرہاے فارسی گویاں احوالش بشرح و بسط مندرج است من اراد الاطلاع فلیرجع] مخلص سخن گاہے بنابر تفنن مبع شعر ریختہ ہم از وے بصفحہ زمانہ نقش افتادہ منجملہ آں دو شعر کہ باین احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ اوراست ؎

آتا ہے ہر سحر او ٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

بعضے مصرعہ اول را بدیں [طور] رمیخوانند ع ہر صبح آوتا ہے تیری برابری کو

و اغلب کہ بہمیں طور خواہد [بود بز] بان آں وقت مناسب می نماید ؎

آنے کی دھوم کس کے گلشن میں یہ پڑی ہے — ہاتھ ار [گجے] کا پیالہ نرگس لیے کھڑا ہے]

دوم مخلص علیخان مرشد آبادی وے از عمدہ زادہاے [آں دیار] و بسیار صاحب اقتدار بود از ہر کس بیودہ و مردہ پیش می آمد و مردمی می نمودہ مدتے است کہ بدار القرار رحلت گزیدہ برحمت حق وارسیدہ ایں مطلع [از و] است عفی اللہ عنہ ؎

[بھوت] اپنو[1] پیتو کرتا[ہے] جفا کہتے ہیں بے وفا لوگ تجھے دیکھ یہ کیسا کہتے ہیں

[فخار]

[تخلص] غلام نبی خاں [استاد] زادہ نواب وزیر الممالک عماد الملک فاضی الدین خان بہادر است عفی اللہ عنہ کہ در ابتدا کلام تخلص میکرد و شعر فارسی بیشتر می گفت گاہے اشعار ریختہ ہم از طبعش رخنہ ایں مطلع منجملہ انہا است ؎

میں اپنے دلکے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے ملایا جنے تجا یار اوس اللہ کے صدقے

مرید

تخلص مرید حسین خاں مہین پور انعام اللہ خاں یقین است علیہما الرحمۃ والغفران [و] اے سپاہی وضع نیک طبع خوش نہاد [درویش] بنیاد بود اشعار متفرقہ وارد ایں دو بیت ازان آں مرحوم است ؎

کیا ہی ہاتھوں میں تجے سجتی ہے شمشیر و سپر کیا اکڑنا تجکو اے رعنا جواں دیتا ہے ذیب

درد اور غم میں مبتلا ہیں ہم درد مندوں کے مقتدا ہیں ہم
کس طرح غرق ہو سفینہ درد کشتی غم کے ناخدا ہیں ہم
مثل سیماب کیوں نہ دل تڑپے آئینہ رو سے اب جدا ہیں ہم

شائد یہ تیغ تیری [سیماب] میں بجھی سہے کشتہ تری نگہ کا مضطر ہے اب کفن میں

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا ڈرتا ہوں کہیں صبح کی پھر شام نہ ہووے

وفا کا حق ادا کرنیکو ہم درمان سے گذرے [نگذرا] ظلم سے ظالم ہم اپنی جان سے گذرے

---

[1] کذا اپنوں

[واقف] اگر نہیں تو نہ ہو ہم سے ہمصفیر ایک مدت اس قفس میں ہیں ہم بھی رہا کیے

رباعی

میں غور کیا جو چشم دل سے ہر سو جتنے کہ یہ گل نکلے ہیں گل سے ہر سو
گلشن میں جہاں کے [دیکھ ہستی اپنی] آئے جو عدم سے ہیں خجل [سے] ہر سو

مرہون

تخلص مرزا علی رضا مشہدی الاصل جہاں آبادی المولد [شاگرد] رشید میر نظام الدین ممنون است سخنش بہ سخن استادش می ماند [ہفت] شعر ازان [این] احقری [نگار] دہ

ہر آرزوے دلکو حرماں نے خوں کیا ہے گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو [کا]

[عرق] اس لطف سے ہے زیر زلف اصل رخے تاباں پر شب مہتاب [میں] جلوہ [ہ] ہو جو [ں عقد ثریا کا]
[سراپا] ہو گیا آینہ ساں جو محو حیرانی دل مرتبوں ہوا ہے تجکو کس کے روے دنیا کا

پڑا [ہے شور جب سے] دلمیں اوس کان ملاحت کا یہاں ہر زخم ہے مہماں نمکدان قیامت کا
نہیں ہے ملتفت مدت سے یہاں وہ [شوخ] مژگاں لب ہر زخم دل سے خوں ٹپکتا ہے شکایت کا
یہاں گو حوصلہ طاقت کا [بر] گ کاہ سے کم ہے ولے روکش سدا رہتا ہوں میں صد کوہ محنت کا
شہید لطف قاتل ہوں کہ بعد از قتل کل اوس نے کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا

مرزا

تخلص سرکس میدانم

اول مرزا صادق علیخاں مرحوم عرف مرزا [مد] د اللہ وے مردے بود از شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر

والفساد نہایت ظریف الطبع نیک نہاد مزاح دوست مسرۃ بنیاد در موسیقی خیلے دست اعلےٰ داشت و نقشہاے بدیعہ می انگاشت شاگرد رشید مرکردہ سرود سرایان [میاں نعمت] خان بغایت خوش اختلاط و شیریں زبان نقشہایش مشہور عالم و ثنایش بر زبان اکثرے از بنی آدم باسراد شعرلے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ربط مستحکم داشت و یار جانی و دوستدار روحانی و رامی انگاشت گویند کہ مرزا بجد بسیار د[بجہد] بے شمار استدعاے ترک شاعری از وے نمودہ و وے برائے خاطر داشت مرزا ترک ایں فن شریف فرمودہ لمخص کلام ایں [سہ] بیت از زاد ہاے طبع رسائے آں مغفور است ؎

اوسکی خو سے نہیں واقف انہیں رونے سے کام ۔ کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گر [یاں] مجھے

ایک بات ہے پر کہنکہ کوئی مونہہ سے نکالے ۔ کہدوں تو ابھی سن کے کہے پھٹ بے رزالے
دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جاے ۔ اے وائے مصیبت کوئی کس کس کو سنبھالے

دوم مرزا محمد حیدر آبادی وے تورانی ا[لاصل] بود از دودمہ پشت بدیار[د] کن تولن گذیدہ بہ[سپاہگری ایام بسری نمود] اظہار خلق جمیل خود بہر کس و ناکس میفرمود دو بیت از قصیدہ اش [کہ] در مدح [ناظم] آنجا گفتہ و بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی عنہ ؎

عجب ہے [تجھ پہ] اگر ہوں نہ جن و انس فدا ۔ کہ نام نامی ہے تیرا تو اعظم الامرا
سوار ہووے تو جب پالکی میں اے نواب ۔ نگاہ روبرو اقبال بولے آگے آ

سیوم حکیم فضل اللہ پانی پتی المعروف بہ مرزا فیناوی چونے است ظریف الطبع کشادہ پیشانی مزاح دوست نیک زندگانی خلیق و یار باش خوش طبع و پاکیزہ معاش صاحب شعور خردمند قابل صحبت ارجمند نسبت خویشی بہ حکیم محمد حفیظ خاں سلمہ الرحمٰن کہ از احفاد امجاد برادر بزرگ سخن ساز حق مشتغل مرزا عبد القادر بیدل کہ مرزا عبد اللہ نام داشت ہستند دارد و بہر دو زبان سخن از زبانش می تراود ایں ہفت بیت از گفتہاے وے است سلمہ ربہ ؎

اس طرف یار کا گذار نہیں ۔ دل بے تاب کو قرار نہیں
سخت مشکل ہے ہجر میں جینا ۔ زندگی اپنے اختیار نہیں
خالی اوسے نہیں ہے کعبہ و دیر ۔ کونسے سنگ میں شرار نہیں

لہ رضی اللہ عنہ ۱۰۔۹۔

رباعی

جس جا پہ غرور دلربائی دیکھا — وہاں مظہر کامل خدائی دیکھا
اعجاز میں جو ہوئے یدِ بیضا سے دوچند — دیکھا تو وہ پنجۂ حنائی دیکھا

دیگر

اے چرخ تری ہزار [با] تیں دیکھی — ہر لحظہ نئی ہی ترکتازی دیکھی
آخر کو کرے تو دل غوں کو [نا] صور — دیکھی تیری یہ چارہ سازی دیکھی

مروۃ

تخلص [شیخ ا] صفر علی خلف الصدق حکیم کبیر علی کبیر سنبھلی است وے جوانے قابل و طالب علم عقلمند و صاحب حلم ہوشیار محبت پیرا شاگرد سراد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا است قصۂ [دلچسپ] درجواب بدر منیر میر حسن مرحوم بر شتہ نظم کشیدہ و [بقدر] استعداد [خود] [بہ] تہذیب و آراستگی وے وا رسیدہ اکثر غزلہائے طولانی موزوں فرمودہ [اکتساب] فن طبابت وغیرہ از پدر والا قدر خود نمودہ ایں نہ بیت از گفتہائے اوست ؎

غیروں پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگاہ کا — چیں بر جبیں ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہوں گردش نصیب میں — پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

کیا صدف ہوں میں جو رکھوں ہر گھڑی گوہر بدست — جوہر شمشیر ہوں رہتا ہوں نت خنجر بدست
اپنی صیادی پہ وہ صیاد کیا نازاں ہے واہ — آگیا ہے ایک جو مجھ سا طائر بے پر بدست

ہے حسن کی ایک موج سراپا میں پر — قطرے یہ عرق کے نہیں اوس چین جبیں پر

کیوں تو نے وا کیا تھا بندِ قبا چمن میں — اوڑتی پھرے ہے بلبل گل سے خفا چمن میں
نرگس کی آنکھ تجھ پر پڑتی ہے بے طرح سی — مت وقت شام جاتا بہر خدا چمن میں

ق

مہر رو پر تیرے گیسو سیہ کے نیچے — خال مشکیں مجھے اسطرح نظر آتا ہے
جسطرح وقت سحر موسم سرما میں غزال — شاخ سنبل کے تلے منہ چھپ کھڑا لگتا ہے

مزمل

تخلص شاہ مزمل مرحوم است وے از شعرائے طبقہ دوم و درویش آزاد منش نیک روش بود شعرش [بہ] ویہ آں وقت است وایں سہ بیت ازاں ان مغفور ؎

آنکھ لاگی سو گیا سونا نہ تھا — ہوگیا وہ کام جو ہونا نہ تھا
میں نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دے — [نقد] الیسار [اُنگاں] کھونا نہ تھا
من ہرن میرا مزمل رم کیا — دشمنوں کے من کی چیتی ہوگئی

مسافر

تخلص میر پارسا [شند] ہ مرحوم است وے عزیزے بود کہ وزایام [سا] لف [بحضر] ات دہلی بجمدگی ایام بسر ی برد و در آخر ہا بنابر افراط و تفریطے کہ در ہنگامۂ افاغنۂ ابدالی دریں دیار جنت آثار رو داد رخت سفر بربستہ بقصبۂ بریلی رحل اقامۃ افگندہ ایام حیات مستعار سپری نمودہ از ہمانجا سفر آخرۃ گزیدہ مسافر جوار رحمت حق گردیدہ ایں دو بیت ازان ان مرحوم رحمت ایزدی است ؎

مار دنیا پہ لات بیٹھے ہیں — دھوکے عقبےٰ سے ہات بیٹھے ہیں
شش جہت سے پھرکے اب منہ کو — یار سے ہو دوچار بیٹھے ہیں

مسرۃ

تخلص دوکس میدانم

اول برخوردار کامگار شیخ وزیر علی مدعرہ وے نوجوانے است ارجمند بسیار سعادتمند صاحب حیا نیک باوفا نہایت مودب بغایت مہذب شعر خود از نظر برخوردار ستودہ اطوار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ وزلو قدرہ میگذراند

خدا تعالے ہر دو را بعمر طبعی رساناد و بمرادات دلی فائز گرداناد بیست و یک شعر از طبع زادہاے آں نونہال اقبال مد
اینجا ثبت افتادہ منہ مدعمرہ ۔

ہاتھ آجاے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر — رکھوں چھاتی سے میں اوس شوخ کی تصویر لگا
زلف دلدار کا ہوتے ہی مسرۃ قیدی — گھر کا د[ر] موند کے بیٹھا ہے وہ زنجیر لگا

خواہش گل ہے کسے کسکو ہے گلزار کی یاد — ہم کو رہتی ہے سدا اپنے ہی دلدار کی یاد

کیا کرم وہ بولا مجھے کل [تیر لگاکر] — یہ سرد ہوا کیا کروں شمشیر لگا کر
کر یاد بہت میں دل دلگیر کو رویا — [کل] غنچے کو [لے] چھاتی سے تاویر لگا کر

تقریر کی مسرۃ رکھتا نہیں میں طاقت — بے درد [کو] سناؤں [غم] کی [کتاب کیونکر]

تار تار اس دل بے جاں کو کرے ہے ہر دم — تیری اے [یاریا] اس طرۂ دستار کی [رمز]

خون دل اسطرف پیتے آہ ہم ہر آن ہیں — اوسطرف بیٹھے چباتے وہ خوشی سے [پان ہیں]
محو دیداروں کا تیرے سادہ رو یہ حال ہے — مونہہ سے کچھ کہتے نہیں جوں آئینہ حیران ہیں

جان [کا خطرہ نہیں] ہمکو مگر یہ سوچ ہے — تجھے او خونخوار عالم دیکھیے کیسی بنے
زندگی سے عشق میں [پہلے] ہی دھو بیٹھے ہیں ہاتھ — کس لیے پھر یہ کہیں ہم دیکھیے کیسی بنے

آنکھوں ہی کو رونے سے فقط کام نہیں ہے — دل کو بھی کسوطرح سے آرام نہیں ہے
آنکھوں سے مشابہ ہے تری اسلیے ہم [نے] — منظور نظر نرگس بیمار بہت کی
اب تاب تحمل کی نہیں جاتے ہیں ناچار — خاطر سے تیری خاطر اغیار بہت کی

جسدم جھڑی لگے مری اس چشم زار کی — پھٹ جاے چھاتی دیکھ کے ابر بہار کی
پتھرا گئے یہ دیدۂ تر راہ دیکھ دیکھ — کیا پوچھتے ہو ہم سے شب انتظار کی

میں بھی انسان ہوں کچھ مونہہ سے نکل جاویگا — گالیاں ہر گھڑی مجکو نہ سنایا کیجے
کوئی غمخوار جہاں میں نہیں ایسا اے وے — جسے دو چار گھڑی غم کو بھلایا کیجے
اسسے بہتر ہے یہی بیٹھ کر ایک کونے میں — حضرت دل کو یہ افسانہ سنایا کیجے

وصال صندلی رنگ اب علاج اس درد سر کا ہے — ہوا کب فائدہ ہم کو طبیبو تخم کاہو سے
عجب ہے قدرت حق دیکھنا جس بت کا شکل تھا — سو وہ تکیہ لگا کر رات بیٹھا میرے زانو سے

وہم کائنت زادہ ایست نیکی التیام ... نام در شعر گوئی بس دلیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر ایں چار بیت
ا [وراسات ؎

قرار و صبر دل سے ہیں رواں اور آہ سینے سے — کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو خبر دیکھو
ہوا ہے پاٹ دیا کا یہ میرا تختۂ دامن — عجب صورۃ سے طوفاں خیز ہے [یہ] چشم تر دیکھو
کہے ہے خضر اوسکی پشت لب پر یوں مرے دلسے — یہ چشمہ آب حیواں کا ہے اسکو آن کر دیکھو
سراسر مانگ کی جانب یہ کہکر زلف کھچے ہے — کدھر [جاتے] ہو راہ عشق تو ہے یہ ادھر دیکھو

مستند

تخلص یار علی بیگ عظیم آبادی است وے مرد اہل و صاحب [عقل] خوش اختلاط و مستحکم ارتباط و در شعر ہندوی شاگرد مرزا بھجو بیگ فد [وی] است ایں مطلع اوست ؎

نزع تک وصل کی ہے یار امید — ہے مثل [یک دم ہز] ار امید

لہ نام کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے ،

مسیح

تخلص سہ کس میدانم

اول مرزا مسیح اللہ بیگ مرحوم عرف مرزا حاجی وے جوانے بود ہندوستان زا سپاہی منش با وفا بسیار جری و متہور نہائت شجاع و دلاور تصحیح نسخہ آدمیت از جناب فیض مآب ہادی سالکان میر فتح علیخان حسینی[1] مدظلہ می نمود و شعر خود ہم باصلاح حضرت ایشاں درست می فرمود از چندے برحمت حق در پیوستہ واز کشمکش ایں جہان وارستہ خدایش بیامرزد ایں سیزدہ شعر از وے بہ تحریر می رسد ؎

برہم نہ کیجو کاکل دلدار[2] دیکھنا — اسمیں نسیم دل ہے گرفتار دیکھنا
جوں سمت قبلہ قبلہ نما تک رہے ہے یوں — میری نگہ کو ابروے خمدار دیکھنا
یہ گھر کا باغبان تو نہیں معتبر رقیب — میداں میں تو مجھے کبھو للکار دیکھنا
فریاد و آہ و نالہ نہ وہاں کیجیو مسیح — نازک بہوت ہے خاطر دلدار دیکھنا

ایسے بد عہد بے وفا کو مسیح — کوئی دیتا ہے دل قسم لے کر

ہجر میں یہاں تلک خراب ہوے — [مر گئے] جل گئے کباب ہوے
دلمیں مسکن تھا اوس پریرو کا — ہم عبث دربدر خراب ہوے
خانہ آباد تیرے ظلموں سے — کتنے عالم کے گھر خراب ہوے
کیا عدم میں مسیح تھا آرام — یہاں عبث آن کر خراب ہوے

کیا کیا مزہ سے سیر چمن کی ہے عندلیب — کیونکر نہ آوے یاد بھلا گلستاں مجھے
برگشتہ طالعی کا کروں کیا بیاں مسیح — آزار جاں ہوا ہے وہ آرا[م] جاں مجھے

---

[1] حسینی ۱۰۱۰ [2] بیدار ۱۰۱۰

ہمارے سامنے غیروں سے ملنا ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے
بتاں کے ظلم اور جور و جفا سے مسیحا کو بھی دیکھا جاں بلب ہے

دوم مسیح اللہ خان سلمہ [الرحمن دے جوانے است وارستہ مزاج با سرور و ابتہاج خوش زندگانی گشادہ پیشانی شعر فارسی ہم [میگوئد] و بمیدان ریختہ گوئی نیز رخش ہمت می پوئد ایں ہزوہ بیت از وے است ؎

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار تیر مژگاں نے زور کام کیا

ترک آرام و [خواب و] صبر و قرار عشق میں تیرے ہمنے کیا نہ کیا

ہماری چشم دریا بار نے ایک آن میں [یارو] دوبارہ پھیر دکھائی خلق کو طوفان کی صورت

اوٹھا دے یار حال دل کو میرے وائے کیا کاغذ کہ سنتے ہی ہوا جاتا ہے خود پشت دو تا کاغذ
شرار آہ و سیل اشک و سوز سینہ خون دل سبھی حاضر تھے جب ہم بیوفا تجکو لکھا کاغذ

وائے اوس مردہ جان عاشق پر [جو] کہ دل دار بن جیا افسوس

آئی بہار کہہ تو کروں کیا میں ناصحا ہر دم نسیم کہتی ہے مے نوش نوش نوش

کیجے تو کیجیے کسی کامل سے اختلاط ہے ورنہ خوب اپنے ہی پھر دلسے اختلاط
مست اوس کی یاد کا ہوں اے مسیح بے شعور کس کا مینا کون ساقی کے کہاں کید صرایاغ
آیا نہ آہ وہ بت خود کام اب تلک پایا نہ انتظار نے انجام اب تلک

آہ نے کچھ کیا نہ آہ اثر سر کد ہر ماریں آہ جا کر ہم
خالی ظہور اوس کے سے کوئی مکاں نہیں وہ یار سب جگہ ہے بتاؤ کہاں نہیں

چمان مارا سب جہاں کو پر نہ دیکھا میں کہیں　　درد و غم کلفت کا دل اپنے سواد مساز آہ

کعبے کی طرف کیا کریں جا اے بت طناز　　[حر]ام دل اپنے کا بندھا کو سے ہے تیری
یار آمے تو آوے گشش دل سے و اگرنہ　　ناداں کوئی آتا وہ تگاپو سے ہے تیری
مشک ختن و عنبر سارا نہیں درکار　　ہر آن ہمیں نکہت جاں بو سے [ہے] تیری

جب کہی بات اوسنے جانے [کی]　　اوڑ گئی روح اس دوانے کی
سنے ہے کب وہ تیرا شور و درد اے بلبل　　غرور حسن بھرا ہے دماغ میں گل کے

سیوم میاں براتی [ہمشیرہ] زادہ نواب وجہ الدولہ وجیہ الدین خان بہادر المتخلص بہ وجیہہ اصلش از خطہ جنت نظیر کشمیر است خودش در شاہ جہاں آباد بہشت بنیاد تولد یافتہ جوانے ستودہ خصائل پسندیدہ شمائل نہائت مہذب و آراستہ بسیار با ادب و پیراستہ واقع شدہ بہ تجارۃ ایام بسری بردگاہ گاہ فکر شعر میکند ایں دو بیت از طبع زادہاے آں اقبال مند بخت بلند است ؎

شانہ کر موے زلف کا شانہ تھا دست غیر　　بے ڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب رات

یہ آخر دل ہے انساں کا نہ ساغر ہے نہ شیشا ہے　　کہاں پاؤگے پھر کیوں خاک میں اسکو ملاتے ہو

مسکین

فیراز مسکین مرثیہ گو تخلص مرزا کلو بیگ است سلمہ ربہ وے جوانے است مغل زا شجاعت آما [خانہ جنگ] تہور آہنگ کہ در ایام سالف بہ سپاہگری روزگار بسری کرد از چندے برہ نمونی سعادۃ ازلی و ہدائت عنائت لم یزلی بر سودائے [دنیا] پشت پازدہ دست از ہواء و حرص باز کشیدہ بسیار مجردانہ و نہائت قلندرانہ ایام حیات مستعار بسر می برد و خیلے مسکین نہاد و خیر بنیاد افتادہ گاہے فکر ریختہ میکند اشعار متفرقہ دارد ایں سہ بیت او راست ؎

اشک کہتے ہیں حیا سے دور ہو آئے ہیں ہم　　دار پر مژگاں کے چڑھ منصور ہو آئے ہیں ہم

رباعی

دنیا میں اوسی کو بادشاہی بھی ملے　　عقبیٰ میں اوسی کو [روسیاہی] بھی ملے
جو دل سے کرے رجوع سوے حسنین　　شاہی بھی ملے و دلکشائی بھی ملے

مشتاق

تخلص دو کس می شناسم

اول عبد اللہ خان رحمۃ اللہ المنان کہ از پیشگاہ خلافت مخاطب بہ مشتاق علی خان و در سلک خواصان حضور پر نور منسلک بود و در زمرۂ شعرائے پائے تخت خاقانی سر [عز] و امتیاز باسمان می سود دنیا گانش از ایران زمین و مسقط الراسش خاک پاک ایں زمین بہشت آئین در [رمل و قر] عہ اندازی اندکے دست داشت و در نوشتن خط نسخ و نستعلیق و ثلث و شفیعا علی قدر حال ہمت می گماشت سودائے خام مہوسی در سری بخت واز اں ہوس بہ تلاش نباتات اکسیر بہ صحرا صحرا دشت و جبل میرفت طرز گفتارش دردمندانہ بود و اشعار آبدارش عاشقانہ و در آلودہ بہ آہنگ شعر میخواند و در انشاد اشعار رخش ہمت بروش شاعر فصاحت افروز محمد میر سوزؔ انداز چندے داعی حق را لبیک گویاں اجابت فرمودہ و بجوار رحمت ایزدی جا نمودہ عفی اللہ عنہ و عن سائر المسلمین آمین ایں یازدہ بیت از گفتہائش بسعی ہرچہ تمامتر بہم رسید تا برشتہ تحریر کشید ؎

لہ

آہ لاحق عشق کی کیسی یہ بیماری ہوئی　　بارہا نبضیں چھٹیں اکثر غشی طاری ہوئی
دل سنبھل رکھ وزدی بوسہ شب دیگر پہ رکھ　　یار چوکا پاسبانوں میں خبرداری ہوئی
کیوں نہ تو بھٹکی پھرے اے خواہش دل میرے بعد　　کر چکے ہم عاشقی جو زندگی پیاری ہوئی لہ
تو نہ آیا دیر تک چھاتی میں دم اٹکا رہا　　ق　　جان عاشق کی رہا تن سے بدشواری ہوئی
ابتو آ ظالم جنازے پر بہ تقریب نماز　　جانب گور غریباں اوسس کی تیاری ہوئی لہ

لہ دونوں شعروں میں یہاں چھ سطروں کی جگہ خالی چھوٹی ہوئی ہے، لہ مصرعۂ ثانی چنداں چسپیدہ نیست منہ عفی عنہ،
لہ شعر آخر قطعہ سرقہ بابا فغانی است او گوید علیہ الرحمۃ ؎

بگذر انیہ از سر آں کوے تا بوقت (مرا)　　تا بتقریب نماز آں سرو ناز آید بروں　　(۱۲ منہ عفی عنہ)

سبھی دوستوں سے ہے رخصت ہماری　　دم واپسیں سے ہے صحبت ہماری

عزیزے میگفت کہ ایں مطلع در حالت نزع گفتہ باشد

دوم میر عنائت اللہ مرحوم وے جوانے بود صاحب ہوش و ہوشیاری از سادات جلیلہ بخاری خلیق و خوش اختلاط شگفتہ جبیں و قویم الارتباط درویش نہاد و الا نژاد گاہ گاہ ہمت بر سخنہ گوئی می گماشت و با پیرزادہاے مجددیہ نسبت خویشی داشت از چندے بدیار مشرقیہ افتادہ بقصبہ رامپور طرح اقامۃ افگندہ زندگی بسر می نمود از ہمانجا بجوار رحمت حق جا فرمودہ ایں شش [بیت] از وے است عفی اللہ عنہ ؎

اے باغباں نہ جائیو بلبل کے متصل　　بیٹھی ہے کس خوشی سے وہ ٹک گل کے متصل

الجھے ہوے ہیں سینکڑوں دل اوسکے پیچ میں　　اے شانہ تو نہ جائیو کاکل کے متصل

مشتاق وہ جوشان محمد سے اور علی　　پہنچے ہے کون اون کے تحمل کے متصل

بیٹھا اپنے ایک بار تو گھائل کے متصل　　کھایا ہے اوس نے زخم جگر دل کے متصل

خونخوار سج بنا کے وہ بیٹھا ہے اس گھڑی　　یارو سنبھل کے جائیو قاتل کے متصل

کیا جانے کیا کہے گا خبر آکے شوخ کی　　قاصد کو دیکھ دور سے چھاتی دھڑک گئی

مصدر

تخلص [میر] انشاء اللہ خان مرحوم والد ماجد میر انشاء اللہ خان سلمہ الرحمن است بجملے از احوالش در سلک ذکر فرزندارجمندش سمت تحریر یافتہ گوئند کہ در بدیہہ گوئی مہارتے درست داشتہ باشد ایں دو شعر باں مرحوم منسوب است ؎

خدا کرے کہ نیرا مجھے مہرباں نہ پھرے　　پھرے جہاں تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے

کافر ہو وہ تجھ بن جو کرے چاہ کسو کی　　صورت نہ دکھاوے مجھے اللہ کسو کی

مصحفی

تخلص میاں غلام ہمدانی است سلمہ ربہ وے از مردم بیرونجات است اما بتقریب روزگار باکلانیہاے

خود در بدو شعور وارد حضرت دہلی شدہ نشو و نما یافتہ عزیزے نیک سیرت مسکین نہاد خوشخو خوبی نژاد متواضع باادب مرتبہ شناس مہذب خلیق و شگفتہ پیشانی با تمکین و پاکیزہ زندگانی واقع شدہ بر کتب متداولہ نظم و نثر نظرے خوب دارد و بہرہ وزبان سخن سازی بر روے کار می آرد دیوانے مردف فارسی [و سہ] دیوان ریختہ مشحون اقسام سخن تا الیوم سرانجام دادہ و بیرون ازیں و تذکرہ فارسی و ریختہ ہم نگاشتہ مدتے است کہ بہ بلدہ لکھنؤ طرح اقامت افگندہ علم استادی بداں نواح برافراشتہ و تلامذہ بسیار فراہم آوردہ در ایام ملازمی سرکار دولت مدار شاہزادہ شوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر [قصا] مدتے در مدح آں والاتبار انشاد کردہ و داد سخنوری دادہ در زمانے کہ وارد حضرت دہلی بود یک چند طرح مراختہ بخانہ خود انداختہ با قاسم پیچدان سراپا نقصان کہ اکثر بمشاعرہ اش میرفت بسیار بالہیت و آدمیت پیش می آمد خداش خوش و سلامت دارد مختصر کلام ایں یک صد و یک بیت از شیریں کلامیہاے اوست سلمہ ربہ ؎

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر — کہتا ہے میرے تیر کا پیکان رہ گیا

چین سے کیونکہ میں سوؤں کہ شب ہجر مجھے — یاد آتا ہے وہ راتوں کا جگانا تیرا

دست جنوں سے جبکہ لگیں اوڑنے دھجیاں — ہم نے بھی اپنا جیب سلانا اوڑا دیا

کچھ تڑپنے کا مجھکو مزا ہی نہیں اوٹھتا — جب تک کہ تیرے شانے سے شانا نہیں ملتا
آوے جو بہانے سے چلا شب مرے گھر تو — ایسا تجھے کیا کوئی بہانا نہیں ملتا

قصد کرتا ہوں جو اوس در سے کہیں جانے کا — دل یہ کہتا ہے تو جا میں تو نہیں جانے کا

کھڑا نہ سن کے صدا میری ایک یار رہا — میں رہروان عدم کو بہت پکار رہا
میں تیرے ڈر سے نہ دیکھا ادھر بہت شب وصل — ستارہ سحری مجھکو آنکھ مار رہا

؎ کذا

آرسی میں رو نہ دیتا تھا جو اپنے عکس کو　　مصحفی ایسے سے تیرا مدعا کیوں کر ہوا

نہ پوچھ عشق کے صدمے اوٹھائے ہیں کیا کیا　　شب فراق میں ہم تلملائے ہیں کیا کیا
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکل کے او بے مہر　　کہ دیکھنے کو تیرے لوگ آئے ہیں کیا کیا

انگڑائی [لیکے] مجھ پر اپنا خمار ڈالا　　کافر کی اس ادا نے بس مجکو مار ڈالا
شب آسماں سے تارے آنکھیں لگے لڑانے　　نرگس کا جب گلے میں اوس نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو دمتی ہے سو ادا سے　　بجلی کا جم طپانچہ اوسپر سے وار ڈالا
جب چل سکھا نہ ہم سے بار گران ہستی　　یہ بوجھ ہم نے سر سے اپنے اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا میں [اون] لگاوٹوں میں　　اوسکی نگہ نے مجپر جادو ہزار ڈالا

تو ملے یا نہ [ملے اس] سے تو کچھ کام نہیں　　ہمکو کوچے میں ترے روز میاں ہو جانا
کیا بری خو ہے تمہاری کہ مہ عید کی طرح　　مونہہ دکھانا بھی تو پھر وہیں نہاں ہو جانا
سی رکھے کیا کوئی مونہہ اپنا عجب مشکل ہے　　بات کہنے میں وہیں دشمن جاں ہو جانا
ہے تماشا کدۂ [خلق] مری خاک مزار　　جی میں آوے تو کبھی آپ بھی یہاں ہو جانا

افتادگان وادی غربت کی سرگذشت　　کرتا ہے خود بیاں لب خاموش نقش پا
میں ناتواں زمیں پہ قدم کیا دھروں کہ ہے　　ہستی مری گراں بسر دوش نقش پا

میں بگھولے کیطرح پھرنے لگوں ہوں اوسکے گرد　　جو کوئی پوچھے ہے تو اوسپر فدا کیونکر ہوا
میں تو لے لب تک لایا نہ تھا خواہش کا حرف　　چاہنے میرے کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا
رنجش خوباں کو یارو کیا سبب دشکار ہے　　پوچھتے کیا ہو کہ وہ تجھسے خفا کیونکر ہوا

[کیا] یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہمسے
یہاں ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا

آئینے میں دیکھ کہتا ہے وہ اپنے عکس کو
تو نے کیونکر ٹھیک یہ نقشہ اوتارا دوسرا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

درد سر ہووے ہے یہاں میرے تئیں
سر کو صندل نہ ملا کیجے آپ

ق

میں تو کہنے کو تمہارے مانا
اتنا میرا بھی کہا کیجے آپ

کیوں میاں مصحفی جی دیتے ہو
درد اپنے کی دوا کیجے آپ

اوس گل کی باغمیں جو صبا نے چلائی بات
غنچوں نے مسکرا کے کہا ہم نے پائی بات

کہتا تھا یہ کہ دل نہ کسی سے لگائیے
مرغ چمن کی رات مجھے کیا خوش آئی بات

آنے کی تیرے کہکے مرا دل تو خوش کیا
قاصد نے گو کہ اپنی طرف سے بنائی بات

آگے کسی کی بات نہ کہیئے کہ ہے مثل
ہو جاتی ہے نکلتے ہی مونہہ سے پرائی بات

دل سینہ صد چاک میں رہتا ہے [یہ حیراں]
ہو جیسے قفس میں کوئی مرغ قفسی بند

مذکور تری چال کا کرتا ہوں جو اوسے
ہو جاوے ہے ایک بات سے بس کبک دری بند

جاوے جو کوئی اوس بت پرفن کے برابر
اوس دوست کو ہم سمجھے ہیں دشمن کے برابر

میں کشتہ رنگ مسی و پان بتاں ہوں
رکھیو مجھے یارو گل و سوسن کے برابر

گندوں ہوں جو آگے سے میں اوس بت کے تو وہ بھی
مونہہ اپنا لگا دیوے ہے چلمن کے برابر

انداز تو بسمل کا سمجھ اپنے وہ کیا
رہ جاوے ہے آکر ترے دامن کے برابر

دل کی بیتابی کہے ہے در پہ اوسکے جا کے گر
کر رہا تا شب کا اور سر دل سے سر ٹکرا کے گر

اوسکے کوچے میں جو جاؤں ہوں کہے ہے مجھے عشق
ہے یہ گرنیکی جگہ دانستہ ٹھوکر کھا کے گر

یاد آتا ہے مجھے اوس مہ کا جب چاہ ذقن
[دل یہی کہتا] ہے بس اب تو کوئے میں جا کے گر

ہمکو ترساتے ہو تم کیوں [یہ] ادا دکھلا کر
مونہہ چھپایا نہ کرو بہر خدا دکھلا کر

دل کو ہاتھ اوسکے جو بیچوں ہوں تو کہتے ہیں رقیب
لیجیو تم اسے بازار ذرا دکھلا کر

قفل دروازہ نکو دلوائے تھے مینے شب وصل
یا الٰہی [گئی یہ بات] کدھر سے باہر

نہوا نرم مری گریہ و زاری سے کبھو
[ہے] دل سخت [ترا او] بت کافر پتھر

داغ چھاتی کے اوسے اوٹھکے دکھاؤں پس مرگ
کاش کھولے مری تربت کا وہ آکر پتھر

چرخ دوارنے یوں مجکو زمیں پر پٹکا
جوں فلاخن سے پھرا کر کوئی چھوڑے پتھر

تیرے دلسوختہ جس دشت میں مدفوں ہیں میاں
شعلہ ٹپکے جو کوئی وہاں کے نچوڑے پتھر

آجائے ہے جب وہ سامنے سے
ہوجاے ہے سب گلا فراموش

نسیاں [ہے] یہاں تلک کہ خط میں
میں یاد کی جا لکھا فراموش

جب لکھنے لگوں ہوں خط میں اوسکو
ہوجاے ہے مدعا فراموش

حالت مری تباہ ہے اوس پر غرور کو
میری طرف سے کچھ تو مرے آشنا کہیں

ہوتا ہے دل جلوں کا ستانا بہت برا
وہ کام کر کہ جسمیں تجھے سب بھلا کہیں

لالے کا پھول خاک پہ میری چڑھائیو
تا لوگ مجکو کشتۂ رنگ حنا کہیں

آنے سے میرے پیشتر اے وائے یہ کہنے
کہدی مرے آنیکی خبر اوسکی گلی [میں]

یہاں تک ہوئی پامال کہ پایا نہ صبا نے
کچھ خاک ہماری کا اثر اوس کی گلی میں

[اپنی] تو شب و روز کٹی عشق میں یوں ہیں
کی شام گھر اپنے تو سحر [اوسکی] گلی میں

کشیدہ [تیغ] ہے وہ قاتل اور میں اوسکے حضور
کھڑا ہوں جیسے [گنہ] گار دیکھیے کیا ہو

ہماری بزم سے اے مصحفی سحر ہوتے
گیا ہے ہوکے [و] ہ بیزار دیکھیے کیا ہو

اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھ
صد [قے] تیرے میں ٹک ادھر کو دیکھ

[و] یکھتا کیا ہے عقد پروں کو
اپنے آویزہ گہر کو دیکھ

میرے آگے نہ دیکھ آئینہ
میرے حیرت بھرے جگر کو دیکھ

تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ

دیکھنے والوں پہ آ جاتی ہے بیہوشی سی
مونہہ سے یکبارگی پردہ نہ اٹھایا کیجے

ہو چکا مصحفی خستہ کا تو کام تمام
آپ اب بیٹھے ہوے باتیں بنایا کیجے

یاد اوسکو دیدہ بازی کے ہیں فن نئے نئے
نت ہر طرف کو نکلے ہیں روزن نئے نئے

خط نیا خال نیا زلف کی تحریر نئی
ان دنوں مجکو نظر آئی ہے تصویر نئی

کر دیا اور خفا ملنے سے میرے اوسکو
دیکھی اے آہ سحر تجھ میں [یہ] تاثیر نئی

خانہ دل کے تو نقشے پہ ذرا غور کرو
دست صانع نے بنائی ہے یہ تصویر نئی

چھوٹے کیونکر کوئی طالع کی گرفتار [ی] سے
دمبدم پاؤں میں [یہاں] پڑتی ہے زنجیر نئی

مصحفی شب میں [لیا اوسکے] کفک کا بوسہ
جاے خوں ہے [کہ] ہوئی مجھسے یہ تقصیر نئی

آتا ہے بھبوکا سا نظر وہ گل عارض
کافر نے جو جام مے گلرنگ پیا ہے

معلوم نہیں مجھے غرض کیا ہے صبا کو
کیوں میری کف خاک کو برباد دیا ہے

اے دست جنوں کیجیو تو ٹک تو توقف
ناصح نے ابھی میرے گریباں کو سیا ہے

تیرہ بختی کا اثر دیکھیو اوسنے ہے ہے
بالوں میں چاند سے مکھڑے کو چھپا رکھا ہے

شورہ بیداد ہے ہر کوچہ و بازار کے بیچ
اوسکی سر[قتارنے فتنے کو] جگا رکھا ہے

کس کا وعدہ ہے میاں منتظر ہم سے بھی کہو
آج دروازے کو تم نے جو کھلا رکھا ہے

نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے
کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے

نہ وہ باتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصہ کہانی ہے
فقط اک ہم ہیں بستر پر پڑے اور ناتوانی ہے

اگر ہے دشمن جاں تو بھی اپنا یار جانی ہے
تغافل پہ بھی اوس کی اک طرح کی مہربانی ہے

مجھے وحشت سی ایک ہوتی ہے پیدا آہ کیا کہیئے
کہ اوس بن کیا اندھیری رات [دن] کی [ڈراونی ہے]

لیا چلتے ہی چلتے جو اوٹھا ہاتھوں میں دامن کو
خدا جانے اوسے منظور کیا آفت اوٹھانی ہے

خدا کیواسطے بل دیکر ان کو باندھ لے کافر
کہ اب موے کمر پہ تیری زلفوں سے گرانی ہے

اوٹھیں کیونکر نہ مردے گور سے وقت خرام اوسکے
کہ یہ بونٹا سا قد اوس کا قیامت کی نشانی ہے

کوئی کسوقت مدوں کہیے جب سامنے ہوجے
تغافل ہے تجاہل ہے ادا ہے سرگرانی ہے

سرشب سے ہی سو رہتے ہو کیا تم ڈھانپ کر مونہہ کو
میاں کچھ شغل بھی لازم ہے قصہ [ہے کہانی ہے]

تو یوں بے پردہ ہوجایا نہ کر ہر ایک کے آگے
نیا عالم ہے تیرا اور نئی [کافر جوانی ہے]

زلف سے اوسکی پیشتر عارض رشک ماہ ہے
پیچ نگہ جو جاے تو رات بسے [کی راہ ہے]

نزاکت پر نظر کیجو کہ کل اوسنے شب مہ میں
چھپایا چاند سے مکھڑے کو اپنے آفتابی سے

چل دلا وہ پتنگ اوڑاتا ہے
ابھی آنے میں اوسکے ڈھیل سی [ہے]

کس کی مژگاں نے یہ کیا جادو
میرے دل میں گڑی جو کیل سی ہے

[جب] ساری سری خوں میں ترے تیر کی بھرتی　　تب زخم سے نیت تیرے [نخچیر کی] بھرتی

شکل ایسی دیکھ بھولے کیوں نہ بات آئی ہوئی　　سرو [سا] قد [چاند سا] مونہہ گلت [گلائی] ہوئی
ایک تو بالی بلا تھی اب ہوا بالا بلا　　یہ بلا [نازل ہمارے سر پہ بالائی] ہوئی

میں وہ نہیں ہوں کہ اوس بت سے دل میرا پھر جائے　　پھروں میں اوسسے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے
بکھیر دے جو وہ زلفوں کو اپنے مکھڑے پر　　تو مارے شرم کے آئی ہوئی گھٹا پھر جائے

بندے کی ہے اب ہمکو نے کچھ خد [اکی چو] ری　　جب دل دیا تو پھر کیا یار آشنا کی چوری
تم جیتے رہو اور خریدار تمہارے　　گو ہم نہ ہوے اور تو ہیں یار تمہارے

مضطر

تخلص دوکس میدانم

اول شیخ حسن علی لکھنوی وے شاگرد میر نظام الدین ممنون و مرد خوبی شئون است ایں شعر وے است

ے　یار اغیار کا ہوا ہے وہ　　کیا گلہ [کیجے] یار کا یار و

دوم لالہ کنور سین کائت وے دہلوی الاصل [و] لکھنوی المولد است اسد افتش ہمدمی ایام بسر میبرد [وند] وخواش زندگانی [میکروند] شعرش کیفیتے دارد سخن خود باصلاح حمیاں غلام ہمدانی مصحفی میرساند [ایں] چار بیت اوراست ے

سیکھ کر باغیں قد سے ترے رعنائی کو　　[کام فرمانے لگا] سرو بھی مرزائی کو
دشمن اپنا ہمیں تم سمجھو ہو اور غیر [کو دوست]　　ہم نے بس دیکھ لیا آپ کی دانائی کو
دوسکے خال تہ ابرو پہ مجھے آوے ہے رشک　　لے کے بیٹھا ہے وہ کیا گوشۂ تنہائی کو
[جب سے اوس شوخ] کا عاشق میں ہوا ہوں مضطر　　ہر کوئی دیکھ ہنسے ہے میری [رسوائی] کو

مضطرب

تخلص دوکس می شناسم

اوّل - [میاں حا] جی پسر [سیو] م حضرت قاضی[1] وے [کشمیر] ی الاصل جہاں آ [بادی امد] لدنسبت برادران دیگر سلیم الطبع و خوشگو و حلیم و پاکیزہ رو و متواضع [و شیریں] زبان مودب و عذب البیان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است [ایں ہفت بیت] از گفتہائے آں سعادۃ آماست ؎

باغ تھا گل تھا چمن تھا سیر [تھی] لیکن یہ دل — تیرے ہی کوچے میں ہو کر تجھ پہ مائل رہ گیا
وا [ہی ہستی سے] یہ گذرا تو ہے ملک عدم — چل یہاں سے مضطرب گھر ایک منزل رہ گیا

آ دیکھ روے زرد پہ یہ اشک لالہ گوں — دیکھا جو زعفران سے اوگا ارغواں نہیں
کٹتی کسی طرح بھی نہیں یہ شب فراق — شائد کہ گروش آج تجھے آ [سما] ں نہیں

پھر فلک ہجر کی ایذا جو دکھائی مجکو — وصل کے روز ہی کیوں موت نہ آئی مجکو
تو نے ہی آنکھ لڑا سب کو کیا ہے دشمن — ورنہ رہتی تھی بھلا کس سے لڑائی مجکو
ہاے [رے بخت] کہ جب بے خبری آ پہنچی — آمد یار کی تب یہاں خبر آئی مجکو

[دوم]

دوارکا پرشاد کائت وے از سکنہ لکھنؤ [کہ یکے] مرد [خوش خلق و مہذب] و شگفتہ جبین و با ادب است [نسبت] تلمذ [بہ محمد عیسیٰ تنہا کہ یکے] از شاگردان میاں غلام [ہمدانی] مصحفی است دارد [چار] شعرے کہ بایں بے بضاعت رسیدہ می نگارد منہ سلمہ ربہ ؎

بہت بے اختیاری کر چکے ہم — نہایت آہ و زاری کر چکے ہم
ترے وعدے پہ ہے اب [دم شماری] — بس اب اختر شماری کر چکے ہم

---

[1] قاضی صاحب کا نام قاضی رحمت اللہ خان ہے۔ از تذکرہ کریم الدین صفحہ ۳۸۶ و نغمۂ عندلیب صفحہ ۲۱۹

اگر یار [ی یہی ہوتی ہے] صاحب — تو بس [آگے] کو یاری کر چکے ہم
آیا مضطرب و [ہ رشک گل ہاے] — لہو آنکھو نسے جاری کر چکے ہم

مضمون

تخلص شیخ شرف الدین [مرحوم است] وے از اولاد امجاد شیخ الابرار شیخ فرید الدین شکر گنج [شکر بار بود] قدس اللہ تعالے اسرارہم اصلش از نواح مستقر الخلا [فہ] اکبر آباد است مدتے در حضرت دہلی سکونت ورزیدہ بروضہ رضوان خرامیدہ مرد بہ] اندیشہ سپاہی پیشہ شگفتہ رو خوش خو ظریف [الطبع نکتہ پرداز] مزاح دوست معنی طراز خیلے نکتہ رس و بذلہ گو از معاصران [میر شاکر] ناجی و شاہ مبارک آبرو بود در جرگہ اساتذہ [آ] نوقت محسوب و شعر ش [او] لنخواہ مردم آں عہد و مرغوب است ایں [یازدہ] شعر از گفتہاے آں استاد مغفور کہ دست داد ہ در اینجا ثبت افتادہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

[ہم] نے [کیا] کیا نہ تیرے غم میں [اے] محبوب کیا — صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

جو دو پیالے سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا — وہ تخت اپنے میں جوں خورشید [چار] دن جام کو لیگا

کرے ہے دار بھی کامل کو سر تاج — ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج

خط آگیا ہے اوسکے مری ہے سفید ریش — کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام صبح

کریں [کیوں نہ شکر] لبوں کو مرید — [کہ وا] داہمارا ہے بابا فرید

[نہیں] ہیں ہونٹ تیرے پان سے [سرخ] — [ہوا] ہے خون میرا آ کے لبریز

نہ یہی [فتنہ] قد و قامت ہے ہس کے پھر دیکھنا قیامت ہے

[ہمارا] اشک قاصد کیطرح جو تھم[1] نہیں سکتا کسی بیتاب کا شاید لیئے مکتوب جاتا ہے

ہسی تیری پیارے پھلجھڑی ہے [یہی غنچے کے] دلمیں گلجھڑی ہے

میکدے میں گر سراسر فعل [نامعقو] ل ہے مدرسہ دیکھا تو وہاں بھی فاعل و مفعول ہے

[مظہر]

تخلص شہید مرحوم مرزا جانجاں مظلوم است وے علوی نسب مرزا لقب سخن سنج شیریں زبان غنیب ہزار داستان عذب البیان بلبل خوش نوائے گلزار جاوید بہار جہاں آباد طوطی عذوبت سرائے باغ جنت فراغ ایں خیر بنیاد بود شعرش بشعور افزائے ارباب سخن سخنش [شہد][2] نت آرائے [قلو] ب اہل دل بے سخن کلام صحت نظامش نہائت دلچسپ و مرغوب بیان ملاحت نشانش بسیار مطبوع و شیوۂ محبوب ادا بندیہائے کہ بسخنش درآمدہ بے اغراق در کلام احدے خاصہ ہندی نژادے تا الیوم یافت نہ شدہ و مزاائیہائے لطیفہ کہ بحصہ وے رسیدہ بے تکلف در سخن کسے خصوص ہندوستان [زاے] تا ایں وقت بنظر نرسیدہ دیوان فارسی ہزار بیت کہ از بیست و ہزار بیت خود انتخاب فرمودہ در کمال فصاحت و [جودۃ] ازو یادگار روزگار است و معدودے از اشعار ریختہ [کہ در ایام] سالف از طبع دربارش ریختہ ہم منقوش [صفحات] لیل و نہارا [ست] از سخن سنجان ہندی زبان مانند انعام اللہ خاں یقین و میر باقر حزین از فیض اندوزان آں سلطان اقلیم جادو طرازی اند و بیشترے از شعرائے ریختہ گویاں مثل احسن اللہ خاں بیان و فقیہ[3] دریا ہند و دیگرے چند ارجمند از مستفیدان آں [گیہاں خدیو] قلمرو سخن سازی حق این است کہ ایجاد طرز و انداز [وے نمودہ] و اندراس رویہ ایہام دوئی سازوے فرمودہ ہے ہے چہ گفتم غلط[4] کردم شعر

---

[1] یک دم نہیں تھمتا ۱۰۔ لیکن اصل نسخہ میں اسکو کاٹ کر 'برقم نہیں سکتا' بنایا گیا ہے ' [2] سخنت در اصل نسخہ '
[3] یعنی میاں محمد فقیہ دیکھو تذکرۂ کریم الدین ص۱۷۱ [4] غلط گفتم ۱۰۔

وشاعری خاصہ ریختہ گوئی دوں مرتبہ آں عالی نہاد است سخن سنجی] ونکتہ پیرائی خصوص بزبان ہندوستان زائی کینہ رتبہ آں والا نژاد دے درویشے بود کامل وشیخے بود [روشن] دل تجرید وتوکل دوغلام زرخریدہ ترک دنیا وبیزاری عقبی دوکنیز حربیہ بوے رسیدہ از انجا کہ مشرب صافی ومذہب اہل حق حق بوے ارزانی داشتہ بود ظالمے ناحق شناس در ایام متبرکہ عاشور بہ تعصب مذہب [پے] بہ حقیقت کار نابردہ کہ وے غریق حب جناب ولائت مآب وحریق [عشق] حضرت اما [مت] انتساب مرتضوی بود سلام اللہ علیہ وکرم اللہ [وجہہ] چنانچہ بعضے ا [شعا] ر آبدارش خاصہ ایں بیت ؎

نکرد [مظہر] ما طاعتے ورفت بخاک　　نجات خود بتولائے بوتراب [گذ] اشت

بر بے گناہیش گواہی [دہد] بے گناہ شہید ساختہ بحضور سراپا سرور شہدائے کربلائے معلا علیہم السلام والرضوان رسا [نید] شعرے کہ قبل ازیں واقعہ ہائلہ سالہا سال انشاد فرمودہ شاہد چست وگواہ درست بے جرمی وے است وہو ہذا ؎

بلوح تربت من یافتند از غیب تحریرے　　کہ ایں مقتول را جز بے گناہی نیست [تقصیرے

مختصر کلام در توصیفش پایانے ندارد لاجرم عنان کمیت خامہ حقائق شمامہ ازاں وادی منعطف ساختہ بمضمار تحریر پانزدہ شعر از اشعار آبدارش بنابر استحصال تیمن واستکساب تبرک مسترخی العنان می سازد منہ علیہ الرحمۃ والغفران ؎

چلی یہ گل کے ہاتھوں سے جلا کر آشیاں اپنا　　نچھوڑا ہائے [بلبل نے] چمن میں کچھ نشاں اپنا

یہ حسرت رہ گئی کیا کیا مزے سے زندگی کر [تے]　　اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا

کوئی آزردہ کرتا ہے سجن ا [یسے] کو ہے ظالم　　یہ دولتخواہ اپنا مظہر اپنا جان جاں اپنا

[گرچہ الطاف کے قابل یہ] دل [زار نہ] تھا　　لیکن اس جور وجفا کا بھی سزاوار نہ تھا

لوگ کہتے ہیں موا مظہر بیکس افسوس　　کیا ہوا اوس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا

جواں مارا گیا خوباں [کے بدلے میرزا مظہر　　بھلا تھا یا برا تھا زور کچھ تھا خوب کام آیا

ہمنے [کی] ہے توبہ اور دھومیں مچاتی [ہے بہار] — ہائے کچھ[1] چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے بہار
لالہ و گل نے ہماری خاک پر ڈالا ہے شور — کیا قیامت ہے موؤں کو بھی ستاتی ہے بہار
شاخ گل ہلتی نہیں یہ بلبلوں کو باغ میں — ہاتھ اپنے کے اشارے سے بلاتی ہے بہار

توفیق دے کہ شور [سے ایکدم] تو چپ رہے — آخر میرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہیں

[یہ دل] کب عشق کے قابل رہا ہے — کہاں اسکو دماغ و دل رہا ہے
خدا کے واسطے اسکو نہ چھیڑو[2] — یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
نہیں آتا اسے تکیے [اوپر] چین — یہ سر پائوں سے تیرے ہل رہا ہے

اگر لیلے تو خفت ہے و اگر دوری قیامت ہے — غرض ناز [و] ادا[3] غوں کو محبت سخت آفت ہے
کوئی لیوے دل اپنے کی خبر یا دلبر اپنے کی — کسی کا یار [جب] عاشق کہیں ہو کیا قیامت ہے

مظفر

تخلص دوکس [میدانم] [یکے از] اں ہر دو انشاء اللہ تعالے [بہ تکملہ می] نگارم و دیگرے میر مکھو خاں سلمہ الرحمن فرزند ارجمند سید قلندر علیخان برادر زادہ [مکرم ا] لدولہ سید اکبر علیخان اکبر و جوانے نیکو سیر نیک اختر خوشخو پاکیزہ گو شگفتہ جبین [محبت آگین] متواضع با اخلاق خوش اختلاط صاحب مذاق خوبی مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون [ان است اشعار] رمتفرقہ دارد چار شعر از انہا ایں ہمچمدان سراپا نقصان می نگارد و راست ؎

کب سوے چشم دل[4] سے اپنے لہو نہ آیا — پروا نہیں جو مے کا جام و سبو نہ آیا
[اے قدسیو بجا ہے تب تک یہ لاف تقویٰ] — جبتک وہ دشمن دیں تم روبرو نہ آیا
کیا سرکشی تھی [میری آتش فنی] موئیں جوں شمع — گردن کٹی ولیکن تک سرفرو نہ آیا
تجکو ہی پوچھتا تھا [تا نزع] کل مظفر — آیا بہت ہی رونا ہمکو جو تو نہ آیا

---

[1] مزاجوں ا۔ ا۔ [2] اپنے دل سے ا۔ ا۔ [3] "تو کو" ۔ بدلہ، [4] بس ؟

معین

تخلص غلام [معین] الدین خان مرحوم است وے شاعرے بود از دیرینہ مشتاقان خوش نوا شاگرد سرآمد شعرائے فصاحت [آما مرزا] محمد رفیع سودا گویند کہ از سکنہ بلدہ الہ آباد و بسیار مرد نیک نہاد بود و بعضے برانند کہ جہاں آ [بادی] الاصل است اما از مدتے بعظیم ابادر حل اقامتہ افگندہ بترفہ ایام زندگا [نی] بسر بردہ بروضہ رضوان خرامید بہرکیف ایں نہ شعر ازان آں مغفور است ؎

یہ با [ن تاب و] تب عشق سے جلی افسوس — کسی نے آنکے یکدم خبر نہ لی افسوس
اوٹھائے دیتے ہیں اہل محلہ اوس کو آج[1] — معیں سے چھٹتی ہے پیارے تری گلی افسوس]

اے بادصبا باغ میں مت جائیو تڑکے — سوتا ہے وہ گل بات مبادا کہیں کھڑکے
جوں نیشم کی تختی اگر اوس راحت جاں کو — چھاتی سے لگا رکھیے تو دل کا ہے کو دھڑکے
آتے ہی نہیں گرکے سوے چشم پھر آنسو — اس گھر سے مگر روٹھ کے نکلے ہیں [یہ] لڑکے
قمری ہے فدا باغ میں سشمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہیں اے سرو رواں تیری اکڑ کے
تھمہی کرو مختصر اب جلسے [د] و بارو — کیا لینا[2] ہے تم کو مرے قاتل سے جھگڑکے
سررشتہ رہ عشق کا ہرگز نہ کروں گم — سو ٹکڑے اگر سبحہ نمط ہوں مرے [دھڑ] کے
اے ابر بہاری شب ہجراں میں خبردار — دامن ترا اس آہ کے شعلے سے نہ بھڑکے
ہوں میں وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے — زنجیر میں رکھتا ہے معیں مجکو [جکڑ کے]

معروف

تخلص الٰہی بخش خان سلمہ الرحمن خلف الصدق عارف [خان] برادر زادہ اشرف الدولہ قاسم خان بہادر سہراب جنگ است رحمہما اللہ تعالے کہ از امراء نامدار ایام دولت امیر الامراء ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر عفی اللہ

---

[1] یہ شعر اصل نسخہ میں مرقوم نہیں، [2] تم کو ہے لینا ۱۰۔

عنہ بود و ایں] الٰہی بخش خان جوانے است خوش خلق و یکرو محبت سیر نیکو شیریں کلام مودۃ [لتیام شگفتہ] جبین فرحت آئین یارباش خوش معاش فکرش درست و کلامش چست طبع مستقیم دارد و [عقل سلیم] کہ در ایں ایام نیک فرجام دلش از دنیا سرد گردیدہ و بدل گرمی سوز و درد رسیدہ اعتقاد [دا] فی و عقیدۂ کافی بحضرت چشتیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم خصوصاً بجناب ولائت [انتساب] زبدۃ الواصلین قدوۃ العارفین سلطان مشائخ زمان و زمین حضرت محبوب ر [ب العالمین] روح اللہ تعالےٰ ارواحہم دارد و بیشتر ہمت بخدا طلبی و اکثر اوقات شریف عمر گرامی بیاد [ربی] تعالےٰ شانہ می گمارد و می گذارد و پدر والاقدرش و والدہ ماجدہ و برادران نیک اختران و دیگر کس [و] کوے آں سعادۃ نشان دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین علیہ رحمت رب العالمین دارد و خودش ارادہ ارادۃ بخدمت سراپا رفعت میر ضیاء الدین کہ یکے از خلفاے راشدین حضرت فخر المرشدین] است و در بلدہ جے نگر علم اسلام برافراشتہ بہ ارشاد مسترشدین پرداختہ دارد نظر برایں سررشتۂ دینی [بر] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان خیلے مہربان است در بدو شوق سخن سنجی از محمد [نصیر] الدین نصیر استشارہ نمودہ و حالا بتائید ذہن رسائے خود دیوانے مملو بیشتر انواع سخن تالیف [فرمودہ] ملخص سخن ایں چہل و یک شعر از سخنان دلاویز وے است سلمہ ربہ ؎

ہسی سے اونکو پانی کا لگا [بیٹھے جو ہم چھیٹا] — تو مونہہ پر ہاتھ رکھ بولے لگا کیا ہی ستم چھیٹا
تنور چرخ میں ہو سرخ قرص خور نہ اب کیونکر — کہ شیر کاسۂ مہ سے دیا ہے صبحدم چھیٹا
عرق افشاں نہیں ہے تاف گرمی سے کہ دیتی ہے — گل عارض کی تیرے تازگی کو دمبدم چھیٹا
نہال اس باغ گیتی میں ہے تیرے فیض سے عالم — کبھی تو ہاں ادھر بھی کوئی اے ابر کرم چھیٹا
زلیں ہے خانۂ پر دود اے معروف [یگرا دل] — ہمیں رو تا نہ سمجھو تم کہ اب دیتے ہیں ہم چھیٹا

بولے وہ اپنی شکل کو کل آئینے میں دیکھ — دریا کے پار اور گلستاں ہے دوسرا
یارب نہو سے کوئی گرفتار عشق [آ] ہ — گھر بھی شب فراق میں زنداں ہے دوسرا

جو بھیجتا مرے خط [کا] وہ دلفریب جواب — تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب

جو اٹھائے قتل کو تجھ عاشق بیدل کے ہات
رنگ ہے تجکو حنا باندھے سو اوس قاتل کے ہات

سوز جگر کا حرف جو آیا زبان پر
بس پڑ گیا ہمارے پھپولا زبان پر
کہتے ہو کچھ زباں سے [نکلتا ہے] اور کچھ
قابو نہیں نشے میں تمہارا زبان پر

دیکھ آئینہ مت دیدۂ تر ہی تو ہے آخر
ڈر ہے نہ کرے کام نظر ہی تو ہے آخر
آنسو نہ ملا خاک میں اے دیدۂ مژگاں
بے آب نہ ہو جائے گہر ہی تو ہے آخر
دل اوسکو نہ دینا تھا بجا کہتے ہو ناصح
یہ چوک بھی جاتا ہے بشر ہی تو ہے آخر
مژگاں پہ میں اب دیکھوں ہوں لخت جگر اپنے
کب تک یہ ثمر لائے شجر ہی تو ہے آخر
گھبراؤ نہ یارو میری اس آہ و فغاں سے
انصاف کرو زخم جگر ہی تو ہے آخر
ہر چند[1] کے ایک دم میں تہہ کرتے ہیں عدم کو
سب جان چھپاتے ہیں سفر ہی تو ہے آخر

ساقیا دیکھے ہے کیا تار رگ ابر سیہ
ہر مژہ کرتی ہے یہاں کار رگ ابر سیہ

مرے مونہہ سے جو اوس کا آ لگا مونہہ
تو اونے پیٹ پیٹ اپنا لیا مونہہ
بکدر جور ہے وہ آج بو [سے]
سحر [دیکھا] تھا کس کم بخت کا مونہہ
تصور میں ہوں ایک پردہ نشیں کے
نکیونکر لوں ہر اک سے میں [چھپا مونہہ]
کہاں قاتل نے میاں ٹانکے دیے ہیں
کہ زخم دل ہسا تھا سی دیا مونہہ
بھرا کرتے رہے تب [تک ہم] آہیں
نہ جب تک اونکے درباں کا پھرا مونہہ

محبت کی ہے خاصیت کہ سودا ہوئے ہی ہوئے
یہ وہ سودا ہے ایسا جسمیں رسوا ہوئے ہی ہوئے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ

یہ غم فرقت سے آہ پر اثر میں درد ہے
جو مرے پہلو میں ہے اوسکے جگر میں درد ہے

جان کر شیشہ دل [پر درد] پر رکھا تھا ہاتھ
یا ژدیکھو کہ دست شیشہ گر میں درد ہے

شب جو پہنچا تھا تصور میں نزاکت دیکھنا
صبح اٹھتے ہی وہ کہتے ہیں کمر میں درد ہے

ہاتھ گلچیں نے مبادا گل پہ ڈالا ہو [کہیں]
آج پھر کچھ نالۂ مرغ سحر میں درد ہے

ناز سے ماری تھی ٹھوکر دستہ گل پر سحر
جب سے ابتک ناخن رشک قمر میں درد ہے

ہے کئی دنسے ہمیں اب رات کا سونا حرام
جھوک سے جھمکوں کے گوش سیمبر میں درد ہے

اب میں جسکے پاس جاتا ہوں عجب ہوتی ہے سیر
ق بسکہ [اے] معروف میرے شعر تر میں درد ہے

دور ہی سے دیکھکر کہتا ہے بھائی ابتو جا
تو رولا ویگا مجھے آگے ہی سر میں درد ہے

جام بھر بھر کے جو ساقی تو پلاتا ہے مجھے
گردش چشم بتاں یاد دلاتا ہے مجھے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے
ہاتھ ملتا ہوں گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

لے ہی صیاد اگر پیشۂ صیادی ہے
تو ہمیں کنج قفس بیضۂ فولادی ہے

صبح لے جائے ہے گلشن سے زر گل کو [صبا]
باغباں باندھ اسے چور یہ ایک بادی ہے

تیری تصویر کو کیا مونہہ ہے جو کھینچے نقاش
دست قدرۃ [ہی] کی یہ صنعت اوستادی ہے

عزیز وجب کوئی آگے ہمارے ویس گاتا ہے
تو ہم پردیسیوں کو یاد اپنا ویس آتا ہے

گوئند کہ ایں مطلع بدیہہ در راجپوتانہ ہنگام مجلس رقص و شنیدن راگ ویس گفتہ

رباعی

اس ماہ تمام کے تصدق جاؤں
محبوب کے نام کے تصدق جاؤں

معروف اگر پاؤں تو سو جان سے آہ
سلطان نظام کے تصدق جاؤں

مغل

تخلص مغل علی پسر خواجہ[1] ہیگا ولد خواجہ عسکری است اصلش خطۂ کشمیر جنت نظیر و مولدش [خاک پاک] شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است ہر یکے از نیاگانش بہ علاقہ بندی و سودا [گری] ایام بسر می بردو وے گاہ گاہ فکر شعر ہم می کند ایں شعر او راست ؎

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزاں ہو　　کوٹھے پہ کھڑا شائد وہ مہر لقا ہوگا

مفتون

تخلص سہ کس میدانم یکے ازاں ہر سہ انشاء اللہ تعالے بہ تکملہ می نگارم و ازان [دو] باقی

اوّل - شیخ عبد الرحیم اصلش از دیار عرب و مسقط الراس آں نیک خو بلدۂ لکھنؤ واقع شدہ جوان سعادۃ مشحون شاگرد میر نظام الدین ممنون است ایں شعر او گفتہ ؎

اس بندے سے آگاہ ہوں بے رخصت بلبل　　لے کر نہ کوئی پھول مری خاک پر آوے

دوم میاں بدر الدین اصلش از پنجاب و مولد و ماوائش ایں خاک پاک جنت نصاب است بہ بزازی ایام بسر می برد و مشق شعر فارسی ہم میکند شاگرد شیدا عرف سیادۃ مقرون میر فرزند علی موزون است و ایں شعر[2] گفتہ آں سعادۃ مشحون ؎

سرخ جوڑا جو پہن کل تو گلستاں میں گیا　　شاخ گل کو بھی لگی رشک سے یکبار آتش

مقبول

تخلص میاں مقبول نبی المخاطب بہ مظہر الدین خان سلمہ الرحمٰن پسر دوم انعام اللہ خان یقین رحمہ ارحم الراحمین

---

[1] خواجہ ہیگا - نغمۂ عندلیب صفحہ ۱۲۹　[2] شعر از ۱۰ ۱۰

است دوے مردے مثال آئینہ صاف گودعزیزے مثل ہد غلطان بہر سو نہائت مسکیں نہاد بغائت مسکنت بنیاد است خط نستعلیق [شیر] یں می نویسد و بسی ہر چہ تمامتر اشعار شعرا فراہم میکند جدش اظہر الدین خان ویرا بکنار عاطفت پرورده از پیشگاہ خلافت خطاب خانی بنامش گرفتہ و در صغر سن رو بروے خود بر پالکی خویش جا دادہ سوادی شد و ہر جا کہ می رفت با خود می برد گاہے فکر شعر میکند و احیانا رخش ہمت دریں سرزمین می پوئد مقید بشاگردی احدے نیست ہر کس کہ شعرش را اصلاح کند استاد وے است شصت ہزار بیت تخمیناً از شعرائے قدیم و جدید [ید] غالب کہ از سہ صد کس کما بیش خواہند بود فراہم آوردہ آں شوق مجسم بہ یک چشم زدن بہ آستانے کہ از باد ہوائی بر کلبہ اش زد پاک بسوخت تا الیوم بآبیاری ما را الحیواۃ عشق کامل قریب نصفے] ازاں [عظام رمیم سوختہ جحیم احیا نمودہ بشرط رخصت زندگی در اندک فرصت بحشر ہمہ آں بلکہ بہ نشر نفوس شعرائے کہ محروم از تعلق قالب ماندہ می پردازد [خد] اش سلامت دارد کہ مجبوبہ روزگار و نادرہ لیل و نہار است مختصر کلام ایں بیست[1] و یک بیت از کلام آں خوبی التیام است ؎

پوچھا ہیں اوسے رات کہاں رہا ۔۔۔ بولا کہ شوق دل کا تجھے کیا کہیں رہا[2]

[باکپن اوسکو سکھایا تھا کچھ اس دن کے لیئے ۔۔۔ کون جانے تھا کہ اپنا ہی وہ قاتل ہوے گا

کہتے ہیں جسے دیدۂ دل ہجکے متفق ۔۔۔ تو نے ہی اوسکو یار کیا ہم نے کیا کیا

حسرت رکھے ہے پاسے یا تک ہر دم رقیب ۔۔۔ یا الٰہی ہاتھ اوس کا ہووے شانے سے جدا

خط سے تو جی بچا تھا پر زلف بہوشاں نے ۔۔۔ ہرگز مجھے نہ چھوڑا آخر ندان مارا

قطعہ

پیک[3] غریب عاشق مقبول تھا جو تیرا ۔۔۔ فرقت نے تیری اوسکو اے بدگمان مارا

جتنے سنا یہ بولا ایک آہ سرد بھر کر ۔۔۔ افسوس ہے (کہ) کتنے یہ کم زبان مارا

ایک جو ہم رہ گئے تھے سو بھی چلے ۔۔۔ اب تو اوس شوخ کو فراغ ہوا

---

[1] سی و یک ۱۰ [2] اس بیت کے سوا مقبول کے جس قدر بیت ہیں ۱۲ سے منقول ہیں اس میں اشعار کی بجائے ایک صفحہ سے زائد ہے چھوٹی ہوئی ہے [3] کذا

کون رویا نہ حال پر میرے　　رحم تجکو مگر نہیں آتا

خوش خرامی کا جب خیال کیا　　ایک عالم کو پایمال کیا

کیا مزا ہو جو یار آ جاوے　　چاندنی رات ہے بہار ہے اب

نام خدا تو ہے اب اے بت محبوب خوب　　آن بلا چھب غضب گات کا اسلوب خوب

یہ بیمار بچنے کا ہرگز نہیں　　مری نبض کو دیکھ بولا طبیب
اگر عزم بالجزم ہے قتل کا　　تو نصر من اللہ فتح قریب

بعد مدت کے تو آیا ہے میری جان یہاں　　ایک دم پاس مرے بیٹھ ذرا بات کی بات

تبسم ہے نہ ہنسا ہے نہ وہ گفتار کیا باعث　　خفا رہتا ہے مجھ سے کیوں مرے دلدار کیا باعث
ہمیشہ صحبت اغیار میں خوشوقت رہتے ہو　　ہمارے پاس آنیسے جو ہو بیزار کیا باعث
بھلا مقبول سے تو دوست کو گھر سے نکالے ہے　　یہ کیوں کا ہیکو کہہ کسواسطے دلدار کیا باعث

ہم وہ شہید عشق ہیں تیرے کہ بعد مرگ　　برپا ہماری خاک سے ہوگا غبار سرخ

غم سے جسکے میں ہوا مر کے غبار آخر کار　　خاک پر بھی مری آیا نہ وہ یار آخر کار
نہ لگا تو گلے سے یار افسوس　　آہ افسوس صد ہزار افسوس

سیم تن جاتے ہیں خوش ہو کے زرداروں کے پاس　　کون آتا ہے دلا ہم جیسے بے چاروں کے پاس

چالاکی اپنی برق نہ دکھلا فلک پہ تو　　میں بھی زمیں پہ آتش غم سے طپیدہ ہوں

ہر بات میں رکھاوٹ طرز ادا تو دیکھو　　ہر آن میں بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

اکسیر[1] سے پرے ہو جو پاوے کہیں قرار
پر چین ہے کہاں دل سیماب وار کو

کیا مزے سے عیش ہو ساقی جو یہ اسباب ہو
ماہرو ہووے ہو میں ہوں اور شب مہتاب ہو

بزم میں اغیار کی رات صریحاً تھے تم
کھاتے ہو کیوں اس گھڑی جھوٹی قسم واہ واہ

از بسکہ عکس رو سے تیرے آب ہو گیا
ہے تیرے آگے دست بفریاد آئینہ

خوشنما تھی تجھ لب نازک پہ سرخی پان کی
سامنے ہو جان کیا یاقوت اور مرجان کی

غیر سے کل رات کو کرتے تھے تم کیا بات چیت
سچ کہو پیارے تمہیں سوگند اپنی جان کی

چاہو جو کچھ کہو تم مقبول کو پیارے
سب خلق میں تمہارا مقہور ہے تو یہ ہے

دو قدم پر رہ گیا ہے ہمدموں[2] ملک عدم
کاٹ دینگے یہ بھی چلکر راہ اٹھتے بیٹھتے

یاد سے تیری صنم ایک آن ہم غافل نہیں
دھیان تیرا ہے تجھے واللہ اٹھتے بیٹھتے

مقبول

تخلص مرزا ابراہیم بیگ است وے صفاہانی الاصل دہلوی المولد شاگرد میاں غلام ہمدانی مصحفی است در انشا پردازی دستے دارد و در شعر فہمی سلیقۂ درستے کلامش مرغوب است و سخنش محبوب القلوب ایں پنج شعر او راست ؎

---

[1] ۱۰۹ میں جس سے یہ تمام اشعار منقول ہیں، اکسیر کو 'ث' سے لکھا ہے ۔ [2] کنا

بتاں جبکہ زلف دوتا باندھتے ہیں — گرہ میں دل مبتلا باندھتے ہیں
میں یہاں خون روتا ہوں ہاتھوں سے اونکے — جو پاؤں میں تیرے حنا باندھتے ہیں
میاں حال مقتول دیکھا نہیں کیا — کمر اب یہ کس پر بھلا [با] ندھتے ہیں

رنگ شفق کی خاک میں ملجاے سب بہار — جسدم وہ کھولے اپنے حنا بستہ ہات کو

کل گھر سے جو وہ سادی پوشاک پہن نکلے — سو طرح کے اوسمیں سے بیساختہ پن نکلے

مقصود

تخلص سقلئے است در بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد مقصود نام وے با وضعے کہ عامی است بنابر مناسبت طبع در جرگۂ اطفال عامیاں علم استادی برافراختہ کوس سلطان الشعرائی نواختہ ایں دو شعر او راست ؎

عشق کیا جانو کدھر تھا مجھے معلوم نہ تھا — عشق کا دل ہی میں گھر تھا مجھے معلوم نہ تھا

بوسہ لینے سے [خفا ہوتے] ہو کیوں مشفق من — بوسہ وہ شے ہے کہ دونو کو مزا دیتا [ہے]

مکھو

شیخ زادۂ دیست [خوشنویس خط نستعلیق می نویسد] وہلوی الاصل فرخ آبادی المولد کہ اشعار متفرقہ دارد وایں احقر تخلصش یاد نمی دارد اما ایں مطلع [وے] می نگارد

مصحف رو کی قسم ہے تجکو درکار چمن — میں برنگ شمع ہوں پروانہ زار چمن

ملول

تخلص درویشے است بزرگی التیام شاہ شرف الد[ین] نام سخنش با اسلوب [است و کلامش]

مرغوب ایں مطلع اوگفتہ ؎

تری جدائی نے یہانتک [ہمیں ملو] ل کیا　　کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا

ممتاز

تخلص دوکس می شناسم تحریر یکے ازاں ہر دو بہ تکملہ انسب می پندارم و دیگرے مولوی نور احمد مرحوم جد مادری برخوردار کامگار میر عزت اللہ [عشق مدعمرہ] و زاد [قدرہ] است دے بزرگے بود [بحلیہ] علم و عمل آر[استہ و بزیور عقل] و فضل پیراستہ ملبس بلباس علما مودب بآداب صلحا نیکذات غریب پرور ستو[دہ] صفات محبت گستر دریا دل شجاعت آگین روشن جان سخاوۃ آئین ظریف الطبع لطیفہ گو مزاح دوست پاکیزہ خو سربسر ابتہاج یکسر سرور جسم فطرت و ہوش جان عقل و شعور صاحب اقبال بلند مالک بخت ارجمند حافظ کلام ربانی غلام خاص حضرت محبوب سبحانی در ایام جوانی بعزت تمام و حرمت مالا کلام بمجالس ملوک و سلاطین و وزرائے صاحب تمکین جا می یافت یک چند بحضور سراپا نور حضرت ظل سبحانی سلیمان مکانی در ایام شاہزادگی بعلاقہ استادی می شتافت بعد تشریف شریف ارزانی داشتن جناب ایشان [بایا] شرقیہ بہ سلطان ہدایت بخش مغفور و نواب عماد الملک مبرور در پیوستہ [اما] سررشتہ بزرگی و استادی را درہم نہ شکستہ در آخر ہا ترک ایں سودا کردہ بخانہ نشینی بقیۃ العمر بسر بردہ بکیفیتے کہ در خانہ نشینی ایام میگذرانید نصیب قاسم ہیچمدان باد و بر[لطفے کہ دا]وان گوشہ گزینی اوقات شریفہ بانجام می رسانید او سبحانہ جل شانہ روزی ایں سراپا نقصان گرداناد بر در امیر و وزیر نمی رفت تا باستدعاے حاجت خود چہ رسد و باہر جنس [مردم] شہر عموماً و اہل محلہ خویش خصوصاً حاکمانہ پیش می آمد اطاعت و انقیاد کے خود چہ امکان داشت [روزے] کہ جہان فانی را پدرود کرد با وصف غوغاے خاص [و] عام چندے [از] عامیاں سر برہنہ نعرہ زناں ہمراہی جنازۂ آں برگزیدۂ حضرت غفار اختیار کردند در حینے کہ ایں سراے گذاشتنی را خیر باد گفت باوجود ازدہام ہر گونہ مردم معدودے از عوام الناس روباے خود سیاہ کردہ واویلا گویاں رفاقت نعش آں اختیار کردۂ حضرت ستار تا بمدفنش رفتند روز روشن در محلہ آں روز مکم شب تیرہ بہم رسانیدہ بود کہ بازاریاں دکاکین را تختہ کردہ تا منزل اول نرسانیدہ از پا نہ نشستند مختصر کلام تا الیوم کہ سی و سہ سال از رحلتش منقضی شدہ ممکن نیست کہ در حین ذکر خیرش دریا دریا اشک از چشم اہل محلہ نبارد بارواح پر فتوح حضرت ذو لسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ نسبتے قوی داشت

ہر مدعا کہ از جناب کہ [امت] مآب حضرت ایشاں روح اللہ روحہ بطریق استخارہ می خواست مانند [خلق] الصبع منکشف میگشت در ہر یازدہم ربیع الاخر منقبتے بنام نامی آں قدوہ اولیاء کرام و اسم سامی آں پیشوائے اصفیا [ے عظام بہ] ز [بانے کہ] داشت گذارش می کرد بہر دو زبان سخن میگفت ریختہ اش بر و یہ پاستا [نیا] ن می ماند بہر حال ایں چاردہ شعر تیمناً در ایں جامی نگارم منہ عفی اللہ تعالے عنہ ؎

زلف مہرو میں یہ دل جب سے گرفتار ہوا — موبمو نام خدا محرم اسرار ہوا
[1] . . . . . بتائے ناصح — کس طرح ہمکو روا عشق کا انکار ہوا

دل کا آ [ئینہ] صاف کر کر دیکھ — اپنے ہی دید کے ہیں عاشق سب

ہر چند پھرے دیکھتے بازار محبت — لیکن نہ ملا کوئی خریدار محبت
در کار [صر] احی نہ ہمیں جام ہے ساقی — ایک عمر سے ہیں کیفی سرشار محبت
از بسکہ مریضوں میں ہوں ممتاز میں سب سے — بھائے ہے مجھے دلسے یہ آزار محبت

نہ پوچھو کوہکن کے درد کو [مجنوں] سے مت پوچھو — دوانا اسکو کیا جانے محبت اسکو کہتے ہیں

یارب یہ جان شیریں تڑپھتی [نہ] تن سے جائے — مجنوں نہ کیجیو مجھے فرہاد کیجیو
دشمن کے دوست ہم ہیں جو مانگیں ہیں یہ [دعا] — یارب دل خراب [کو] آباد کیجیو

زاہدا زہد [سکو کہتے] ہیں — دل میں کچھ ہے زبان میں کچھ ہے
دل مرا [درد] سب سے [ہے] ممتاز — آ [ن میں] کچھ ہے آن میں کچھ ہے

[صا] ف آئینے سے ہوا روشن — مونہہ ہی دیکھے کی جگ میں الفت ہے

---

[1] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔

رُباعی

یوں ہیں ہردم [جو اشکباری] ہوگی — تسپر دل کی یہ بے قراری ہوگی
[تو ہی بے رحم کر ٹک اسکا انصاف] — کس طور سے [زندگی] ہماری ہوگی

ممنون

تخلص دو [کس] می شناسم

اوّل میر امانت [علی] سلمہ اللہ العلی وے سید زادہ [ایست] نیک نہاد از بلدہ [عظیم] آباد یک چند جہت تحصیل علم وارد حضرت دہلی شدہ [بو] دگاہ گاہ فکر ریختہ [میفرمود] و شعر [خو] د باصلاح شاعر سیادۃ مشحون میر فرزند علی موزون می رسانید [بالفعل] معلوم نیست کہ از دور زمانہ حالتش بچہ انجامید ایں [شعرا] و گفتہ ؎

اے وائے کہ تیرے لیئے اس خاک نشیں کو — جوں باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

دوم میر نظام الدین سلمہ رب العالمین خلف الصدق [ق] میر قمر الدین منت علیہ الرحمۃ وے جوانے است شیریں سخن واقف اکثر اصول ایں فن سلیس گفتار [فصیح] زبان نیکی کردار عذوبت بیان در سلک شعرائے پائے سریر خاقانی انتظام و بقدر شناسی [سی] و دیدہ وری حضرت ظل سبحانی بخطاب مستطاب فخر الشعرائی عز و احترام داشت و [موافق] طبع مشکل پسند بادشاہی بدیہہ ہم از و سرانجام می یافت حسب الحکم ارفع اعلیٰ قصۂ برشتہ نظم کشید [ہ] و بدرجہ قبول خاطر ظل اللہی رسیدہ فیض سخن از پدر والا قدر خود ربودہ ا [ز چندے] استعفائے خدمت حضور فیض گنجور نمودہ منحص [کلام ایں چہل] و دو بیت [ا] ز سخنان آں صحیح البیان است ؎

دور فلک میں کس کو نہیں مے کشی کا ذوق — رکھتا ہے ماہ ہا [ت میں] ساغر بلور کا
ممنوں برنگ مصرع [سودا جو دیکھیے] — ہر سنگ [میں شرار] ہے اوسکے ظہور کا

بسکہ وقت گریہ [پیش چشم وہ مہ پارہ] تھا — بہ چلا جو [اشک] سو یہاں اختر سیارہ تھا

بہا[ں] ذوق زخم خنجر قاتل نہیں رہا — دل چاہیئے تڑپھنے کو [سو دل نہیں] رہا
کیوں بزم میں جھکی جھکی [آنکھیں تھیں کل] اگر — چتون [میں کوئی] بوسے کا سائل نہیں رہا

رات [تم] بن نہ تک آسودہ [یہ] مہجور ہوا — رشتہ بستر راحت دم سا طور ہوا
چاندنی [مار] گئی اس دل زخمی کو رات — پرتو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ — اگر خیال ہے [تلوار] آزمانے کا
کسی کے ہونٹ کے ہلتے ہی بس تمام ہوئے — ملا مزا نہ ہمیں گالیاں بھی کھانے کا

نام جانے کا نہ لے یار کہ مر جاؤں گا — سنتے ہی نام سفر جی سے گذر جاؤں گا
ہے یہی گریۂ بے صرفہ تو اس محفل سے — ہو کے آخر ہی میں جوں شمع سحر جاؤں گا
تیغ بے درد لگا تو کہ اگر محشر میں — مجھے پوچھیں گے ترا نام مکر جاؤں گا
خوب اس کشور ہستی میں غریبا [نہ پھرا] — اب ہے ٹک قصد عدم یعنی کہ گھر جاؤں گا

کو[ئی] کہدے [تیز] رو ناقہ نشیں سے یوں پکار — گر کے اب ایک ناتواں دنبال محمل رہ گیا
دیکھ [اٹھکیلی] کہ سو سو بار بوسے کے لیئے — لاکے وہ مونہہ کو مرے مونہہ کے مقابل رہ گیا
عرض بیتابی دل میں نے جو کی چھاتی سے لگ — وہ لگے کہنے کہ لے ابتو تر[ا] دل رہ گیا
ہم رہے اے موج خیز فتنہ اس گرداب [میں] — کشتی امید ٹوٹی دور [سا] حل رہ گیا
چل بسا سر لشکر اہل جنوں ممنو[ن] کہا [ں] — آج اس وادی میں کچھ شور سلاسل [رہ] گیا

وہ تفتہ جگر ہوں کہ دم ذبح سے ابتک — ہے گرم مرے [خنجر] برا[ن کا لوہا]
[بل بے دل] گرم اپنے کی سوزش کہ ہوا جذب — بن قطرہ آب آپ [کے پیکان] کا لوہا
کب سلسلہ تقدیر کا کٹتا ہے گھسا مفت — آ [ہنگر] تدبیر کی سوہان کا لوہا

تبسم لب غنچہ کو دیکھ روتا ہوں — کہ ٹھیک رنگ ہے اوس خندۂ نہانی کا
نہیں بچا مرض [عشق] سے کوئی ممنون — ہمیں دریغ بہت ہے تری جوانی کا

جگر کے دود سے رنگیں نشان آہ کیئے — دل شہید کے غم میں علم سیاہ کیئے
ہجوم بوسہ وہاں کیجیے واہ اے لب شوق — کہ نیم رنگ جو عارض ہوا [یک] نگاہ کیئے
ہزار خرقہ و عمامہ ہوں خراب جو آئے — قباوہ کھولے ہوئے اور کج کلاہ کیئے
غلط کہ صرف خرابی ہے گردش شب و روز — کہ گھر کے گھر تری آنکھوں نے ہیں تباہ کیئے

اضطراب دل ذرا فرصت کہ لوں بوسے کئی — پھر لب معشوق سینے میں کسی کا [تیر] ہے
قتل کر بیتاب کو اپنے کہ ہے یہ کیمیا — یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے
ہمکو رونا آئے ہے ممنون[1] تجکو کیا ہوا — دمبدم] کیو[ں ر]نگ پر تیرے بھلا تغییر ہے

دلکے سب داغ ہیں ایک آگ لگانے والے — جو مرے پہلو میں بیٹھے سو جلانے والے
بیتے جی داغ تو دیتے ہو بہت [پر] پس مرگ — میری تربت پہ نہ دو پھول ہولانے والے
[تو چٹکنے دے ذرا غنچوں] کو لے نکہت] گل — چٹکیوں میں[2] تجھے [ہم بھی ہیں] اڑانے والے
بوئک اوس عطر گریباں کی سنگھادی [اوسنے] — ہم زخود رفتہ نہیں آپ میں آنے والے
طالع [خفتہ نہ بیدار ہوے] اپنے کبھی — گو یہ نالے تو ہیں سوتوں کے جگانے وا[لے]
دل جو سلگے ہے ادھر سے ہے نکلتا کچھ دود — چاک پہلو کو [نہیں ہم تو سلانے] والے
پاؤں ممنون نے نکالے ہیں بہت دیکھو تو — ہیں بھی اس شہر میں زنجیر بنانے والے

کیا دلکو [ئی اوس] قاتل بے باک سے باندھے — جو ذبح کرے اور نہ فتراک سے باندھے
بندوں سے [ملے آ]ن کے تا ساقی بے رحم — چلا کوئی جا کر شجر تاک سے باندھے
کچھ درد کی لذت ہے فراموش کوئی [اب] — الماس کا سودہ جگر چاک سے باندھے

---

[1] ممنون کہ ۱۰۰ [2] میں ہیں تجھے ہم بھی اڑانیوالے ۱۰۰

رُباعی

کسے کہوں [تنہا]ئی و بد روزی کو — جز داغ کوئی نہیں جگر سوزی کو
کوئی غمخوار گاہ گاہے جوں تیر — پہلو میں جو بیٹھے ہے تو دل دوزی کو

منت

تخلص میر قمرالدین مرحوم والد ماجد میر نظام الدین ممنون است سلمہ ربہ وے از سادات قصبہ سونی پت و مرد صاحب رتبت سخن سنج شیریں گفتار شاعر عذوبت شعار نکتہ پرواز فصاحت نشان معنی طراز بلاغت توامان بود بر کتب متداولہ نظم و نثر نظر مستوفی داشت و در شعر گوئی [بیشتر ہمت بہ صنائع] بدائع می گماشت بیروں از دیوان مردف فارسی کہ مشحون انواع سخن است کتابے چند در نظم و نثر مانند شکرستان در جواب [گلستا]ن شیخ شیراز قدس سرہ و مثنوی [در] جواب سحر حلال کہ ذو بحرین و ذو [قا]فیتین و بصنعت تجنیس یا [د]گار اہلی شیرازی [رو]ح اللہ [روحہ تصنیف نمودہ و فیاض سخن طرازی فارسی از جناب افاضۃ انتساب نکتہ سنج روشن تقریر میر شمس الدین فقیر عفی اللہ عنہ [ربودہ] و در [ریختہ] گوئی نسبت تلمذ بہ قیام الدین علی قائم داشت اما بایں شغل ہمت عالی خود بسیار کم می گماشت در [و]ائل حال بمصاحبت نواب معلے [القا]ب عماد الملک مرحوم سرافتخار باسمان می سود ازاں پس دست بیعت بدست حق پرست حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس اللہ اسرارہم داوہ مثال خلافت حاصل نمود در اخر ہا [رخت] سفر بدیار شرقیہ کشید اتفاقاً قاسم چمیدان سراپا نقصان ہمسفر آں فصاحت زبان دریک گردون تا بلدہ لکھنؤ رسید جامع المتفرقین و یراد راندک فرصت بوطن مالوف رسانید و آں میر [سید] ان سخنوری در ہماں [نو ا]ج تو طن گزید و بوساطت میر[1] محمد حسین کہ از اجلہ فضلا و ارباب . . . ظاہری بود نقش مرادش بسیار دست نشستہ بسرعت ہرچہ تمامتر بمدارج علیاے دنیوی ارتقا فرمود و بہ سفارۃ حیدر آباد شتافتہ قصیدۂ در مدح ناظم آنجا گفتہ مبلغ پنجہزار روپیہ برسم جائزہ حا[صل] نمود گو نُنداما باور نمی آید کہ در آخر قال حالش بدیار شرقیہ دگرگوں گشتہ [بود رقاصہ زنے بمتعہ گرفتہ مسی بر دنداں مالید و آریں ہا در گذشتہ] رسالہ در رد صوفیہ ادام اللہ برکاتہم نوشت در ایام بودن حضرت دہلی

---

[1] مرزا محمد فاخر مکین و ۱۰ لیکن اصل نسخہ میں مرزا محمد فاخر مکین کو کاٹ کر اسی قلم سے "میر محمد حسین کہ از اجلۂ فضلا و ارباب ..... ظاہری بود" حاشیہ پر اضافہ کر دیا گیا ہے +

ازیں چیزہا ہیچ در پیرامونش نمی گشت [امابرلوران بہ تقیہ] تشیعش نسبت [میکردند] وبس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ اینہا از افترا حسودان است یا راست بہرحال در کلکتہ برحمت حق پیوست خدایش [بیامرزد] ایں پنج بیت منجملہ سخنان آں مرحوم شیریں گفتار است ؎

مدعی اوس سے سخن ساز بسالوسی ہے — پھر تمنا کو [یہاں نسقہ مایوسی ہے]
آہ آے کثرۃ داغ غم خوباں کہ مدام — صفحہ سینہ پر از جلوہ طاؤسی ہے
میری ہی طرح جگر خوں ہے ترا مدت سے — اے حنا کس کی تجھے خواہش پابوسی ہے
تہمت عشق عبث کرتے ہیں مجکو منعم — ہاں یہ سچہ ملنے کی خوباں سے تو ایک خوسی ہے

ہم سے وہ جوشش [وہ] الفت دور کی — آپ کو سوجھی نہائت دور کی

منتظر

تخلص درویش زادہ ایست سعادۃ التیام نور الاسلام نام نیاگانش درویش صاحب قال وحال بودند خودش ہم بلباس [صلا] ح وتقوی ملبس است گونہ تحصیل علم ہم نمودہ واز سکنہ بلدۂ لکھنؤ است و شاگردی میاں غلام ہمدانی مصحفی فرمودہ ایں پنج بیت از گفتہاے اوست ؎

ایک یہ عرض ہے صاحب مری [تقصیر معاف] — پائتی [گر رہے کہیئے تو غلام آج کی رات

[ہمارے] جی میں [یہ تھا زہر کھا] کے سو رہیئے — و [اسے یہ ڈر] ہے نہ تہمت ہو یار اپنے پر

صدمہ جوشب ہجر کا یا [و] آئے ہے مجکو — [ایک] دو ہیں پر ہری [سی کچھ] آجاے ہے مجکو
پیدا ہوئی [کچھ] مجکو نئی طرح کی وحشت — نے شہر [نہ صحرا نہ چمن] بھاے [ہے] مجکو

ہے روز [حشر] یکھنے کا [شو] ق گر تجھے — اے منتظر تو اپنی شب انتظار دیکھ

منصف

تخلص منصف علیخاں عظیم آبادی است وے [از] فاغنۂ آں نواح و بسیار مرد قابل و زباں دان صاحب شعور و فصاحت بیان واقع شدہ اکثرے از کتب متداولہ فارسی از بر نمودہ و بعضے مسائل عربی ہم تحصیل فرمودہ گونہ از علوم شعریہ بہرہ ور [و] بہرے از قواعد عروض و قوافی باخبر است خیال خام مہوسی خیلے در سر می پزد و نقوش اختراعیہ ہم می نویسد بیشتر شعر فارسی موزوں می فرماید [و] اظہار تلمذ نظام[1] خان معجز علیہ الرحمت می [نما] ید بنابر کساد بازاری بہ معلمی ایام بسری بردایں نہ شعر کہ نسبت بوے دارند بہ تحریر می رسد ؎

یعقوب تنگ حوصلہ مت جانیو مجکو — تا حشر مرا [ے] اشک کا طوفان رہے گا
گر عشق مرا یہ ہے تو پھر دست جنوں سے — داماں رہے گا نہ گریبان رہے گا

قسمت میں خدا جانیے کس کی [ہے] شہادۃ — پھرتا ہے [وہ] کافر لیئے [تلو] ار بغل میں

خیال جاوے ترا کیونکے میرے سینے سے — جدا ہوا ہے کہیں نقش بھی نگینے سے

[کھڑا] ترا خور [شید] ہے اور ابر سیہ زلف — [ہے] اختر تابندہ ترے کان کا موتی

اگر پاؤں پڑوں بولے جھڑک کر — پرے ہو دور ہو کیوں سر چڑھا ہے

عوض لطف کی جفا تو نے — خوب کی بے وفا وفا تو نے

قطعہ

جی دھڑکتا ہے ہائے قاصد نے — نامہ[2] جب اوسکے تیں دیا ہوگا
پڑھ کے احوال زار منصف کا — در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

---

[1] نظام الدین معجز علیہ الرحمۃ ۔ [2] جبکہ نامہ اوسے دیا الخ ۱۰۱۔

منیر

تخلص سہ کس میدانم

اول

جوانے تمکنت القیام میر آفتاب علی نام و [ے] اگرچہ بلباس عامیاں بہ صیقل گری ایام بسری بردا ما از خاندان شرافت و دودمان نجابت [است] نہائت باغربت و بغائت با مسکنت واقع شدہ باوصفے کہ از سواد خوانی چنداں بہرہ ندارد شعرش کیفیتے خوب دارد از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم است لمحص کلا [م ا] ین سی [و] یک بیت از گفتہاے وے است ؎

چاہیئے اول کفن ا[ے شمع سر] سے باندھنا — رشتہ الفت نہیں آساں جگر سے باندھنا

کار دنیا ہیچ اور اسباب دنیا بے ثبات — ہے عبث [یا] ں اپنے دلکو [سیم و زر سے] باندھنا

یاد اوسکی اس نگہہ کو کیا نظر بندی ہے یاد — جو کوئی دیکھے اوسے تار نظر سے باندھنا

آگے پروانے کے ہے آسان جل مر[نا] ولے — نامہ میرے شوق کا مشکل ہے پر سے باندھنا

باغباں بٹ کر بنا تار رگ گل کی کمند — چور بادی ہے صبا شاخ شجر سے باندھنا

اوسکی زلفوں میں پھسانا دل بھلا کیا ہے ضرور — اہ ایک کالی بلا ناحق کی سر سے باندھنا

تم جو کہتے ہو کہ عاشق ہے منیر اب اور پر — یہ بنا کر باندھنو سیکھے کیدھر سے باندھنا

شب فراق میں ہے کون یار عاشق کا — نہیں ہے غم کے سوا کوئی یار عاشق کا

ہمیشہ تیغ لیئے اپنے دست رنگیں میں — پھرے ہے تشنہ خوں وہ نگار عاشق کا

تری گلی میں ہمیشہ پھرے ہے اوڑتا ہاے — طرح بگولے کے مشت غبار عاشق کا

یہ اضطراب خدا جانے لائے کیا طوفاں — کریگا دیکھیے کیا انتظار عاشق کا

کہاں دماغ جو دیکھے وہ حال عاشق کا — بلا کو اوس کی پڑا ہے ملال عاشق کا

نکو ہ محسن ہی دے ڈال [کیا] ہے اک بوسہ — [نہ کر تو ر] دیہ پیا [ر] ے سوال عاشق کا

جو [بے سبب] تم اوسے را [تدا] ن سناتے ہو
پڑے گا کس پہ بھلا یہ وبال عاشق کا

بتاں کے عشق میں پروانہ وار [جل] بجھنا
[یہی بڑا ہے] منیر اب [کمال] عاشق کا

کیا ہے آگے [دل] سوزاں کے [شرر] آتش کا
یہاں ہر اک داغ جگر میں ہے اثر آتش کا

عشق یوں چاہیئے ہو دل میں ہر اک انساں کے
جیسے ہر سنگ میں اے یار ہے گھر آتش کا

آبلے پڑتے ہیں جس جا کہ گرے ہے قطرہ
ہے مرے اشک کے پانی میں اثر [آ] تش کا

یار دونک دیکھیو سینے میں کہاں آگ لگی
دوڑیو دود یہ اوٹھتا ہے کدھر آتش کا

یار کچھ میرے تپ دل کی حقیقت مت پوچھ
ہے کباب آگے مرے دلکے جگر آتش کا

جاے اشک آہ نکلتے ہیں منیر انگارے
چشم ہے میری کہ جھرنا ہے مگر آتش کا

شعلہ روشب کو تری یاد جو گذری دل پر
شمع ساں سینے میں ایک سیل بہا آتش کا

[شک] صد باغ ہر ایک داغ دل اپنا ہے منیر
جوں خلیل اپنے [یہ گلزار کھلا آتش کا

تصدق بے ثباتی [کے نہیں] کچھ ہیم و زری کا
گرہ میں باندھ کوئی کیا در شہسم کو لے جاوے

دکھاؤں زخم دل اوسکو تو [ٹانکے] توڑدے ظالم
جراحت پر [ٹانک چھڑکے اوٹھا مرہم کو لے جاوے

نسیم صبح سے کیا دور ہے یارو جو ایسا ہو
[منیر نا تو] ان کی [بند] گی حاتم کو لے جاوے

بتاں تو جمع ہیں لیکن خدا حافظ ہے مجلس کا
غضب سے گر چڑھا تا آستیں وہ [تند خو] آوے

تری زلفوں کی کیفیت سے اے پیارے یہ دل میرا
ابھی در نجف ہووے جو اوسمیں ایک مو آوے

منیر اسواسطے کرتا ہے سیر باغ اے یارو
مگر شاید محبت کی کسی بھی گل سے بو آوے

رباعی

دنیا داری ہمیشہ دل ریشی ہے
پابند عیال و مال اور خویشی ہے

آزادہ و وارستہ و فرد و فارغ
دیکھا تو یہاں عالم درویشی ہے

دوم

جوان سعادۃ نشان مسمی بخواجہ آفتاب خان وے خواجہ زادہ ایست نیک وین شاگرد سعادۃ یار خاں رنگین ایں دو بیت انوست ؎

جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیاں کریں　　کنگھی کے دانت توڑ کر اپنی زباں کریں

مکتب میں تجھے دیکھ کے شوق سبق ہے　　ہر طفل کے واں اشک سے آلودہ ورق ہے

سیوم

سید زادہ خوش آئین مسمی [بہ] میر نظام الدین پدر والا قدرش کہ شاہ پیر(؟) علی نام دارد مرد نیک [نہاد و رو] یش نژاد و ا[یں میر] نظام الدین [ج] انے سلیم و فہیم دوستی [دوست] دشمنی دشمن است شعرش کیفیتے خوب دارد ایں عاصی بانواع [لمعاصی] شش شعرے اینجا می نگارد ؎

یوں تو [خط] اوسکو میں اے پیک صبا لکھونگا　　لیکن احوال جدائی [کا] جدا لکھوں گا

تجھ بن شب فراق میری یوں بسر ہوئی　　روتے ہی روتے شام سے آخر سحر ہوئی

آیا سمند ناز پہ جس دم وہ شہسوار　　کاوش ہمارے دل کی [بنو] ع دگر ہوئی

دم کر شتاب سورۂ جن پڑھکر اے منیر　　تجکو کسی پری کی ہے شائد نظر ہوئی

قطعہ

تنہا یہ کٹے گی کیونکے منزل　　اب پاؤں میں پڑ گئے ہیں چھالے

کہدیجو سلام رفتگاں سے　　او ملک عدم کے جانیوالے

منجھو [خان] مرحوم

پسر دو [م] حکیم عسکری خاں عفی اللہ عنہ و برادر کوچک حکیم بو علیخاں سلمہ الرحمٰن تخلصش بہ سرحد تحقیق نہ پیوستہ گاہ گاہ بہ ندرۃ [یک] دو شعر موزوں می کرد ایں مطلع ازان آں مغفور است ؎

اوس لب لعل [سے اب] لاگ لگی ہے دل کو　　چشمۂ خضر سے یہ آگ لگی ہے دل کو

[منور]

تخلص دو کس میدانم یکے ازاں بہ تکملہ انشاء اللہ تعالے می نگارم و دیگرے سید زادہ ایست خوبی التیام میر منور علی نام خوش طبع شیریں زبان کشادہ رو عذب البیان صاحب شعور یکسر سرور ایں مطلع از واست ؎

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا　　عیش جاتا [رہا] جوانی کا

منشی

تخلص دو کس می شناسم

اول

میر محمد حسین] خلف الصدق میر ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وے از [سا] دات رضویہ مشہدی الاصل: ہلوی المولد است جد کلانش بحضرت دہلی رسیدہ تو [طن] گزیدہ نستعلیق و ثلث و شکستہ درست می نگارد در فن انشا پرد [از] ی دستے دارد بہ سر [کا] ر دولت مدار شہزادہ سوکت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بصیغۂ منشی گری سرفراز است و بصاحبت آں [و] الاتبار ممتاز شروع ریختہ گوئی باشارۃ با بشارۃ آں عالی مقدار نمودہ و منشی تخلص ہم حسب الارشاد واجب الانقیاد آں قرہ باصرہ سلطنت کبری فرمودہ جوان خوشنویک رواست و ایں دہ شعر ازان او ؎

صبح شب وصال ذرا ٹھہر کر نکل　　ورنہ یہ جی ہوا ہے مرا تیرے دم کے ساتھ
منشی رقم کروں ہوں جب اپنا میں سوز دل　　نکلے ہے دود آہ صریر قلم کے ساتھ

نہ پوچھا دوس پری کے حسن کا عالم کچھ آفت ہے　　بلا شوخی غضب رفتار قامت ایک قیامت ہے
جو پوچھا دوسے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے　　مجھے کچھ [یوہیں ا] وسے دور کی صاحب سلامت ہے

گھر سے جو نکلے ہو اجی آج [تم] اس تراش سے
آپکو [کچھ] خبر بھی [ہے] دلکی مری خراش سے

کو [چڑ] یار کا پتہ جب نہ ملا تو مر گئے
خوب ہوا کہ چھٹ گئے روز کی ہم تلاش سے

منشی خستہ دل کو ہے عشق میں اوس [پری] کے آب
فکر نہ کچھ معاد کی کچھ نہ خبر معاش سے

نہ رکھیے دیر سے مطلب اب طوف حرم [کیجے]
بتنگ آیا ہے جی ہستی سے [ملک] سیر عدم کیجے

ق

اگر خط بھیجئے اوسکو [تو] پھر حضرت سلیماں کا
یہ مصرع کر کے تضمیں ایک شعر اب یوں رقم کیجے

سوا احوال [د] ل اپنے کے منشی نے اگر [تمکو]
لکھا ہو حرف شکوے [کا] تو ہاتھ اوسکے قلم کیجے

دوم

لالہ مولچند دے کائت زادہ ایست [باحلم وحیا] آراستہ و بمہر [و] وفا پیراستہ نہائت یکرو وبغائت خوشخو بسیار باادب و خوش تقریر شاگرد رشید محمد نصیر الدین نصیر در قلعہ مبارک آمد و رفت دارد وحسب الحکم ارفع اقدس قصۂ منظوم میسازد ایں بیست و ہفت شعر از زادہ ہائے طبع اوست ؎

سب نے جانا کہ شفق چیر کے نکلا خور [شید]
صبحدم او [ڑ] ھ جو [د] ہ سرخ دوشالا نکلا

دو چار آئینہ اے رشک مہر و ما [ہ] ہوا
پر ایک نگاہ [سے] شرمندہ میں نہ گاہ ہوا

تری ہمیشہ سے تھی رسم بے گناہ کشی
مجھے نہ قتل کیا مجھ سے کیا گناہ ہوا

یہ دلکی دیکھئے شامت جو زلف سے چھوٹا
تو پھر اسیر [خم] کاکل سیاہ ہوا

مرغ بسمل کیا دل افگار و مضطر بن گیا
مر [دما] ں ہر اشک یہاں لوٹن کبوتر بن گیا

دل ہمارا مہ جبینوں کا زلیس گھر بن گیا
ساحت دل چاندنی چوک اب سراسر بن گیا

شعلہ آ [ہ] دل سوزاں جو پہنچا چرس [خ پر]
وہیں شیشہ آتشی خورشید انور بن گیا

[فر] ط نقش بوریا سے ابتو بے ریو [ریا]
[صفو مسطر] کشیدہ جسم یکسر بن گیا

چشم خون افشانکی دولت دیکھ منشی [یک قلم]
دامن اپنا تختۂ گلہائے [احمر] بن گیا

پڑھو نماز آکر جو کچھ پڑھتے ہے خدائے پاک کا
[ہے جنا] نہ تیرے ہی یہ عاشق غمناک کا

کردھیں بدلے تقاجس جا کل ترا رنجور ہائے
اوس مکاں پر آج جا کر ڈھیر دیکھا خاک کا

ماہ روکش ترے اے طفل فرنگی کیا ہو
اوسے [گو] را ہے تو سب پیر و جواں کہتے ہیں

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
اسلیئے لوگ تمہیں آفت جاں کہتے ہیں

یہ عجب دور ہے ایک جام ہوا جسکے نصیب
آج وہ آپ کو جمشید زماں کہتے ہیں

یہ کہدو اونسے کہ مصحف کی اٹھاتے قسمیں ہیں
تمہارے روے [کتابی] کی ہم ہوس میں ہیں

کبھی نہ یہاں سے ہوں آزا [ا] داس ہوس میں ہیں
تمہارے پاس تو ہیں گرچہ ہم قفس میں ہیں

یہ عالم پھر کہاں اے دلبران سیمبر دیکھو
بدلتا ہے زمانہ روپ دیکھو ٹک ادھر دیکھو

سنا ہے آپ ایک ٹھوکر سے مردے کو جلاتے ہیں
یہ جب اونسے کہا ہمنے [لگے] کہنے کہ مر دیکھو

بے طرح اپنے مقابل ابر [دریا] بار ہے
ہمکو چشم [مردمی] اب تجسے چشم زار ہے

آئینے میں بیتر اعکس رخ گلنار ہے
یا لگی پانی [میں] آگ اے غیرت گلزار ہے

وقت رخصت کیا بیاں کیجے عجب حالت ہوئی
تم [او] دھر رخصت ہوے اور جاں ادھر رخصت [ہوئی]

دل تجکو دیتے زلف [گرہ گیر] کس لیے
ہاتھ اپنے کیجے پاؤں میں زنجیر کس لیے

آہ قمری کو جو اے سرو ستایا تو نے
راستی یو [ں ہے] کہ کچھ پھل بھی [نہ] پایا تو نے

گلشن میں جبکے آپ لب جو کھڑے ہوے
پانی میں دیکھے سرو و صنوبر پڑے ہوے

بے نور اسکا رخ نیکو سے ہے تیرے　　بے قدر شب قدر بھی گیسو سے ہے تیرے

زخم ہستا ہے تیرے بسمل کا　　کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی
مرگئے ہم تو کیا ہے غم منعم　　حیف یہ ہے اوسے خبر نہ ہوئی

منعم

غیر از محمد یار بیگ سا[ئل] کہ در [آخر ہا] منعم تخلص نمودہ بود تخلص دوکس میدانم

اول

درویشے بود بے دغل بقصبہ پلول در ولق اہل اللہ المشہور بہ مولوی سر اللہ عاشق پیشہ بہ اندیشہ برقاصہ زنے کہ سبحانی نام [دا] رد سر خوش داشت اکثر اشعار خود نامش می نگاشت مدتے است کہ عمرش بسر آمدہ و آں زنکہ بقید حیات دیوانش مانند حرز جان با [خود دارد] در ہیچے کہ ذکر آں مرحوم در مجلس میرود دریا دریا اشک از چشم [رو] ربا می بارد و قصہ پاکباز پیش داستان می سرائد گویند کہ شعر خود بیشتر [از نظر] رنگین قدیمی گذرانیدہ و برخے [بسمع] شریف سخن سنج فیض گستر [مرزا جانجاناں مظہر] علیہ الرحمۃ والغفران رسانیدہ مختصر سخن ایں بیست و یک بیت [از آں مغفور کہ نزد سبحانی] یاداست بہ [تحریر آورد] مدہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

چھوٹیں نہ [عشق] سے ہم جبتک ہے جی سلا[مت]　　[نا] صح تو کیو[ں] کرے ہے [ہمکو عبث ملامت]

کریں [احو] ال اپنا تجھے ہم انکہا [رکیا طاقت]　　[لگاویں ہات] دامن کو ترے اے یار کیا طاقت

زاہد [کو] باغ اور گل و گلزار ہے بہشت　　ہمکو بس اوسکا سایۂ دیوار ہے بہشت
عاشق کو کب خیال ہے باغ و بہار کا　　مجنوں کو اپنا دامن کہسار ہے بہشت
رضواں سے کام کیا جنہیں طالب ہیں وصل کے　　حلاج کے تئیں یہ سردار ہے بہشت

کیوں نہ ہو اب جگ میں اوس کی آبرو — جا لگے موتی تمہارے کان [آج]
کیوں کے دیکھے اوس کماں ابرو کی اور — تیر سے لگتے ہیں وہ مژگان آج
چھوڑیاں [زلفیں] ہو مونہہ پہ چھہ لگ لو — قتل کا کس کے ہے یہ سامان آج

ہائے اولجھا ہے یہ دل اوس زلف شانے کیطرح — دیکھیے ہوویگی کیا اب ایسے دیوانے کی طرح

اوس تھا یہ دل نہ کسی غم سے آشنا — کیا عشق کا لگا اسے جنجال [بے طرح]

ذوق شیریں لباں میں کر الفت — مرتا کا [ہیکو سر پٹک فرہاد
کسی گفتار میں نہیں [وفا] کی بو — بیوفائی میں ہیں یہ [سب اوستاد]

ق

رات مجکو یہ چند محنت و درد — روح مجنوں نے یوں [کیا ارشاد
بعد میرے یہ خانہ زنجیر — اب ہے خالی تو کر [اسے آباد

طرق [عشق میں کہتے [ہیں سخت نظر اسے — رکھا ہے [ابو قدم ہمنے ہر چہ] باد ا باد

کر گی کب تلک فریاد بلبل — [نہیں سننے] کا تیرا [با] غباں سو
[سنیں گر] ریختے تیرے [کو] منعم — [مقرر ہے کریں تحسیں میاں در] [د]

[شبنم کو] دیکھیو زری گلشن میں ہر سحر — روتی ہے بیوفائی گل [دیکھ زار زار]
موسم گل میں عبث مت قید اے صیاد کر — ما [رنا] ہو ما چک ورنہ ہمیں آزاد کر
کوہکن دوں مر گیا مجنوں کی وہ صورت ہوئی — گر طلب شہرہ ہے ایدل تو بھی کچھ ایجاد کر
جب نفاق آیا دلوں میں پھر کہاں منعم مزا — کب گرہ میں نیشکر کی دیکھ لے ہوتا ہے رس

دوم

کائت بچہ خوبی التیام موہن لعل نام بتازہ مشقی سخن طرازہ دو شعر خود باصلاح محمد نصیر الدین نصیر [می] رساند [ایں سہ شعر] [بو] سے منسوب است ؎

پھونکدے ایسا نہ ہو یہ خانہ افلاک کو — مجکو [اندیشہ] ہے آہ آتشیں کے پیچ کا

سرنوشت اپنی میں کیا جانے لکھا ہے کیا آہ — یہ کھلا ہم پہ نہ مضموں خط پیشانی کا

ہو کے شعلہ جوالہ رات یہ دن آہ کے ساتھ — چنگ ایک رو سے ہوا پر نظر آتی اور تی

موزوں

غیر از بقال پسرے کہ شعر موزوں و نا موزوں رطب و [یابس] مدح صحابی سنیہ مرتبہ در کوچ ہمراہ فیلش افتاد کردہ میرفت و او را خوش [می] ساخت و زود موافقت باوے می باخت و حسب [تقسیم] قسمت جائزہ می یافت [و] کفافے بہم مقررشدہ بود [کہ] در ایام دولت فے وصول می نمود تخلص [سہ کس از سخن گو بمن رسیدہ ؎

اول]

سیدے بود بزرگ ذات ستودہ صفات بحلیہ [فضل و علم آراستہ بزیور عقل و ہنر پیراستہ در عہد آسودہ مہد] حضرت فردوس [آرامگاہ جناب اللہ ثراہ] [کہ نام نامی آں] بزرگ بایں خورد زادہ بہ اسم سامی آں صاحب [در] ائت ایں بے بضا] عمت مطلع نہ گردیدہ شعرش بردہ [شاہ] مبارک آبرو و شیخ شرف الدین [مضمون] و بالجملہ حسب [رو] اج آنوقت سعادۃ مشحون است [ایں] دو شعر از گفتہائے آں مرحوم رحمت ایزدی [کہ] بایں احقر رسیدہ بہ رشتہ تحریر کشیدہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

زرد ہوتے بن نہ دیکھا ہم نے کچھ روئے ہی — پھلا یہی پایا جہاں میں تجہ نرخ کو سیو کر

اگرچہ خوش کمر موزوں بہت ہیں — فدا ہے جی میرا اوس مہیساں پر

دوم

میر فرزند علی سامانوی وے شاعرے است دیرمشق شیریں گفتار خوش خلق خوبی کردار شگفتہ رو نیک خو خلیق یار باش صحبت [دار پاکیزہ] ہ معاش فصاحت نشان [خو] ش تقریر شاگرد میر شمس الدین فقیر بہر دو زبان سخن گوئد [و بہرد] و میدان خوش ہمت پو [ید] دیوان فارسی و ریختہ مشحون انواع سخن سرانجام دادہ و تصانیف [دلآویز هم از و بر صفحہ دہر ثبت افتادہ مدتے است کہ بہ بلدۂ لکھنؤ طرح اقامت افگندہ ایام بسر می برد این پنج شعر وے کہ بدست افتاد [ہ] اینجا ثبت می [فتد] منہ سلمہ ربہ ؎

جب آپ سے ہوا گم تب تجھ تلک میں [پہنچا] کھویا نشان اپنا پایا نشان تیرا

آؤ خوش چشموں کہ ہم بندے ہیں اس تاثیر کے اپنی مجلس میں ابھی [مذکور تھا بادام کا]

تیغ ابرو سے کبھو مونہہ کو نہ موڑا ہرگز [عشق بازوں میں یہ دل صاحب جو] ہر نکلا

نرگس کا پھول بھیجے نامے [میں یار کو] معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

یار ہے چت [چڑھا ہو] ا بیٹھے ہیں [ہم] ود [اس سے] ذکر [کر] اوس کا ہمنشیں [و ٹھ] نہ ہمارے پاس سے

سیوم

[رائے] چھتر سنگھ وے از کایتان حضرت دہلی است بہ دیوانی نواب [غفراں مآب] معتمد الدولہ یعقوب علیخاں بہادر عز امتیاز داشت میگوئد کہ نبیرہ منشی مادھو رام و در بھا کہا ہم مہارتے دارم حاصل کہ مرد خوبی آما و بہر دو زبان سخن پیراست این پنج بیت او گفتہ ؎

بیت ابرو کو تیرے دیکھ کر اے مطلع حسن جو تیرے کوچے سے نکلا سو غزلخواں نکلا

گلی میں اوس پری رو کے بنا کر [یک] مکاں اپنا چلے ہیں اوس جہاں میں چھوڑ ہم بھی [یہ نشاں اپنا]

لہ دارد ا۔ و۔

دوستی سا[وہ] رو کی آئینہ وار　　آبرو خاک میں ملاتی ہے

بلبل چمن میں آج جو باد سحر گئی　　کچھ کان گل کے تیرے ہی شکوے سے بھر گئی

پڑیں اس رونے پہ [پتھر] کہ نہیں ایک سرشک　　کوئی یاقوت نکلتا ہے کوئی گوہر ہے

مہجور

تخلص تازہ [مشقے] است نوجوان سعادۃ آئین مسمی بہ محمد صدر الدین اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش ایں گلزمین بہشت تزئین نسبت تلمذ بہ [شا] عر فصاحت مشحون میر نظام الدین ممنون وارد گاہ شعر ریختہ برروے کار [آردایں سہ] بیت اوراست ؎

یک قدم [پر چلے تھا یہاں ہمارا خوں بہا　　عزم خونریزی کا کر کر کیوں تو قاتل رہ [گیا]

تو [اگر اے شانہ تجھے] تو ذرا کیجو سراغ　　دربا [کے کا] کل [پر] پیچ میں ل رہ گیا

کس طرح مہجو [ر تجھ] سے ہوگی [راہ عشق طے　　پہلی ہی منزل میں تو تو پائے در گل رہ گیا

مہلت

تخلص مرزا [ا] علی است و [ے عز] یزے خوشگو از سکنہ بلدہ [لکھنؤ مردے صاحب خبرۃ از شاگردان میاں [قلندر] بخش جرأت [ہ] بسیار خلیق و خوش اختلاط و نہایت گرمجوش و نیک ارتباط است ایں [د] و شعر او گفتہ ؎

گر یاد گلرخوں کی نہ خاک کیجیے　　تو قبر میں بھی تن پہ کفن چاک کیجیے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش　　آرام زیر خاک بھی کیا خاک کیجیے

ہوگی تجھے ۱۲

مہاراج

تخلص راجہ نہلاس[1] رائے [کا] مُت وے در بلدہ بریلی بدیوانی سرکار دولتمدار حافظ الملک حافظ رحمت خان] شہید مغفور ومبرور عزا [متیاز] داشت و بہ نہا [مُت] جود و جوانمردی وبدرجہ اعلی مروۃ و [نیک] نہادی مع ہمت می گماشت بہرکس وناکس بمردمی وفتوۃ می ساخت وباہرعامی واہل ہنر مزد محبت واخلاص می باخت باہل فضل وکمال بکمال عجز وانکسار ملاقات می نمود و بہ صاحبان علم ودانش بہ نہائت مسکنت وغربت اختلاط می فرمود دیوانے مروف ازوے بزمانہ یادگاراست وایں غزل ہفت بیتی منجملہ طبع زادہاے آں خوبی [کر] دار

آر [ام] کا ہے کون سا اسباب فلک پر — عیسٰی کو بھی آئے نہ کبھو خواب [فلک پر]
کھڑے کو جو دیکھا ہے کبھو رات کو تیرے — رہتا ہے [کھلا دیدۂ] مہتاب فلک پر
سجد [ہ] کرے عاشق جو مہ نو [کو بجا ہے] — معشوق] کی ابرو کی ہے محراب فلک پر
[دیکھا ہے] کہیں اُنے ترے حسن کا [جلوہ] — آئینہ خور] شید ہے بے آب فلک پر
گو خوشہ پرویں کو ہے انگور سے نسبت — [لیکن] نہوا گل کی یہ دوشاب فلک پر
[سا] قی تو نہائت ہی خفا ہم سے ہے [اے] ابر — برسا تو اگر ہووے مے ناب فلک پر
دیکھے سے تیرے یار [ر] کے کھڑے کو مہاراج — رہتا ہے یہ خورشید بھی بیتاب فلک پر

میر

تخلص سخن سنج طبع نزکی میر محمد تقی است اصلش از مستقر الخلافہ اکبرآباد و بود و باش وے در اکثرے از ایام عمر گرامی در دار الخلافہ شاہ جہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد است [د] ر آخر ہا بہ بلد [ۂ] لکھنؤ [طرح اقامۃ افگند [ہ] بصیغہ شاعری بمواجب مبلغ واصد روپیہ ملازم سرکار دولت مدار [نواب] غفران مآب و [زیر] الممالک آصف الدولہ یحیٰی خان بہادر گشتہ پسر شوہر ہمشیرہ سخن پرداز بدیہہ گو سراج الدین علیخان آرزو است نسبت تلمذ ہم

---

[1] بہلاس ا۔ ا۔

بجناب افادۃ انتساب خان مشار الیہ وارد ا بنابر نخوتے کہ د[ر سر]ش جا گرفتہ ازیں امر کہ فی الحقیقۃ فخرے است
ابادکلی بمیان آمدہ از کبر و غرورش چہ برخزامم کہ حدے ندارد و از نخوت و خود سریش چہ برنگارم کہ سینہ قلم حقایق رقم
می فگارد بر شعرے کہ گر ہمہ اعجاز باشد و کلام شیخ شیراز باشد سر ہم نمی جنباند تا بہ تحسین خود چہ رسد و بہ سخن احدے
اگرچہ معجز طرازی بود و گفتہ اہل شیرازی گوش ہم فرا نمی دارد امکان چہ[1] کہ حرف آفرین بر زبانش رود و در
تذکرہ خود ہم کس را بہ بدی یاد کردہ در[ج] شاعر شان جلی التخلص بہ ولی نوشتہ کہ وے شاعرے است از شیطان
مشہور تر و بسزاے ایں کردار ناہنجار از کمترین شاعر بودجی یافتہ کہ وے ہجو ہاے متعدد او کردہ[ا] کہ بعضے
ازاں بغائت رکیک و پردہ[در] افتادہ و قطع نظر از تذکرہ اثر در نامہ مسبوقہ نظم کشیدہ کہ دراں خود را اثر ہاے مذموم
خوار و شعرا ے دیگر را حیوانات مسکین و خوار قرار دادہ و در جواب آں از ہر سخن ساز صاحب امتیاز ہوے
در نہائت رکاکت بر روے کار آمدہ

حکائت

در مجلسے کہ اثر در نامہ انشاد کرد اتفاقا قبل ازیں بسمع میاں محمد امان نثار قصہ اثر در نامہ گفتن رسیدوے
بگوشہ نشستہ در ہماں مجلس غزلے موزوں نمود و بعد خواندن وے اثر در نامہ را بدورہ[خود آ]ں غزل را بہزار
شد و مد انشاد فرمود و در مجلس غوغائے عجیب و غریب برخاست[2]۔ و بہ محمد تقی میر رسید آنچہ رسید مقطع آں غزل
بنابر تفریح یاراں در ینجا مرقوم گردید[3]ہ

حیدر کرانے وہ زور بخشا ہے نشا۔ ایک پل میں دو کروں [اثر در کے] کلے چیر کر

برایں مقطع اہل مجلس ہزاراں ہزار آفریں کردند کہ فی الحقیقۃ بر اثر در تا[مہ] بلکہ بر قائلش صد ہزار نفریں
بود بہر حال از نہاد رگذشتہ میگویم و حق نمی پوشم محمد تقی میر[شا]عرے است بے[نظیر] و سخن سنجے است
خوش تقریر عندلیب خوش نواے باغ فصاحت بلبل ہزار داستان گلزار بلاغت شیر بیشۂ سخنوری ہزبر صحرائے
ہنر سرے شہسوار عرصۂ سخن طرازی فارس مضمار نکتہ پردازی جادو کلام معانی آفریں سحر بیان صنائع بدائع آگیں
میر اقلیم شیریں زبانی دبیر قلمرو عذب البیانی طرز گفتارش بے بدل انداز اشعارش ضرب المثل زعم بعضے آں کہ
سرآمد شعرائے فصاحت آگا مرزا محمد رفیع سودا در غزل گوئی سخن بوے نرسانیدہ اما حق آنست کہ ع

---

[1] برخواست در ہر دو نسخہ [2] میگردد ا.ا. [3] دم ا.ا.

هر گلے را رنگ و بوے دیگر است

مرزا دریائے است بیکراں و میر نہرے است عظیم الشان در معلومات قواعد فن میر را بر مرزا برتری است و در قوت شاعری مرزا را بر میر سروری ملخص کلام دواوین متعدده مملو ہر گونہ سخن و مثنویات متوفرہ مشحون چندیں صنائع بدائع فن بر صفحہ روزگار ثبت فرمود ..... شعر از اشعار بلند رتبہ آں استاد مسلم الثبوت اہل انصاف رقم زدہ کلک وقائع سلک ایں خوشہ چین خرمن اہل سخن نمود منہ سلمہ ربہ ؎

مہر کی تجھے توقع تھی ستمگر نکلا — موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا
اشک تر قطرہ خوں لخت جگر پارہ دل — ایک سے ایک قیمتی آنکھ سے بہتر نکلا

کہتے ہیں جو بگڑی کا بنانا اوس کی میر — سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا

جوے تا صدرہ پوچھے میر بھی ادھر کو چلتا تھا — تو کہیو جب چلا ہو نہیں تو اوسکا جی نکلتا تھا

کیا کہیے عشق حسن کا آپ ہی طرف ہوا — دل نام قصبہ خوان یہ ناحق تلف ہوا

ے گلگوں کی بوتلیں بلکہ میخانہ مہکتا تھا — جب ساغر پہ موجہ رکھتا ہر ایک شیشہ بہکتا تھا

ایک پارہ جیب کا بھی بجا میں سیا نہیں — وحشت میں میں سیا تو کہیں کا کہیں سیا

اوٹھوں نہ ناک سے میں کشتہ نگاہی کا — دماغ کس کو ہے محشر کی داد خواہی کا
ہے لب نکیں علاج میرا — پر بے مزہ ہے مزاج میرا

کیا کہوں میں میر اپنی سرگذشت — ابتدائے قصہ میں وہ سو گیا

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے — ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں موند — یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئے آرام کیا
پوچھتے کیا ہو ہم سے یارو میر کے دین اور مذہب — قشقا کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

دیوانپن ہمارا آخر یہ رنگ لایا — جو دیکھنے کو آیا ہاتھوں میں سنگ لایا

مغاں مجھ مست کی یہ خندۂ قلقل نہ دیگا — مے گلگوں کا شیشہ چکیاں لے لیکے رویگا

خوب ہیں شب پاؤں اپنے دوست کے متاتھیں — آنکھ دشمن کس کی سو ہم تو ست رہ گیا

مسجد میں شام آج ہوا آکے کہاں سے — کل تک تو یہی میر خرابات نشیں تھا

کسی وقت پاتے نہیں ہم اوسے — بہت میرے آپ کو کم گیا

نمک میر جگر سوختہ کی جد خسرے — کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

شام سے کچھ بجھ سا رہتا ہے — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
داغ آنکھوں سے کھل رہے ہیں سب — دل[2] جی اوستہ ہوا ہے نرگس کا

قامت خمیدہ نالہ شکستہ بدن نزار — تیرا تو میر غم میں عجب حال ہو گیا

---

[1] آنکھیں در ہود نسخہ، مگر کلیات طبع کلکتہ میں "آنکھوں" ص۱۳۲ اور آنکھوں سے کھل رہے ہیں ص۲۶۵ ایضاً [2] ہاتھ، کلیات،

بیتاب جی کو دیکھا دل کو کباب دیکھا — جیتے رہے تھے کیوں ہم جو یہ عذاب دیکھا

سوکھتے ہی آنسوؤں کے نور آنکھوں کا گیا — بجھ ہی جاتے ہیں دیے جو وقت سب روغن جلا
آگ سی ایک دل میں سلگے ہے کبھی بھڑکے تو میر — [دیکھے] تیری ہڈیوں کا ڈھیر جل ایندھن جلا

مر چلے بے قرار [ہو] کر ہم — اب تو تیرے تئیں قرار [ا] رہوا

لگتی نہیں ہے دارو ہیں سب طبیب حیراں — ایک روگ میں بسا ہا جی کو کہاں لگایا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر چڑھا ہے — چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اس جواں کا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا — دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
قسم جو کھائیے تو طالع زلیخا کی — عزیز مصر کا بھی صاحب ایک غلام لیا

کیوں کے نقاش ازل نے نقش ابرو کا کیا — کام ہے ایک تیرے مونہہ پر [کھینچنا] شمشیر کا
کس طرح سے مانیے یارو کہ یہ عاشق نہیں — [رنگ] اوڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میر کا

روے عرق فشاں کو بس [پوچھ] گرم مت ہو — اوس گل میں کیا رہے ہے جسکا گلاب نکلا

میں نہ کہتا تھا کہ مونہہ کر دل کے اور — اب کہاں وہ آینہ ٹوٹا گیا
میر کس کو اب دماغ گفتگو — عمر گذری ریختہ چھوٹا گیا

اتنی [گذری] جو تیرے ہجر میں سو اوسکے سبب — صبر مرحوم عجب [مونس] تنہائی تھا

ہم فقیروں سے کج ادائی کیا
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا

سخت کافر تھا جنے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

لے گئی صبح کے نزدیک مجھے خواب اے وائے
آنکھ اوس وقت کھلی قافلہ جب دور گیا

نمود کر کے وہیں بحر غم میں بیٹھ گیا
کہے تو میر بھی ایک بلبلا تھا پانی کا

گلی میں اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پھر
میں میر میر کر اوس کو بہت پکار رہا

دل کے تئیں آتش ہجراں سے بچایا نہ گیا
گھر جلا سامنے پر ہم سے بجھایا نہ گیا

گل میں اوسکی سی جو بو آئی تو آیا نہ گیا
ہم کو بن دوش ہوا باغ سے لایا نہ گیا

کاوکاو مژہ یار و دل زار و نزار
گتھ گئے ایسی شتابی کہ چھڑایا نہ گیا

دل میں رہ دل میں کہ معمار قضا سے اب تک
ایسا مطبوع مکاں کوئی بنایا نہ گیا

میر امتع عذر گریباں پھٹے رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلایا نہ گیا

ابتو جاتے ہیں میکدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

اس صحن پر یہ وسعت اللہ رے تیری [صنعت]
معمار نے قضا کے دل کیا مکاں بنایا

وہ تو مٹا گیا تھا تربت بھی میر جی کی
دو چار اینٹیں رکھ کر پھر میں نشاں بنایا

خوش رہا جب تلک رہا جیتا
میر معلوم ہے قلندر تھا

حسرت اوسکی جگہ تھی خوابیدہ
میر کا کھول کر کفن دیکھا

تو یوں گالیاں شوق سے غیر کو دے ہمیں کچھ کہیگا تو ہوتا رہے گا

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا

دیکھ آرسی کو یار ہوا محو ناز کا خانہ خراب ہو جیو آئینہ ساز[کا]

[ایں شعر سرقہ نا] صرعلی است اما خوب بستہ وے گوئد ؎

دست خواہم زدبدامان سکندر روز حشر شوخ لیلیٰ زادہ ام را طبع مجنوں کردہ است

چشم بہنے سے کبھو رہتی نہیں کچھ علاج اے میر اس نا[ئ]سٹار کا

کئی دن سلوک وداع [کا][۲] میرے در پے دل زار تھا کبھو در دتھا کبھو داغ تھا کبھو زخم تھا کبھو وار تھا

شہرۂ عالم اوسے یمن محبت نے کیا ورنہ مجنوں ایک خاک افتادہ ویرانہ تھا

[یہ][۳] اتصال اشک جگر سوز کا کہاں روتی ہے [یونتو] شمع بھی کم کم تمام شب

دریا میں قطرہ قطرہ ہے آب گہر [کہیں] ہے میر موجزن تے ہر یک سخن میں آب

اس لیئے عشق میں نے بویا[۴] تھا تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب
میر شاعر بھی زور کوئی تھا دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

---

[۱] نسخۂ اصل میں 'ناصور' [۲] 'کے' در ہر دو نسخہ 'کا' از کلیات صہ ۳۸
[۳] 'یہ' از کلیات ۔ 'نہ' در ہر دو نسخہ ' [۴] 'چھوڑا' کلیات صہ ۸۱

کھا کے دانہ یہ دام بچھوایا ہووے آدم کو بھی بہشت نصیب

تنگ ہوجاوے گا عرصہ خفتگان خاک پر گر ہمیں زیر زمیں سونپا دل نالاں سمیت

[ا] بتو چپ لگ گئی ہے حیرت سے پھر کھلے گی زبان جب[1] کی [بات]
[ظالم ہے قہر ہے قیامت ہے] [غصے] میں اوسکے زیر لب کی بات

تو کس نیدوں پڑا سوتا رہا دروازہ موندے [شب] میں چوکھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کھٹ کھٹ

آئے ہیں میر مونہہ کو بنائے خفا سے آج شائد بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج

چشم [بد دور] کہ کچھ رنگ ہے اب گریہ پر خون جھمکے ہے پڑا دیدۂ گریان کے بیچ
کان رکھ رکھ کے بہت درد دل میر کو تم سنتے تو ہو [پہ] کہیں [صد دہنہو کان] کے بیچ

ہم سیہ کاروں کا رستہ وہ ہے میخانے کے اور آ گئے ہیں میر [مسجد][2] میں چلے مستی کے بیچ

فتنہ اوٹھے گا ورنہ نکل [گھر] سے تو شتاب بیٹھے ہیں آ کے طالب دیدار بے طرح

گہہ گل ہے گاہ رنگ گہے باغ[3] [گا] ہ بو آتا نہیں نظر وہ طرحدار ایک طرح
[نہ] پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد آخر کار کیا کہا قاصد

میرے سنگ [مزار] پر فرہاد رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد

---

[1] کی جب، ۱۰۹۰۔ [2] مستی در ہر دو نسخہ [3] باغ کی ہے بو۔ کلیات ص۸۶،

کچھہ [ہو] رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
آیا ہے اب مزاج ترا امتحان پر

جوں شمع صبحگاہی یک بار بجھ گئے ہم
اوس شعلہ خو نے ہم کو ما[ا] جلا جلا کر

کیا داغوں سے رشک باغ اے صد آفریں الفت
یہ سینہ ہم کو بھی [ایسا] ہی تھا درکار بس بہتر

کس ڈھب سے راہ عشق چلوں [ہے یہ ڈر مجھے
پھوٹ] میں کہیں نہ آبلے [ٹوٹ] میں کہیں نہ خار

قیامت تھا سما اوس خشمگیں پر
کہ تلوار [میں چلیں] ابرو کی بیں پر

یہ عشق بے اجل کش ہے بس ایدل اب توکل کر
اگرچہ جان جاتی ہے چلی لیکن [تغافل] کر
گداز عاشقی کا میر کے شب ذکر آیا تھا
جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہوگئی گھس [کر]

چاک دل پر ہے چشم صد خوباں
کیا کروں یک انار و صد بیمار

مرے کہیں اے میر جا [سرگشتہ پھرنا] تا کجا
ظالم کسو کا سن کہا کوئی گھڑی آ [رہ] م کر

ضعف یا تک کھپا کہ صورت گر
رہ گئے ہاتھ میں قلم لے کر
میر صاحب ہی چوکے اے بد عہد
ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر

کم گو جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہوگیا
اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

چلو میں اوسکے [میر] لہو تھا سو پی چکا
اوڑ [تا] نہیں ہے طائر رنگ حنا ہنوز

دل جلوں پر روتے ہیں جنکو ہے کچھ سوز گداز　　شمع رکھتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز

ہے پریشاں دشت میں کس کا غبار ناتواں　　گرد کچھ گستاخ آتی ہے چلی محمل کے پاس [ہے]

سب سے آیہ حفظ] لکھتے ہیں خوباں اختلاط　　ہوتے ہیں یہ لوگ بھی کتنے پریشاں اختلاط

شیخ سچ خوب ہے بہشت کا باب　　جائینگے گر وفا کرے گا داغ

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ [دروغ]　　کہاں دماغ ہمیں اسقدر [درد] غ دروغ

کس نے [لیا ہے تم سے چھلکہ] کہ داد [خواہ]　　ٹک کان [ہی رکھا] کرو فریاد کی طرف

[محبت] نے شاٹر کر دی دل کو آگ　　دھواں سا ہے کچھ اس نگر کی طرف

گوش کو ہوش کے ٹک کھول کے سن شور جہاں　　[سب کی] آواز کے پردے میں سخن ساز ہے ایک

[نقا] ش کیوں کے کھچ چوکا تو شبیہ یار　　کھچوں ہوں ایک ناز ہی اوسکے میں اب تلک

اللہ رے عندلیب کی آواز [دل خرا] ش　　دل ہی نکل گیا جو کہا اونے ہائے گل

[ملنے] کی رات داخل ایام کیا نہیں　　برسوں ہوے کہاں تئیں اے یار آج [کل]

گرچہ آوارہ جون صبا ہیں ہم　　لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم

نقد [دل چھوڑتے نہیں] خوباں　　[اس پہ] گو [یا] کہ قرض کھاتے ہیں

بے کلی بے خودی کچھ آج نہیں ایک مدت سے [وہ مزاج] نہیں

[اسطرح دل گیا] کباب تک ہم بیٹھے روتے ہیں ہاتھ ملتے ہیں
ایک بیمار جدائی [ہوں] میں آپ ہی تسپر پوچھنے وا[لے] جدا جان کو کھا جاتے ہیں

پھاڑا ہزار جاں سے گریبان صبر میر کیا کہہ گئی نسیم سحر گل کے کان میں

تو زبوں شکار تو تھا ولے میر صید گہ میں تیرے خوں سے ہے حنائی کفِ پائے صید بنداں
بارہا وعد[وں] کی راتیں [آئیاں] طالعوں نے صبح کر دکھلائیاں
آنکھوں نے میر صاحب و قبلہ و دم کیا حضرت بکا کیا نہ [کرو] رات کے تئیں

نوحہ پہ میرے عندلیب [نالے کو اپنے] سر نہ کر بات میں بات [عیب ہے] مینے تجھے کہا نہیں

[جنو]ں میرے کی باتیں دشت اور گلشن [میں] جب چلیاں نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیاں بید کی [ہلیاں
گریباں شور محشر کا اوڑے گا دھجیاں ہو کر فغاں پر ناز کرتا ہوں کہ بل بے تیری ہتھ بلیاں
[دوانہ] ہوگیا ہے میر آخر زیختہ کہہ کہہ نہ کہتا تھا میں اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

[یو] ہیں حیران و خفا جوں غنچۂ تصویر ہوں عمر گذ[ر]ی پر نہ جانا [کس لئے دلگیر ہو]ں
گذر جان سے اور ڈر کچھ نہیں رہ عشق میں پھر خطر کچھ نہیں
فلک نے گر کیا رخصت مجھے سیر بیاباں کو نکالا سر سے جائے مو مرے خار مغیلاں کو

نہیں یہہ بید مجنوں گردش گردونِ گرداں نے بنایا ہے شجر کیا جانئے کس مو پریشاں [کو]

---

[1] 'کروں' نسخۂ اصل'

نسیم مصر کب آئی سواد شہر کنعاں کو
کہ بھر جھولی [نہ] یہاں سے لیگئی گلہائے حرماں کو

زبان نوحہ گر ہو نہیں قضا [کیا ملایا] تھا
مری طینت میں یارب سودہ دلہائے نالاں کو

صدائے آہ جیسے تیر جی کے پار ہوتی ہے
کسی بیدرد نے کھینچا کسو کے دل کے پیکاں کو

تری ہی جستجو میں گم ہوا ہے کہہ کہاں کھویا
جگر خوں گشتہ دل آزردہ میر [اوس] خانہ ویراں کو

چاہوں تو بھر کے کولی اوٹھا لوں ابھی تمہیں
کیسے ہی بھاری ہو [مرے آگے] تو پھول ہو

آ [را] م ہو چکا مرے جسم نزار کو
[رکھے خدا] جہاں میں دل بے قرار کو

کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
ہاں کہو اعتماد ہے ہم کو

اچھی لگے ہے [پیا] رے گلگشت باغ کسکو
صحبت رکھے گلوں سے اتنا دماغ کس کو

گل ہو آئینہ ہو مہتاب ہو خورشید ہو میر
اپنا محبوب وہی ہے جو ادا [ر] کھتا ہو

بکھر رہی ہیں مونہہ پر زلفیں آنکھ نہیں کھل سکتی ہے
[کیوں] کے [چھپے] میخواری شب جب ایسے راتے ہو

دل [صاف ہو تو] جلوہ گہہ یار کیوں نہ ہو
آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں نہ ہو

رات ساری تو کٹی سنتے پریشاں گوئی
میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو

[تو نظر کو کھو کے میں سوؤں گا] دیکھیو
[دل] بھر [رہا] ہے [خوب ہی رووٗنگا دیکھیو]

عشق کی مرگ ابتدائی لو
جو نہ مانو تو انتہائی لو]

فاتحہ کو نہ آیا بعد مرگ
میر کے یار کی طرح دیکھو

لہ بکھری - کلیات ص۱۶۲ ،

[کھویا] ہمارے ہات سے آئینہ نے اوسے [۱] لیسا جو پاوے آپ کو [مغرور] کیوں نہ ہو
ہردم وہ شوخ دست بشمشیر کیوں نہ ہو [کچھ ہم نے کی] ہے ایسی ہی تقصیر کیوں نہ ہو
ہووے ہزار [دشت] اوسے تو بھی یار ہے اغیار تیرے سا [تھ] جو ہو میر کیوں نہ ہو

جو میں نہ ہوں تو کرو ترک [ناز] کرنے کو کوئی تو چاہیئے جی بھی [نیاز][1] کرنے کو

---

[۱] بتو نقاب موہبہ پہ لے ظالم کہ شب ہوئی شرمندہ سا ہے دن تو [کیا] آفتاب کو
کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب سمجھاؤں [کبتک اس] دل خانہ خراب کو

اوس کی طرز نگاہ مت [پوچھو] جی ہی جانے ہے آہ مت پوچھو

جگر لوہو کو تر سے ہے [میں سچ کہتا] ہوں دلخستہ دلیل اسکی نمایاں ہے میری آنکھیں ہیں خوں [بستہ]
[میرے آگے نہیں ہستا تو آ] ایک صلح کرتا ہوں بھلا روؤں میں دو دریا تبسم کر تو یک [پشتہ]

میں تو چپ ہوں وہ ہونٹ چاٹے ہے کیا کہوں تجھنے کی جا ہے یہ

[روسپیدی] ہے نقاب رخ شور مستی ریش قاضی کے سبب پنبہ دہاں [ہے] شیشہ
چھک گیا دیکھ کے میں میرا سے مجلس میں چشم بد دور طمرحدار جواں ہے شیشہ

کل بے تکلفی میں لطف اوس بدن کا دیکھا نکلا نہ پڑ قبا سے اے گل بس اب ڈھکا رہ
کہتے ہیں اوسکے تو مونہہ لگا ہے یوں ہی ہو یا رب جوں ہے [یہہ][2] افواہ
کیا کیا نہ تجھیں تم نے بچپن[3] میں اچھا رجھایا اے مہرباں [ن واہ]

---

[1] از کلیات صفحہ ۱۶ [2] کلیات صفحہ ۱۷۱ [3] از کلیات صفحہ ۱۷۵ [4] بچائیں - کلیات صفحہ ۱۷۳

کس گنہ کا ہے پس از مرگ یہ عذر جانسوز — پاؤں پر شمع کے [پاتے] ہیں سر پروانہ

درمیاں ایسا نہیں [۱] ہے آئینہ — میری اوسکی اب صفائی ہو چکی
آج پھر تھا بے حمیت میر وہاں — کل لڑائی [سی] لڑائی ہو چکی

کلی کہتے ہیں تیرا سا دہن ہے — سنا کر تو کہ یہ بھی ایک سخن ہے

نہیں خالی اثر سے تصفیہ دل کا محبت میں — کہ آئینے کو ربط خاص ہے صاحب جمالوں سے
[رگ گل کو کوئی کہتا ہے کوئی اے میر مو اوسکو — [کہ] اوس شوخ کی بندہ تی نہیں [ان] خوش خیالوں سے [۲]

دل دو ہو میر صاحب اوس بدمعاش کو تم — خاطر تو جمع کر لو تک قول سے قسم سے

عشاق [پر جو] وہ صف مژگاں پھریں تو میر — جوں اشک کتنے چو گئے کتنے ٹپک گئے

میرے لب پہ رکھ کان آواز سن — کہ اب تک بھی ایک ناتواں [آہ ہے]

دم مرگ و شوار دی جان اونے — مگر میر کو آرزو تھی [کسو کی]

فلک اے کاش ہم کو خاک ہی رکھتا کہ اسمیں ہم — غبار راہ ہوتے [یا کسو کے] خاک پا ہوتے
کہیں جو کچھ ملامت گر بجا ہے میر کیا جانے — انہیں معلوم تب ہوتا کہ ویسے سے جدا ہوتے

جاوے روغن دیا کرے ہے عشق — خون [بلبل چر] اغ میں گل کے

---

[۱] از کلیات ص۱۷۶ [۲] 'اب' کلیات [۳] کلیات ص۱۷۹ ۔

دل کس قدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میرؔ — [آئی جو با]ت لب پہ سو فریاد ہو گئی

اچھا لگا ہے شائد آنکھوں میں [یار اپنی] — آینہ] دیکھکر جو حیران ہو رہا ہے

میں جو بولا کہا کہ یہ آواز — [ا] وسی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم میں دل بھنا شائد — دیر سے بو کباب کی سی ہے
میرؔ اون نیم باز آنکھوں میں — ساری مستی شراب [کی] سی ہے

اوس کی شمشیر تیز سے ہمدم — مر رہیں گے جو زندگانی ہے

اب ظلم ہے اس خاطر تا غیر بھلا مانے — بس [ہم نہ برا مانیں] تو کون برا مانے
بے طاقتی دل نے رسوا ہی کیا ہم کو — [پر میرؔ فقیر]وں کی یہاں کون صدا مانے

وصل کے دن کی آرزو ہی [ا]ہی — شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
زور ند کچھ نہ تھا تو بارے میرؔ — کس بھروسے [پہ آشنا]ئی کی

عاقبت فرہاد مر کر کام اپنا کر گیا — آدمی ہووے کسو پیشے کا جرأۃ چاہیئے

آہ میری [زبان] پر آئی — پھر بلا آسمان پر آئی

اپنے بھی جی [میں آخر] انصاف کر کہ کب تک — تو یہ ستم کرے گا ہم درگذر کریں [گے]
اب چاند بھی] نکلے ہے تیرے سے جلوے کرنے — شبہائے ماہ چندے تجکو چھپا رکھیں گے

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

کل میر نے کیا کیا کی مے [کے] لیئے بتابی
آخر کو گرو رکھا [سبھا] وہ محرابی

ہمیں غش آگیا تھا وہ بدن دیکھ
بڑی کل بل ٹلی [ہے جان] پرسے]
لیا دل اوس مخطط رونے میرا
اوٹھالوں میں اوسے [قرآن پرسے]

سرمے سے ایسی آنکھیں تمہاری لگیں نہیں
احوال پر ہمارے تمہیں [کب] نگاہ ہے

اب سے یوں کیجے مقرر اوٹھیے جب کہار سے
وادی مجنوں پہ بھی اسے ایک دم روئیے

یکسو کشادہ [روئی] پرچیں نہیں جبیں بھی
ہم چھوڑی مہر اوسکی کاش [اوسکو ہوئے کیں] ابھی

خبر نہ تھی تجھے کیا میرے دل کی طاقت [کی
نگاہ چشم] ایدھر تو نے کی قیامت کی

کس پاس جا کے بیٹھوں [خرابی] میں ہائے میں
مجنوں کی موت کیسی شتابی سے آگئی
سودا جو اوسکے سر سے گیا زلف یار کا
تو تو بڑی ہی میر کے [سر سے بلا] گئی

گلا [اپنی] جفا کا سن کے مت آزردہ ہو ظالم
نہیں تہمت ہے تجھپر تو جفاکاری کو کیا جانے
تیرا ابرام اوسکی سادگی پر] میر مانا میں
بھلا ایسا ہی ناداں ہے وہ عیاری کو کیا جانے

کہہ حدیث آنیکی اوسکے جو کیا شادی مرگ
نامہ بر [کیا چلی] تھی ہم کو خبر کرنے کی

[برقع] کو اوٹھا چہرے سے وہ بت اگر آوے — اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

ورق ۲۴۰

[اے ناقۂ لیلےٰ] دو قدم راہ غلط کر — مجنون زخود [رفتہ] کبھو راہ پر آوے

[نہ پوچھ کچھ] لب ترسا بچے کی کیفیت — کہوں تو دختر رز کی . . . [جل] جاوے

نہ بول میر سے مظلوم عشق ہے وہ غریب — مباد [آہ] کرے سب جہان جل جاوے

کرے ہے خندۂ دنداں نما [تو] میں بھی روؤں گا — چمکتی زور بجلی ہے مقرر آج باراں ہے

چلا ہے کھینچنے تصویر میرے بت کی آج — خدا کے واسطے [صو] رت تو دیکھو مانی کی

ابھی ایک عمر رونا ہے نہ کھو اشک [اے آنکھو] — کرو [کچھ] سوجھتا اپنا تو بہتر ہے کہ دنیا ہے

بال [کھلے وہ شب کو شانہ] بستر خواب پہ سوتا تھا — [آ] ئی نسیم صبح جو ادھر پھیلا [عنبر] سارا ہے

جسکو پہلو سے یار اوٹھتا [ہے] — درد بے اختیار [اوٹھتا] ہے

اب تلک بھی مزار مجنوں سے — ناتواں سا غبار [او] ٹھتا [ہے]

لاعلاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارہ[1] گی — کیجیے کیا میر صاحب بندگی بے چارہ[1] گی

طاقت نہیں ہے جی میں [نے] اب جگر رہا ہے — پھر دل ستم رسیدہ ایک ظلم کر رہا ہے

مارا ہے [کس کو ظالم اس] بے سلیقگی سے — دامن تمام تیرا لوہو سے بھر رہا ہے

[پہنچا] تھا تیغ کھینچے مجھ تک جو بولے دشمن — کیا مارتے ہو اسکو یہ آپ مر رہا ہے

چل ہمنشین دیکھیں آوارہ میر کو ٹک — خانہ خراب وہ بھی آج اپنے گھر رہا ہے

---

[1] کذا

تا چند تیرے غم میں یوں زار رہا کیجے
[امید] عیادت پر بیمار رہا کیجے

دل جاؤ تو اب جاؤ خوں ہو تو [جگر] ہووے
ایک جان ہے کس کس کے غمخوار رہا کیجے

ذوق [جراحت] اوسکا کس کو نہیں ہے لیکن
بخت اوسکے جسکو اونے تیغ [جفا] لگائی

بالعکس آج اوس کے سارے سلوک دیکھے
کیا جانے [دشمنوں نے] کل اوسے کیا لگائی

دل عجب جاے ہے ولیکن مفت
ہات سے یہ مکان جاتا ہے

نالے کا آج دل سے [پھر] اب تلک گذر ہے
[تک گوش] رکھیو ادھر ساتھ اسکے کچھ خبر ہے

صید افگنو[1] ہمارے دلکو جگر کو دیکھو
ایک تیر کا ہدف ہے ایک تیغ کا سپر [ہے]

اوسکے چلنے کی آن کا بے حال
مدتوں میں بحال آتا [ہے]

سر مار مار سنگ سے مردانہ جی دیا
فرہاد کے جہان سے جانیکو عشق ہے

جب سے اوس بے وفا نے بال رکھے
صید [بندوں] نے جال ڈال [رکھے]

ہاتھ کیا آوے وہ کمر سے ہیچ
یوں کوئی جی میں کچھ [خیال رکھے]

دلی کے سبھی کوچے اوراق مصور تھے
[جو شکل] نظر آئی [تصویر] نظر آئی

شب گئے تھے باغ میں ہم ظلم کے مارے [ہوئے]
[جان کو] اپنی گل و مہتاب انگارے ہوے

پیار کرنے کا جو خباں [ہم پہ] رکھتے ہیں گناہ
اون سے بھی تو پوچھیے تم [اتنے] کیوں پیارے ہوے

لیتے [کروٹ] ہل [گئے] جو کان کے موتی تیرے
شرم سے [سرد] رگریاں صبح کے تارے [ہوے]

ص ق ۳۳۱

[1] گذا در ہر دو نسخہ

بہت سعی کریے تو مر رہیئے میر — بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

زخموں پہ زخم جھیلے داغوں پہ داغ کھائے — ایک قطرہ خون دل نے کیا کیا ستم اٹھائے

یاقوت کوئی [ان کو کہے ہے] کوئی [گلبرگ] — ٹک تو بھی ہلا ہونٹ کہ ایک بات ٹھہر جاے

شوق تھا جو [پھر کے] کوچے میں ہمیں لایا تھا میر — پاؤں میں طاقت [کہاں اتنی] کہ پھر گھر جائیے

میر صاحب گیا ہے دل تب سے — میں [تو کچھ ہو گیا] ہوں سودائی

ٹک تمہارے ہونٹ کے ہلنے میں یہاں ہوتا ہے کام — اتنی اوتنی بات گر ہووے تو مانا کیجیے

[بھنتے] ہیں دل ایک جانب سکتے ہیں جگر یکسو — ہے مجلس مشتاقاں [دوکان] کبابی کی

طاقت نہیں ہے جی میں نے دل بجا رہا ہے — کیا ناز کر رہے [ہو] اب ہم میں کیا رہا ہے

اب خدا مغفرت [نصیب کرے] — صبر مرحوم تھا عجب کوئی

رونے کی ہے جا کہ آہ [کریے][1] — پھر دل میں تیرے اثر نہ ہووے

چھن گیا سینہ بھی کلیجا بھی — [یار کے تیر جان لیجا بھی]
کیوں تیری موت آئی ہے اے غیر — سامنے [سے میرے پرے جا بھی]

---

[1] از کلیات ص ۱۲۰

گھبرانہ میر عشق میں اس سہل زیست پر [جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار] مر گئے

لگا جاتا ہے جی اندر ہی اندر آج گرمی سے بلا سے چاک بھی ہو جائے سینہ تک ہوا آوے
ہمارے دل میں آنے کا تکلف اوسکو بیجا ہے یہ دولتخانہ ہے [اوسکا وہ] جب چاہے چلا آوے

ہم زمزمہ تو ہوگی مجھ نالہ کش [سے چپ رہ] اے عندلیب گلشن تیرا لب و دہاں ہے

پھر طرح جو کچھ [اوس] سے دھوے کی ہی ڈالی ہے کیا تازہ کوئی گل نے اب شاخ [نکالی ہے]
دو گام کے چلنے میں[1] پامال ہوا عالم کچھ [سا] ری خدائی سے یہ [چال] نرالی ہے

نار چمن وہی ہے بلبل سے گو خزاں ہے [ٹہنی جو] زرد بھی ہے سو شاخ زعفراں ہے
باغ و بہار [ہے وہ میں کشت] زعفراں ہوں جو لطف ایک اودھر ہے تو یہاں بھی [ایک سماں ہے]
از خویش رفتہ [اوس] بن رہتا ہے میر اکثر کرتے ہو بات [کسے وہ] آپ میں کہاں ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمار [ے گذر گئے] بس اے تپ فراق کہ گرمی سے مر گئے

کسکو ہے آرزوے رفا [قت] فراق میں ایسا تو ہو کہ کوئی گھڑی جی سنبھل سکے

[کیا] غم میں ایسے خاک فتادہ سے ہو سکے دامن پکڑ کے یار کا جو ٹک نہ] سو سکے

طرف ہونا مرا مشکل [ہے میر اس شعر کے فن میں] یوں ہیں سو اکبھی ہوتا ہے سو جاہل ہے کیا جانے]

[روز] آنے پہ نہیں نسبت عشقی موقوف عمر بھر ایک [ملاقات چلی جاتی ہے]

---

[1] سے ۱۰۱

عدد ۳۲۲

[خرقہ] مندیل بدامت لیے جاتے ہیں — شیخ کی ساری کرامات چلی جاتی ہے

[کب تلک جی] رکے خفا ہوئے — آہ کریے کہ تک ہوا ہووے
جی [ٹھہر جا] سے یا ہوا ہووے — دیکھیے ہوتے ہوتے کیا ہووے
بیکلی مارے ڈالتی ہے نسیم — دیکھیے اب کے سال کیا ہووے
مر گئے ہم تو مر گئے تو جی — دل گرفتہ [تر] ہی بلا ہووے

پہنچا تو ہوگا سمع مبارک میں حال میر — اس پر بھی جی میں آوے تو دل کو لگائیے

نہیں وسواس جی [گنو] انے کا — ہائے [رے] ذوق د[ل] لگانے کا

اس شوق کو [ٹک دیکھ] کہ چشم نگراں ہے — جو زخم جگر میر کا ناسور ہوا ہے

[بسکہ تیرا ہوا] بلا گرداں — سر کو میرے دوار رہتا ہے
ہر گھڑی [رنجش] ایسی باتوں میں — کوئی اخلاص پیار رہتا ہے
دل کو گو ہات [میں] رکھو [اب] تم — کوئی یہ بیقرار رہتا ہے
کیوں نہ ہووے عزیز [دلہا میر] — کس کے کوچے میں خوار رہتا ہے

طفلی سے ہوے پیر [گیا عہد جوانی] — [اے عمر گذشتہ میں تیری قدر نہ جانی]

آتی ہے مجھے [ایک طلب بوسہ میں] یہ آن — [لکنت] میں الجھ جا کے تجھے بات نہ [آئی][1]

---

[1] از کلیات ،

آج پر بے قرار ہیں ہم بھی — بیٹھ جا چلنے ہار ہیں ہم بھی
منع گریہ نہ کر تو اے ناصح — اسمیں بے اختیار ہیں ہم بھی
میر نام ایک جواں سنا ہوگا — اوسی عاشق کے یار ہیں ہم بھی

آہ ان خوش قامتوں کو کیوں کے برمیں لائیے — جنکے ہاتھوں سے قیامت [پر بھی] عرصہ تنگ ہے
صبر بھی کرتے بلا پر میر صاحب جی کبھو — [جب نہ تب] رونا ہی کڑھنا یہ بھی کوئی ڈھنگ ہے

فقیرانہ آئے صدا کر چلے — کہ [میاں][1] خوش رہو ہم دعا کر چلے

برقع اوٹھتے ہی چاند سا نکلا — داغ ہوں اوسکی بے حجابی سے

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہمنے — اس گریبان [ہی سے] ہاتھ اوٹھایا ہم نے

ہے جو اندھیر شہر میں [خور] شید — د [ان کو] لیکر چراغ نکلے[2] ہے

کرو توکل کہ[3] عاشقی میں نہ یوں کروگے تو کیا کروگے — [لم جو یہ ہے] تو دردمندو کہاں تلک تم دوا کروگے
غم محبت سے میر [صاحب تنگ] ہو نہیں فقیر ہو تم — جو وقت ہوگا کبھو مساعد تو [میرے حق میں] دعا کروگے

مرنے کی کیا میر جی صاحب ہمکو ہوس تھی کیا [کہیئے] — جی سے ہاتھ اوٹھا گئے پر [او] سے دل نہ اوٹھا گئے

کیا خط لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی — [لکھتا ہوں تو پھرے ہے] کتابت بہی بہی

---

[1] میاں ۱۰۰۰ [2] نکلا ۱۰۰۰ [3] 'نہ' دراصل

کلاہ کج سے ہر غنچے [کی پیدا ہے گلستاں میں] کہ کیا کیا اس چمن [میں] دلبران لاابالی تھے

تری زلف [سیہ کی] یاد میں آنسو چمکتے ہیں اندھیری رات [ہے] برسات ہے جگنو چمکتے [ہیں]

میر پھر کہیو سرگذشت اپنی بارے [یہ کہہ] مزاج تو خوش ہے

[ترے فرا]ق میں کچھ کھا کے سو رہوں گا میں تو کس خیال میں ہے تجکو کچھ خبر [بھی ہے]

میں گریباں پھاڑتا ہوں وہ سلا دیتا ہے میر خوش نہیں [آتی] نصیحت گر کی غمخواری مجھے

کیا گردن ہلال ابھی سے ڈھلک گئی [ابرو] تو یک طرف پلک اوسکی نہیں ہلی

مصرع زلف کا نہ نکلا پیچ شاعروں نے بھی فکر کر دیکھی

اونے دیکھا جو اوٹھکے سوتے سے اور گئے آئنے کے [طوطے سے]

دیکھتا ہوں تو کام میرا میر اول عشق [ہی میں آ] خر ہے

[آ]ہ [آنسو] کی کب تلک تکیے خون دل ہی کا اب [مزہ چکھیے]
بید سا کانپتا ہے وقت مرگ میر کو رکھیو مجنوں کے تکیے

[چلی جاتی] ہے نکلی جان ہی تدبیر کیا کیجے مداوا سے مرض گذرا کہو اب میر کیا کیجے

پر نہیں میر تم نام خدا ہو جواں — کاہلی اللہ رے کچھ تو کیا چاہیئے

قطعہ

شیخ اور برہمن کی تو ضد سے — کعبہ [و دیر] میں نہ جائے گا
[اپنی ڈ] یڑھا [مینٹ] کی جدی مسجد — کسی ویرانے میں بنائے گا

دیگر

واجب [القتل اسقدر] تو ہوں — کہ مجھے دیکھکر کہے ہے پکار
پھر تو آیا نہ سامنے میرے [میاں] — لائیو [میاں] میری سپر تلوار

دیگر

میں یہ کہتا تھا کہ دل جنے لیا کون ہے وہ — یک بیک بول اوٹھا اس [طرف آیں ہی ہوں
جب کہا میں نے [کہ تو] ہی ہے تو پھر کہنے لگا — کیا کرے گا تو مرا دیکھوں تو جا میں ہی ہوں

[دیگر]

گر ساتھ لے گڑا[1] [تو دل] مضطرب کو میر — آرام ہو چکا مرے اس[2] جسم زار کو
جیتے جی فکر خوب ہے ورنہ [یہ بد] بلا — رکھے گی حشر تک تہ و بالا مزار کو

دیگر

جس راہ ہو کے آج میں پہنچا ہوں تجھ تلک — کافر کا بھی گذا [رالہٰی] اودھر نہ ہو
یکجا نہ دیکھی آنکھوں سے ایسی تمام راہ — جسمیں [بجاے نقش] قدم چشم تر نہ ہو

دیگر

چلتا ہے رہ عشق ہے اسپر بھی تو چل[3] تو — پر ایک قدم چل[4] کہیں زنہار نہ ہووے
صحراے محبت میں قدم دیکھ کے رکھ میر — یہ سیر سر کوچہ و بازار نہ ہووے

دیگر

جبتک کڑی اوٹھائی گئی ہم کڑے رہے — ایک [ایک] سخت بات پہ برسوں [لڑے] رہے
اب کیا کریں [نہ صبر ہے دل کو نہ جی کو تاب] — کل [اوس گلی میں] آٹھ پہر غش پڑے رہے

---

[1] ز کلیات 'گڑا' در ہر دو نسخہ [2] ترے جسم نزار ا، و 'ترے مشت غبار' کلیات [3] 'چلے' کلیات [4] 'چل' کلیات.

دیگر

میں کہا میر جا[ں بلب ہے شوخ] — تو نے کوئی خبر کو بھیجا بھی
کہنے لا[گا] نہ واہی یک [اتنا] — کیوں ہوا ہے سڑی ابے جا بھی

دیگر

تربت میر پر ہیں اہل سخن — ہر طرف حرف ہے حکائت ہے
تو بھی تقریب فاتحہ سے چل — [بخدا واجب] الزیارت ہے

دیگر

ایک شخص مجھی سا تھا کہ [تجھ سے [پہ تھا] عاشق — وہ اوس کی وفا [پیشگی] وہ اوس کی جوانی
یہ کہہ کے میں رویا تو کہا جانے دے اے میر — سنتا نہیں میں ظلم رسیدوں [کی] کہانی

رباعی

محشر میں اگر یہ آتش دم ہوگا — ہنگا[مہ سب] ایک پٹ میں برہم ہوگا
تکلیف [بہشت] کاش مجکو نہ کر[یں] — ورنہ وہ باغ بھی جہنم ہوگا

دیگر

[ہر رو] زنیا ایک تماشا دیکھا — ہر کوچے میں سو [جو] ان رعنا دیکھا
دلی تھی طلسمات کہ ہر جا گہ میر — ان آنکھوں [سے آہ] ہمنے کیا کیا دیکھا

ورق ۳۲۴

دیگر

تا چند تلف میر حیا سے ہوگا — شایستۂ [صد] ستم وفا سے ہوگا
کر ترک ملاقات بتاں کعبے چل — اتنے ہوگا سواب خدا سے ہوگا

دیگر

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا — میخانے میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
ایک گوشہ عافیت جہاں میں ہمنے — [دیکھا تو محلۂ] خمو [شاں دیکھا]

دیگر

اغلب ہے وہ [غم] کا بار [کھینچے گا] میر — [مونہہ] دیکھ کہ [شکل یار] کھینچے گا میر
بیٹھا ہے بنانے اوس کی چشم [نم] حیلوں — [نقا] ش بہت خما [ر کھینچے گا] میر

دیگر

تسبیح کو [راند] ان سنبھالا ہم نے — خرقہ برسوں گلے میں ڈالا ہمنے
اب آخر عمر [میر[1] کی خاطر] — سجادہ گرو رکھنے [نکالا ہمنے]

دیگر

اب شہر کی [گلیوں میں جو ہم] ہوتے ہیں — مونہہ خون جگر سے دمبدم دھوتے ہیں
[یعنی کہ ہر اک جائے پہ] جوں [ابر] بہار — عالم عالم جہاں جہاں روتے ہیں

[دیگر]

[بس حرص] و ہوا سے میر [اب] تم بھاگو — غفلت کب تک کہے ہمارے [لاگو]
[چلنے] سے خبر دے ہے سفیدی موکی — یعنی کہ ہوئی ہے صبح اب تو [جاگو]

دیگر

[یک مرتبہ دل] پہ اضطرابی آئی — یعنی کہ اجل میری شتابی آئی
بکھرا جا [تا] ہے ناتوانی سے جی — عاشق نہ ہوئے کہ ایک خرابی آئی

[دیگر]

کو عمر [کہ آب[2]] فکر امیری کیجے[3] — بن آوے تو اندیشہ پیری کیجے
آگے مرنے سے خاک ہو جے[4] اے میر — یعنی کہ کوئی روز فقیری کیجے

میرن

غیر از میرن سبزواری کہ [منا] قب می گوئد [ونجات] خود از [ین] عمل نیک می جوئد واشعار رطب و

---

[1] از کلیات ص۹۰ [2] از کلیات [3] کلیات ص۹۵ [4] 'کیجے' در ہر سہ مصرع ۔ کلیات

یا بس و صحیح و غلط دار [د] اما نظر بر [مناقب] گوئی جناب ولائت مآب مرتضویہ علیہ السلام و کرم اللہ وجہہ ہمہ صحیح [بلکہ] اصح است تخلص دو کس بمن رسیدہ

میر (۱)

اول

زبدہ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ جناب کرامت مآب [حضرت ایشان] جامع علوم شرعیہ حاوی فنون صوفیہ وا [قف اسرار] غیبی آگاہ رموز [لاریبی] مجمع [کمالات] وہبی و کسبی مستجمع فیوضا [ت فیضی و مکتسبی [پیر] روشنضمیر . . . . . دان بے نظیر شہباز بلند پر [واز] فضائے قدس شہو [ا] ریکہ تا [ز] مضمار انس بود شعرے فار [سی] خواہ ریختہ کہ گاہ [گاہ از خاطر] فیض آثر ایشاں می تراوید سراپا معرفت [و درایت بود] و سخنے کہ گاہے از زبان کرامت نشا [ن شاں باصول شاعری برمی آمد] یکسر براہ خدا جل و اعلیٰ دلالت [و ہدایت می فرمود] چار شعر ازاں مغز فتوحات و فصوص تیمنا و تبرکا [می نگارم رقدس] سرہ ؎

لے عرش سے ثرا تک از پائے دل پھر ایں [جو آپ ہیں] لکھا تھا سب ہیں وہی لکھا ہیں

[در[1] دیدہ و دل من تم نے وطن کیا ہے ہر ما سوائے خود را بیروں زمن کیا ہے
زہد و فقر قناعت شد توشہ رہ ما حرص و ہوائے دنیا زیر کفن کیا ہے
بر کرسی دل خود حق را نشان میرؔ قربان[2] بر سراو ہم جان و تن کیا ہے]

ورق ۳۲۵

دوم

میر عسکری سلمہ ربہ وے جوانے است از دودمان نجابت و خاندان شرافت سعادت نشان شیریں زبان خوش طبع نیک کردار مزاح دوست پاکیزہ گفتار درست میثاق خوشگو شاگرد محب سراپا وفاق حکیم ثنا [ء اللہ] خان فراقؔ ایں [دوازدہ] بیت اوراست ؎

ہم دل جلوں کے بریں و [ہ شعلہ خو] نہ آیا آ [را] م جی کو اپنے یارو کبھو نہ [آیا]
کہتے نہ تھے تجھے [ہم رندو] ں کے پاس مت جا تو [شیخ ہو کے آخر بے آبر] و نہ آیا

---

[1] یہ تین شعر نسخۂ اصل میں درج نہیں ہیں ۔ انکی جگہ چھوٹی ہوئی ہے [2] فرمان ا ۱

[یار] سطوح سے آ میرے گلے سے لپٹا — ہو گئے [ر] شاک [سے] بس دیکھے اغیار [نجل]
اس روش سے جو گیا سیر چمن کو [ہمدم] — ہو گئے دیکھ اوسے یہ گل و گلزار خجل
روز لیتا ہے [قدم آن کے تیرے] میرؔ — ایسی باتوں سے ہو پیارے تیری پیزار [نجل]

نہ آ [یا] نظر وہ پیارا ہمیں — ستانے لگا دل ہمارا [ہمیں]
نہ آرام شب کو نہ طن کو [قرار] — غرض تیری فرقت نے مارا ہمیں

دیکھ مری نبض کو رو کے یہ بولا طبیب — گھیر لیا ہے اسے عشق کے آزار نے
جالی کی انگیا تیری دیکھ کے رشک پری — ہاتھ ملے بے طرح محرم اسرار [نے]
چرخ تو میرؔ ترے درپے آزار تھا — تجکو بچایا بہت حیدر کرار نے

قطعہ

نشہ بنگ ہمیں ہووے ہے جس دم میرؔ — کیا کہیں شکل ہم اپنے دل مستانے کی
گھر میں لونگوں کے دھسے جاتے ہیں پر بے دھوں — نہ خبر ہم کو زنانے کی نہ مردانے کی

حرف النون

در طے ایں حرف ذکر سی شاعر کہ منجملہ آں سہ کس نامی و دو عزیز نادر و دو مرد نثار و دو شاعر ندیم و دو سخن گو فصیح و دو سخن سنج نظیر و سہ شعر گو نیاز تخلص ای کنند [اندراج یافتہ] مجموع اشعار اینہا . . . . شعر است

ناجی

تخلص میر محمد شاکر مرحوم [است] وے مردے بود سیادۃ پناہ منجملہ اساتذہ عہد آسودہ مہد حضرت

[1] کذا در ہر دو نسخہ

[فردوس آ] رامگاہ انار اللہ [برہانہ ومعاصران] شاہ مبارک آبرو سپا [ہی] پیشہ نیک اندیشہ مذہبے [در] سرکار دولت مدار نواب غفران مآب عمدۃ الملک امیر خان بہادر [بعزت تمام] و حرمت تمام ایام بکام دل بسری برد طبیعتش حسب رو [یہ آں و] قت میں بابہام گوئی داشت و بیشتر ہمت [خود] بایں ر[و] یہ میگماشت ایں [شا] نزدہ بیت و دو بند مخمس کہ و احو[ا]ل یورش طہماسپ قلی ناد[ر] بر[ہندوستان جنت نشان و پاشاں شد ن لشکر پادشاہی [بنا بر کینہ توزی] سران نفاق پیشہ و سپاہ آرام طلب تزئین اندیشہ گفتہ و [ایں احقر] براں وسمت یافتہ رقم زدہ کلک وقائع سلک می شود منہ عفی اللہ عنہ ؎

ورق ۳۴۱

کفن ہے سبز ترے گیسو داں کے ماروں کا — مکان غم ہے ترے در کے بیقراروں کا

رکھے اس لالچی لڑکے کو کوئی کب تلک بہلا — چلی جاتی ہے فرمائش کبھو یہ لا کبھو وہ لا

موزوں قد اوس کا پشم کی میزاں میں جب تلا — طو[ی] تب اوسے ایک قدم اوہ کسا ہوا

ماہرو جب سفید پوشش ہوا — ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا

تیری نگاہ کی کثرۃ سے اے کماں ابرو — ہمارے سینے میں تو وہ ہوا ہے تیروں کا

ترے رخسار کے پرتو سے اے شوخ — پریخانہ ہوا گھر آرسی کا

اگر ہو وہ بت ہندو کبھو اشنان کو ننگا — بھور ہو دیکھکر جمنا [اوسے] غیظ میں جا گنگا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم — لب صدف کے ترنہیں ہر چند گو[ہر ہے] آب

لہ اشاں ۱۰۱۰

گر سلیماں کا تخت دین مت لے　　کہ سب آخر کو جا [ئے گا برباد]

بہا سستا [ہو] یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر　　یہ سب خرمن [اوسی کے ہیں خدا] ہو جسکے پلے پر
انگوٹھی [لعل کی] کرتی قیامت آج اگر ہوتی　　جنہوں کی آن [پہنچی] لڑ موئے وہ ایک چھلے پر

اوس رخ روشن کی جو کوئی یاد میں مشغول ہے　　مہر اوسکے رو [بر] و سورج مکھی کا پھول ہے

نہ تو کو یار کے خط [کو] رکھاتا یا منڈاتا ہے　　میرے نشے کی خاطر [لطف سے] سبزی بناتا ہے

جہاں دل بند ہو ناصح وہاں آوے خلل [کرنے]　　رقیب لا [ولد] تاجی گویا [لڑ] کوں کا بابا ہے

شمع کافوری ہے واقف اس دل مشتاق [سے]　　رات ہم زانو میں تھا اوس شوخ سیمیں ساق سے

بندہائے مخمس

لڑے ہوئے نہ برس بیس اونکو بیتے [تھے]　　دعا کے زور سے دائی دووں کی جیتے تھے
شرابیں گھر کی نکالے مزے سے پیتے تھے　　نگار و نقش میں ظاہر گویا کہ چیتے تھے
گلے میں ہیکلیں بازو اوپر طلا کی نال
قضا سے بچ گیا مرنا نہیں تو ٹھانا تھا　　کہ میں نشان کے ہاتھی اوپر نشانا تھا
نہ پانی پینے کو پایا وہاں نہ کھانا تھا　　ملے تہی دہان جو لشکر تمام چھانا تھا
نہ ظرف و مطبخ و دوکاں نہ غلہ و بقال

نامی

تخلص چارکس میدانم الیکے ازاں ہا انشاء اللہ تعالیٰ بہ تکملہ می نگارم و ازاں سہ کس باقی

نامی (۱)

اوّل

مرزا رجب علی بیگ است برادر زادہ حیدر بیگ خان مرحوم مدار کار سرکار دولت مدار نواب غفران مآب وزیر الممالک آصف الدولہ یحیی خان بہادر ایں مطلع از داست ؎

بسکہ مدت سے ہے راہ انتظارِ یار پر
چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی (۲)

دوم

میر حسام الدین حیدر موسوی خلف الصدق مرزا محمد غیاث کہ یکے از صاحبزہ[۱] ہائے مشہورۂ ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر است عفی اللہ عنہ وے جوانے است رعنا ذیبا منظر نیکو محضر شگفتہ [جبین] ظرافت آگین سخن سنج بذلہ گو نکتہ پیرا کشادہ رو گرم جوش خوش مزاج یکسر سرور سر بسر ابتہاج نہائت صاحب شعور و ہوشیار بغائت نیک طینت [و] الاتبار اصلش از نجف[۲] اشرف و نسبش خیلے با عظمت و شرف بعضے از نیاگانش کہ از سادات رضویہ[۳] [اند بمرتبہ] اعلے جلیل القدر و بدرجہ قصوی عظیم المقدار بودند بصدارت آں بقعۂ متبرکہ عز امتیاز داشتند و بعضے از انہا کہ بفر قدوم میمنت لزوم ایشاں گلزار [جا] و دیدہ بہار ہندوستان جنت نشان رشک روضۂ رضوان و فخر باغ جنان گردید بامارۂ عظمی و سرداری کبری ممتا [ز و] سرفراز گشتہ سر بگردوں برافراشتند پدر والا قدرش در انشا پردازی ید طولے دارد و در نکتہ پیرائی و سخن آرائی دستگاہ علیٰی سخنش بے سخن سخن خاص مرزایان [ایر] ان کلامش لا کلام کلام فصاحت التیام بلغاے شیراز و اصفہان در قصید [ہ] کہ بمدح شریف الحکمائیں الاطبا مقتدائے متقدمین پیشوائے منطقین محور فلک فطانت عضادہ اسطرلاب متانت سرکردہ فضلاے جہان حکیم محمد شریف خان مدظلہم و سلمہم ربہم انشاد فرمودہ صنائع بدائع بسیار بکار برد[ہ] و داد زباندانی ایرانیاں دادہ در تعریف ساختہ آں اوستاد والا نژاد میگوئد ؎

ورق ۳۴۷

طفل نہ ماہہ اگر یک ماشہ ایں معجون خورد
عاقر صد سالہ را صد بار آبستن کند

مختصر کلام ایں در دریاے گرامی اعنی میر حسام الدین حیدر نامی آنچہ از اشعار آبدار خود باین سچیدان سراپا نقصان فرستادہ ہر یکے ازاں لولوئیست لالا و گوہرے است بے بہا و پرتابہا با وصف درد و انداز و طرز

---

[۱] نیشاپور ۱۰۱۰ [۲] اکثر ۱۰۱۰ [۳] موسوی ۱۰۱۰

سوز و گداز از سخندانی سخن گو خبر مید ہد واز [مستمع و] مصنف باشعور بے اختیار بعرض تحسین و آفرین می رسد از انجملہ گوہر شاہوار ریختہ طبع دربار آں والا تبار ذیب سلک آراستہ کلک ایں فقیر سراپا تقصیر می شود منہ سلمہ ربہ ؎

اوٹھتے ہی تیرے یہ دل بے تاب نہ ٹھہرا
میں گریہ بغل میں بھی رہا داب نہ ٹھہرا

مرآت حقیقت ہے تو کیا خاک [ہے وہ دل]
جو آینہ خاطر احباب نہ ٹھہرا

میرا دل صد پارہ ہے اور آتش فرقت
کہتے ہیں غلط آگ پہ سیماب نہ ٹھہرا

طوفاں ہے کہ پانی میں بہی جاتی ہے ایک خلق
رونا تو یہ اے دیدۂ پر آب نہ ٹھہرا

کیا پھیر ستارے کا منجم ہے وہ بے مہر
ایک دن بھی میرے گھر شب مہتاب نہ ٹھہرا

تو پوچھ ہمصفیر داب نہ دیکھو زیر دام اپنا
مبارک ہو تمہیں سیر چمن آخر ہے کام اپنا

چھپا بیٹھا نہیں بالوں سے وہ بے مہر مکھڑے کو
تہ ابر آگیا ہے ہمنشیں ماہ تمام اپنا

گل و سنبل کی بو اب طبع کو آشفتہ کرتی ہے
شمیم زلف سے کس کے معطر ہے شام اپنا

مے گلگوں کی خواہش تھی ہمیں اس دور میں لیکن
فلک نے بھر دیا مانند خور آتش سے جام اپنا

نہ دی چھوٹے بھی زلف اوسنے مجھ خاطر پریشاں کو
رہا ابتر سدا اس دل کے الجھیڑے میں کام اپنا

بہت رویا کیے مجلس میں اہل درد سن سن کر
پڑھا تھا کچھ حسام الدین حیدر نے کلام اپنا

کس کے سینے کی صباحت میں ہے اندازۂ صبح
لگ کے جھانکے جو ہے خورشید بدروازۂ صبح

وہ سیہ بخت تو ہم ہیں کہ کبھی دوراں نے
چہرۂ شب کو ہمارے نہ دکھا غازۂ صبح

تابش خور سے وہ کس طرح نہ مرجھا جاوے
عارض [یار] ہے ہمرنگ گل تازۂ صبح

تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالے کرتے
کیوں سناتا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح

توبہ شب کیسی تھی تو آج جو گھر سے نامی
سوے میخانہ چلا دیکھ کے خمیازۂ صبح

ہیں اوس نہال حسن کے ہم دل [یہ] بار حیف
نخل امید عشق میں لایا یہ بار حیف

ہوے سیہ سفید ہوے روزگار حیف
دیکھی نہ ہم نے صبح شب ہجر [یار] حیف

روتا ہوں ایک عمر سے میں زار زار آہ
دھویا گیا نہ دل سے ترے پر غبار حیف

وہ تو گلے لگا نہ خاک لے چلے
ہم دل کے ساتھ حسرت بوس و کنار حیف

گو میں موا بحال تبہ ہجر میں پہ شکر
نکلا زبان یار سے بے اختیار حیف

ق

آواز دلخراش سے ایک عندلیب زار
کل کہہ رہی تھی اے فلک بے مدار حیف

اب کا برس بھی کنج قفس میں گذر گیا
افسوس گل دریغ چمن نو بہار حیف

ناگہ بگوش ہوش مرا دل یہ سن صدا
بولا بحال زار و بجان فگار حیف

میں نے عبث امید حصول وصال پر
برباد کی یہ زندگی مستعار حیف

پھر آپ ہی آپ [سمیٹ] کے کچھ بند ہو گیا
تصویر کی کلی کی طرح سے ہزار حیف

اوسکی گلی میں آمد و رفت صبا نے آہ
نامی بباد دی مری مشت غبار حیف

بعینہ ہر گھڑی ہر وقت جوں یعقوب روئے ہم
غرض اے رشک یوسف غم میں تیرے خوب روئے ہم

آتش رخوں کی قیمت عالم کو آنکتے ہیں
بازار حسن والے کیا آگ پھانکتے ہیں

ورق ۲۲۸

نہیں کہتا اوسے یارو نہ تم آنکھوں پہر دیکھو
ولے تک شکل اوسکی میری صورت دیکھکر دیکھو

مقابل دونو اون پلکونکے ہیں جب غور کر دیکھو
جگر کا میرے دل دیکھو میرے دل کا جگر دیکھو

نہ ہر یک مژہ خوابیدہ صد طوفاں ہیں اے مردم
سمندر کو نہ دیکھا ہو تو میری چشم تر دیکھو

کسی کو تمنے چاہا ہے کبھو یارو تو ہر ساعت
نہ سمجھاؤں مجھے تک اپنے دل پر ہاتھ دھر دیکھو

بنا ہوں طائر تصویر گلشن کے تصور میں
قفس میں ہم صفیر و رنگ میرا آن کر دیکھو

دم آخر کرو مت چشم پوشی اپنے عاشق سے
کوئی دم کو ہوا جاتا ہے قصہ مختصر دیکھو

جنہوں کے حسن سے بزم جہاں روشن تھی اب گئی [ئی]
چراغ و گل نہیں لاتا انہوں کی گور پر دیکھو

کبھو رنگ حنا آگے نہ اوسکے رنگ پکڑے گا
نہ باور ہو تو اپنے ہاتھ میرے خوں میں بھر دیکھو

سحر ہے کوچ شاید کاروان گل کا اے نالی — کسا ہے اپنا ہر غنچے نے اسباب سفر دیکھو

ہزار حیف کہ راہ چمن میں بھو[ل گیا] — قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ
ادھر سے آنکھیں تو موندیں ہیں پر دکھا دینگے — کبھی ہمارے بھی چونکے جو بخت خواب زدہ
وفور گریہ سے کیا قدر و منزلت دل کی — کسے دکھاؤں میں جا کر یہ جنس آب زدہ
بحال غش سے میں آیا تو ہنس کے یوں بولے — بھلا لگے ہے بہت مونہہ ترا گلاب زدہ
کرینگے سایۂ جنت پہ طعن چن چن کر — گئے جو وہاں تیرے کوچے کے آفتاب زدہ
زمیں پہ ضعف سے کیونکر گروں نہ پیری میں — ہوئی ہے خیمہ تن کی ہر ایک طناب زدہ

کام اوسکو نہیں کچھ سخ نیکو سے کسی کے — وابستہ ہے جو حلقۂ گیسو سے کسی کے
دیوار سے یا سنگ سے پٹکوں تو بجا ہے — اس سر کو کہو ربط تھا زانو سے کسی کے
کسطرح مجھے کل پڑے بستر پہ کہ کل رات — ہم پہلو تھا پہلو میرا پہلو سے کسی کے
مت غیر سے باتوں میں ہو سرگرم کہ جوں شمع — سر کھینچے ہے آتش بن ہر موسے کسی کے
کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شائد — لگ آئی ہے گیسوے سمن بو سے کسی کے
کس طرح مہ عید کو رو دیکھے نہ دیکھوں — مانا ہے ہلال خم ابرو سے کسی کے
کیا قطعہ بموقع یہ پڑھا میں نے کل اپنا — مضطر اوسے دیکھا آتے سر کو سے کسی کے
ہو جاؤ گے صورت سے خفا یہ کہوں کیونکر — سوتے ہوے اوٹھ آئے ہو پہلو سے کسی کے
دل دھڑکے ہے مونہہ فق ہے لٹیں بکھری ہیں یکسر — تم آج نکل بھاگے ہو قابو سے کسی کے

میں دل پہ کھاؤں[1] زخم ہوں جیسے کٹار کے — یہ پھل لا خیال میں مژگان یار کے

---

[1] زخم کھاؤں ہوں ۱۰ ۱۰

خون آج کیا کس کا دامن کی جو زہ تر ہے　　اب گھر میں مرے چھپ رہ ظالم یہی بہتر ہے

کثرۃ داغ عشق بدن پر اپنے نہیں کل پرسوں سے　　ان پھولوں کی منڈی میں ہم بستے ہوئے ہیں برسوں سے

جنبش باد سے شاخ گل تر لچکے ہے　　یا دم سرو سے میرے وہ کمر لچکے ہے

سیوم

نامی (۳)

لالہ مٹھی لال وے کائت زادہ ایست از حضرت دہلی خوش اختلاط نیک ارتباط در ابتدا شعر خود از نظر میر انشاء اللہ خاں انشا میگذرانید بعد ازاں کہ میر موسوم رخت سفر بربستہ بدیار شرقیہ رحل اقامت افگند[۵] بہ محمد نصیر الدین نصیر در پیوست شعر فارسی ہم میگوئد ایں سہ بیت ریختہ از واست ؎

ورق ۳۲۹

دامن سے اونے جھاڑی جو پی کر شراب گرد　　آئی یہ بو کہ ہو گئی بوے گلاب گرد

مے سے شبنم کی صراحی ہے بھری غنچے کی　　اے صبا دیکھیو یہ جائے نہ ڈھل بر سر گل

تجھے سیکھا چاہیئے انداز خوبی دل ربا　　دم رکھاوٹ کا جدا دل لینے کا دم اور ہے

نالاں

تخلص دو کس می شناسم اما ذکر یکے از انہا بہ تکملہ النسب می پندارم وآں دیگر مرزا عسکری جہان آبادی است کہ اول مشق سخن از میاں غلام ہمدانی مصحفی نمودہ و بعد ازاں اشعار خود از نظر سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق گذرانیدہ و بیشتر ایام عمر گرامی بمعلمی بسر فرمودہ بسیار نیک خو و خوش اختلاط خوشگو و مستحکم ارتباط واقع شدہ ایں یازدہ شعر از گفتہاے اوست ؎

---

[۵] مصحفی ۱۰۱۰.

روز محشر میں ساقی کوثر　　تو ہی پشت و پناہ ہے میرا

عشق میں تازیست یہ کیا کیا نہ دکھ پاتا رہا　　اس دو لنے دلکو میں کیا کیا [نہ] سمجھاتا رہا

قاصد نہ کہا تو نے بھی پیغام ہمارا　　اب دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام ہمارا

شب اوسے قصۂ غم آہ سنانے نہ دیا　　چشم دل نے مجھے ہوش میں آنے نہ دیا

نے خواہش چمن ہے نہ گلزار کی ہوس　　رکھتا ہوں ایک میں تیرے دیدار کی ہوس

کتاب حسن پر پرکار کا خط　　نہ دیکھا ہو تو دیکھو یار کا خط

کانوں پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف　　شمس و قمر رہتے ہیں تل ایک اسطرف ایک اوسطرف

دل میرا اضطراب کرتا ہے　　مجکو نا حق خراب کرتا ہے
اوسکا ہر موے زلف دیکھو تو　　مجھسے کیا پیچ و تاب کرتا ہے

یہ نگر اور یہ جو کھیڑا ہے　　زندگانی کا سب بکھیڑا ہے

درد پہلوے جاں سے اوٹھتا ہے　　کس لئے کیوں کہاں سے اوٹھتا ہے

نادر

تخلص دو مرد میدانم

---

[1] شعر ۱۱ ما نقص

اوّل

مردے موصوف بہ صفت خوشدلی مسمی بہ میر محمد علی صاحب ہنر و پرفن المعروف بہ میر چاکن وے کشمیری الاصل وجہاں آبادی المولد است گاہ گاہ فکر پختہ بطور خود میکند ایں دو بیت از وست ؎

ناخن مشکل کشا بن کیونکے ہو یہ وا گرہ — دل نہیں پہلو میں میرے غم کی ہے گویا گرہ
سو طرح سے بات اگر کہیئے تو کہتا ہے نہیں — تجھ میں اور مجھ میں نجانو پڑ گئی ہے کیا گرہ

دوم

لالہ گنگا سنگھ وے مرد نیک خو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ و شخص صاحب فن و از تلامذۂ میر حسن است ایں مطلع او گفتہ ؎

قاصد تو اس فریب سے اوس پاس جائیو — کس کا یہ خط ہے اسکو مجھے پڑھ سنائیو

نثار

غیر از محمد پناہ خاں حکیم کہ پیشتر بہیں تخلص متخلص بود تخلص دو کس می شناسم

اول

عزیزے بود از اہل قبول مسمی بہ میر عبد الرسول اکبر آبادی الاصل جہاں آبادی المولد شیریں گو خوشخوان از معاصران سراد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر مدتے است کہ ایں جہان را خیر باد گفتہ برحمت حق تعالے شانہ در پیوستہ ایں چار بیت از ان آں مرحوم است ؎

اوس بلبل اسیر کو کیا گل سے راہ و رسم — جو زیر دام منت صیاد ہی رہا

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاوینگے ہم — یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلاوینگے ہم

ماہ رو کی جو مہربانی ہے — یہ مدد ہم کو آسمانی ہے
اوسکے رخسار دیکھ جیتا ہوں — عارضی میری زندگانی ہے

دوم

میاں محمد امان سلمہ الرحمٰن وے جوانے است ہوشیار پختہ کار خوش طبع شیریں زبان مزاح دوست عذب البیان یار باش پاکیزہ معاش کشادہ پیشانی نیک زندگانی شاگرد استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم رخش ہمت بمیدان فصاحت پوئد سخن بہ پختگی و خوبی گوئد بہر گونہ سخن طرازی صنعتہا بر روے کار آرد و دیوانے ضخیم مملو انواع سخن بر صفحہ روزگار یادگار دارد بمجلس سخن طرازاں در عین انشاد از در نامہ بہ محمد تقی میر طرف گردیدہ و غزلے بدیہہ در توصیف میر کہ مقطع آں بجاے خود سمت گذارش یافتہ برخواندہ (بہ) تحسین اہل مجلس وارسیدہ در عمارت قصر ریختہ رنگے خوب ریختہ و در صحن بنا زبان اردوے معلے بآئین بہین فرس فراست انگیختہ نیاگانش در صنعت معماری ید طولے داشتند و دریں کاخ مجازی بناہاے عالیہ برافراشتہ اند گویند کہ بناء خیر بنیاد مسجد جامع شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد ریختہ یکے از کلانیہاے وے است و وے نیز دریں کار استوار بسیار پرکار و چابکدست واقع شدہ در سرکار دولت مدار امراے نامدار بعہدۂ ایں کار بعزت تمام و حرمت مالا کلام ایام بکام دل بسر بردہ بالفعل بدیار لکھنؤ بملازمی سران آنجا بہمیں صیغہ اشتغال دارد و طراحی را بروے [کار] آرد بہر حال ایں سی شعر ترمنجملہ ریختہاے طبع سلیم اوست ؎

بوسے سے لعل لب کے محروم ہی رہا دل — گلقند آفتابی بیمار تک نہ پہچا

دوسکے پاؤں سے لگی رہتی ہے دنرات حنا — خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

گذرا میرے غبار سے دامن سنبھالتا — کیا خاک اپنے دل کی میں حسرۃ نکالتا

دل دے کے تجھے عشق کا آزار خریدا — غنچے کے عوض ہم نے عجب خار خریدا

کیا جامہ پھلکاری[ی] اوس تن پہ پھبن کا تھا — جو تختہ دامن تھا سو تختہ چمن کا تھا
ہم آگے ہی سمجھے تھے تم گھر کو سدھارو گے — جسوقت گجر باجا ماتھا دہیں ٹھنکا تھا

شب کو وہ کوٹھے ہی کوٹھے گھر ہمارے آ رہا
غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

مٹھی میں تیری کہہ تو ہے کیا اے نگار بند
ہے طائر حنا کہ دل بے قرار بند

اے محتسب نظر کی تو نے اگر سبو پر
سنتا ہے مر مٹیں گے ہم اپنی آبرو پر

ہاتھ پھیرا جو میں اوس شوخ کے رخساروں پر
دیکھ کر غیر لگا لوٹنے انگاروں پر

یہاں گریۂ خونی سے ہے یہ رنگ مژہ پر
ہر اشک ہے گویا گل اورنگ مژہ پر

شیشۂ مے رانکو لاے دوشالے میں چھپا
ہے نیا مضموں یہ پشمینے میں فانوس و چراغ

ہم سے ہو زر و سیم کی تدبیر سو کیا خاک
دنیا میں بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

گذرتا ہی نہیں اوسکے مزاج لا ابالی میں
کہ بیٹھوں اپنے عاشق کے کبھو آغوش خالی میں

کچھ مجھے اب زندگی اپنی نظر آتی نہیں
ہمنشیں [مدت] ہوئی اوسکی خبر آتی نہیں

اوسے خدا نے بنایا ہے ناز کرنے کو
ہمیں دیا ہے دل اوس کی نیاز کرنے کو

خیال گلرخاں دل میں جگہ پاوے تو پانے دو
یہ دولت خانہ اوسکا ہے اگر آوے تو آنے دو

اوس آئنہ طلعت کی اب مجھے یہ صورت ہے
ظاہر میں [صفائی] ہے باطن میں کدورت ہے

اس دل کو نہ چھوڑا ترے کاکل کی بلا نے
ہر چند ہوئے جمع زمانے کے سیانے

زخمی کو محبت کے ہر طرح سے راحت ہے
گر نون بھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہے

خداوندا بھلا کیونکر مجھے یوں صبر و تاب آوے
نہ آپ آوے نہ خط بھیجے نہ نامے کا جواب آوے

مجھ میں اور اوسمیں غرض کیا کر لڑائی ہوگی
یہ اوائی کو دشمن کی اوڑائی ہوگی

دنبالہ دار سرمۂ چشم بتاں مجھے
کھینچے ہے ہند سے طرف اصفہاں مجھے

دستار گلابی میں نہیں طرۂ زرتار
خورشید شفق میں وہ نمودار کہے ہے

خط کے آنے سے نہ کچھ چل سکی تدبیر اپنی
بوسہ بازی کی لگی خلعے جاگیر اپنی
اپنے گھر میں جو یہ ہے رخنۂ دیوار نثار
اپنی غفلت پہ ہسا کرتی ہے تعمیر اپنی

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کوئی سوجھتی نہیں
صاحب کی وضع اور میرا طور اور ہے
بندہ ہوں جاں نثار ہوں اوسکا میں اے نثار
آخر جو میں ہوں اور نہیں اور اور ہے

نجابت

تخلص سید زادہ ایست سعادۃ التیام میرزین العابدین نام وے از قصبۂ سہارنپور و مرد صاحب شعور است نسبت تلمذ بہ یکے از ولا[ئت] زایاں دارد و بیشتر شعر فارسی بر روے کار آرد ایں دو بیت تراوید ۂ زبان اوست

کہ گاہے ریختہ گوست ؎

یہاں تلک سرکو پٹک ہجر میں توڑے پتھر — کہ نہیں دامن کہسار میں چھوڑے پتھر
آنکھیں پتھرا گئیں تسپر ہیں ٹپکتے آنسو — بل بے ہجراں تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

ندیم

تخلص دو مرد میدانم

اوّل

مرزا علی قلی مرحوم وے ہندوستان زاے بود از معاصران سراج سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا و سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر کہ در حضرت دہلی بہ سپاہگری ایام بسر می برد و در ہمیں سرزمین جنت آئین بمرد خداش رحمت کناد و بفردوس جناں رساناد ایں مطلع وے است ؎

جدائی میں تیری ہم کیا کہیں کسطرح جلتے ہیں — بجاے موبدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں

دوم

جوانے است خوبی القیام محمد قاسم نام بسیار خوش اخلاق شاگرد خان فراق ایں مطلع اوراست ؎

عکس اوس فندق پا کا پڑے گر پانی میں — بھار گل مہندی کا آجائے نظر پانی میں

ندرۃ

تخلص مرزا مغل مرحوم است وے از سخن گویان عہد قدیم و صاحب طبع قویم کشادہ رو خوش گو بود مرثیہ و سلام ہم موزوں می نمود و دراں امامی تخلص می فرمود ایں دو بیت از و است ؎

غضب ہے عشق کوسے کسو کو پیار نہ ہو — کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ہمیں تو پائے تخت عیش ہے نقش قدم اوس کا — بڑی دولت ہے ندرۃ گر میسر ہووے پابوسی

نزہت

تخلص مرزا ارجمند مرحوم است وے مرد بود قابل نیک دل کہ منشی گری نواب مغفرۃ ایاب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر عز امتیاز داشت کلامش دردمندانہ وسخنش عاشقانہ است ایں دو بیت آں مرحوم گفتہ ؎

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اولجھاؤ گیا ۔۔۔ ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

جب سے دیکھی ہے جھلک پانی میں ۔۔۔ ڈوبی رہتی ہے پلک پانی میں

نسیم

تخلص راجہ کدارناتھ[1] نبیرہ مرزا راجہ رام ناتھ ذرہ است وے نوجوانے است ملیح خوشرو شیریں زبان پاکیزہ گو خلیق شگفتہ جبین گرمجوش محبت آگین گاہ گاہ فرس فراست بہ مضمار سخنگوئی می پوید و شعر تر و پاکیزہ میگوید ایں پنج بیت از سخنان آں شیریں زبان است ؎

قتل ہاتھوں سے تیرے یہ دل رنجور ہوا ۔۔۔ درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

وے[2] جو بازار محبت میں دکاں رکھتے ہیں ۔۔۔ دل میں کب وسوسۂ سود و زیاں رکھتے ہیں
برق لے کیوں کے نہ تعلیم شرارہ ہر دم ۔۔۔ گرمی حسن غضب شعلہ رخاں رکھتے ہیں

ق

شب اپنی بزم میں وہ مختلط غیروں سے بیٹھے تھے ۔۔۔ یکایک مجکو وہاں وارد جو دیکھا دو ہیں کر تالے
کہا میں نے کہ بس صاحب کے بھی قول و قسم دیکھے ۔۔۔ یہ سنکر چپ ہوئے اور سوچکر کچھ جی میں شرمائے

---

[1] کدار ۱۰۱۰ [2] وے ۱۰۱۰

نشاط

تخلص لالہ ایسری سنگھ عرف بسنت سنگھ فرزند ارجمند لالہ سندر داس منشی خالصہ شریفہ است وے جوانے خوش خلق و متین کشادہ رو باتمکین واقع شدہ مشق سخن از میر انشاء اللہ خاں انشا میکرد و بعد رہی شدن وے بدیار شرقیہ بہ محمد نصیر الدین نصیر توسل جستہ ایں دوازدہ بیت از زادہ ہائے طبع اوست ؎

کوئی تڑپے ہے مار زلف کا اور کوئی قامت کا
تیرے کوچے میں ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

دل نے ایسی جگہ پھسایا ہے
جس سے میں ہو الگ نہیں سکتا
پاؤں تک دسترس کہاں ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ لگ نہیں سکتا

جی چاہے ہے جسکو ابتک اوسکے
کچھ وصل کی بن نہ آئی تدبیر
بیکل ہے بہت نشاط یہ دل
اب دیکھیے کیا دکھائے تقدیر

نتھ کے حلقے کا دیکھ کر عالم
ناک میں آرہا ہے اپنا دم

دے اجازت تو ذرا لیجیے دم سائے میں
تیری دیوار کے آپہنچے ہیں ہم سائے میں
سرو آزاد جو بے برہے کہے ہے قمری
اسکے بیٹھا ہے کوئی سبز قدم سائے میں

تڑپھوں ہوں دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ
آوے وہ یا نہ آوے یارو بلا تو دیکھو

تیرے کوچے میں آکر ہاتھ اپنے دل سے دھو بیٹھے
رفیق اپنا جو رکھتے تھے سو اپنے ہاتھ کھو بیٹھے

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

چرائی چادر مہتاب شب میکش [نے] جیحوں پہ　　کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردوں پر

اودی وسمے کی نہیں تیرے رزائی سر پر　　مہ جبیں رات یہ تاروں بھری آئی سر پر

ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دمکتے ہیں　　کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہیں

سرمژگاں سے وقت نالہ آنسو کو ترستے ہیں　　یہ سچ ہے جو گرجتے ہیں وہ بادل کم برستے ہیں

جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدھے ہات میں　　دست چپ میں رکھ سپر شمشیر سیدھے ہات میں

مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو　　سرکشی کو چھوڑ کافر مان اپنے پیر [کو]

خوف زلف یار چھٹ مانا ہے کن کارات نے　　کہکشاں سے [لے لیا د] اتوں [میں] تنکارات نے

گرمی بازار آہ دیکھ ولا اور ہے　　کل کی ہوا اور تھی آج ہوا اور ہے

قبا دیکھی ہے پھلکاری کہ شب کس ماہ پارے کی　　فلک جو کاڑھنی سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

قاصدیا اوسے کہیو زبانی کہ نہیں چین　　میں کیا کروں حالت دل نالاں کی تحریر

قدم نہ رکھ میری چشم پر آب کے گھر میں　　بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکس رخ بسا غرمے　　نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
مدام رند کریں کیوں نہ آستاں بوسی　　حرم ہے شیخ مشیخت مآب کے گھر میں

ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی
چنے ہوئے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر میں

تڑپ کو دیکھ میرے دل کی برق آتشبار
خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر میں

دلا نہ کیونکہ کروں اختلاط کی باتیں
حجاب کیا ہے اب اوس بیحجاب کے گھر میں

نصیر دیکھ تو کیا جلوۂ خدائی ہے
ہمارے اوس بت خانہ خراب کے گھر میں

دوم

سید نصیر الدین غوثی جلیسری وے از اولاد امجاد حضرت دوزبان پیشوائے انس وجان قطب ربانی غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدنا عبد القادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم و مرد نیک دین پارسا خوش عقیدہ صاحب تقوی آگاہ دل بخدا مشتغل دردمند یکرو ارجمند فرخندہ خواست خلقے کثیر از انفاس متبرکہ اش بہرہ یاب و جمے غفیر از فیض اراوتش بہ بضاعۃ زہد و تقوی کامل نصاب گاہ گاہ بطور خود شعر ریختہ میگوئد و جستہ جستہ دریں سرزمین رخش ہمت می پوئد ایں چار شعر از زادہاے طبع آں نیک ذات والاصفات است ؎

کس تجمل سے میرے گھر آج آئی ہے بسنت
حضرت گل کا مجھے پیغام لائی ہے بسنت

ماہرو پھولوں کی چھڑیوں سے کریں ہیں اہتمام
حاکم فصل بہار اب ہو کے آئی ہے بسنت

خاک بھی یارو کنھیا کی کرے ہے رقص واں
برج میں شاید کسی نے آج گائی ہے بسنت

اوس رنگیلے کو میرے مجھے ملا دے حق نصیر
پیار سے بتو گلے میں نے لگائی ہے بسنت

نصرت

تخلص لالہ گوبند رائے کائت است وے اگرچہ حسب ظاہر ہندو و نژاد است اما اشعارش بہ بانگ بلند بر تصدیق باطنی وے گواہی میدہند بہر کیف جوانے است مہذب خوش تقریر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر ایں نوزدہ [۱۹] شعر از گفتہاے اوست ؎

ساقی تو بھر کے دے مجھے پیالا شراب کا
خطر نہیں ہے حشر کے دن کے عذاب [کا]

کمر کا خیال اوسکی جب آگیا — تو سب نے کہا [یہ علام کو] [چلا]
شہ دین و دنیا ہے مولا علی — تو اوسکی صفت میں قلم کو چلا

دامن جلا دیا ہے [فلک کا] اس آہ نے — جلوہ شفق کے رنگ کا اے مہوشاں نہیں

دیکھکر رخ پہ تیرے آج عرق کے قطرے — اختر صبح انہیں پیرو جواں کہتے ہیں
چرخ پر ابر سیہ یہ نہیں اے برق وشاں — اسکو میرے دل سوزاں کا دھواں کہتے ہیں
قہر انداز ستم ناز غضب ہے] غمزہ — اسلیئے تجکو غرض آفت جاں کہتے ہیں

تاکتا ہے تو عبث چھپ چھپ کے اے زاہد اسے — دخت رز تیری طرف تو دیکھنے والی نہیں
قصد اگر کیجے تو اے صیاد لے اوڑیے قفس — مانع پرواز کچھ یہ بے پر و بالی نہیں

ہمکو کچھ ہنگامۂ روز جزا کا ڈر نہیں — شافع محشر ہمارے حیدر کرار ہیں

میرے حضور تو آنکھیں لڑا نہ غیروں سے — مبادا ون سے نہ میری کہیں لڑائی ہو

ڈر نہ تو گردش افلاک سے نصرۃ ہر دم — کہ مدد کو تیری یہاں حیدر کرار بھی ہے

کس کو دل و دماغ ہے گلگشت باغ کا — تجہہ بن لگے ہے ہر رگ گل نیشتر مجھے
نصرت غلام ہوں میں شہ بو تراب کا — لگتا نہیں [ہے] روز قیامت سے ڈر مجھے

کیا عجب ہے ہاتھ میں گر یہ عصا لے آہ کا — دل تمہاری نرگس [مخمور] کا بیمار ہے
زلف سے نسبت نہ کیوں ہو فال عارض کو تیرے — [آپ] زنگی بادشاہ کشور تاتار ہے

عاشقوں میں کوہکن سا بھی نہ ہوگا سرفروش — وصف جسکا یہاں زبان تیشہ پر ہر بار ہے
ایکدن تو خوب سا سیدھا بنے گا دیکھیو — راستی کیشوں سے کیوں اے چرخ کجرفتار ہے
سوزش مہر قیامت کا نہیں ذرہ خطر — سب طرح نصرۃ کا مالک احمد مختار ہے

نظام

تخلص نواب غفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر است ازانجا کہ حسب و نسبش بنابر وضوح واضح و شیوع شایع مستغنی التحریر و بے نیاز از تسطیر است ازاں درگذشتہ بہ ترقیم نبذے از اوصاف نفس نفیسش و نوشتن برخے از اخلاق ذات شریفش میگرائم وے ہزبرے بود در بیشہ وغا و شیرے در بیداے ہیجا و امیرے بود صاحب شمشیر در مملکت کشورستانی و دبیرے بود صائب تدبیر در قلمرو حکمرانی در اول امر بہ نائرہ تفنگ و تیر و نیروے شعلہ ہوش و تدبیر از سواد حضرت دہلی بآیینے رجم شیاطین نمود کہ ہرگز متصور و مطلقاً متوقع نبود در آخر ہا بہ ثمرۂ نمک حرامی کہ باولی نعمت قدیمی از وے بظہور رسید آوارۂ دشت ادبار شدہ در چار سوے عالم حیران و سرگرداں میگشت و در یکجا قرار نمی گرفت و سر اسیمہ ایام بسر می برد عاقبۃ الامر ناکام و نامقضی المرام در بلدۂ کالپی جاں بجاں بخش سپرد از جودۂ عقل و تیزی فہمش چہ برطرازم کہ قلم حقائق رقم با وصف دو زبانی از عہدہ تقریرش برنمی آ[ئد] وا[ز بیا] روانی و کثرۃ ہنر [و] ریش چہ نگارم کہ سمند خامہ عنبرین شمامہ [باوجود تیز گامیہا] در مضمار تحریرش تگاپو نمودن نتواند قطع نظر از صنائع سپاہگری و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و بدیہہ خوانی و ہفت زبانی و ہفت قلمی و فقیر پرستی و کشادہ دستی و معلومات اشغال فقرا و اطلاع بر اوراد صلحا و انشا پردازی بانخارشتی و سخن طرازی بانواع لاتحصی و حصول علوم شرعیہ و وفور فنون نقلیہ و نیک دینی و خوش اعتقادی و کشادہ روئی و خدا یادی بالسنہ متعددہ بکمال فصاحت و نہایت بلاغت سخن میگفت مخمس چند از وے بر صفحۂ روزگار یادگار است کہ ہر مصرع زبان دیگر دارد و بیشتر غزلیات عربی و ترکی از طبع وقادش تراوش نمودہ و دیوان ضخیمے فارسی مشحون جملہ اقسام مدون فرمودہ و بیرون ازین مثنویات چند خاصہ مثنوی کہ در ان کرامات حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ فراہم آوردہ برشتۂ نظم کشیدہ و در ان داد سخنوری دادہ گاہے ریختہ ہم از طبع دربارش ریختہ ازاں روایں بے بضاعت بمیدان تسطیر چہل و دو شعر منجملہ

انتہا ہیں تمام یہ انگیختہ ۔ رضی اللہ عنہ ۔

زلف کا کھولنا بہانا تھا — مدعی ہم سے ہو نہ چھپانا تھا

دل گری نگاہ سے بے تاب ہو گیا — جب تک میں اسکو تھا نیوں جگر آب ہو گیا
اللہ رے تیری گرمی طینت کہ وہ سرشک — پہلی پلش میں روکش سیماب ہو گیا

نظر[کا] اپنی سرہ گذار باندھ دیا — تیرے تو رونے نے اے دیدہ تار باندھ دیا
کمر تو ایک سر مو بھی نظر نہیں آتی — سخنوروں نے یہ مضموں ہزار باندھ دیا
دل اسطرح سے تیری زلف میں ہے آویزاں — شکار بند سے جیسے شکار باندھ دیا
کہیں ہیں لخت جگر ہے تیرا گل دستار — یہ باندھنو تیرے سر کے یار باندھ دیا

بے مہر سے چاہ پوچھنا کیا — گمراہ سے راہ پوچھنا کیا
گر جی کے دیئے وہ ہات آوے — لیجے واللہ پوچھنا کیا
رکھتا ہے نظام بیوفا سے — امید نباہ پوچھنا کیا

نگہ اوس شوخ کی گر نہر میں ہو تیر انداز — حلق ماہی میں یقین ہے کہ جوں تیر ہو آب
ہے تو یک طرفہ ہے ساقی تیری فرقت میں ہم — چاہیں تک حلق کریں تر تو گلو گیر ہو آب
چٹکی بھر خاک اگر مشہد عشاق سے لے — بحر پر چھڑکے صبا جا کے تو اکسیر ہو آب

صبح بہار ہوتی ہے جس طرح دل کشا — یوں میکشوں کے چاک گریباں پہ ہے بہار

گر شمع صفت آہ کرے مشتعل آتش — جوں پھلجھڑی اشکوں میں گرے ہو کے دل آتش

---

[1] کذا ۲ مدعا ۳ آتی ۱۰۰۹

تجھ بن آرام یار ہے کس کو — تاب و صبر و قرار ہے کس کو
میں نہ کہتا تھا آشراب نہ پی — [اب] یہ رنج و خمار ہے کس کو

بس اب اتنے مت زیادہ ہمیں داد خواہ کیجو — تمہیں اپنی ہی قسم ہے ٹک ایدھر نگاہ کیجو

طپش دل سے میری جان نکلتی ہے دیکھ — منقل سینہ میں اب آگ ہی جلتی ہے دیکھ
کن اداؤں سے خرامان ہے میرا سرو رواں — سرو پابند تیری کیا یہاں چلتی ہے دیکھ
تو نے ایک روز میرے غم پہ نہ ملدی ٹھوکر — تپش دل مجھے ہر لحظہ کھدلتی ہے دیکھ
میں نے بدلا نہیں دل شرط وفا سے ہرگز — گلہ یار تو کیوں رنگ بدلتی ہے دیکھ
گرچہ ہے عمر کے خورشید کا پرتو روشن — آہ یہ دھوپ کوئی گھڑیوں میں ڈھلتی ہے دیکھ
دل کے کہتے ہوئے بھولے ہے رہ عشق نظام — مشعل راہ تیرے پاس ہی جلتی ہے دیکھ

دل تڑپتے ہے اور دیدہ تکے راہ کسو کی — یارب نہ کسو جی سے لگے چاہ کسو کی

ہمارے جا [منہ] کہنہ سے مے کی بو نہ گئی — سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی

وہ نگاہ گرم چشم نیم خواب نرگسی — دل کو نت رکھتی ہے ہم چشم کباب نرگسی

کہاں طاقت جو ایکدم یار سے دل کو جدا کیجے — کہاں خلوۃ کہ اپنا راز دل اوسے کہا کیجے
جو ہم ایسے ہی تھے تو آپ کو لازم نہ تھا ہرگز — کہ سو سو منتیں کر دل کو ہم سے آشنا کیجے

موسی کو دوبارہ ہو تجلی — تجھ سے گر ہم کلام ہووے

پھر چمن میں کون اس خوبی سے مست ناز ہے
جلوۂ گل جسکے آگے فرش پا انداز ہے

ناز و ادا سے اونے جب تیوڑی چڑھائی
سجدے کو آسماں نے گردن وہیں جھکائی

کس کے یہ حسن کا تجلا ہے
جس سے ہر سینہ طور سینا ہے

آپ ہی سب میں جلوہ پیرا ہے
خواہ مجنوں ہے خواہ لیلا ہے

شوخ کا انتظار مت کر دل
کب وہ آتا ہے ایک مچلا ہے

بے نمازی کہے ہے مجکو شیخ
پر وہاں بھی تو خیر صلا ہے

ق

دل دیوانہ کا تمہارے پاس
گو نہیں رتبہ پر وہ ایسا ہے

کہ ذرا بھی اگر اوٹھاوے سر
تو سرافراز عرش اعلےٰ ہے

میرا سنکر غم دل راہ میں سے تیر پھر جاوے
کماں ہو از سر نو حلقہ اور زہ گیر پھر جاوے

قصور بخت ہے یہ یا کہ گردش ہے زمانے کی
کہ تو یکبارگی یوں ہم سے بے تقصیر پھر جاوے

لگوں سر گشتہ مژگانی کا تیری وصف اگر لکھنے
قلم انگشت میں میری دم تحریر پھر جاوے

ہوا ہے اسقدر تو اے ستمگر مجھسے روگرداں
کہ ہو گر سامنے تیرے میری تصویر پھر جاوے

نظامی

تخلص سلالہ دودمان مصطفوی خلاصہ خاندان مرتضوی نبیرہ حضرت ذو لسانین امام الفریقین محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم و نبسہ خواجہ بیرنگ فانی فاللہ حضرت خواجہ باقی باللہ روح اللہ روحہ سید نظام الدین احمد قادری است مدظلہ و سلمہ ربہ مدتے مدید و عہدے بعید حفاظت و نظامت شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر و الفساد و سبحانہ جس شانہ متعلق بذات آں خلاصہ کرام و زبدۂ اہل نظام گردانیدہ و دریں

عرصۂ الطول بہرا علے واقل بسلوک مشفقانہ اش راحتہا رسانیدہ واز حفظ اوقات شریفہ اش چہ
برنگارم کہ باوصف کثرۃ شغل اما[ر]ۃ دقیقہ از مشغولی حق وسرنجام دادن اوراد مقررہ مطلق فرو
نگذاشتہ ازانجا کہ تعداد اوصاف ذاتی واضافی این جناب خارج از حیطۂ تحریر و بیرون از احاطۂ تقریر
است ازاں درگذشتہ بہ ترقیم ..... شعر از اشعار صوفیانہ ریختہ طبع آں والا گوہر کہ گاہ گاہ بطور خود
موزوں می فرمائند و بگوئندہا عنائت می نمائند کہ نقش درست کردہ بگوئند می پردازم لہ دام ظلہ ؎

یہ بندہ نظامی ہے ترا بندہ کرم کا　　اے فاطمہ بتلاؤ اسے کوئے محمد

تحصیل جو تھی عشق کی اتمام کو پہونچی　　مکتب کا نظامی تو تو ملا نہ بنا ہے[1]

گر چاہیئے نیکی تو کرو سب سے بھلائی　　ڈاڑھی نہ بڑھاؤ یہ خراسان نہیں ہے

برہنہ ہوا سر سے پا تک وہ جانی　　حقیقت نہیں اوسکی پھر تو نے جانی

نظیر

تخلص سہ کس میدانم اما نوشتن یکے ازانہا بہ تکملہ انسب می پندارم و ازاں دو باقی

اول

شیخ ولی محمد اکبرآبادی است وے شاعرے است دیرینہ مشق کہ بالفعل درآں نواح علم استادی
می افرازد و نرد محبت و اخلاص با ہر کس می بازد بسیار سلیم الطبع و خوش اختلاط و نہائت نیک طینت
و مستحکم از تبلط شنیدہ می شود بعلمی اوقات گذاری میکند و بکشادہ پیشانی ایام زندگانی بسر می برد ایں

---

[1] اس موقعہ پر دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے +

سی وہشت بیت ازان اوست ؎

چاند اپنا تو کسی اور کا ہالا نکلا — ہمنے سمجھا تھا جسے گل سو وہ لالا نکلا
تھا ارادا تیری فریاد کریں حاکم سے — وہ بھی کم بخت تیرا چاہنے والا نکلا
مٹ گئے شور و فغاں جی کے نکلتے ہی نظیر — پھر نہ سینے سے اوٹھی آہ نہ نالا نکلا

ترے بیمار کو تجھ بن شفا ممکن نہ تھی ہونی — فلاطوں کیا اگر خود عیسی گردوں نشیں آتا
عجب احوال ہے کچھ اضطراب دلسے کیا کہیے — غرض ایکدم قرار اوس بن نہیں آتا نہیں آتا
میری بیتابیوں کی اب تک اوسکو بدگمانی ہے — اگر وہ بھی کہیں پھستا تو اوسکو بھی یقیں آتا
مجھے یہانتک خوشی تھی اوسکے آنیکی کہ میں خوش تھا — اگر وہ قتل کو میرے چڑھائے آستیں آتا
بڑے حظ لوٹتے گر اس شب مہتاب میں یارو — ایدھر ساقی ایدھر مطرب ایدھر وہ مہ جبیں آتا

تو ہستی کی گرہ پر عقل کا ناخن نہ توڑ اے دل — کہ کس نکشود و نکشائد بہ حکمت ایں معما را
یہ ظالم سنگدل محبوب جادو گر ستم پیشہ — چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را

تجھے کچھ بھی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا — ہمارا دل بہوت ترسا رے ترسا نہ اب ترسا
میں اوسپر مبتلا وہ غیر مذہب شوخ ابتر سا — قیامت ہے مسلماں عاشق اور معشوق ہے ترسا
ہوا بیمار تیرے عشق میں جو چرخ چارم پر — مسیحا پڑھ رہا ہے کچھ بچھا کر اپنا بستر سا
پکارا دور سے دیکر صفیر اوسنے جو ہیں مجکو — تو گویا میرا کلیجہ دھک سے ہو لوٹا کبوتر سا
نظیر ایک دو گلے کرنے بہوت ہوتے ہیں خوباں کے — چلو اب چپ رہو بس کھول بیٹھے تم تو دفتر سا

دیتے ہیں جان حور و ملک جس کی آن پر — کیونکر نہ ہو پھر اوس کا دماغ آسمان پر
سبزہ پڑا ہے کان میں اوس سبزہ رنگ کے — سرسبزیاں ہیں اب تو زمرد کی کان پر
کا جگنو پہ جان تڑپھے ہے چنپا کلی پہ دل — اور روح لوٹتی ہے پڑی عطر دان پر

ط "خان" ہر اسماں نیز ط ۱۲ ا ز ۱۰ ۱

کوچے میں اوسکے جائیں تھے سینہ سپر کئے
کل تو میاں نظیر بھی کھیلے تھے جان پر

اوسکے بن دیکھے جو مر جاؤں میں آنکھیں پھیر کر
ڈر خدا سے اے فلک اتنا تو مت اندھیر کر
میں تو بے غیرت نہیں کیا جاؤں اوس بدخو کے پاس
کونسا کم بخت پھر لاتا ہے مجکو گھیر کر
داغ مرنے کا وہی محروم جانے جس کو آہ
موت آ پہنچی شتاب اور یار آیا دیر کر

کس کو کہیئے نیک اور ٹھہرائیے کس کو برا
غور سے دیکھا تو سب اپنے ہی بھائی بند ہیں

وہ چاندنی میں جو ٹک سیر کو نکلتے ہیں
تو مہ کے طشت میں گھی کے چراغ جلتے ہیں

ہزاروں پھرتے ہیں یہاں غنچہ لب نہ ایک نہ دو
رکھے ہیں پر کوئی تیری سی چھب نہ ایک نہ دو
کہا جو ایک لے بوسہ میں دو لگا لینے
تو ہنس کے کہنے لگے چل بے اب نہ ایک نہ دو

جسدن چمن میں جا کر وہ گلعذار ہنس دے
غنچا بھی کھلکھلا کر بے اختیار ہنس دے
اے چشم زار اسدم رونا سنبھل سنبھل کر
ایسا نہ ہو کہ تجھ پر ابر بہار ہنس دے

قہر جھمکوں کی جھمک تیپہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن میں سب خلق تہ و بالا ہے
خال چہرے پہ نہیں اوسکے یہ اللہ نے واہ
حسن کے [خوان][1] میں کیا خوب نمک ڈالا ہے

کمر تک اوسنے زلفونکو جو بل دے دے کے چھوڑا ہے
یہ دو زلفیں نہیں ہیں کافر ایک ناگن کا جوڑا ہے
سمند آسماں کب آپ سے دوڑے ہے اسپر تو
کسی کی ایڑ پر ہے ایڑ اور کوڑے پہ کوڑا ہے
دیا اوس سنگدل کے ہاتھ اپنے شیشۂ دل کو
جو سچ پوچھو تو میں نے لعل کو پتھر سے پھوڑا ہے

---

[1] 'خان' اصل نسخہ میں،

ق

یہی ہے دھوم کل سے وہ میرے ملنے کو آتا ہے — گلے میں ہار ہے اور تن میں[1] نافرمانی جوڑا ہے
غرض میں تو نظیر اسے سمجھتا ہوں کہیں شائد — کسی کا نیل بگڑا ہے جو یہ طوفان جوڑا ہے

ہم کل ایک ایسے پریرو کے نظر بند ہوے — جس کا مونہہ دیکھ کے پریوں کے بھی پر بند ہوے
ایسے کم بخت ہوے ہاتھ ہمارے ہیہات — ایکدن اوسکی کمر کے نہ کمر بند ہوے
حور ہیچے نہ پری جن کی نزاکت کو نظیر — ایسے کچھہ حضرت آدم کے جگر بند ہوے

دوم

گنپت رائے کائت وے از تازہ مشقان حضرت دہلی و شاگرد محمد نصیر الدین نصیر است ایں دو بیت بوے نسبت دارد ؎

ہے جو غنچے کو تصور دہن جانی کا — دل میں ہے عرصہ گہ چاک گریبانی کا

کیا زرد ہوئیں عشق کے آزار سے آنکھیں — ہم چشم ہیں اب نرگس بیمار سے آنکھیں

نعیم

تخلص شیخ محمد نعیم جہاں آبادی است وے از شاعران دیرینہ مشق و از شاگردان استاد اکثرے از سخن سنجان عالم شیخ ظہور الدین حاتم و مرد سپاہی پیشہ بہ اندیشہ نیک ذات ستودہ صفات بود مدتے است کہ جہان فانی را خیرباد گفتہ بسرائے جاودانی شتافتہ خداش رحمت کناد ایں دوازدہ بیت ازان آں مرحوم است ؎

پایا جو دل نے زلف میں آرام رہ گیا — جس جا ہوئی غریب کے تیں شام رہ گیا
کہنے لگے جہان میں ہم آکے کچھہ کا کچھہ — آئے تھے جسکے واسطے وہ کام رہ گیا

---

[1] ب، پ، ا، ا، ا۔

گر پردہ اوٹھا دیجئے اوس پردہ نشیں کا　　کھل جاے طلسمات ابھی چرخ و زمیں کا

خط یار کل جو پڑھا میں بس گلہ شکوہ اوس میں ہزار تھا　　نہ سلام تھا نہ پیام تھا نہ تو عہد تھا نہ قرار تھا
ہمیں یہ امید نہ تھی صبا کہ یہ خاک یوں اوڑے جا بجا　　تیرے در بدر کے اوڑانے کو بھلا کیا میرا ہی غبار تھا

کوچۂ یار سے دل ہم سے اوٹھایا نہ گیا　　مل گیا خاک میں اس طرح کہ پایا نہ گیا

ق

یار تو کل ہم سے ملا تھا نعیم　　لیک حجاب آہ و غا کر گیا
کچھہ تو اودھر شرم سے بولا نہ وہ　　کچھہ میں ایدھر آپ حیا کر گیا

آفت کے نشانے ہی رہے ہم تو زمیں پر　　جو سنگ بلا چرخ سے آیا سو ہمیں پر

عالم سے ہوا غیر میں اب یار کی خاطر　　اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

آنکھوں میں تجھہ بغیر سن اے خوبی بہار　　یہ سبزہ نو دمیدہ مجھے نوک خار ہے
بن دیکھے تو سکے جان نہ دوں گا میں اے اجل　　مدت سے مجھہ میں اوس میں ہوا یہ قرار ہے

نگران

تخلص جوانے است از دودمان حری الاحترام میر بند علی نام وے از سکنہ قصبہ اجڑاڑہ وشاہ شمس الدین خانوادہ است قدس سرہ شعرش از خوبی ذہن وے خبر میدہند وگاہے بنابر عدم گنجائش بحر لفظ نگران را عاشق تخلص میکند ایں مطلع از وے است ؎

جو چاہے آپ کو تو اوسے کیوں نہ چاہیئے　　وہ چاہے یا نہ چاہے غرض یوں نہ چاہیئے

نوا

تخلص شیخ محمد ظہور است وے طالب علمے از طلباے بلدۂ لکھنؤ و سلیم الطبع خوشگو قویم الطبیعت نیک طینت متصف باوصاف نیک نہادی شاگرد محمد بقاء اللہ اکبرآبادی است از حضور سراسر نور مرشدزادہ جہان و جہانیاں مرزا جہاندار شاہ المعروف بہ مرزا جوان بخت مرحوم بخطاب مستطاب خوش فکر خانی عز امتیاز داشت و در خوش فکری نہائت ہمت می گماشت بیشتر قصائد بہ متانت و پختگی بانجام رسانیدہ و دراں داد خوش فکری دادہ در غزلیات ہم فکر رسائے دارد ہشت بیت از گفتہائش ایں خاکپاے طلباے جہان می نگارد ؎

ہمارا نام لیکر دے ہے وہ دشنام قاصد کو — چھٹ اوسکے کچھ نہیں ملتا وہاں انعام قاصد کو

ق

خط آنا یک طرف اب چاہیئے پیغام بر ثانی — کہ جا کر دے میری جانب سے یہ پیغام قاصد کو
تو لینے خط کو آیا تھا کہ یہاں صورت پرستی کو — چل اپنے کام لگ اس کام سے کیا کام قاصد کو
نوا قاصد کو اپنے آپ وہ مفتون کرتا ہے — وہ آپہی خوب ہے کیا دیجئے الزام قاصد کو

اب اشک تو کہاں ہے جو چاہوں ٹپک پڑے — آنکھوں سے وقت گریہ لہو خوں ٹپک پڑے
پہنچی جو ٹک جھلک تیرے دانتوں [کی] نوش تک — خجلت سے آب ہو در مکنوں ٹپک پڑے
طغیاں سرشک کا تو یہاں تک ہے چشم سے — ایک قطرہ آب کا ہو تو جیوں ٹپک پڑے
ڈوبا ہے بحر شعر میں ایسا نوا کہ اب — دے طبع کو فشار تو مضموں ٹپک پڑے

نیاز

تخلص شش کس بمن رسیدہ ذکر نوشتن سہ کس ازاں با بہ تکملہ انسب دیدہ و ازاں سہ کس باقی

اوّل

میر محمد سعید اکبرآبادی است کہ بعلمی ایام بسر می برد انجمن سلیقہ بمجالس اہل علم و محافل ارباب دول بہ

آب و تاب میرسد مرد صاحب ہوش و باشعور فطانت کوش و بافرح و سرور است وایں ہشت شعر از آن دانش پژوہ دنادانی نفور ؎

خیال اوس قد موزوں کا جب دو چار ہوا — سرشک آنکھوں میں آ سرو جوئبار ہوا
ہمارے اشک سے گوہر کو یار کیا نسبت — زمیں پہ جب وہ بہا بحر بے کنار ہوا

زلفوں سے مونہہ چھپانہ تو اے بت خدا سے ڈر — کیا اعتبار گردش لیل و نہار کا

شاد اوسکے آنے سے دل ناشاد ہو گیا — ویراں یہ گھر پڑا تھا سو آباد ہو گیا
جب اسطرف سے وہ ستم ایجاد ہو گیا — عالم تمام محشر فریاد ہو گیا

کہاں ہے دسترس اتنی کہ پہنچے تیرے داماں تک — نہ پہنچا ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنا گریباں تک

نوک نشتر ہو رگ ابر ہو تا دامن — اشک گلرنگ جو ہو جوش بہار دامن
جا نہ مرقد سے شہیدوں کے تو مانند نسیم — خاک نمناک کبھو ہو نہ غبار دامن

دوم

سید زادۂ سعادۃ التیام میر محمد علی نام وے از حضرت دہلی است اما از چندے بدیار جنوبی رخت سفر کشیدہ بہ بلدۂ حیدر آباد سکونت ورزیدہ خداش خوش دارد و بیشتر مرثیہ و سلام بر روئے کار دی آرد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

اوسکے عارض یوں عرق سے تھے سحر بھیگے ہوے — جسطرح شبنم سے دو گلبرگ تر بھیگے ہوے
[ہے مژہ] نم اشک سے پہچے گی کب اوس تک نگاہ — مانع پرواز [ہیں] طائر کے پر بھیگے ہوے
خواب ان خانہ خراب آنکھوں میں ہو کیونکر نیاز — جنکے بن برسات بھی رہتے ہیں گھر بھیگے ہوے

سیوم

میاں نیاز احمد سلمہ اللہ الصمد تولدش در قصبۂ سہرند و نشو و نمائے وے در شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد واقع شدہ مرد فاضل و صاحب ذہن سلیم و شخص عالم و مالک طبع قویم است مشقتہائے بسیار در تحصیل علوم رسمیہ کشیدہ و محنتہائے بے شمار در استحصال فنون کسبیہ بوے رسیدہ شاگرد رشید حبر محقق فحل مدقق مرجع طلاب جہاں مولوی خواجہ احمد خان است غفر اللہ المنان و اسکنہ بحبوحۃ الجنان در اوائے کہ ایں خاکپائے طلاب جہاں ہم چیزے بودہ کتابے چندازیں خاکسار نیز تکرار نمودہ بہر کیف سرانجام کام جذبۂ حق ویرا در ربودہ کہ خود را مشغول عبادات شا[قہ] ساخت و مردانہ اسپ ہمت در مضمار طلب موئے تاخت در بدو امر دعوی استفادہ ایں کار استوار از خدمت بابرکت والدہ ماجدۂ خود کہ ویرا اویسیہ میجناب طہارۃ انتساب حضرت بتول زہرا علیہا السلام میگفت میکرد و در اخر ہا دست بیعت بدست حق پرست سید عبد اللہ قادری علیہ الرحمۃ کہ از اولاد امجاد حضرت ذوالسامین امام الفریقین غوث صمدانی محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز بغدادی المولد بودند دادہ و مثال [اجا]زۃ ارشاد طالبان و خرقہ خلافت تربیت سالکان یافتہ بہ تعلیم طلبا و ارشاد طالبان خدا برمسند تعلیم و ارشاد در بلدۂ بریلی نشستہ فقیرانہ ایام بکام دل بسر می برد گاہ گاہ شعر فارسی صوفیانہ و ریختہ فقیرانہ میگوید ایں نہ بیت از زادہائے طبع اوست ؎

تونے اپنا جلوہ دکھانے کو جو نقاب مونہہ سے اوٹھا دیا — وہیں محو حیرت و بیخودی ہمیں آئینہ ساں بنا دیا
وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی — سو کشش نے دامن یار کی اوسے بھی زمیں سے مٹا دیا
جبھی جا کے مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا — جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے سبھی ایک پل میں بھلا دیا

کچھ نہیں کھلتا مجھے میں کون ہوں — صورۃ وحشت ہوں یا شکل جنوں
آہ و نالے نے مجھے رسوا کیا — ورنہ پنہاں تھا میرا راز دروں
حسن جاناں جلوہ گر ہے ہر جگہ — دید میں اپنی نہیں کوئی زبوں

کیونکر نیاز مانے اوروں کی خوش کلامی — اوسکو تو پیاری باتیں پیارے کی بھا رہی ہیں

صبر و قرار و شکیب تاب و تواں عقل و دیں — سب نے تولی اپنی راہ رہ گئی کیوں جان تو
پوچھے ہے ہر ایک سے کسکا ہے عاشق نیاز — تجکو نہیں ہے خبر ایسا ہے انجان تو

حرف الواو

درطے ایں حرف ذکر سیزدہ شاعر کہ منجملہ انہا دو مرد والہ تخلص میکنند [اندراج] یافتہ و مجموع اشعار ایشاں . . . . . شعر . . . . . .

واقف

تخلص عزیزے است خوش اعتقاد درویش نہاد شیریں کلام واقف شاہ نام کہ در دیار شرقیہ علم استادی می افراخت و با نیک و بد درویشانہ درمی ساخت مدتے است کہ جہان فانی را خیر باد گفتہ و برحمت حق در پیوستہ ایں بیت دیک شعر از گفتہائے آں مرحوم است ؎

ہوا ہے عشق سے آکر مقابلہ دل کا — بھڑا پہاڑ سے جاں بے حوصلہ دل کا
سرشک و آہ ہے شور جنوں ہے وحشت ہے — عجب شکوہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
کہاں ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے تو ڈر — مری بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا

خیال وعدے سے از بسکہ تو نظر میں رہا — تمام رات میرا جی صدائے در میں رہا

ان رقیبوں سے گئے گذرے ہیں کیا اے یار ہم — وہ شریک بزم ہوویں اور نہ پاویں بار ہم

نہ یہ شعاع سے ہیکل کے نگ دمکتے ہیں — یہ لخت دل ہیں ہمارے کہ یہاں چمکتے ہیں

تو مثل برق ابھی جا کے یہاں سے وہاں چمکا　　ہم اوس جھلک سے پلک تا تلک جھپکتے ہیں

واقف شراب معلوم اس دور آخری میں　　ناچار کیا کریں ہم افیون گھولتے ہیں

جبکہ پردے سے یار نکلے ہے　　آہ بے اختیار نکلے ہے

عشق میں کیا فضل و ہنر چاہیئے　　آہ میں تھوڑا سا اثر چاہیئے
نامہ و پیغام سے گذرا تیرے　　اوس میرے قاصد کی خبر چاہیئے
آٹھ پہر جسپہ ستم کی ہو مشق　　ٹک تو کرم کی بھی نظر چاہیئے

ایک ہووے داغ اس دل کا تو کوئی دھو سکے　　روز و شب کی کشت و شوئے چشم کس سے ہو سکے
جاگنے ہی جاگتے آنکھوں میں کٹ جاتی ہے رات　　آہ جسکو درد ہو ایسا وہ کیونکر سو سکے
صبح تک مہمان [ہوئیں][1] اور بھی اس بزم میں　　رو لے بالیں پر میری اے شمع جبتک رو سکے
رہ نورد بیخودی گر کچھہ نہ ہو ہم سا تو ہو　　گو سرا [غ ا] دس کا [نہ پاوے] آپکو تو کھو سکے
کون پہنچاوے میرا پیغام وہاں تک اے صبا　　کام واقف کا رکا ہے تجھے ہو تو ہو سکے

[لی] واے ہم ہوں نے رہ اپنے اپنے ہاں کی　　ہم رہ گئے بھٹکتے جوں گرد کارواں کی

ایں شعر را بعضے بہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر [نسبت] کنند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ؎

ق

[با] ران و ہمنشین و رفیقان و دوستدار　　سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
جب آنکھ موند گئی تو پھر ایدوست بعد مرگ　　پھٹکے ہے کون پاس کسی کے مزار کے

---

[1] 'ہیں ہم' اصل نسخہ

وارث

تخلص شاہ وارث الدین سلمہ رب العالمین است وے درویشے است ہفت قلم مخاطب بہ زمرد رقم خیال مشیخت در [سودا] رود رماہے یک بار رقص مہرویان شیریں شمائل و پری پیکران فتنہ خصائل بر روے کار می آرد و جماعتے از ہوسناکان شہر بتقریب تماشا دراں محفل سرور مجتمع می شوند و بہ حظ نفس و قوت روح محظوظ و سیر میگردند بیشتر بہ مشق اصلاح نوخطاں مشغول می باشد گاہے ریختہ درویشانہ ہم از طبعش می تراود ایں پنج بیت او راست ؎

خورشید رو کا میرے جلوہ جہاں تہاں ہے ہر ذرے میں جو دیکھو اوسکی جھلک عیاں ہے

الفت خدا سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے اور خاک دل کو کرنا اکسیر ہے تو یہ ہے
تقدیر [پر نظر] کھ اور لاغرض ہو سب سے بالتد کہ عاشقوں کی تدبیر ہے تو یہ ہے
تجھہ زلف عنبریں میں کب قید ہو سکھے ہے مجنون دل کی میرے زنجیر ہے تو یہ ہے
ایک آن یاد حق سے غافل نہ ہو تو وارث قرآن کی جو دیکھے تفسیر ہے تو یہ ہے

[والہ]

تخلص دوکس میدانم

اول

مردے وفا گستر مسمی بہ محمد اکبروے از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ است شعرش بروے آں زمان سعادۃ توامان مطلعش کہ سمت تحریر یافت مخبر بداں منہ عفی اللہ عنہ ؎

موتہہ تمہارا دھیاں ہے گا واگر نہ مجھے تی　　آرسی کیا جان رکھتی ہے کہ ہم چشمی کرے

دوم

مرحمت خان مرحوم اصلش از خطہ دلپذیر کشمیر است و مسقط الراسش خاک پاک شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد دے و نیاگانش ہمیشہ بکام دل بعمدگی ایام بسر فرمودہ در آخر ہا از قبیل سران انگریز واقعہ نگاری حضرت دہلی بوے متعلق بودہ مرد ہوشیار پختہ کار صاحب طبع سلیم و فکر قویم و خوش اختلاط نیک ارتباط بود با ہر کس [عموماً آں] بہ اندیش و با قاسم تجیدان سراپا نقصان [خصوصاً] بیش از بیش بخوبی پیش می آمد و تواضع می فرمود قصہ عشق خود بزبان اردوے معلیٰ بآئین خوب و باسلوب مرغوب برشتہ نظم کشیدہ و در شعر فارسی کہ بیشتر میگفت ثاقب تخلص برگزیدہ ملخص کلام مرد خوب بود کہ در حین حیات باخاص و عام نرد محبت باختہ و بعد ممات کہ از چندے رحل اقامت بجوار رحمت ارحم الراحمین انداختہ نام نیک بر صفحہ گیتی گذاشتہ بہر کیف ایں پانزدہ بیت از گفتہاے آں مغفور است ؎

وہ کوئی تجھے آشنا ہوگا　　پہلے جو آپ سے جدا ہوگا

بیطرح پھر گیا ہے کچھہ اب مزاج [دل کا]　　یارب میں کس سے پوچھوں جاکر علاج دل کا

کیا کہوں اوس خوش ادا نے کام کچھہ ایسا [کیا]　　لے گیا دل ہتے ہتے اور میں دیکھا کیا

بادصبا اوڑ [اد] ے مشت غبار میرا　　ہووے نہ اوس پری کی خاطر پہ بار [میرا]

از بسکہ دل ہے آینہ دار اوس جمال کا　　پرتو کو اوس کے [خوف] نہیں ہے زوال کا

تو ایسی ادا سے جدھر جائیگا　　[خدا جانے] کیا قہر کر جائیگا

دم مارے ہے غم دل سے میری ہم نفسی کا　　اے ہم نفساں وقت ہے فریاد رسی کا

گلشن میں میرے ولکے کوئی آن بسا ہے　　اس باغ کی کچھہ اور ہی اب آب و ہوا ہے

[نہیں ہے اوسکی] جو مرضی ایدھر کے آنے کی　　ہر[ا] یک دم میں نئی بات ہے بہانے کی

مینے [تو] پنہاں کیا تھا پا [س] نام و ننگ سے　　حال دل ظاہر ہوا لیکن شکست [رنگ] سے

ہے [عیا] ں جلوہ تیرا انسان [کی] تصویر سے　　عورت معنی ہو ظاہر لفظ کی [تحر] یر سے

چشم سے کچھہ جو مدعا ہے مجھے　　محض تیرا ہی دیکھنا ہے مجھے

طور اوس شوخ کا بے طور نظر آتا ہے　　آگے کچھہ اور تھا اب اور نظر آتا ہے

گنے تو بندوں میں اپنے جو ایک بار مجھے　　تو خلق میں ہو خدائی کا اعتبار مجھے

ہے کس متاع کی یارب دکاں زمیں کے تلے　　چلا ہے [جس لیئے یہ] کارواں زمیں کے تلے

واصل

تخلص واصل مان مرحوم است [و] ے از [نبیر] ہاے [رای ما]ن وا باعن جد سرکردہ دربانان دربار دُربار ظل اللہی بود گاہ گاہ فکر ریختہ می فرمود ایں بیت ازان آں مرحوم است ؎

سرگرم ناز کیوں نہ ہو وہ رشک آفتاب　　عالم میں اوس کے جن [کا با] زار گرم ہے

وجیہہ

تخلص نواب معلے القاب وجیہہ الدولہ وجیہہ الدین خا[ن بہادر] مبارز جنگ برادر کوچک نواب غفران مآب حسام الدولہ حسام الد[ین خا]ں بہادر مبارک جنگ مختار کار سرکار گردوں اقتدار بادشاہی و کار پر[داز کارخانہ] حضرت ظل اللہی است ایشاں در ایام دولت برادر کامگار و روزگار اقتدار خویش باوجود ثر[وۃ] تام و شوکت تمام بہر کس بلطف و مدارا بیش از بیش پیش می آمدند و کار خلق اللہ باعلے مر[تبہ خوش زیستی) وارفع] درجہ نیک طینتی سرنجام می دادند حاصل کہ مرد کریم الاخلاق عمیم الاشفاق محبت پرور کرم گستر نیک ذات ستودہ صفات شیریں زبان عذب البیان ہوشیار پختہ کار حمیدہ خصائل پسندیدہ شمائل است در عروض و قافیہ مہارتے دارد و در سخن آرائی صنائع بدائع بسیار بر روے کار آرد مثنوی ضخیمے دوازدہ ہزار بیت تخمینا بزبان ریختہ برشتہ نظم کشیدہ صنعتہاے بلیغہ دراں بمنصہ ظہور رسیدہ بیشتر غزلہاے فارسی بہ پختگی و سنجیدگی باتمام می رساند و بایماء استاد خود مرزا محمد فاخر مکین بریں تخلص می سازد برقاسم ہیچمدان سراپا نقصان از ہرچہ تمامتر اشفاق می نماید و مرہون عنا[یات بے غایات] خو[د] میفرماید بہر کیف ایں نہ شعر از اشعار آبدار ریختہ طبع دربارش کہ گاہ گاہ بزبان [او] رودے معلے جلوہ گر می شود [سمت تحر] یر می پذیرد منہ دام [بہجتہ] ؎

[ہے] عکس حقیقت رخ نیکوے محبت — محراب طریقت خم ابروے محبت
[گو قتل سے] میرے تجھے کچھ بات نہ آیا — [سرخ] آ [گے وفا] کے [تو ہو] اردی محبت
آ دیکھ بہار چمن دیدہ و دل کو — کیا ہی یہ کھلے ہیں گل خودروے محبت

ادب سے اوسکے قدمبوس ہو جیو قاصد — جو ڈھب بنے تو بلائیں بھی لیجیو قاصد

خون دل بسکہ رہا آن کے [جم چشموں] [میں] — پانی پانی ہوں میں خجلت سے تو ہم چشموں میں
لخت دل جیسے میرے چشمہ چشموں سے بہے — مچھلیاں [دیکھی] ہوں اس رنگ سے کم چشموں میں

تسکین دل [دل] کونے آج ہو [نہ کل] ہو　　بے یار بیکلی ہے وہ[۱] ہی آملے تو کل ہو

مسیح دم میرے بالیں پہ کوئی آتا ہے　　کہ مجھے مردے کو پھر گور سے جلاتا ہے

گرمی غیر جو ہم تک بھی گوارا کرتے　　سرد آہوں سے یہ اوقات گذارا کرتے

وحشت

تخلص عزیزے است صاحب مکنت از شاگردان میاں جعفر علی حسرت ایں ہفت بیت از گفتہائے اوست ؎

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر　　اب جگر نکلے ہے خود [دید] ۂ [تر] سے باہر
کیونکے تم گھر سے نہ نکلوگے میاں دیکھینگے　　ہم نکالیں [گے تمہیں لاکھ ہنر] سے باہر

میرے سامنے گر وہ ایک آن ٹھہرے　　تو آنکھوں میں آکر میری جان ٹھہرے
تیری عقل ناصح بتا کیوں گئی ہے　　بھلا ہم تو دل دے کے نادان ٹھہرے
عجب [یہ جنوں ہے] کہ ہاتھوں سے جنکے　　نہ دامن رہے نے گریبان ٹھہرے
کہا میں کہ رونے سے وحشت نہ دیکھا　　جو ایک دم تیری چشم گریان [ٹھہرے]
لگا کہنے میں ضبط کرتا ہوں لیکن　　کہاں تک جگر میں یہ طوفان ٹھہرے

وصال

تخلص برخوردار سعادۃ [نشا] ن نصراللہ خان خلف الصدق دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناءاللہ خان

---

[۱] وہ ہی ملے ا. ا.

[آ]ق است مدعرو سلمہ [ب] وے نوجوانے است باعلم و مہذب بغایت سنجیدہ و نہایت [باادب] در ایام سالف گاہگاہ فکر ریختہ میکرد و نبذے از اوقات خود دریں شغل بسر می برد بالفعل ازیں [سودا خام باز ایستا] دہ بپختگی تمام دامن برزوہ تحصیل علوم رسمیہ و استحصال فنون شر [یفہ میکند و] مشقت بسیار و رنج بے شمار دریں کار استوار میکشد خداش [بمراد] دل و عمر طبعی رسانادو بہ ثمرات دنیوی و اخروی بہرہ مند گرداناد ایں دو شعر از واست مدعمرہ وزاد قدرہ ؎

آینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا — مونہہ تو دیکھو یہ بڑا چلہنے والا نکلا
گرمی عشق [کا کیا] کیجے بیاں تجھے وصال — [دل] جلا جسم جلا جیب میں چھالا نکلا

وفا

تخلص مرزا عبد العلی است اصلش از خطہ کشمیر جنت نظیر و مسقط الراسش خاک پاک حضرت دہلی مرد خوش فکر خلیق معلمی پیشہ نویسندہ نستعلیق محبت پذیر شاگرد محمد نصیر الدین نصیر است ایں چار بیت منسوب بوے است ؎

[والب] زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا — جسمیں جو انگشت حیرت ہے [سو] پیکاں تیر کا
آپ ریجھا ہے بنا کر تجکو نقاش ازل — یک قلم نقشہ کھچے کے تری تصویر کا

وقت رخصت اسقدر یہاں نالہ و زاری ہوئی — اشک کے نالے بہے اور جوے خوں جاری ہوئی
شکر ہے صد شکر ہے صد شکر ہے صد شکر ہے — عشق خوباں [میں] وفا تجھے وفا داری ہوئی

ولی

تخلص سخن سنج شان جلی المشہور بہ محمد ولی است وے عزیزے بود از سکنہ دیار دکن و مریدان شاہ سعد اللہ گلشن علیہما الرحمۃ و ا [لغفرا] ن و امرہما اللہ تعالے فی روضات الجنان گوئند نسبت تلمذ ہم

بجناب ایشان داشت و در [آخر ہا] باستصواب شاں ہمت بہ سخن طرازی می گماشت واللہ اعلم عند اللہ تعالے شا] نہ وعظم برہانہ بہرحال آئینی کہ از قدوہ متغزلان سخن پرداز شیخ شیراز قدس سرہ رویہ غزل از کتم عدم بمنصہ ظہور جلوہ گر شد تدوین دیوان ریختہ مرغوب و [مملو] انواع سخن و مشحون اقسام امور [ایں فن از وے] بصفحہ روزگار ثبت افتاد اگرچہ اشعار متفرقہ ریختہ پیش از وے ہم علی اختلاف الروایتین از طبع دربار طبل خوش نوائے گلدار قدس عندلیب دستاں سرائے ہمیشہ بہار انس خسرو سخن سنجان طوطی ہندوستان مظہر عشق حضرت اویس محمد کاسہ لیس قدس سرہما و روح روحہما سلطان نکتہ پردازی گیہاں خدیو سخن سازی [قدوہ متغزلان پیشوائے صاحبدلان صو [فی] صافی منش درویش پاکیزہ روش شیخ صاحب در دزبدہ حضرات سہروردی بادشاہ قلمرو بے نیازی سعدی شیرازی اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان یا سعدی دکنی علیہ الرحمت والغفران و دیگر سخن سنجان ہم ریختہ اما تدوین جمعگی انحاء شعر از وے بظہور پیوستہ مختصر کلام [عشق برجملہ] سخن پردازان ہندی زبان ثابت است و سخن بر سخنش ابلیس منش و شیطنت میر خان کمترین کہ خداش بیامرزد بسیار بموقع و بجا گفتہ کہ ع

ولی پر جو سخن لاوے اوسے شیطان کہتے ہیں

قطع نظر از زبان دکنی شعرش بمرتبۂ اعلیٰ شاعری و سخنش بدرجہ علیا [ے سخنوری] ی است قصہ کوتاہ یک صد و نود و چار شعر از اشعار آبدار آں استاد والا نژاد [دمی] نگارم منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہر فردۂ عالم [میں] ہے خورشید حقیقی — یوں بوجھ کے[1] [بلبل ہوں] ہر ایک غنچہ دہاں کا

آوے گا جب سخن میں وہ مایۂ لطافت — شرمندہ اوسکے آگے آب زلال ہوگا

تیری وہ طبع ہے ہموار اے رشک مہ کنعاں — کہ جسمیں مو برابر نہیں اثر بے اعتدالی کا

بدخشاں میں پڑا ہے شور تیرے لعل رنگیں کا — ہوا ہے چین میں شہرا تیرے اس زلف پرچیں کا

---

[1] 'کہ' دہ ہر دو نسخہ کے' از کلیات اول مرتبۂ انجمن ترقی اردو'

پھر میری خبر لینے وہ صیاد نہ آیا　　شائد کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

باعث نشۂ دو بالا ہے　　حسن صورت کے ساتھ حسن ادا

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروش دل کی ماہیت　　بہ رنگ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

تخت جس بے خانماں کا دشت ویرانی ہوا　　سر اوپر اوسکے بگولا تاج سلطانی ہوا
بیکسی کے حال میں ایک آن میں تنہا نہیں　　غم میرا سینے میں میرے ہمدم جانی ہوا[1]

مستی میں اب محشر تلک کونین کو بسرا[2] ہے وہ　　جو تجھ نین کے جام سوں مہ پی کے متوالا ہوا

تجھ حسن عالمتاب کا جو عاشق شیدا ہوا　　ہر خوبرو کے حسن کے جلوے سوں[3] بے پروا ہوا
پایا ہے جگ میں اے ولی وہ لیلی مقصود کوں　　جو عشق کے بازار میں مجنوں نمن رسوا ہوا

مسجود آفتاب ہوا ہے شرف سے آج　　وہ نقش پا جو زینت روے زمیں ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ　　دل صد چاک باغ باغ ہوا

جلوہ گر جب سوں وہ جمال ہوا　　نور خورشید پائمال ہوا
نشۂ سبزۂ خط خوباں　　در پے عالم خیال ہوا

طالب نہیں [کہ][3] محشر میں ہووے وہ داد خواہ　　جس بے گنہ پہ تیری [نگہ سے ستم] ہوا

---

[1] سے ہوا، ۱۰۱۰ [2] سے ۱۰۱ [3] عشق ۱۰۱۰

جسوقت اے سرنچن تو بے حجاب ہوگا — ہر ذرہ [تجھہ] جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

خدا نے مکھ پہ تیرے باب حسن باز کیا — قد بلند کو تیرے تمام ناز کیا
مثال زلف پڑی دل کی فوج بیچ شکست — تری نگاہ نے جب آ کے ترکتاز کیا

دیکھنا ہر صبح تجھہ رخسار کا — ہے مطالع مطلع انوار کا
بلبل و پروانہ کرنا دیکھتیں — کام تھا تجھہ چہرۂ گلنار کا

آینہ تجھے ہو کے ہم زانو — غیرت افزا ہوا ہے گلشن کا
تجھہ نگہ سوں بسان شان عمل — دل ہوا گھر ہزار روزن کا

موج رفتار نے تجھہ قد کی صنم — سرو آزاد کوں زنجیر کیا

مثل یاقوت خط میں ہے [شاگرد] — ساغر مے مدام تجھہ لب کا

کیوں کرے آلودۂ زرجگ منے صید مراد — ہے علم اوپر معطل صورۃ شیر طلا
بوالہوس رکھتے ہیں دائم فکر رنگ عاشقاں — ہے [مہوس] کے سدا سینے میں تدبیر طلا

شغل بہتر ہے عشق بازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا
آج تیرے بھواں کی مسجد نے — ہوش کھویا ہے ہر نمازی کا
گر نہیں راز عشق سے آگاہ — فخر بیجا ہے فخر رازی کا
اے ولی سرو قد کو دیکھوں گا — وقت آیا ہے سرفرازی کا

صحن گلشن میں جب خرام کیا — سرو آزاد کو غلام کیا
وہ بھول ہم سے کیوں نہوں بنکے — ماہ نو نے جنہیں سلام کیا

طالب نہیں مہر و مشتری کا — دیوانہ ہوا جو تجھ پری کا
تو سر سے قدم تلک بھبک میں — گویا ہے قصیدہ انوری کا

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بیحجاب اوسکا — بغیر از دیدۂ حیراں نہیں جگ میں نقاب اوسکا

عبث غافل ہوا ہے فکر کر کچھ پی کے پانے کا — صفا کر آرسی [دل کی سکندر ہو زمانے] کا
ولی تجکو گنے گے شیر مرداں اپنی مجلس میں — رہیگا سگ ہو کر دائم نبی [کے آستانے] کا

کیا یکبات نے وقف مجھ راز نہانی کا — کھوں غنچے او پر حرف اوس دہن کی نکتہ دانی کا
ولی جن نے نہ باندھا دل کو اپنے نونہالاں سوں — نپایا اونے پھل ہرگز جہاں میں زندگانی کا

بے فرہاد کے مانند کوہ بے ستوں میں جا — اگر قصہ سنے خسرو تری شیریں کلامی کا

جوں لالہ بجز آتش خاموش لب یار — مرہم نہیں عالم میں ولی داغ جگر کا

ترے لب ہیں بنگ حوض کوثر محشر خوبی — یو خال عنبریں تسپر بلال اسا کھڑا دستا
یو خط حاشیہ گرچہ ولی ہے مختصر لیکن — مفول کے معانی کا تمامی مدعا دستا

یو کناری مکھ پہ تیرے اے زلیخا دش نہیں — سورۂ یوسف کوں کیتا گرد تحریر [طلا]

---

[1] صفا کر دار ست دل کے الخ در دو نسخہ

کشور دل کو تیرے ناز نے تسخیر کیا　　فوج مژگاں کو تری زلف نے زنجیر کیا

لیا ہے جب سوں مومن نے طریقا خود نمائی کا　　چڑھا ہے آرسی پر تب سوں رنگ حیرت فزائی کا

موسی اگر جو دیکھے تجھ نور کا تماشا　　اوس کوں پہاڑ ہووے پھر طور کا تماشا

بے رحم نہ ہو غصہ نہ کر بات میری سن　　ڈرتا نہیں ایک بات کی سو بات سنا جا

نہیں کوئی سنتے تا حال میری آہ و زاری کا　　کہوں کس کن گریباں چاک کر دکھ بیقراری کا

ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن　　اے چمن زار حنا دل کے گلستاں میں آ
حسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد　　طالب عشق ہوا صورت انساں میں آ
بسکہ مجھ حال سے ہمسر ہے پریشانی میں　　درد کہتی ہے تیری زلف مرے کان میں آ

نجاؤں صحن گلشن میں کہ خوش آتا نہیں مجکوں　　بغیر از ماہرو ہرگز تماشا ماہتابی کا
نہ پوچھو لب ہوا ہے گم سخن وہ دلبر رنگیں　　لب تصویر پر ہے رنگ دائم لاجوابی کا

ہے قد ترا سراپا معنی ناز گویا　　پوشیدہ میرے دلمیں آتا ہے راز گویا

ہوش کھوتی ہے نازنیں کی ادا　　سحر ہے سرو گل جبیں کی ادا
اے ولی دلکوں آب کرتی ہے　　نگہ چشم شرمگیں کی ادا

ہوا ہے سیر کا مشتاق [بے تابی سوں] من میرا　　چمن میں آج آیا ہے مگر گل پیرہن میرا

گر نہیں ہے خنجر بیداد خوباں کا شہید — دامن صد چاک گل کیوں سطے پر خوں [ہو]!

[آ] رزوے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا
مند گل منزل شبنم ہوئی — دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

ولی شیریں زبانی کی نہیں ہے چاشنی سب کوں — حلاوت فہم کو میرا سخن شہد [و شکر] دستا

تیرے جلوے سوں اے ماہ جہانتاب — ہوا دل سر بسر دریاے سیماب

ملا ہو گلبدن جسکوں اوسے گلشن سوں کیا مطلب — جو پایا وصل یوسف اوسکوں پیراہن سوں کیا مطلب
ولی جنت میں رہنا [ہی] نہیں درکار عاشق کوں — جو طالب لامکاں کا ہے اوسے مسکن سوں کیا مطلب

ہر ایک لبریز ہے خم تجھ محبت کے اثر سے تی — ہر ایک ساغر ترے نیناں سے ہے سرشار ہر جانب

نہیں ایک عاشق و معشوق اوسکے درد سوں خالی — گل و بلبل سوں سنتا ہوں یہی فریاد ہر ساعت

سبز چیرا ہے ترا اے سبز بخت — زہر قاتل ہو گیا دل لخت لخت

سینے میں ہے تجھ ابروے پیوست کی نشست — جوں تیر دل میں ہے نگہ مست کی نشست
تا سرخ رنگ زرد کرے [اس سبب] یو غم — دل میں ولی کے مس میں ہے جوں جست کی نشست

بجا ہے گر شہید سرو قد کوں — بناویں چوب سوں طوبی کے تابوت [ت]

لب پہ تیرے کہ روح کا ہے قوت — کاتب نازنے لکھا ہے سکوت
اے ولی سبزۂ لب دلبر — خوشنمائی میں ہے خط یاقوت

کس کے آگے جاکہوں [فریاد] ایسے شوخ کی — ظالم بیداد ہے وہ آفت جاں الغیاث

اعجاز عشق دیکھ کے مجھ نا[توا]ن پر — اوس سخت دل کے دل کوں کیا مہربان آج
کل خط زبان حال سوں آکر کرے گا عذر — عاشق سوں کیا ہوا جو کیا تو نے مان آج
اے عقل موشگاف تامل سوں کر نظر — آتا ہے کس اداسوں وہ نازک میان آج

کیا ناز کیا غرور ہے اوس نوبہار میں — دیتا نہیں سلام[1] کا میرے جواب آج
آگے تیرے لباں کے کہ ہیں چشمۂ حیات — لگتا ہے آب خضر مثال سراب آج

بزنگ صافی دل کیوں نہ ہو صفائے قدح — کہ دست آئینہ رو ہے مدام جائے قدح
زہے طرب کہ ہوا بزم عیش میں دمساز — صنم کے لعل سوں یاقوت بے بہائے قدح
اگر اشارۃ ابرو کرے وہ ماہ تمام — ہلال بزم میں ہو چرخ زن بجائے قدح
خمار حشر سوں کیا غم ہو مے پرستاں کوں — لکھیں جو قبر کے تعویذ پر دعائے قدح

کتاب عشق پہ شنگرف اشک خونی سوں — پلک کی کرکے قلم کھینچتا [ہوں] جدول سرخ
کیا ہے دفع مرے درد سر کو رونے نے — ہوا ہے حق میں مرے خون دیدہ صندل سرخ
شفق نہ بوجہہ کہ مجھ آہ آتشیں نے ولی — فلک کوں جاکے کیا ہے بزنگ منقل سرخ

عالم میں جسکے سر پہ گلدستۂ ادب ہے — وہ کیوں کہے چمن کوں تیری گلی کے مانند
سوزن سوں تجھ پلک کی اے نور جان و دیدہ — ہر استخواں میں روزن ہے بانسلی کے مانند

---

[1] کذا در نسخۂ اصل [2] سوال ظ. ا.

نگاہ گرم کرے گر فلک کے گلشن پر — گل ستارہ گریں گل گلاب کے مانند
ترے خیال میں اے بحر حسن دیدۂ تر — ہوے ہیں آب سراپا حباب کے مانند
ترے فراق میں ہر آہ اے کمان ابرو — گئی ہے چرخ پہ تیر شہاب کے مانند
نگاہ گرم سوں اوس شعلہ قد نے مجلس میں — کیا [برشتہ] دلی کوں کباب کے مانند

ہمیشہ ہے بہار اس سرو آزاد — نجاوے دولت حسن خداداد

دلکو فرحت بخشے ہے دائم ترے غم کا ہجوم — صاحب ہمت کوں ہے نت کثرۃ ہماں لذیذ

اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر — بیوفائی نہ کر خدا سوں ڈر

مت طرز تغافل کوں مرے حق میں روا رکھ — اے شوخ مری آہ سے البتہ حذر کر

اے سرو خراماں نہ تو جا باغ میں چل کر — مت قمری و شمشاد کے سودے میں خلل کر
صنعت کے مصور نے صباحت کے صفے پر — تصویر بنائی ہے تری نور سوں حل کر
تجھ ابروے خمدار سے ہرگز نہ ٹلے دل — کیوں جاے سپاہی دم شمشیر سوں ٹل کر

انکھیاں ہیں یو خوبان جہاں کی کہ لگیں ہیں — بوٹے نہیں نرگس کے صنم تیری قبا پر

نہ جانوں خط تیرا کس بے خطا پر — چلا ہے آج فوج شام لے کر

عجب نہیں جو کرے دل میں شیخ کے تاثیر — اگر مقدمہ عشق کو کروں تحریر
جنون عشق ہوا اس قدر زمیں میں محیط — کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

مجکوں ہی اوس شکر لب کی خبر — حق شکر خورے کو دیتا ہے شکر
ساتھ پردوں میں رکھوں اوسکوں چھپا — آوے گر انکھیاں میں وہ نور نظر

بلبل شیراز کو کرتا ہوں یاد — حسن کوں تیرے گلستاں بوجھ کر
زلف تیری کیوں نہ کھاوے پیچ و تاب — حال مجھ دل کا پریشاں بوجھ کر
رحم کر اوس پر کہ آیا ہے ولی — درد دل کا تجکوں درماں بوجھ کر

رات کو دیکھا تھا تیری زلف کوں — دل میں باقی ہے پریشانی ہنوز
اس چشم اشکبار سے میری عجب نہ کر — سینے کا داغ تجکو دکھایا نہیں ہنوز

فصاحت کیا کہوں اوس خوش دہن کی — کسی کا واں نہیں ہوتا سخن سبز
اگر بجاے 'اوس خوش دہن' 'پستہ دہن' میگفت سبزی سخن می افزود مگر خطاے بزرگاں گرفتن خطا است منہ عفی عنہ

ہوا ہوں بلبل مستانہ نغمہ زن تجھ بن — ہوا ہوں جوں گل صد برگ باغبان پریش

عشق کے ہاتھ سوں ہوے دلریش — جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش

معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں — بجھتا نہیں ہے بادصبا سے چراغ گل

اے دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے — بیٹھا ہے آ[فتاب] نکل ماہتاب میں

ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج — اوس گلبدن کو اپنے گلے بار کر رکھوں

لہ کذا ،

اوس کے دہن تنگ کی تعریف کا نکتہ — صنعت سے ولی دیدۂ عنقا پہ لکھا ہوں

یہاں زلف بدیعی کا ہے سعد الدین کا مطلب — اجھوں تک تم نہیں سمجھے مطول کے معانی کوں

جبتک دیکھا تھا تجھ دل بند تھا اوراق میں — تیرے بھواں کو دیکھ کر جزدان چھوڑا طاق میں

خوبی اعجاز حسن یار اگر انشا کروں — بے تکلف صفحۂ کاغذ بیضا کروں
ہندوے زلف پریرو ہے پریشانی فروش — بیچ دیوے مجکو سودے میں اگر سودا کروں
رات کو آؤں اگر تیری گلی کوں اے حبیب — زیور لب ذکر سبحان الذی اسرا کروں
آرزو دل میں یہی ہے وقت مرنے کے ولی — سرو قدکوں دیکھ سیر عالم بالا کروں

دل ہوا ہے میرا خراب سخن — دیکھ کر حسن بے حجاب سخن
عرفی و انوری و خاقانی — مجکو دیتے ہیں سب حساب سخن

پڑے سنکر اوچل جوں مصرع [برق] — اگر [مصرع] لکھوں ناصر علی کوں

ایدل عقیق لب کے یو آئے ہیں مشتری — مو[تی] نہ بوجھ زہرہ جبیں کے بلاق میں

ہے تر[ے][1] لب سوں اے شکر گفتار — بات کہنا نبات سوں شیریں

فدائے دلبر رنگیں ادا ہوں — شہید شاہد گلگوں قبا ہوں

---

[1] 'ترے' کی 'ے' دونوں نسخوں میں چھوٹی ہوئی ہے'

مجکو تجہہ بن کسو سوں کام نہیں　　فکر ناموس و ننگ نام نہیں

ہولہے جب سوں تراتل سوار آتش حسن　　سپند وار ہے دل بے قرار آتش حسن

ہر شعر سے ولی کے عزیزاں بیاض میں　　مسطر کے خط کو رشتۂ سلک گہر کرو

صحبت غیر میں جایا نہ کرو　　اپنے عاشق کوں کڑھایا نہ کرو

گل و بلبل کا گرم ہے بازار　　اس چمن میں جدھر نگاہ کرو

آج دستا ہے حال کچھہ کا کچھہ　　کیوں نہ گذرے خیال کچھ کا کچھ
دل بیدل کوں آج کرتی ہے　　شوخ چنچل کی چال کچھ کا کچھ

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گلروئیں　　خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

ہوا ظاہر خطا روے نگار آہستہ آہستہ　　کہ جوں گلشن میں آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

گریاں ہے ابر چشم مری اشکبار دیکھ　　ہے برق بیقرار مجھے بے قرار دیکھ

لالہ خونی کفن کے حال سوں ظاہر ہوا　　بستگی ہے خال سوں خوباں کے داغ زندگی

قلم نرگس کی جب لیکر لکھوں تجہہ چشم کی خوبی　　ہزاراں آفریں کرتا مرے گھر بہری آوے

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانۂ ساقی — کہ دل سوں تاب جی سوں صبر سوں ہوش لیجاوے

آج سرسبز باغ و صحرا ہے — ہر طرف سیر ہے تماشا ہے
سبب دل رُبائی عاشق — مہر ہے لطف ہے ولاسا ہے

یو بی ہے اہل دل نے یو بات تہ دلی سوں — عاشق کا دل بغل میں قرآن ہیکلی ہے

تیرا مجنوں ہوں صحرا کی قسم ہے — طلب میں ہوں تمنا کی قسم ہے

تیری ابرو نے مجکوں قتل کیا — کیا بلا اوس میں آبداری ہے

کہو زاہد سے جاوے اوس گلی میں — اگر مشتاق فردوس بریں ہے
مرے حق میں عنایت نامۂ یار — مثال شہپر روح الامیں ہے

تیرا مکھ مشرقی حسن [انور] ری جلوہ جمالی ہے — نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے
ریاضی فہم گلشن طبع دانا دل علی فطرۃ — زباں تیری فصیحی و سخن تیرا زلالی ہے

جو میرے حال کی گردش کوں دیکھے — اوسے گر [داب گردوں] یاد آوے

بالی نہیں عزیزاں عاشق کے مارنے کوں — تا [گوش] کھیچتا ہے [زریں کماں] موتی

نہو ناصح کی سختی سوں مکدر اے دل شیدا — سدا نقد محبت کا محک سنگ ملامت ہے

لہ : کلیات ولی،

جسے عشق کا تیر کاری لگے — اوسے زندگی جگ میں بھاری لگے

تجھ لب و زلف کے تماشے کوں — چل کے آئے ہیں مصری و شامی

ہے حسن ترا ہمیشہ یکساں — جنت سوں بہار کیونکے جاوے

گر تجکوں ہے عزم سیر گلشن — دروازہ آرسی کھلا ہے

مجھ سوں کیونکر ملیگا حیراں ہوں — شوخ ہے بیوفا ہے سرکش ہے

ہاتھ سوں تجھ غمزۂ خونریز کے — داد ہے بیداد ہے فریاد ہے

اب [خلاصی] عشق سوں ممکن نہیں — دام دل زلف دو دامی پوش ہے

صنم مجھ دیدۂ و دل میں گذر کر — ہوا ہے باغ ہے آب رواں ہے

غنیمت بوجہہ ملنے کوں ولی کے — نگاہ پاکباز اں کیمیا ہے

عشق میں شمعرو کے جلتا ہوں — حال میرا سبھوں پہ روشن ہے

دیکھ اوسکی کلاہ بارانی — چاند پر آج ابر آیا ہے

غمزہ و ناز و ادا ہے ناز ہے — ظلم ہے طوفان ہے آشوب ہے

بلہ 'ادای نازنیں' کلیات ولی

ساقی و مطرب آج ہیں ہمرنگ — نشۂ بے خودی دو بالا ہے

آتش شوق زلف سوں تیری — دل عاشق کباب شامی ہے

آشنائی نہیں تو جاتا ہوں — کیا کروں جی اداس ہوتا ہے
کیونکہ کپڑے رنگوں میں تجھ غم میں — عاشقی میں لباس ہوتا ہے

عدم میں تجھ دہن کا جگ میں ثانی اے پری پیکر — اگر بالفرض والتقدیر ثانی ہے تو عنقا ہے
ولی تیری تواضع سوں رقیب سنگدل دائم — پشیماں ہے خجل ہے [منفعل ہے] سخت رسوا ہے

مدت کے بعد دل کی گرمی فرو ہوئی ہے — شربت ہے میرے حق میں اوس بیوفا کی گالی

زخم دل تھا اگرچہ کاری لیکن اس کا غم نہیں — سبزۂ خط نہ آرا مرہم زنگار ہے

کیونکے حاصل ہو مجکوں جمعیت — زلف تیری قرار کھوتی ہے

پہونچتا ہے دلوں کو ہر جاگہ — غم تیرا روزی مقدر ہے
تجھ بن اے نور چشم محفل دل — حال مجلس تمام ابتر ہے

نشہ بخش عاشقاں دو ساقی گلفام ہے — جس کی انکھیاں کا تصور بیخودی کا جام ہے

نہ جانوں کیا بلا لاوے گی اوسکے کان کوں لگ کر — بلائے جان مشتاقاں کہ اوس کا نام بالی ہے
عیاں ہے شاہد معنی تجھ چشم جادو سے — کرشمہ تجھ بھواں میں معنی بیت ہلالی ہے

یار طناز گرچہ آنی ہے — مایۂ عیش جاودانی ہے
آشنا نو نہال سوں ہونا — ثمرۂ گلشن جوانی ہے
اے سکندر نہ پوچھ آبحیات — چشمہ خضر خوش بیانی ہے

ولی مجھ دل کی آتش پر نظر کر — جہنم کی زباں پر الحذر ہے

ہے بجا عشاق کی خاطر اگر ناشاد ہے — غمزۂ خونخوار ظالم بر سر بیداد ہے
آسماں اوپر نہ بوجھو چادر ابر سفید — جا نماز زاہد عزلت نشیں برباد ہے

ہر سحر تجھ نعمت دیدار کی — آرسی کوں اشتہائے صاف ہے
صورت نارستہ خط ہے جلوہ گر — اسقدر چہرہ صنم کا صاف ہے

نکال خاطر فاتر سوں جام جم کا خیال — صفا کر آرسی دل کی سکندری یہ ہے

ہر چند کہ اوس آہوے وحشی میں بھڑک ہے — بیتاب کے دل لینے کوں لیکن [illegible]

ہمکو شفیع محشر وہ دیں پناہ بس ہے — شرمندگی ہماری عذر گناہ بس ہے

مستزاد

اوس شوخ نظر باز کی انداز نگہ کا — گر کام نہیں یو
دیوانہ مرے دل کو کہو کہنے کیا ہے — جادو نظراں میں

ولا

تخلص مظہر علیخاں عرف مرزا لطف اللہ خلف الصدق سلیمان علیخان ولد داد شاعر فارسی گو است وے مرد حریف ظریف خوش طبع مزاح دوست واقع شدہ از چندے بدیار [شر] قیہ رحل اقامت افگندہ گوئند در ریختا بکلکتہ ملازم انگریز است ایں دو شعر ازاں وے است ؎

ہستی کو خوب دیکھا جاتے ہیں اب عدم کو — در پیش ان دنوں میں یہاں عزم ہے وطن کا

طعنہ مت دے تو مجھے بادیہ پیمائی کا — پوچھ مجنوں سے مزا آبلہ فرسائی کا

ہاتھ آوے سکے تو یہ نسخہ بہ از اکسیر لگا — خاکساران جہاں کرنے جو تسخیر لگا
مرغ دل تڑپھے ہے جوں طائر ناوک خوردہ — کس کے مژگاں کا مرے سینے میں یہ تیر لگا

فوج اشک و لشکر داغ و علم ہے آہ کا — دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالی جاہ کا

ایک سے ایک جہاں میں ہے صنم خوب سے خوب — نظر آیا کوئی لیک اپنے نہ محبوب سے خوب

قطرۂ مشک ہے یوں سر مژگاں سے لپٹ — جسطرح اوس رہے خار مغیلاں سے لپٹ

ایک جیحوں ہے کہ پلکوں سے بہا آتا ہے — کیا بلا ہے یہ مرے دیدۂ گریاں کے بیچ

جو برگ گل اوس سینے پہ سمجھے تھے گراں وے
چھاتی پہ مری دھر گئے کیوں سل نہیں معلوم

ولائت

تخلص عزیزے است نیک سرانجام ولائت شاہ نام کہ بحسب اظہار [عزیزاں درویش خوش مزاج باسرور وابتہاج شگفتہ پیشانی نیک زندگانی توکل پیشہ بہ اندیشہ واقع شدہ در نواح قصبہ کول ایام حیات مستعار بسر می نماید و از اشعارش کہ بسمع رسیدہ ہم بوے فقر و توکل می آید درویشے بود آزاد وضع بہمیں تخلص و نام نہایت خوش طبع و شیریں کلام در جوار خانہ مقبول نبی خاں مقبول در نے بستے اوقات گذاری می نمود و بغایت ہشاش و بشاش زندگانی می فرمود بیشتر اشعارصاف بنام بعضے از نو مشقاں مانند میر فضل علی جنوں میگفت و گل گل می شگفت مدتے است کہ رخت سفر بربستہ بضاعہ فرخ آباد تکیہ بستہ رحل اقامۃ افگندہ ظن غالب کہ ایں ولائت شاہ ولائت ہماں ولائت باشد والغیب عند اللہ تعالے شانہ بہرکیف ایں غزل پنج بیتی وے کہ بمن رسیدہ و از مطربہ ہاے شہر شنیدہ برشتۂ تحریر کشیدہ و خوبی آں بچشم انصاف دیدہ ؎

نہ تنہا یہ تن بلکہ جاں بیچتا ہوں — میں ہستی کی ساری دوکاں بیچتا ہوں
یہ دل مول کرتا ہوں سنیو عزیزو — [جہاں] اہل دل ہوں میں وہاں بیچتا ہوں
خبر جا کرو کوئی اون عارفوں کو — میں یہ گنج پنہاں عیاں بیچتا ہوں
زمیں آسماں تک سبھی جنس ارزاں — مگر ایک دل کو گراں بیچتا ہوں

ولائت مجھے کون تجھ بن خریدے
پہ میں بھی تو تجھ بن کہاں بیچتا ہوں

وہم

[میر] محمد علی نبیرۂ میر محمد تقی خیال شاعر فارسی گو تخلص میکند [وے از سکنۂ بلد] ۂ لکھنؤ و از ملازمان سرکار دولت مدار وزیر الممالک است ایں مطلع او گفتہ ؎

گو فکر تیرے دل کے تئیں سو لگی رہے — پر وہم شرط یہ ہے [کہ وہ] لو لگی ہے

حرف الہا

درطے ایں حرف ذکر دہ شاعر کہ منجملہ آنہا دوکس ہاشمی تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار اینہا ..... شعراست کہ ازانہا . . . رباعی واقع شدہ

ہادی

تخلص دوکس بمن رسیدہ تحریر یکے ازانہا بہ تکملہ مقرر گردیدہ واں دیگر میر جواد علیخان سلمہ الرحمٰن است وے در ایام دولت نواب غفران مآب وزیر الممالک غازی الدین خان بہادر بسیار بہ ترفہ ایام زندگانی بکام دل بسر می برد و بمصاحبت نواب مغفور و کوتوالی بازار لشکر ظفر اثر آں منتخب الامراء امتیاز داشت شاعر دیرینہ مشق و کہنہ سخن سنج است در عروض [وقا] فیہ دستے دارد بیروں از دیوان مروف کہ مشحون انواع سخن است رسائل بسیار در علوم رسمیہ اعنی صرف و نحو و فقہ و فرائض و عروض و قافیہ و ماضا ہا بدشتہ نظم کشیدہ و دیوانکے بے نقطہ و مثلہ نقطہ دار ازوے بر صفحہ دہر ثبت افتادہ مختصر کلام مردے بزرگ خوش اختلاط پاکیزہ ارتباط شگفتہ رو نیکخو نہائت سنجیدہ اطوار بغائت پسندیدہ کردار واقع شدہ خدا شش سلامت دارد کہ بقیۃ [ا] لسلف است بہر حال ایں بست و پنج بیت از گفتہائے آں حمیدہ خصال است ؎

بسکہ شب دلکے مقابل [ہیچ و] تاب نا [ر تھا] — جو نفس گذرا لبوں سے شعلۂ جوالہ تھا
اوس نگاہ گرم کی تاثیر سے گلشن میں صبح — قطرۂ شبنم لب گل کے لیئے تبخالہ تھا
کیا خنک باتیں تھیں منع گریہ کی ناصح کہ شب — دامن مژگان گوہر بار ابر ژالہ تھا
رات ساقی نے وہ آتش کی تھی پیمانے میں حل — جس سے ہر لخت جگر ہم بزم داغ لالہ تھا

ق

ایک دل تھا سامنے مژگاں کے جسکے ہر طرف — کیا ہجوم خنجر و شمشیر و تیر و بھالہ تھا
اوسطرف یہ کثرت و فراوانی بضاعت میں فقط — بے اثر ایک آہ تھی یا بے تصرف نالہ تھا

طرفہ عالم سوز آتش تھی تیرے گھر پہ محیط — کہہ تو ہادی برق تھی یا ترکتاز نالہ تھا

وہ اشک گرم ہے دمساز دیدۂ تر کا — کہ باندھے ہر مژہ پر اشکیاں سمندر کا
وہ دل کہ تھا نہ کبھو باد گرم سے واقف — بنا ہے بزم میں تیری سپند مجمر کا
برس کے کھل گئے بادل اوتر چلے دریا — ولے گھٹا نہ کبھو زور دیدۂ تر کا
چمن میں ہادی نازک مزاج جب آیا — لیا جنوں نے رگ گل سے کام نشتر کا

کار دیں اوس بت کے ہاتھوں ہائے ابتر ہوگیا — جس مسیحا نے اوسے دیکھا سو کافر ہوگیا

ہادی پہ نہ کی تو نے کبھو بندہ نوازی — کیا تیری خدائی کو صنم یاد کرے گا

ایل اب دیتا نہیں وہ داد یہ کیا ہوگیا — آج کچھ سنتا نہیں فریاد یہ کیا ہوگیا
رک گیا دل اوسکا جب تصویر تیری کھینچ لی — رکھ قلم کہنے لگا بہزاد یہ کیا ہوگیا[1]

لگے تھے تیر نگہ بسکہ ہادی اس دل پر — رہا نہ نام و نشاں مطلق اس نشانی کا

جو [لالہ] اس چمن میں بلبل عدم سے آیا — پیغام خونچکاں ہے خاک آرمیدہ گاں کا
اوس زلف پر سمجھکر کیجو دراز دستی — اے شانہ اسمیں دل ہے حسرت کشیدہ گاں کا

اب کسی سے نہ چاہ کیجے گا — نہ کسی دل میں راہ کیجے گا
جب تلک دم میں دم ہے اے ہمدم — نالہ ہی سر براہ کیجے گا
اپنے بندوں پہ اے بتو للہ — مہر کی ایک نگاہ کیجے گا

---

[1] در مصرع اول چیزے ہست فافہم (منہ)

مت پوچھ فریبندہ تیری زلف ہے یا خط　　ایک آفت نو زلف ہے ایک تازہ بلا خط

ماہ کہاں وہ رو کہاں غنچہ کہاں وہاں کہاں　　مشک کہاں کہاں وہ زلف سنبل گلستاں کہاں

تو ان لوگوں سے ملتا ہے کہ جن سے مجکو عار آوے　　مری اور تیری دیکھیں کس طرح صحبت برار آوے

کچھ فرق نہیں کعبہ و بتخانے میں ہاشمی　　یک منزل مقصود کوئی راہ کسو کی

ہاشمی

تخلص دو کس می شناسم

اول

ہاشمی بسے نیک دین صاحب یقین خوشخو کشادہ رو از سکنہ شاہجہاں آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد کہ نام نامیش بر صفحہ خاطر فاتر ایں احقر نماندہ واز مدتے تفرقہ ایں دیار ویرا بطرفے از اطراف عالم افگندہ ایں دو بیت وے گفتہ ؎

نشے نے میکشوں کے کیا فلک پر سر اوٹھایا ہے　　کہ بادل ہو سیہ مست اب چمن میں جھوم آیا ہے
مجھے تھا دھیان از لفظوں کا کہ وہ خورشید رو آیا　　خدا نے غم کی راتوں میں خوشی کا دن دکھایا ہے

دوم

سید زادۂ سعادۃ التیام میر ہاشم علی نام نیک خصلت پاکیزہ خو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ تیز فہم طبع رسا از شاگردان سراد شعرائے فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا ایں پنج شعر از طبع زادہائے اوست ؎

میرا سو بار اوس تک نامہ پر آرزو پہنچا　　ادھر سے پر جواب صاف پہنچا جب کبھو پہنچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا سنبل کی نکہت سے　　مشام آرزو میں تو کسو کاکل کی بو پہنچا

یہ دعوے سب کے باطل محکمے میں ہاشمی ہونگے　　اگر حاکم تلک وہ شوخ بارو سے نکو پہچا

آہ و نالے کے دو مصرع جو کیئے ہیں موزوں　　صاحب درد اوسے شعر فغانی سمجھا
وہ برہمن بچہ افسوس کرے ہم نفساں　　قصۂ درد میرا رام کہانی سمجھا

ہاتف

تخلص عزیزے است نیک فرجام مر[ز] امحمد نام کہ در روشن پورہ حضرت دہلی بجوار مزار فائض الانوار زبدۂ صوفیان زمان حضرت میر جہان قدس سرہ مسکن داشت مرد درویش وضع شوخ طبیعت امانیک طینت بود مدتے است کہ بدیار شرقیہ رفتہ خدا داند کہ کجا است و بچہ عنوان ایام بسر می برد ایں مطلع از وست

خط آنے پہ یہ حسن نہ یہ مان رہے گا
ایسے میں اگر لیجے تو احسان رہے گا

ہدائت

تخلص سخن سنج [رو]شن زبان ہدائت اللہ خان افغان است عفی اللہ تعالے عنہ وعن [سائر المسلمین] در طے ذکر دوستدار سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان قرائی ایماے بہ [نسب آں] خان فتوہ نشان غفرہ اللہ المنان رفتہ اعادہ آں لاطائل انگاشتہ بہ تحریر برخے از اوصاف حمیدہ و ترقیم نبذے از اخلاق پسندیدۂ آں مغفور و مبرور عنان کمیت قلم واقعہ رقم مسترخی میسازم وے بزرگے بود درویش دل بخدا مشتغل سالک راہ خدا آگاہ مسکیں نہاد والا نژاد سراسر حلم سربسر حیا یکسر مہر یکقلم وفا نیک محضر پاکیزہ سیر محبت پرور مروت گستر صاف دل یکرو صافی طینت فرخندہ خو نہ بر دل کس از وے غبارے نہ بفخر احدے اورا عارے قاسم ہیچمدان سراپا نقصان با وصف صحبت مستوفی در عرض چہل سال تخمیناً گاہے ندیدہ کہ از وے کسے رنجیدہ یا بدل کس از دنش آزارے رسیدہ فصاحت کلامش [مستغنی] البیان است و بلاغت سخنش بے پروا از تبیان روزمرہ

زبان اردوے معلے کہ بد[ستش] افتادہ بکسے کم دست بہم دادہ مہارت گفتگوے ریختہ کہ بہ سمش رسیدہ در شعر احدے ایں احقر ندیدہ دیوانے مملو انواع سخن نہ ہزار بیت تخمیناً بر صفحہ روزگار یادگار گذاشتہ و بیرون ازیں مثنویات چند خورد و بزرگ دارد کہ دراں علم سخنوری بر[فر] اشتہ و رسالہ مسمی بہ چراغ ہدائت کہ بوے عرفان ازاں بدماغ صافی طینتاں میرسد و اشعار فارسی اساتذہ سالفہ و شعرہاے ریختہ ریختہ طبیعت نیک طویت خویش آں درویش خدا اندیش مندرج ساختہ بر[اجز] اے چند بر نگاشتہ و اکثرے را از نکتہ سنجان ہندی زبان نسبت تلمذ بدو است و ایں خوشہ [چیں] خرمن اہل سخن منجملہ فیض اندوزان اوست از چندے دل از جہان فانی برکندہ [بسر] اے جاودانی رحل اقامت افگندہ خدایش رحمت کناد و بجوار عنائت خود مسکن دہاد ایں . . . بیت از گفتہاے آں استاد فن و سرکردہ اہل سخن است

ے ترے بھی عشق میں کیا کیا میں دلستاں دیکھا جو کچھ خدا نے دکھایا سو ہاں میاں دیکھا

در نعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خطاب در حضور گوئد ے

اے عالم امکاں کو شرف ذات سے تیری اے تیرے سوا کون مکیں کون و مکاں کا

بیدار اوسے خواب عدم سے کیا مجھے یارب برا ہو ہستی خانہ خراب کا

جسے کہ زلف سیہ نے تری ڈسا ہوگا غرض وہ مر ہی گیا ہوگا کیا جیا ہوگا
بھلا بتاؤ مری جان کچھ ہدائت نے تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو کچھ اور بس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا

گر عشق کی آتش ہے تو گلزار کے مانند گھر اپنا جلا دیکھ مری جان تماشا

اپنا تو ایک دل تھا سو بیگانہ ہو گیا کینکر [کسی کے ہوتے] ہیں دو چار آشنا

کیا ہے خون جو مستوں نے آبگینے کا ہوا ہے بزم میں کیا خوب کام مینے کا

نہ پیا[ے] خضر پلاوے اگر جو آبحیات — مزا پڑا ہو جسے خون دل کے پینے کا

بتاں سے فائدہ اے یار دل لگانے کا — خدا سے کوئی کسو کو نہیں ملانے کا
کجی کو چھوڑ سر زلف راست کہہ مجھسے — یہ کچھہ سبب بھی بھلا پیچ و تاب کھانے کا

مریدہوں میں تری چشم کے گھرانے کا — یہ تجکو ننگ[۱] ہے ابتک مرے گھر آنے کا

وصال دل کو ہدایت فراق آنکھوں کو — نہیں شریک کسو کے کوئی نصیبوں کا

یہ تیر عشق دل کے تو آر پار ہو چکا — ہونا جو کچھہ[۲] گے تھا سو مرے یار ہو چکا

[ادا] اؤ ناز سب کر[تے] ہیں خوبان جہاں لیکن — [بتیاں یہ بھی کوئی ڈھب ہے کسو کے جی جلانے کا

کیا حسن سے اسنے آگاہ اوسکو — الٰہی ہو خانہ خراب آرسی کا

ابرو و چشم بتاں کو بھی ہدایت عشق ہے — جس جگہ مسجد[بنی] ساتھ اوسکے میخانہ بنا

ہزار ہو تو مری جان عاقبت دل ہے — یہ آینہ نہ ہو کوئی بلا سے ٹوٹ گیا

آتش سے داغ دل کے سراپا تو جل گیا — گلزار پھولے کیا کہ بدن سارا پھل گیا
الله رے انکھڑیاں کہ جنھیں دیکھہ بزم میں — شیشے کا پاؤ مستی سے اکثر نکل گیا

ایسا ہی جو دل خفا کرے گا — جی لے گا اور کیا کرے گا

---

[۱] ننگ ۔ ۔ ۔ ۔ [۲] کچھ

دل کی گھنڈی تو کھول پیارے　　اللہ ترا بھلا کرے گا

کچھ دن بدن ہے حال ہدائت ترا بتر　　کیوں میری جان کیا تجھے آزار ہو گیا

بزم بتاں میں جسدم ہم بیٹھتے ہیں جم کر　　اوٹھتے نہیں وہاں سے دستور ہے ہمارا
زلفوں کو چھوڑ اوسکی جاویں کدھر ہدائت　　آئی ہے شام سر پر گھر دور ہے ہمارا

کچھ زرد ہو گیا ہے ہدائت تو [ان دنوں]　　ایسا یہ کس کی چشم کا بیمار ہو گیا

کر جاویں ابتو مار سیہ کو بھی زہر مار　　زلف سیہ نے ہم کو بلا نوش کر دیا
مجلس میں اوسکی رات ہدائت میں سوز دل　　یہاں تک کہا کہ شمع کو خاموش کر دیا

کوئی پھرا [ہے] ملک عدم سے نہ اب تلک　　پایا جہاں کسو نے کچھ آرام رہ گیا
ہیں پختہ مغز سنگ حوادث سے پائمال　　آفت سے بچ رہا جو ثمر خام رہ گیا

ہوا دل پر اپنے جو منکشف تو چراغ کشتہ سے یہ سخن　　دیا اوسنے اپنے تئیں مٹا کہ خدا نے جس کو بڑا کیا

ابتک بھی تجکو دل کی ہدائت امید ہے　　چھوٹا ہے دام زلف کا کوئی پھسا ہوا

کوئی بھی چشم ہدائت ہے اشک سے خالی　　بھرا ہو [ا] ہے یہ ہر یک حباب میں دریا

یاد میں کس کی آہ ساری رات　　[د] رد دل سے میں بیقرار رہا

خفاش چشم آپ ہیں مردم و اگرنہ مہر — اب اور اسے زیادہ کرے گا ظہور کیا
سچ ہے کہیو ہم بھی زہد و عبادۃ کیا کریں — زاہد ملیں گے خلد میں غلمان و حور کیا

اوس ماہ رو کو دیکھنے پایا نہ ایک دم — قسمت اولٹ گئی کہ میرا دم اولٹ گیا

ٹکڑے پڑے ہیں گل کے جگر کے ہزار ہا — شبنم نے ظاہرا سے ہیرا کھلا دیا
دکھلا کے اپنی غنچہ و گل میں چنک منک — بلبل کو چٹکیوں ہی میں دیکھو اوڑا دیا

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا — کارخانا ہی وہ سب عشق کا برباد گیا
چشم الفت تھی مجھے تجھ سے تو اے طفل سرشک — ہائے دنیا سے تو لڑکے یوہیں ناشاد گیا
یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا — روٹھ [کر گھر] سے یہ لڑکا خضر آباد گیا
یہ ہدایت سے بنا ریختے کی تھی قائم — حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

دیتے ہیں کس کو بھر کے یہاں خون دل سے جام — قسمت سے اپنی دیدۂ خونبار مل گیا

دل سے آہستہ گذریو تو ذرا آہ جگر — زخم سینے کا کہیں ٹوٹ نہ جاوے ٹانکا

موجب اس [اپنی] پریشانی کا بخت شوم تھا — زلف کے یوں بیچ میں پڑنا کسے معلوم تھا

خط کو دیکھا آئنے میں تو نے کچھ خانہ خراب — حال میرے دل کی بیتابی کا سب مرقوم تھا
چشم سے گرتے ہی ناپیدا ہوا طفل سرشک — کچھ [نہ د] یکھا اوسنے دنیا کا [عجب] معصوم تھا

ہر ایک سنگ ہدایت مجھے تو کعبہ ہے — بتوں ہی سے [جو پھرا میں تو بس خدا سے پھرا

انتہا ہی نہیں کچھ [طرز] جفا کاری کا
یہ بھی شیوہ ہے میاں کوئی دل آزاری کا

سر مینا ہی کی ہے [د] خسترز تجھ کو قسم
کوئی دیکھا ہے جواں اوس کی طرحداری کا

صبا شبنم بھی آتش پر گویا روغن چھڑکتی تھی
کہ جوں جوں دامن گل کو بجھاتے تھے بھڑکتا تھا

خبر ہے تجھکو اے صیاد وہ تھا مرغ دل میرا
[تیر ای [پھٹکی] میں کوئی جانور بھی کل پھڑکتا تھا

سخن سخت سے آتی ہے مرے [دل] پہ شکست
کتنا نازک ہے کہ ٹوٹے ہے صدا سے شیشہ

بادۂ عشق سے معمور رکھ دل کو سدا
خالی رہتا ہے تو بھرتا ہے ہوا سے شیشہ

خط سے عارض کو سیہ فام کیا
کسو کی آہ نے کیا کام کیا

قصۂ غم تو میں چھیڑا ہی نہیں
ابھی سے آپنے آرام کیا

جی میں تھا درد دل کہوں اوسے
کیا کہوں کچھ مجھے حجاب آیا

وقت خاص اپنے میں یا حضرت دل
کچھ مرے حق میں دعا کیجے گا

یہی صورت ہے گر تیری پیارے
ایک عالم فقیر ہووے گا

خاک پر لوٹتا ہے طفل مرشک
یہ بھی لڑکا شریر ہووے گا

تازہ ہی [میں] خط کے ہوا کام ہمارا
کیا جانیے کیا ہووے گا انجام ہمارا

رکھ شیشۂ دل کو تو ہدایت تو سنبھالے
اے یار کسو کو کہیں الزام نہ دینا

جوں رنگ پیدہ تیرے مونہہ پر — رنگ شب ماہتاب دیکھا
اے گریۂ چشم تیرے ہاتھوں — نت خانۂ دل خراب دیکھا
دردتہ جام مے سے ہم نے — ہر ذرے میں آفتاب دیکھا

آنکھوں میں ہے تیری وہ نشہ جلوہ گری کا — شیشے میں جھمکتا ہے گویا رنگ پری کا
کیا کیجے بیاں اوس لب شیریں کی حلاوۃ — آتا ہے مزا خال سے وہاں تلشکری کا

تجے خال ہے لب پر تری تلشکری کا مواں

گر دل دیا بتاں کو ہدائت میں اپنا شوق — کچھ عاشقی کے بیچ کسی کا اجارہ تھا

کیا ہی کل آیا نظر ایک چاردہ سالہ صنم — جس کا لعل لب گویا جام مے دوسالہ تھا

ہوا کیا ہم کو اس ہستی سے جوں نقش نگیں حاصل — وجود ناقص اپنے کو مگر ایک نام د[ھرا]نا تھا
ہدائت کی میں سیر قطب اشک دیدۂ مژگاں سے — ادھر امرائیاں تھیں اور اودھر تالاب وجھرنا تھا

دل تو اپنی بیکلی پر ہر گھڑی روتا ہے کیا — یاد مولے کر دوانے دیکھ تو ہوتا ہے کیا
شیخ سے شیطان یوں کہتا ہے اپنے فخر میں — جسکے وادے کو دغا دی اوسکا یہ ہوتا ہے کیا
اے ہدائت کچھ بھی رکھتا ہے اگر عقل وشعور — مل کے ان یاروں سے تو اوقات [کو] کھوتا ہے کیا
مونہہ جو پھیرے آشنا سے اوسکو انساں مت سمجھ — رخ کو ٹک معکوس کر کے دیکھ لے ہوتا ہے کیا
کچھہ جو جی پر آ بندھا زلف پریشاں کا خیال — کیوں ہدائت کیسا ساری رات میں رویا کیا

جب ہی[۱] زباں پہ یار ترا نام آگیا — کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا

---

[۱] روتا رہا ۱۰۱۰ ۔ [۲] سے ۱۰۱۰ ۔

اشک بے تاب نہیں دیدۂ تر سے نکلا — کوئی لڑکا ہے کہ وہ روٹھ کے گھر سے نکلا
سمجھیو لال مرے اسکو نہ تو لعل و گہر — یہ وہ آنسو ہے کہ صد خون جگر سے نکلا

شعلۂ آتش دل آہ بجھایا نہ گیا — راز دل گو کہ چھپایا پہ چھپایا نہ گیا

ق

ایکدن میں نے کہا مکھڑا ذرا مجکو دکھا — دل مرا مت سے ہے مشتاق تیری دید کا
کہنے لگا ہے ہدائت تو دوانا ہے مگر — چشم کے حق میں مضر ہے دیکھنا خورشید کا

نہیں تم سے تو کچھ پردہ بتاں آئینۂ دل میں — کرم کرتے تو ہر صورت سے یہ تو آپ کا گھر تھا

او[س] بت کافر نے بھی کیا کیا مجھے حیراں کیا — غارۃ دل غارۃ جاں غارۃ ایماں کیا
ایک عالم کو ڈبویا آہ اشک چشم نے — کام اس لڑکے نے بھی دیکھو تو کیا طوفاں کیا
زخم دل پر کیا ہی چھڑکا خندۂ لب سے نمک — خوب میرے درد کا تم نے میاں درماں کیا

ورق ۲۵

نو بہار آئی مبارک ساقیائں کی ہوا — بخت غنچوں کے کھلے او[ر] پھر بندھی گل کی ہوا
شاخ گل [پر] بیٹھتی ہے کس طرح سے پھول پھل — آج دیکھا چاہیئے گلشن میں بلبل کی ہوا
آہ کے شعلے سے اوٹھتا ہے ہدائت دود دل — کس قدر دلیں بھری ہے زلف و کاکل کی ہوا

اے ہدائت کچھ دوانا سا یوہیں بکتا ہے وہ — کس کی چشم پرفسوں نے میر کو افسوں کیا

مثل حنا گلوں کا یکدست اوڑ گیا رنگ — انداز تو نے دیکھا بلبل مری فغاں کا
رہتا [ہے] ذکر ہر دم نام خدا زباں پر — تجکو بھی اے ہدائت کچھ عشق ہے بتاں کا

ہمارے آہ و نالے میں اگر کچھ بھی اثر ہوتا
تو اتنا کیوں ہمارے حال سے وہ [بیخبر] ہوتا
[فلک] کرتا تو ہے تو فخر اپنی ذات قدسی پر
حقیقت بندگی کی جانتا گر تو بشر ہوتا

وصل کی اے ہدائت اب کسکے رہی ہے آرزو
حالت ہجر میں ہی یہاں اپنا وصال ہو گیا

یہ تمہاری بات خو[ش] آئی ہدائت کو یہاں
پھیر مونہہ پر بات بتلاؤ بھلا جی بھوت خوب

دیکھو آمد عشق کی کہتے [ہیں] یوں عقل و شعور
جلد ہو جاؤ خبردار او میاں آتے ہیں آپ

فریاد دل سے اشک، رواں ہیں گجر کے وقت
چل نکلے ہیں غریب مسافر سحر کے وقت

تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات
روتے ہی روتے گذری ساری رات

یہ کس کے چہرۂ گلگوں سے یارب اوٹھ گیا گھونگٹ
کہ فوج [صبر و طا] قت کھا گئی یکبارگی گھونگٹ
پڑا ہے ملک دل ویراں بغیر از اشک گلگوں [کے]
کہاں [ہے] اب وہ موتی ہٹ کدھر ہے اب وہ گھونگٹ[1]
محبت میں تری پیارے کہوں کیا کیا میں درد اپنا
ادھر وہ دل کی بیتابی ادھر یہ جی کی گھبراہٹ

درد دل کہنا تو تجھے یار جانی ہے عبث
جو نہ سمجھے اوس کے آگے شعر خوانی ہے عبث
گر نہو دل میں ہدائت عشق سے جوش و خروش
زندگانی محض لاحاصل [جو] انی ہے عبث

اوس بے نشاں کی شاں میں ہے گفتگو عبث
محنت عبث تلاش عبث جستجو عبث
مجکو تو ہے جنوں اسے سودا ہوا ہے کیا
ناصح کرے ہے جیب کو میرے رفو عبث

---

[1] یہ مصرع صاف نہیں پڑھا گیا

شربت دینار دیجے یا اوسے مغز فلوس ق ہو سکے تو کیجئے دنیا میں مفلس کا علاج
اے طبیبان جہاں تم پاس ہے سب کی دوا عاقبت کرتے ہو تم ہر روز جس تس کا علاج
چند مدت سے ہدایت کو بھی [ہے] آزار عشق ہو سکے یارو بھلا تم سے بھی کچھ اسکا علاج

جہاں سے اوٹھ گئے اشراف رہ گئے سو پوچ غرض کہ مر گئے گھوڑے ہوا گدھوں کو راج

کس کے دہن کا وصف کیا تھا کہ اب تلک آتی ہے بوگلاب کی میرے دہن کے بیچ

چشم انجم سے رو گئی صبح کلفت دل شب سے دھو گئی صبح
تار رگ گل میں شبنم زار موتی سے گویا پرو گئی صبح
مانے ہے مرا کہا تو اب مان کیا فائدہ جبکہ ہو گئی صبح
کٹتی [ہی] نہیں یہ ہجر کی شب یارب آج سو گئی صبح

جل گیا اور دم [نا] را شمع مجلس کے حضور جی سے خوش آئی ہمیں یارو یہ پروانے کی طرح

فیر جاں فرسودگی آسودگی جگ میں کہاں کیوں ہدایت چلیے اب بس دیکھ لی یہاں کیطرح

ہدایت اوسکی [گلی میں] یہ کیا خجالت ہے کہ صبر بے ادب و نالہ و فغاں گستاخ ورق ۳۵۹

کب وصل کی دل سے جائے امید [آخر] دنیا ہے جائے امید

چھاتی کے تیری کھل گئے جب میری جان بند آئینہ [ساز کر] گئے اپنی دکان بند

دہن یار ہی کا دھیان سدا رہتا ہے　　کس قدر اپنی طبیعت [بھی] ہے دشوار پسند

بوسہ لبوں سے لیکے پھر آنکھوں کو چومیے　　شیریں [کے بعد] ہے نمکیں بیشتر لذیذ

یاد آتے ہی زلف کے ہے قہر　　پھر گئی دل پہ سانپ کی سی لہر

فوج غم امڈے ہے یوں دل پر کہ جوں کالی گھٹا　　ساقی ایسے وقت میں کچھ[1] جاں نثاری ہے ضرور

بادۂ عشق سے رکھ شیشۂ دل کو معمور　　بے خبر مرگ ہوتا شہد و شکر سے بہتر

گر مے نہیں خون دل [ہی] پیا کر　　بیکار مباش کچھ کیا کر
گر شبنم و گل سے کسب عبرت　　گر کوئی ہے تو رو دیا کر
کیا غم ہے جو مر گیا ہدائت　　صدقے تیرے میں تو جیا کر

چشم کو کھول دید عالم کر　　جام کی طرح بیٹھ تو جم کر
چرخ نیلی ہے خانۂ ماتم　　گر ہے محرم تو نت محرم کر
کون کہتا ہے بس کر ابر مژہ　　جتنا چاہے برس ولے تھم کر

رقیب دیکھ ہمیں کیوں نہ دور سے بھونکے　　کہ ہے محلے میں اپنے ہر ایک کتا شیر

آئینہ وار اوس کے ہدائت ہے روبرو　　[دیدار] ہے پہ کچھ نہیں دیدار کی خبر

خورشید بہت اپنے تئیں کھینچتا ہے دور　　ذ[ر]ہ نمود تو بھی ہو آ پشت بام پر

---

[1] "کچھ" در نسخہ اصل،

گلرو میرا وہ مجھے ہدائت اگر[ملے] چادر چڑھاؤں پھولوں کی تیرے مزار پر

خواہ ناخواہ میں کچھ بول اوٹھوں گا مونہہ سے مثل طنبور[تو ہر]و] قت مجھے یار نہ چھیڑ

گلذار جہاں بھی ہے کوئی طرفہ تما[شا] [جلوہ یہ سب] اوس کا ہے کہیں مرغ کہیں مبز

برجا ہے جو کوئی کھائے افسوس [حوال میرا ہے جائے] افسوس
ہم مرگئے پر ہدائت اوسنے اتنا نہ کہا کہ ہائے افسوس

تیرے قدم ہیں سر پہ میرے گر کرے کرم پشمینے سے کیا ہے میں بالاء[با]م فرش

اوٹھے ہے دل سے فغاں چشم سے ہے اشک رواں جرس اگرچہ ہے نا[لاں] پہ کارواں خاموش

بیساختہ دل کو دلے ہے راہ اپنے نہیں اختیار را خلاص

حب ہے یا ہے بغض دلیں محض تیرے واسطے ورنہ کیا ہمکو کسی کے مہر و کینے سے غرض

یہ جراحت عین راحت ہے مجھے [کر] نہ زخم دل سے مرہم اختلاط

حق تعالے انہیں دنیا میں رکھے خوش خورم کیا ہی کرتے ہیں مجھے دیدۂ گریاں محظوظ

متصل ابر مژہ سے [ہوے] قطرات شروع بے طرح اب کے ہوا موسم برسات شروع

کیا سرکشی کرے کوئی یہاں اتنی زیست پر
ہوتے سحر کے مٹ ہی گیا سب غرور شمع

سر کو کٹائے پر نہ کہے سر دوست کو
دیکھا تو اپنے بت[1] سے ہے باہر شعور شمع

آنکھ اوٹھا کر دیکھنا ہرگز نہ عاشق کی طرف
اے بتاں اللہ رے چشم تغافل کا دماغ

ایک دن زلفوں سے تیری اونے کی تھی ہمسری
چھڑ گیا دیکھا نہ آخر تو نے سنبل کا دماغ

ہے دلیل جادۂ گم گشتگاں نقش قدم
کس طرح معلوم ہو یارب ہمیں دل کا سراغ

برجا ہے مجکو سرو چراغاں اگر کہیں
سوز جگر سے ہے میرا [ے] ہر [مو] ے تن چراغ

آیا تھا کون بزم میں سب جس کے روبرو
خاموش شمع بزم [تہی بے] دہن چراغ

کیا دیکھتے ہو غیر کو ایدھر کرو نگاہ
ہر ایک جا پہ خوب نہیں امتحان [تیغ] ورق ۳۶۰

[چشمک زدن میں ہوگئی آخر بہار حیف
نے گل رہا چمن میں نہ بلبل ہزار حیف

[و] لفگار [تنا] ہے کیوں تو شانۂ گیسوے یار
اے ہد [ا ئت] [صبح تک یک] لخت میں رو تا رہا
میرے دل کی سی طرح تو بھی ہے کیا نخچیر زلف
رات کو کچھ آگئی تھی درمیاں تقریر زلف

بجا ہے گر ہو [وے] سرمۂ چشم اہل بینش غبار عاشق
کہ طور موسیٰ سے کچھ نہیں کم یہ سنگ لوح مزار عا [شق]

نہیں کچھ کام اوسکو جنت سے
جو ہے دیدار یار کا مشتاق

عجب نہیں کہ میری خاک پر نسیم بہار
گذر کرے تو کرے وہ بھی ایک بار عرق

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ

جلوں شمع نہ پوچھ حال دل کا — پھپھی ہے کاروا ستخواں تک

✓ جاہل زدیں باوں کی بھی خاطر نہیں ہے جمع — اوراق گل بھی دیکھے پریشان آج کل

✓ بند جامے کے ہیں واہیچ ہیں [گریبا] ی کے کھلے — یاد تم دیکھتے ہو اوس بت خونخوار کی شکل

صبحدم [باغ میں جا کر یہ] پکاری بلبل — اے مرے گل تو کہاں ہے ترے واری بلبل
شاہدان چمن حسن اوسے کچھ نہ کہو — آفت عشق کی ماری ہے بچاری بلبل
صحن گلشن کو جو دیکھا تو پڑا ہے سونا — باغ جنت کو مگر آج سدھاری بلبل
نالہ ہے درد ہے فریاد و فغاں زاری ہے — تیرا منصب ہے مگر پنج ہزاری بلبل
عاشق زار کے ہیں ہم تو ہدائت عاشق — طائر روح سے ہے ہم کو پیاری بلبل

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں سب سے تو بیگانہ ہے — باوجود اسکے تجھی کو آشنا رکھتے ہیں ہم

کشتۂ غمزۂ صد نرگس عیار تھے ہم — شوخی و ناز کے سوچی سے خریدار تھے ہم
ایک طرف ہم بھی پڑے رہتے چمن میں جوں خار — با فغاں کیا تیرے آتے بھی نہ درکار تھے ہم
تم نے گر قتل کیا ہم کو بہت خوب کیا — ہاں میاں سچ ہے کہ ایسے ہی گنہگار تھے ہم

شب کو کہتے ہیں ہو گیا یار — یہ بھی قسمت کہ سو گئے ہم

رخ گل کی کچھ فقط بلبل نہیں نظارہ باز — رکھے ہے گلشن میں ہر یک [رخنہ] دیوار چشم

✓ آرسی سا ہے [کف] ترا روشن — چشم بد دور چشم ما روشن
اے ہدائت شب جوانی کا — [کچھ ہوا تجھ پہ ماجرا] روشن
صبح پیری ہوئی نمود آخر — چل مسافر کہ دن ہوا روشن

اشک گلگوں جیب و دامن پر مرے غلطاں ہیں
اس زمانے کے تو لڑکے بھی کوئی طوفان ہیں

زلف پھرتی ہے یوں مرے دل میں
جیسے لیلیٰ پھرے ہے محمل میں

کر جاؤں میں جہاں سے جو یارب سفر کہیں
یہ بیکسی مری نہ بھرے گرد سر کہیں

ہم یہاں باندھتے ہیں اپنے ہی نزدیک خیال
اور وہ [ہا]ں اوسکے خدا جانے کہ ہے کہ نہیں
اپنے ظالم سے جو ملتا ہے ہدایت سنتو
اپنی کچھ جان کا بھی تجکو خطر ہے کہ نہیں

ہیں خط تقدیر سے تحریر سب پیشانیاں
گاہ گریاں گاہ نالاں گاہ خنداں گہ خموش
میرے ہی سر کی قسم تجکو ہدایت سچہہ بتا
پیش آتی ہیں [وہی باتیں] جو ہیں پیش آنیاں
ہم دوانوں کی بھی ہیں باتیں سبھی دیوانیاں
کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہرافشانیاں

غرض جب وحشت دل نے مچایا رنگ صحرا میں
مری صحبت سے جی مجنوں کا آیا تنگ صحرا میں

خورشید رو نے جس گھڑی آنکھیں دکھائیاں
مہتاب کے بھی پھر گئیں مونہہ پر ہوائیاں

یہاں تک عیاں ہوا کہ نہاں ہو گیا ہے یار
ہے پردۂ ظہور ہدایت حجاب حسن

روداد شب فراق مت پوچھ
بارے [مر]کے میں جیا ہوں
الفت نہیں ہوتی ایک طرف سے
تو چاہ مجھے میں تجکو چاہوں

اب کوئی جیتا رہیگا سو وہ پھر کھیلے گا پھاگ
جو [جفا] میں یار کی ہو [نی] تھیں ہم پر ہولیاں

ہوا ریش درازِ شیخ سے معلوم یوں ہم کو — کہ یہ زاہد بھی ایک پولے تلے گذران کرتے ہیں

ورق ۳۶ — گاہ جیتے ہیں گاہ مرتے ہیں — ہم بھی دنیا میں زیست کرتے ہیں

ایسا بھی تو میں نہیں ہوں دل جو اپنا مفت دوں — آپ نے دیوانہ سمجھا ہے مگر میرے تئیں
سنگ دیر و کعبہ میں پاتا ہوں اپنے لعل کو — کچھ تو ہے بارے جواہر کی نظر میرے تئیں
کیا کہوں تجھے حقیقت شب کی میں اے ہمنشیں — بیدماغی نے لیا تھا کس قدر میرے تئیں
برگ گل پر جا رہا تھا خواب میں پائے خیال — اب تلک نرمے سے ہے ایک درد سر میرے تئیں

کچھ تو بھی بول غنچۂ گل عندلیب سے — کیوں میرے لال کیا ترے مونہہ میں زباں نہیں

آئینہ میں وہم کے موجود ہوں میں اسطرح — جس طرح سے یار کا میرے دہن ہے اور نہیں

ٹھہر چکی تھی جی پہ یہ جاؤں نہ کوے یار میں — آہ پر اوس کو کیا کروں دل نہیں [اختیار میں]
وحدۃ و کثرۃ ایک ہے نقطہ ہی کا ہے اسمیں فرق — ورنہ الف تو ہے وہی سو میں ہو یا ہزار [میں]
اشک سے ہے مناسبت تب ہے یہ قدر و قیمت آہ — ورنہ ہنر ہے کونسا گوہر آب دار میں

کیا ہی دکھلاتی ہیں گلشن میں گلوں کی ڈالیاں — گہری گہری سبزیاں اور چھپاتی لالیاں
ہو گیا بدحال زاہد دیکھ تیری چشم مست — جو کوئی صوفی ہو کافی ہیں اوسے دو پیالیاں

درد دل اپنا جو کل اوسکو سنایا ہمنیں[1] — آپ بھی روئے اور اوسکو بھی رولایا ہمنیں

کوئی کانوں سنی کہتا ہے ہمنیں آنکھوں دیکھی ہیں — ہوائے رب نہ دکھلاوے کسو کو ہجر کی راتیں

---

[1] کذا

ہم بھی جام شراب رکھتے ہیں — یعنی چشم پر آب رکھتے ہیں
آپ اپنی بغل میں ہم دشمن — دل خانہ خراب رکھتے ہیں

کہنے کو دل ہے پاس مرے پر کہاں ہے دل — یک قطرہ خوں رہا ہے سو وہ کس حساب میں

[شب کو] سن نالے بدائت کے لگا کہنے وہ شوخ — ایک عا[لم] مرگیا کم [بخت] یہ مرتا نہیں

کبھو دل میں ہمارے کبھو غم — درد رہتا ہے کبھو دل میں کبھو غم اے وائے — کونسا [دن ہے] کہ یہاں ایک دو مہمان نہیں

کسطرح اوسے ملوں یارب بھلا میں کیا کروں — اوس کو پاتا ہوں تو پھر میں آپ کو پاتا نہیں

نہ کنج عزلت میں ہے فراغت نہ سیر گلشن میں ہے خلاصہ — جہاں میں گر لطف زندگی ہے تو ہے ملاقات دوستداراں

لے چکیے دل کو جان مری ورنہ آج کل — خواہندہ ایسی جنس کا عالم بہت ہے یہاں
عمر دراز جگ میں ہو یارب نصیب خضر — خوش گذرے زندگی کا جو ایکدم بہت ہے یہاں

امید خدا سے [تو ہے یہاں عشق بتاں ہم — دل ہاریں تو ہاریں بھی پہ ہمت تو نہ ہاریں
افلاک بھی دیکھا تو ہنڈولے سے نہیں کم — جتنا یہ چڑھاویں اوسے اوتنا ہی اوتاریں

کیا ستم ہے یہ کہ ہایں درد و غم جیتے رہیں — اے دل مرحوم تو مرجائے ہم جیتے رہیں
دل تو مردہ ہوگئے زندہ ہیں پر حرص و ہوا — دوست مرجاویں یہ دشمن ہے ستم جیتے رہیں
اسطرح کے لوگ مجکو جی سے کچھ بھاتے ہیں اب — جنکے لب ہوں خشک اور ہوں چشم نم جیتے رہیں
اپنی بیدردی پہ آتا ہے بدائت ہم کو حیف — درد دنیا سے سدا ہاریں اور ہم جیتے رہیں

دیکھا خزاں کے روز جو میں بلبلوں کا رنگ — پھرتی ہیں جیسے باغ میں کوا اوڑانیاں

گالیاں کیسا بلکہ ماریں کھائیاں — عشق میں کیا کیا سہیں رسوائیاں
دل کو میرے دکھ دیا تھا عاقبت — انکھڑیاں تیری بھی دکھنے آئیاں
[نوبہا] ر[آ]ئی ہے جوں عہد شباب — چھاتیاں کلیوں کی بھی گدرائیاں

دل فسردہ کہاں [و] ر سیر باغ کہاں — رکھوں گلوں سے میں صحبت ولے دماغ کہاں

مت کے [بعد] بارے آج اپنے [ڈ]ھب چڑھے ہو — ہم تم کو جان میری اب کوئی چھوڑتے ہیں

ہدائت اپنے خاکستر میں لخت دل ہیں یوں روشن — کہ جیسے راکھ کی ڈھیری میں انگارے چمکتے ہیں

کسنے پایا ہے اوس دہن کا نشاں — کہنے سننے ہی کی ہیں یہ باتیں
کوئی دن اپنے اشک کی دولت — کیسی کیسی ہوئی ہیں برساتیں

میرے گلرو کا جسدم بلبلیں مذکور لے چلیاں — چمن میں گل نے گل کھائے ہوئیں کلیونکو یہ کلیاں
بہار آئی ہے تمکو بلبلو یہ دن مبارک ہو — چمن میں آجکل کر لو گلوں کے ساتھ رنگ رلیاں
ترے دنداں لب خنداں میں پیارے یوں نمایاں ہیں — کھلی [ہیں] باغ میں جوں موتیا رابیل کی کلیاں
نہیں [ہے] پاس جز خون دل و لخت جگر پیارے — مثل ہے یہ کہ مانپا شوربا ہے اوگنی[1] ڈلیاں
تری شوخی کے آگے برق بھی ہے گرد ہے ظالم — ارے کافر صنم اللہ رے یہ تیری اچپلیاں
ہدائت یاد اون کی سانپ کی سی لہر ہے دل پر — کہ تھیں جوں کوچۂ زلف بتاں چور[2] ام کی گلیاں

---

[1] اور کنی ۱۰۰۰ [2] جو رام ۱۰۰۰

سرشک چشم سے طوفان ایک برپا کیا ہم نیں
غرض کیا کہیئے آپ اپنے تئیں رسوا کیا ہمنیں

دل و دیں ایسے ظالم کو یوہیں بس مفت دے بیٹھے
یہی افسوس آتا ہے ہدائت کیا کیا ہمنیں

ستمگر دیکھ کر حال دل افگار ہستے ہیں
کہ جوں جوں زخم رو[ر]تے ہیں لب آثار ہستے ہیں

بجا ہے خندۂ گل گریہ ہائے زار شبنم پر
جو ہیں نادار اون کے حال پر زردار ہستے ہیں

برنگ شیشہ و ساغر عجب صورت ہے مجلس کی
کہیں دو چار روتے ہیں کہیں [د]و چار ہستے ہیں

ق

ہے مثل مشہور یہ رنگیں ہیں حاشیہ میں
درد دل اپنے کو ہم تجھسے چھپا سکتے نہیں

عندلیب طبع بھی اپنی ہے وہ نغمہ سرا
روبرو جس کے یہ ہمت خان بھی گا سکتے نہیں

اے ہدائت اپنے نالوں میں ہے وہ درد و اثر
فورخاں بھی سن کے بین اپنی بجا سکتے نہیں

یاران رفتہ خوش اور محظوظ ہیں عدم میں
پر تجکو اے ہدائت سب یاد کر رہے ہیں

اے ہدائت جو سخن فہم ہیں اون کے نزدیک
میر و مرزا کا جہاں ذکر ہے وہاں ہم بھی ہیں

شعر کہنے کا سلیقہ جو کہو سو معلوم
ہاں مگر کہنے کو استاد زماں ہم بھی ہیں

کیا در سوا تمہارے کہیں ہم کو جا نہیں
ایسے بھی تو کسو کے بتاں تم خدا نہیں

اب اور تو میں تجکو اے عشق کیا کہوں پر
میری طرح سے تو بھی خانہ خراب پھریو

تم نہ فریاد کسو کی نہ فغاں سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

سرکشی سے تو میاں بادہ کشی بہتر ہے
یہ جو فرماتے ہیں کچھ پیر مغاں سنتے ہو

جب نظر آتی ہے کوئی شکل گل بے اختیار
یاد کر روتا ہوں میں اپنے دل صد چاک کو

آج تو زور ہی بہار پہ ہو
واہ وا میری جان جیتے رہو
تجھ بن اے تو چاہتا نہیں جی سیر باغ کو
لگتی ہے ٹھیس نکہت گل سے دماغ کو

نہ بولو کوئی اوسے گر لہو پیوے تو پینے دو
خدا کیواسطے یا[را] دو کوئی دن ہم کو جینے [د] و
نہیں ہیں چشم سرخ اوسکے نمایاں طاق ابروئیں
رکھے ہیں بادۂ گلگوں سے بھر کر آبگینے دو
نہیں ہے سانون اور بھادوں سے کچھ کم چشم تر اپنی
کہ عین شدۃ برسات کے ہیں یہ مہینے دو
لبوں کو تیرے کوئی لعل اور یاقوت کہتے ہے
تلاشوں سے لگے ہیں ہات اپنے یہ نگینے دو
ہماری چشم تر نے غرق بحر خوں کیا ہمکو
و[ا] گر نہ ڈوبتے ہیں کم جو ہوں باہم سفینے دو
تمہاری ایک خاطر ہے کہ باتیں سبکی سہتے ہیں
میاں ہم چپ رہے دیں گالیاں بھی گر کسی نے دو
دوانا ہو گیا ہے کیا گئی ہے عقل ناصح کی
ہدائت سے یہی کہتا ہے مجکو جیب سینے دو

لازم ہے دستگیری افتادگاں نسیم
لے پہنچ اوس گلی تئیں میرے غبار کو
اللہ رے کارخانۂ تقدیر ذو الجلال
یہ اعتبار ہستی بے اعتبار کو
گر دل ہو صاف آینہ روے یار ہے
نقاش پر شرف ہے یہاں سادہ کار کو

عزیزو مرا کوئی ماتم نہ کیجو
خوشی میری کرتے ہو تو غم نہ کیجو

غم دلدار کو ... [1] نہ کوئی ہو جیو مانع
ہمارا دل گھرا وسکا ہے اگر آوے تو آنے دو
ہمارا دل خدا کا [گھر] ہے بس اتنا اوسے کہدو
وہ کافر کیش اسپر بھی جواب ڈھلوے تو ڈھلنے دو

ہمیں تو یوں نظر آتا ہے داغ دل نہ جاویگا
بھلا جی چشم تر اوسکو جو دھوے ہے تو دھونیدو
کہو کچھ مت ہدائت کو عزیزو وہ دوانا ہے
جو ہنستا ہے تو ہنسنے دو جو روتا ہے تو رونیدو

[1] کذا در ہر دو نسخہ ؛

ص ۳۶۴ ؛

مانند چشمہ چشم کو ہے آب اشک سے — کس چشموں میں وہ چشم ہے جو چشم نم نہ ہو
زاہد ادھر تو چشم تامل سے دیکھیو — داغ جگر ہے یہ گل باغ ارم نہ ہو
نشو و نما کو قطع تعلق ضرور ہے — پھیلے ہے شاخ گل کوئی جبتک قلم نہ ہو
مستوجب اس کے ہم ہیں اگر کیجئے کرم — غیروں پہ د[یکھئے] کہیں جور و ستم نہ ہو

ہدائت جب تمہیں سنتے ہیں آہ و نالہ ہی کرتے — کوئی دم [را]ت کو تم بھی کبھو آرام کرتے ہو

کسے میں خواب میں دیکھا ہے شب ہدائت آہ — کہ چاہتا نہیں دل چشم باز کرنے کو

کوئی بجاوے بھلا ایک ہاتھ سے تالی — میاں جو ایک طرف سے ہو چاہ کیونکر ہو

میں دیکھوں اپنی آنکھوں شیفتہ اولہا بتلا تجکو — کہیں تو بھی ہو عاشق اور تو دوں کیا دعا تجکو
میاں جور و جفا تو کرتے ہی آئے ہیں عاشق پر — یہ تو بھی ایک ہے اس کام کا رکھے خدا تجکو
عجب ہی رسم دیکھی ہم نے اس شہر محبت کی — کرے تو قتل ہم کو اور ہم دیویں دعا تجکو

گردش نصیب و بخت سیہ ہیں ازل سے ہم — تقصیر چشم کی ہے نہ کچھ زلف کا گناہ

ذرۂ مہر ہے درد تہ مینائے شراب — باوجود اس کے مکدر ہے صفائے شیشہ

وابستگی [ہے] دلکو مرے درد و غم کے ساتھ — یہ ہی تو دو رفیق ہیں ایک اپنے دم کیساتھ

ق

دل لیا چاہے (تو) تو حاضر ہے — جان تجھے عزیز کیا ہے یہ
کب کہا میں کہ تجھ پہ عاشق ہوں — میرے مونہہ سے کبھو سنا ہے یہ

کون کافر کسو کو چاہے ہے　　جھوٹ ہے محض افترا ہے یہ

اشک نے میرے تو عالم کو ڈبویا یارو　　کوئی لڑکا ہے غضب قہر ہے طوفان ہے یہ

موج بحر جاں شکن ہے چین پیشانی یار　　کیا قیامت ہے کہ ہے چیں بر جبین آئینہ

دیکھیے کیونکر رہے گی آبروے آئینہ　　دیکھتا ہے شوخ کچھ بے وجہ سوے آئینہ
صاف گھورے ہے ترے مکھڑے کو پر لے حیف ہے　　اب تلک تجکو نہیں معلوم خوے آئینہ
صافیے دل کو ہے صد رنگ کدورت کینفس　　[آ]ہ سینے کی مرے حق میں ہے ہوے آئینہ

دیکھ مکھڑے پر ترے گرد سفراے سادہ رو　　[ل] گئی سب خاک میں آخر بہار آئینہ

چشم سے انصاف کی گر دیکھیے روشندلاں　　پہچے ہے[د]ل کی صفائی کو صفاے آئینہ

قدر عاشق نہیں معشوق کو ہرگز ورنہ　　حرز جاں شمع کرے بال و پر پروانہ

اپنی آنکھوں بھی ہم کبھو اوس کو　　چشم بر انتظار دیکھیں گے　　ورق ۳۶۴

کسو کے عیب [پہ] کوئی اگر نگاہ کرے　　تو پہلے مثل محک اپنا رو سیاہ کرے

ہو[ا] مت آن کر دیکھے ہماری شکل و صورت کو　　نہ دیکھی ہو کسو نے گر کبھو تصویر مجنوں کی

اوس عارض گلگوں کی کچھ ہم سے نہ پوچھو تم　　شعلہ ہے شرارہ ہے انگارہ ہے بھبوکا ہے

کسو کا دل جو لیتے ہو تو پھر لے کر نہیں دیتے
بتاں کیا آج کل [گھر میں] تمہارے ہی خدائی ہے

نہیں ہوتے ہیں روشندل کدر فقر و فاقے سے
ہمیشہ آینے کے گھر میں دیکھا تو صفائی ہے

نہ پوچھو اس بت شیریں کی ہے حسن و خوبی کو
سراپا عشوہ ہے ناز و ادا ہے دل ربائی ہے

کتنا میں ناتواں ہوں ہدائتؔ کہ ضعف سے
بار گراں ہوا ہے یہ تار نفس مجھے

تیرے دل سوختوں کی آہ جگر
سیخ گویا کباب کی سی ہے

خفا ہوں سخت میں داغ جگر ہے آتش دل
کہ ایسی گرمی میں خوش آئے ہے چراغ کسے

ذرا تو جاگیے اتنی بھی نیند کیا ہے میاں
ابھی تو غم کی مرے داستان باقی ہے

کعبے کو دیر سے اب جاتا تو ہوں ہدائتؔ
یہ بھی بھلا میں دیکھوں اللہ کیا کرے ہے

سرشک چشم [تر] کی آبداری کا میں کشتہ ہوں
نہیں کچھ کم مرے آنسو بھی بوندی کی کٹاری سے

سایہ ماہتاب مونہہ پہ ترے
عرق آفتاب کھیچے ہے

ق

اوسکے کوچے میں ہر گھڑی جاتے
جی تو اپنا جھاب کھیچے ہے

پر ہدائتؔ میں کیا کروں کہ مجھے
دل خانہ خراب کھیچے ہے

کاٹی شب فراق کہ تا ہووے صبح وصل
تکلیف کھیچتے ہیں تو [آ] رام کے لیئے

نہ وہ شمع ہے نہ چراغ ہے نہ وہ عشق ہے نہ وہ داغ ہے
نہ وہ دل ہے [اور نہ] دل کا ہے نہ وہ غم ہے نہ الم رہے

داغ الفت نے مرے دل پہ وہ گلکاری کی
کہ تماشے [کے] لیئے حسن نے تیاری کی

کوئی آزار بھلا مجھا جہاں میں ہوگا
دل قسم ہے تجھے اپنی ہی گرفتاری کی

کونسی کونسی اوس شوخ کی میں بات کہوں
بے وفائی کی تغافل کی دلازاری کی

اے ہدائت نہ کہے پھر تو مجھی کو کھاوے
کسنے سیکھا ہے تو یہ طرح جگرخواری کی

دید عالم کا دمبدم کیجے
کسکی شادی وکس کا غم کیجے

دیدہ و دل تو گھر تمہارا ہے
آیئے بیٹھیے کرم کیجے

شب ہجراں میں تری صبح کے ہوتے ہوتے
استخواں شمع صفت بہہ گئیں روتے روتے

کب تلک آوے نہ تجکو رحم رونے پہ میرے
طفل اشک آخر بغل پروردہ تاثیر ہے

عصا لے ہاتھ تو بھی سن تجھے مجلس میں آئی ہے
یہ نرگس باوجود اسکے کہ ہے معذور آنکھوں سے

نالہ و آہ تمکو بھی دیکھا
بس یہی کچھ اثر تمہارا ہے

کچھ نہ معلوم [ہوا] اسکا ہدائت باعث
دل کو اپنے جو میں دیکھا تو خفا یوہیں ہے

ق

کیا کہوں تجھے ہدائت کہ مری شام و سحر
یاد میں زلف و رخ یار کے کیونکر گذری

دن جو گذرا تو مجھے روز قیامت سے دراز
رات گذری تو شب [ہجر] سے بدتر گذری

تو اوس غنچہ دہن آگے تو اے گل خوار خستا ہے
گریباں میں مونہہ اپنا ڈال کیا مونہہ لیکے ہستا ہے

تیری دوری سے دل بیتاب ہے اور چشم گریاں ہے
اودھر بجلی چمکتی ہے اور ایدھر میہ برستا ہے

شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے
ہدائت بھی تو کوئی زور ہی شہید لکڈا شکستا ہے

پختہ مغزان جنوں سے ہر کسی کو جنگ ہے
جو ثمر پکا سو پامال جفاے سنگ ہے

غنچۂ دل کو نہیں جاے شگفتن زخم وار
عرصہ گلزار دوراں مجھ پہ اتنا تنگ ہے

ورق ۳۶۵

صدقے ترے گلعذار جی سے
ایک جی سے تو کیا ہزار جی سے

ہاں ابر مژہ برس تو یارے
نکلے [یہ] ذرا [بخار] جی سے

ظالم نہ ستم روا ہے اوسپر
جو آپ پہ ہو نثار جی سے

ق

جو شخص طلب نہیں ہدائت
اون کا ہوں میں دوستدار جی سے

میں بلبل گلشن علی ہوں
کیا کام ہے مجکو خار جی سے

مردم چشم سے بھاگے ہے نپٹ طفل سرشک
جانتا ہے کہ مرے واسطے یہ افیوں ہے

ہر دم کنار اشک[1] سے نکلا پڑے ہے اشک
لڑکا مچل گیا ہو تو کیونکر سنبھل سکے

بس ہے یہ نوش خند ہی غصہ نہ کیجئے
جو گر دیے مرے اوسے کیوں زہر دیجئے

جاتے ہیں اب گلی سے تری اور ہی ہے دھن
قبلہ ہوا سطرف تو کبھو مونہہ نہ کیجئے

مانند شمع چاہیے کیجے مصاحبت
سر دیجئے تو دیجئے پر سر نہ دیجئے

گم کی تھی راہ زلف کے کوچے کی ہم نے رات
اب کے جو چلیے ساتھ ہدائت کو لیجئے

---

[1] کذا و ہر دو نسخہ چشم ؟

تجھے میر بھی سر کی ہے قسم پیغامبر سچ سچ کہہ — کبھو میرا بھی اوس کی بزم میں مذکور ہوتا ہے

جیدھر کو نگاہ یار گذری — برچھی تھی کہ دل کے پار گذری

رہا ابتک جو میں جیتا تو اس تیرے تغافل سے — تو ہی انصاف کر اسمیں بھلا تقصیر ہے میری

گر آئینے کو رکھے روبرو وہ مہ رخسار — دوچند حسن جو اوس کا ہے چار چند کرے

ساقی اب ہمکو کہاں فرصت مے نوشی ہے — بادۂ چشم بتاں دارو ے بیہوشی ہے
یہاں تلک گوشہ خاطر سے ترے محو ہوں میں — کہ مری یاد بھی از جملہ فراموشی ہے
سخن راز کو [اظہار نہ کر] مجلس میں — شیشہ مے کو بھی یہاں جام سے سرگوشی ہے
رتبہ عشق بھی دیکھا تو نہیں حسن سے کم — نالۂ شب کو مرزلف سے ہمدوشی ہے
کسطرح آپ سے جانو میں جدا دلبر کو — کہ شب و روز مجھے دل سے ہم آغوشی ہے
سبزۂ خط سے ہوئی آتش حسن اور بلند — بادکش سرکشی شعلہ کو خس پوشی ہے
اے ہدائت کوئی دم جگ میں اگر ہے آرام — عالم خواب ہے یا عالم خاموشی ہے

یار کسی طرح سے مرے جی کو چین ہو — کہتا میں یہ نہیں کہ وہ مجھے ابھی ملے

تک رہی بھی گر تیرے مونہہ کی طرف معذور رکھ — کچھہ نہیں آ [تا] ان آنکھوں کو بجز نظارگی
عشق میں کہتے ہیں خوباں کے ہدائت مرگیا — اے عزیزاں کیجیے کیا بندگی بیچارگی

موجب صد عیش و عشرت ہمکو تیرا دید ہے — لگ گئے جسدن گلے تیرے وہی دن عید ہے

دل مرا کیونکر ہو غافل گور سے — گھر نظر آتا ہے اپنا دور سے
دار بست سینۂ پر آبلہ — لد رہی ہے سر بسر انگور سے

چمن میں [گرم] تبسم جو میری جان ہوے — کلی کی کھل گئیں آنکھیں گلوں کو کان ہوے
ہوگے کیوں نہ مرے ضعف اور پیری پر — کہ خیریت سے مری جان تم جوان ہوے

خدا جانے صنم آوے نہ آوے — بھروسا کیا ہے دم آوے نہ آوے

اتنا بھی مت چڑھا تو سر پر اسے پیارے — کھڑے کے [آگے] تیرے یہ زلف کیا بلا ہے

ضعف دل و دماغ ہدایت کے واسطے — یاقوتی سرشک سے بہتر دوا نہ تھی

ہوا معلوم مجکو صورتِ درہاے ایواں سے — کہ نت اپنے خرابی پر ہر اک تعمیر ہستی ہے
ہدایت قدر ہو گر اپنی [حشت] خاک کی ہم کو — وجود اپنا طلا [ہے بلکہ جوں] اکسیر ہستی ہے

غیر سے کہنے لگا دیکھ کے صورت میری — کون سے صاحب ہیں یہ ان کی ثنا کیجئے

اتنے جو بولتے ہیں ترے دم سے جانمن — فوارہ چھوٹتا ہے تو پانی کے زور سے

برنگ شمع غیر از استخواں اب — کچھ ہم میں شعلہ خو باقی نہیں [ہے]

لالہ و ہزارہ یہ افیون جو کھا بیٹھے — دیکھا ہے کسو کے سر کیا چیرۂ خشخاشی
ہے شدۃ گرمی سے جوش خفقاں مجکو — ہاں باد صبا اسدم پنکھا ہووے فراشی

ورق ۳۶۷

اب اتنے قد پر تو ہو قیامت خدا جہاں میں لکھے سلامت
جو کل کو تم ہو گے سرو قامت غضب کرو گے ستم کرو گے

عجب مکاں ہے عجب فضا ہے عجب فراغت کی ایک جا ہے
بہت ہی عش عش کرو گے یارو جو سیر ملک عدم کرو گے

بھلا بتاؤ تو کیا کرو گے بلاکشان محبت آخر
جو تیر اندوہ و درد و غم کا نہ اپنا سینہ سپر کرو گے

عقل کے ہاتھ سے بجاں ہونیں
اے جنوں وقت دستگیری ہے

دل اوسکی انکھڑیوں کا آخر خمار کھیچا
کہتا نہ تھا میں تجکو مت مل شرابیوں سے

سب جو اہل بزم سوز دل مرا سنے لگے
شمع بھی رونے لگی شعلے بھی سر دھنے لگے

ایک ہی نیم نگہ پر ہیں یہاں سو سو ناز
دل جو پائیں ہیں میاں آپ سے سستے سستے
کارواں بیچ [بدانت] جو کبھو احیانا ق دیر بھی ہووے تجھے بار کے کتے کتے
شاہ راہ عدم ایسا نہیں کچھ یار چھپا
پوچھتا چاہے چلا جا (سہ) رستے رستے

دود سیاہ خط سے لگا داغ حسن کو
کس دل جلے کی ہائے تجھے بد دعا لگی

شانہ تری زلفوں سے کہتا ہے یہ کھڑے پر
دل ٹوٹیں اگر کتنے تب اسے شکن نکلے

اگر منزل کو پہنچے ہم و گمراہ [د] وگام پر بیٹھے
ا[د]ھے مٹ کر ہی جوں نقش قدم جس کام پر بیٹھے
کوئی مہرو کرے اودھر کو اپنا رخ تو میں جانوں
اگر وہ ماہ آکر اپنی پشت بام پر بیٹھے

بزنگ دستہ گل صحبت باہم غنیمت ہے
خوشی سے کوئی دم گذرے تو یارو دم غنیمت ہے

---

[1] کذا و صوابہ لعلہ "اسی" !

قاصد اوسکو خط تو لکھوں میں دے کیا فائدہ
دل کو ہوتی ہے تسلی نامہ و پیغام سے

دل تو اپنا ہوا ہے بیگانہ
پھر بھی دیکھا تو آشنا ہے یہی

اللہ رے نازکی کہ بوقت خرام ناز
مانند شاخ گل کمر اوس کی لچک گئی
دامن کو میں نے ہاتھ لگایا تھا پر وہ شوخ
ایسا ہی کسمسایا کہ چولی مسک گئی
مکھڑا چھپا کے زلف میں جب اوسنے ہنسدیا
جیسے اندھیری رات میں بجلی چمک گئی
کتنا ہوں نا قبول کہ باد صبا بھی آج
دامن سے اپنے خاک کو میری جھٹک گئی

ق

اے ہدائت جناب حق سے ہے
ناامیدی کمال بے ادبی
وہ کریم آپ جب یہ فرما دے
سبقت رحمتی علی غضبی

ہے خال سیہ کا فر اوس زلف کے [حلقے میں
دل اسمیں حذر کر نا گولا ہے یہ زنجیری

میری جان یہ چھوڑ دے زشت خوئی
رہے گا نہ کوئی رہے گی نکوئی

تپ فراق سے اے دل نہ اسقدر گھبرا
فقیر بھی تری خاطر دعائے خیر میں ہے

گو کہ ابتر ہے اشک لڑکا ہے
میری آنکھیں ہے اور کلیجا ہے
ابتو ہم چاہتے ہیں تمکو بتاں
دیکھیے کیا خدا نے چاہا ہے

اوس شعلہ رو سے جب سے ایک لاگ لگ رہی ہے
جوں شمع میرے دل میں کیا آگ لگ رہی ہے

میرا دل برا مجھے گو سر بسر ہے　　نہیں غیر آخر یہ اپنا جگر ہے

ہدائت اوسکی کیفیت حلاوۃ ہم سے کوئی پوچھے　　کہ خال لعل لب اوس [شوخ] کا [افیون] ان مصری

رباعی

ایک عمر اگر پیر فلک کھووے گا　　لوح امکاں لکھیگا اور دھوویگا
احمد پہ ہوا[1] خدائی کا ظہور　　ایسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوویگا

دیگر

یہاں بہتوں نے جمع زر کیا ہوویگا　　ساتھ اپنے کوئی نہ لے گیا ہوویگا
ہاں لے بھی گیا تو ایک قادوں لیکن　　جسطرح سے لے گیا سنا ہوویگا

دیگر

ورق ۳۶۸ | کیا وقت کا بادشاہ اور کیا درویش　　اس مرگ کے ہاتھ سے سبھی ہیں دلریش
کوئی آج [سد] صدا ہے خواہ کوئی پیچھے　　آخر یہی راہ ہے سبھوں کو درپیش

دیگر

اے وہ کہ تجھے ہے بادشاہی کا دماغ　　دیکھا نہیں تو نے یہاں گدائی کا دماغ
تو اپنی لیے پھرے ہے شاہی اے یار　　یہاں اپنے تئیں نہیں خدائی کا دماغ

دیگر

الحق یہ دعوے بجا ہے یا شاہ　　یعنی کہ وہ [میں] ہوں نقطۂ بسم اللہ
وہ نقطہ کہ جس کی شرح قرآن شریف　　پتلی مری آنکھوں کی ہے وہ خال سیاہ

[دیگر]

[ہ]ستی ہو خواہ کوئی شیعہ [ہود] سے　　اوسکے گا وہی جو تخم دل میں بووے
وہ شخص ہے جنتی ہدائت بیشک　　غم [میں] حسین کے جو کوئی روووے

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ۔ لیکن ہوا کے بعد 'جیسے' یا اس کا ہم وزن لفظ چاہیئے +

[دیگر]

دنیا سے] اخیر عمر بیزار ہوے — جب مرگ سر اوپر آئی ہشیار ہوے
اس عقل و شعور پر ہدایت افسوس — اب سونے کے وقت آپ بیدار ہوے

دیگر

گو آپ فریدوں ہوے ضحاک ہوے — رکھ تاج شہی کو سر[پہ] افلاک ہوے
بس اہل جہاں کو بھی ہدایت دیکھا — مرنا ہی ہوا تو پھر یہ کیا خاک ہوے

دیگر

اس بزم جہاں میں دور جب چلتا ہے — ہر دم دل آگاہ کا جی جلتا ہے
مجلس کا رنگ دیکھ روتی ہے شمع — شعلہ کف افسوس پہ ملتا ہے

دیگر

کوچے میں تیرے جو آن کر بیٹھ گئے — اتنا روئے کہ چشم تر بیٹھ گئے
جس سمت کو تو نے آنکھ اوٹھا کر دیکھا — مانند حباب گھر کے گھر بیٹھ گئے

دیگر

کعبے تو گیا میں اوٹھ بتاں کے ڈر سے — پر کھا گئی تپ غم کی جگر انور سے
تھی کس کو ہدایت آس جینے کی میرے — اے یار پھرا ہوں میں خدا کے گھر سے

دیگر

کیا حاشیہ میر و شرح ملا پڑھیے — جسمیں ہو شہود حق کچھ ایسا پڑھیے
کہتے ہیں کہ ہے علم حجاب الاکبر — پڑھیے بھی تو نام حق کریما پڑھیے

دیگر

آیینہ پہ صد صفات دیکھی ہم نے — اپنی بھی عجب ہی ذات دیکھی ہم نے
وابستہ ہمیں سے ہے ہدایت سب کچھ — بس حق یہی کائنات دیکھی ہم نے

---

[1] "پہ" اصل نسخہ

دیگر مُستزاد

یہ جسم طلسم ہے کوئی یا نیرنگ — کرشمہ تو نگاہ
اور روح گرفتار با[ین] قید فرنگ — با حال تباہ
گر چشم بصیرت ہے تو کر سیر ایسی — جوں لالہ و گل
اس گلشن ہستی کے بھی ہیں کیا کیا رنگ — اللہ اللہ]

ہرچند

تخلص ہرچند کشور پسر کنور پریم کشور فراقی است کہ گاہ گاہ ریختہ میگوئد این بیت او راست ؎

جس گھڑی صہبائے الفت کا ہمیں ساغر دیا — وہیں مینائے دل محزوں کو خوں سے بھر دیا
پردۂ ظلمات دلپر سے وہیں سب اوٹھ گئے — شعرو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

غافل نہ ہو اے نا[دا]ں اس دم کے گذارے پر — کشتی ہے لگی آکر دریا کے کنارے پر
کیچے ہے کوئی خنجر تولے ہے کوئی برچھی — تروار کی نوبت ہے ایک تیرے نظارے پر

ہمت

تخلص دوکس میدانم یکے ازاں انشاءاللہ تعالےٰ بہ تکملہ نی نگارم و دیگری شخصے است در[امپور بہ اخوند] ہمت مشہور معلمی پیشہ بہ اندیشہ این سہ شعر ازان وے است ؎

مجب گردش [سے] اپنی اندنوں اوقات کٹتی ہے — برنگ مہر و مہ پھرتے ہی دن اور رات کٹتی ہے
خدا جانے کہاں یہ گردش ایام پھینکے گی — غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیرے سات کٹتی ہے
بھلا میں کس کے موتہہ پیغام کہہ بھیجوں کہ وہاں ابتو — زبان نامہ بر کہتے ہوے ایک بات کٹتی ہے

ہمرنگ

تخلص میر عزیز الدین است وے از سادات اورنگ آباد و طالب علم درویش نہاد است و در سلسلہ علیہ قادریہ و نقشبندیہ دست بیعت میگیرد و شعرش باصلاح مولوی غلام کبریائی مرشد آبادی کامل تخلص کہ مرد کامل و صوفی مشرب است و شعر فارسی فقیرانہ بطور خود میگوید [ئد] میرسد دیوانچہ بر دو جزو کہ دیباچہ اش خود نوشتہ و در [سنہ] یکہزار و دو [صد] و ہشت باشارہ اوستاد کامل خود تدوین فرمودہ این احقر مشاہدہ نمودہ این ہفدہ شعر از وے چیدہ برشتہ تحریر کشیدہ منہ دام بہجتہ ؎

قیامت ہم پہ گذرے ہے تیرے قامت کے دیکھے سے
پر آنکھوں کی نہیں تقصیر دل کم بخت مائل تھا

کوئی روز میں یہ کعبۂ دل نقش بتاں سے
معلوم یہ ہوتا ہے کہ میخانہ بنے گا

دنیا میں میں تو آکے گنہ گار ہو گیا
اس فاحشہ کا ہائے گرفتار ہو گیا

رقیبوں سے بہت خلطہ ہے تیرا
کروں کیا بس نہیں چلتا ہے میرا

دن میں کرتا ہوں تیرے چہرۂ گلنار کو یاد
رات کرتا ہوں تری زلف سیہ تار کو یاد
داغ فرقت [سے تو جلتے] ہیں کئی اے ظالم
نہ کیا تونے کبھی ایک گرفتار کو یاد

لے گیا رخ دکھا پری رخسار
جان و دل عقل و ہوش و صبر و قرار

ورق ۳۶۹

کٹ گئی غفلت میں ساری عمر بے حاصل دریغ
مفت کھویا ہم نے ایسا جوہر قابل دریغ

مرجائے جو عاشق تو جلاتا ہے سخن میں
ہے خضر نہاں آب بقا اوس کے دہن میں

اگر یک نعرہ ماریں وادیٔ وحشت کے دیوانے
تو سن کر کوہ لرزیں آسماں یکبار ہل جاویں

اے ہمرنگ دیکھیں گے بیت الحرم بھی
بھلا ابتو بیت الصنم دیکھتے ہیں

گر ایدہر تو تیرا گذارا ہو
تو مجھے زندگی دوبارا ہو

میری آنکھیں ہیں تیری خاک قدم سے روشن
سرمۂ طور ہے یا خاک شفا ہے کیا ہے

زاہد کو وصل حور ہے عاشق کو وصل یار
بتلا تو شیخ کون بھلا نیک بخت ہے
ہمرنگ اپنے دل کو دیا پھر بتوں کے ہات
تو نے مزاج اون کا نہ جانا کرخت ہے

ہے تری یاد ہی سے زندگی میری ورنہ
بیخودی دن کو ہے اور رات کو بیخوابی ہے

ہنر

تخلص محمد داؤد حیدرآبادی است گویند کہ وے مرد اہل تیز عقل باہوش صحبت [کوش] واقع شدہ این دو بیت رباعی در مدح آقائے خود گفتہ رباعی

رکھ فضل و کرم سے اپنے رب العزت
آقا کو مرے بعز و جاہ و حشمت
رخشاں ہیں فلک پہ جب تلک یہ انجم
روشن رہے اوس کے گھر چراغ دولت

ہوش

تخلص دوکس میدانم یکے را بہ تکملہ انشاء اللہ تعالےٰ می نگارم و دیگر عزیزے است از خاندان واجب

احترام میر شمس الدین نام وے مردے است شیخوا زبارہ کمنٹو فصاحت افروز از تلامذہ محمد میر سفیان سہ بیت او راست ؎

مرا جس نالہ سے تو نے لیا دل — خدا جانے ہے اوسکو یا مرا دل

یار ہستا ہے چشم تر کو دیکھ — گریہ ناک اپنے تو اثر کو دیکھ
دست و پا گم کریں ہیں موکماں — نازنیں تیری اس کمر کو دیکھ

حرف التحتانی

در تحت این حرف ذکر ہشت شاعر کہ دوازان یکرنگ تخلص میکند اندراج یافتہ و مجموع اشعار ... شعر است و منجملہ آن ... رباعی واقع شدہ

یاد

تخلص میر غلام حسین مرحوم است وے جوانے بود از قرابتیان عالم باتمیز مولوی عبدالعزیز مدظلہ واز مریدان زبدۃ الواصلین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ بسیار خوش خلق و یار باش و نہایت شگفتہ جبین و نیک معاش کامل ایمان حافظ قرآن تولدش در قصبہ سونی پت روز نمودہ شعرش را محب سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق اصلاح فرمودہ در عین جوانی بسرائے جاودانی شتافتہ بجوار رحمت ایزدی جا یافتہ این سہ شعر از ان آں سیدزادۂ مرحوم است ؎

نہ لے گا نام کبھو پھر وہ آشنائی کا — فلک نے جس کو دکھایا ہو دن بدائی کا
پھسا جو زلف میں شانا تو چھٹ نہیں سکتا — خدا کسو کو نہ دے پیچ مبتلائی کا

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے — رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یحییٰ

تخلص منشی [یحییٰ] خان مرحوم است وے مردے بود نیک طینت خوش طبیعت مقرب درگاہ خاقانی واقف اسرار سلاطین گورگانی لبسیار بجاہ و عزت [و] ثروۃ [و] تمکنت ایام بسر [می برد و] آخر ہا بنابر افراط و تفریطے کہ بحضرت دلی رو داد و حوادث زمانہ امور سلطنت برہم ساخت رخت سفر بربستہ بقلعہ جات سوبج مل جاٹ رحل اقامت افگندہ مشار الیہ وجودش را معتمم انگاشتہ بخوبی ہر چہ تمامتر پیش آمدہ تا دم واپسین ضروریات معاشش مہیا می ساخت در ہمان نواح بجوار رحمت حق مسکن ساخت عفی اللہ عنہ وعن سائر المسلمین اشتیاق مستغرقہ دارد این سہ بیت از گفتہ ہائے آں مرحوم ایں احقر می نگارد ؎

رقیبوں کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے — بھلایا ہمیں واہ جی واہ دل سے
خوشی کا سخن مجھ سے کیا پوچھتے ہو — کہ مدت ہوئی غم کہ ہے راہ دل سے
ہے یحییٰ تو بندہ تیرا اور تجکو — گرانا ہے خواہ [نا] خواہ دل سے

ورق ۳۵۰

یعقوب

تخلص میر یعقوب علی است وے جوانے بود از [یارا] ن حضرت فخر العاشقین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کہ بمحمد اسحٰق حال تمنا [ربط] مستحکم داشت و باتفاق یکدگر خدمت نروسان شاطر حضرت ایشان میکردند مدتے است کہ بدیار شرقیہ رحل اقامت افگندہ حالا از حال و مآلش اطلاعے نیست گاہے بطور خود فکر ریختہ می کرد ایں سہ بیت او راست ؎

شیشہ ہمارے ہات سے لے یار دیکھنا — دل ہے پٹک نہ دیجو خبردار دیکھنا

ہم تو آتے ہیں ترے کوچے میں اے یار کبھو — پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاوے نہ تلوار کبھو

ہے اوسکی یہ خو گھر سے جو پل پل میں نکالے — پر ہم بھی ہیں وہ ننگ کہ ٹلتے نہیں ٹالے

یقین

تخلص انعام اللہ خان مرحوم است وے از شیخ زادہاے فاروقیہ و پیرزادہاے [مجددیہ و نبسہ] حمید الدین خاں نیچہ و جوان یار باش عمدہ معاشش ظریف الطبع لطیفہ گو بذلہ سنج پاکیزہ خو بود جدش را حضرت خلد مکاں انار اللہ برہانہ بدستور خاص بعزت ہرچہ تمام [متر] شقہا قلمی فرمودہ و قاسم ہمچندان سرانجام نقصان آنہا را زود مقبول نبی خاں مقبول برائے العین مشاہدہ نمودہ بدرش قطع نظر از پیرزادگی بمصاحبت حضرت فردوس آرامگاہ نورا اللہ مضجعہ کلاہ گوشہ بآسمان می سود خودش در ایام دولت نواب مغفران مآب وزیر الممالک عماد الملک غازی الدین خان بہادر بسیار بجاہ و مکنت ایام بکام دل بسری فرمود از ارشد ترین شاگردان سخن سنج فیض گنج مرزا جانجاناں مظہر است عفی اللہ عنہما و انگہ [شاعر بے نظیر] محمد تقی میر در تذکرہ خود قلمی نمودہ کہ دیوان وے از ان مرزاے مغفور [راست] افترائے محض و کذب خالص است کہ از ہمہ حسد از وے سرزد اکثر [غزلہا] بدیہہ بحضور سراپا سرور آگاہ رموز خفی و جلی سید فتح علی خاں حسینی دام ظلہم گفتہ محض کلام وے شاعرے بود فصاحت آئین بلاغت آگین شیریں زبان عذب البیان نکتہ سنج معانی را گنج طرز نوے بدستش افتادہ انداز جدید را رونق تازہ دادہ ہمیشہ غزل پنج بیتی میگفت اما بطرز بہین در معنی می سفت دیوانے مختصر صدبیت علی التخمین در کمال عذوبت و شیرینی دارد این یکصد و ہفتاد و پنج بیت از اشعار آبدارش کہ قاف تا قاف عالم را فرا گرفتہ این عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

نہ تھا یہ وادی ایمن یہ کوہ طور نہ تھا — ترا تو ہی تھا تجلی نہ تھی ظہور نہ تھا

اگر تجکو زلیخا دیکھتی سب کچھ بسر جاتی — تماشا ماہ کنعانی [کا] اوسکو خواب ہو جاتا

کیوں نہ ہو تر دامنوں کو شست و شو کی آرزو — میکشاں پر آیۂ رحمت ہے باراں کی ہوا

یہ کوہ طور سرمہ ہو گیا سارا ہی کیا کہیے — کوئی پتھر اگر بچتا تو دیوانے کے کام آتا

برہمن سر کو اپنے پیٹتا تھا دیکھ کے آگے — خدا جانے تری صورۃ سے بتخانے پہ کیا گذرا

ورق ۲۷۱

مجھے گر حق تعالے کار فرماے جہاں کرتا — بتوں کو میں [ہزاروں] بیکسوں پر مہرباں کرتا

خدا دیتا نہ مجھے گر میر سامانی خدائی کی — تو میں ان بلبلوں کو گلشنوں کا باغباں کرتا

زباں فولاد کی ہوتی [تب جواب] کوہکن دیوے — غضب ہوتا اگر پرویز کو عشق استحاں کرتا

[شب] کہ اس میں ہیچ مدان کام ہو سکا ہوا آخر — یقین کے داغ پر [یہ مرہم] کا [فور کیا] کرتا

کسو کا تو کبھو رکھ کر دل تم کو لازم ہے — وگرنہ دلرباؤں کا لقب دلدار کیوں ہوتا

گرا میں آنکھ سے تیری جہاں کے ہات کیا آیا — مجھے پہنچا زمیں پر آسماں کے ہات کیا آیا
یہ بیڑا آپ مرجاتا جو بیتابی اونکے کام آتا — یقین کو مار کر زور آوراں کے ہات کیا آیا

تری زلفوں سے دل مٹھیوں میں ہے یسا اگر ہوتا — صدا اس بینی و دار کی غفور رودیتا

اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے تپش دل کی — ساقی مجھے اتنی سی مے [پینے سے] کیا ہوگا

[نہ] جو سر سے میرے د[ور ظل ہما] ہفت قلم کا — نہ پڑے داغ پر میرے الٰہی سایہ مرہم کا

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقین — گھر سے بوا ہر گیا لڑکا [سوا بتر ہو گیا]

سریر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا — ہمیں ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

جو کچھ کہیں یہ تجکو یقین ہے تری سزا — بندا جو تو بتاں کا ہوا کیا خدا نہ تھا

کیا گرا دی ایک تیشے نے بنا فرہاد کی — کر دیا کس گھر بسے نے خانۂ شیریں خراب

نہ جیوے ہجر میں وہ وصل میں بھی جی نہیں سکتا — تکلف برطرف بلبل کو پروانے سے کیا [نسبت]

ہمارا شیرین مجنوں کر بھولی طرز نالے کی — [کوئی شیراوں کے] مونہہ آپنے بجا سکتا ہے کیا قدرت

لہ کر گرا دی۔

تصور کرکے [لیتا ہوں مزا] میں اُوسکی باتوں کا — مرے اس چپکے رہنے کا ہے وہ شیریں دہن [یا] مفت

بات کہتے ڈالتے ہیں پھوڑ بس شیشا سا دل — کس قدر یہ سنگدل ہوتے ہیں خوباں الغیاث

زخم دل ہونے دے ناسور نہ کر اس کا علاج — جو [مزا] اندروں ہے سو نہیں درمان کے بیچ

رنگ گل کی آگ پر دامن نہ مارے باد صبح — کیا کریں کی بلبلیں پھر آشیانے کا علاج

سو جگہ سے دل گریباں پھاڑ دیوانے کی طرح — زلف کی زنجیر میں آخر پھسا شانے کی طرح
پھوڑ ڈالا [کو] ہمن سا لعل یوں پتھر سے ہائے — کسے سیکھی تھی یہ شیریں کام فرمانے [کی طرح]
جی نکل جاتا ہے میرا جب کبھو آتی ہے یاد — وہ قسم [کھاکر] اوسی [ساعت مکر جانے کی طرح

غار سے مژگاں [ں] کے جی ڈرتا ہے میرا بیطرح — رکھ مری [آنکھیں] پہ دیتے ہو کف پا بیطرح
بولنے تیرے سے جی اٹھتے ہیں جن میں جی نہیں — پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

[ر] نگ سے مہدی کے ہو جاتے ہیں آنسو لعل تر — رکھ کے ان پاؤں[1] پہ سر کوئی اوٹھائے کس طرح

خال گورے سونہہ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا — اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

کیا قیامت ہے کہ صفحے پر چمن کے رات دن — کربلا کی واقعی [تحریر کرتی] ہے [بہار] ورق ۳۴۷

سچ کہو اے بلبلو کس باغ سے آتی ہو تم — ہے ہمارے بھی تمہیں کچھ آشنائی کی خبر

---

[1] 'پاؤں' در نسخۂ اصل

گریباں پھاڑتے ہیں دیکھ خوبان چمن کیونکر
نہ کیجے چاک ناصح اس ہوا میں پیرہن کیونکر

[بہار آخر ہوئی ہے ابتو سینے دے گریباں کو
یقیں کر[نا] ہے کوئی اس قدر دیوان پن کیونکر

[راگ جوں بھرتا ہے نے میں اسطرح [کی آگ سی]
[بھری ہے] اے ہمان استخوا [نو] ں کو نہ چھیڑ

[باو] جود اس کے کہ ہے زخموں کے مارے خوں میں غرق
آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا [ہنوز]

پروا نہیں ہے ابر کی اس مشت خاک کو
کرلیں گے اشک سرخ ہمارا مزار سبز

نزع میں دیکھ مجھے یار جھجک کر بولا
کیا بری طرح سے مرتا ہے یہ بیمار کہ بس

کچھ پر و بال میں طاقت نہ رہی جب چھوٹے
ہم ہوئے ایسے برے وقت میں آزاد کہ بس
تو نہ تھا ہائے یقیں ورنہ دوانا ہوتا
آج اسطرح کا دیکھا ہے پریزاد کہ بس

ترے ستم سے مرا جی نہیں دھڑکتا ہے
[خو] شی سے قتل کی کرتی ہے جان [محرواں [قص]

سرو کہتا ہے [نہ] بان حال سے تجھ قد کو دیکھ
کیونکہ کیجے ہائے اوس رعنا جواں سے اختلاط

[وصل میں] بھی مندومندوں کو نہیں راحت [نصیب
دیکھ لیجے] شمع کے ملنے سے پروانے کا حظ

رشک تیری دلربائی کا زبس کھاتی ہے شمع
دیکھ تیرے حسن کے شعلے کو [جل جاتی] ہے شمع

---

۵۲ و ۵۳ میں درج نہیں۔ اور نسخۂ اصل میں سہواً ہے 'منقول از دیوان یقین مرتبۂ مرزا فرحت اللہ بیگ سنہ ۱۹۳۰ء'

دن جنوں [کے آن] پہنچے ہوشیاراں الوداع — فصل گل نزدیک آئی اے گریباں الوداع

بے نگاہ گرم رہتا ہے مرا باطن سیاہ — حسن کا شعلہ ہے میرے دل کی خلوت کا چراغ

سالہا شوق محبت کو چھپایا ہے یقین — ہاتھ آخر ہوگیا میرے گریباں کا حریف

[اس ہوا میں تم] کرساقی کہ بے جام شراب — دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے [اس کی طرف]

اس [د] کو میں دیکھ مرگ بھی مجکو سرک گئی — کیا تم نے کر دیا مجھے زار و نزار حیف

جنوں کے ہاتھ سے ایکدم نہیں محفوظ رہ سکتا — رفو کرنا یقیں میرے گریباں کے نہیں [لائق]

بد پیتاب میرے دل کا لہو لے لیکر آہستہ — خدا شاہد کہ ہے شیشے سے نم یا وہ پیو [سبو] نازک

لہو پر زخم کے جی آرہا ہے مت نکل جاوے — [خدا کیواسطے] کیجو نہائت جی رفو نازک

جلتے بتوں سے نہ مل [ان تیلیاں کپڑوں کے ساتھ] — جی دھڑکتا ہے مبادا لگ اوٹھے دامن کو آگ

دفن کیجو مجکو آہستہ کہ میرے استخواں — ہو رہے ہیں مارے زخموں [کے] تئیں شاخ گل

[چمن] میں مجھے دیوانے کے لیجا نیکا [کیا حاصل] — دیکھ آگے گل جنوں کو شور پہ لانے کا کیا حاصل

جفائیں باغبانوں کی یقیں کیا کیا اٹھاتی ہے — وفائیں چاہیئے شاباش بلبل مرحبا [بلبل]

ہاتھ لگتا گر زنان مصر کو یہ آفتاب — خواب ہو جاتا انہیں اوس ماہ کنعاں کا خیال

کیوں توسیتا ہے عبث ناصح یقیں کا چاک جیب — ہاتھ اوسکا چھوڑتا ہے کب گریباں کا خیال

اس [دلبر] ی پہ تک نظر کیجو — کس سے ہے [چشم چار میرا د] ل

[میرا ی] [آ] نکھوں میں نشے نے اسطرح مارا ہے جوش — ڈالتے ہیں جسطرح بدمست پیمانے میں دھوم

---

[1] ا، ب میں یہ شعر درج نہیں، ج، د، ہ، ی، یقین

کھلیں ہیں کیوں کے قیدِ نوالف سے چھٹنے کی تدبیریں | پڑی ہیں میری ہر گشت میں جوں شانہ زنجیریں

کرتا ہے کوئی یاد و اس وقت میں تدبیریں | مرتا [ہے یہ] دیوانہ [ب] کھول دو زنجیریں
ماریں ہیں بتاں ٹھوکر پاؤں پہ [جو] سر رکھے | ہیں بند گیاں ان کے آئین میں تعمیریں

ہجر میں جینے سے بہتر ہے ہلاک روز وصل | یہ طرح کیا خوب راس آئی ہے پروا [نیکے تئیں] صف ۲۶۲
اوٹھ گیا کہتے ہیں دیوانا یقیں عالم سے ہائے | اوسنے کیا آباد کر رکھا تھا ویرانے کے تئیں

[اے میرا ہاتھ] مت پکڑ کہ جیب گل کی طرح | چاک ہی کہنے میں ہے میرے گریباں کی پہن

[نہ گذرا ہوگا] رنگیں کوئی مجسا ہووے پن میں | گریباں آپڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں
[پڑی کہتی تھی یہ بلبل] بہار آوے بہار آوے | پڑا چین اب لگی جب رنگ گل سے آگ گلشن میں
یقیں [سے بلتے بلتے] کی خبر کیا پوچھ کر بلبے | پڑا ہوگا دوانا سوختہ سا کنج گلخن میں

ہم گئے کام سے مرغانِ چمن سے کہیو | فرض کیجے کہ چھٹے طاقت پرواز کہاں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجکو | کیا عیش کر گیا ہے ظالم [دوا] ن پن [ہیں]
کہیے بھی ہم گئے نہ چھٹا ان بتوں کا عشق | اس [د] ردکی خدا کے بھی گھر میں دوا نہیں
ہے گر سر نہ نوا اہل تکبر کا تو کیا | فخر آدم ہے جو ابلیس کا مسجود نہیں
یہ سینہ عشق میں محروم داغ [د] داغ نہیں | ہزار شکر کہ یہ ملک بے چراغ نہیں

کوئی بھی دیتا ہے لڑکوں کے ہات شیشۂ دل | [یقیں ہیں غور سے دیکھا] تو کچھ شعور نہیں
[ہاں] یقیں کے باغ میں جا کر بتاں کہتے ہیں سب | میر گل میں جی نہیں لگتا وہ سودائی نہیں

ہر ایک نے واہ میں اوس کی کیا ہے چشم کو جاری
کرے کس آبجو پر رحم وہ سرو رواں دیکھیں

گالی بھی سہہ گئے ہیں ماریں بھی کھائیاں ہیں
کیا کیا تری جفائیں ہم نے اوٹھائیاں ہیں
خسرو کے مونہہ پہ چڑھنا اور بے ستوں سے بھڑنا
کچھ عاشقی نہیں ہے زور آزمائیاں ہیں

کوئی دن چلنے پھرنے دیں عبث زنجیر کرتے ہیں
دوانا مجھا کب جیتا ہے کیوں تدبیر کرتے ہیں
[نگہ کرنے میں ان کے کام ہوتا ہے تمام اوس کا
یقین کے حق میں یہ خوباں بہت تقصیر کرتے ہیں

چمن کے بیچ کلیاتی ہے جیسے شاخ سنبل کی
ہوے ہیں اسقدر دل جمع اوس زلف پریشاں میں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اسکو کہتے ہیں
پھر اوٹھنا بے دماغوں کا [قیامت] اسکو کہتے ہیں
ہوئی جا یار شیریں کو بکن کے بعد خسرو کی
وہ کیا تھا زخم تیشے [کا جراحت ا] سکو کہتے ہیں
یقین مارا گیا جرم محبت پر نہ ہے طاعت
شہادت اسکو کہئے [ہیں سعادت اسکو کہتے ہیں]
مے گلرنگ جوں شیشے سے جھلکے معنی شوخی
نمایاں ہیں تری صورت سے صورت اسکو کہتے ہیں
چمن میں شاخ [گل] جاتی ہے جیسے گل کے کھلنے سے
لہک جاتا ہے دم لیتے نزاکت اسکو کہتے ہیں

[عمر آخر ہے] جنوں کر نو بہا [را]ں پھر کہاں
ہاتھ مت پکڑو مرا یارو گریباں پھر کہاں
چشم تر پر گر نہیں کرتا ہوا پر رحم کر
دے لے ساقی ہم کو مے ابر بہاراں پھر کہاں
یار جب پھرے جواہر کر چمک اے دل جی نثار
جل چمک اے پروانہ یہ رنگیں چراغاں پھر کہاں
اس طرح آزاد کب صیاد چھوڑے گا تمہیں
بلبلو دھومیں مچالو یہ گلستاں پھر کہاں
ہے بہشتوں میں [یقین سب] کچھ [لیکن دا] رو نہیں
بھر کے دل رو [لیجئے یہ] چشم گریاں پھر کہاں

---

[1] "زنجیر" در ہر دو مصرع در نسخۂ اصل ۔ ۹۰ میں یہ شعر مرقوم نہیں ۔ تدبیر از دیوان یقین

تم نہیں کرتے ہو یوں پامال اے خوش قامتو — دیکھتے ہو قمریوں کو سر پہ بھلاتا ہے سرو

جو کرنی ہے تو اپنی فکر کر [لے نو] بہار آئی — خدا کیواسطے یہ بات دیوانے سے کہدیجو

اسیران قفس کی ناامیدی پر نظر کیجو — بہار آوے تو اے صیاد مت ہمکو خبر کیجو
نہ کر شوخی مبادا تاب کھاجاوے کمر تیری — ملک اس قد کی نزاکت پر نظر اے مو کمر کیجو
یقیں سے چلتے بلتے کا سرا تنا بھی نہ ٹھکراؤ — اس آتش سے ارے دامن دمادم تک حذر کیجو

کھڑا ہے سرو نپٹ بن بنا کے رعنا ہو — جو یار پردے سے نکلے تو [کیا تماشا ہو] — ورق ۴۰۴
[لہو] یقیں کا جو پیتا ہے تو میں ڈرتا ہوں — خدا کرے کہ تجھے یہ غمذا گوارا ہو

اپنی بیدردی کی سوگند ہے تجکو اے مرگ — تو نے دیکھا ہے یقیں سا کوئی رنجور کبھو

جی نکل جائے گا عشاق کا بلبل کی طرح — گلرخاں دامنِ رنگیں کو معطر نہ کرو
باندھ کر [مجھپہ کمر لطف] نہیں غیر کا قتل — اپنی بیدادگے مضمون کو مکرر نہ کرو

[حنا] کی ترح [ح] میں اپنا بھل کیا ہے خوں — بتاں شہید کرو خواہ دستگیر کرو

گرہ کھولو نہ زلف یار کی شانے کو مت چھیڑو — چھوڑو مت واں کی زنجیر ایسے دیوانے کو مت چھیڑو
یہ محراب نماز بے خودی ہے زاہدو سمجھو — خدا کے واسطے مستوں کے پیمانے کو مت چھیڑو

میں پوچھا اے صنم ہم کبھی کچھہ یاد آتے ہیں — کہا [او] اس شوخ نے ہیں ہیں کہ اکثر عید قرباں کو

جو نہ جی سکتے ہوں بیتابی میں پھر وہ کیا کریں — جی نکل جانے میں کیا ہے بیقراروں کا گناہ

لہ تار ۱۰۰

نمک ڈالا ہے مجھ میں اے ہما شورِ محبت نے
کبھو کھائے ہیں تو نے اس مزے کے استخواں سچ کہہ

ہزاروں آبجو آنسو کے تیرے ساتھ پھرتے ہیں
تو کس گلزار کا ہے سروِ رعنا جو رواں سچ کہہ

کہاں تاثیر ہے نالوں میں اے مرغِ قفس چپ رہ
عبث صیاد کو آزردہ کیوں کرتا ہے بس چپ رہ

یقیں یہ نالہ تیرا کیا بلا لا[و] ہے گا ڈرتا ہوں
لگا مت آگ اپنے گھر کو اے آتش نفس چپ [رہ]

مونہہ اپنا نہ دیکھا کر ہو جاوے گا دیوانہ
آئینے کو کہتے ہیں اے شوخ پری خانہ

کچھ عمر میں نہیں باقی ساقی تو شتاب آجا
ڈرتا ہوں چھلک جاوے لبریز ہے پیمانہ

ہوں دور پہ جی میرا راتوں کو تیرے گھر پہ
پھرتا ہے پڑا جیسے فانوس پہ پروانہ

[وسنتی] پوش سے آغوش رنگیں کیجیے
جی میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

بہار آئی ہے اور ہم گلستاں میں جا نہیں سکتے
خدا کے واسطے تو ہی کہہ اے صیاد کیا کیجے

بہار آئی ہے جب سے تب سے رگ میں تھم نہیں سکتا
دعا اس مشت خوں کی نشتر فصاد کو پہنچے

نہ بجھنے دیجو اسکو گرم رکھیو آہ و نالے سے
یہ دل ہے مشت خاکستر کا تیری اخگر اے قمری

یقیں کے واقعے کی سن خبر وہ بدگماں بولا
یہ دیوانا کچھ ایسا تو نہ تھا بیمار کیا کہیئے

گلا تو پھٹ گیا نے کی طرح فریاد سے میرا
قیامت دور ہے کس دن ملیگی داد کیا جانے

ہمیں کانٹا قفس کا شاخ گل ساجی میں چبھتا ہے
اسیری کے مزے کو بلبل آزاد کیا جانے

درختوں سے نہ دے تشبیہ اوس قد کو یقیں ہرگز
اس اٹھکھیلے کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

[مطلع] ہے آپ مر کر یار کو دیکھے رقیبوں کو — ہماری ہم سے پوچھو کوہکن کی کوہکن جانے
مزا پاتا ہے ہکلانے سے اوسکے اور مت پوچھو — چپکنے کی لبوں کے وجہ وہ شیریں دہن جانے[1]

جدا ہم سے ہوا تھا ایک دل نام اپنے یاروں میں — خبر اوسکی نہ پائی کیا ہوا اوس کو خدا جانے
میرے آنسو بھی مارے ضعف کے اب چل نہیں سکتے — کیا اے حشر مجکو ہائے ایسا ناتواں تونے
نہیں جوں پنجۂ گل ہائے ان ہاتھوں میں گیرائی — وگرنہ [یہ] گریباں [نذر] خوبان چمن کرتے

یہ وے آنسو ہیں جن سے دہر آتشناک ہو جاوے — اگر پیوے کوئی یہ آب جل کر خاک ہو جاوے
گنہگاروں کو ہے امید یہ اشک ندامت سے — کہ دامن شائد اس آب رواں سے پاک ہو جاوے
نہ جا گلشن میں بلبل کو خجل مت کر کہ ڈرتا ہوں — یہ دامن دیکھکر گل کا [گریباں] چاک ہو جاوے
عجب کیا ہے تری خشکی شامت سے جو تو زاہد — نہال تاک بھلاوے (تو) وہ مسواک ہو جاوے
دعا مستوں کی کہتے ہیں یقیں تاثیر رکھتی ہے — الٰہی سبزہ جتنا ہے جہاں میں تاک ہو جاوے

ورق ۳۷۵

دیار حسن تو ہے خوش ہوا پر یہ پڑی[2] مشکل — کہ لٹ جاتا ہے یہاں جو کارواں جنس [وفا] دے

یقیں زنجیر میں ہے تب تو عالم میں نہیں چہلیں — جو ٹک چھوٹے یہ دیوانہ تو کیا دھومیں مچا دیوے

خوش آئی ہے مجھے یہ بات ایک مجنون عریاں سے — کیا کیجے کہاں تک چاک گندے ہم گریباں سے

بتا [ں کی سچ] نے دیوانا کیا ہے ہم کو محشر میں — گریباں کا ہم اپنے خون لینگے ان کے دامن سے
یقیں کچھ رہ دام میں پھنسنے کا اندیشہ نہیں ہم کو — پہ اتنا ہے کہ ٹک آباد تھا یہ گلستاں ہم سے

---

[1] یہ شعر ۱۰۱۰ میں نہیں [2] بڑی ۱۰۱۰

گذر باطل سے گر ہجر میں دیکھے رضا اوسکی
محبت میں یقیںؔ لیتا ہے نام مدعا کوئی

نگاہ یار کی کوئی زباں ابتک نہیں سمجھا
یہ وہ باتیں ہیں نازک جس میں آئنہ بھی حیراں ہے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے
ترا برا نہیں یہ شغل کچھ [بھلا] بھی ہے
اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جاے کہیں
یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے
یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا
کسو کا دل کبھو پاؤ تلے ملا بھی ہے
یہ آرزو ہے کہ اوس بیوفا سے میں پوچھوں
کہ میرے بے سر [ا] کہنے میں کچھ مزا بھی ہے
یقیںؔ کا شور جنوں سن کے یار نے پوچھا
کوئی قبیلہ [م] مجنوں میں کیا رہا بھی ہے

ابتو ناصح کو بھلا سینے دو [میرا] چاک جیب
تار تار اس [ضد] سے کر ڈالوں گریباں تو سہی
اپنے بندوں کو بلا کر داغ کرتے ہیں یقیںؔ
ان بتوں کی ضد سے ہو جاؤں مسلماں تو سہی

مفت کب آزاد کرتی ہے گرفتاری مجھے
جی ہی آخر لے کے چھوڑیگی یہ بیماری مجھے
میں جو بن غمخوار ہرگز جی نہ سکتا تھا کبھو
ان دنوں کرنی پڑی ہے دل کی غمخواری مجھے
کیا لگا لیتا ہے خوباں کو یقیںؔ کرتی ہی داغ
آئنہ کی سادہ لوحی ساتھ پرکاری مجھے

کم نہیں جوہر فولاد جواہر سے یقیںؔ
ہے بہ از سلک گہر عشق میں زنجیر مجھے

یار آیا پہ مجھے ہوش نہ تھا کیا کہیئے
نہ کیا اس دل دشمن نے خبردار مجھے

یقیںؔ جاتا رہا گر بلبلوں کے ساتھ جانیدے
کوئی اس بے مروۃ دل کو اپنے پاس کیا رکھے

زنجیر میں بالوں کی پھنس جانے کو کیا کہیئے — کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے
دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے توقع کیا — اپنے نے کیا یہ کچھ بیگانے کو کیا [کہیئے]

جو یار غیر کے ساتھ اسطرف سے ہو گذرے — خدا کے واسطے کوئی مجھے خبر نہ کرے

حق مجھے [با] طل آشنا نہ کرے — میں بتاں سے پھروں خدا نہ کرے
دوستی بد بلا ہے اس میں خدا — کسو دشمن کو مبتلا نہ کرے
رو میرے کو خدا قیامت تک — پشتِ پا سے تری جدا نہ کرے
ہے وہ مقتول کافر نعمت — اپنے قاتل کو جو دعا نہ کرے
ناصحو یہ بھی کچھ نصیحت ہے — کہ یقیں یار سے وفا نہ کرے

قیامت آپ پر اوس قد سے لا چکے ہم تو — کہاں تلک کوئی محشر کا انتظار کرے

نگہ چبھتی ہے دل میں تیرے ابرو کے پھڑکنے سے — وا گر نہ تیر لگتا ہے [پریشاں] جو کماں لرزے

اگر پاوے گلی تیری تو بلبل گلستاں بھولے — ترا نقش قدم دیکھے تو اپنا آشیاں بھولے

[نہ دی] فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلے — ہم آخر ہونگے دامنگیر [اس] چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پشت [پا] پہ متصل تیرے — گریباں پھاڑیے اسپر کہ [کیا] طالع تھے داماں کے
جو مجنوں آہوان دشت سے خوش تھ تو وہ جانے — یقیں ہم تو دوانے ہیں اسی شہری غزالاں کے

بہار آئی بجا دو [خند] لیو سا [زعشرت] کے — گئیں [حسرت] کی [دا] سے راتیں گئے دن معیشت کے

لہ کف و۔ و۔ لہ گنا دسہ دو نسخہ ،

ہمیں مار سیاہ زلف کے کاٹے سے کیا ہووے کہ [ہم] ایک عمر سے عادی ہیں غال لب کی نیوں کے

بتاں کی بادشا [ہی] کے سپہ [سا] لار عاشق ہیں بٹھائے بے ستوں میں کوہکن نے نقش شیریں کے

موا جاتا ہوں مت اتنا بھی کس کر بادہ بالوں کو ورق ۳۷۶
نمک ایک ڈھیلی تو کر دے جان زنجیر اس دوانے کی

یکرنگ

تخلص و وکس پیشہ اسم

یکرنگ (۱)

اول غلام مصطفےٰ خاں مرحوم وے از شعرائے قدیمی واز دوستان صمیمی واز تلامذۂ سخن سنج فیض گستر مرزا جان جان مظہر علیہما الرحمۃ والغفران است گویند کہ بسیار سیر مشق و خوش فکر و در عالم آشنائی وحید عصر و فرید دہر بود ایں سیزدہ شعر از ان آں مرحوم است ؎

زبانِ شکوہ ہے مہدی کا ہوئے[1] پاست کہ خوباں نے لگائی ہے مجھے ہات

یکرنگ پاس اور سخن کچھہ نہیں بساط رکھتا ہوں دو نہیں جو کہو تو نظر[2] کروں

فیہ شے لکن بازنی لسان الاقدمین ؎

لوں زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

یکرنگ نے تلاش کیا ہے بہت ولے مظہر سا اس جہاں میں کوئی میرزا نہیں

پارسائی اور جوانی کیوں کے ہو ایک جاگہ آگ پانی کیوں کے ہو

جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل دل بلبل شکستہ کرتا ہے

نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے دل سے صبر و قرار جاتا ہے

گر خبر لینی ہے تو لے صیاد ہاتھ سے یہ شکار جاتا ہے

---

[1] سیدانم ۱۰۰۰ [2] کذا در ہر دو نسخہ ۔ ہرات ؛ [3] کذا در ہر دو نسخہ [4] ۱۰۰۰ ویں یہ شعر نہیں،

جس کے صدول میں کچھ تاثیر ہے　　گرجواں ہے وہ تو میرا پیر ہے

لگے ہے خوب کانوں میں بتوں کے　　سخن یکرنگ کا گویا گہر ہے

نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے　　نہ مجکو وہ دماغ و دل رہا ہے

کیا جانیے کہ وصل تیرا ہو کے نصیب　　ہم تو ترے فراق میں اے یار مو گئے

اوسکو مت جانو بتاں اوروں کی طرح　　مصطفےٰ خاں آشنا یکرنگ ہے

یکرنگ (۲)

دوم

نہ گرپورے صاحب شعور در قصبۂ سہارنپور ہند و نژاد لیکن خیلے نیک نہاد ایں بیت اوراست

ے　سخت مشکل ہے لکھوں صاف تو ہوتے ہو خفا　　اور جاتے ہو سمجھ تک بھی جو ایہام لکھوں

یکدل

تخلص دلاور خاں مرحوم است ے برادر کوچک مصطفےٰ خاں یکرنگ و از شعرائے صاحب فرہنگ وصاحب دیوان و پاکیزہ بیان بود گوئند کہ در بدو حال ہمرنگ تخلص می نمود اما از بزرگے ثقہ بدریافت رسیدہ کہ تخلص ہیرنگ بود تحمل کہ بہر سہ تخلص متخلص شدہ باشد بہر کیف ایں چار بیت از زادہائے طبعش ایں عاصی بانواع المعاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ے

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا　　یہی توحید میں مصراع [سر دیوان ہے میرا

ایں مطلع سر دیباچۂ اشتہار تمام وارد ے

نہیں مطلب مجھے کچھ باغباں سے　　میں دیوانا ہوں گل کی رنگ و بو کا

لے ہے و ن

خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا ورق ۲۸۸ کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا

یار کا جب خیال آتا ہے ہوش میرا تمام جاتا ہے

یوسف

تخلص میر یوسف علی است سلمہ ربہ و دام بہجتہ وے جوانے است از دودمان شرافت و خاندان نجابت کہ دست بیعت بدست حق پرست آگاہ رموزات مصفی و معنی سید فتح علی خاں حسینی داوہ مدظلہ و سلمہ ربہ داز خدمت سراپا برکت جناب ہدایت انتساب حضرت ایشاں فیوضات دنیوی و اخروی می ربائد و وکسب سعادات کونینی می نمائد گاہ گاہ کہ شعر ریختہ از طبعش سری زند باصلاح برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشقی میرسد مدعمرہ و زاد قدرہ ایں ہفدہ شعر از گفتہائے آں والا نژاد مسکیں نہاد است ؎

باتیں پڑے بنائیے دیتا ہوں دل کوئی سمجھوں ہوں خوب آپ کے میں داؤ گھات کو

یہ تو ظالم تری شوخی نہ خوش آئی مجکو غیر کو لطف سے دشنام رکھائی مجکو
دل جلا جان جلی بلکہ کلیجہ دہکا گرمی عشق نے یہ آگ لگائی مجکو
صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی تو نے اے شوخ بھلی راہ دکھائی مجکو

نہ کچھ دل نے [بدی] کی اور نہ آنکھوں نے برائی کی میری قسمت ہی کھوٹی تھی کہ اوس سے آشنائی کی
تجھے کاہے کو دل دیتا ضرر مول کیوں لیتا اگر ہوتی خبر پہلے سے تیری بے وفائی کی
نہ آیا میری باتیں پر کبھو وہ مہ جبیں ہرگز عزیزو بارہا اپنی سی طالع آزمائی کی
نہ جا سکتے ہیں اوس تک ہم نہ قاصد پہنچ سکتا ہے صبا تو ہی خبر لے جا ہماری نارسائی کی
نہ کی بے درد کے دل میں ذرا تاثیر اے یوسف ہوا کیا آہ نے گر عرش اعظم تک رسائی کی

غلط نہیں ہے یہ کہنا کوئی اوسکو کہاں دیکھے
اگر چشم بصیرت ہو جہاں چاہے وہاں دیکھے

نہ دیکھے بگڑ کر پھر کبھو محراب کعبے کو
اگر [تو یک] نظر اے شیخ وہ ابرو کماں دیکھے

بنگ لالہ جو آٹھوں پہر جلتا ہو فرقت میں
وہ اے رشک چمن پھر خاک سیر گلستاں دیکھے

دبا جاتا ہے تو اوس پاس میرا جی دھڑکتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو تجکو رقیب بدگماں دیکھے

صبا یہ عرض کیجو جاکے اوس رشک زلیخا سے
ہے در پر تیرے یوسف اگر تیرا مکاں دیکھے

وہ سرو خوشخرام اوڑھے ہوئے مست خواب ہے
یا یہ شفق کے بیچ چھپا آفتاب ہے

یوسف اوسے خیال نہیں اور کچھ یہاں
سیماب وار دل کو غضب اضطراب ہے

یوں تو سبھی عاشق ہیں تیرے یوسف ثانی
یوسف سا پہ جانباز خریدار کہاں ہے

تکملہ

ورق ۳۸۰

در تذکرہ شعرا کہ نامہا یا احوال آں کماہی بدریافت نرسیدہ یا بعد تحریر ایں نامۂ عنبریں مشاہیر بر اسامی سامیہ ایں سخن طرازان یا بر برخے از احوال [خیریت] اشتمال ایشاں مطلع گردیدہ وازیں ہر دو فوائد۔ شاعر است کہ بترتیب حروف ہجا در یک سلک کشیدہ شد و مجموع اشعار شاں .... شعر است کہ منجملہ آنہا... وبامی واقع گردیدہ

آزاد

تخلص عزیزے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ ایں یک شعر ازان آں مغفور است ؎

سب صنعتیں جہاں کی آزاد ہم کو آئیں پر جسے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

بعضے از معاصران میر عبدالولی عزلت زبانی آں عالی مرتبت بدیں طور استماع ایں شعر نمودہ اند ؎

آئیں جہاں کی ساری آزاد صنعتیں پر ایسا ہنر نہ آیا جسے کہ یار ملتا

و در دیوان ولی بہ تضمین آں صاحب شان جلی مصرع ثانی چنیں دیدہ شد ؎

آزاد سوں سنا ہے یو مصرع مناسب "جسے وہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا"

آشنا

تخلص چار کس کہ دو کس ازاں مجہول الاحوال اند معلوم ایں کس است

آشنا (۱)

اول

کسے کہ ایں سہ شعر منسوب بوے است ؎

جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا درد دل سے خبر نہیں رکھتا

کس طرح دل میں جاکروں اوسکے　　تالہ میرا اثر نہیں رکھتا

آشنا کیا بنے گی آخر کو　　تجھے خانہ خراب کی صورت

دوم

آشنا (۲)

مہا سنگھ کھتری کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند ایں شعر از وے است ؎

تیری برگشتہ مژگاں جب سے میں دیکھیں ہیں اے ظالم　　وہی آن اب تلک جی میں میرے ہر دم کھٹکتی ہے

سیوم

آشنا (۳)

حکیم میر علی سہارنپوری وے از سادات آں قصبہ و ملکیان آنجا بود مدتے بمتصدیان سرکار دولتمدار نواب غفران مآب امیر الامرا نجیب الدولہ بہادر صحبت گرم داشتہ سلیقۂ عملداری بہم رسانیدہ حالی پرگنات می کرد و در طبابت ہم دستے داشت در سرکار نجف قلی خاں مرحوم بصیغہ طبابت در آخر ہا ملازم بود و سرانجام کام پرگنات ہم می نمود مردے بود خوش اختلاط بہ نیک ارتباطی ہمت می گماشت نظرے بر کتب نظم و نثر ہم داشت شعر فارسی و ریختہ بطور خود می گفت ایں چار شعر از واست ؎

ابتو شبنم کی طرح کیجے گذر آخر شب　　لیجئے گل سے ٹک ایک بوسۂ تر آخر شب

گل اگر ذرا دیکھے میرے چاک داماں کو　　تار تار کر ڈالے اپنے بھی گریباں کو

ورق ۲۷۹ موسم بہار آیا جوش ابر و باراں ہے　　آہ کچھ بھی آتی ہے شرم چشم گریاں کو

گرد باد کے مانند دم کا آشنا تھا دل　　اوڑ گیا خدا جانے کون سے بیاباں کو

چہارم

آشنا (۴)

مرزا جگن مرحوم پسر دویم قاضی رحمۃ اللہ سلمہ اللہ بسیار جوان صالح و نیک خو و خوش طبع و کشادہ رو بود گاہ گاہ فکر شعر می کرد ایں [دو شعر] ازان اوست ؎

---

۱ کذا در ہر دو نسخہ کار؟

نام خدا جوان ہو شوخی کو چھوڑ دو — مہدی لگا کے پنجے رہو تو لگی رہے
کر ذبح مجکو کہنے لگے آشنا ہے تو — گردن جدا تو کیا کروں ایک جو لگی رہے

آگاہ

تخلص عزیزے است فرخندہ فرجام نور خاں نام ایں مطلع ازو است ؎

مونہہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی
باتیں بنا بنا کے نہ کیجے نباہ کی

احمد

تخلص سہ کس کہ بدو کس ازاں اشارتے در حرف الالف رفتہ می شناسم

(احمد ۱) **اول** عزیزے از قدما کہ دیدہ شد چندے از اشعارش در دیریں سفینہا ایں سہ بیت او راست ؎

گر بیضۂ زاغے کسے در زیر سیمرغے نہد — از اصل خود ناماند بروں آخر گگیلا ہوئے پر
گر طفلکے بازیگرے خواندہ دعالم شود — اصلے کہ دارد کے رود آخر زنبور ہوئے پر
گر بچۂ شیرے کسے با شیر رود بہ پرورد — مروی کہ دارد کے رود آخر بگہیلا ہوئے پر

(احمد ۲) **دوم** شخصے از سکنہ دار السرور برہانپور شیریں کلام غلام احمد نام ایں دو شعر او ست ؎

شکر خدا نشاط جہاں میں ہے آشکار — غنچے دلوں کے کھل گئے گلشن میں ہے بہار
یہاں تک ہوا ہے جشن کہ شبنم چمن کے بیچ — گوہر کے ڈالتی ہے گلوں کے گلوں میں ہار

(احمد ۳) **سیوم** مرزا احمد بیگ برادر کلاں مرزا بلو بیگ[۲] شور اشعار متفرقہ دارد و خوش می گوید ایں چار شعر از و است ؎

نہ پہنچے جسکی وسعت کو کبھو دامن بیاباں کا — یہ اے دست جنوں وہ چاک ہے اپنے گریباں کا
خوشی سے پیرہن میں پھول کب پھولے سماوینگے — کیا جب قصد تو نے گلبدن سیر گلستاں کا
اس اپنی آفتابی ڈھال اور تیغ مہ نو پر — پھرے ہے سب سے کج ظالم فلک بھی ہے بڑا بانکا

---

[۱] چہ کے ۱۰۰۱۰۰۲ کذا۔ [۲] دیکھو شور جلد اول۔

میں اپنے کلبۂ احزاں میں بستر غم پر　　پڑا تھا جوں گل صد برگ با دل صد چاک

احسن

شاعرے است از جنوبیاں کہ محمد مولیٰ نام دارد و بر تشبیہ و کنایہ بیشتر ہمت می گمارد ایں دو شعر او راست ؎

کیوں عید نہ ہو ہر مہ اس ظلم کے مارے پر　　نکلے ہے ہلال اوس کے ابرو کے اشارے پر
دو عکس نظر آویں پانی میں مہ و خور سے　　تو شب کو جو آجاوے دریا کے کنارے پر

احسان

تخلص عزیزے است از دودمان حری الاحترام میر فہیم علی نام کہ [در] خجستہ بنیاد حیدرآباد سکونت دارد و خلق آنجا و برا از زمرہ سخن طرازاں می انگارد ایں مطلع اوست ؎

حاسدوں کی عقل نافرجام حیراں ہوگئی　　عید بھی آکر ترے در پر سے قرباں ہوگئی

اخگر

تخلص لالہ ٹیک چند دیوان مرزا خورم[1] صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاندار شاہ مرحوم است ایں چار شعر او راست ؎

کون کہتا ہے کہ ہم نے مے پرستی چھوڑ دی　　رات دن پیتے ہیں مے پر مے پرستی[2] چھوڑ دی
ہوگیا دریائے عصیاں ہم کو نکر مغفرت　　آنکھ جب اشک ندامت میں برستی چھوڑ دی
دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار　　ایسی شے نایاب ہے ہے مفت سستی چھوڑ دی
کیوں کیا اخگر نے یار و ترک لذات جہاں　　کس کی خاطر اوسنے یوں خاطر پرستی چھوڑ دی

---

[1] مرحوم ۱۰۱۰ھ　[2] کذا در ہر دو نسخہ و تذکرۂ کریم الدین صفحہ ۱۸۶

اسد

ورق ۴۸ تخلص رائے کیرت سنگھ کھتری شعرش خالی از کیفیت نیست ایں دو شعر از و است ؎

ہر مشت پر کے آنے سے شعلے کا گل کھلا　　پروانہ بلبلوں کو جو آیا بہار کا

چشم کو حال سے عاشق کے یہ بیہوشی ہے　　دل جو حیراں ہے تو یہاں سرمہ خاموشی ہے

اشرف

تخلص عزیزے است نیکو از سکنۂ بلدۂ لکھنؤ شیریں کلام محمد اشرف نام ایں مطلع او است ؎

آ بیٹھو تو ٹک باتیں کریں تم سے میاں ہم　　پھر دیکھیئے ایکدم میں کہاں تم ہو کہاں ہم

اطہر

بطار مہذب تخلص شریف زادہ ایست صاحب بصارۃ از اہل بیت طہارۃ سعادۃ آغاز فرخندہ فرجام میر غلام علی نام ایں شعر گفتۂ وے است ؎

نہیں یہ مردمک چشم ساتھ آنسو کے　　نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھوں میں

امید

تخلص شاعرے است از شعرائے نجستہ بنیاد حیدرآباد ایں بیت از گفتہائش گرمین رسیدہ بسلک تحریر کشیدہ ؎

کیا جواہر خانہ الفت میں آب و رنگ ہے　　معدن کونین جسکے آگے کم از سنگ ہے

امین

تخلص خواجہ امین الدین مرشد آبادی است وے در شعرائے آنجا خوشگو معلوم می شود ایں مطلع او

راست ؎

عمر کٹنے تو کٹی پر کیا ہی خواری میں کٹی　　دن کٹا فریاد میں اور رات زاری میں کٹی

امیر

تخلص میر علی است وے سید زادہ ایست خوبی التیام شیریں کلام مولدش شاہجہان آباد صانہا اللہ عن الشر والفساد گردش دور دوار دریں ایام نافرجام ویرا بدیار دکن افگندہ ایں نہ شعر ازاں وے است ؎

عجب کیا ہے جو تربت میری ایک مخزن ہو پیکاں کا　　کہ دل پر ہے جراحت اب تلک اوس تیر مژگاں کا
یہ برج دل میں ہے زحل یا اب دیکھیو کوئی　　نظر آتا ہے خال اوس ماہ رخشاں کے زنخداں کا
جلا دیویں قفس اور دام آتشبار آہوں سے　　اگر یکدم ہمیں صیاد دیوے حکم افغاں کا
عجب ایک حسرت آتی ہے مجھے جب رقص میں اوسکا　　کبھو جو یاد آتا ہے اوٹھا لینا وہ داماں کا
امیر اوس خط نورستہ کے گشتے کا نشاں یہ ہے　　کہ ہوگا اوسکی تربت پر درخت ایک سبز پیماں کا

بجھائیں کون سی تدبیر سے ہم اے ساقی　　لگی ہے خرمن دل میں شراب سے آتش

نامہ بر سوز جگر میں جو رقم کرتا تھا　　ہوگیا سوختہ کاغذ وہیں تحریر کے ساتھ

درد ہوتا ہے یہاں اب بھی جو گلہ ہے گلہ　　دل کے پھوڑے میں کوئی چور مگر باقی ہے
جب وہ دل لے کے چلے میں نے کہا آؤ گے پھر　　ہنس کے یوں کہنے لگے جان و جگر باقی ہے

انوار

تخلص کے است کہ ایں مطلع وے بمن رسیدہ وبس ؎

کس تجمل سے چمن میں آج آئی ہے بہار　　مژدۂ عیش و طرب گلشن میں لائی ہے بہار

ببر

تخلص سخن سنجے است نیکخو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں مطلع وے علیہ الرحمۃ کہ از سفینہہاے دیریں بدست افتادہ بزبان قلم درداده ؎ ورق ۸۱

لم یدمولی توہی بے شک ہے خاص وعام کا　　سب ترے محتاج ہیں کیا اولیا کیا انبیا

برق

تخلص لالہ بھگوان دت لکھنوی است لطف طبعش ازیں شعر کہ مرقوم قلم حقائق رقم گشتہ معلوم می شود ؎

نتھ کے حلقے میں تمہاری یہ لٹکتا ہے بلاق　　خون مرلپینے کو یا آپ نے مچھر پالا

بیجان

تخلص عزیزے است افغان مسمّٰی بہ عزیز خان ایں سہ بیت او راست ؎

ایسے نادان نہیں ہم تم کو نہ پہچانتے گے　　ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو آواز بدل

بیچ دیتا ہے مجھے کہہ کے برادر یہ رقیب　　اوسے دستار زلے خانہ بر انداز بدل

نہ ہوے مشک ہوا ایسی نہ ہوے عنبر تر　　جو لپٹیں آتی ہیں گلرو ترے پسینے سے

بینوا

تخلص نوجوانے است کہ در عین عنفوان شباب ترک تعلقات دنیوی گزیدہ آزاد گشتہ و دست بیعت بدست حق پرست قدوۂ علماے حقیقت آگہیں مولوی رفیع الدین دام برکاتہم داده بے فوایانہ ایام بسر می برد اما نماز گزار و متشرع واقع شدہ گرد منہیات و مسکرات نمی گردد بہ مقبول شاہ اشتہار دارد حق مرشد [خوانی]

لہ کذا در ہر دو نسخہ ،　　لہ ، خانی ، در نسخۂ اصل ،

ہم بہم رسانیدہ از حافظ محمد حفیظ حفیظ تخلص کہ دریں زمانہ تبہ حالی یادگار میر عبد اللہ مرحوم است مشق می نماید و فوائد قواعد شعریہ از برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمو میر باند ایں چار شعر از ان دے است سلمہ ربہ ؎

پڑے دست جنوں کے ہاتھ ہم جس دن سے اے ہمدم
گریباں ٹکڑے ٹکڑے دھجیاں دامان رکھتے ہیں

یہ رتبا میں نے پایا عشق میں اوس شاہ خوباں کے
بندی سر پہ ہے سیلی اور فقیری شان رکھتے ہیں

کہیں اوس زلف کی لٹ کھل گئی ہے
چلی آتی ہے بو مشک ختن کی

شہید تیغ ابروے بتاں ہوں
مجھے حاجت نہیں غسل و کفن کی

بیتاب

تخلص سہ کس است کہ نرسیدہ ازاں نام دو کس یابیں کس دبراہم سیوم کس ظفر یافتہ دبس

بیتاب (۱) **اول** بزرگے ایہام گو از معاصران شاہ مبارک آبروایں سہ بیت ازوے است ؎

ابرو اوس کے ہلال کے مانند
خال اوس کا بلاں کے مانند

کہیں نہ ہم سے ہو وہ سجن باغی
قد ہو جس کا نہال کے مانند

گلرخوں کی گلی میں اے بیتاب
خاک پاہے گلال کے مانند

بیتاب (۲) **دوم** شخصے از قلادۂ قیام الدین علی قائم ایں شعر ویراست ؎

بیتاب بھی کیا جواں تھا اے ولے
ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب (۳) **سیوم** ہندوے مسمی باسلام سیوک رام نام ایں دو شعر او گفتہ ؎

نہ ہے باغ جہاں میں کبھو آرام سے ہم
پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم

ورق ۳۱۲ اپنے مذہب میں ہے ایک شرط طریق اخلاص
کچھ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے ہم

تاثیر

تخلص میر صادق علی حیدر آبادی است ایں شعر کہ در توصیف شمشیر کسے است ازوے است ؎

اعدا کی صف پہ جب چلے وہ تیغ آب دار ہوں ایک کے [تو] دو ہیں لہو دو کے دو ہیں چار

تمنا

تخلص میر اسد علی جنوبی است و ایں مطلع از قصیدہ گفتہ او ؎

کرتا ہے کار بستہ سے نت چرخ واگرہ
ناخن ہلال یاس ہے انجم ہے تاگرہ

تھانیسری

تخلص شاہ امام بخش تھانیسری است وے درویشے است نیک نہاد سعادت بنیاد از سلسلہ علیہ قادریہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ نسبت ارادۃ بہ یکے از اولاد امجاد حضرت قمیش قادری قدس سرہ دارد و اوقات شبانہ روزی خود درویشانہ بسری آرد گاہ گاہ بطور خود شعر موحدانہ از طبع [وشی] تراود ایں [چہار] شعر از وے است ؎

اس جہاں میں اوس و ساماں میں کون ہے — ہر نہاں میں ہر عیاں میں کون ہے
ہے جو کھلا تا تجلی دمبدم — ہر جمال و ہر بساں میں کون ہے
تو کہے میں گفتگو سے پاک ہوں — پس یہ گویا ہر زباں میں کون ہے
لوگ کہتے ہیں خدا ہے لامکاں — پھر زمین و آسماں میں کون ہے

جعفری

تخلص مردے است از ممالک شرقیہ کہ ایں قطعہ دو بیتی در تاریخ بلدہ سرور نگر از و است ؎

بنی ہے تازہ یہ آبادی سرور فزا — بجاہ و دولت و اقبال و شان و شوکت و فر
کہی ہے میں نے بھی یہ جعفری عجب تاریخ — رہے ہمیشہ یہ آبادی سرور نگر

لہ شبانہ ۱۰۱۰

جلال

تخلص عزیزے است از سکنۂ خیر بنیاد فیض آباد کہ ایں شش شعر اوراست ؎

قدر عاشق کی وہ کیا جانے کہ آپ ہی شب و روز
عشق رکھتا ہو جو شخص اپنی خود آرائی کا

دل دیا مفت اب اوس آئنہ رو کو افسوس
میں تو حیراں ہوں جلالؔ اس تیری دانائی کا

اب تلک بازار میں بیٹھے ہیں جس کی دید کو
کیوں نہ آیا آہ کیا سوجھی یہ اوس بے دید کو

کیا ہوا قہر جو کل جانب ابرو دیکھا
اتنی تم بات پہ بس کھینچنے تلوار لگے

ایک عالم ہو خریدار نہ کیوں سوجی سے
بیٹھتے جب کہ وہ یوسف سر بازار لگے

جوشش

تخلص [دوکس] می شناسم

جوشش (۱) **اول** شخصے سعادت التیام محمد روشن نام ایں روشن مطلع ویراست ؎

دل میں ہے اب قرب میں آئینہ ساں پیدا کروں
وہ مجھے دیکھا کرے اور اوسکو میں دیکھا کروں

جوشش (۲) **دوم** محمد عابد عظیم آبادی کہ ایں دو شعروے بمن رسیدہ و از لطف طبعش محبت طویت خیلے خوشدل و محظوظ گردیدہ ؎

جوں آئنہ یہ ستم رسیدہ
رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمہارے در پہ جو دھاں نے آستیں پکڑی
برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

جوہر

تخلص مرزا احمد علی نامی قزلباش است کہ ازیں مطلع گرم و پرسوزش جوہر قابلیت وے مستنبط

علہ فیہ شی (منہ)

می شود ؎

آتش دہ چمن ہو یا برق آشیاں ہو　　اے مرغ نالہ کچھ ہو یکمشت پر فشاں ہو

جہانگیر

تخلص میر جہانگیر لکھنوی است وے مردے است کہ بہر دو زبان سخن میگوئد و رخش ہمت بمیدان فارس و ہندی پوئد از بزرگ زادہاے بلدہ موسوم و از شریف زادہاے آں مرز بوم است اکثر بعمدگی ایام بسر فرمودہ[1] حالا در دوار و یرا سخت تنگ نمودہ خداش فلاح نصیب کند ایں غزل پنج بیتی خود بمن نوشتہ دادہ او راست ؎

وہ کافر میرا درد کیا جانتا ہے　　جو گذرے ہے مجھپر خدا جانتا ہے
غم و درد ہجراں سے واقف نہیں ہے　　یہ ناصح فقط مغز کھا جانتا ہے
یہانتک ہے او سپر دل زار مفتوں　　جو گالی بھی دے تو دعا جانتا ہے
محبت جسے کہتے ہیں ہے وہ مشکل　　سو وہ ایسی باتوں کو کیا جانتا ہے[2]
ہساتا ہے ہر یک کو وہ شوخ ظالم　　جہانگیر کو ہی رولا جانتا ہے

حامد باری

عزیزے بود از قدما بزبانے کہ داشت سخن سرا حسب رواج آں وقت نکتہ پیرائی می فرمود ایں ہفت بیت [آں] ایں احقر تحریر نمود منہ عفی اللہ عنہ ؎

عزم سفر چوں کردی ساجن نینو نید نہ آوے جی　　قدر وصالت نادانستم تم بن برہ ستاوے جی
موسم و وقت بہار رسیدہ گل خندیدہ جاے بجا　　تم بن یہ گلزار و گلستاں مجھہ نہیں سلجن بھاوے جی　　ورق ۳۸۴

---

[1] نمودہ ا. ا.　　[2] ا. ا. میں یہ شعر نہیں،

جانم برلب آمد جاناں ابتو کجھ دکھلاو وجی
دیدم روے بسے درجہنا میا کرو ٹک آوو جی

قوس دوابرو تیراز دیدہ در جگرم ناگاہ رسیدہ
کشتۂ خود را باز ندیدہ ایسی ماں نہ لاؤ جی

چشم د[و] قاتل برد قرارم غمزہ مستے تاب ندارم
زلف تو گوئد ہردم مارم جب لنگن ڈنکاؤ جی

من زفراقت جوگی بھیا کانوں مندرا لنگن کیا
گشت کنم ہردیس بدیسا سیامی پہچاپاؤ جی

صبر بکن تا چند بنالی اے دل خستہ حامد باری
حمد بگو یا حضرت باری تو مجہہ آن ملاؤ جی

حمائت

تخلص عزیزے نیک نہاد در بلدۂ حیدر آباد کہ علم شاعری دراں نواح برافراشتہ وہمت خود بیشتر بقصیدہ گوئی برگماشتہ ایں دو بیت از یک قصیدہ اش کہ بمن رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

آج کے دن جو کھلا باغ مسرۃ کا در
دیکھتا کیا ہوں کہ ہے جشن چمن میں یکسر

اوسطرف نعرہ کناں سرو پہ قمری ہے وہاں
اسطرف بلبل شیدا ہے تصدق گل پر

حیدر

تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی است کہ ایں مطلع او راست ؎

ہے کدھر کو تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ تیرا عالم

حیرۃ

تخلص میر مراد علی مراد آبادی است کہ ایں دو شعر ترا از گفتہاے اوست ؎

نظر آیا یہ جہاں نقش بر آب آخر کار
تاج سر پر سے گرا مثل حباب آخر کار

سادہ رویوں کی دلا مہر محبت پہ نہ بھول
مونہہ پہ دیوینگے تجھے صاف جواب آخر کار

---

[۱] 'با' ۱۰؛

خاص

تخلص عزیزے است از ممالک جنوبیہ کہ ایں دو بیت دعائیہ از قصیدۂ مدح ناظم آں دیار بمن رسیدہ و در رشتۂ تحریر کشیدہ ؎

تا رکھے قطعہ گلشن کو جہاں کے مشموم — خاص اس تازہ مضامین کے چمن پھولوں کا
سرو زیبندۂ گلزار دکن آصف جاہ — شمع تابندہ ایوان رواق کسریٰ

خیال

غیر از غلام حسین خاں سلمہ الرحمٰن تخلص کائت زادہ ایست خوبی القیام جیسکہ راج نام کہ شعر فارسی ہم موزوں میکند و خیال طلب علوم عربیہ در سر دارد و بالفعل کتاب مستطاب فوائد ضیائیہ المشہور بہ شرح ملا کہ از نفائس فوائد نفس نفیس ملائے نامی مولانا عبد الرحمٰن جامی است قدس سرہ میخواند بہر حال ایں چار بیت از و است ؎

تو جو رستم کر نہ سکھائے سے کسی کے — کچھہ پھل نہیں پانے کا ستائے سے کسی کے
حسرت ہی رہی جی میں میرے آہ پس از مرگ — بالیں پہ دم نزع نہ آئے سے کسی کے
اے یاسمن اوسے نہ مقابل ہو کہ جس کا — میلا ہو بدن ہاتھہ لگائے سے کسی کے
پھر داغ جگر ہو گئے [غیروں کے] بھی تازہ — تربت پہ میری پھول چڑھائے سے کسی کے

ورق ۳۸۴

دارا

تخلص در ثمین دریائے سلطنت و ظل اللہی گوہر آبدار معدن خلافت و شہنشاہی فرزند دلبند قرۃ العین مہین پور بادشاہ جمجاہ نبیرہ شاہزادۂ ولیعہد مرزا اکبر شاہ وارث تاج و تخت مرزا دارا بخت است طال اللہ عمرہ و زاد قدرہ طبیعت صافی طویت آں نہال بوستان شہریاری گل سرسبد گلستان تاجداری مناسبت کلی بدیں فن شریف دارد و شعر تر و خوب از زبان گوہر فشان ایشاں می تراود ایں پنج بیت از ریختہائے طبع

دربار آں والا نژاد است ؎

کیوں کے بیزار نہ اس عاشق غمخوار سے ہو — ابتو ملنے لگے تم اور بھی دو چار سے ہو
استراحت کدے سایۂ طوبیٰ میں بھی وہ — جسکو آرام ترے سایۂ دیوار سے ہو
گو گمو ہے دہن یار کا عقدہ یارو — کیونکہ ظاہر یہ بھلا اب لب اظہار سے ہو
کسنے دل لے لیا بھولے سے تمہارا دلدار — آج بیٹھے ہوئے خاموش جو تا چار سے ہو

دل

تخلص دو کس می شناسم

دل (۱) **اوّل** غلام مصطفےٰ خاں فرزند دلبند غلام محی الدین خاں [بیوتات[1]] است د[ے] جوانے بود قابل و قابل دوست بسیار متعیشانہ اوقات بسر می برد [و] خوش زندگی می کرد ایں سہ شعر از گفتہائے اوست ؎

سرمہ تیری آنکھوں کا ہوا بسکہ گلوگیر — محشر میں تری کیا[2] کوئی فریاد کرے گا

سما گھٹا کا خدا تیرے بن نہ دکھلاوے — برا لگے ہے یہ ابر سیاہ آنکھوں میں

کیا کیا سے گذر گئے آنکھوں کے دیکھتے — گویا کہ خواب بھی وہ خیالوں میں اب نہیں

دل (۲) **دوم** شخصے جدید الہدایۃ صاحب درائنہ از قوم کھتریاں کہ خود را بزور آور خاں موسوم ساختہ افغان می گوید ایں دو بیت او راست ؎

رات کی نیند گئی دن کا سب آرام گیا — زلف خوباں میں بھلا تو دل بدنام گیا
یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

---

[1] 'نیوتات'، نسخۂ اصل، [2] کوئی کیا تری،

ذوق

تخلص نومشقے است از شاگردان محمد نصیر الدین نصیر کہ گاہ گاہ در جلس شعرا حاضر می شود و غزل طرحی ہم سرانجام می دہد ایں دو بیت منسوب بدو ست ؎

مت دے سے اوٹھا بہر خدا اپنے تو اے بت　　بیٹھ مجھے اب رہنے دے دربان سمجھ کر

ٹک دیکھ ابتو چشم حقیقت سے اسکو ذوق　　ہر طرف جلوہ گر ہے اوسی کا ظہور حسن[1]

رجا

تخلص کسے است کہ ایں دو شعر او راست ؎

چنچل نچلا رہتا ہی نہیں اچپل انکھیلی بغل میں بھی　　ورق ۳۸۵

ہر بار جھجک چھاتی سے لگے بوسے پہ اٹک پھر ویسی ہی

کوا جو چلے گا ہنس کی چال د[ہ اپنی] چال بھی بھولے گا

اب دیکھیں رجا کوئی کہوے تو ہر بیت کمل ایسی ہی

رحمان

تخلص سخن گوے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ [ولی] گفتارش بروپہ آنوقت است مبالات غلطی حرکات و اندیشہ تنگی الفاظ ایں صاحبان را اصلا نیست بہر کیف ایں چار بیت از گفتہاے ایں بزرگ منجملہ اشعار کہ در سفینہاے قدیمی یافت در اینجا نگاشت منہ عفی اللہ عنہ ؎

نازک لطافت نازمیں نازک میرا دلدار ہے　　نازک وہاں نازک زباں نازک عجب گفتار ہے

نازک ہے رو نازک ہے مو نازک ہے بینی اور گلو　　نازک بھوں نازک مژہ نازک عجائب یار ہے

---

[1] یہاں نسخۂ اصل میں نشان دے کہ' ذوق و شوق ہاست یا "تے سبب" حاشیہ پر مرقوم ہے جو اس میں درج نہیں ۔ آخری لفظ "سبب" بھی پڑھا جا سکتا ہے اور 'ہاست' بھی ہو سکتا ہے '

نازک مزاج سیمتن نازک ہے سینا جوں سمن — گل سے نرم نازک شکن نازک گلے کا ہار ہے
نازک چیا ہے کا دہن رحمان کرنا اک نظر — از بسکہ نازک گل ہے وہ نازک نظر کا ر ہے

رحیم

از معاصران سنان و ہمزبانان وے و مرد درویش نہاد است ایں ہشت شعر او راست کہ ایں عاصی پر معاصی را بابدل و جان خوش می آمد ؎

رتی بھر رات نہیں سینا : بھلو چین دن اتنا — سکھی بھولی پھری بپتا بتھا میری سنا دے کو

اری نادان تیں اپنے سجن کو کیوں رُٹھایا ہے — روٹھا کر پیو کو جگ میں کنہو نے ذوق پایا ہے
کیا کر پیو کی خدمت خوشی ہو ہو بھلی بدہ سوں — نفع اس بیچ ہے [تیرا] تجھے میں کہہ سنایا ہے
بہت پچھتاے گی میری نصیحت مان کہتی ہوں — سکھی کر راتدن سوہی پیارے کو جو بھایا ہے
تری سوں ہوے گا تجھہ مہرباں اور پھر نہ روٹھیگا — روٹھنے کو منانے بن تجھے کیسے سہایا ہے
[سنا] تو دیکھ تو او سکو رہیگا کب تئیں روٹھا — تو کرلے جو کچھہ اونے حکم تجھہ اوپر چلایا ہے
کہا کر بول اپنے سجن کو لاؤ چھاتی سے ؟ — جیون کا پھل یہی جگ میں بڑے لوگاں بتایا ہے
کہا کچھ نا سمجھ اچھوں سیاپ ہے سجن سوں مل — رحیم اپنا کرم کرلے سو پہلے تجھ بتایا ہے

رسوا

مے شاعرے است از شعراے قدیم صاحب طبع قویم از پیران کہن سال بہ تحقیق پیوستہ کہ وے فیراز آفتاب راے جدید الہدایت است کہ در ایام دولت نواب غفران مآب امیر الامرا [نجیب] الدولہ بہادر [رح] رضی اللہ عنہ درگذشتہ بہر حال ایں رسواے قدیمی خوش میگوید و ایں سہ بیت از گفتہاے اوست ؎

کفن میرے پہ یارو یہ لکھانا — کسو سے کوئی دل کو مت لگانا

ایسے ظالم سے محبت کی ہے میں کیا پاؤں گا — یوں نظر آتا ہے مجکو رو ہی رو مر جاؤں گا

اشک رہتے ہیں بھرے دیدۂ گریان کے بیچ — آنکھ لاگی ہے مگر چاہ زنخدان کے بیچ

رسا

تخلص مرزا بلخی خلف [الصدق] مر[زا عیدو] است وے (از) سلاطین تیموریہ و مطمورہ نشین نومحل است ایں دو شعر منسوب بدو است ؎

مثل سیماب ہوگیا اوس بن — اس دل بے قرار کا عالم

[ہم بھی ہیں رسا وقت کے یہاں اپنے] سلیماں — ہے قید میں ہر ایک پری زاد ہماری

رضا

تخلص دو کس میدانم

(رضا ۱) **اول** رضائے [دکنی] ایں دو بیت از قصیدۂ وے است کہ در مدح کسے گفتہ ؎

ق ۳۸۶ — ہیں کہاں ایسے بے عدیل و نظیر — رائے جن کی موافق تقدیر
سیکھ جاوے یہاں ارسطو بھی — علم و حکمت فراست و تدبیر

(رضا ۲) **دوم** [مولوی عبد الرضا تھانیسری وے از مریدان شاہ امام بخش تھانیسری و مرد دانشمند است ایں سہ بیت از واست ؎]

آدمی بلبلا ہے پانی کا — کیا بھروسا ہے زندگانی کا
کبھو ہنسا کبھو دکھانا آنکھ — یہی شیوہ ہے دلستانی کا
ابتو تھانیسری رضا کو شاہ — دیجئے حکم کامرانی کا

روشن

تخلص شخصے است کہ ایں شعر گفتۂ اوست ؎

جی میں یہ تھا کہ جان کیجے نثار — ایکدم بھی وہ بے وفا نہ رہا

زمان

تخلص کسے است کہ ایں دو شعر از گفتۂ اوست در مدح خدا بندہ خان افغان مدار المہام سرکار ذوالتمدار نواب غفران ایاب احمد خان بنگش گفتہ ؎

باشان و با شکوہ وہ عالی مقام ہے — جس شخص کا خدا کی خدائی میں نام ہے
لاکھوں ہی اوسکے سایہ میں پاتے ہیں تربیت — تابع ہیں اوس کے سب وہ مدار المہام ہے

سبحان

تخلص مردے است سخنگو از شاگردان شاہ مبارک آبرو ایں بیت او راست ؎

جان و دل سب قبول ہے جانا
پر گلی میں تیری مجھے جانا

سپاہی

تخلص مرزا [یزدے] ست شجاعت النیام شاہ قلیخاں نام ایں مطلع او راست ؎

ملنا تمہارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچہہ کہے
کس کس کا مونہہ موندوں میاں کوئی کچھہ کہے کوئی کچھہ کہے

سخن

تخلص صاحب سخنے است از دیار جنوبیہ کہ ایں ہفت بیت از قصیدہ گفتہ اوست ؎

جلوۂ حسن شقایق کی کہوں کیا میں مثل — آتش طور بھڑکتی ہے بہر دشت و جبل
رنگ ہے رنگ چمن پر کہ تماشے کے لیئے — شاہد نکہت گل آئے ہے پردے سے نکل
فیض واشد ہے اس ایام تسلم ایسا کچھ — خود بخود ہووے ہے حل عقدۂ مالا ینحل
اسقدر سبز ہے صحرا بھی کہ اب گلشن سے — سرو اک پانوسے ہے سیر کا مشتاق کہ چل

دیکھ کر خوبی شاخ گل شبوے چمن — کیا عجب ہے پڑے فوارہ گر ایکبار اچھل
اسلیئے تیغ دو دم کھینچے ہے نت صبح بہار — تا خزاں کا چمن دہر سے مٹ جائے خلل
شاہد رنگ گل آغوش میں شائد آجائے — اسلیئے قوس قزح کھولے ہی رہتی ہے بغل

سرور

تخلص سیدزادہ اہلبیت سعادہ انتیام میر فیض علی نام وے از اولاد امجاد سید ابراہیم برادر سید شمس الدین است قدس سرہ کہ مزار فائض الانوار ایشاں در قصبہ اجڑاوہ کہ بدو مرحلہ از حضرت دہلی است واقع شدہ یزار دہ متبرک بہ دایں بزرگ از سادات کبراویہ است وطریقہ علیہ اشں ستاریہ کرامات و خوارق عادات وے دراں نواح شیوع شایع دارد و در سالے یکبار بایام رحلت آں بزرگوار اعنی در ماہ ذیقعدہ از ہفدہم گرفتہ تا بیستم مردم از اطراف و اکناف فراہم آمدہ داد نیک اعتقادی میدہند حاصل کہ ایں میر فیض علی جوانے
است سعادۃ نشاں نیک بنیان نہایت بعزت آراستہ و بغایت بمسکنت پیراستہ صالح پاکیزہ دین خوش ورق ۳۸۷
عقیدہ سعادۃ آگین شوق تحصیل علوم عقلیہ بمرتبہ اعلیٰ دارد و اشتیاق حصول فنون نقلیہ بدرجہ قصوی محض بنا بر کسب ایں سعادۃ عظمی از وطن مالوف ہجرۃ گزیدہ بکلبہ ایں خاکپاے طلاب جہان بحضرۃ دہلی سکونت ورزیدہ دامن برزدہ بسعی ہرچہ تمامتر ازیں بے بضاعتہ استفادہ می نماید و گاہ گاہ بنا بر تفنن ہمت بریختہ گوئی گماشتہ اشعار ریختہ طبع خود از نظر تربیت اثر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق ملال عمرہ میرساند او بجانہ جل شانہ بمراد دلی رسانیدہ بعمر طبعی رساند ایں غزل پنج بیتی از گفتہاے وے مدعمر ایں عاصی بانواع المعاصی می نگارد و منہ سلمہ ربہ ؎

نہ قصد کعبہ ہمکو نے سر بتخانہ رکھتے ہیں — تصور دل میں تیرا اتدن جانانہ رکھتے ہیں
صدف ہم کس لئے منت کش باراں نیساں ہوں — کہ چشم تر سے ہر آنسو دریکدانہ رکھتے ہیں
خوشی رہوے کہاں یارو بھلا انصاف تو کیجے — یہ دل ہے ایک جسمیں ہم غم جانانہ [غانہ] رکھتے ہیں
نہیں کچھ کام اے ہمدم ہمیں اب شیخ و زاہد سے — کہ ہم پیر طریق اپنا مغ میخانہ رکھتے ہیں
سرور اب اندوں ہرآشنا بیگانہ وش مجکو — خفا آزردہ رنجیدہ خوشی بیگانہ رکھتے ہیں

سلمان

تخلص شخصے است کہ ایں مطلع اوراست ؎

تجھے ظالم سے ملا دیکھیے طرّاری دل
کچھ بھی دھڑکا نہ کیا ہیں بے جگرداری دل

شوق

تخلص شخصے است از تلامذہ سراج سخن سنجان فصاحت آما مرزا رفیع سودا ایں دو بیت از و است

؎ مرشک چشم سے دل ہے کباب در تہ آب ہوا ہے چشم کا خانہ خراب در تہ آب

شوق گو فتن ہیں ہولے دو عالم ہے ولے شکر صد شکر ترے پیچھے تو بدنام نہیں

شہید

تخلص نکتہ سنجے است خوشگو از معاصران شاہ مبارک آبرو ایں دو بیت او کہ بایں احقر رسیدہ برشتہ تحریر کشیدہ ؎

گئے برباد پہنے تالو فریاد یا قسمت بہار آخر ہوئی تب ہم ہوے آزاد یا قسمت
شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت میں جی دینا ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہدا

نیز تخلص سخن گوے ایام سالف است وایں مطلع از زادہاے طبع او رحمہ اللہ تعالے ؎

رہے ہے کوہ میں فرہاد قیس بن میں رہے فلک یہ شہدا بتا کس جلاوطن میں رہے

فیہ شیئان جازا عند القدماء تامل

شہرۃ

تخلص دو کس بمن رسیدہ

شہرۃ (۱) **اول** شخصے است در بلدۂ لکھنؤ صاحب عبرۃ شاگرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں قطعہ دو بیتی او راست ؎

دو دن کی ہے یہ بات کہ پھرتے تھے جسکے ساتھ — اب قبر پر ہماری جوانوں کا گذر ہے
آکر میں یوں وہ کہتے ہیں اب پڑھ کے فاتحہ — شہرۃ تھا نام جسکا یہ اوسکی مزار ہے

شہرۃ (۲) **دوم** عزیزے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اوست ؎

ہے کجروی پہ ہمیشہ یہ چرخ ناہموار — کروں میں اوسکی جفاؤں کا تا کجا اظہار
ہر ایک نگاہ میں بدلے ہے سو طرح کے رنگ — بشکل بوقلموں مثل شیشۂ رنگار

صبا

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بہ میر ضیاء الدین ضیا دارد و ایں ہیچمدان سراپا نقصان پنج بیت وے در اینجا می نگارد ؎

ورق ۲۸۸ جمع کر کر دو سارے تو نے پیدا دل کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر تو نے کیا حاصل کیا

نکر محروم بوسے سے ہمیں قاتل کہ مرتے ہیں — جو مانگے سو اوسے لیتے ہیں جسکو قتل کرتے ہیں

یہ ماتم کس دوانے کا [ہے] یارب آج صحرا میں — کہ سیلیں رو [تی] پھرتی ہیں بگولے خاک اوڑاتے ہیں

بھول کر بھی کبھو نہ یاد کیا — ہم ترے جی سے ایسے بھول گئے

کیا جور کیا تعدی جو کچھ کرو بجا ہے — بدلا ہے دل دیے کا اس کی یہی سزا ہے

صبر

تخلص نونہال گلستان سعادۃ و اقبال گل نودمیدۂ گلشن عزت و جلال برگزیدۂ حضرت ذوالمنن المسمی بہ مرزا غلام حسن است مدعمرہ و زاد قدرہ وے نوجوانے است سعادۃ آگین سراپا عز و تمکین، خوشخو شیریں مقال شگفتہ رو پسندیدہ خصال بغائت مہذب نہائت مودب یکسر محبت سراپا مودۃ سربسر حیا مو بمو وفا اباً عن جد در فن طبابت علم آباؤ اجداد کش ایں علم و فضل یک قلم نیاگانش بہ تقرب سلاطین کامگار زندگانی بسر فرمودہ بزرگانش بہ مصاحبت امرائے عالی مقدار روزگار حیات مستعار سپری نمودہ باجداد امجدش آغا عسکری علیہ رحمۃ الباری احمد ابدالی باوان[1] جباری سرحساب درخور داشت نواب مستطاب معلی القاب غفران مآب امیر الامرا ضابطہ خان بہادر باوان[1] طمطراق امارۃ ہرچہ تمامتر بعزۃ پدر والا قدرش مرزا بوعلیخان سلمہ الرحمٰن ہمت می گماشت و ایں نوجوان استعادۃ توامان در کسب علوم رسمیہ جد و جہد بسیار بکار می برد و شعرش باصلاح سراپا صلاح برخوردار سعادۃ دثار میر عزت اللہ عشق طال عمرہ و زاد قدرہ میرسد بہرکیف ایں پنج[2] بیت از زادہائے طبع ایں خوبی بنیان سعادۃ قران است ؎

ربط و اخلاص وہ[2] ڈوبے تمہیں اپنی ہے قسم — کبھو آیا تو کرو اپنے گنہگار کے پاس
جب تلک ہے دم میں دم ہم تجھے نباہیں جانمن — ہے ارادا یوں ولے تقدیر سے واقف نہیں
کشتۂ تیر نگہ جس کا ہوں میں اے وائے صبر — وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نخچیر سے واقف نہیں

چلمن سے اون نگہ نے کیا دلفگار ہے — یہ وہ مثل ہے ٹٹی کے اوجھل شکار ہے

صدق

تخلص شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد ایں ہفت شعر او راست ؎

رگ گل سے بھی نازکتر ہے پیارے — گلابی پیرہن کا تیرے ہر بند
بدقت اشک اب نکلے ہے شائد — ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند

---

[1] باوجباری ا۔ ا۔ اصل نسخہ میں 'اون' ہے جو 'آن' کی جگہ لایا گیا ہے۔ [2] توڈوبا ا۔ ا۔ ؎ کذا

ہوا جو صاف مشرب آئنہ ساں — رکھے خلقت کے منہ پر کب وہ در بند
کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

سخن وروں کو کرے تنگ معنی باریک — جو مو کمر کا مرے ذکر درمیاں نکلے
چلے جو قافلۂ اشک دل سے نکلے آہ — فغاں کرے ہے جرس جبکہ کارواں نکلے
نگاہ گرم سے دیکھا ہے شمع نے شائد — جو آپ بزم سے برہم عرق فشاں نکلے

صفا

تخلص کسے است کہ ایں مطلع منسوب بوے است ؎

محتسب جھوٹ ہے مے کس نے بھری شیشے میں — رہ گئی ہے کہیں آنسو کی تری شیشے میں

صفدری

تخلص شاعرے است کہ کلامش بکلام قدما ماند و ایں بے بضاعۃ یک بیت او[۵۲] می نگارد ؎

خاتم دست سلیماں ہے پری روکا دہن
لعل لب کا جس [پہ] یاقوتی نگینہ ہے عجب

ظہور

تخلص طالب علمے است قدیمی قوی الذہن ایں مطلع از وے است ؎

چشم گریاں حسن سے معمور ہے — چاندنی برسات کی مشہور ہے

عابد

تخلص سخن گوئے است از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی غالب کہ از دکن باشد کہ زبانش

---

[۵۲] کذا در ہر دو نسخہ، [۵۲] اردو ۱۰۰۱

بزبان شعرائے آں نواح کہ دراں آوان بودندی مانداین پنج شعراورا ست ؎

عجب چنچل ہٹیلے نے دیکھو مجھہ کیا مکر کر کر — لیا ہے جیو مجھہ تن سوں نجا نو کیا سحر کر کر
پکڑ کر مجکوں کس فن سوں اپن دیکھوا رے یارو — کھلایا زہر قاتل نے مکر سوں مجھہ شکر کر کر
وہ پلکاں تیر جوں خنجر چلایا جب میرے اوپر — لیا اوس وار کوں ثابت جگر کی میں [سپر کر] کر
خبر میری نہ تھی مجکوں ولے کچھہ کچھہ سمجھتا تھا — جھلک مکھ کی دکھا چنچل [ستا] یانے خبر کر کر
پرم ڈوری سوں بندھ کر رکھا ہے آج عابد کوں — پیا کے مکھ کنوں اوپر رکھا مجکوں بھور کر کر

ورق ۳۹۵

عاشق

شاعرے است از شعرائے خیر بنیاد حیدرآباد این مطلع اورا ست ؎

لائی ہے ایکے سال عجب کچھہ بہار رنگ — ہر برگ گل میں آئے نظر بے شمار رنگ

عاکف

شاعرے بود از تلامذہ (سراج[1]) سخن سنجان فصاحت آما مرزا محمد رفیع سودا شعرش راکہ مرزائے موسوم مرحوم در واسوخت [خود تضمین] فرمودہ این احقر در اینجا ثبت نمودہ اورا ست ؎

کہہ باغباں قسم ہے تجھے کیا چلی بہار — دامان گل پکڑ کے جو یہ خار رہ گئے

عاصی

تخلص بزرگے است صاحب شعور در قصبۂ رام پور نیک مذہب قادری مشرب این دو بیت اورا ست ؎

سنتے ہی میرا حال کہا جلدی سے مونہہ پھیر — میرا تو میاں کام سدا دل شکنی ہے
کیا تاب کہ اس مونہہ سے کروں غوث کے اوصاف — عاصی وہ جگر گوشۂ شاہ مدنی ہے

عباس

تخلص مغل زائے است خوبی القیام عباس علی بیگ نام این مطلع ازوے است ؎

[1] 'سراج' دونوں نسخوں میں درج نہیں۔

بہار آئی ہے گلشن میں کیا چلی ہے ہوا ہر ایک غنچے نے کھولا دہان بہر دعا

عزۃ

تخلص عزیزے است صاحب ذہن سابع المسمی بہ شیخ عبدالواسع ایں مطلع ازے است ؎

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عسس

تخلص مردے است ظرافت القیام شیخ بدرالدین نام کہ ایام حیات مستعار خود بہ کشادہ[ی] روئی و لطیفہ گوئی بسری برد و بمصاحبت دنیاداران صاحب دول بزبان آوری بے مثل و بدل اخذ وجر حطام دنیوی می کند و خوش می زید و پرواے ہیچ کس و ناکس نمی کند گاہ گاہ[بنابر] مصلحت وقت شعر ریختہ ہم بزبانے کہ دارد موزوں می کند ایں پنج بیت او راست ؎

گیا ہے بحر سے گوہر جو لے کر تشنہ کام اپنا کریگا حسن کے دریا میں وہ لبریز جام اپنا

ملے آہو نگہ جس کا حرم اور دیر ہو اوس کا وہ کافر ہو کرے پھر ان بتوں کو یار و رام اپنا

ہزاروں آہ و نالے سے تیرا مضمون بالا ہے کیا ہے شعر نے تیرے عسس گردوں پہ بام اپنا

تیرے جو عشق میں کشتہ ہے اوسکو حشر میں نہ کہیو ضعیف اور زرد مثل کاغذ میں سے کاہ کی صورت

درگذر تو تو عسس کو کہ تیرا مجرم ہے گرچہ اگر یہ تیرا عرق کدو پی جاوے

عشقی

تخلص دو صاحب عشق بمن رسیدہ

عشقی دا

اول شاعرے است نیک نہاد از قصبۂ مراد آباد ایں مطلع بدو منسوب است ؎

لہ لیکر جو گوہر ا . ز . لہ کذا در ہر دو نسخہ

کوئی تو ہے گلچہرہ کوئی سرو رواں ہے — دیکھا تو یہاں ایک سے ایک آفت جاں ہے

عشقی (۲) دوم سخن گوے مرحمت التیام شیخ رحمۃ اللہ نام ایں مطلع را بدو نسبت می کنند۔

کہتا تو قصور اوسکو ہے اب حور کی گردن — صانع نے بنائی ہے تیری نور کی گردن

عشاق

شخصے بود از کھتریان حضرت دہلی واز شعرائے طبقہ ثانیہ کہ تخلص خود بلفظ جمع بنا بر مبالغہ قرار دادہ وایں مطلع وے بکثرۃ ہر چہ تمامتر بافواہ خاص وعام افتادہ او گفتہ ؎

[آنے] سے خط کے دونا ہوا حسن یار کا — آخر خزاں نے کچھہ نہ او پاڑا بہار کا

عظیم

ورق ۳۹ جوانے بود سپاہی پیشہ نیک اندیشہ صاحب دولہ از قصبہ انولہ کہ بدیں تخلص متخلص بود وایں احقر سہ شعرے کہ بران ظفر یافتہ تحریر نمود او راست ؎

قطعہ

کارواں اشک کا ہوتا ہے رواں آنکھوں سے — تمکو بھی آہ وفغاں ہم یہ خبر کرتے ہیں

کوئی گرتم [میں سے] چلتا ہے تو آجاے شتاب — ورنہ اب یار تو کوئی دم میں سفر کرتے ہیں

کچھہ نگہ میں نہیں آتا ہے بجز جلوۂ یار — جب کہ ہم دل میں عظیم اپنے نظر کرتے ہیں

عقیدۃ

تخلص [کسے است کہ] ایں دو بیت از قطعہ وے است کہ در مدح اعظم خاں گفتہ ؎

کریں ہم سعی یارو [کس لیئے] اکسیر کی ناحق — کہ ورد اسم اعظم سے ہے اوسکے فیض مفلس کو

تہ اقدام والا کے اوٹھالے خاک کی چٹکی — اگر تحصیل کرنا کیمیا کا ہو مہوس کو

غازی

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن کہ ایں مطلع او راست ؎

تمہیں مژدہ ہے دیوانہ مقرر پھر بہار آئی　　کہ بوے گل سحر دوش ہوا اوپر سوار آئی

غیرۃ

تخلص سہ کس می شناسم

غیرۃ(۱) **اول** عزیزے خوشخوا از بلدۂ لکھنؤ صاحب ہوش وخبرۃ [شا] گرد میاں قلندر بخش جرأۃ ایں سہ شعر او راست ؎

یا کسی ڈھب سے آپ آؤ جی　　یا ہمیں کو کہیں بلاؤ جی
جان آنکھوں میں آرہی [ایجاں]　　ابتو صورت کہیں دکھاؤ جی
وہ بگاڑے ہزار تم غیرت　　اب اوسی سے بنائے جاؤ جی

غیرۃ(۲) **دوم** شخصے پاکیزہ گو ہم در بلدۂ لکھنؤ ایں مطلع او راست ؎

اس غم سے اب یہ آہ دل زار گرم ہے　　غیروں سے جو طبیعت سرکار گرم ہے

غیرۃ(۳) **سیوم** شاعرے کہ طرز گفتارش بشعرائے بلاد جنوبیہ حسب رواج آنجا در اینوقت می ماند غالب کہ از ہماں نواح باشد ایں مطلع از قصیدہ گفتۂ اوست ؎

مجھے چھوڑ اب سپہر زنگاری　　[اس] روش کجروی و مکاری

فدا

تخلص عزیزے است از خاندان حری الاحترام [میرا] مام الدین نام طرز گفتارش بگفتار سخن سنج لاحت آگین انعام اللہ خان یقین می ماند غالب کہ از تلامذۂ آں مرحوم باشد ایں ہفت شعر از وے است ؎

[کہو اوس بیوفا] سے یہ تو تم سے دوستاں ہوگا　　کہ اے نامہرباں پھر بھی کسو پر مہرباں ہوگا
بہار آئی ہے اب کے خوب سا دیوان پن کر لیں　　کہ یہ شور جنوں اور موسم گل پھر کہاں ہوگا

چلوں کیا بہر طوف کعبہ باندھ احرام اے زاہد　　یہ کافر دل میرا واں بھی پرستار بتاں ہوگا

کیا کروں جاؤں کہاں اب اے بت خود کام میں　　عشق میں تیرے ہوا ہوں جا بجا بدنام میں

یہ چاہتی ہیں کہ لیں دل میرا تیری باتیں　　مری نظریں ہیں سب بیوفا تیری باتیں
تو بات بات میں ہوتا ہے مجھے آزردہ　　یہی تو کچھ نہیں اے دل [بیا تیری] باتیں

اگر چھٹتے جنوں میں ایکے ہم تو [اشک] خونی سے　　ہر ایک جنگل فدا رو رو کے مثل گلستاں کرتے

فرصت

تخلص عزیزے است نیک نہاد در بلدہ الہ آباد ایں دو شعر از زادہاے طبع اوست ؎

رشتۂ جاں بھی اگر ہو تیرا تار دامن　　آہ اسپر بھی سمجھتا ہے تو بار دامن
اشک آنکھوں سے مری پونچھے ہے یارب فرصت　　ہووں مژگاں نہ مبادا کہیں خار دامن

فراقی

تخلص شاعرے است قدیمی از معاصران شاعر شان جلی المتخلص بہ ولی کہ چیزے بطریق طنز در حق شاعر مشارالیہ گفتہ وے در جوابش میگوئد کہ ؎

تیرے شعر ایسے [نہیں ہیں اے فرا] قی　　کہ جس پر رشک آوے گا ولی کوں

وہم بملاحتے طبع و [تضیعے صبیح] جاے بنا مش تصریح کردہ گفتہ ؎

ولی مصرع فراقی کا پڑھوں تب جب کہ وہ ظالم　　کمر سوں ایچنا خنجر چڑھاتا آستیں آوے　　ولی ۳۹۱

ملخص کلام کلاشں برویہ آنوقت [است] قاسم ہیچمدان سراپا نقصان کہ بریک مطلع آں مرحوم مغفور از سفینہا [ے قدیمی] دست یافتہ دریں جا نگاشتہ منہ عفی اللہ عنہ ؎

ہمنا کے دل کو جسدم تم لے چلے پیارے　　مونہہ تکتے رہ گئے یہ ہمدم سبھی بچارے

[فیضی]

[از] شعرائے قدیم[1] است ایں مطلع وے در سفینۂ از سفینہائے دیرینہ یافتہ شدہ ؎

قرباں شوم اے سروراں ہنس کے چلن کوں ہر غنچہ وہاں بند شدہ پھر کے دہن کوں

قبول

تخلص شخصے است از دیار مشرق کہ ایں شعر ویراست ؎

دل یوں خیال زلف میں پھرتا [ہے نعرہ زن] تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

قدر

تخلص مردے است [قدیمی] کہ قید مذاہب مطلق ندارد اما ایں مطلع وے اشتہار کلی دارد ؎

پیارے آئے ہو تو [رہ] جاؤ یہاں رات کی رات لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قریں

تخلص کسے است کہ نسبت تلمذ بمیاں جعفر علی حسرۃ دارد و ایں مطلع وے کہ بایں احقر رسیدہ در اینجا می نگارد ؎

پیارے بیوفا یا باوفا ہو غرض تم دل کے لینے کو بلا ہو

کم گو

تخلص شخصے است از سکنۂ خیرآباد و ایں مطلع اوست بلطافت بے داد ؎

مجھے [یہ سبزہ] نوخیز خط حیرت میں لایا ہے کہ چار ابرو ہے [جا] ناں یا کہ ابرو کا [یہ] سایا ہے

کمتر

تخلص عزیزے است از سکنۂ فرخ آباد کہ ایں سہ شعر وے شخصے را بود یاد ؎

---

[1] قدیم ۱۰۱۰

دل اوسکی ابروؤں پہ ہے مائل کمال آہ — شیشہ رکھا ہے ہم نے یہ طاق بلند پر
رہتا ہے جس جگہ کہ وہ صید افگن جہاں — کیا دخل اوس جگہ کہ جو مارے پرند پر
گلشن میں [ایک مرغ جو کمتر اسیر تھا] — کنج قفس میں رہ گئے اب اوسکے چند پر

کمال

تخلص عزیزے [است] سعادۃ توامان از شاگردان اشرف علی خان فغان ایں دو بیت از وے است ؎

[واسطے جسکے سبھی] مجکو برا کہتے ہیں — وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کرتے ہیں
[تری یہ] تیغ میاں مجھ پہ کاش چل جاوے — چھٹوں عذاب سے جھگڑا مٹے خلل جاوے

کمال الدین

شاعرے است قدیمی از دورۂ دوئمیں کہ تمام و کمال نام خود تخلص میکند امرد عاشق مزاج معلوم می شود طرز گفتار حسب رواج آن وقت دارد پنج شعرے کہ در سفینہاے قدیم [نوشتہ] شدہ ایں عاصی پر معاصی می نگارد منہ عفی اللہ عنہ ؎

برہ کے بیچ سوں مجکوں چھڑاتا جا چھڑاتا جا — ٹک ایک مہر و وفا کر مکھ دکھاتا جا دکھاتا جا
نہ جانی تیں قدر میری کروں جوگی کے سے پھیرے — درس کی بھیک اے [ظالم دلاتا] جا دلاتا جا
کمال الدین ترا عاجز محبت کر محبت کر — اشارے سے کبھو اسکوں بلاتا جا بلاتا جا

اے صنم تجھہ عشق میں جی کوں گنواؤں تو سہی — عاشقی کے پنتھ میں عاشق کہاؤں تو سہی
ہجر کے غم سوں اگرچہ جلتوا[1] ہی ہے مجھے — پانی سوں نینا کے آتش کوں بجھاؤں تو سہی

گوہری

تخلص شخصے است از باشندگان قصبہ بداؤں ایں شعر ویراست ؎

آتش مارا پڑا ہاتھوں سے ان کے گوہری — ہم نہ کہتے تھے کہ ان بانکے پٹھانوں کو نہ چھیڑ

---

[1] جلتوا ۱۰ ۱۰ ؎ کذا - کہتے ہیں ؟

[ماہ]

تخلص عزیزے است خوبی التیام میر محمد علیخاں نام نیکذات پاکیزہ نہاد از سکنہ خیر بنیاد حیدر آباد ایں رباعی وے کہ در مبارکباد عید و نوروز [وز] آصف جاہ گفتہ و بمن دست بہم دادہ در اینجا ثبت افتادہ **رباعی** صدق ۴۹۲

نوروز ہے اور عید ہے اے آصفجاہ — ہوں تجکو مبارک یہ بحسب دلخواہ
ہو حکم تیرا ماہ سے لے ماہی تک — دور فلک [نظام از فضل الہ]

مبتلا

تخلص مردے است از قصبۂ میرٹھ سعادۃ لزوم بہ غلام [محی الدین موسوم] کہ بیشتر بہ عشق متخلص بود و شعر عاشقانہ موزوں می نمود [ایں شعر او راست] ؎

پاؤں کی نہ مہندی ہیں نہ صندل کسو سر کے — ہم عشق کے رگڑے میں ادھر کے نہ ادھر کے

مجنوں

تخلص مردے است نیک نہاد از باشندگان عظیم آباد صاحب صدق و صفا از شاگردان میر ضیا علی ضیا ایں دو بیت او راست ؎

کرتا ہوا میں ایک[1] زمیں آسماں رہوں — مانند ریگ شیشۂ ساعت جہاں رہوں
دن میں سو سو بار [اوس کے] رو برو جانا مجھے — اسمیں سودائی کہو یا کوئی دیوانا مجھے

محشر

تخلص کسے است از قصبۂ بداؤں کہ ایں سہ شعر او راست ؎

بھبتے[2] ہے یار اگر یک نفس زباں میری — بہے ہے پھوٹ کے یہ چشم خونفشاں میری
جدھر کو لے اوڑے دل کی طپش کروں فریاد — نہیں ہے برق صفت ہاتھ میں عناں میری
ثنائیں زلف کی از بس کیا کیا محشر — قلم کی طرح سیہ ہو گئی زباں میری

---

[1] رنگ و. و. [2] بھی ہے و. و.

مدہوش

تخلص شخصے است از شاگردان شاعر طبع افروز محمد میر سوز کہ ایں مطلع از واست ؎

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل　　خدا جانے ہے اوس کو یا میرا دل

مدحت

✓ تخلص مردے است نیکو از سکنۂ بلدۂ لکھنو صاحب ہوش و خبرۃ از شاگردان میاں جعفر علی حسرۃ [ایں دو بیت] او راست ؎

لے گیا بجھ ترا گور میں یار آخر کار　　روز فرقت نے دکھائی [شب تار آ] خرکار
خاکساری کی بہانتک میں گلی میں اوسکی　　خاک ہوا وڑنے لگا [اپنا غبار آ] خرکار

مسرور

تخلص برخوردار سعادۃ دثار محبت نشان مودۃ توامان [فر] حت قرین مسرۃ آئین خوش منش پاکیزہ روش مائدہ مہر و وفا را جوشاں دیگ مرزا اصغر علی بیگ المعروف بہ مرزا سنگی بیگ است مدعمرہ و عظم قدرہ وے نوجوانے است مغل زادہ خوبی آما بہ اندیشہ سپاہی پیشہ کہ بہرہ از فن فارسی دارد و اوقات شبار وزی خود بفرح و سرور میگذاند و اشعار خود از نظر برخوردار کامگار میر عزت اللہ عشق مدعمرہ میگذراند ایں ہفت بیت از زلوہاے طبع آں نونہال گلشن عمر و اقبال است منہ سلمہ ربہ وطال عمرہ ؎

سدا اوس چشم میگوں سے یہ دل مستانہ رکھتے ہیں　　صراحی کی ہوس نے خوا [ہش] پیمانہ رکھتے ہیں
خدا کی کیا پرستش ہو بتوں کا دھیان ہے دل میں　　بغل میں ہم بجاے کعبہ ایک بتخانہ رکھتے ہیں
زلف و رخ کی گر بہم تصویر کھیچا چاہیئے　　گرد مہ کے حلقۂ زنجیر کھیچا چاہیئے
واہ ری وحشت کہ ہم سے لڑکے یوں کرتے ہیں چھیڑ　　اس دوانے کی ذرا زنجیر کھیچا چاہیئے

پاے رنگیں کا نہیں میں نے لیا ہے بوسہ　　مجھپہ طوفاں یہ عبث وزد حنا باندھے ہے

مرغ دل کو میرے کر صید سناے مسرور ق لے کے فتراک سے وہ گرم جفا باندھے ہے
ہو کباب آہ یہ کہتا ہے رقیب کم بخت پھیک دے اسکو پرے تیری بلا باندھے ہے

مشہور

تخلص کسے است کہ ایں سہ شعر از وے است ؎

تیرے گورے سے مونہہ پر داغ چیچک یوں چمکتے ہیں کہ جیسے چاندنی میں مہ جبیں تارے [جھمکتے[1]] ہیں
خوشی سے کیوں نہ اے مسرور اب بغلیں بجاویں ہم ملے گا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہیں ورق ۱۲
نہ لچکے کس روش موج صبا سے صحن گلشن میں رگ گل سے بھی نازکتر ہے اوس گل کی کمر دیکھو

مشتاق

تخلص عزیزے است نیک راہ مسمی بہ شیخ ثناء اللہ وے از شیخ زادہاے قصبۂ [فتح پور مضاف] صوبہ مستقر الخلافہ اکبرآباد است کہ مزار فائض الانوار حضرت سلیم چشتی قد [س] سرہ در انجا واقع شدہ ایں سہ شعر او راست ؎

نظروں سے نہاں جسدم پیارے تو ذرا ہوگا ہم دم سے جدا ہونگے دم ہم سے جدا ہوگا
اوس چاند سے مکھڑے پر ابرو بھی ہلالی ہے مہ رو کی مرے یار و سچ مچ ہی نرالی ہے
دل کو لے دینے لگے آزار یوہیں چاہیئے مرحبا [شاباش] اے دلدار یوہیں چاہیئے

مغموم

تخلص جوانے است مغل زا سراپا مہر و وفا خوش عقیدہ نیک دین صافی طبیعت صاحب یقین صاف دل کشادہ پیشانی خوش طبع پاکیزہ زندگانی مودۃ الیتیام مرزا اسحاق بیگ نام آباد کرامش ہمیشہ بعمدگی تعیش نمودہ اجداد ذوی الاحترامش پیوستہ بکام دل ایام زندگانی بسر فرمودہ وے بنا بر کساد بازار جوہر شناسی بقدر قلیلے کہ از سرکار گردوں اقتدار بادشاہی می یابد اکتفا ورزیدہ بکسب علوم مکتسبہ اشتغال می ورزد و بہ سدر مقے کہ از مائدۂ سراپا فائدہ حضرت ظل اللہی می ربائد لپسندیدہ بہ تحصیل فنون رسمیہ دامن برزدہ جد و جہد

[1] چمکتے، در نسخہ اصل، ۲ کذا

کارے بر دو مسائل صرف و اعراب از پیش نظر برخوردار سیادۃ انتساب جویاے فضل و تفوق میر سید محمد المتخلص بہ تعشق
گذارد و اشعار ریختہ طبع صفوۃ شعار خود باصلاح سراپا صلاح میر عزت اللہ عشق مدعمرہما و زاد قدرہما میرساند و بر
کتب متداولہ نظم و نثر نظرے دارد و در کوچہ مطلب نویسی و انشاپردازی گذرے بالجملہ این ہفت بیت از گفتہاے
آن جوان سعادتنشان محبت و مودۃ توامان است منہ سلمہ ربہ و عظم قدرہ ؎

آگے ہی یہ گریباں تھا تار تار اپنا — کیا حال اب بناوے دیکھیں بہار اپنا

خط آتے [ہی] ہم سمجھے کہ خط آپ کا آیا — سبزے کی ہوئی سیر جو تحریر کو دیکھا

رنگ آزادی نہ دیکھا ہمنے اس گلشن میں آ — گل ہیں پابند چمن بلبل گرفتار قفس

ذکر ملیح آپ کا جس جگہ اے یار ہو — شاہد مصری کی سرد گرمی بازار ہو

مایوس پھیریے نہ اس امیدوار کو — پورا ہی آج کیجیے کل کے قرار کو

یار بولے یہ بغل میں دل صد چاک کو دیکھ — ہم نہ کہتے تھے نہ تو اوس بت سفاک کو دیکھ

تھی صبا تیز روی پر بہت اپنی مغرور — اوڑ گئے ہوش ترے توسن چالاک کو دیکھ

مفتون

تخلص شخصے است نیک نہاد از باشندگان بلدۂ الہ آباد کہ ایں دو رباعی ازوے است رُباعی

جوں آئینہ چشم دل سے کرتا ہوں جو غور — بے وجہ ہے ان تیرے رخوں کا کچھ طور

کیا خاک ملیں ہم ایسے بے دردوں سے — مونہہ پر کچھ اور پیٹ پیچھے کچھ اور ورق ۴۰۴

ڈوبا دن اور اضطرابی آئی — مفتوں کیا شام غم شتابی آئی

جوں توں یہ پہاڑ سا تو کاٹا تھا دن — پھر رات ہوئی بڑی خرابی آئی

ممتاز

تخلص مردے است والا نژاد و متوطن بلدہ فیض آباد از تلامذہ سراندسخن سنجان فصاحت اما [مرزا] محمد رفیع سودا
ایں مطلع اوراست ؎

ہمارے رونے سے دل سے بخار اوٹھتا ہے — کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

۱؎ تقوی ۱۰۔ ۲؎ کذا

منور

تخلص شاعرے است از متقدمین کہ از وے است ایں مطلع دلنشین منہ عفی عنہ ؎

اے میاں دل میرا زنہار نہ بیزار کرو　　ہم کا مارا ہوں محبت سے ذرا پیار کرو

منعم

تخلص دوکس میدانم

منعم (۱)

اول عزیزے از سکنۂ مبارک بنیاد فرخ آباد سیادۃ وسعادۃ التیام سید راحت علی نام ایں مطلع او راست ؎

نے تیرے کوچے سے جا سکتے ... [1] نہ ہلتے ہیں　　وہ مثل ہے آگیا ہے ہاتھ پتھر کے تلے

منعم (۲)

دوم مردے محبت التیام شیخ محمد منعم نام وے از قاضی زادہاے دیار شرقیہ است فی الجملہ از بعضے علوم رسمیہ بہرۂ دارد باراضی و مدد معاش ارثیہ اوقات می گذارد بسیار پرگو است مثنویات متعددہ بزبان فارسی کہ دارد موزوں نمود بعضے قصص قرانیہ و شطرے از غزوات نبویہ علیہ السلام والتحیہ ہم منظوم فرمود [۵] باٰئین شعراے صلہ خوار مدح و قدح مردم شعار خود ساختہ بملاقات ہرکس و ناکس رسیدہ نرد اختلاط و ارتباط می بازد و بہر عنوان کہ دست میدہد بخواشی و خدام اہل دول می سازد بیشتر بمیدان شعر فارسی فرس ہمت می دواند گاہ گاہ بریختہ گوئی ہم بزبانے کہ دارد و بھاؤدہ [2] کہ گفتن ریختہ بداں تواند موزوں می نماید گوئند کہ [را] جہ ٹکیت راے مدار کار سرکار دولتمدار نواب آصف الدولہ یحیی خان بہادر غفر اللہ عنہ ویرا رخصت وطن مالوف نمیداد خطے بزبان ریختہ از قبل زوجۂ خود منظوم نمودہ بمجلس راجہ موسوم انشاد نمود وے ازاں دلخوش گشتہ رخصت فرمود ایں دو شعر ازاں مکتوب منظوم کہ بایں احقر رسید برشتہ نظم درکشید منہ سلمہ ربہ ؎

. . . . . .

[3] . . . . . .

نامی

تخلص شاعرے است کشادہ رو از باشندگان بلدۂ لکھنؤ کہ ایں نہ شعر او راست ؎

ٹکڑے دامن کے اوڑے چاک گریبان کیا　　تیری وحشت نے کچھ اب اور ہی سامان کیا

---

[1] کذا در ہر دو نسخہ　[2] کذا در ہر دو نسخہ　[3] دونوں نسخوں میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے

پھر کسو چشم سے چشم اوسکی نہو آہ دو چار　　چشم تیری گو اگر نرگس شہلا دیکھے

ق

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے　　آپ ہس ہس کے یہ کہتے ہیں کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ایک بندھی ہے اسدم　　گھر کسو کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

طبیب اوسکو کس امید پر دوا دیوے　　تیرے مریض کو پیارے خدا شفا دیوے

مجنوں کے جنوں کا بزم میں کل　　ہوتا تھا کچھہ ایک ذکر و تذکار
وحشت کا میری جو ذکر نکلا　　تو سنکے لگا یہ کہنے دلدار
نامی کا فریب میں ہی سمجھوں　　دیوانہ بکار خویش ہشیار　　ص ۳۹۵

نالاں

تخلص دو کس بمن رسیدہ

اوّل　　نالاں (۱)

عزیزے است نیک نہاد از سکنہ بلدۂ عظیم آباد ایں سہ بیت او راست ؎

اپنے تئیں جہاں میں بدنام ہم کو کرنا　　جس میں خوشی ہو تیری وہ کام ہمکو کرنا
تو آوے یا نہ آوے پر تیری آرزو میں　　گھر کا چراغ روشن ہر شام ہمکو کرنا
کچھہ ان دنوں تو تم نے یہ زور خو نکالی　　ملنا کسو سے جا جا بدنام ہمکو کرنا

دوم　　نالاں (۲)

مردے نیک باطن و خوش ظاہر المسمی بہ شیخ عبدالقادر　　وے از اولاد امجاد حضرت شیخ عبدالحق محدث بود قدس سرہ بہر دو زبان سخن می گفت و بقدر حوصلہ خود در معنی می سفت دیوان فارسی و ریختہ ہر دو مروف گفتہ و بحسب استعداد خویش گوہرہاے معانی سفتہ اما در سرقہ و بردن مضامین کہ اکثر بطریق

مشیخ[1] می بود بسیار دلیر بود بہر کیف از فرخ آباد جا بجوار رحمت حق نمود خدایش رحمت کناد . . . [2] از وے است ؎

دل ہمارے کو کیا کس کس بہانے سے جدا ہاتھ مشاطہ کا یارب ہووے شانے سے جدا

نالاں ہے دل ہمارا اکثر اسی ہوس میں دیکھوں کسی طرح میں دلبر کو اپنے بس میں

جی میں آتا ہے کہ ہم تم آج گلبازی کریں بیٹھ یکجا برلب جوئے سخن سازی کریں

نجف

تخلص کسے است کہ ایں سہ شعر او راست ؎

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو انس ہوتا ہے پریشاں سے پریشانوں کو
مجکو بتلا تو صبا باغ میں تو نے آکر کس لیئے ٹکڑے کیا گل کے گریبانوں کو

دل کو کہتا ہوں شائد اب سمجھے پر یہ خانہ خراب کب سمجھے

ندا

تخلص سخن گوے است از دیار دکن کہ ایں دو بیت از قصیدہ اش [رسیدہ] بمن ؎

صبح ہاتف آج میرے دل کے کانوں میں پکار بول کہا دیوانے کیا سوتا ہے اوٹھ ہو ہوشیار
واشد دل مدعا ہے گر تو کر سیر چمن دیکھ آنکھیں کھول کیسی دھوم ڈالے ہے بہار

---

[1] سیو . و . [2] نسخۂ اصل میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے'

نصیر

تخلص مردے است سراپا خوبی از شعرائے دیار جنوبی کہ ایں سہ شعر از وے است ؎

دے ایکے مال گر مجھے سیر بہار دست — بے جام ایک دم نہ رکھوں لالہ وار دست
پامال کردے گو کہ میرا مزرعہ امید — اوسے نہ پر اوٹھاؤں کبھی زینہار دست
جوں غنچہ آنکھ ڈھانپ قناعت پہ رکھ نظر — آگے ہر ایک کے گل کی طرح مت پسار دست

نظیر

تخلص کسے است کہ در محمد آباد بنارس اظہار شاگردی سراد سخن سنجان فصاحت اما مرزا محمد رفیع سودا میکند و زعم بعضے آنکہ ایں نظیر ہماں شیخ ولی محمد اکبر آبادی است کہ در حرف نون مذکور شدہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال بہر حال ایں مطلع بدو منسوب است ؎

جب ترے کوچے سے ہم اوٹھ کے چلے جاتے ہیں — ورق ۲۹۱
شعلۂ آہ کی گرمی سے جلے جاتے ہیں

نوید

تخلص کسے است کہ بایں کس ایں شش بیت از گفتہائش رسیدہ کہ بر شتہ تحریر کشیدہ ؎

ہوا آہنگ برپا جس گھڑی بھی مجھے خوش الحاں کا — چھپا پردہ میں جا کر زمزمہ ہر ایک غزلخواں کا
یہ خط سبز کو نشو و نما ہے لعل خوباں پر — لب جو پر ہو جیسے جلوہ گر سبزہ گلستاں کا
کیا کس بادہ کش نے جلوہ گلشن میں کہ دیکھوں ہوں! — گل و غنچے کو جوں مینا و ساغر مے پرستاں کا
چمن میں وہ سنا ہے جس گھڑی گذرا ہوا ظاہر — دل بلبل سے یارو یہ جو تھا مضمون افغاں کا

خراماں تیغ پکڑے ناز سے آیا کوئی کہہ دو — کہ ہے عاشق کے تیرے آج دن سا عید قرباں کا
لب یاقوت جب سے اوس مسیحا کے ہویدا ہیں — نہ پاوے گا اگر چھانے کوئی معدن بدخشاں کا

نوا

تخلص عزیزے است سعادۃ نشان المسمّٰی بہ ظہور اللہ خان ایں مطلع ازوے است ؎

تیر پہ تیر یار کا دل پہ مرے گذار تھا — زخم پہ زخم ہر خدنگ دیدۂ انتظار تھا

نیاز

تخلص سہ کس میدانم

نیاز (۱)

اول

شخصے کہ از شعرش طرز جنوبیاں می تراود ایں رباعی وے کہ در تہنیت غسل دست شکستہ کسے گفتہ ایں احقر می نگارد

رُباعی

حق سے مانگوں ہوں ہمیشہ یہی اے والا دست — عافیت سے ہی رہے ذات تیری دست بدست
دست بستہ رہے حاضر تری خدمت میں عیش — فضل حق سے ہو مبارک تجھے یہ صحت دست

نیاز (۲)

دوم

نو مشقے از قاضی زادہاے بلدہ شہر کہ یکچند شاگردی محمد نصیر الدین نصیر کردہ ایں یک بیت منسوب بدوست ؎

مانگ اوسکی ایک سیدھی راہ ہے ظلمات کی — ہے شب تاریک اے دل خضر کو آگاہ کر

نیاز (۳)

سیوم

مردے از تلامذہ سخن سنج بے نظیر محمد تقی میر ایں مطلع اوراست ؎

کیا ہوا ہم ہی جو دنیا میں ہیں ناشاد رہے　　تو سلامت رہے اور تیری یہ بیداد رہے

ہادی

تخلص شاعرے است از شعرائے ممالک جنوبیہ ایں چاربیت کہ در مدح کسے است از وے است

قطعہ

ذات عالی ہے تیری واسطہ رونق دہر　　فیض تیرے سے جہاں میں نہیں کوئی بے بہر
ہے تیرا جود و کرم خلق پہ جوں ابر بہار　　ہے تری موج سخا جیسے سمندر کی لہر

دیگر

بھر دیے دامن سائل میں زر و لعل و گہر　　کھے جو وہ کیسہ مفلس ہے سب معدن و بحر
خرم و شاد رہیں دوست تیرے تا دم زیست　　جو کہ اعدا ہوں تیرے اون پہ خدا کا ہو قہر

ہمت

تخلص مردے است صاحب سخن از دیار دکن ایں دو بیت قصیدہ کہ در مدح امیرے از امرائے آں نواح است منجملہ طبع زادہائے آں عزیز با صلاح است ؎ ورق ۲۹۷

جلو میں تہنیت گویاں ظفر ہمت نمایاں ہو　　جناب اعظم الامرا کو جب عزم میداں ہو
خدا محفوظ رکھے تجکو چشم زخم اعدا سے　　بہ بزم و رزم تائیدات غیبی فضل یزدان ہو

ہوش

تخلص تازہ مشقے است نوجوان کہ گاہ گاہ حاضری شود بہ مجمع سخنوران اغلب کہ محمد نصیر الدین نصیر اوستاد اوست و ایں چاربیت منسوب بدو ؎

خوبی قسمت تو دیکھو دست گل خوردہ میرا — کیا گلے میں یار کے بہنکر حمائل رہ گیا
خاک اپنی زندگی اوس نے بسر اے ہوش کی — یاد حق سے جو کوئی دنیا میں غافل رہ گیا

دل مرا سینے میں جوں برق ہے کل سے بیکل — کس نے یاد اوس کے تبسم کی دلائی مجکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہیں تیری جدائی مجکو

بیکرو

تخلص شاعرے است از شعرائے عہد آسودہ مہد حضرت فردوس آرامگاہ طاب اللہ ثراہ شعرش بر و یہ آں وقت است و ایں دو بیت از زادہاست [ع] آں مرحوم نیک بخت ؎

لے گئے بیرحم بیکس کر گئے — ایک تھا عاشق کے غمخوار و تمیں دل
ابتو اے بیکرو یہ جینے کا نہیں — جا پڑا ہے سخت خونخواروں میں دل

هذا اخر ما تیسر لی من تسویه تلك التذکرة و اسأل الله الغفار المغفرة والتمس الاخوان ان یسدوا الخلل و یعرضوا عن الخطایا و الزلل و یجوموا حول اصلاح ما وجدوا فیها من الفساد و لا یرموا رموم المعاندین من الجهلة الی الفساد و اصلی علی حبیبه المختار و اله الاخیار و صحبه الکبار و السلام

[بعد مرور برخے از اوان و مضی شطرے از زمان از تبییض چوں ایں نامہ عنبریں شمامہ بمطالعہ سامعہ نواب مبلے القاب سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ دام بہجۃ واستمر فرحۃ رسید بحکم آنکہ من ارتقی مدارج الکمال لایلتفت الی من قال بل ینظر الی کیفیۃ المقال پسند خاطر دریا

؎ یہ عبارت نسخہ و، ا، میں زیادہ ہے۔ مگر عربی عبارت مرقومہ بالا سے پہلے درج ہوئی ہے ۔

مقاطر آن در دریاے شرافت دہنر پروری و دری فلک نجابت و تصفہ گستری گردید ساحتے بہ بحر تفکر خواہی نمودہ جویاے گوہر خوش آب مادہ تاریخ بودند کہ سبوحیان دریاے قدس کمال لذت گوش ہوش آں آشناے بحر معانی بہ دریکتاے کمال لذت گوہر امود فرمودند ایں جوہر شناس بصارۃ اساس انزا مرۃ بہ نظم فارسی و اخری بسلک ریختہ کشیدہ منتظم و منسلک ساخت

نظم فارسی

ایں تذکرہ تصنیف حکیم فاضل — قاسم متخلص است و نامش قدرت
اوصاف حمیدہ اش ز حد بیرون است — دارد بمن از ہمیشہ الفت شفقت
باتمام سیرش کردم — گویم کہ ہزار آفرین و صد رحمت
از خواندن ایں کتاب و سال تصنیف — حقا کہ رضی یافت کمال لذت

سلک ریختہ

یہ تذکرہ بے نظیر آیا جو نظر — دل کو ہوئی اے رضی نہایت فرحت
کیا خوب فصاحت سے کیا ہے تصنیف — قاسم کے سوا کس میں ہے اتنی قدرت
کس کس خوبی سے شاعروں کا احوال — ترقیم کیا ہے سب بزیب و زینت
از بسکہ کمال لذت اس میں پائی
تاریخ بھی سوجھی ہے کمال لذت]

تمام شد

فہرستِ اسماءِ اشخاص

(خط کشیدہ ہندسے شعرا کے تراجم کی طرف اشارہ کرتے ہیں)

آبرو - شاہ مبارک - صفحہ ۱، ۲۰، ۲۴، ۵۲، ۹۸، ۱۵۲، ۳۷۸، جلد دوم ۳۸، ۱۴۳، ۱۹۷، ۲۲۶، ۲۵۷، ۳۷۸، ۳۸۸، ۳۹۰،

آرام ۱۷،

آرام - رای پریم ناتھ ۲۷،

آرام - خیراللہ ۲۸،

آرام - مکھن لعل ۲۸،

آرزو - سراج الدین علیخاں ۶، ۲۰، ۲۴، ۲۶، ۷۱، ۱۱۵، ۱۳۰، ۳۰۴، ۳۵۰ - جلد دوم ۱۷۴، ۱۷۶، ۲۲۹

آزاد - جلد دوم ۳۷۱،

آزاد - رام سکھ ۲۹،

آزاد - میر غلام علی ۷۷، آشفتہ ۱۷،

آشفتہ - مرزا رضا قلی بیگ ۳۴،

آشفتہ - عظیم الدین خاں عرف بھورے خاں ۳۱ - ۱۰۰ - ۲۳۵، ۲۴۹، ۲۵۶ - جلد دوم ۱۵۱،

آشنا - جلد دوم ۳۷۱،

آشنا - حکیم میر علی جلد ۲ - ۳۷۲

آشنا - مرزا جگن - جلد دوم ۳۷۲،

آشنا - مہاسنگھ کھتری - جلد دوم ۳۷۲،

آشنا - میر زین العابدین المعروف بہ میر نواب ۳۰،

آشنا - میر غالب علیخاں ۳۰، ۲۸۶، ۳۲۸ و رک بہ سید،

آصف - نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ۳۵، ۵۳، ۲۳۹، ۲۵۷، ۳۵۶ جلد دوم ۳۷، ۲۲۹، ۲۵۹، ۴۰۵،

آصف الدولہ (نواب) رک بہ آصف

آصف جاہ - جلد ۲ - ۴۰۱

آغا ثروت - رک بہ ثروت

آغا حسین خاں - رک بہ فدا

آغا عسکری - جلد دوم ۳۹۲

آفاق - میر فرید الدین ۳۷، ۳۸، ۳۵۴،

آفتاب خاں (خواجہ) رک بہ منیر،

آفتاب علی (میر) رک بہ منیر،

آفتاب - محمد شاہ عالم پادشاہ ۱۷، ۲۵۹،

آفتاب رای رک بہ رسوا

آفرین - قلندر بخش ۴۰،

آقا مرزا - جلد دوم ۳۴

آگاہ - حسن علی ۴۱،

آگاہ - نور خاں - جلد دوم ۳۷۳،

آنند رام رک بہ مخلص

آنند کشور (کنور) جلد دوم ۴۸،

ابدالی - (احمد خاں) جلد دوم ۲۰، ۳۹۲،

ابراہیم (حافظ) رک بہ حافظ ابراہیم،

ابراہیم (خواجہ)، رک بہ خواجہ ابراہیم

ابراہیم (سید)، جلد دوم ۳۸۹،

ابراہیم بیگ (مرزا)، رک بہ بشر

ابراہیم بیگ (مرزا)، رک بہ مقتول

ابواسحٰق اطعمہ ۸۱،

ابوالبشر ۷،

ابوالحسن (میر)، جلد ۲-۲۲۱

ابوالمظفر بہادر (مرزا) ۲۷۳، ۲۹۲، ۲۹۶

ابوالعلی اکبرآبادی (میر)، ۳۸۴،

ابوالفرج (سید)، ۴۲،

ابوالقاسم بہادر، اعظم الدولہ ۲۹۴،

ابوالقاسم (سید)، ۳، ۴، ۵ جلد دوم ۹۲ و رک بہ قاسم،

ابوالمظفر بہادر (مرزا)، رک بہ ابوالظفر،

ابوالمعالی (میر)، رک بہ رغبت

ابوحنیفہ کوفی ۲۴

ابودلف ۹

ابوظفر رک بہ ابوالظفر

اتابکان ۱۰،

اثل - میر عبدالجلیل ۴۲، ۴۰۰،

اثر - میاں محمد میر ۴۳، ۴۸ - جلد دوم ۴۳،

اجیت سنگھ (راجہ) ۱۷۷

احسان - حافظ عبدالرحمٰن ۵۴، ۱۳۴، ۲۶۳،

احسان - میر غلام علی جلد دوم ۳۷۴

احسن ۱۷

احسن - احسن اللہ ۵۴

احسن الدین خاں رک بہ بیان،

احسن اللہ - رک بہ احسن

احسن اللہ - رک بہ بیان

احسن اللہ (محمد) رک بہ احسن

احسن بخت بہادر (مرزا) ۱۴۹،

احسن - محمد احسن اللہ ۵۲

احسن - محمد مولی - جلد دوم ۳۷۴،

احسن - مرزا حسن قلی ۵۳

احقر - میرزا جواد علی ۵۶

احمد ۱۷، ۴۹

احمد - جلد دوم - ۳۷۳

احمد - احمد بیگ ۴۹

احمد بیگ رک بہ احمد

احمد بیگ (مرزا) رک بہ احمد

احمد بیگ (مرزا) عرف مدارا بیگ رک بہ قیس

احمد خاں - رک بہ ابدالی

احمد خاں بنگش (نواب) ۲۳۱، ۲۷۶ - جلد دوم ۸۱، ۳۸۸،

احمد خاں (خواجہ)، رک بہ خواجہ احمد خاں،

احمد شاہ - جلد دوم ۷۲

احمد - شیخ احمد یار ۵۰

احمد - صمصام اللہ (میاں) ۵۱

احمد علی خاں شوکت جنگ (مرزا)، رک بہ سوزان

احمد علی (مرزا)، رک بہ جوہر

احمد علی (میر)، رک بہ حب

احمد - غلام احمد - جلد دوم ۳۷۳،

احمد - مرزا احمد بیگ - جلد دوم ۳۷۳،

احمد - میر احمد علی ۵۱،

احمد یار (شیخ)، رک بہ احمد،

اختر - میر اکبر علی ۵۷،

اختگر - لالہ ٹیک چند - جلد دوم - ۳۷۴

اخوند ہمت رک بہ ہمت

ارجمند عالم خان ۲۹۴

ارمان ۱۷

ارمان - شاہ علی ۵۸

ارمان - مجاہد جنگ ۵۸

اسحٰق بیگ (مرزا)، رک بہ مغموم

اسد - رای کیرت سنگھ - جلد دوم ۳۷۵،

اسدالدولہ (نواب) ۳۶۲

اسد بیگ (مرزا)، رک بہ رفیق

اسدعلی (میر) رک بہ تمنا
اسدعلیخاں رک بہ تمنا
اسد- میر امانی ۵۹-۱۷۰،
اسدیارخاں رک بہ انسان
اسدیارخاں عرف میاں جگنو
۲۳۸،
اسرائیل (حضرت) ۱۷۵
اسعد- مرزا اسعدبخت بہادر
۵۹،
اسعدبخت (مرزا) رک بہ
اسعد
اسمٰعیل (مرزا محمد) رک بہ
طپش
اسمٰعیل خودبندی (سید)
جلد دوم ۹۳
اسیر- بیرام فرنگی زادہ
۶۱،
اشتیاق- شاہ ولی اللہ
۶۳،
اشرف ۱۷
اشرف الدولہ رک بہ قاسم
خان بہادر
اشرف- حافظ غلام اشرف
۶۲،
اشرف علی (مرزا) رک بہ
شرافت،
اشرف علیخاں رک بہ فغاں
اشرف علیخاں (سید) جلد
دوم ۱۵۲
اشرف (قدیمی) ۶۲
اشرف- محمد اشرف -
جلد دوم ۳۷۵،
اشرف- محمد اشرف لکھنوی
۶۲،
اصالت خاں رک بہ ثابت
اصغر ۱۷
اصغر علی (شیخ) رک بہ مروت
اصغر علی (میر) رک بہ اصغر
اصغر علی بیگ (مرزا) معروف
بہ سنگی بیگ رک بہ مسرور
اصغر- میر اصغر علی ۶۴
اصغر- میر امجد علی ۶۴
اصلح الدین خاں (حکیم) ۳۰
اصمعی ۱۵
اظہر- میر غلام علی - جلد
دوم ۳۷۵،
اظہر- غلام محی الدین ۶۴،
اظہرالدین خاں - جلد دوم
۲۰۶،
اعتقاد جنگ رک بہ طہماس
بیگ،
اعتمادالدولہ - رک بہ
قمرالدین خاں
اعظم - اعظم خاں ۶۵
اعظم الدولہ رک بہ ابوالقاسم
بہادر
اعظم الدولہ میر محمد خاں
۲۰۱، ۲۸۷ و رک بہ
سرور
اعظم خاں - جلد دوم -
۳۹۶،
اعظم خاں - رک بہ اعظم
اعظم شاہ (محمد) ۱۱۷، ۳۹۸
افراسیاب خاں ۲۲۸
افراسیاب خاں (شرف الدولہ)
۲۷۶،
افسر- غلام اشرف ۶۷،
افسوس ۱۷
افسوس - مرزا غفور بیگ
۶۶،
افسوس - میر شیر علی ۶۵،
۷۶، ۲۲۹،
افضل خاں (نواب) ۵۹،
اقلیما ۸،
اکبر ۱۷
اکبر- بجو ۶۸
اکبر- جلال الدین ۱۶
اکبر- سید اکبر علیخاں بہادر
۶۷،
اکبرشاہ بہادر (مرزا) ۳۶۹،
۳۷۲، ۳۸۰- جلد دوم
۳۸۳،
اکبرعلی اخوند (مرزا) ۲۸۸
اکبرعلیخاں بہادر (سید)
رک بہ اکبر
اکبرعلی (میر) رک بہ اختر
الم - صاحب میر ۶۹
الہام - شیخ شرف الدین
۷۰،
الہ یار بیگ کیانی (مرزا)
رک بہ شاد
الہی بخش میاں) ۱۰۴،

الٰہی بخش خاں رک بہ معروف
الہ بردی خاں (نواب) جلد
دوم ۳۴ ،
امام الدین (میر) رک بہ حقیر
امام الدین (میر) رک بہ فدا
امام بخش (میاں) رک بہ پیکیں
امام بخش (شاہ) رک بہ تخاصی
امام بخش رک بہ سپاہی
امامی رک بہ ندرت
امانت علی (میر) جلد دوم
۱۳۵ ، ۲۱۲
امجد - محمد امجد ۷۴
امجد علی (میر) رک بہ اصغر
امجد علی (میر) رک بہ گریاں
امید - جلد دوم ۳۷۵
امید - قزلباش خاں ۷۱،
امیدوار رک بہ قائم
امیر ۱۷،
امیر الدولہ فاخر خاں رک بہ
انیس
امیر الزمان (شیخ) رک بہ اوباش
امیر - امین الدولہ معین الملک
عرف مرزا میدھو ۷۱،
۸۱ ، ۳۵۲ ،
امیر - میر علی جلد ۲ - ۳۴۶،
امیر - نواب محمد یار خاں ۷۳ ،
- ۷۴ ، ۳۰۳ ،
امیر بخش رک بہ شہرت
امیر خاں بہادر (نواب
عمدۃ الملک) ۸۰ ،
۱۶۹ ، ۲۵۲ ، ۳۶۲ ،
- جلد دوم
۲۵۷ ،
امیر علی (میر) رک بہ فرحت
امین ۱۷ ،
امین - امین الدین خاں
۷۵ ،
امین - خواجہ امین الدین
جلد دوم ۳۷۵،
امین - مرزا محمد اسمٰعیل ۷۶
امین - میر محمد امین ۷۷،
امین الدولہ محسن الملک
شاہنواز خاں ۷۸،
امین الدولہ معین الملک
رک بہ امیر
امین الدین خاں رک بہ امین
امین الدین (خواجہ) رک بہ
امین ،
انتظام الدولہ خانخاناں (نواب)
۲۵۷ ،
انجام - امیر خان بہادر بہ
انسان - اسد یار خان
۷۷ ،
انشا - حکیم انشاء اللہ خاں
۱۷ ، ۲۸ ، ۷۲ ، ۸۰ ،
۸۱ ، ۸۲ ، ۲۶۶ ،
۲۷۸ ، ۳۰۱ ، ۳۵۸ ،
جلد دوم ۲ ، ۱۲ ،
۱۸۸ ، ۲۶۳ ، ۲۷۱ ،
۲۷۳ ،
انعام اللہ خان رک بہ یقین
انوار - جلد دوم ۳۷۶ ،
انور - ولی محمد خاں ۹۰ ،
انیس - حمید الرحمٰن ۷۸ ،
اوباش - شیخ امیر الزمان
۹۴ ،
اودیسی - میر غلام محی الدین
۹۲ ،
الٰہی شیرازی - جلد دوم
۲۱۵ ، ۲۳۰
ایزد بخش (مرزا) رک بہ
سلطان
ایسری سنگھ (لالہ) رک بہ
نشاط ،
ایما - میر حسین علیخاں ۹۶
ایمان - شیر محمد خاں ۹۴ ،
۹۶ ، ۱۷۱ ،
بابا فغانی ۲۲ جلد ۲ - ۱۸۷ ح
بابر (مرزا) ۱۷۸ ، ۳۶۹ ،
باقر میر، باقر علی ۹۷ ،
باقر علی ۲۰۱ ح، رک بہ حزین
باقر علی (میر) رک بہ باقر
باقر علی (میر) رک بہ جعفری
باقی باللہ (خواجہ) جلد دوم
۳۰ ، ۲۸۰ ،
بالمکند (لالہ) رک بہ حضور
ببر - جلد دوم ۳۷۷ ،
ببر علی - ببر علیشاہ ۹۸ ،
ببر علی رک بہ قاصر
ببر علی شاہ - رک بہ ببر علی
بتول ۱۱ ، ۱۲ ، جلد دوم
۲۸۸ ،

بخت مل (پنڈت) رک بہ تمکین،
بختی - حسین بخش ۹۹
بدھن (مرزا) رک بہ شفیق
بدرالدین (شیخ) رک بہ عس
برشتہ - میاں شرف الدین ۱۰۰،
برق - لالہ بھگوان دت -
جلد دوم ۳۷۷،
برق - میاں شاہ جی ۱۰۰
برکت - برکت اللہ خاں
۷۲، ۸۲، ۲۳۸،
۳۵۲،
برکت - میر برکت علیخاں ۱۰۰
برکت اللہ خاں - رک بہ برکت
برکت علیخاں (میر) رک بہ برکت
برنداں بن - رک بہ راقم
برہان الدین خاں رک بہ
زار،
برہان الدین خاں (خواجہ)
رک بہ عاصی
بساون لعل (لالہ) رک بہ شاداں
بسمل - ۹۷، ۱۰۳،
بسمل - مرزا بچو بیگ ۱۰۵،
بسمل - مولوی محمد علی ۱۰۴، ۱۱۲ جلد ۳۴۹
بسنت سنگھ - رک بہ نشاط
بشارت علی رک بہ بشیر
بشیر - بشارت علی ۱۰۶،
بشی میاں رک بہ صانع
بقاء اللہ (حافظ) رک بہ
حیران،
بقاء اللہ خان (نواب) ۸۰
بقاء اللہ (محمد) رک بہ بقا
بقا - محمد بقاء اللہ ۱۰۷،
جلد دوم ۲۸۶،
بکھاری لعل کایت ۳۸۲،
و رک بہ عزیز
بلو بیگ (مرزا) رک بہ
شور،
بنت الکعب ۹
بندعلی (میر) رک بہ نگراں
بوعلیخاں (حکیم) جلد دوم
۲۲۰، ۳۹۲،
بہادر ۹۷،
بہادر بیگ خاں رک بہ
غالب،
بہادر - بہادر سنگھ ۱۱۴
بہادر - راجہ رام پنڈت ۱۱۴،
بہادر سنگھ ۱۱۴،
بہادر سنگھ (راجہ) ۱۹۵،
بہادر علی رک بہ محبت
بہادر علیشاہ رک بہ جولاں
۱۷۲ ح
بہار علیشاہ رک بہ جولاں
۱۷۲
بہار - لالہ ٹیک چند ۱۱۴
بہجت - عبدالمجید ۱۱۲
بہجو - رک بہ اکبر
بھجو بیگ - ۱۰۵،
بھجو بیگ (مرزا) رک بہ
فدوی،
بھجو رقاصہ ۲۰۶
بھجو (میر) رک بہ گریاں
بہرام جنگ رک بہ عبداللہ
خاں (نواب)
بہرام گور - ۸، ۹،
بھگوان دت (لالہ) رک بہ
برق،
بھلاس رای - جلد دوم
۳۲۹ ح،
بھورے خاں رک بہ آشفتہ
۲۱،
بھولاناتھ (پنڈت) رک بہ
عاشق
بھید - میر میاں ۱۱۳
بیان - خواجہ احسن الدین خان ۱۲۴
بیان - خواجہ احسن اللہ یعنی
احسن الدین خاں ۲۳،
۱۲۴، ۱۲۵، جلد ۲ - ۱۹۸،
بیباک - میر نجف علی ۱۲۷
بیتاب ۹۷
بیتاب (اول) جلد دوم
۳۷۸،
بیتاب (دوم) جلد دوم
۳۷۸،
بیتاب - خدا یار دی خاں
۱۲۸،
بیتاب - سیوک رام - جلد
دوم ۳۷۸،
بیتاب - شاہ محمد اسمٰعیل
۱۲۸،
بیتاب - محمد علیم الدین ۱۲۸

بیتاب د فرنگی زادہ، رک بہ امیر

بیجان - شیو سنگھ ۱۳۰،

بیخان - عزیز خاں جلد دوم ۳۷۷،

بیخبر - نظام خاں ۶۴

بیخود - لالہ نرائن داس ۱۲۶

بیدار - شاہ محمدی ۱۱۷، ۱۲۲ح، ۳۵۵، ۳۶۴ - جلد دوم ۱۵۷

بیرنگ - رک بہ یکدل

بیدل - مرزا عبدالقادر ۱۱۵ - جلد دوم ۱۴۰، ۱۷۶، ۱۷۹،

بیقرار - مرزا کاظم حسن ۱۲۷

بیکس ۹۷

بیکس - مرزا محمد ۱۲۹

بیکس - میاں امام بخش ۱۲۹، ۱۷۸،

بینوا - مقبول شاہ جلد ۲ - ۳۷۷

بینی بہادر (راجہ) ۱۰۳،

بینی پرشاد - رک بہ دل،

بیہوش - عبدالرشید ۱۲۶،

پاکباز - میر صلاح الدین ۲۱، ۹۴، ۹۸

پروانہ ۹۷، ۱۰۲

پروانہ - راجہ جسونت سنگھ ۱۰۳،

پروانہ - علیشاہ مرلوآبادی ۱۰۲،

پرورش رک بہ حجام

پریم کشور (کنور) رک بہ فراقی،

پریم ناتھ (رای) رک بہ آرام

پنچا ۱۰۲

پنچمی ۱۱۲

پنڈت گنگا داس ۱۴۰،

پورن لعل رک بہ رنگین

پھیلر فرنگی ۲۰۷

پیام شرف الدین علیخان ۳۰، ۳۰۴،

پیر خاں رک بہ کمترین

پیر سلون (شاہ) ۳۸۳

پیر علی (شاہ) رک بہ شاہ پیر علی

تاباں - عبدالحی ۱۳۱، ۱۳۳ح، ۲۱۱،

تاثیر - میر صادق علی جلد دوم ۳۷۸،

تاج محل صاحبہ (نواب) ۶۷،

تائب - عبداللہ ۱۳۴

تجلی - ۱۳۱،

تجلی - شاہ تجلی علی ۱۳۷

تجلی علی (شاہ) رک بہ تجلی

تجلی - میر محمد محسن ۱۳۴، ۳۸۱ - جلد دوم ۱۴۰،

تجمل - محمد عظیم ۱۳۷

تحیر - میاں غلام مصطفی ۱۳۷،

ترقی - مرزا محمد تقی ۱۳۸

ترقی - مرزا محمد تقی خاں ۱۵۵، ۱۹۴،

ترک اللہ ۱۰، ۲۳۳،

تسکین ۱۳۱

تسکین - سعادت علی ۱۳۹،

تسکین - گنگا داس ۱۴۰

تسلی - ٹیکا رام ۱۴۰

تسلیم شاہ - جلد دوم ۳۰

تصور - سید حیدر علی ۱۴۱

تعشق - میر سید محمد ۱۴۲، جلد دوم ۴۰۴

تفتازانی - سعد الدین ۱۰۴

تقی - میاں محمد تقی ۱۴۴

تقی - میر محمد رک بہ میر تکور ؟ ۱۴۱ح

تلوک چند (لالہ) رک بہ سرشار

تمکین - بخت مل (پنڈت) ۱۴۷،

تمکین - محمد صلاح الدین ۱۴۶،

تمنا ۱۳۱، ۱۴۴

تمنا - اسد علیخاں ۵۸

تمنا - عباس علیخاں ۱۴۵

تمنا - محمد اسحٰق خاں ۱۴۵ جلد دوم ۳۵۴

تمنا - میر اسد علی جلد دوم ۳۷۹،

تنہا ۱۳۱،

تنہا - سعد اللہ خاں ۱۴۸

تنہا - شیخ عوض علی ۱۴۸

تنہا - محمد عیسیٰ ۱۴۷،
جلد دوم ۱۹۶،
تہانیسری - شاہ امام بخش
جلد دوم ۳۷۹،
۳۸۷،
تہمتن جنگ بہادر رک بہ
شوق،
تیت رای (راجہ) ۱۵۲
۲۲۴ - جلد دوم ۴۰۵
ٹیکا رام - رک بہ تسلی
ٹیکچند رک بہ بہار
ٹیکچند (لالہ) رک بہ اخگر
ثابت ۱۴۹
ثابت - اصالت خاں ۱۵۱
ثابت - مرزا معز الدین بہادر
۱۴۹،
ثاقب ۱۴۹، ۱۵۱،
ثاقب رک بہ والہ (رحمت
خاں)
ثاقب - سید شمس الدین
۱۵۲،
ثاقب - میر شہاب الدین
۱۵۲،
ثروت - مرزا محمد صادق
معروف بہ آغا ثروت
۱۵۲،
ثنا ۱۵۲،
ثناء الدین حسین خاں
(میر) رک بہ فروغ
ثناء اللہ خاں رک بہ فراق
ثناء اللہ (شیخ) رک بہ مشتاق
جامی - مولانا عبد الرحمٰن -
جلد دوم ۴۰، ۲۰۳،
جان بیگ (مرزا) رک بہ سلمی
جان جاں (مرزا) ۱۲۳ و
رک بہ مظہر
جان - جہان عالم
۱۵۲،
جان عالم رک بہ
جان
جٹھم لعل (لالہ) ۲۱۲
جذب ۱۵۲
جراح - غلام ناصر ۱۵۲
جرأت ۱۵۲
جرأت - قلندر بخش ۵۷،
۱۳۷، ۱۴۱، ۱۵۵،
۱۵۶، ۲۰۷، ۲۲۰،
۲۵۸، ۲۷۳، ۲۷۵،
۲۸۸، ۳۰۱، ۳۳۸،
جلد دوم ۲۲، ۲۸،
۱۴۲، ۱۵۲، ۱۷۲،
۲۲۸، ۳۹۱، ۳۹۷،
جرأت - مرزا مغل ۱۶۶،
جسونت سنگھ (راجہ) ۱۰۳
جعفر - جعفر علیخاں ۱۶۷،
جعفر - میر جعفر رک بہ جعفر زٹلی
جعفر خاں (میر) رک بہ صادق
جعفر زٹلی (میر) ۱۶۷،
۳۹۸،
جعفر علی رک بہ حسرت
جعفر علیخاں ۳۴۰
جعفر علیخاں رک بہ جعفر
جعفر علیخاں رک بہ ذکی
جعفر (مرزا) رک بہ شرر
جعفری جلد دوم ۳۷۹
جعفری - میر باقر علی ۱۶۸
جگل کشور (راجہ) جلد دوم
۴۸،
جگنو (میاں) اسد یار خاں
۲۳۸،
جلال - جلد دوم ۳۸۰
جلال - جمال الدین حسین
۱۶۹،
جلال (سید) ۳۶۷،
جلال الدین سلجوقی ۱۶،
جلال الدین (مولوی) رک
بہ عاشق
جمال الدین حسین رک بہ جلال
جنون ۱۵۳
جنون - شاہ غلام مرتضیٰ ۱۶۰
جنون - محمد مظفر الاسلام (یعنی فخر الاسلام) ۱۴۹
جنون - میر فضل علی ۱۶۰،
جلد دوم ۳۱۳،
جواد علی (میرزا) رک بہ احقر
جواد علیخاں (میر) رک بہ ہادی
جوان - شیخ محب اللہ ۱۷۵
جوان - مرزا نعیم بیگ ۱۷۴
جوان بخت (مرزا) رک بہ
جہاندار شاہ مرزا
جوش - رحمو ۱۷۳
جوشش - محمد روشن جلد
دوم ۳۸۰

بوشش - محمد عابد - جلد دوم ۲۸۰
جولان ۱۵۳
جولان بہار، علیشاہ ۱۷۲، وبہادر علیشاہ ۱۷۲ ح
جولان - میر حسن علیخاں ۱۷۱
جوہر - مرزا احمد علی - جلد دوم ۳۸۰
جوہری ۱۷۳
جہاندار رک بہ جہاندار شاہ (مرزا)
جہاندار شاہ (مرزا) ۶۷، ۷۵، ۱۴۵، ۱۷۵، ۱۷۸، ۲۰۸، ۳۴۴، ۳۴۸ - جلد دوم ۲۸۶، ۳۷۴،
جہانگیر - میر جہانگیر جلد دوم ۳۸۱،
جھبنا ۱۷۸،
جھمن لال کایت ۱۷۶
جھولن رک بہ شاہ جھولن
جیسکھ راج رک بہ خیال
جیسنگھ رای ۲۹۱،

جینا بیگم ۱۷۸
جیون (مرزا)، رک بہ رضا
جیون (میاں)، رک بہ خستہ
جیون (میر)، رک بہ زار
چراغ علی (میر)، رک بہ حیف
چندا - مہ لقا ۱۷۱
چینی داس (لالہ)، رک بہ ذرہ
چھتر سنگھ (راجہ)، رک بہ مذنب
حاتم - شیخ ظہور الدین ۶۲، ۶۸، ۱۰۷، ۱۱۴، ۱۱۸، ۱۳۲، ۱۷۹، ۲۷۸، ۲۸۷، ۳۰۱، ۳۰۴، جلد دوم ۲، ۳۰، ۳۲، ۱۳۸، ۲۱۸، ۲۶۶، ۲۸۴
حاتم طائی ۳۶
حافظ ابراہیم ۲۲۴
حافظ ابراہیم ۲۳۷
حافظ الملک رک بہ حافظ رحمت خاں
حافظ بقاء اللہ رک بہ حیران
حافظ رحمت خاں ۷۴، جلد دوم ۱۶۰، ۲۲۹

حافظ (صفائی) ۱۵۴
حافظ عبد الرحمن رک بہ احسان
حافظ غلام محمد رک بہ خوش رس
حافظ محمد حفیظ رک بہ حفیظ
حافظ محمد حیات رک بہ حیا
حافظ محمود خاں رک بہ محمود
حالی - میر محب علی ۱۹۴
حامد باری - جلد دوم ۳۸۱
حب - میر احمد علی ۱۹۵
حجام - عنایت اللہ ۱۹۷
جلد دوم ۲۵ ح
حزین ۱۷۹
حزیں - محمد علی ۲۰۱
حزیں - مرزا خجستہ بخت بہادر ۲۰۰،
حزیں - میر محمد باقر ۲۰۰
جلد دوم ۱۹۸
حسام الدین حمید (میر)، رک بہ نامی
حسام الدین علی (میر)، رک بہ گریاں

حسام الدین خان بہادر (نواب حسام الدولہ) ۱۷۸ - جلد دوم ۲۹۴
حسان ثابت ۸،
حسرۃ ۱۷۹
حسرت - جعفر علی ۵۸، ۱۵۱، ۱۵۵، ۲۰۷، ۲۵۸، جلد دوم ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۶۱، ۲۹۵، ۳۹۹، ۴۰۲
حسرت - لالہ ذوقی رام ۲۱۰
حسن ۱۷۹
حسن بخت رک بہ احسن بخت
حسن - خواجہ حسن ۲۰۵
حسن میرزا حسن ۲۰۶
حسن - میر غلام حسن ۲۰۲، ۲۳۹، جلد ۲، ۲۶۵ و رک بہ میر حسن
حسن شاہ (میر)، رک بہ ضبط
حسن علی رک بہ آگاہ
حسن علی (شیخ)، رک بہ مضطر
حسن علیخاں رک بہ مشوق
حسن علیخاں (میر)، رک بہ جولان
حسن قلی (مرزا)، رک بہ احسن
حسین بخش رک بہ بخشی

حسین بیگ (مرزا) رک بہ محنت
حسین رضائی (مرزا) رک بہ
عیش ،
حسین علی (میر) رک بہ قرار
حسین علی خاں (سید)
امیر الامرا ۱۱۶
حسین علیخاں (میر)
رک بہ ایما
حسینی ۔ حکیم میر حسین
۲۰۶ ، ۲۰۷
حشمت ۱۷۹
حشمت ۔ محمد علی ۱۳۲ ،
۲۱۱ ، ۳۳۶
حشمت ۔ محتشم علیخاں ۲۱۲ ،
حضور ۔ لالہ بالمکند ۲۱۲ ،
۲۱۳ ،
حفیظ ۔ حافظ محمد حفیظ ۲۱۳
جلد دوم ۳۷۸
حفیظ خاں (حکیم محمد) جلد ۲ ۔ ۱۷۹
حق رسا (میاں) رک بہ مجبور
حقیر ۔ میر امام الدین عرف
میر کلو ۲۱۶ ، جلد
دوم ۱۲۷ ،

حقیقت ۔ میر شاہ حسین
۲۱۹ ،
حکیم ۱۷۹
حکیم اصلح الدین خاں
۳۰ ،
حکیم بو علی خاں رک بہ
بو علیخاں ،
حکیم عسکری خاں رک بہ
عسکری خاں
حکیم فضل اللہ عرف مرزا
نینا رک بہ مرزا
حکیم کبیر علی رک کبیر
حکیم ماشاء اللہ خاں ۸۰
حکیم محمد اشرف خاں رک بہ
حکیم ۔
حکیم ۔ محمد پناہ خاں
۲۲۲ ۔ جلد دوم
۲۶۵ و رک بہ نثار
حکیم محمد شریف خاں ۲۲۱
جلد دوم ۹۳ ، ۲۵۹
حکیم محمد شفیع ۳۴
حکیم مرزا محمد حسین رک بہ
سخن ،

حکیم ۔ مسیح الزمان حکیم محمد
اشرف خاں ۲۲۰
حکیم میر حسین رک بہ حسینی
حکیم میر علی رک بہ آشنا
حمایت ۔ جلد دوم ۳۸۲
حمایت اللہ خاں رک بہ سرو
حمزہ ۔ شیخ حمزہ علی ۲۲۳
حمزہ علی (شیخ) رک بہ حمزہ
حمید الدین خاں نیمچہ ۱۶۶
جلد دوم ۳۵۵
حمید الدین ناگوری رک بہ
قاضی حمید الدین
حمید الرحمن رک بہ انیس
حیا ۔ حافظ محمد حیات
۲۲۷ ، ۲۲۸
حیدر ۔ ۱۷۹
حیدر ۔ حیدر بیگ (مرزا) جلد دوم
۳۸۲ ،
حیدر بیگ (مرزا) رک بہ حیدر
حیدر بیگ (مرزا) رک بہ
مجذوب
حیدر بیگ خاں جلد دوم
۲۵۹ ،

حیدر ۔ میر حیدر علی ۲۲۵
حیدر ۔ میر حیدر علیخاں ۲۲۵
حیدر علی (سید) رک بہ تصور
حیدر علی (میر) رک بہ حیدر
حیدر علی (میر) رک بہ حیران
حیدر علیخاں (میر) رک بہ حیدر
حیدری رک بہ صادق ۳۵۸
حیران ۱۷۹
حیران ۔ حافظ بقاء اللہ ۲۲۴
حیران ۔ میر حیدر علی ۶۵ ، ۲۲۳
حیرت ۔ غلام محی الدین خان ۲۲۸
حیرت ۔ میر مراد علی جلد دوم
۳۸۲ ،
حیف ۔ میر چراغ علی ۲۲۹
خادم ۔ شیخ خادم علی ۲۳۱
خادم علی (شیخ) رک بہ خادم
خاص ۔ جلد دوم ۳۸۳
خاقانی شروانی ۱۶
خاکسار ۔ میر محمد یار عرف میر
کلو ۲۳۰
خاکی ۔ غلام حیدر بیگ ۲۳۰
خالد بن ولید ۱۳
خان آرزو ۔ سراج الدین علیخان

۶، ۲۰، ۲۲، ۲۶، ۳۰، ۱۱۰، ۱۱۸، ۱۳۰، ۳۰۴، ۳۵۰

خان خاناں - رک بہ انتظام الدولہ (نواب)

خان - محمد خان افغان ۲۳۱

خجستہ بخت بہادر (مرزا) رک بہ حزیں

خدا بندہ خاں - جلد دوم ۳۸۸

خدا یردی خاں رک بہ بیتاب ۱۲۸ وظریف ۳۷۱

خستہ ۲۲۹

خستہ - عبداللہ خاں عرف میاں جیون ۲۳۵

خستہ - میاں غلام قطب بخش ۲۳۵

خسرو (امیر) ۲۲۳

خلد مکان (حضرت) ۳۸۳، ۳۹۸ - جلد دوم ۳۵۵

خلق - میر حسن ۲۳۶

خلیفہ غلام محمد رک بہ راقم

خلیفہ محمد علی رک بہ سکندر

خلیق - میر متقن ۲۳۶

خلیل خاں (محمد) رک بہ سحر

خواجہ ابراہیم ۲۰۵

خواجہ احسن اللہ خان (احسن الدین خاں) رک بہ بیان

خواجہ آفتاب خاں رک بہ منیر

خواجہ احمد خاں (مولوی) ۴۳، ۶۵، ۱۵۵ جلد دوم ۳۵، ۹۳، ۲۸۸

خواجہ امین الدین رک بہ امین

خواجہ باقی باللہ رک بہ باقی باللہ

خواجہ برہان الدین خاں رک بہ عاصمی

خواجہ حسن رک بہ حسن

خواجہ عسکری - جلد دوم ۲۰۵

خواجہ کھماری رک بہ کھماری

خواجہ میر ۴۳، ۴۴، ۶۹، ۲۷۷، ۲۸۴

۳۳۵ - جلد دوم

۵۰ و رک بہ درد

خواجہ میر درد رک بہ درد و خواجہ میر

خواجہ ہیگا رک بہ شیدا

خوب چند (لالہ) رک بہ نکا

خورم خاں ۲۸۶

خوش رس - حافظ غلام محمد ۲۳۷

خیال - جیسکھ راج - جلد دوم ۳۸۳

خیال - غلام حسین خاں ۲۳۸ - جلد دوم ۳۸۳

خیال - میر محمد تقی جلد دوم ۳۱۴

خیالی رام رک بہ عیاش

خیراتی خان افغان - رک بہ دلسوز

خیر اللہ رک بہ آرام

دارا - مرزا دارا بخت - جلد ۲ - ۳۸۳

دارا بخت (مرزا) رک بہ دارا

داتا - میر فضل علی ۲۳۹

داؤد بیگ رک بہ زور

داؤد خاں افغان ۷۳، درد ۲۳۹

درد - سید کرم اللہ خاں - ۲۵۲

دردمند - میاں محمد فقیہ ۲۵۳ - جلد دوم ۱۹۸

درد (میر) ۲۴، ۱۱۸، ۱۲۶، ۱۷۷، ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۴۰، ۳۶۷، ۳۷۹ جلد دوم ۲، ۸۲، ۱۴۹، ۱۷۵، ۲۷۲ و رک بہ خواجہ میر

دلگیر پرشاد - قرأت صحیح بجای دوارکا پرشاد رک بہ مضطرب

درویش - شاہ علی ۲۵۴

درویش سر برہنہ رک بہ مجنوں

دل ۲۳۹،

دلآرام ۸، ۹
دلاور خاں رک بہ کیول
دلبر۔شاہ دلبر ۲۵۵
دل۔بینی پرشاد کائت ۲۵۵،
دل۔زور اور خاں۔جلد دوم ۳۸۴
دلسوز۔خیراتی خاں ۳۵۵،
دل۔غلام مصطفیٰ خاں جلد ۲۔ ۳۸۴
دل۔مولوی شمس الدین ۲۵۴،
دلوالی سنگھ (لالہ) رک بہ سخنور،
دلہن بیگم۔نواب بہو ۲۵۷
دوارکا پرشاد یعنے درگا پرشاد رک بہ مضطرب
دولت بیگ خاں ۳۶۶
دولت (منشی) ۲۴۰
دیارام (راجہ) رک بہ راجہ

دیارام
دیوالی سنگھ (لالہ) یعنے لالہ دوالی سنگھ رک بہ سخنور
دیوانہ سرپ سنگھ (سرپ سنگھ غلط) ۳۰۷، ۲۲۴، ۲۵۸ جلد ۲۔ ۱۸،
ذرہ ۲۵۸
ذرہ۔لالہ چنی داس ۲۵۹،
ذرہ۔مرزا راجہ رام ناتھ ۲۵۹، ۳۶۱، جلد ۲۔ ۲۸، ۲۷۰،
ذکا۔لالہ خوب چند ۲۵۹،
ذکی۔ ۲۵۸
ذکی۔جعفر علیخاں ۲۶۲
ذکی۔میاں محمد ذکی ۲۶۳
ذوالفقار الدولہ (نواب) ۸۰، ۲۷۶، ۲۷۸، ۳۶۶، ۳۶۷، جلد دوم۔ ۲۳، ۲۰۱، ۲۵۹،

ذوالفقار خاں۔ ۱۵،
جلد دوم۔ ۱۷،
ذوقی۔جلد دوم ۳۸۵،
ذوقی رام لالہ رک بہ حسرت
ذوقی۔شاہ ذوقی ۲۶۳،
راجہ اجیت سنگھ رک بہ اجیت سنگھ
راجہ بہادر۔رک بہ راجہ راجہ بہادر سنگھ رک بہ بہادر سنگھ
راجہ ٹکیت رای رک بہ ٹکیت رای
راجہ دیارام ۱۱۴۔جلد ۲۔ ۱۹،
راجہ۔راجہ بہادر ۲۶۷،
راجہ رام رک بہ بہادر
راجہ رام ناتھ (مرزا) رک بہ ذرہ
راجہ شتاب رای رک بہ شتاب رای
راجہ شنکر ناتھ (مرزا) رک بہ صبا
راجہ کدار ناتھ رک بہ نسیم

راجہ نہلاس رای۔رک بہ مہاراج
راحت علی (سید) رک بہ منعم
راز۔مرزا یعقوب بیگ ۲۶۷،
راغب۔مرزا سبحان قلی بیگ ۲۶۶
رافت۔میاں رؤف احمد ۲۶۶، ۳۴۳،
راقم ۲۶۴،
راقم۔برندا (برندابن) ۲۶۵،
راقم۔خلیفہ غلام محمد ۲۶۴،
رام سکھ۔رک بہ آزاد
رام سنگھ۔رک بہ عاشق
رام ناتھ (مرزا راجہ) رک بہ ذرہ
رای انند رام رک بہ مخلص
رای پریم ناتھ۔رک بہ آرام،

رحمٰن - جلد ۲ - ۳۸۵
رحمٰن - رک بہ احسان
رحمن یار خاں ۳۸۲
رحمو رک بہ جوش
رحیم - جلد ۲ - ۳۸۶
رحیم یار خاں - جلد ۲ - ۱۳۸ ،
رسا - مرزا بلخی - جلد ۲ ۳۸۷ ،
رسوا - جلد دوم ۳۸۶
رسوا - آفتاب رای ۲۶۸ - جلد دوم ۳۸۶ ،
رضا ۲۶۴
رضا - مرزا علی رضا ۲۷۲
رضا - مرزا محمد رضا ۲۷۰
رضا - یعنی محمد رضای دکنی جلد ۲ - ۳۸۷
رضا - مولوی عبد الرضا جلد ۲ - ۳۸۷
رضا - میر رضا علی ۲۷۲
رضا - میرزا جیون ۲۷۱
رضا - میر محمد علی ۲۷۳

رضا علی (میر) رک بہ رضا
رضا قلی بیگ (مرزا) رک بہ آشفتہ
رضائی رک بہ عیش
رضی الدین خان بہادر (سیف الدولہ) رک بہ رضی ،
رضی - رضی الدین خان بہادر (سیف الدولہ سید) ۱۲۷ ، ۲۰۶ ، ۲۶۹ ، ۳۵۰ - جلد ۲ - ۴۱۱
رغبت - میر ابو المعالی ۲۷۳ ،
رفاقت - مرزا محسن بیگ ۲۷۳ ،
رفیع (محمد) رک بہ سودا
رفیع الدین (مولوی) ۱۲۷ جلد ۲ - ۳۷۷ ،
رفیق - مرزا اسد بیگ ۲۷۴
رقت - مرزا قاسم علی ۲۷۵
رنج - میر محمد نصیر ۲۷۷
زنج؟ - میر نصیر الدین ۳۳۵ جلد ۲ - ۱۲۶ ،

رند - مہربان خاں ۲۷۶
رنگین ۲۶۴
رنگین - پورن لعل ۲۷۸
رنگین - سعادت یار خاں ۲۳۱ ، ۲۷۸ ، ۳۰۱ ، ۳۵۲ ، ۳۷۱ - جلد دوم ۳۰ ،
رنگین (قدیمی) ۲۷۷ ، جلد ۲ - ۲۲۴
رودکی ۱۰ ، ۱۹
روشن جلد ۲ - ۳۸۷
روشن الدولہ ظفر خان (نواب) ۱۵۳
روشن علیخاں (میر) رک بہ فروغ
روشن لال رک بہ شوق
رونق - میر غلام حمید ۲۸۳ ،
رؤف احمد (میاں) رک بہ رافت
زار ۲۸۳
زار - برہان الدین خان - ۲۸۳؟

زار - میر چیون ۲۸۵
زار - میر مظہر علی ۲۸۴
زٹلی - رک بہ جعفر زٹلی
زکریا خاں المعروف بہ خان بہادر - جلد دوم ۱۷۶ ،
زمان - جلد دوم ۳۸۸
زمان - سید محمد زمان ۲۸۵
زمرد قم رک بہ وارث
زور اور خاں رک بہ دل
زور اور سنگھ کھتری رک بہ حاجز ۳۸۲ ،
زور - داؤد بیگ ۲۸۶
زید (حضرت) ۱۴۱
زین الدین (مرزا) رک بہ عظیم ،
زین العابدین ۱۳
زین العابدین خان (مرزا) رک بہ سرسبز ،
زین العابدین (میر) رک بہ آشنا
زین العابدین (میر) رک بہ نجابت
ساجد (مولوی) جلد ۲ - ۱۳۰
سالار جنگ ۲۰۲ ،
سالار جنگ (نواب) ۲۹۲
سامی - مرزا جان بیگ ۲۸۶ ، ۲۹۴ ،
سائل - مرزا محمد یار بیگ ۲۸۷ جلد ۲ - ۲۲۴
سبحان - جلد ۲ - ۳۸۸
سبحان قلی بیگ (مرزا) رک بہ راغب
سبحانی (زن رقاصہ) جلد ۲ ۲۲۴ ،
سبقت - مرزا مغل ۲۸۸ ، ۳۵۰ ،
سپاہی ۲۸۹ ، ۲۹۰
سپاہی - امام بخش ۲۸۹
سپاہی - شاہ قلی خاں جلد ۲ - ۳۸۸
سجاد - میر سجاد ۲۹۰
سحر - محمد خلیل خان ۲۹۱
سخن - جلد ۲ - ۳۸۸
سخن - حکیم مرزا محمد حسین ۲۹۱ ،
سخنور - لالہ دیوانی سنگھ یعنے دیوانی سنگھ ۲۹۱
سراج الدولہ ۸۰ ، ۲۹۳ ،
سراج الدین علی خان رک بہ آرزو ،
سراج (اورنگ آبادی) ۲۹۳ ،
سراللہ (مولوی) رک بہ منعم ،
سرپ سنگھ یعنے سرپ سکھ رک بہ دیوانہ
سرسبز - مرزا زین العابدین خان ۲۹۲ ،
سرشار - لالہ تلوک چند ۲۹۳
سرور - اعظم الدولہ میر محمد خان ۲۰۱ ، ۲۸۷ ، ۲۹۴ ،
سرور - حمایت اللہ خان ۲۹۴ ،
سرور - میر فیض علی - جلد ۲ ۳۸۹ ،
سروری - میاں غلام حسین ۶۴ ،
سعادت علی - رک بہ سعادت
سعادت - میر سعادت علی ۲۹۸ ،
سعادت یار خاں رک بہ رنگین
سعد الدین تفتازانی ۱۰۴
سعد اللہ خاں رک بہ تنہا
سعد اللہ (سید) ۳۸۳
سعد اللہ شاہ رک بہ شاہ
سعد اللہ رک بہ گلشن
سعدی (جنوبی) ۱۰ (دکنی) ۲۹۸ - جلد ۲ ۲۹۷ ،
سعدی شیرازی ۱۰ ، ۱۹۷ ، ۲۳۴ ، ۲۷۸ ، ۲۹۸ - جلد دوم ۲۳۰ ، ۲۹۷ ،
سکندر - خلیفہ محمد علی ۲۹۹ ،
سلامت رای (رای) ۲۵۹ ،
سلام - نجم الدین علی خان ۳۰۴ ،
تسکین ،

سلطان - مرزا ہمیونخش
عرف مرزا نیچے ۳۰۲
سلطان - نصراللہ خان
۳۰۳
سلطان ہدایت بخش جلد ۲
۲۱۰ ،
سلمان - جلد ۲ - ۳۹۰ ،
سلیم چشتی (شیخ) ۳۸۲ ،
جلد ۲ - ۳۰۳ ،
سلیمان شکوہ (مرزا) رک بہ
سلیمان
سلیمان علیخان رک بہ
وداد ،
سلیمان - مرزا سلیمان شکوہ
۸۱ - ۱۷۴ - ۳۰۰ ،
۳۵۸ - ۳۶۷ ،
جلد ۲ - ۱۶۴ ، ۱۸۹ ،
۲۲۱ ،
سندر داس (لالہ) جلد ۲ -
۲۷۱ ،
سنگی بیگ - رک بہ گرفتار
سنگی بیگ (مرزا) رک بہ
مسرور ،

سودا - مرزا محمد رفیع ۱۱ ، ۲۴ ،
۲۵ ، ۲۶ ، ۳۰ ، ۵۳ ،
۵۹ ، ۱۰۶ ، ۱۰۷ ، ۱۶۶ ،
۱۷۹ ، ۱۸۰ ، ۱۹۴ ، ۱۹۸ ،
۲۰۳ ، ۲۶۵ ، ۲۷۰ ،
۲۷۶ ، ۳۰۴ ، ۳۵۶ ،
۳۵۷ ، ۳۷۷ ، جلد ۲ -
۲ ، ۳۷ ، ۳۹ ، ۴۰ ،
۵۰ ، ۷۲ ، ۸۱ ، ۸۳ ،
۱۴۳ ، ۱۴۵ ، ۱۴۸ ، ۱۵۳ ،
۱۵۴ و ح ، ۱۶۴ ، ۱۷۹ ،
۱۸۰ ، ۲۰۱ ، ۲۳۰ ، ۲۶۵ ،
۲۶۹ ، ۲۷۲ ، ۳۱۶ ،
۳۹۰ ، ۳۹۴ ، ۴۰۴ ،
۴۰۸ ،
سورج مل جاٹ - جلد دوم
۳۵۴ ،
سوز - محمد میر ۳۴ ، ۸۰ ،
۱۵۳ ، ۲۰۳ ، ۲۷۶ ،
۳۲۰ ، ۳۲۷ ، جلد ۲
۲۱ ، ۱۴۵ ، ۱۸۷ ،
۳۵۳ ، ۴۰۲ ،
سوزاں - شیخ شمس الدین ۳۲۷ ،

سوزاں - مرزا احمد علیخاں
۳۲۷ ،
سیادت - میر نجم الدین ۳۳۴
سیتا رام (لالہ) رک بہ عمدہ
سید ۲۸۶ ،
سید ابراہیم جلد ۲ - ۳۸۹ ،
سید ابوالقاسم رک بہ قاسم
سید اسمعیل غور بندی رک بہ
اسمعیل
سید الشعرا رک بہ سید
سید امیر خان بہادر رک بہ
امیر خاں
سید جعفر علیخاں ۳۴۰
سید جلال ۳۶۳
سید حسین علی خان (امیر
الامرا) ۱۱۶ ،
سید راحت علی رک بہ منعم
سید رضی خاں رک بہ رضی
سید سعد اللہ سورتی ۳۸۳
سید شاہ کمال ۹۷
سید شمس الدین جلد ۲ - ۳۸۹
سید شمس الدین رک بہ ثاقب
سید عبد اللہ قادری ۶۴

سید علی (میر) رک بہ محمگین
سید عوض خاں جلد ۲ - ۲۰
سید فاضل - جلد ۲ - ۹۳
سید کرم اللہ خاں رک بہ درد
سید محمد (میر) رک بہ تعشق
سید محمد (میر) جلد ۲ - ۳۰
سید محمد زمان رک بہ زمان
سید محمد کرمانی رک بہ محمد کرمانی
سید مرتضیٰ خاں ۱۱۳
سید - میر علیخاں ۴ - بعد
میر غالب علیخاں رک بہ سید
سید - میر غالب علیخاں سید الشعرا
۳۰ ، ۲۹۱ ، ۳۲۸ ، ۳۶۶ ،
سید - میر غلام رسول ۳۳۴
سید - میر قطب الدین المعروف
بہ قطب عالم ۳۳۲
سید - نوازش خاں رک بہ
بھید ،
سیف الدولہ سید رضی خاں
رک بہ رضی
سیف الملک ۳۵۱
سیف علیخاں (مرزا)
رک بہ شگفتہ

سیف علی (مرزا)، رک بہ سیف
سیف - مرزا سیف علی
۳۳۴،
سیوک رام رک بہ
بیتاب
شاد - مرزا الہ یار بیگ
۳۳۷
شادان ۳۳۴
شاداں - لالہ بساون لعل
۳۳۸
شاداں - میر رجب علی
۳۳۷
شاعر - میرزا ناصر پرست المعروف
بہ میر کلو ۳۳۵
شافعی بن ادریس ۱۲
شاکر ۳۳۴
شاکر علی (میر)، رک بہ
شاکر
شاکر محمد شاکر ۳۳۶
شاکر - میر شاکر علی ۳۳۶
شاکر (میر)، رک بہ ناجی
شاہ افضل خدا نما - جلد ۲
۱۶۴

شاہ امام بخش رک بہ تمانیری
شاہ ببر علی (قرأت صحیح بجائی)
شاہ پیر علی جلد ۲ - ۲۴۰
شاہ بھیا ۲۵۴
شاہ پیر سلون ۲۸۳
شاہ پیر علی رک بہ شاہ
ببر علی
شاہ تجلی علی ۱۳۷
شاہ جھولن جلد ۲ - ۱۴
و رک بہ عظیم
شاہ جی (میاں)، رک بہ برق
شاہ حاتم رک بہ حاتم
شاہ حسین (میر)، رک بہ
حقیقت
شاہ حسین واعظ ۵۲
شاہ دلبر رک بہ دلبر
شاہ دولہ جلد ۲ - ۹۳
شاہ ذوقی رک بہ ذوقی
شاہ سعد اللہ رک بہ شاہ
شاہ سلیمان ۳۸
شاہ - شاہ سعد اللہ ۳۳۷
شاہ شرف الدین رک بہ بلول
شاہ شمس الدین - جلد ۲ - ۲۸۵

شاہ عالم پادشاہ ۱۸، ۸۳،
۳۸۶، ۳۶۰، ۳۶۹
و رک بہ آفتاب
شاہ عبد الستار ۱۱۸
شاہ عبد العزیز شکر بار -
جلد ۲ - ۱۲۳
شاہ علی رک بہ ارمان
شاہ علی رک بہ درویش
شاہ غریب - جلد ۲ - ۲۷۲
شاہ غلام محمد رک بہ غلامی
شاہ غلام مرتضیٰ الہ آبادی
رک بہ جنون
شاہ فرہاد ۳۸۴
شاہ قدرت اللہ رک بہ قدرت
شاہ قلندر - رک بہ قلندر
شاہ قلیخان رک بہ سپاہی
شاہ کمال بخاری (سید)
۲۱، ۹۷،
شاہ کمال الدین ۱۶۹ ح
جلد ۲ - ۱۴۲
شاہ گھسیٹا رک بہ عشق
شاہ مبارک رک بہ آبرو
شاہ محب اللہ رک بہ جوان

شاہ محمد اسمٰعیل ۱۲۸
شاہ محسن رک بہ فدوی
شاہ محمد امین سہروردی ۱۷۹
شاہ محمد عظیم ۲۹۵، ۳۳۶
شاہ محمد عظیم رک بہ عظیم
شاہ محمد غوث گوالیاری ۲۰
شاہ محمدی رک بہ بیدار
شاہ محمدی رک بہ مائل
شاہ مدار ۲۰۳
شاہ مزمل رک بہ مزمل
شاہ مشتاق رک بہ طلب
شاہ معصوم ۳۵۴
شاہ ملول رک بہ الہام
شاہ نصیر الدین رک بہ
نصیر (محمد نصیر الدین)،
شاہ وارث الدین رک بہ
وارث
شاہ ولی اللہ رک بہ اشتیاق
شاہ ناصر علی ۱۵، ۳۲۶، جلد ۲ - ۱۷
شایق ۳۳۴
شایق - محمد ہاشم ۳۳۹
شایق - میر حاجی ۳۳۸ ح
شایق - میر محمد ۳۳۸

شجاع الدولہ نیشاپوری ۱۵،
شتاب رای (راجہ) ۲۶۷
شجاع الدولہ وزیر الممالک ۱۷، ۳۴۹، جلد دوم ۱۵۳،
شجاعت اللہ خاں رک بہ ثابت،
شرافت - مرزا اشرف علی ۳۴۲،
شرر ۳۳۴
شرر - مرزا ابراہیم بیگ ۳۴۱،
شرر - مرزا جعفر ۳۴۲
شرف ۳۳۴
شرف الدولہ رک بہ افراسیاب خاں
شرف الدین (شاہ) رک بہ ملول
شرف الدین (شیخ) رک بہ الہام
شرف الدین (شیخ) رک بہ مضمون
شرف الدین (میاں) رک بہ برشتہ
شرف الدین حسن (شیخ) رک بہ شرف
شرف الدین علیخان رک بہ پیام
شرف - شیخ شرف الدین حسن ۳۴۱
شرف - میر محمدی ۳۴۰
شریف ۳۳۴
شریف - مرزا محمد شریف ۳۴۲، ۳۴۳
شریف - مرزا محمد شریف (جدید الاسلام) ۳۴۳
شعاع - شاہزادہ ولی عہد محمد اکبر ۳۴۳، ۳۶۹،
شعور احمد (میاں) رک بہ شعور
شعور - میاں شعور احمد ۳۴۳،
شفیع - محمد شفیع ۳۴۴
شفیق - مظہر علیخاں ۳۴۴
شکوہ - مرزا محمد رضا ۳۴۶
شکیبا - شیخ غلام حسین ۳۴۶ جلد ۲ - ۳۱
شگفتہ ۳۳۴
شگفتہ بخت بہادر رک بہ شگفتہ
شگفتہ - مرسنگھ آہنگر ۳۴۹
شگفتہ - مرزا سیف علیخاں ۳۴۹،
شگفتہ - مرزا شگفتہ بخت بہادر ۱۴۵، ۲۲۶، ۳۴۸
شمر و فرنگی ۲۸، ۶۱، ۳۶۰
شمس - میر شمس الدین ۳۴۹
شمس الدولہ (نواب) رک بہ قسمت
شمس الدین (سید) جلد ۲ - ۳۸۹،
شمس الدین (سید) رک بہ ثاقب
شمس الدین (شاہ) رک بہ شاہ شمس الدین
شمس الدین (شیخ) رک بہ سودا
شمس الدین (مولوی) رک بہ دل
شمس الدین (میر) رک بہ شمس
شمس الدین (میر) رک بہ فقیر
شمس الدین (میر) رک بہ لطیف
شمس الدین (میر) رک بہ ہوش
شنبھو ناتھ (لالہ) رک بہ عزیز
شنکر ناتھ (مرزا راجہ) رک بہ صبا
شور - محمود بیگ عرف ملہو بیگ ۲۸۶ جلد ۲ - ۳۵۲ - ۳۰۳
شورش - ناصر حسین ۳۵۲
شوق ۳۳۴
شوق - جلد ۲ - ۳۹۰
شوق - تہمتن جنگ بہادر ۳۵۱،
شوق - حسن علیخاں ۳۵۰،

شوق - روشن لال ۳۵۱

شوق - مولوی قدرت اللہ ۳۵۱

شوق - محمد بخش ۳۵۱

شوق - میاں غلام رسول ۳۵۲،

شوکت - مرزا علی ۳۵۰

شوکت جنگ - رک بہ سوزاں

شہاب الدین (میر) رک بہ ثاقب

شہدا - جلد۲ - ۳۹۰

شہرت - امیر بخش خاں ۳۵۲

شہرت (لکھنوی) جلد۲ ۳۹۱

شہرت (دکنی) جلد دوم ۳۹۱

شہوت - میر بکری ۳۵۴

شہید - جلد۲ - ۳۹۰

شیخ احمد یار - رک بہ احمد

شیخ اصغر علی رک بہ مروت

شیخ اکبر ۳۴۰، ۳۴۲

شیخ بدرالدین رک بہ عس

شیخ ثناءاللہ رک بہ مشتاق

شیخ خادم علی رک بہ خادم

شیخ رحمت اللہ رک بہ عشقی

شیخ رحمت اللہ رک بہ مجرم

شیخ سلیم چشتی ۳۸۲

شیخ شرف الدین رک بہ الہام

شیخ شرف الدین حسن رک بہ شرف

شیخ شرف الدین رک بہ مضمون

شیخ شمس الدین رک بہ سوزاں

شیخ شیراز ۲۷۸، ۲۹۸ و رک بہ سعدی شیرازی

شیخ ظہورالدین رک بہ حاتم

شیخ عاشور علی ۳۸۲

شیخ عبدالحق محدث جلد۲ - ۴۰۶،

شیخ عبدالرحیم رک بہ مضمون

شیخ عبدالصمد رک بہ فدا

شیخ عبدالقادر رک بہ نالاں

شیخ عظمت اللہ رک بہ عظمت

شیخ عوض علی رک بہ تنہا

شیخ غلام حسین رک بہ شکیبا

شیخ فریدالدین شکر گنج - جلد۲ - ۱۹۷

شیخ قدرت اللہ رک بہ قدرت

شیخ ؟ مبارک رک بہ آبرو

شیخ محمد علی رک بہ عزیز

شیخ محمد نعیم رک بہ نعیم

شیخ مداری رک بہ ضمیر

شیخ نجم الدین رک بہ آبرو

شیخ نصیرالدین احمد رک بہ غریب

شیخ نظام الدین رک بہ عنایت

شیدا - خواجہ بیگا ۳۵۵ جلد۲ - ۲۰۵

شیدا - میر فتح علی ۳۵۶

شیر علی (میر) رک بہ افسوس

شیر محمد خان رک بہ ایمان

شیفتہ - عبدالصمد ۳۵۶

شیو سنگھ رک بہ بیجان

صابر - صابر علیشاہ جلد۲ - ۴

صابر علیشاہ رک بہ صابر

صاحب - ظفر یاب خاں ۲۸، ۳۶۰

صاحبقراں ۳۶۱

صاحب میر ۶۹

صادق ۳۵۷

صادق - صادق علیشاہ عرف حیدری ۳۵۸

صادق - مرزا محمد ۳۶۰

صادق - میر جعفر خاں ۳۵۷

صادق - میر صادق علی ۳۵۸

صادق - میر صادق علیخاں ۳۵۸،

صادق علیخاں (مرزا) عرف مرزا مدد اللہ

رک بہ مرزا

صادق علی خان (میر) رک بہ صادق

صادق علی شاہ رک بہ صادق

صادق علی (میر) رک بہ تاثیر

صادق علی (میر) رک بہ صادق

صادق علی (میر) رک بہ صفدری
صادق - بشی میاں ۳۵۷
صبا ۳۵۷
صبا - جلد ۲ - ۳۹۱
صبا - لالہ کان چند ۳۶۲
صبا - مرزا راجہ شنکر ناتھ ۳۶۱،
صبر - مرزا غلام حسن جلد ۲ - ۳۹۲
صدر الدین (محمد) رک بہ مہجور
صدق - جلد ۲ - ۳۹۲
صفا - جلد ۲ - ۳۹۳
صفدر - میر صفدر علی ۳۶۲
صفدر شکوہ (آصفجاہ) جلد ۲ - ۳۰
صفدر علی (میر) رک بہ صفدر
صفدری - جلد ۲ - ۳۹۳
صلابت جنگ رک بہ مغنی
صلاح الدین (محمد) رک بہ تمکین
صلاح الدین (میر) رک بہ پاکباز
صمصام الدولہ (امیر الامرا) رک بہ عاصم
صمصام اللہ (میاں) رک بہ احمد
ضابطہ خاں (امیر الامرا) ۱۷۷، ۲۷۸، جلد ۲ - ۴۰ - ۳۹۲
ضاحک (میر غلام حسین) ۲۰۲، ۳۰۴
ضبط - میر حسن شاہ ۳۶۳
ضمیر ۳۶۳
ضمیر - لالہ گنگا داس ۳۶۴
ضمیر - شیخ مداری ۳۶۴
ضیا ۳۶۳
ضیا - مرزا ضیا بخت بہادر ۳۶۴
ضیا - میر ضیاء الدین - ۵۳، ۲۰۳، ۲۷۳
۳۶۵ - جلد دوم ۳۹۱، ۴۰۱
ضیا بخت بہادر (مرزا) رک بہ ضیا
ضیاء الدین (میر) ۲۰۲،
ضیاء الدین (میر) رک بہ ضیا
ضیاء الدین حسین خاں (نواب) رک بہ آقا مرزا
طالب ۳۶۶
طالب - طالب حسین ۳۶۷
طالب - عاشور بیگ خاں ۳۶۶،
طالب - میر طالب علی ۳۶۶
طالب حسین رک بہ طالب
طالب علی (میر) رک بہ طالب
طالب علی خاں ۳۳۴ ح
طالب قلی خاں (خواجہ سرا) ۳۳۴
طالب کلیم - جلد ۲ - ۳۱
طپش - مرزا محمد اسمٰعیل عرف مرزا جان ۳۶۷
طفل - مرزا عبد المقتدر ۳۶۹
طلب - شاہ مشتاق ۱۵۳
طہماس بیگ خاں (محکم الدولہ) ۲۷۸،
طہماسپ قلی نادر (شاہ) ۳۷۶ - جلد دوم ۲۵۷، **
ظاہر - میر محمدی ۳۷۱
ظریف - خدا یار دی خاں ۱۲۸، ۳۷۱
ظفر - ابو المظفر بہادر ۳۷۲، و رک بہ ابو المظفر بہادر (میرزا)
ظفر خاں (روشن الدولہ، نواب) ۱۵۳
ظفر یاب خاں ۲۸، ۲۵۶، ۳۶۰، رک بہ صاحب و شمرو
ظہور - جلد ۲ - ۳۹۳
ظہور الدین (شیخ) رک بہ حاتم
ظہور اللہ خاں رک بہ نوا،
عابد جلد ۲ - ۳۹۳

عابد یار خاں ۲۱۲
عاجز ۳۷۶
عاجز - زور آور سنگھ ۳۸۲
عاجز - میر غلام حیدر خاں ۳۸۱
عارف - محمد عارف ۳۷۸
جلد ۲ - ۱۲۵
عارف خاں جلد ۲ - ۲۰۱
عاشق ۳۷۶، ۳۷۸
عاشق - جلد ۲ - ۳۹۴
عاشق - بھولا ناتھ پنڈت ۳۸۰
عاشق - رام سنگھ کھتری ۳۸۱
عاشق - رک بہ نگاں
عاشق - مولوی جلال الدین ۳۸۰
عاشق - مہدی علی خاں ۲۹، ۳۷۹
عاشور بیگ خاں رک بہ طالب
عاشور علی (شیخ) ۳۸۲
عاصم - صمصام الدولہ

امیر الامرا خان دوراں خان بہادر ۳۷۶
عاصی - خواجہ برہان الدین خاں ۳۷۶ ح، ۳۷۷
عاصی - جلد ۲ - ۳۹۴
عاقبت محمود خاں رک بہ فدا
عاقل - عاقل شاہ ۳۸۱
عاقل شاہ رک بہ عاقل
عاکف - جلد ۲ - ۳۹۴
عالم خاں ۸۰ ونک بہ امیر خاں بہادر
عالم شاہ - رک بہ مخزوں
عالی جاہ بہادر ۶۵
عباس ۳۷۶
عباس - عباس علی بیگ جلد ۲ - ۳۹۴
عباس علی بیگ - رک بہ عباس
عباس علی خاں رک بہ تمنا
عبد الاحد خاں (نواب مجد الدولہ) ۲۳۵، ۳۸۰

عبد الباقی خاں ۱۶۶
عبد الجلیل (میر) رک بہ اٹل
عبد الحق (شیخ) جلد ۲ - ۴۰۶
عبد الحی رک بہ تاباں
عبد الرحمن (حافظ) رک بہ احسان
عبد الرحمن خاں قندھاری جلد ۲ - ۳۷
عبد الرحیم (شیخ) رک بہ مفتوں
عبد الرزاق رک بہ فیاض
عبد الرسول سہارنپوری (مولوی) ۷۴
عبد الرسول (میر) رک بہ نثار
عبد الرشید رک بہ بیہوش
عبد الرضا (مولوی) رک بہ رضا
عبد الستار (شاہ) ۱۱۸۵
عبد الصمد (حافظ) رک بہ شیفتہ
عبد الصمد (شیخ) رک بہ فدا
عبد العزیز شکر بار رک بہ شاہ عبد العزیز
عبد العزیز (مولوی) جلد ۲ ۳۵۲،

عبد العلی (مرزا) رک بہ وفا
عبد الفتاح (قاضی) رک بہ قاضی
عبد القادر (شیخ) رک بہ تاباں
عبد القادر جیلانی ۱۲، ۶۴، ۱۴۲ جلد ۲ - ۲۷۵
عبد القادر (مرزا) رک بہ بیدل
عبد اللہ رک بہ تائب
عبد اللہ خاں رک بہ خستہ
عبد اللہ خاں رک بہ مشتاق
عبد اللہ خاں ولد محمد علیخاں روہیلہ ۳۰۳
عبد اللہ (سید) رک بہ اصغر
عبد اللہ قادری (سید) ۶۴ - جلد ۲ - ۲۸۸
عبد اللہ (میر) جلد ۲ - ۳۷۸
عبد المجید رک بہ بہجت ۱۱۲
عبد المقتدر (مرزا) رک بہ طفل
عبد الواسع (شیخ) رک بہ عزت

عبدالولی (میر) رک بہ غریب
عبدالولی (میر) رک بہ غریب
عبدالوہاب (مولوی) ۳۸۰
عرش منزل - جلد۲ - ۲۰
عزت - شیخ عبدالواسع
جلد۲ - ۳۹۵
عزت اللہ (میر) رک بہ عشق
عزلت - میر عبدالولی ۳۸۳
عزیز ۳۷۶
عزیز - بکھاری لعل ۳۸۲
عزیز - شیخ محمد علی ۳۸۲
عزیز - لالہ شنبھو ناتھ
۳۸۳
عزیزالدین (میر) رک بہ
ہمرنگ
عزیز خان رک بہ بیجان
عس - شیخ بدرالدین
جلد۲ - ۳۹۵
عسکری - مرزا محمد عسکری
۳۸۴
عسکری خاں (حکیم)
جلد۲ - ۲۲۰
عشاق - جلد۲ - ۳۹۶

عشرت - میر غلام علی
۳۹۸،
عشق ۳۷۶
عشق رک بہ مبتلا
عشق - شاہ گھسیٹا ۳۸۴
جلد۲ - ۴۱، ۱۷۵
عشق - مرزا محمد ۲۶۴،
۳۴۲، ۳۶۴
عشق - میر عزت اللہ
۵، ۵۲، ۷۲،
۱۴۲، ۱۷۵، ۱۹۶،
۲۱۴، ۳۳۹، ۳۴۵
۳۷۳، ۳۸۱، ۳۸۵
جلد۲ - ۴۵، ۱۸۱،
۲۱۰، ۳۶۹، ۳۷۸
۳۸۹، ۳۹۲، ۴۰۲
۴۰۴،
عشق - میر محمد علی ۳۸۵
عشقی - جلد۲ - ۳۹۵
عشقی - شیخ رحمت اللہ
جلد۲ - ۳۹۶
عطا - محمد عطاء اللہ ۴۲،
۳۹۸،

عطاء اللہ خاں رک بہ فرقت
عظمت - شیخ عظمت اللہ
جلد۲ - ۱۶
عظمت اللہ (شیخ) رک بہ
عظمت،
عظیم ۳۷۶، جلد۲ - ۱
عظیم - جلد۲ - ۳۹۶
عظیم - شاہ محمد عظیم جلد۲
۱۴،
عظیم - مرزا عظیم بیگ ۱۷،
۷۱، ۷۲، ۸۲،
جلد۲ - ۱
عظیم - مرزا زین الدین
جلد۲ - ۱۴
عظیم الدین خاں عرف
بھورے خاں رک بہ
آشفتہ
عظیم بیگ (مرزا) رک بہ
فدوی،
عقیدت - جلد۲ - ۳۹۶
علامہ شیرازی ۱۰۴
علاء الدین عطار (خواجہ) ۳۶۹
علی ۳۷۶ - جلد۲ - ۱۶،

علی - شاہ ناصر علی - جلد۲
۱۷،
علی - مرزا علی - جلد۲ - ۱۸
علی ابن ابی طالب ۱۲،
جلد۲ - ۱۷، ۱۹
علی تقی (مرزا) رک بہ محشر
علی تقی (میر) رک بہ کافر
علی رضا (مرزا) رک بہ رضا
علی رضا (مرزا) رک بہ مرہون
علی شاہ رک بہ پروانہ
علی شیر (میر) رک بہ نوائی
علی قلی (مرزا) رک بہ ندیم
علی قلی خاں شش انگشتی
جلد۲ - ۱۴۵
علی قلی خاں والہ ۱۳۰
علی محمد خاں روہیلہ ۷۳
علی مردان خاں ۳۷۹
عماد الملک (نواب)
رک بہ غازی الدین
خاں بہادر
عمدۃ الملک (نواب)
رک بہ امیر خاں
عمدہ - لالہ سیتا رام جلد۲ - ۱۹

عمر ابن الخطاب ۱۳
عنایت - شیخ نظام الدین
جلد ۲ - 19
عنایت اللہ رک بہ جام
عنایت اللہ (میر) رک
بہ مشتاق
عنصری ۱۶
عوض خاں (سید)
جلد ۲ - ۲۰
حوض علی (شیخ) رک بہ
تنہا
عیاش - خیالی رام -
جلد ۲ - ۲۳
عیاش - غلام جیلانی
خاں المعروف بہ
میاں بخشو -
جلد ۲ - ۲۲
عیاں - سید غالب علیخان
المعروف بہ میرطہ
جلد ۲ - ۲۰
عیش - مرزا حسین بسمائی
جلد ۲ - ۲۱
غازی - جلد ۲ - ۳۹۷

غازی الدین خان بہادر (نواب عماد الملک)
جلد ۲ - ۱۹، ۲۲
۴۷، ۱۴۵، ۱۷۷
۲۱۰، ۲۱۵، ۲۷۰
۲۷۷، ۳۱۴، ۳۵۵
غافل - میر محمد علی - جلد ۲ -
۲۶
غالب - بہادر بیگ خاں
(والا جناب)
جلد ۲ - ۲۳
غالب علی خاں (سید)
المعروف بہ میرطہ
رک بہ عیان
غالب علیخاں (میر) رک بہ
سید و آشنا و
غریب
غریب - جلد ۲ - ۲۳
غریب ۳۲۸ و رک بہ
سید،
غریب - شیخ نصیر الدین
احمد ۳۸۲ -
جلد ۲ - ۲۷
غریب - میر محمد تقی جلد ۲ - ۲۷

غریب - میر عبد الولی -
جلد ۲ - ۲۶
غضنفر - غضنفر علیخاں
جلد ۲ - ۲۸
غضنفر علیخاں رک بہ غضنفر
غفور بیگ (مرزا) رک بہ
افسوس
غلام - کنور گوپال ناتھ -
جلد ۲ - ۲۸
غلام احمد رک بہ احمد
غلام اشرف رک بہ اشرف
غلام اشرف رک بہ افسر
غلام جیلانی خان رک بہ
عیاش
غلام حسن (مرزا) رک بہ صبر
غلام حسن (میر) رک بہ
حسن
غلام حسین (شیخ) رک بہ
شکیبا،
غلام حسین (میاں) رک بہ
سروری
غلام حسین (میر) رک بہ
ضاحک

غلام حسین (میر) رک بہ
یاد،
غلام حسین خاں رک بہ
خیال
غلام حسین خاں کڑوڑہ
جلد ۲ - ۲۸
غلام حیدر (میر) رک بہ
رونق
غلام حیدر بیگ رک بہ
خاکی
غلام حیدر خاں (میر)
رک بہ عاجز
غلام رسول (میاں)
رک بہ شوق
غلام رسول (میر) رک بہ
سید،
غلام علی (میر) رک بہ
احسان
غلام علی (میر) رک بہ
آزاد
غلام علی (میر) رک بہ
اطہر
غلام علی (میر) رک بہ عشرت

غلام قطب بخش (میاں) رک بہ خستہ

غلام کبریا (مولوی) رک بہ کامل

غلام محمد (حافظ) رک بہ خوش رس

غلام محمد (خلیفہ) رک بہ راقم

غلام محمد (شاہ) رک بہ غلامی

غلام محی الدین رک بہ اظہر

غلام محی الدین رک بہ مبتلا

غلام محی الدین (میر) رک بہ اویسی

غلام محی الدین خاں رک بہ حیرت

غلام محی الدین خاں رک بہ گریاں

غلام محی الدین خاں بیوتات جلد۲ - ۳۸۴

غلام مرتضیٰ (شاہ) رک بہ جنوں

غلام مصطفےٰ (میاں) رک بہ تحیر

غلام مصطفےٰ خاں رک بہ دل

غلام مصطفےٰ خاں رک بہ یکرنگ

غلام معین الدین خاں رک بہ معین

غلام ناصر ۱۵۴، ۱۵۵، و رک بہ جراح

غلام نبی خاں رک بہ مختار

غلام ہمدانی رک بہ مصحفی

فاخر مکین ۱۰۷، ۱۴۰- جلد۲ ۲۱۵ ح ۲۹۴

فارغ - لالہ مکند سنگھ جلد۲ - ۳۲

فتح علی (میر) رک بہ شیدا

فتح علی (میر) رک بہ مجرم

فتح علی خان حسینی (سید) جلد۲ - ۲۰، ۱۸۴، ۳۵۵، ۳۶۹

فخر رک بہ ماہر

فخر الاسلام رک بہ جنوں

فخر الدین ۲۲۸ ح رک بہ حیرت

فخر الدین (مولانا محمد) ۳۱، ۵۴، ۷۴، ۱۰۴، ۱۱۸، ۱۲۴، ۱۹۷، ۲۰۷، جلد۲-

۱۹، ۷۶، ۹۳، ۲۰۲، ۲۱۵، ۲۷۷، ۳۵۳، ۳۵۴

فخر الدین (میر) رک بہ ماہر

فخر الشعرا رک بہ ممنوں

فدا - جلد۲ - ۳۲ - ۳۳

فدا - (شیخ محمد الصمد - جلد۲ ۳۵،

فدا - لچھے رام پنڈت ۱۴۷ جلد۲ - ۳۷

فدا - مرزا فدا حسین خاں المعروف بہ آغا حسین خاں جلد۲ - ۳۴

فدا - مولوی محمد اسمٰعیل - جلد۲ - ۳۵

فدا - میر امام الدین - جلد۲ ۳۹۷

فدا حسین خاں (مرزا) رک بہ فدا

فدوی - جلد۲ - ۳۲

فدوی - مرزا فدوی ۳۰۴، ۳۵۶ - جلد۲ - ۳۹

فدوی - شاہ محسن - جلد۲ - ۳۷۰

فدوی - مرزا بھچو بیگ ۱۵۱ - جلد۲ - ۴۱، ۱۸۳

فدوی - مرزا عظیم بیگ جلد۲ - ۳۰، ۳۹

فدوی - میر فضل علی - جلد۲ ۳۹،

فراغ - جلد۲ - ۴۳

فراق - جلد۲ - ۳۲

فراق - ثناء اللہ خاں - ۵، ۳۸، ۶۶، ۷۲، ۸۲، ۱۲۶، ۱۳۸، ۱۴۸، ۲۱۴، ۲۳۵، ۲۴۰، ۲۵۶، ۲۷۴، ۳۴۵، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۶۶ - جلد۲ - ۲۴، ۲۹، ۴۹، ۹۰، ۱۲۷، ۱۶۱، ۲۵۵، ۲۶۳، ۲۶۹، ۲۹۶، ۳۱۷، ۳۵۳،

فراق - کیقباد جنگ - جلد دوم ۴۹،

فراق - مرتضیٰ قلیخان ۱۱۸

فراقی - جلد۲ - ۳۹۸

زاتی - کنور پریم کشور - جلد۲
۴۸، ۳۵۰
فرحت - میر امیر علی - جلد
دوم ۴۵،
فرخندہ بخت (مرزا) ۳۶۵
فردوس آرامگاہ (محمد شاہ)
۲۱، ۷۴، ۷۷،
۹۸، ۱۱۲، ۲۰۱، ۲۱۲
۲۲۸، ۲۵۲، ۲۵۳
۲۶۲، ۲۹۹، ۳۴۰
جلد۲ - ۲۰، ۳۸،
۷۲، ۱۳۴، ۲۲۶
۲۵۷، ۲۹۱، ۳۵۵
فردوسی طوسی ۱۶۷، ۲۸۶
فرزدق ۱۳، ۱۴
فرزند علی (میر) رک بہ موزوں
فرشتہ - قاسم ۲۳۴
فرصت الہ آبادی - جلد۲
۷۸، ۳۹۸
فرقت - عطاء اللہ خاں
جلد۲ - ۴۷
فروغ - جلد۲ - ۳۲
فروغ - میر شناء الدین حسین
خاں - جلد۲ - ۴۴
فروغ - میر روشن علیخاں
جلد۲ - ۴۴
فرید الدین (میر) رک بہ
آفاق
فضل اللہ (حکیم) رک بہ مرزا
فضل علی (میر) رک بہ جنون
فضل علی (میر) رک بہ دانا
فضل علی (میر) رک بہ قدری
فغاں - اشرف علی خاں
کوکلتاش - جلد۲ -
۷۲، ۴۰۰
فقیر - مولوی فقیر اللہ - جلد۲
۷۷
فقیر - میر شمس الدین - جلد۲
۷۶، ۷۷، ۱۲۳، ۲۱۵،
۲۲۷،
فقیر - میر فقیر اللہ - جلد۲ - ۷۷
فقیر اللہ (مولوی) رک بہ فقیر
فقیر اللہ (میر) رک بہ فقیر
فگار - مرزا قطب علی بیگ
جلد۲ - ۷۸
فوجدار خاں - ۳۵۸
فوقی - جلد۲ - ۸۳
فیاض - عبد الرزاق - جلد۲ -
۸۰،
فیروز خاں (میاں) ۲۴۰
فیض - فیض علی - جلد۲ - ۷۹
فیض علی - رک بہ فیض
فیض علی (میر) رک بہ سرور
فیضی - جلد دوم ۳۹۹،
فیضی فیاضی ۱۶
قابیل ۸
قاری محمد تقی رک بہ محمد تقی
قاسم - میر قدرت اللہ ۵،
۵۴، ۶۹، ۷۲،
۸۲، ۱۰۴، ۱۱۸، ۱۲۴،
۱۹۵، ۲۱۴، ۲۲۱،
۲۷۷، ۳۰۵، ۳۴۰،
۳۴۵، ۳۶۷، ۳۷۷،
۳۸۳ - جلد۲ - ۲، ۲۲،
۳۸، ۴۳، ۴۸، ۹۲،
۱۵۷، ۱۶۱، ۱۸۹، ۲۰۲
۲۱۰، ۲۱۵، ۲۷۲،
۲۹۲، ۲۹۴، ۳۱۷،
۳۵۵، ۳۹۸،
قاسم خاں بہادر - جلد۲ - ۲۰۱
قاسم علی (مرزا) رک بہ رقت
قاسم فرشتہ ۲۳۴
قاصر - مرزا ببر علی - جلد۲ - ۹۰
قاضی حمید الدین ناگوری ۱۷۹
قاضی رحمت اللہ خاں - جلد۲ -
۱۹۶ح ۳۷۲،
قاضی - عبد الفتاح جلد۲ -
۸۹،
قاضی مبارک ۷۴، ۳۸۰
قایم - جلد۲ - ۸۰
قایم - قائم علی - جلد۲ - ۸۱
قائم علی (شیخ) رک بہ قایم
قائم - قیام الدین علی ۷۴
۱۰۲، ۲۴۰ - جلد۲ -
۸۲، ۸۹، ۱۵۱، ۲۱۵،
۲۷۲، ۳۷۸،
قبول - جلد۲ - ۳۹۹
قتیل - مرزا محسن (وکذا) ۳۴۶
قدر - جلد۲ - ۳۹۹
قدرت - شاہ قدرت اللہ
۳۸۱، ۳۸۴ - جلد۲
۲۶، ۱۲۳،

قدرت - شیخ قدرت اللہ
جلد ۲ - ۱۲۵
قدرت - مولوی قدرت اللہ
جلد ۲ - ۱۲۵
قدرت اللہ (شاہ) رک بہ
قدرت
قدرت اللہ (شیخ) رک بہ قدرت
قدرت اللہ (مولوی) رک بہ
شوق
قدرت اللہ (مولوی) رک بہ قدرت
قدرت اللہ (میر) ۳ - جلد ۲ -
۹۲ و رک بہ قاسم
قدسی - محمد جان ۲۶
قرار - میر حسین علی جلد ۲ - ۱۲۶
قربان - جلد ۲ - ۸۰
قربان - میر قربان علی - جلد ۲ -
۱۲۶
قربان - میر محمدی ۲۱۶ - جلد ۲
۱۲۷
قربان علی (میر) رک بہ قربان
قرمساق خان بہادر رک بہ شہوت
قرین - جلد ۲ - ۳۹۹
قزلباش خلی - رک بہ امید

قسمت - نواب شمس الدولہ جلد ۲ - ۱۲۰
قطب الدین (میر) رک بہ سید
قطب بخش ۲۳۵ ح و رک بہ خستہ
قطب عالم رک بہ سید
قطب علی بیگ (مرزا) رک بہ فگار
قلندر - شاہ قلندر - جلد ۲ - ۱۳۱
قلندر بخش رک بہ آفرین
قلندر بخش رک بہ جرأت
قلندر علی خاں (سید) جلد ۲ - ۲۰۰
قمر الاسلام یعنے فخر الاسلام رک بہ
جنوں
قمر الدین خاں (اعتماد الدولہ) ۲۲۸
۲۵۷، ۲۷۸، جلد ۲ - ۱۷۶
قمر الدین (میر) رک بہ منت
قمیش قادری (حضرت) جلد ۲ -
۳۷۹،
قیام الدین علی رک بہ قایم
قیس - مرزا احمد بیگ عرف
مدارا بیگ - جلد ۲ - ۱۳۱
کاظم - جلد ۲ - ۱۳۴
کاظم حسن (مرزا) رک بہ بیقرار
کافر - میر علی تقی جلد ۲ - ۱۳۴
کامگار خاں (نواب) رک بہ نواب

کامگار خاں
کمال - مولوی غلام کبریا ئی -
جلد ۲ - ۳۵۱
کان جیوں (لالہ) رک بہ صبا
کبیر حکیم کبیر علی - جلد ۲ - ۱۳۴
۱۸۰،
کبیر علی (حکیم) رک بہ کبیر
کدار ناتھ (راجہ) رک بہ نسیم
کرامت - میر کرامت علی - جلد ۲
۱۳۵
کرامت علی (میر) رک بہ کرامت
کرم اللہ خاں (سید) رک بہ درد
کسل سنگھ کڑوڑہ عرف کسلا
جلد ۲ - ۳۸
کسلا رک بہ کسل سنگھ
کفایت خاں ۲۷
کلام رک بہ مختار (غلام نبی خاں)
کلو - رک بہ حجام
کلو (میر) رک بہ حقیر
کلو - (میر) رک بہ خاکسار
کلو بیگ (مرزا) رک بہ مسکین
کلیم - میر محمد حسین ۱۳۴ - جلد ۲
۱۴۰،

کمال - جلد ۲ - ۴۰۰
کمال خجند ۲۴
کمال - شاہ کمال الدین حسین
۲۱۹ - جلد ۲ - ۴۰۰
کمال الدین حسین (شاہ)
رک بہ کمال
کمتر - جلد ۲ - ۲۹۹
کمترین - پیر خاں - جلد ۲ -
۱۴۳، ۲۳۰، ۲۹۷،
کم گو - جلد ۲ - ۳۹۹
کنور سین (لالہ) رک بہ مضطر
کوچک - مرزا وجیہ الدین العرف
بہ مرزا کوچک - جلد ۲ - ۱۴۰
کہاری (خواجہ) ۲۰۵
کیانی (مرزا الہ یار بیگ) رک بہ شاد
کیرت سنگھ (رای) رک بہ صد
کیفی - جلد ۲ - ۱۴۷
کیفی - میر ہدایت علی ۳۳۸
کیقباد جنگ رک بہ فراق
گرفتہ - سنگی بیگ - جلد ۲ - ۱۴۱
گرم - جلد ۲ - ۱۳۵
گریاں - جلد ۲ - ۱۴۳
گریاں - غلام محی الدین علی جلد ۲ - ۱۴۶

گریاں۔ میر امجد علی جلد۲۔ ۱۴۷
گریاں۔ میر حسام الدین علی
عرف میر منجھو۔ جلد۲۔ ۱۴۷
گلشن۔ شاہ مسعد اللہ۔ جلد۲۔
۱۹۶ ،
گنا بیگم ۱۱۲۔ جلد۲۔ ۳۹، ۱۴۵
گنپت رای رک بہ نظیر
گنگا داس دپنڈت، رک بہ مسکین
گنگا داس (لالہ) رک بہ ضمیر
گوبند رای (لالہ) رک بہ نصرت
گوپال رای ۱۴۰
گوپال ناتھ (کنور) جلد۲۔ ۲۸
گوپی ناتھ پنڈت ۳۸۰
گوہری۔ جلد۲۔ ۴۰۰
لالہ ایسری سنگھ رک بہ نشاط
لالہ بالمکند رک بہ حضور
لالہ بساون لعل رک بہ شاداں
لالہ بھگوان دت رک بہ برق
لالہ ملوک چند رک بہ سرشار
لالہ ٹیک چند رک بہ اخگر
لالہ جیٹھم لعل رک بہ جیٹھم لعل
لالہ جینی داس رک بہ ذرہ
لالہ خوب چند رک بہ ذکا

لالہ دیوالی سنگھ یعنے دیانی سنگھ
رک بہ سخنور
لالہ ذوقی رام رک بہ حسرت
لالہ سندر داس۔ جلد۲۔ ۲۷۱
لالہ سیتا رام رک بہ عمدہ
لالہ شنبھو ناتھ ۳۸۳
لالہ کان جیول رک بہ صبا
لالہ کنور سین رک بہ مضطر
لالہ گنگا داس رک بہ ضمیر
لالہ گوبند رای رک بہ نصرت
لالہ گنگا سنگھ رک بہ نادر
لالہ منھی (منھن) لال رک بہ نامی
لالہ مکند سنگھ کھتری رک بہ فارغ
لالہ ملوک چند رک بہ ہتیج
لالہ مولچند رک بہ منشی
لالہ نرائن داس رک بہ جوہد
لچھے رام پنڈت رک بہ فدا
لطف جلد۲۔ ۱۴۸
لطف۔ مرزا علی جلد۲۔ ۱۴۸
لطف اللہ (حافظ) ۱۰۷
لطف اللہ (مرزا) رک بہ ولا
لطیف۔ میر شمس الدین جلد۲۔ ۱۴۹
لطیف۔ میر لطیف علی جلد۲۔ ۱۴۹

لطیف علی (میر) رک بہ لطیف
لاد سورام (منشی) جلد۲۔ ۲۲۷
ماشاء اللہ خاں ۸۰۔ ۸۲ رک بہ مصدر
ماہ۔ میر محمد علیخاں۔ جلد۲۔ ۴۰۱
ماہر۔ میر فخر الدین جلد۲۔ ۱۵۲
مائل۔ جلد۲۔ ۱۵۰
مائل، شاہ محمدی ۳۱۔ ۹۸۔ جلد۲
۱۵۱، ۲۷۲
مائل۔ مرزا محمد یار بیگ جلد۲۔ ۱۵۲
مبتلا۔ غلام محی الدین۔ جلد۲۔ ۴۰۱
متیج لالہ ملوک چند جلد۲۔ ۱۵۳
متقی، میر متقی۔ جلد۲۔ ۱۵۴
محسن (منھی) لال (لالہ) رک بہ نامی
مجاہد جنگ رک بہ ارمان
مجبور۔ میاں حق سا جلد۲۔ ۱۵۸
مجذوب۔ مرزا حید بیگ جلد۲۔ ۱۵۹
مجرم۔ جلد۲۔ ۱۵۰
مجرم۔ شیخ رحمت اللہ۔ جلد۲۔ ۱۵۶
مجرم۔ میر فتح علی۔ جلد۲۔ ۱۵۶
مجنوں۔ جلد۲۔ ۴۰۱
مجنوں۔ مشہور بہ درویش سرپرہنہ
جلد۲۔ ۱۵۵
مجیب الدین (میاں) ۳۱

محب۔ شیخ ولی اللہ ۱۷، ۸۴،
۸۵، ۸۹، ۱۷۰، ۳۰۱،
۳۴۳۔ جلد۲۔ ۱۶۴
محب اللہ (شیخ) رک بہ جہان
محب اللہ خاں (؟) نواب
رک بہ محبت
محبت۔ جلد۲۔ ۱۵۰
محبت۔ نواب محب اللہ
(کذا) خاں جلد۲۔ ۱۶۰
محبت۔ میر بہادر علی۔ جلد۲
۱۶۱،
محبت اللہ خاں۔ جلد۲۔
۱۶۰ ح
محب علی (میر) رک بہ حالی
محترم۔ خواجہ محترم علیخاں۔
جلد۲۔ ۱۶۵
محترم علیخاں (خواجہ) رک بہ
محترم،
محتشم علیخاں رک بہ حشمت
محزوں۔ عالم شاہ۔ جلد۲۔ ۱۶۵
محسن۔ محمد محسن جلد۲۔ ۱۷۴
محشر۔ جلد۲۔ ۴۰۱
محشر۔ مرزا علی تقی۔ جلد۲۔ ۱۷۵

محکم الدولہ رک بہ طہماس بیگ
محمد احسن اللہ رک بہ احسن
محمد اسحٰق خاں رک بہ تمنا
محمد اسمٰعیل (مرزا) رک بہ امین
محمد اسمٰعیل (مرزا) رک بہ طپش
محمد اسمٰعیل (مولوی) رک بہ فدا
محمد اشرف رک بہ اشرف
محمد اشرف خاں رک بہ حکیم
محمد اعظم شاہ رک بہ اعظم شاہ
محمد اکبر رک بہ والہ
محمد اکبر (شاہزادہ) رک بہ شجاع
محمد امان ۵۴
محمد امان رک بہ نثار
محمد امجد رک بہ امجد
محمد امین (میر) رک بہ امین
محمد امین سہروردی رک بہ شاہ محمد امین
محمد باقر (میر) رک بہ حزین
محمد بخش رک بہ شوق
محمد بقا اکبرآبادی رک بہ بقا
محمد پناہ خاں رک بہ حکیم
محمد تقی (قاری) ۲۶۳
محمد تقی (مرزا) رک بہ ترقی
محمد تقی (میاں) رک بہ تقی
محمد تقی (میر) رک بہ میر
محمد تقی (میر) رک بہ غریب
محمد تقی (میر) رک بہ خیال
محمد تقی خاں (مرزا) رک بہ ترقی
محمد حسین حکیم (مرزا) رک بہ سخن
محمد حسین (میر) جلد ۲ - ۲۱۵
محمد حسین (میر) رک بہ منشی
محمد حسین (میر) رک بہ کلیم
محمد حفیظ (حافظ) رک بہ حفیظ
محمد حفیظ خاں (حکیم) جلد ۲ - ۱۷۹
محمد حیات (حافظ) رک بہ حیا
محمد خان افغان رک بہ خان
محمد خلیل خاں رک بہ سحر
محمد داؤد رک بہ نہز
محمد ذکی (میاں) رک بہ ذکی
محمد رضا (مرزا) رک بہ رضا
محمد رضا (مرزا) رک بہ شکوہ
محمد رضای دکنی رک بہ رضا
محمد رفیع (مرزا) رک بہ سودا
محمد روشن رک بہ جوشش
محمد زمان (سید) رک بہ زمان
محمد سعید (میر) رک بہ نیاز
محمد شاکر رک بہ شاکر
محمد شریف (مرزا) رک بہ شریف
محمد شریف خاں (حکیم) رک بہ حکیم محمد شریف خان
محمد شفیع رک بہ شفیع
محمد شفیع (پروفیسر) جلد ۲، ح
محمد شفیع (حکیم) ۳۴
محمد صادق (مرزا) رک بہ ثروت
محمد صدر الدین رک بہ مہجور
محمد صلاح الدین رک بہ تمکین
محمد طاہر رک بہ غنی
محمد ظہور (شیخ) رک بہ نوا
محمد عابد رک بہ جوشش
محمد عارف - رک بہ عارف
محمد عسکری (مرزا) رک بہ عسکری
محمد عطا (بانکہ) ۴۲ - ۴۰۰ - و رک بہ عطا
محمد عطاء اللہ رک بہ عطا
محمد عظیم رک بہ تجمل
محمد عظیم رک بہ شاہ محمد عظیم
محمد عظیم (شاہ) رک بہ عظیم و شاہ مجہولن
محمد عظیم (میر) ۱۴۴
محمد علی رک بہ حزین
محمد علی رک بہ حشمت
محمد علی (خلیفہ) رک بہ سکندر
محمد علی (شیخ) رک بہ عزیز
محمد علی (میر) رک بہ رضا
محمد علی (میر) رک بہ عشق
محمد علی (میر) رک بہ غافل
محمد علی (میر) رک بہ نادر
محمد علی میر - رک بہ نیاز
محمد علی میر - رک بہ وہم
محمد علی خاں ۲۵۳
محمد علیخاں (میر) رک بہ ماہ
محمد علیخاں روہیلہ ۳۰۳
محمد علیم الدین رک بہ بیتاب
محمد عیسیٰ رک بہ تنہا
محمد غیاث (مرزا) جلد ۲ - ۲۵۹
محمد غوث گوالیاری ۲۰
محمد فاخر مکین (مرزا) رک بہ فاخر مکین
محمد فخر الدین (مولینا) ۱۳۱ و ۷۴ و رک بہ فخر الدین
محمد فقیہ (میاں) رک بہ دردمند
محمد قاسم - رک بہ ندیم

محمد قمر الاسلام یعنے فخر الاسلام رک بہ جنون
محمد کاسہ لیس ۱۰-۲۳۳ ا جلد۲-۲۹۷ ورک بہ خسرو
محمد کاظم (میاں) ۶۵
محمد کرمانی (سید) ۲۳۵
محمد محسن رک بہ محسن
محمد محسن (میر) رک بہ تجلی
محمد مرزا خاں ۲۷۱
محمد مسکین ۲۹۹
محمد مقصود رک بہ مقصود
محمد منعم (شیخ) رک بہ منعم
محمد مولی رک بہ احسن
محمد میر رک بہ اثر
محمد میر رک بہ سوز
محمد میر خاں یعنے میر محمد خاں رک بہ سرور
محمد نصیر (میر) رک بہ رنج
محمد نصیر الدین رک بہ نصیر
محمد نعیم (شیخ) رک بہ نعیم
محمد ہاشم رک بہ شایق
محمد ولی رک بہ ولی
محمدی (شاہ) رک بہ بیدار
محمدی (مولوی) رک بہ بسمل
محمدی (میر) رک بہ شرف
محمدی (میر) رک بہ قربان
محمد یار (میر) رک بہ خاکسار
محمد یار بیگ (مرزا) رک بہ سائل
محمد یار خاں (نواب) رک بہ امیر
محمد یعقوب خاں عرف میاں کلو جلد۲ - ۴۷
محمود - حافظ محمود خاں - جلد ۲ - ۱۷۳
محمود بیگ رک بہ مشور
محمود خاں (حافظ) رک بہ محمود
محمود سبکتگین ۱۶
محنت - مرزا حسین بیگ جلد۲ - ۱۷۲
مختار - غلام نبی خاں جلد۲ ۱۷۷
مختار یعنے ممتاز - مولوی نور احمد ۶۲ - رک بہ ممتاز
مخلص - جلد۲ - ۱۵۰
مخلص - رای انند رام ۳۸۲ - جلد۲ - ۱۷۶
مخلص - مخلص علی خاں - جلد۲ - ۱۷۶
مخلص علیخاں رک بہ مخلص
مدارا بیگ رک بہ قتیں
مداری (شیخ) رک بہ ضمیر
مدحت - جلد۲ - ۴۰۲
مدد اللہ (مرزا) رک بہ مرزا
مدن سنگھ آہنگر رک بہ شگفتہ
مدہوش - جلد۲ - ۴۰۲
مراد علی (میر) رک بہ حیرت
مراد علی بخاری - جلد۲ - ۱۳۵
مراد علیخاں ۲۱۲
مرتضی قلیخاں ۱۱۸
مرحمت خاں رک بہ والہ
مرزا - جلد۲ - ۱۵۰
مرزا جان جاں رک بہ مظہر
مرزا جیون رک بہ رضا
مرزا حکیم فضل اللہ المعروف بہ مرزا نینا - جلد۲ - ۱۷۹
مرزا - مرزا صادق علیخاں عرف مرزا مدد اللہ - جلد۲ - ۱۷۸
مرزا - مرزا محمد حیدر آبادی جلد۲ - ۱۷۹
مرزا ابراہیم بیگ رک بہ شرر
مرزا ابو الظفر بہادر رک بہ ظفر و ابو الظفر
مرزا احسن بخت ۵۹، ۱۴۹
مرزا احمد - جلد۲ - ۲۰
مرزا ارجمند رک بہ نزہت
مرزا ایزد بخش رک بہ سلطان
مرزا بابر ۱۶۸، ۳۶۹
مرزا بدھن رک بہ شفیق
مرزا بخی رک بہ رسا
مرزا بجو بیگ رک بہ بسمل
مرزا بھچو بیگ رک بہ فدوی
مرزا جان رک بہ طپش
مرزا جان جان رک بہ مظہر
مرزا جعفر رک بہ شرر
مرزا جگن رک بہ آشنا
مرزا جمن رک بہ شمس
مرزا جوان بخت رک بہ جہاندار شاہ
مرزا حاجی رک بہ شگفتہ (مرزا شگفتہ بخت بہادر)
مرزا حاجی رک بہ مسیح
مرزا حسن رک بہ حسن
مرزا حسین رضائی رک بہ عیش

مرزا [illegible] جلد۲ - ۳۴۴
مرزا راجہ رک بہ جذبہ وصبا
مرزا عبداللہ جلد۲ - ۱۷۹
مرزا عسکری رک بہ نالاں
مرزا عظیم بیگ رک بہ عظیم
مرزا علی رک بہ شوکت
مرزا علی رک بہ علی
مرزا علی رک بہ لطف
مرزا علی رک بہ مہلت
مرزا علی خاں ۳۲۷
مرزا عیدو - جلد۲ - ۳۴۷
مرزا فدوی ۱۷۳ - جلد۲ - ۴۰
مرزا فیض ۳۴۲
مرزا کلو بیگ رک بہ مسکین
مرزا کوچک رک بہ کوچک
مرزا لطف اللہ رک بہ ولا
مرزا محسن (محمد حسن) رک بہ قتیل
مرزا محمد رک بہ بیکس
مرزا محمد رک بہ صادق
مرزا محمد رک بہ عشق
مرزا محمد رک بہ مرزا
مرزا محمد رک بہ ہاتف
مرزا مغل رک بہ جرأت

مرزا مغل رک بہ سبقت
مرزا مغل رک بہ ندرت
مرزا مکھن بیگ رک بہ رفاقت
مرزا میڈھو رک بہ امیر
مرزا میڈھو رک بہ سرسبز
مرزا نیلے رک بہ سلطان
مرزا نینا رک بہ مرزا
مرزا وجیہ الدین رک بہ کوچک
مرزا یوسف بیگ خاں ۳۶۷
مروت - شیخ اصغر علی - جلد۲
۱۸۰،
مرہون - مرزا علی رضا - جلد۲ -
۱۷۸،
مرید - مرید حسین خاں - جلد۲ -
۱۷۷،
مرید حسین خاں رک بہ مرید
مزمل - شاہ مزمل - جلد۲ - ۱۸۱
مسافر - میر پائندہ - جلد۲ - ۱۸۱
مست - رک بہ جنوں (میر فضل علی)
مستمند - یار علی بیگ - جلد۲ - ۱۸۳
مسخرۃ الدولہ رک بہ شہوت
مسرت - جلد۲ - ۱۵۰
مسرت - شیخ وزیر علی - جلد۲ - ۱۸۱

مسرت (کایت زادہ) جلد۲ -
۱۸۳،
مسرور رک بہ عنایت
مسرور - مرزا اصغر علی بیگ
المعروف بہ مرزا سنگی بیگ
جلد۲ - ۴۰۲
مسعود بن محمود غزنوی ۱۵
مسکین - مرزا کلو بیگ - جلد۲
۱۸۶،
مسیح - جلد۲ - ۱۵۰
مسیح - مرزا مسیح اللہ بیگ ف
مرزا حاجی - جلد۲ - ۱۸۴
مسیح - مسیح اللہ خاں - جلد۲ - ۱۸۵
مسیح - میاں براتی - جلد۲ - ۱۸۶
مسیح الزماں رک بہ حکیم
مسیح اللہ بیگ (مرزا) رک بہ مسیح
مسیح اللہ خاں رک بہ مسیح
مسیلمہ کذاب ۸۴، ۸۵
مشتاق - جلد۲ - ۱۵۰
مشتاق - شیخ ثناء اللہ - جلد۲
۴۰۳،
مشتاق - عبداللہ خاں المخاطب بہ
مشتاق علیخاں ۷۲، ۸۲،

جلد۲ - ۱۸۷
مشتاق - میر عنایت اللہ
جلد۲ - ۱۸۸
مشتاق علیخاں رک بہ مشتاق
مشتاق - مشتاق علیخاں
۷۲، ۸۲،
مشہور - جلد۲ - ۴۰۳
مشیر الملک ۳۸، جلد۲ - ۴۴
مصحفی - غلام ہمدانی ۶۷،
۸۱، ۹۴، ۱۰۰، ۱۰۳،
۱۲۸، ۱۴۰، ۱۴۷،
۱۷۳، ۱۷۴، ۳۰۱،
۳۳۷، ۳۶۲ - جلد۲ -
۹۰، ۱۳۵، ۱۸۸،
۱۹۵، ۱۹۶، ۲۰۸،
۲۱۶، ۲۶۳،
مصدر - میر ماشاء اللہ خاں
جلد۲ - ۱۸۸،
مصطفیٰ خاں رک بہ یکرنگ
مضطر - شیخ حسن علی - جلد۲
۱۹۵،
مضطر - لالہ کنور سین - جلد۲
۱۹۵،

مضطرب - جلد۲ - ۱۵۱
مضطرب - دوارکا پرشاد
بیتے درگا پرشاد -
جلد ۲ - ۱۹۶ ،
مضطرب - میاں حاجی
جلد۲ - ۱۹۶
مضمون - شیخ شرف الدین
۲۱ ، ۲۳۹ - جلد۲
۱۹۷ ، ۲۲۶ ،
مظفر - میر کھوخاں - جلد۲
۲۰۰ ،
مظفر الدولہ مختار الملک
رک بہ صاحب
مظفر جنگ ۲۳۱
مظفر خاں ۶۵
مظفر خاں (نواب) جلد۲ - ۲۰
مظہر - مرزا جان جاں ۱۱ ،
۱۲۳ ، ۲۰۰ ، ۲۵۳ ،
جلد۲ - ۱۲۳ ، ۱۳۱ ،
۱۹۸ ، ۲۲۴ ، ۲۵۵ ،
۳۶۷ ،
مظہر علی (میر) رک بہ نثار
مظہر علیخاں عرف مرزا لطف اللہ

رک بہ ولا
معتمد الدولہ رک بہ یعقوب
علیخاں بہادر
معجز - نظام خاں ۷۴ - جلد۲
۲۱۷ ،
معروف - الٰہی بخش خاں جلد
دوم ۲۰۱ ، ۲۰۲ ،
معز الدین بہادر (مرزا)
رک بہ نجابت
معین - غلام معین الدین
خاں - جلد۲ - ۲۰۱
معین الملک (نواب) رک بہ
میر منو
مغل علی رک بہ مغل
مغل - مغل علی - جلد۲ - ۲۰۵
مغموم - مرزا اسحاق بیگ -
جلد۲ - ۴۰۳
مفتون - جلد۲ - ۱۵۱
مفتون - جلد۲ - ۴۰۴
مفتون - شیخ عبد الرحیم
جلد۲ - ۲۰۵
مفتون - میاں بدر الدین
جلد۲ - ۲۰۵

مفتی دولت رک بہ دولت
مقبول - میاں مقبول نبی
الخاطب بہ مظہر الدین
خاں - جلد۲ - ۱۸۱ ، ۲۰۵ ،
۲۱۳ ، ۳۵۵ ،
مقبول شاہ رک بہ بینوا
مقبول نبی خاں رک بہ مقبول
مقتول - مرزا ابراہیم بیگ
جلد۲ - ۲۰۸
مقصود - محمد مقصود
جلد۲ - ۲۰۹
مکرم الدولہ سید اکبر علیخاں
رک بہ اکبر
مکرم الدولہ رک بہ نیاز بیگ
خاں بہادر
مکند سنگھ کھتری (لالہ) رک بہ
فارغ
مکھن بیگ (مرزا) رک بہ
رفاقت
مکھن لعل رک بہ آرام
مکھن میاں رک بہ پاکباز
مکھو - جلد۲ - ۲۰۹
مکھوخاں (میر) رک بہ مظفر

ملوک چند (لالہ) رک بہ مسیح
ملول - شاہ شرف الدین
جلد۲ - ۲۰۹
ملہو بیگ - رک بہ شور
ممتاز - جلد۲ - ۴۰۴
ممتاز (مولوی نور احمد
۶۲ ، ۳۸۰ - جلد۲
۲۱۰ ،
ممنون - جلد۲ - ۱۵۱
ممنون - میر امانت علی
جلد۲ - ۲۱۲
ممنون - میر نظام الدین
۱۰۶ ، ۱۶۸ ، ۱۶۹ ،
۲۵۴ ، ۲۷۱ ، ۲۷۳ ،
۳۳۴ ، ۳۴۲ ح ،
۳۶۳ - جلد۲ ۳۴ ، ۴۵ ،
۱۹۵ ، ۲۰۰ ، ۲۰۵ ،
۲۱۲ ، ۲۱۵ ، ۲۲۸ ،
منت - میر قمر الدین ۱۳۹ ،
۱۶۸ - جلد۲ - ۷۷ ،
۲۱۲ ، ۲۱۵
منتظر - نور الله [illegible] جلد
دوم ۲۱۶ ،

منتظر رک بہ گنتا بیگم
منجھو خاں - جلد۲ - ۲۲۰
منشی - لالہ مولچند - جلد۲ - ۲۲۲،
منشی - میر محمد حسین جلد۲ - ۲۲۱،
منصف - منصف علیخاں جلد دوم ۲۱۷،
منصف علیخاں رک بہ منصف
منعم - سید راحت علی جلد۲ - ۴۰۵
منعم - شیخ محمد منعم - جلد۲ ۴۰۵
منعم - محمد یار بیگ رک بہ سائل
منعم - مولوی سراسد جلد۲ - ۲۲۴
منعم - موہن لال - جلد۲ ۲۲۶،
منور - جلد۲ - ۴۰۵
منور - میر منور علی جلد۲ - ۲۲۱
منور خاں (نواب) ۱۵۳
منور علی رک بہ منور
منیر - خواجہ آفتاب خاں جلد۲ - ۲۲۰
منیر - میر آفتاب علی - جلد۲ - ۲۱۸
منیر - میر نظام الدین - جلد۲ ۲۲۰،
موزوں - جلد۲ - ۱۵۱، ۲۲۶
موزوں - رای چھتر سنگھ - جلد۲ - ۲۲۷،
موزوں - میر فرزند علی ۶۴، ۹۷، ۲۹۴ - جلد۲ - ۲۴، ۲۰۵، ۲۱۲، ۲۲۷
موسیٰ رضا (امام) جلد۲ - ۹۳، ۱۳۱،
مولچند رک بہ منشی
مولوی ساجد - جلد۲ - ۱۳۷
مولوی محمدی رک بہ بسمل
موہن لال رک بہ منعم
مہاجی سندھیہ - جلد۲ - ۲۲۶
مہاراج - راجہ نہلاس رای جلد۲ - ۲۲۹
مہاشنگھ رک بہ آشنا
مہجور - محمد صدرالدین - جلد۲ ۲۲۸،
مہدی علیخاں رک بہ عاشق
مہربان خاں رک بہ رند
مہلت - مرزا علی - جلد۲ - ۲۲۸،
مہ لقا رک بہ چندا
میاں الٰہی بخش ۱۰۴
میاں بخشو رک بہ عیاش
میاں برانی رک بہ مسیح
میاں جان رک بہ انیس
میاں جگنو رک بہ جگنو
میاں جیون رک بہ خستہ
میاں حاجی رک بہ تجلی
میاں حاجی رک بہ منظرب
میاں حق رسا رک بہ مجبور
میاں شاہ جی رک بہ برق
میاں غلام رسول ۳۵۲
میاں کلو رک بہ محمد یعقوب خاں
میاں کلو رک بہ نصیر
میاں مجیب الدین ۳۱
میاں نعمت خاں جلد۲ - ۱۷۹
میر - میر محمد تقی ۱۱، ۱۰۳، ۱۰۷، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۳۴، ۱۵۶، ۱۹۵، ۲۳۱، ۳۴۶، ۳۶۱، ۳۶۶، جلد۲ - ۷۹، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۵۵، ۱۷۴، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۹، ۲۷۲، ۲۹۰، ۳۵۵، ۴۰۹،
میر ابو العلی ۳۸۴
میر احسن رک بہ خلق
میر امانی رک بہ اسد
میر بھجو رک بہ گریاں
میر بکری رک بہ شہوت
میر پائندہ رک بہ مسافر
میر پٹنوی رک بہ رضا
میر تجلی رک بہ تجلی
میر تقی رک بہ میر (محمد تقی)
میر جاکن رک بہ نادر
میر جعفر رک بہ جعفر زٹلی
میر جعفر خاں رک بہ صادق
میر جہاں - جلد۲ - ۱۹۰
ور رک بہ میر،

میر جہانگیر رک بہ جہانگیر
میر چیون رک بہ زار
میر حاجی رک بہ شائق
میر حسن ۵۶، ۱۰۳ و رک بہ حسن (غلام حسن)
میر حسین (حکیم) رک بہ حسینی
میر خاں یعنے پیر خاں رک بہ کمترین
میر درد رک بہ درد و خواجہ میر
میر سجاد رک بہ سجاد
میر سوز رک بہ سوز
میر شاکر رک بہ ناجی
میر شمس الدین رک بہ ہوش
میر طہ رک بہ عیاں
میر عسکری رک بہ میران
میر علی رک بہ امیر
میر علی رک بہ مظفر خاں
میر علی (حکیم) رک بہ آشنا
میر علی خاں رک بہ سید
میر علی شیر رک بہ نوائی
میر غلام حسن رک بہ حسن
میر قمرو رک بہ بیقرار
میر قدرت اللہ رک بہ قاسم

میر کلان جلد ۲ - ۲۲۱
میر کلو رک بہ حقیر
میر کلو رک بہ خاکسار
میر کلو رک بہ شاعر
میر متقی رک بہ متقی
میر محسن رک بہ تجلی
میر محمد رک بہ شائق
میر محمد خاں (اعظم الدولہ) رک بہ سرور
میر محمدی رک بہ شرف
میر محمدی رک بہ ظاہر
میر محمدی رک بہ قربان
میر مستحسن رک بہ خلیق
میر مکھن رک بہ پاکباز
میر مکھو خاں رک بہ مظفر
میر منو (نواب معین الملک)، ۲۲۸، ۲۴۸ - جلد ۲ - ۲۰
میر میراں رک بہ بھید
میران - جلد ۲ - ۱۵۱
میران - میر جہاں - جلد ۲ - ۲۵۵، ۲۷۲، ۲۷۳، ۳۱۷
میران - میر عسکری - جلد ۲ - ۲۵۵
میران سبزواری - جلد ۲ - ۲۵۴

میر ناصر رک بہ شاعر
میر نواب رک بہ آشنا
ناجی - میر محمد شاکر - ۲۱، ۲۹۹، جلد ۲ - ۳۸، ۱۴۳، ۱۹۷، ۲۵۶،
نادر - جلد ۲ - ۲۵۹، ۲۶۴
نادر - طہماسپ قلی ۳۷۶ - جلد ۲ - ۲۵۷
نادر - لالہ گنگا سنگھ - جلد ۲ - ۲۶۵،
نادر - میر محمد علی المعروف بہ میر جاکن - جلد ۲ - ۲۶۵
ناصر پرست (میر) رک بہ شاعر
ناصر حسین رک بہ شورش
ناصر علی ۱۵ رک بہ علی و شاہ ناصر علی
ناصر علی (شاہ) رک بہ علی و شاہ ناصر علی
ناصر (میر) رک بہ شاعر
نالاں - جلد ۲ - ۴۰۶
نالاں - شیخ عبد القادر - جلد ۲ - ۴۰۶،
نالاں - مرزا عسکری - جلد ۲ - ۲۶۳

نامی - جلد ۲ - ۲۵۶، ۲۵۸
نامی - جلد ۲ - ۴۰۵
نامی لالہ مٹھی (مٹھن لال) جلد ۲ - ۲۶۳ و ح
نامی - مرزا جب علی بیگ جلد ۲ - ۲۵۹
نامی - میر حسام الدین حیدر جلد ۲ - ۲۵۹،
نثار - جلد ۲ - ۲۵۶
نثار - محمد امان ۲۷۸، ۲۸۵ جلد ۲ - ۲۳۰، ۲۶۶
نثار - محمد پناہ خاں - جلد ۲ - ۲۶۵ و رک بہ حکیم
نثار - میر عبد الرسول - جلد ۲ ۲۶۵
نجابت - میر زین العابدین جلد ۲ - ۲۶۸
نجابت علیخاں بہادر ۳۶۲
نجف - جلد ۲ - ۴۰۷
نجف خاں بہادر رک بہ ذوالفقار الدولہ
نجف علی (میر) رک بہ بیباک
نجف قلیخاں - جلد ۲ - ۲۷۲

نجم الدین [illegible] رک بہ سیادت
نجم الدین علیخاں رک بہ سلام
نجیب الدولہ (نواب امیر الامرا)
۵۹، ۷۵، ۲۷۰، ۲۸۴
جلد ۲ - ۴۸، ۴۳، ۴۷۴
ندا - جلد ۲ - ۴۰۷
ندرت - مرزا مقیل - جلد ۲
۲۶۹،
ندرت - ہدایت اللہ ۲۶۹
ندیم - جلد ۲ - ۲۵۶
ندیم - محمد قاسم - جلد ۲ - ۲۶۹
ندیم - مرزا علی قلی - جلد ۲ - ۲۶۹
نرائن داس (دلالہ) رک بہ بیخود
نزہت - مرزا ارجمند - جلد ۲
۲۷۰،
نسیم - راجہ کدارناتھ - جلد ۲
۲۷۰
نشاط - لالہ بیسری سنگھ
عرف بسنت سنگھ -
جلد ۲ - ۲۷۱
نشہ نوش - جلد ۲ - ۱۴
نصر الدین ساسانی (نصرین
احمد ساسانی) ۱۶

نصر اللہ خاں رک بہ سلطان
نصر اللہ خان رک بہ وصال
نصرت - لالہ گوبند رائے
جلد ۲ - ۲۷۵
نصیر - جلد ۲ - ۲۵۶
نصیر - جلد ۲ - ۴۰۸
نصیر - سید نصیر الدین غوثی
جلد ۲ - ۲۷۵
نصیر - محمد نصیر الدین عرف
میاں کلو ۶۱، ۶۵،
۱۲۷، ۲۹۰، ۲۷۱، ۲۸۳،
۲۹۴، ۳۵۲، ۳۵۴،
۳۶۴، ۴۰۱، جلد ۲ -
۲۳، ۱۳۴، ۱۵۱، ۱۵۹،
۱۸۳، ۲۰۲، ۲۲۲، ۲۲۶،
۲۶۳، ۲۷۱، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۸۴
۲۹۶، ۳۸۵، ۴۰۹، ۴۱۰،
نصیر الدین غوثی (سید) رک بہ نصیر
نصیر الدین احمد (شیخ) رک بہ
غریب،
نصیر الدین (میر) رک بہ رنج
نظام - نواب عماد الملک
غازی الدین خان بہادر

جلد ۲ - ۲۷۴ ورک بہ
غازی الدین خان
نظام الدین احمد قادری (سید)
۱۳۶ - جلد ۲ - ۳۰، ۲۸۰
نظام الدین اولیا ۲۳۳، ۲۳۵،
جلد ۲ - ۱۴۷
نظام الدین (شیخ) رک بہ عنایت
نظام الدین (میر) رک بہ ممنون
نظام الدین (میر) رک بہ منیر
نظام خاں رک بہ بیخبر
نظام خاں رک بہ معجز
نظامی رک بہ نظام الدین احمد
قادری
نظیر - جلد ۲ - ۲۵۶، ۲۸۱
نظیر - جلد ۲ - ۴۰۸
نظیر - گنپت رائے - جلد ۲ - ۲۸۴
نظیر - محمد ولی یعنی شیخ ولی محمد
۳۶۴ - جلد ۲ - ۲۸۱، ۴۰۸
نعمت خاں (میاں) رک بہ میاں
نعمت خاں
نعیم - شیخ محمد نعیم - جلد ۲ - ۲۸۴
نعیم بیگ (مرزا) رک بہ جوان
نگراں - میر بندعلی - جلد ۲ - ۲۸۵

نواب - شیخ محمد ظہور - جلد ۲ - ۲۸۴
نواب - ظہور اللہ خاں جلد ۲ - ۴۰۹
نواب احمد خاں بنگش رک بہ
احمد خاں
نواب اسد الدولہ ۳۶۲
نواب آصف الدولہ رک بہ
آصف
نواب افضل خاں ۵۹
نواب الہ بردی خاں - جلد ۲ -
۳۴
نواب امین الدولہ رک بہ امیر
نواب بقاء اللہ خاں ۸۰
نواب بہو رک بہ دلہن بیگم
نواب تاج محل صاحبہ ۶۷
نواب حسام الدولہ رک بہ
حسام الدین خان بہادر
نواب ذو الفقار الدولہ (امیر
الامرا) رک بہ ذو الفقار الدولہ
نواب روشن الدولہ رک بہ
ظفر خاں
نواب سالار جنگ رک بہ
سالار جنگ
نواب سیف الدولہ رک بہ رضی

نواب شجاع الدولہ رک بہ شجاع الدولہ
نواب شمس الدولہ رک بہ قسمت
نواب عماد الملک - جلد۲ - ۳۹
نواب عمدۃ الملک رک بہ امیر خان بہادر
نواب کامگار خاں - جلد۲ - ۳۶ ،
نواب مجد الدولہ رک بہ عبد الاحد خاں
نواب محمد یار خاں رک بہ امیر
نواب معتمد خاں ۱۱۳
نواب معین الملک رک بہ میر منو
نواب منور خاں ۱۵۳
نواب وجیہ الدولہ ، رک بہ وجیہ
نواب وزیر ۹۶ ، ۱۴۰
نواب یادگار قلیخاں جلد۲ - ۱۳۰
نوازش خاں (امیر الدولہ) رک بہ انیس ،
نوازش خاں (سید) رک بہ بھید
نور احمد (مولوی) رک بہ ممتاز
نور الاسلام رک بہ منتظر
نور رنگ کلاوت ۴۴ ، ۲۰۷
نوید - جلد۲ - ۴۰۸
نہلاس رای (راجہ) رک بہ مہاراج
نیاز احمد (میاں) رک بہ نیاز
نیاز بیگ خان بہادر - جلد۲ - ۲۳ ،
نیاز - جلد۲ - ۲۵۶ ، ۲۸۶
نیاز (بلند شہری) جلد۲ - ۴۰۹
نیاز (دکنی) جلد۲ - ۴۰۹
نیاز (شاگرد میر) جلد۲ - ۴۰۹
نیاز - میاں نیاز محمد جلد۲ - ۴۰۸
نیاز - میر محمد سعید - جلد۲ - ۲۸۶
نیاز - میر محمد علی - جلد۲ - ۲۸۷
نیچہ رک بہ حمید الدین خاں
وارث - شاہ وارث الدین جلد۲ - ۲۹۱
وارث الدین (شاہ) رک بہ وارث ،
واسطی رک بہ اٹل
واصل - واصل مان جلد۲ - ۲۹۳
واصل مان - رک بہ واصل
واقف - واقف شاہ - جلد۲ ، ۲۸۹ ،
واقف شاہ رک بہ واقف
والاجناب - رک بہ غالب
والہ - جلد۲ - ۲۸۹
والہ - علی قلی خاں ۱۳۰ - جلد۲ ، ۱۴۵ ،
والہ - محمد اکبر - جلد۲ - ۲۹۱
والہ - مرحمت خاں - جلد۲ - ۲۹۲ ،
وجیہ - نواب وجیہ الدولہ
وجیہ الدین خان بہادر جلد۲ - ۱۸۶ ، ۲۹۴ ،
وجیہ الدین (مرزا) رک بہ کوچک
وجیہ الدین خان بہادر (نواب) رک بہ وجیہ
وحشت جلد۲ - ۲۹۵
وحشی رک بہ امین ۷۶
وحید الدین خاں (قاضی) ۷۵
وداد - سلیمان علی خاں - جلد۲ - ۳۱۲ ،
وزیر علی (شیخ) رک بہ مسرت
وصال - نصر اللہ خاں جلد۲ - ۲۹۵
وفا - مرزا عبد العلی - جلد۲ ، ۲۹۶ ،
ولا - مظہر علیخاں عرف مرزا
لطف اللہ - جلد۲ - ۳۱۲
ولایت - میر ولایت علیخاں ۲۱۲
ولایت - ولایت شاہ جلد۲ - ۲۹۳
ولایت اللہ خاں (میر) رک بہ ولایت
ولایت شاہ رک بہ ولایت
ولی اللہ (شیخ) رک بہ محب
ولی اللہ (شاہ) رک بہ اشتیاق
ولی دکنی (محمد ولی) ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۷ ، ۶۲ ، ۹۷ ، ۱۳۱ ، ۲۹۸ ، ۳۶۹ ، جلد۲ - ۱۴۳ ، ۲۳۰ ، ۲۹۶ ، ۳۹۳ ، ۳۹۸ ،
ولی محمد (شیخ) رک بہ نظیر
ولی محمد خاں رک بہ انور
وہم - میر محمد علی - جلد۲ - ۳۱۳
ہابیل ۸
ہاتف - مرزا محمد - جلد۲ - ۳۱۷
ہادی (دکنی) جلد۲ - ۴۱۰
ہادی - میر جواد علیخاں جلد۲ ، ۱۵۴ ، ۳۱۴ ،
ہارون رشید ۱۵ ،

ہاشم (محمد) رک بہ شائق
ہاشم علی (میر) رک بہ ہاشمی
ہاشمی - جلد۲ - ۳۱۶
ہاشمی - میر ہاشم علی جلد۲ -
۳۱۶ ،
ہدایت - ہدایت اللہ خان
۶۶ ، ۱۲۶ ، ۱۸۰ ،
۲۴۰ ، ۳۶۷ ، جلد۲
۱۹ ، ۲۴ ، ۵۰ ، ۸۲ ،
۸۳ ، ۹۳ ، ۲۰۲ ،
۳۱۷ ،
ہدایت اللہ رک بہ قدرت
ہدایت اللہ خاں رک بہ ہدایت
ہدایت بخش (سلطان)
جلد۲ - ۲۱۰ ،
ہدایت علی (میر) رک بہ
کیفی ،
ہرچند - ہرچند کشور - جلد۲
۳۵۰ ،
ہرچند کشور رک بہ ہرچند
ہشام بن عبدالملک ۱۳ ، ۱۴ ،
ہمت - جلد۲ - ۳۱۰ ،
ہمت - اخوند ہمت - جلد۲ -
۳۵۰ ،
ہمرنگ - رک بہ یکدل
ہمرنگ - میر عزیز الدین -
جلد۲ - ۳۵۱ ،
ہنر - محمد داؤد - جلد۲ - ۳۵۲
ہوش - جلد۲ - ۳۱۰ ،
ہوش - میر شمس الدین - جلد۲
۳۵۳ ،
یاد - میر غلام حسین - جلد۲ -
۳۵۳
یادگار قلی خاں (نواب)
جلد۲ - ۱۳۰ ،
یار علی بیگ - رک بہ مستمند
یحییٰ - منشی یحییٰ خاں - جلد۲
۳۵۴ ،
یحییٰ خاں (منشی) رک بہ یحییٰ
یحییٰ خاں بہادر رک بہ آصف
یعقوب - میر یعقوب علی
جلد۲ - ۳۵۴ ،
یعقوب بیگ (مرزا) رک بہ
راز ،
یعقوب خاں (محمد) عرف
میاں کلو رک بہ
محمد یعقوب خاں
یعقوب علی (میر) رک بہ
یعقوب ،
یعقوب علی خاں بہادر
(معتمد الدولہ)
جلد۲ - ۲۲۷ ،
یعقوب لیث - ۹
یقین - انعام اللہ خاں
۲۹۴ - جلد۲ -
۱۹ - ۸۱ - ۱۷۷
۱۹۸ - ۲۰۵
۳۵۵ - ۳۹۷
یکدل - دلاور خاں - جلد۲
۳۶۸ ،
یکرنگ - جلد۲ - ۳۵۳
یکرنگ (زرگر پسر)
جلد۲ - ۳۶۸
یکرنگ - غلام مصطفےٰ خاں
۱۲۸ ، جلد دوم -
۳۶۷ ،
یکرو - جلد۲ - ۴۱۱
یوسف - میر یوسف علی
جلد۲ - ۳۶۹
یوسف بیگ خاں -
(مرزا) ۳۶۷
یوسف علی (میر) رک بہ
یوسف ،

فہرستِ کتب و مقامات و دیگر امور

آتشبازی ۵۷
آداوہ ۱۴۰-۲۲۳-جلد۲ - ۸۱
اجڑاڑہ-جلد۲- ۲۸۵ - ۳۸۹
اثر نامہ از میر جلد۲- ۲۳۰، ۲۶۶
اغاغنہ ایدالی-جلد۲ - ۴۱، ۷۲
۱۲۳، ۱۸۱،
اکبرآباد - ۶۴، ۱۱۷، ۳۳۴، ۳۶۴
۳۷۱، ۳۷۶ - جلد۲ -
۱۹۷، ۲۲۹، ۴۰۳،
الہ آباد ۱۲۸، جلد۲ - ۲۰۱، ۴۰۴
امروہہ ۲۸۵، ۲۹۹ - جلد۲
۸۲، ۱۷۵،
انولہ - جلد۲ - ۳۹۶
اورنگ آباد ۲۹۳ - جلد۲ - ۳۵۱
اورنگ آباد (سہ مرحلہ از دہلی)
جلد۲ - ۱۳۵
اویس ۱۰
ایہام ۱۰، ۲۱، ۵۲ جلد۲ -
۲۷، ۱۴۳، ۱۹۸، ۲۵۷، ۲۷۸

بادشاہ پور ۳۶۰
بالگرام (بلگرام) ۳۵۷
بانس بریلی-جلد۲ - ۳۷
بداؤں - جلد۲ - ۴۰۰، ۴۰۱،
بدر منیر و بے نظیر (مثنوی) ۵۶،
۱۰۳ رک بہ مثنوی بدر منیر و
بے نظیر،
برندابن (مومن آباد) ۲۷،
جلد۲ - ۴۰۸
برہان پور - جلد۲ - ۳۷۳
بریلی ۹۳، ۱۱۴، ۱۵۴، ۱۶۶،
۲۱۹، ۳۹۸ - جلد۲ -
۳۲، ۱۸۱، ۲۲۹، ۲۸۸
بلند شہر - جلد۲ - ۴۰۹
بنارس (محمد آباد) ۷۷، ۲۲۶
۳۴۸ - جلد۲ - ۴۰۸،
بنی اسد ۱۵
بنی امیہ ۹
بہار - دانش ۱۷۷
بہار عجم ۱۱۵
بوستان (سعدی) جلد۲ - ۱۴،
۹۳،
پٹنہ رک بہ عظیم آباد
پدل - جلد۲ - ۲۲۴
پنجاب ۵۰ - جلد۲ - ۲۰، ۲۰۵
پیشاور ۲۲۶
تذکرۂ اعظم الدولہ ۲۰۱، ۲۹۵
۳۳۸ ح
تذکرۂ ذکا ۲۶۰
تذکرۂ فارسی دریختہ از مصحفی جلد۲ - ۱۸۹
تذکرۂ کریم الدین - جلد۲ - ۱۹۶ ح
۱۹۸ ح، ۳۷۴ ح
تذکرۂ میر - جلد۲ - ۱۴۳، ۲۳۰،
۳۵۵،
تکیہ تسلیم شاہ - جلد۲ - ۳۰
تکیہ شاہ بھیا ۲۵۴
تکیہ شاہ تسلیم ۱۸۰
تکیہ میر باجل علی ۱۷۹
تنبیہ الغافلین (رسالہ) ۲۴
جٹ ۷۳
جلال آباد ۳۸،
جہان آباد رک بہ شاہجہان آباد
۲۱۳، ۲۳۷،
جیپور - ۳۶۲
جے نگر - جلد۲ - ۲۰۲
چاند پور - جلد۲ - ۸۲
چپک نامہ ؟ ۱۲۴ ح
چراغ ہدایت از خان آرزو ۲۴
چراغ ہدایت (رسالہ) از
ہدایت جلد۲ - ۳۱۸
چنگ نامہ ؟ ۱۲۴
چوک سعد اللہ خاں جلد۲ - ۱۴۳
حاشیہ میر ۲۶۴
حبل المتین ۱۰۴
حجر اسود ۱۳
حمامۂ حیدری ۳۷۹
حواشی سید زاہد ۳۸۳،

حیدرآباد - ۱۲۴، ۱۳۲،
۱۶۱، ۲۹۹، ۳۸۵،
جلد۲ - ۴۴، ۸۰، ۱۳۵،
۲۱۵، ۲۸۷، ۳۷۴،
۳۷۵، ۳۸۲، ۳۹۲،
۳۹۴، ۴۰۱،
خسرو شیریں از عاشق ۳۷۹
خمخانۂ جاوید ۱۵۳ح ۱۵۴ح
۱۷۱ح، ۱۷۲ح، ۲۱۰ح
خیرآباد ۱۰۱ - جلد۲ - ۳۹۹
دشت قبچاق ۲۸۶
دورۂ اولیٰ ۲۹۸
دورۂ دوئیں یا طبقۂ دوئیں
۲۳۰، ۲۷۷، ۳۷۷، جلد۲
۱۸۱، ۳۹۶،
دہلی (حضرت) ۴۷، ۸۰،
۸۱، ۱۱۴، ۱۳۲، ۱۴۷،
۱۵۵، ۱۶۰، ۱۷۵، ۱۷۶،
۲۰۵، ۲۰۷، ۲۲۵،
۲۲۸، ۲۵۴، ۲۶۰،
۲۶۵، ۲۷۶، ۲۸۶،
۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۹،
۳۲۷، ۳۶۷، ۳۷۱،
۳۸۳، ۳۸۴، ۳۹۹،
جلد دوم ۱۷، ۱۹، ۲۲،
۲۳، ۳۲، ۳۵، ۳۷،
۳۸، ۴۱، ۴۳، ۴۸،
۵۰، ۷۲، ۷۷، ۸۲،
۱۲۲، ۱۳۵، ۱۴۷،
۱۵۶، ۱۵۷، ۱۷۲،
۱۷۵، ۱۸۱، ۱۸۹،
۱۹۷، ۲۱۲، ۲۱۵،
۲۲۱، ۲۲۷، ۲۶۳،
۲۶۹، ۲۷۷، ۲۸۷،
۲۹۲، ۲۹۶، ۳۱۷،
۳۵۴، ۳۸۹، ۳۹۶،
ورک بہ شاہجہان آباد
و جہاں آباد
دہلی کہنہ ۲۰۲
دہ مجلس از شیخ عبدالصمد قدا
جلد۲ - ۳۶،
دیوان زادۂ حاتم ۱۸۰،
۱۸۴ح، ۱۸۵ح،
۱۸۶ح، ۱۸۷ح،
۱۹۰ح، ۱۹۲ح،
دیوان یقین - جلد۲ - ۳۵۸،
راج گھاٹ ۱۸۰
رامپور - ۲۳۷، ۲۶۶، ۳۰۳،
۳۴۴ - جلد۲ - ۱۲۵،
۱۸۸، ۳۹۴،
رٹول (قصبہ) جلد۲ - ۱۹
رسالہ در رد صوفیہ از قمرالدین
منت - جلد۲ - ۲۱۵،
روشن پورہ - جلد۲ - ۳۱۷
زاہدین ۱۰۴
ساسانیاں (سامانیاں) ۱۰
ساقی نامۂ دردمند ۲۵۳
ساقی نامۂ سودا - جلد۲ - ۸۳
سبعۂ معلقہ ۱۱
سحر حلال اہلی (مثنوی) جلد۲ - ۲۱۵
سراج اللغات از خان آرزو
۲۴،
سرای عربان ۱۱۸
سردھنہ ۲۸، ۳۶۰،
سرورنگر جلد۲ - ۳۷۹
ستی پنوں (مثنوی) از نواب
محبت خاں - جلد۲ - ۱۶۰
سلم العلوم ۱۰۴
سنارہ ۱۱۵
سنبھل - جلد۲ - ۸۹
سندر بین (رساز)
۶۲،
سورت - جلد۲ - ۱۴۹
سونی پت - جلد۲ - ۲۱۵،
۲۵۳،
سہارنپور - ۴۰، ۱۹۷،
جلد۲ - ۲۶۸،
سہزند ۵۷، ۶۳، جلد۲ -
۱۷، ۱۷۳، ۲۸۸،
سیدوارہ ۲۰۲،
شافیہ ابن حاجب ۱۰۴،
شاہجہاں آباد - ۲۷،
۵۰، ۹۰، ۱۰۱،
۱۲۶، ۱۴۵،
۱۴۷، ۱۶۹، ۱۷۳،
۲۱۰، ۲۱۲،
۲۲۵، ۲۳۱،
۲۳۹، ۲۶۰،
۲۶۵،
شاہنامہ ۳۷۹
شاہنامہ فردوسی ۲۸۸
شرح حکمت العین ۲۹،

شرح شمسیہ ۲۴، ۲۶۴

شرح عقائد نسفی ۱۰۴

شرح فصوص الحکم ۳۴۳

شرح مطالع ۲۴-۱۰۴

شرح وقایہ ۱۰۴

شرح ہدایہ ۳۶۰

شکار پور - ۱۲۶ - جلد۲ - ۱۳۵

شکرستان از قمرالدین منت - جلد۲ - ۲۱۵،

شیر برنج (مثنوی) ۸۱

صحیح بخاری ۱۰۴

طبقۂ ثالثہ - جلد۲ - ۱۴۳

عباسیہ ۹

عرب سرای ۱۳۴

عظیم آباد ۱۵۳، ۲۵۵، ۲۶۰، ۲۸۳، ۳۳۷، ۳۵۸ - ۳۶۵ - ۳۸۱، ۳۸۴ - جلد۲ - ۱۴، ۴۱، ۲۰۱، ۲۱۲، ۴۰۱، ۴۰۶

غزوۂ بدر از قاسم - جلد۲ - ۹۳،

فتح پور - جلد۲ - ۴۰۳

فتوحات وفصوص - جلد۲ - ۲۵۵،

فرخ آباد - ۱۵۳، ۲۲۵، ۲۶۷، ۲۷۶، ۳۵۸ - جلد ۲ - ۳۱۳، ۳۹۹، ۴۰۵، ۴۰۷،

فرخ نگر - جلد۲ - ۳۶

فرید آباد - ۱۹۵، جلد۲ - ۲۵، ۳۶، ۸۱،

فوائد ضیائیہ المشہور بہ شرح ملا - جلد۲ - ۳۸۳،

فیض آباد ۱۳۸، ۲۰۲، ۲۰۳، جلد۲ - ۳۸۰، ۴۰۴

فیض آباد بنگلہ ۲۰۳،

قدم رسول ۱۷۹، ۲۳۰، ۲۴۱، ۳۹۹،

قدم شریف رک بہ قدم رسول

قصبۂ نیکو ؟ ۱۴۱

قصص قرآنیہ وغزوات نبویہ نظم کردۂ شیخ محمد منعم منعم جلد۲ - ۴۰۵

قصۂ دلچسپ ورجواب بدر منیر میر حسن از شیخ اصغر علی مروت - جلد۲ - ۱۸۰

قصۂ شاہ شجاع الشمس از آفتاب ۱۸،

قصۂ عشق خود از حرمت خاں والہ جلد۲ - ۲۹۲

قصۂ معراج حضرت خیر الانام از قاسم - جلد۲ - ۹۳، ۲۹۶،

قصۂ منظوم از لالہ مولچند منشی جلد۲ - ۲۲۲

قصۂ منظوم از ممنون - جلد۲ ۲۱۲،

قیماق، وشت ۲۸۶،

قصیدۂ بانت سعاد ۱۲

قصیدہ بردہ ۱۲

کابل - جلد۲ - ۱۷۳

کافرکٹہ - جلد۲ - ۱۳۴

کالپی ۹۴، ۲۲۸، جلد۲ - ۱۹، ۴۷، ۲۷۷

کرامات محبوب سبحانی یعنی کرامات پیران پیر از قاسم - جلد۲ - ۹۳

کربلای معلی - ۲۹۹،

کرمان - ۱۵،

کشمیر ۳۸، ۷۵، ۱۲۳، ۲۱۳، ۲۷۵، ۲۸۵، ۲۸۹، ۲۹۱، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۷ - جلد۲ - ۲۷، ۳۵، ۱۷۵، ۱۸۶، ۲۰۵، ۲۲۸، ۲۹۲، ۲۹۶،

کلکتہ - جلد۲ - ۲۱۹، ۲۱۲،

کلیات سودا - ۳۱۴ ح - ۳۱۵ ح، ۳۱۷ ح - ۳۲۰ ح،

کلیات میر - جلد۲ - ۲۳۳ ح، ۲۳۵ ح، ۲۳۶، ۲۴۴ ح، ۲۴۱ ح، ۲۴۲ ح، ۲۴۹ ح، ۲۵۰ ح، ۲۵۲ ح، ۲۵۳ ح، ۲۵۴ ح

کلیلہ و دمنہ - ۳۱

کول (قصبہ) ۱۲۸ - جلد۲ - ۳۱۳،

گجرات شاہ دولہ - جلد۲ - ۹۳،

گردیز - جلد۲ - ۲۰

گلادٹی - جلد۲ - ۷۷

گلستان سعدی - جلد۲ - ۲۱۵،

لال کنوہ - ۱۲۹
لاہور ۲۲۵، ۲۷۸ - جلد۲
۲۰،
لکھنؤ - ۳۴، ۵۶، ۵۹
۷۰، ۸۱، ۱۰۶،
۱۳۷، ۱۴۷، ۱۵۱،
۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۶،
۱۷۴، ۲۰۳، ۲۰۵،
۲۱۹، ۲۲۹، ۲۵۸،
۲۶۳، ۲۷۰، ۲۷۳،
۲۷۵، ۲۸۴، ۲۸۸،
۳۰۱، ۳۰۵، ۳۲۱،
۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۶،
۳۵۶، ۳۶۱، ۳۶۷،
جلد۲ - ۲۸، ۳۴،
۳۷، ۱۳۷، ۱۴۲،
۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۳،
۱۵۴، ۱۶۰، ۱۷۲،
۱۷۵، ۱۸۹، ۱۹۶،
۲۰۵، ۲۱۵، ۲۱۶،
۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹،
۲۶۵، ۲۶۶، ۲۸۶،
۳۱۳، ۳۱۶، ۳۵۳،
۳۷۵، ۳۹۱، ۳۹۷،
۴۰۲، ۴۰۵،
لیلیٰ مجنوں از تجلی ۱۳۴،
لیلیٰ مجنوں از عاشق ۳۷۹،
لیلیٰ مجنوں از عظیم - جلد۲ -
۱۴، ۱۵،
مارہرہ ۶۴،
ماہیگیر ۶۶،
مثنوی از وجیہ جلد۲ - ۲۹۴
مثنوی بدر منیر و بے نظیر - ۵۶،
۲۰۳، ۲۳۶،
مثنوی در جواب سحر حلال اہلی
شیرازی از منت -
جلد۲ - ۲۱۵
مثنوی در کرامات مولانا فخر الدین
از عماد الملک غازی الدین
خان بہادر - جلد۲ - ۲۷۷
مثنوی در ہجو لکھنؤ ۲۰۳
مثنوی شیر برنج ۸۱،
مثنوی مولوی معنوی ۱۹۷
۲۱۳، ۳۳۶، جلد۲ -
۹۳،
مجالس رنگین ۲۷۸،
مجلس شعرا - ۱۵۵،
مجلس مشاعرہ ۷۱، ۷۲،
۷۴، ۷۸، ۳۰۱، ۳۵۲
محمد آباد رک بہ بنارس
مختصر معانی ۱۰۴
مختصر وقایہ ۱۰۴
مدینہ ۲۲۸،
مراح الارواح ۱۰۴
مراختۂ بہادر بیگ خاں
غالب - جلد۲ - ۲۴،
مراختۂ عظیم الدین خاں آشفتہ
۳۱،
مراختۂ غلام ہمدانی مصحفی
جلد۲ - ۱۸۹
مراختۂ مرزا اسد بیگ رفیق ۲۷۴
مراختۂ مرزا راجہ شنکر ناتھ ۳۶۱
مراختۂ مرزا محمد تقی ترقی ۱۳۸
مراختۂ مولوی قدرت اللہ
قدرت - جلد۲ - ۱۲۵،
مراختۂ مہدی علیخاں عاشق ۳۷۹
مراختۂ میر سجاد سجاد ۲۹۰
مراختۂ میر محمدی شرف ۳۴۰
مراد آباد - ۷۳ - جلد۲ - ۳۹۵
مرشد آباد ۸۰، ۱۰۶،
۱۹۴ - جلد۲ - ۳۹،
۴۸، ۱۲۳،
مشارق الانوار - ۱۰۴،
مشاعرۂ مرزا رضا قلی بیگ
آشفتہ ۳۴،
مشاعرۂ مرزا سلیمان شکوہ
۳۰۱،
مشاعرۂ مرزا میڈھو -
۷۱، ۸۱، ۳۵۲،
مشاعرۂ مہدی علیخاں عاشق
۲۹، ۳۷۹،
مشکوۃ شریف ۱۰۴
مصوری ۳۶۰،
مطول ۱۰۴،
معارج التصریف ۱۰۴
مغل پور - جلد۲ - ۱۷۲
موسیقی - ۶۲، ۶۷،
۱۵۵، ۲۰۵، ۲۰۷،
۲۲۲، ۲۳۷، ۲۴۰،
۲۷۶، ۳۶۰ - جلد۲ -
۱۷۹،
مومن آباد رک بہ برندابن

مئو (قصبہ) ، ۳۵۶	تارنول ۶۵ ، ۱۶۷	قدم رسول ،	۳۷۹ ،
مہدی محبوب سبحانی	نجف اشرف - جلد ۲ - ۲۵۹	نیشاپور - ۱۵	یوسف زلیخای فدوی
۲۵۹ ،	نغمۂ عندلیب - جلد ۲ -	نیکو ؟ ۱۴۱ ،	پنجابی - جلد ۲ -
پیپڈی) ۳۶۰ ،	۱۹۶ ح ،	ہدایہ ۱۰۴ ،	۴۰ ،
میرٹھ - جلد ۲ - ۴۰۱	نقش قدم حضرت تک یہ	یوسف زلیخای عاشق	— ۵ —

عرضِ ضروری

یہاں بعض اُن اغلاط کی طرف بھی ایما کر دیا جاتا ہے جو مولف تذکرہ کے قلم سے بعض اسما کی تحریر کے وقت اتفاقیہ سرزد ہوئی ہیں:

ص۱۴۹ سطر۱۱۔ ثابت کے والد کا نام مرزا احسن بخت چاہیئے نہ مرزا احسن بخت، ص۲۰۱ سطر۲ - محمد میر خاں غلط ہے۔ صحیح نام میر محمد خاں ہے جیسا کہ جناب مولف نے ص۲۹۴ پر درج کیا ہے، ص۳۴۶ سطر۶ - قتیل کا نام مرزا محمد حسن ہے۔ نہ مرزا محسن، ص۳۶۴ سطر۶ - نظیر کا نام ولی محمد چاہیئے نہ محمد ولی حالانکہ جلد دوم میں ص۲۸۱ صاف ولی محمد مرقوم ہے۔ ضمیر کے ذکر میں یہی غلطی بہ تقلید مولف اشپرنگر سے بھی سرزد ہوئی ہے۔ دیکھو فہرست اشپرنگر ص۲۱۹،

جلد دوم ص۱۴۸ سطر۴:- "دو ازاں لطف تخلص میکند" اس عبارت میں لطف کی جگہ لطیف بیان مابعد کی روشنی میں صحیح نظر آتا ہے، جلد دوم ص۳۷ سطر۲ - فدا کا نام لچھرام دیا ہے۔ حالانکہ جلد اول میں صاف لچھے رام تحریر ہے۔ اشپرنگر نے یہ نام بحوالۂ قاسم و ذکا لچھمی رام دیا ہے +

ساتھ ہی ان لغزشوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جن کا مرتب ذمہ دار ہے:-

ص۴ سطر۷:- میر علیخاں غلط اور میر غالب علیخاں صحیح ہے، ص۶۲ سطر۱۸:- مولوی نور احمد کا تخلص ممتاز ہے مختار غلط لکھا گیا ہے، ص۱۲۳ سطر۱۹:- جانجاناں کی جگہ جان جان صحیح ہے، ص۱۷۱ سطر۱۰ - بشیر محمد خاں کی جگہ شیر محمد خاں چاہیئے، ص۱۶۹ سطر۱۴:- جنون اوّل کا نام قمر الاسلام ل - ا سے منقول ہے۔ نسخۂ اصل کرم خوردہ تھا اشپرنگر نے بسند ذکا فخر الاسلام (فہرست ص۲۴۴) رقم کیا ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں اگر فخر الاسلام درست ہو،

ص۲۵۸ سطر۶:- دیوانہ کا نام سرپ سنگھ غلط ہے۔ سرب سکھ چاہیئے،

ص۲۹۱ سطر۱۳:- نسخۂ اصل میں سخنور کا نام دیوالی سنگھ ہے۔ مرتب نے دیوالی سنگھ پڑھا۔ اشپرنگر نے (فہرست ص۲۵۲ بحوالۂ قاسم و گلشن بیخار دیوالی سنگھ دیا ہے۔ خمخانۂ جاوید میں دیوالی سنگھ ص۱۴۴ جلد چہارم اور اسکی فہرست میں دیوانی سنگھ دیا ہے،

جلد دوم ص۱۹۶ سطر۱۴:- مضطرب دوم کا نام دنگا پرشاد صحیح اور دوارکا پرشاد غلط ہے۔ یہ ا۔ ا کی قرأت ہے

جلد دوم ص۲۲۰ سطر۷:- منیر سوم کے باپ کا نام شاہ پیر (؟) علی اور ا۔ ا میں بند علی ہے۔ اصل نسخہ میں 'سر علی' ہے۔ اشپرنگر نے (فہرست ص۲۶۴) بسند قاسم شیر علی اور بحوالۂ ذکا ببر علی دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں ببر علی زیادہ درست ہے،

جلد دوم ص۲۸۶ سطر۸:- رضای اوّل کا نام بجای رضای دکنی محمد رضای دکنی پڑھنا چاہیئے +

غلط نامۂ
مجموعہ نغز (جلد اوّل)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	بیعتہ	بیعۃ	۵۴	۱۹	نیاکانش	نیاگانش
۴	۷	میر علیخاں	میر غالب علیخاں	۵۷	۱۲	تجے	تجھے
۷	۸	بزرگی و	بزرگی	۵۸	۱۴	آے	آئے
۸	۱۳	افضلہا من	افضلہا و من	۵۹	۱۱	بنی	بنی
۱۰	۱۶	نام	تام	۶۰	۱	اسد	اسد
۱۰	۱۸	الرحمتہ	الرحمۃ	۶۱	۲۰	بحقیقتہ	بحقیقۃ
"	"	رحمتہ	رحمۃ	۶۲	۱۴	نہ	و
۱۱	۳	الرحمتہ	الرحمۃ	۶۲	۱۸	مختار	ممتاز
۲۴	۷	سماء وجود	سخاء وجود	۶۵	۹	اسنے	اوسنے
۲۷	۸	وصیلہاے	وصلیہاے	۶۵	۱۶	نسبتہ	نسبۃ
۳۸	۸	محبت	محب	۶۷	۷	نیاکانش	نیاگانش
۴۳	۸	مامام	امام	۶۹	۱۳	راحتہ	راحۃ
"	۱۱-۱۶	الرحمتہ	الرحمۃ	۷۱	۱۳	میڈھو	میڈھو
۴۴	۱	رحمتہ	رحمۃ	۷۷	۱۲	نہ دیکھے	نہ دیکھی
"	۵	ساعتہ	ساعۃ	۷۸	۱۱	جان	جاں
"	۶	نو [رنگ]	نور [رنگ]	۸۷	۴	ڈوری	ڈورے
۵۴	۱۱	چیں	چین	۸۹	۳	یعنی	لنبے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۱	۶	نظامتہ	نظامۃ
۱۰۴	۴	کانی	کافی
"	[illegible]	الملتہ	الملۃ
"	[illegible]	رحمتہ	رحمۃ
۱۱۴	۲	کاتیے	کاہیتے
۱۲۳	۱۹	جانجاناں	جانجاں
"	"	الرحمتہ	الرحمۃ
۱۲۶	۱۳	منتقل	منقل
۱۳۲	۸	الرحمہ	الرحمۃ
۱۳۵	۱۱	چھاتے	چھاتی
۱۴۲	۱	تعشق	تعشق
۱۴۹	۱۱	حسن بخت	احسن بخت
۱۵۱	۱	دھوا آنکھیں	دھوا آنکھیں
۱۶۶	۹	سوہے	ہے؟
۱۷۱	۱۰	[بشیر]	[شیر]
۱۷۵	۱۴	مرزا	بہ مرزا
۱۷۶	۴	[اپنے]	[اپنی]
۱۷۸	۲	اپنے	اپنی
۱۷۹	۱۴	الصلواۃ	صلوات
۱۸۹	۱۲	عشق کی	عشق کے
۲۰۰	۳۰	مرزا جان جاناں	مرزا جان جاں
۲۰۱	۱۲	اپنی	اپنے
۲۰۲	۵	گریباں	گریبان
۲۰۶	۹	میرزا	مرزا
۲۱۹	۱	مصرعے	مصرع
۲۲۴	۹	بن کئے	بن گئی
۲۲۸	۱	نیاکاتش	نیاگانش
۲۵۱	۸	ہاے	پائی؟ (وزن غلط)
"	۱۷	ول	ول
۲۵۲	۸	ہی رسم	ہی کچھ رسم
۲۵۴	۲	شاگردہاں	شاگردان
"	۳	نیاکانش	نیاگانش
۲۵۷	۷	عبودنیہ	عبودیۃ
۲۶۲	۱۵	[د] کی	[ذ] کی
۲۶۶	۱۴	بیگ وے	بیگ نام وے
۲۹۳	۱۰	بھی (کذا)	تھی؟
۳۱۱	۱۰	بات	ہات
۳۴۲	۴	عشق	عشق
۳۴۹	۱۰	یہاں سے وہ (کذا)	بہانے سے؟
۳۶۱	۱۰	درہ	ذرہ
۳۶۴	۶	محمد ولی (کذا)	ولی محمد
۳۷۲	۱۷	ابو المظفر	ابوالظفر
۳۷۵	۹	تک	ٹک
۳۷۸	۹	دھونے	دھونی
۳۹۸	۱۹	برہانہ کہ در (کذا)	برہانہ در؟

غلط نامہ

مجموعۂ نغز جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	
۵	۱۴	کتہ جاتے	گتہ جاتے	۵۴	۱۰	ایدھر (کذا)	اودھر؟
۶	۴	لی	لے؟	۶۷	۳	[چراغ و]	[چراغ]
۱۳	۲۱	[بخشتے]	[بخشتے]	۹۳	۱۳	رحمۃ اللہ	رحمہ اللہ
۱۵	۴	سے	سی (در ہر دو مصرع)	۹۹	۷	سر	سرہر
۱۵	۱۴	پاس (کذا)	باس؟	۱۰۷	۴	الدری	الدرے
۱۸	۱۷	سرپ سنگھ	سرپ سکھ	۱۲۶	۳	نیاگانش	نیاگانش
۲۲	۱۰	الطاف	الطاف	۱۲۸	۱۵	قرباں	قرباں
۲۸	۱۵	پر نور	پرنور	۱۲۹	۲	دہو	رہو
۳۶	۳	متکبراں	متکبران	۱۳۰	۸	منور	منور
〃	۴	عزیزاں	عزیزان	۱۴۳	۹	میرخاں	پیرخاں
۳۸	۲	کہ قاسم	کہ بہ قاسم	۱۴۷	۵	قدوۃ	قدوۂ
۳۹	۱	مانوسی	مایوسی؟	۱۵۲	۱۳	اخنر	اختر
۴۱	۱۱	نیاکانش	نیاگانش	۱۶۰	۱	بھرکا	پھڑکا
۴۲	۴	ذکر	فکر	۱۷۲	۱۲	زائے	زائے
۴۳	۴	الرحمتہ	الرحمۃ	۱۹۲	۱۶	لالے	لالہ
۴۴	۱۴	نیاکانش	نیاگانش	۱۹۴	۱۱	تیری	تیرے
۴۸	۶	وے یئنے	وے بآئینے	۱۹۶	۱۴	دوارکا پرشاد	درگا پرشاد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۷	۱۱	تخت	تحت
۱۹۹	۹	۱انشاد	انشاد
۲۰۴	۶	کے	کی
″	۲	[صبا]	[صبا]
۲۰۵	[illegible]	سلمہ	سلمہ
۲۰۷	۱۲	بار	یار
۲۰۸	۵	بجھ	تجھ
۲۱۰	۵	دے	وے
۲۱۹	۱	سناتے	ستاتے
۲۲۹	۴	مزد	نرد
۲۳۰	۶	بسزاے	سزاے
۲۵۱	۱۰	ر[اہ]	ر[اہ]
۲۵۲	۲۱	[لڑے]	[اڑے]
۲۷۳	۳	می آمد	می آید
۲۸۹	۱۰	پہاڑے	پہاڑسے
۲۹۱	۱۱	دیکھے	دیکھی
۲۹۳	۱	میری	میرے
۲۹۷	۱۰	میرخاں	پیرخاں
۳۰۲	۱۳	کے	کی ؟
۳۱۴	۱۸	اوسکی	اسکی
۳۱۸	۱۲	اوسنے	اسنے
۳۲۵	۱۳	شاں	شان
″	۱۴	میرے	میری
۳۵۲	۵	ہیں	ہیں
۳۵۴	۲	منتی	منشی
″	۳	سلاصین	سلاطین
″	۱۲	حاں	خاں
۳۵۵	۲	شیخ	شیخ
″	۵	ار	از
″	۶	در	در
″	۸	جانجاناں	جان جاں
″	۱۲	پنج	پنج
″	۱۶	زلیجا	زلیخا
″	۱۸	یہ	یہ
۳۵۶	۳	آیا	آیا
۳۵۷	۸	بیطرح	بیطرح
۳۶۰	۱۳	ابیس	ابلیس
۳۶۲	۱۵	نصل	نکل
۳۶۳	۱	استخواں	استخواں
۳۷۴	۵	کے	کی
۳۸۳	۱۳	لگانے	لگائے
۳۸۵	۱۰	کواجو چلیگا	کواجو چلے گا۔
۳۸۷	۸	رضاے دکنی	محمد رضاے دکنی
۳۸۹	۷	ستاریہ	ستطاریہ
″	۱۰	پیراستہ	پیراستہ
۳۹۱	۳	حبرۃ	خبرۃ
۳۹۲	۱۲	وہ لہ	وہ لہ
۳۹۷	۱۷	بگفتار	بگفتار
۳۹۹	۳	وہاں	وہاں
۴۰۸	۳	ایکے	ایکے

بھرا مے سے نہیں یہ نور سے معمور ہے شیشہ — تجلی پر نظر کر اسکی کوہ طور ہے [شیشہ]

یوں ہیں ٹھہری کہ ابھی جائیے گا — پھر شتابی تو بھلا آئیے گا
کیونکہ گندے گی بھلا دیکھو تو — گر اسی [طرح] سے سنورائیے گا
درد ہم اوسکو تو سمجھائیں [گے] پر — اپنے [تئیں] آپ بھی سمجھائیے گا

تمنا مرخص، ہوئی نا امیدی — یہ کیا ہو گیا اور مرے دل میں کیا تھا

[ہے] عشق سے میرے یہ ترے حسن کا شہرہ — میں کچھ نہیں پر گرمی بازار ہوں تیرا
میری بھی طرف [کو] ذرا آجا مرے یوسف — بڑھیا کی طرح میں بھی خریدار ہوں تیرا

مری بے صبریوں کی بات سن سب سے وہ کہتا ہے — تحمل مجھسے بھی نو سال سن کر ہو نہیں سکتا ورق ۱۴۱
کہا میں یوں تو مل جاتے ہو آکر بعد مدۃ کے — اگر چاہو تو یہ کیا تم سے اکثر ہو نہیں سکتا
لگا کہنے سمجھ اس بات کو فک تو کہ جلد اتنا — ترے گھر آنے جانے میں مرا گھر ہو نہیں سکتا

درد ہم کو یہ بات دن تیرا — نالۂ زار خوش نہیں آتا

گزرا تھا بعد مدۃ وہ سامنے سے ہو کر — اے کوتہی نالہ [یہ وقت تھا کہئے کا

اپنی آنکھوں اوسے میں دیکھوں — ایسا بھی کبھو خدا کرے گا
گر ہیں یہی ڈھنگ تیرے ظالم — دیکھیں گے کوئی وفا کرے گا

چٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ — اے تو سن بہار تجھے تازیانہ تھا

اے شب ہجر نہیں ہے یہ سیاہی تیری — خون گردن [پہ] ہے تیری کسی سودائی کا

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلایق ہے — کوئی کعبہ سمجھتا ہے کوئی سمجھے ہے بتخانہ
ظالم یہ صید دل نہ فتراک سے ترے — اسوقت سے بندھا ہے کہ تو [نے سوار تھا]
مدۃ کے بعد خط سے یہ ظاہر ہوا کہ عشق — تیری طرف سے حسن کے دل میں غبار تھا

لہ نسخہ ۱۰۰۰ میں یہ شعر مرقوم نہیں ہے